

آروزان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور اولین کاوش

# الْفَتْحُ الرَّبَّانِي

فقیہی ترتیب

شیخ احمد عبدالرحمن بناسامانی رَحْمَةُ اللهِ

## مُسْتَدَامَا أَحْمَد بن حنبل

شیخ الإسلام، صاحب المذهب، شيخ السنة، إمام أهل الحديث وصاحب المنة على الأمة  
أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ الرَّبَّانِيُّ الشَّيْبَانِيُّ

ترجمہ

ڈاکٹر عبدالنجم گوندوی پروفیسر سعیدی محبتی سعیدی ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان

تحقیق و تخریج و شرح  
ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان

نظارت کانی  
ڈاکٹر حافظ عبدالقدیر  
تقریظ  
ڈاکٹر عبدالمناصر رحمانی اعوان

6





## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس  
پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [library@mohaddis.com](mailto:library@mohaddis.com)



اردو زبان میں اپنی نوعیت کی نمونہ اور اولین کاوش  
سلیبس ترجمہ، تشریح، تحقیق و تخریج

6

# الْفَتْحُ الرَّبَّانِي

فِقهی ترتیب

## مُسْتَدْرَاكُ الْأَحْمَدِيَّاتِ

شیخ الاسلام، صاحب المذہب شیخ السنۃ امام اہل الخریف وصاحب الذمۃ علی الارۃ

ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ

مولانا عباس نجم گودلوی پروفیسر سنیہ تعلیمی

ابوالفاسم محمد محفوظ اعوان

# قال رسول الله

تقریظ: شیخ الحدیث ناصر رحمانی حفظہ اللہ  
تخریق و تخریج و مسح: ابوالفاسم محمد محفوظ اعوان  
نقل و کتاب: حافظ عبدالقدیر فریق  
لوگوں کا کتاب لاہور



انصار السنۃ  
پکاپ کیشنگن لاہور

اسلامی اکادمی < ۱ - الفضل مارکیٹ اتر دوبکانر لاہور

042-37357587

جملہ حقوق بحق

# انصار السنۃ پبلیکیشنز

محفوظ ہیں

نام کتاب: **مُسْنَدُ اِمَامِ اَحْمَدِ بْنِ حَنْبَلٍ**

شیخ الاسلام، صامب المنہب، شیخ السنۃ، امام اہل الحدیث و صامب المنۃ علی الامۃ

تالیف: **ابن عبد اللہ بن محمد بن حنبلہ الشیبانی**

تقریباً  
حافظ عبدالشرفیق  
شیخ الحدیث علامہ محمد رفیع صاحب دہلوی

تحقیق و تصحیح و مسح،  
ابوالخاتم محفوظ اعوان

مولانا عبدالرحیم گوندلوی پروفیسر سعیدی  
ابوالخاتم محفوظ اعوان

اہتمام: **محمد رمضان محمدی محمد سلیم جلالی**

ناشر: **ابومومن منصور احمد**

اسلامی اکادمی ۱۰۱ - الفضل مارکیٹ اتر ڈوب کاناں لاہور 042-37357587

## Dar-us-Salam

486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217

TEL:(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511

E-Mail: darussalamny@hotmail.com

Web Site: www.darussalamny.com





امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے جناب عبداللہ سے کہا:  
اِحْتَفِظْ بِهَذَا الْمُسْنَدِ ، فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لِلنَّاسِ إِمَامًا۔  
تم اس مسند کی حفاظت کرنا، پس بیشک عنقریب یہ لوگوں کا امام ہوگی۔  
(سیر أعلام النبلاء: ۱۱ / ۳۲۷)



## نہرت

قسم فقہ کی دوسری نوع معاملات کا بیان ----- 21  
خرید و فروخت، ذرائع آمدنی اور تجارت کے متعلقہ امور  
کا بیان ----- 21

### ذرائع آمدنی کے ابواب

کسب مال کی رغبت دلانے، پست ہمتی سے گریز کرنے، نیز حلال  
کی ترغیب اور حرام سے نفرت دلانے کا بیان ----- 21  
اس چیز کا بیان کہ سب سے بہترین کمائی تجارت اور آدمی کا اپنے  
ہاتھوں سے کام کرنا ہے ----- 26  
بادشاہ کے عطیے اور عالمین زکوٰۃ کی کمائی کا بیان ----- 28  
زراعت کے ذریعے کمائی کرنا اور اس کی فضیلت کا بیان ----- 32  
بکریوں کو پالنے، ان کی برکت اور ان کو چرانے کا بیان ----- 34  
سینگی لگانے والوں، لونڈیوں، قصاب اور سنار وغیرہ کی کمائی کا  
بیان ----- 36  
نیکس وصول کرنے والوں اور سرداروں کی کمائی کا بیان ----- 41

### تجارت کے ذریعے کمائی کرنے کا بیان

خرید و فروخت میں سچائی اور امانت اور ان کی فضیلت کا بیان 45  
سودا فروخت کرنے کے لیے جھوٹ بولنے اور قسم اٹھانے کی  
مذمت اور بازاروں کی مذمت کا بیان ----- 46  
تجارت میں نری اختیار کرنے اور درگزر کرنے، سودا واپس  
کرنے اور اچھا معاملہ کرنے اور اس کی فضیلت کا بیان ----- 50  
گھریا زمین کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو اس جیسی چیز میں  
خرچ نہ کرنے والے کا بیان ----- 56  
ان چیزوں کا بیان کہ جن کی تجارت جائز نہیں ہے  
شراب، بکس اور بے فائدہ چیزوں کی تجارت کا بیان ----- 57  
کتے، بلی اور چوری کی ہوئی بکری کی قیمت، زانیہ کی کمائی، نجوی کی  
مٹھائی اور گانے والیوں کی خرید و فروخت سے ممانعت کا بیان 62  
ذلاء اور زائد پانی کو فروخت کرنے اور ساٹھ کی جفتی کی اجرت

النَّوْعُ الثَّانِي مِنْ فِسْمِ الْفِيهِ الْمُعَامَلَاتُ  
كِتَابُ الْبَيْعِ وَالْكَسْبِ وَالْمَعَاشِ وَمَا  
يَتَعَلَّقُ بِالتَّجَارَةِ  
أَبْوَابُ الْكَسْبِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي النِّحْيِ عَلَى الْكَسْبِ وَعَدَمِ التَّفَاعُدِ  
وَالْتَرغِيبِ فِي الْحَلَالِ مِنْهُ وَالتَّنْفِيهِ مِنَ الْحَرَامِ  
بَابُ أَفْضَلِ الْكَسْبِ التَّبِعُ وَعَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ وَ  
مِنْهُ كَسْبٌ وَلَدِيهِ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي عَطَاءِ السُّلْطَانِ وَكَسْبِ عُمَّالِ الصَّدَقَةِ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَسْبِ بِالزَّرَاعَةِ وَقَضَائِهَا  
بَابُ مَا جَاءَ فِي إِتْحَادِ الْغَنَمِ وَبَرَكِيَّتِهَا وَرَعِيَّتِهَا  
بَابُ مَا جَاءَ فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ وَالْإِمَاءِ وَالْقَصَابِ  
وَالصَّانِعِ وَغَيْرِ ذَلِكَ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي كَسْبِ الْعَشَارِينَ وَأَصْحَابِ الْمَكْسِ  
وَالْعُرْقَاءِ وَنَحْوِهِمْ

### أَبْوَابُ الْكَسْبِ بِالتَّجَارَةِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ فِي الْبَيْعِ  
وَالشِّرَاءِ وَقَضَى ذَلِكَ  
بَابُ ذَمِّ الْكُذِبِ وَالْحَلْفِ لِتَرْوِجِ السِّلْعَةِ وَذَمِّ  
الْأَسْوَابِ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسَاهُلِ وَالتَّسَامُحِ فِي الْبَيْعِ وَالبَاقَالَةِ  
وَحُسْنِ التَّقَاضِي وَقَضَى ذَلِكَ  
بَابُ مَنْ بَاعَ دَارًا أَوْ عِقَارًا فَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهَا فِي مِثْلِهَا

### أَبْوَابُ مَا لَا يَجُوزُ بَيْعُهُ

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ الْخَمْرِ وَالتَّنَجَّاسَةِ وَمَا لَا نَفْعَ فِيهِ  
الْنَهْيُ عَنْ شَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنُورِ وَالتَّحْرِيْسَةِ وَمَهْرِ  
الْبَيْعِيِّ وَحُلُولِ الْكَاهِنِ وَبَيْعِ الْمُغْتَنِيَاتِ  
بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَقَضَى الْمَاءِ وَعَسْبِ



- لینے سے نبی کا بیان ----- 64
- دھوکے والی چیزوں کی تجارت سے ممانعت کا بیان ----- 67
- ملاسنہ اور منابذہ کی بیع سے ممانعت کا بیان ----- 70
- مزبنہ اور محافلہ کی تجارت اور ہر ترکوشک کے عوض فروخت کرنے کی ممانعت کا بیان ----- 71
- بیع عرایا کی اجازت اور اسماء والی بیع کی ممانعت کا بیان، الا یہ کہ اس کو معین کر دیا جائے ----- 75
- درختوں اور پھلوں کو فروخت کرنے کے بارے میں ابواب -- 77
- بیوند کاری کیا ہوا کھجور کا درخت فروخت کرنے کا بیان ----- 77
- پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ان کو فروخت کرنے کی ممانعت کا بیان ----- 78
- پھلوں کا اندازہ لگانے، سالوں کی بیع اور آفتوں کو معاف کر دینے کا بیان ----- 81
- بیع عینہ، ایک سو دے میں دو سو دوں اور بیع عربوں سے ممانعت کا بیان ----- 82
- نقد اور ادھار کے سو دے کی قیمت میں فرق، ایک سو دے میں دو سو دوں کا مفہوم ----- 84
- ایک آدمی کا ایک خریدار کو کوئی چیز بیچنا، پھر وہی چیز کسی اور کو بیچ دینا اور ایسی چیز کی بیع کرنے کی ممانعت کہ بیچنے والا جس کا مالک نہ ہو اور وہ اس کو خرید کر اُس کے سپرد کر دے ----- 89
- خریدار کو قبضے میں لینے سے پہلے خریدی ہوئی چیز کو آگے فروخت کر دینے کی ممانعت کا بیان ----- 90
- بیع بخش اور آدمی کی بیع پر بیع کرنے کی ممانعت کا بیان، ماسوائے بیع مزایدہ کے ----- 98
- غلام کی تجارت کا اور محرم غلاموں کے مابین تفریق ڈالنے کی ممانعت کا بیان ----- 100
- گواہ کے بغیر تجارت کرنے کا اور اس سلسلے میں سیدنا خزیمہ بن ثابت کی عظیم منقبت کا بیان ----- 101
- تجارت میں شرطوں کے ابواب
- فروخت شدہ چیز سے فائدہ اٹھانے اور مزید اس قسم کی شرط لگانے کا بیان ----- 103

- الفحل
- بَابُ النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الْعَرْرِ
- بَابُ النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الْمَلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ
- بَابُ النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الْمُرَابَنَةِ وَالْمُحَافَلَةِ وَعَنْ بَيْعِ كُلِّ رَطْبٍ يَبَاسِهِ
- بَابُ الرَّخِصَةِ فِي الْعَرَايَا وَالنَّهْيِ عَنِ الْإِسْتِثْنَاءِ فِي الْبَيْعِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعْلُومًا
- أَبْوَابُ بَيْعِ الْأَصُولِ وَالشَّعَارِ
- بَابُ مَنْ بَاعَ تَخْلًا مَوْتَرًا
- بَابُ النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الشَّمْرَةِ قَبْلَ بُلُوِّ صَلَاحِهَا
- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَرْصِ وَبَيْعِ السِّتِينِ وَوَضْعِ الْجَوَانِحِ
- بَابُ النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الْعَيْنَةِ وَبَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ وَبَيْعِ الْعَرَبُونَ
- بَابُ فِيمَنْ بَاعَ سِلْعَةً مِنْ رَجُلٍ ثُمَّ مِنْ آخَرَ وَفِي النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ مَا لَا يَمْلِكُهُ قَيْشَرِيُو وَيُسْلِمُهُ
- بَابُ نَهْيِ الْمُشْتَرِيِ عَنِ بَيْعِ مَا اشْتَرَاهُ قَبْلَ قَبْضِهِ
- بَابُ الْأَمْرِ بِالْكَيْلِ وَالْوَزْنِ وَالنَّهْيِ عَنِ بَيْعِ النَّطْعَامِ حَتَّى يَحْرِي فِيهِ الصَّاعَانِ
- بَابُ النَّهْيِ عَنِ تَلْقَى الرُّكْبَانِ وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِيَادِ
- بَابُ النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ النَّجْشِ، وَعَنْ بَيْعِ الرَّجُلِ عَلَى بَيْعِ أُخِيهِ إِلَّا فِي الْمُرَابَذَةِ
- بَابُ بَيْعِ الرَّقِيقِ وَكَرَاهَةِ التَّفْرِيقِ بَيْنَ ذَوِي الْمَحَارِمِ
- بَابُ الْبَيْعِ بَعْدَ إِشْهَادٍ وَفِيهِ مَنْقَبَةٌ عَظِيمَةٌ لِخُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه
- أَبْوَابُ الشَّرُوطِ فِي الْبَيْعِ
- بَابُ اشْتِرَاطِ مَنْقَعَةِ الْمَبِيعِ وَمَا فِي مَعْنَاهُ

- فاسد شرط کے ہونے کے بلوجو تجارت کے عقد کے صحیح ہونے کا بیان 104
- تجارت میں غبن اور دھوکے سے سلامتی کی شرط کا بیان --- 104
- مجلس کے اختیار کا بیان ----- 106
- عیوب کے احکام کے ابواب
- عیب کو واضح کر دینے، دھوکہ نہ کرنے اور دھوکہ کرنے والے کی وعید کا بیان ----- 109
- اس جانور کا بیان، جس کا دودھ روکا گیا ہو ----- 112
- غلام کی ضمانت اور اس چیز کا بیان کہ تازہ کی ہوئی کمائی عیب کی وجہ سے سود واپس کرنے میں رکاوٹ نہیں بنے گی ----- 114
- ذخیرہ اندوزی کی مذمت کا بیان ----- 115
- بھاؤ مقرر کرنے کا بیان ----- 117
- خرید و فروخت کرنے والوں کے مابین اختلاف ہو جانے کا بیان 119
- سود کے ابواب
- سود کے بارے میں سختی کا بیان ----- 121
- ان اقسام کا بیان، جن میں سود پایا جاتا ہے ----- 126
- بیع صرف کا بیان، یعنی چاندی کو سونے کے عوض ادھار پر فروخت کرنا ----- 130
- نقد و نقد سود ہونے کی صورت میں ایک جنس میں تفاضل کے جواز کے قائلین کی دلیل ----- 133
- سونے کے عوض ایسی چیز بیچنے کا بیان کہ جس میں سونا بھی ہو اور اس کے علاوہ کوئی چیز بھی ہو ----- 136
- درہم و دینار کو توڑنے کی ممانعت کا بیان، الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو ----- 137
- بوقت تجارت اناج کے برابر برابر ہونے کا بیان ----- 137
- تفاضل کا بیان اور جن چیزوں کو ماپا اور جن کا وزن نہ کیا جاسکتا ہو، ان میں ادھار کا اور حیوان کے عوض گوشت کی بیع کا بیان --- 139
- بیع سلم (بیع سلف) کے مسائل
- قرض کے مسائل
- قرض دینے کی فضیلت اور تنگدست پر آسانی کرنے کا بیان 144
- اچھے انداز میں قرض کی ادائیگی اور اس کا مطالبہ کرنے، قرض دار کی قرض خواہ کے لیے دعا کرنے اور لیے ہوئے قرض سے زیادہ مقدار دے دینے کے مستحب ہونے کا بیان ----- 146

- بَابُ صِحَّةِ الْعَقْدِ مَعَ الشَّرْطِ الْفَاسِدِ
- بَابُ شَرْطِ السَّلَامَةِ مِنَ الْغَبْنِ وَالْخِدَاعِ فِي الْبَيْعِ
- بَابُ إِتْبَاتِ خِيَارِ الْمَجْلِسِ
- أَبْوَابُ أَحْكَامِ الْعُيُوبِ
- بَابُ وُجُوبِ تَبْيِينِ الْعَيْبِ وَعَدَمِ الْعَشْرِ وَوَعِيدِ مَنْ عَشَرَ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَصْرَاةِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي عَهْدَةِ الرَّقِيقِ وَأَنَّ الْكُسْبَ الْحَادِثَ لَا يَمْنَعُ الرَّدَّ بِالْعَيْبِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي ذَمِّ الْإِخْتِكَارِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْعِيرِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِخْتِلَافِ الْمُتَبَايَعِينَ
- أَبْوَابُ الرِّبَا
- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِيهِ
- بَابُ الْأَصْنَافِ الَّتِي يُوجَدُ فِيهَا الرِّبَا
- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّرْفِ وَهُوَ بَيْعُ الْوَرَقِ بِالذَّهَبِ نِسِيئَةً يَعْنِي دِينًا
- بَابُ حُجَّةٍ مَنْ رَأَى جَوَازَ التَّفَاضُلِ فِي الْجِنْسِ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ
- بَابُ حُكْمِ مَنْ بَاعَ ذَهَبًا وَغَيْرَهُ بِذَهَبٍ
- بَابُ السَّنْهِ عَنِ كَسْرِ الدَّرَاهِمِ وَالذَّنَانِيرِ الَّتِي يُتَعَامَلُ بِهَا إِلَّا مِنْ بَأْسٍ
- بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلٍ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّفَاضُلِ وَالنِّسِيئَةِ فِي غَيْرِ الْمَكِيلِ وَالْمَوْزُونِ وَبَيْعِ اللَّحْمِ بِالْحَيَوَانِ
- كِتَابُ السَّلْمِ
- كِتَابُ الْقَرْضِ وَالذَّيْنِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْقَرْضِ وَالتَّيْسِيرِ عَلَى الْمُعْسِرِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الْقَضَاءِ وَالتَّقَاضِيِ وَاسْتِجَابِ دُعَاءِ الْمَدِينِ لِلذَّائِنِ وَتَوْفِيئِهِ بِأَكْثَرِ مِمَّا أَخَذَ مِنْهُ



- قرض سے محتاط رہنے، بوقت ضرورت اس کے جائز ہونے اور نبی کریم ﷺ کے قرض لینے کا بیان ----- 149
- ادا نیگی کا ارادہ نہ رکھنے والے یا ادا نیگی میں سستی کرنے والے قرض دار شخص کی سخت مذمت اور فاضل آدمی کا فوت ہونے والے مقروض آدمی کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا بیان ----- 152
- قرض کی وجہ سے میت کے نفس کو جنت سے روک لینے کا بیان 156
- مقروض آدمی کی نماز جنازہ ادا نہ کرنے کے حکم کا منسوخ ہونا 157
- قرض کو وصیت اور وراثہ کے حقوق پر مقدم کرنے کا بیان، اگرچہ وراثہ چھوٹی عمر والے ہوں ----- 158
- ادھار کی وجہ سے کسی چیز کو فروخت کرنے اور تنگدست سے کچھ قرضہ معاف کر دینے کے مستحب ہونے کا بیان ----- 159
- اس چیز کا بیان کہ جس آدمی نے کسی حادثے یا ضرورت کی بنا پر قرضہ لیا، جبکہ وہ ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو اور ادا نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کر دے گا ----- 162
- تنگدست کو مہلت دینے والے یا اس کو معاف کر دینے والے کی فضیلت کا بیان ----- 164

### گردوی کا بیان

- حضر میں گردوی رکھنے کے جواز کا بیان ----- 170
- گردوی میں رکھی ہوئی سواری پر اس کے خرچ کے عوض سواری کر لینے کا بیان ----- 171

### حوالہ اور ضمان کا بیان

- مالدار پر حوالہ قبول کر لینے کے دجوب اور غنی کے نال مثول کرنے کی حرمت کا بیان ----- 172
- مفلس میت کے قرض کی ضمانت کا بیان ----- 173
- جس چیز کی ضمانت دی گئی ہو، ضامن اس کی ادا نیگی سے ہی بری ہوگی، نہ کہ صرف ضمانت اٹھانے سے ----- 174
- اگر اصل مالک فروخت شدہ چیز کو پالیتا ہے تو اس چیز کی ضمانت فروخت کرنے والے پر ہوگی ----- 175
- مفلسی اور مالی معاملات پر پابندی لگانے کے مسائل قرض لینے کے لیے مالدار آدمی کا پیچھا کرنے اور قید کے ذریعے اس کو سزا دینے اور تنگدست کو آزاد چھوڑنے کا بیان ----- 176
- جو آدمی اپنا سامان مفلس ہو جانے والے خریدار کے پاس

بَابُ التَّخْذِيرِ مِنَ الدَّيْنِ وَجَوَازِهِ لِلْحَاجَةِ وَمَا جَاءَ فِي اسْتِدَانَةِ النَّبِيِّ ﷺ

بَابُ التَّشْدِيدِ عَلَى الْمَدِينِ إِذَا لَمْ يَرِدِ الْوَفَاءُ أَوْ تَهَاوَنَ فِيهِ وَعَدَمُ صَلَاةِ الْفَاضِلِ عَلَى مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ

بَابُ فِي أَنْ نَفْسَ الْمَيِّتِ مَحْبُوسَةٌ عَنِ الْجَنَّةِ بِدَيْنِهِ

بَابُ نَسْخِ تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ

بَابُ تَفْذِيرِ الدَّيْنِ عَلَى الْوَصِيَّةِ وَاسْتِحْقَاقِ الْوَرِثَةِ وَإِنْ كَانُوا صِغَارًا

بَابُ مَا يَجُوزُ بَيْعُهُ فِي الدَّيْنِ وَاسْتِحْبَابِ وَضْعِ بَعْضِ الدَّيْنِ عَنِ الْمُعْسِرِ

بَابُ مَنِ اسْتَدَانَ لِكَارِئَةٍ أَوْ حَاجَةٍ ضَرُورِيَّةٍ نَأْيًا الْوَفَاءَ وَلَمْ يَجِدْ وَقَى اللَّهَ عَنْهُ

بَابُ فَضْلِ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ لَهُ

### كِتَابُ الرَّهْنِ

بَابُ جَوَازِ الرَّهْنِ فِي الْحَضَرِ

بَابُ الظَّهْرِ يَرْكَبُ بِتَفَقُّهِ إِذَا كَانَ مَرُهُوتًا

### كِتَابُ الْحَوَالَةِ وَالضَّمَانِ

بَابُ وَجُوبِ قَبُولِ الْحَوَالَةِ عَلَى الْمَلِيءِ وَتَحْرِيمِ مَطْلِ الْغَنِيِّ

بَابُ ضَمَانِ دَيْنِ الْمَفْلِسِ

بَابُ فِي أَنَّ الْمَضْمُونِ عَنْهُ إِنَّمَا يَبْرُؤُ بِإِدَاءِ الضَّامِنِ لَا بِمَجْرَدِ ضَمَانِهِ

بَابُ فِي أَنَّ ضَمَانَ الْمَيْبِيعِ عَلَى الْبَائِعِ إِذَا وَجَدَ مَنْ يَسْتَحِقُّهُ

### كِتَابُ التَّغْلِيصِ وَالْحَجْرِ

بَابُ مِلَازِمَةِ الْمَلِيءِ وَعُقُوبَتِهِ بِالْحَبْسِ وَإِطْلَاقِ الْمُعْسِرِ

بَابُ مَنْ وَجَدَ سِلْعَتَهُ عِنْدَ رَجُلٍ إِيْتَاعَهَا مِنْهُ وَقَدْ

- پالنے 177 -----  
بیوقوفوں پر پابندی لگانے کا اور ان لوگوں کا بیان، جن پر پابندی  
لگائی جائے گی 178 -----  
سن رشد کے اثبات اور بلوغت کی علامتوں کا بیان 179 -----  
صلح کے مسائل اور عہد و امان کے احکام  
باہمی صلح جوئی کی ترغیب کا بیان 182 -----  
معلوم یا نامعلوم چیز میں صلح کے جائز ہونے اور دونوں صورتوں  
میں ہو جانے والی کمی بیشی کو معاف کر دینے کا بیان 183 -----  
عمدا کیے گئے قتل کی دیت میں کمی بیشی کر کے صلح کروانے کا بیان 184 -----  
پڑوسی کی ناپسندیدگی کے باوجود اس کی دیوار پر لکڑی رکھنے  
کا بیان 185 -----  
جب راستے کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہو جائے تو کتنا  
راستہ چھوڑا جائے گا 186 -----  
پرناलों کا پانی سڑک کی طرف نکال دینے کا جواز، لیکن شرط یہ  
ہے کہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو 188 -----  
مشارکت اور مضاربت کے مسائل  
وکالت کے مسائل  
اس چیز کا بیان جس میں وکیل مقرر کرنا جائز ہے 191 -----  
اس آدمی کا بیان کہ جس کو ایک چیز خریدنے کا وکیل بنایا گیا، لیکن اس  
نے زیادہ چیزیں خرید کر اضافی چیزوں میں از خود تصرف کیا۔ 192 -----  
ایک آدمی نے مال کا صدقہ کرنے کے لیے ایک وکیل بنایا، لیکن  
اس نے وہی مال اس مالک کے بیٹے کو دے دیا 192 -----  
مساقات، مزارعت اور زمین کو کرائے پر دینے کا بیان  
مساقات اور مزارعت کا بیان 194 -----  
زمین کو کرائے پر دینے کے بارے میں ابواب  
مطلق طور پر زمین کو کرایہ پر دینے کی ممانعت کا بیان 195 -----  
زمین کو اس کی بعض پیداوار کے عوض کرائے پر دینے سے منع  
کرنے والوں اور سونے، چاندی کے عوض جائز سمجھنے والوں کی  
دلیل کا بیان 201 -----  
تمام طریقوں سے زمین کو کرائے پر دینے والوں کی دلیل کا اور  
ممانعت کو نہیں تیزی پر محمول کرنے کا بیان 203 -----

أَفْلَسَ

بَابُ الْحَجْرِ عَلَى السُّهْمَاءِ وَذَكَرَ مَنْ يُحَجَّرُ عَلَيْهِ

بَابُ إِبْتِاطِ الرُّشْدِ وَعَلَامَاتِ الْبُلُوغِ

كِتَابُ الصُّلْحِ وَأَحْكَامِ الْجَوَارِ

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي إِصْلَاحِ ذَاتِ التَّيْبِنِ

بَابُ جَوَازِ الصُّلْحِ عَنِ الْمَعْلُومِ وَالْمَجْهُولِ وَالتَّحْلِيلِ

مِنْهُمَا

بَابُ الصُّلْحِ عَنِ دَمِ الْعَمْدِ بِأَكْثَرِ مِنَ الذِّيَّةِ وَأَقْلَى

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الْحَسْبِ فِي جِدَارِ النَّجَارِ وَإِنْ

كَرِهَ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّرِيقِ إِذَا اختلفُوا فِيهِ كَمْ تُجْعَلُ

بَابُ جَوَازِ إِخْرَاجِ مِيَازِبِ الْمَطْرِ إِلَى الشَّارِعِ بِشَرْطِ

كَفِّ الضَّرْبِ عَنِ النَّمَارَةِ

كِتَابُ الشَّرْكَةِ وَالْقِرَاضِ

كِتَابُ الْوَكَالَةِ

بَابُ مَا يَجُوزُ التَّوَكُّلُ فِيهِ

بَابُ مَنْ وَكَّلَ فِي شَرَاءِ شَيْءٍ فَاشْتَرَى بِالسَّمَنِ أَكْثَرَ

مِنْهُ وَتَصَرَّفَ فِي الزِّيَادَةِ

بَابُ مَنْ وَكَّلَ فِي التَّصَدُّقِ بِمَالِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى وَكِّلِ

الْمَوْكَّلِ

كِتَابُ الْمَسَاقَاةِ وَالْمُزَارَعَةِ وَكِرَاءِ الْأَرْضِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسَاقَاةِ وَالْمُزَارَعَةِ

أَبْوَابُ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ

بَابُ النَّهْيِ عَنِ كِرَاءِ الْأَرْضِ مُطْلَقًا

بَابُ حُجَّةٍ مَنْ مَنَعَ كِرَاءَ الْأَرْضِ بِبَعْضِ مَا يَخْرُجُ

مِنْهَا إِلَّا بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

بَابُ حُجَّةٍ مَنْ رَأَى الْجَوَارِ بِالْجَمِيعِ وَحَمَلَ النَّهْيَ

عَلَى كِرَاهَةِ التَّنْزِيهِ



## اجارہ کے مسائل

- 206 ----- اجارہ کی مشروریت کا بیان
- 206 ----- عامل کی اجرت اور عمل کی کیفیت کا بیان
- 208 ----- مزدور اپنی مزدوری کا مستحب کب ٹھہرتا ہے، اس چیز کا اور اس کو پورا حق نہ دینے والے کی وعید کا بیان
- 209 ----- سبکی لگانے والے کی اجرت کا بیان
- اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیے جانے والے نیک اعمال کی اجرت کا بیان
- 210 ----- اجرت پر مباح نفع کمانے کے جواز کا بیان
- 215 ----- ودیعت اور عاریہ کے مسائل
- 217 ----- عاریہ چیز کے جائز ہونے اور اس میں رغبت دلانے کا بیان
- 218 ----- ودیعت اور عاریہ کے طور پر دی ہوئی چیزوں کی ضمانت کا بیان
- بے آباد زمین کو آباد کرنے، پانی کا لوگوں میں مشترک ہونے، الاٹ کی ہوئی زمین اور چراگاہوں کے مسائل
- 221 ----- بے آباد زمین آباد کرنے والے کی فضیلت کا بیان
- جو آدمی درخت لگا کر یا کنواں کھود کر زمین کو آباد کرتا ہے، اس کی حد ملکیت کتنی ہوگی؟
- 222 ----- تین چیزوں میں مسلمانوں کے شریک ہونے، زائد پانی اور گھاس کو روک لینے سے منع کرنے اور اختلاف کی صورت میں نیچے والی زمین سے پہلے اوپر والی زمین کو سیراب کر لینے کا بیان
- 224 ----- الاٹ کی ہوئی زمینوں اور چراگاہوں کے مسائل
- 227 ----- زمینیں الاٹ کرنے کا بیان
- 230 ----- کان الاٹ کرنے کا بیان
- 231 ----- بیت المال کے جانوروں کے لئے چراگاہوں کا بیان
- غصب کے مسائل
- جان بوجھ کر اور ازراہ مذاق غصب کی ممانعت اور مسلمان بھائی کا مال غصب کرنے کی وعید کا بیان
- 233 ----- زمین کو غصب کرنے یا اس کو چوری کرنے والے کا بیان، اگرچہ وہ ایک بالشت یا ایک ہاتھ کے برابر ہو
- 237 ----- فصل: اروئی بنت اولیس اور سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہما کا واقعہ
- 240 -----

## کتابُ الإِجَارَةِ

- بَابُ مَشْرُوعِيَةِ الْإِجَارَةِ  
وَبَيَانُ أَجْرَةِ الْعَامِلِ وَصِفَةِ الْعَمَلِ  
بَابُ مَنْ يَسْتَحِقُّ الْأَجْرَةَ، وَوَعِيدُ مَنْ لَمْ يُؤْفَ قَ حَقَّهُ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَجْرَةِ الْحَجَّامِ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَجْرَةِ عَلَى الْقُرْبِ
- بَابُ مَا يُجُوزُ الْإِسْتِجَارُ عَلَيْهِ مِنَ النَّفْعِ الْمُبَاحِ  
كِتَابُ الْوَدِيْعَةِ وَالْعَارِيَةِ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي جَوَازِ الْعَارِيَةِ وَالتَّرَغِيْبِ فِيهَا  
بَابُ مَا جَاءَ فِي ضَمَانِ الْوَدِيْعَةِ وَالْعَارِيَةِ  
كِتَابُ إِحْيَاءِ الْمَوَاتِ وَاشْتِرَاكِ النَّاسِ فِي الْمَاءِ وَمَا جَاءَ فِي الْأَقْطَاعِ وَالْحِمَى
- بَابُ فَضْلِ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيِّتَةً  
بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُحْمِي الْأَرْضَ بِغَرْسِ شَجَرٍ أَوْ حَفْرِ بِنْرِ فَمَاذَا يَكُونُ حَرْمُهَا؟
- بَابُ الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ وَالنَّهْيُ عَنْ مَنَعِ فَضْلِ الْمَاءِ وَالْكَلِّ وَشُرْبِ الْأَرْضِ الْعُلْيَا قَبْلَ السُّفْلَى إِذَا اخْتَلَفُوا  
أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَطَائِعِ وَالْحِمَى
- بَابُ إِقْطَاعِ الْأَرْضِ  
بَابُ إِقْطَاعِ الْمَعَادِنِ  
بَابُ الْحِمَى لِذَوَاتِ بَيْتِ الْمَالِ
- كِتَابُ الْعَصَبِ  
بَابُ النَّهْيِ عَنِ جِدِّهِ وَهَزْلِهِ وَوَعِيدُ مَنْ اغْتَصَبَ مَالَ أُخِيهِ  
بَابُ مَنْ اغْتَصَبَ أَوْ سَرَقَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ وَلَوْ قِيدَ شِبْرٍ أَوْ ذِرَاعٍ  
(فَضْلٌ مِنْهُ فِي قِصَّةِ أَرْوَى بِنْتِ أُوَيْسٍ مَعَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نُفَيْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا)

- اس شخص کا بیان جس نے مالک کی اجازت کے بغیر بکری پکڑ کر  
اس کو ذبح کیا اور اس کو بھونا یا پکایا ----- 241
- غصب شدہ چیز ہی واپس کرنا، اگر وہ اسی حالت میں باقی ہو، یا  
اس کی قیمت ادا کرنا، اگر وہ قیمت والی ہو یا اس کے متبادل اس کی  
مثل واپس کرنا، اگر وہ مثل والی ہو، جب غاصب نے اس کو تلف  
کر دیا ہو یا وہ اس کے ہاتھ میں تلف ہو گئی ہو ----- 244
- دوسروں کی زمین میں ان کی اجازت کے بغیر کھیتی کاشت کرنے  
والے اور مالکوں کی اجازت کے بغیر پھل یا کھیتی میں سے کچھ لینے  
والے کا بیان ----- 245
- حیوانوں کے نقصان کا بیان ----- 247
- حملہ کرنے والے کو روکنا، اگرچہ اس کو قتل کرنا پڑے اور اس لڑائی  
میں اگر وہ قتل ہو جائے جس پر حملہ کیا گیا تو وہ شہید ہوگا -- 249
- شفعہ کے مسائل
- شفعہ کے حکم کا بیان ----- 251
- اس چیز کا بیان کہ کس چیز میں اور کس کے لیے شفعہ کا حق ہے 252
- اس چیز کا بیان کہ شفعہ کا حق کب ختم ہوتا ہے ----- 254
- گری پڑی چیز کی کتاب
- گری پڑی چیز کے آداب و احکام کا جامع بیان ----- 255
- سونے اور چاندی کی گری پڑی چیز اور اس طرح کے دوسرے  
سامان کا بیان ----- 258
- اس شخص کی وعید کا بیان جس نے گم شدہ چیز اٹھالی اور اس کا  
اعلان نہ کیا ----- 260
- گری پڑی چیز پر گواہ بنانے اور کم مقدار اور زیادہ مقدار کی چیز کی  
مدت اعلان کا بیان ----- 262
- مکہ میں گری پڑی چیز کے حکم کا بیان ----- 263
- ہبہ اور ہدیہ کے مسائل
- ہدیہ دینے پر آمادہ کرنے، اس کو قبول کرنے کے مستحب ہونے اور  
ہدیہ دینے والے کی فضیلت کا بیان ----- 265
- رسول اللہ ﷺ کا ہدیہ قبول کرنا، اگرچہ وہ حقیر سا ہو اور صدقہ  
قبول نہ کرنا، اگرچہ وہ قیمتی ہو ----- 267
- ہدیہ اور ہبہ کا بدلہ دینا ----- 272
- کافروں کے ہدیے قبول کرنا ----- 273

بَابُ مَنْ أَخَذَ شَاةً فَذَبَحَهَا وَسَوَّاهَا أَوْ طَبَخَهَا بغيرِ  
إِذْنِ أَهْلِهَا

بَابُ رَدِّ الْمَغْضُوبِ بِعَيْنِهِ إِنْ كَانَ بَاقِيًا، وَقِيمَتِهِ  
إِنْ كَانَ مِنْ ذَوَاتِ الْقَيْسِمِ أَوْ رَدِّ مِثْلِهِ إِنْ كَانَ مِنْ  
ذَوَاتِ الْأَمْثَالِ إِذَا أَتَلَفَهُ الْغَاصِبُ أَوْ تَلَفَ فِي يَدِهِ

بَابُ مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ بغيرِ إِذْنِهِمْ وَمَنْ أَخَذَ  
شَيْئًا مِنَ الثَّمَرِ أَوْ الزَّرْعِ بغيرِ إِذْنِ أَهْلِهِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي جِنَايَةِ الْبَهَائِمِ  
بَابُ دَفْعِ الصَّائِلِ وَإِنْ أَدَّى إِلَى قَتْلِهِ وَأَنَّ الْمَصُولَ  
عَلَيْهِ يُقْتَلُ شَهِيدًا

### كِتَابُ الشُّفْعَةِ

بَابُ الْأَمْرِ بِالشُّفْعَةِ  
بَابُ فِي آتِي شَيْءٍ تَكُونُ الشُّفْعَةُ وَلِمَنْ تَكُونُ  
بَابُ مَنْ تَسْفُطُ الشُّفْعَةُ

### كِتَابُ اللَّقْطَةِ

بَابُ جَامِعِ لَأَدَابِ اللَّقْطَةِ وَأَحْكَامِهَا  
بَابُ مَا جَاءَ فِي لُقْطَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَا جَاءَ فِي  
مَعْنَاهُمَا مِنَ الْأَمْتِعَةِ  
بَابُ وَعَيْدٍ مَنْ أَوَى ضَالَّةً وَلَمْ يَعْرِفْهَا

بَابُ الْإِشْهَادِ عَلَى اللَّقْطَةِ وَمَدَّةِ التَّعْرِيفِ عَلَى الْيَسِيرِ  
وَالْكَثِيرِ مِنْهَا

بَابُ مَا جَاءَ فِي لُقْطَةِ مَكَّةَ

### كِتَابُ الْهَبِيَّةِ وَالْهَدِيَّةِ

بَابُ النَّحْتِ عَلَى الْهَدِيَّةِ وَإِسْتِحْبَابِ قُبُولِهَا وَقَضْلِ  
الْمُهْدِي

قُبُولِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْهَدِيَّةِ وَإِنْ كَانَتْ حَقِيرَةً لَا  
الصَّدَقَةَ وَإِنْ كَانَتْ عَظِيمَةً

الثَّوَابُ عَلَى الْهَدِيَّةِ وَالْهَبِيَّةِ

قُبُولِ هَدَايَا الْكُفَّارِ



- 275 ----- مشرکوں کے تحائف قبول نہ کرنے کا بیان  
ہدیہ کو اہل و عیال، دوستوں اور حاضرین میں تقسیم کرنے کے  
278 ----- مستحب ہونے کا بیان  
آدمی کے اپنی اولاد کو ہبہ دینے کے جواز کا اور ہبہ میں بعض بچوں  
280 ----- کو ترجیح دینے کی کراہت کا بیان  
والد کے علاوہ سب کے لیے ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینے کی  
282 ----- ممانعت کا بیان  
285 ----- عمری اور رقی کا بیان  
286 ----- عمری اور رقی کے جائز ہونے کا بیان  
287 ----- عمری اور رقی کی ممانعت کا بیان  
عمری کی تفسیر کا اور اس چیز کا بیان کہ کس کے حق میں اس کا فیصلہ  
288 ----- ہوگا

### وقف کی کتاب

- وقف کے جواز، اس کی فضیلت اور غیر منقسم اور منقول چیز کے  
291 ----- وقف کا بیان  
مسجد یا کنوئیں کو وقف کرنے اور اللہ تعالیٰ پر اس کے اجر کا ثابت  
ہونے کا بیان، نیز وقف کرنے والے کا ان اشیاء میں وہی حصہ ہو  
گا، جو عام مسلمان کا ہوگا  
294 -----

### وصیتوں کے مسائل

- وصیت کرنے پر رغبت دلانے، اس میں ظلم کرنے کی ممانعت اور  
زندگی میں ہی اس کا اہتمام کر لینے کی فضیلت کا بیان — 297  
بیمار آدمی کا ایک تہائی مال یا اس سے کم سے صدقات و خیرات  
کرنے کے جواز اور اس سے زیادہ کرنے کی ممانعت کا بیان 301  
وارث کے لیے وصیت کے نہ ہونے کا بیان ----- 306  
یتیم کے بارے میں وصیت کرنے والے کا بیان ----- 307

### فرائض کے ابواب

- میراث کے مواعظ کا بیان ----- 309  
مقتول کی وصیت تمام ورثاء کے لیے ہونے کا اور اس حمل کی  
میراث کا بیان، جس نے پیدا ہونے کے بعد حج جاری ہو۔ 312  
اس چیز کا بیان انبیاء کرام علیہم السلام کا وارث نہیں بنایا جاتا۔ 313  
اصحاب الفروض سے ابتداء کرنے اور ان سے بچ جانے والی  
315 ----- میراث کو عصبہ میں تقسیم کرنے کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدَمِ قُبُولِ هَدِيَّةِ الْمُشْرِكِينَ  
بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْسِيمِ الْهَدِيَّةِ فِي الْاَهْلِ وَالْاَصْحَابِ  
وَمَنْ حَضَرَ  
بَابُ جَوَازِ هِبَةِ الرَّجُلِ لِاَوْلَادِهِ وَكَرَاهَةِ تَفْضِيلِ  
بَعْضِهِمْ فِي الْهِبَةِ  
بَابُ النَّهْيِ اَنْ يَرْجِعَ الرَّجُلُ فِي هِبَتِهِ اِلَّا الْوَالِدُ

### ابوابُ العُمري والرقبي

بَابُ مَا جَاءَ فِي جَوَازِ هِمَا  
بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْهُمَا  
بَابُ مَا جَاءَ فِي تَفْسِيرِ الْعُمري وَلَمْ يَكُنْ الْقَضَاءُ  
بِهَا

### كِتَابُ الْوَقْفِ

بَابُ مَشْرُوعِيَّةِ الْوَقْفِ وَقَضَائِهِ وَوَقْفِ الْمَشَاعِ  
وَالْمَنْقُولِ  
بَابُ مَنْ وَقَفَ مَسْجِدًا اَوْ بِنَا لَا يَكُونُ لَهُ فِيهَا اِلَّا مَا  
يُكْفَلُ مُسْلِمًا وَاَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

### كِتَابُ الْوَصَايَا

بَابُ النَّحْيِ عَلَى الْوَصِيَّةِ وَالنَّهْيِ عَنِ النَّحْيِ فِيهَا  
وَفَضِيلَةِ التَّنْجِيزِ حَالَ الْحَيَاةِ  
بَابُ جَوَازِ تَبَرُّعَاتِ الْمَرِيضِ مِنَ الثَّلَاثِ فَاَقْلَ وَمَنْعِهِ  
مِنَ الزِّيَادَةِ عَلَيْهِ  
بَابُ لَا وَصِيَّةَ لَوَارِثٍ  
بَابُ حُكْمِ الْوَصِي فِي التَّبِيحِ

### كِتَابُ الْفَرَائِضِ

بَابُ مَوَانِعِ الْاِرْثِ  
بَابُ اَنَّ دِيَّةَ الْمَقْتُولِ لِجَمِيعِ وَرَثَتِهِ، وَمَا جَاءَ فِي  
وِيْرَاثِ الْحَمْلِ بَعْدَ وَضْعِهِ اِنْ اسْتَهْلَ  
بَابُ فِي اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لَا يُورَثُونَ  
بَابُ الْبَدْوِ بِدَوِي الْفُرُوضِ وَاِعْطَاءِ الْعَصَبَةِ مَا بَقِيَ

- بہنوں کا بیٹیوں کی وجہ سے عصبہ بننے اور پوتی کے ساتھ بیٹی کا حصہ مقرر ہونے کا بیان ----- 317
- یعنی بھائیوں کی وجہ سے علاقائی بھائیوں کے ساقط ہوجانے کا بیان 318
- دادیوں اور نانیوں کی میراث کا بیان ----- 318
- جد کی وراثت کا بیان ----- 320
- ذوی الارحام کی میراث کا بیان ----- 323
- غلام کی اور اس شخص کی میراث کا بیان جو کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہو ----- 324
- لعان اور زنا والی اولاد کا اپنی ماؤں کا اور ان کی ماؤں کا ان کا وارث بننا اور ایسی اولاد کا باپ سے منقطع ہو جانا ----- 326
- اس شخص کا بیان جو اپنے وارث کو میراث سے محروم کرنا چاہے 327
- ولاء کی وجہ سے میراث کا بیان ----- 328
- کالہ کا بیان ----- 330
- فقہ کی تیسری نوع: اقصیہ احکام ----- 332
- فیصلوں اور شہادتوں کے مسائل
- قاضی کے فیصلے میں درستی اور خطا دونوں کے امکان، مجتہد قاضی کے اجر اور اس کے فیصلہ کرنے کی کیفیت کا بیان ----- 332
- قضا اور امارت کی حرص رکھنے کی کراہت کا بیان ----- 335
- ظالم حاکموں کی مذمت اور مُصِیْفِ حُکْمَانُوں کی فضیلت کا بیان ----- 337
- حاکم کو رشوت سے منع کرنے کا بیان ----- 340
- قضا اور قاضی کے آداب کا بیان
- فریقین کا کلام سن لینے سے پہلے فیصلہ کر دینے سے ممانعت کا بیان ----- 341
- غصے کی حالت میں فیصلہ کرنے سے ممانعت کا بیان ----- 342
- فریقین کا قاضی کے سامنے بیٹھنے کا بیان ----- 343
- باطل چیز پر جھگڑنے والے کے گناہ کا بیان، اگرچہ بظاہر اس کے لیے فیصلہ کر دیا گیا ہو اور اس چیز کا بیان کہ کیا قاضی اپنے علم کی روشنی میں فیصلہ کر سکتا ہے یا نہیں ----- 343
- دعووں، گواہیوں اور قسم کی صورتوں وغیرہ کے ابواب ----- 344
- مالوں اور خونوں جیسے معاملات میں جب مُدَّعی کے پاس گواہ نہ

- بَابُ الْأَخْوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً، وَفَرَضُ الْبِنْتِ مَعَ بِنْتِ الْإِنْتِ
- بَابُ سَقُوطِ وَوَلَدِ الْأَبِ بِالْإِخْوَةِ مِنَ الْأَبَوَيْنِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدَّةِ وَالْجَدَّاتِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدِّ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ ذَوِي الْأَرْحَامِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْمُؤَلَى مِنْ أَسْفَلٍ وَمَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدِ رَجُلٍ
- بَابُ مِيرَاثِ ابْنِ الْمَلَاعَةِ وَالزَّائِيَةِ مِنْهُمَا وَمِيرَاثِهِمَا مِنْهُ وَإِنْقِطَاعِهِ مِنَ الْأَبِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ فَرَّ مِنْ تَوْرِيثِ وَارِثِهِ
- بَابُ النِّمِرَاثِ بِالْوَلَاءِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَالَةِ
- النُّوعُ الثَّلَاثُ مِنَ الْفِقْهِ الْأَقْصِيَّةِ وَالْأَحْكَامِ
- كتاب القضاء والشهادات
- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَاضِي يَصِيبُ وَخَطِيءٌ وَأَجْرُ الْقَاضِي الْمُجْتَهِدِ وَكَيْفَ يَقْضِي
- بَابُ كَرَاهَةِ الْجُرْحِ عَلَى الْقَضَاءِ وَالْوِلَايَةِ وَنَحْوِهَا
- بَابُ التَّشْدِيدِ عَلَى الْحُكَّامِ الْجَائِرِينَ وَفَضْلِ الْمُقْسِطِينَ
- بَابُ نَهْيِ الْحَاكِمِ عَنِ الرِّشْوَةِ
- أَبْوَابُ آدَابِ الْقَضَاءِ وَالْقَاضِي
- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحُكْمِ إِلَّا بَعْدَ سَمَاعِ كَلَامِ الْخَصْمَيْنِ
- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحُكْمِ فِي حَالَةِ الْغَضَبِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي جُلُوسِ الْخَصْمَيْنِ أَمَامَ الْقَاضِي
- بَابُ إِثْمِ مَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَإِنْ حُكِمَ لَهُ بِهِ فِي الظَّاهِرِ وَهَلْ يَحْكُمُ الْقَاضِي بِعِلْمِهِ أَمْ لَا
- أَبْوَابُ الدَّعَاوِي وَالْبَيِّنَاتِ وَصُورَةِ الْيَمِينِ وَغَيْرِ ذَلِكَ
- بَابُ اسْتِحْلَافِ الْمُدَّعَى عَلَيْهِ فِي الْأَمْوَالِ وَالْدِّمَاءِ

- 344 ----- ہو تو مذہبی علیہ سے قسم لینے کا بیان
- 346 - ایک گواہ اور ایک قسم کے ساتھ فیصلہ کرنے والے کا بیان -
- جب فریقین کسی چیز کی ملکیت کا دعویٰ کریں اور ان کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو قرعہ کے ذریعے فیصلہ کرنے کا بیان، اسی طرح اس چیز کی وضاحت کہ اگر دونوں کے پاس گواہ تو ہوں لیکن متعارض ہوں۔ 347
- رسول اللہ ﷺ کے کیے ہوئے چند متفرق فیصلہ جات -- 348
- شہادتوں کے ابواب
- اس چیز کا بیان کہ کس کی شہادت پر حکم لگانا جائز ہے اور کس کی شہادت پر ناجائز ----- 352
- عورتوں کی گواہی کا بیان ----- 353
- گواہی دینے والے کو لوگوں کے ڈر کی وجہ سے حق چھپانے سے ممانعت کا بیان اور (بغیر مطالبے کے) ثواب حاصل کرنے کے لیے شہادت دینے والے کی گواہی کا بیان ----- 353
- بغیر مطالبے کے گواہی دینے والے کی مذمت کا بیان ----- 355
- جھوٹی گواہی کی قباحت کا بیان ----- 356
- قتل اور دوسرے جرائم کے مسائل اور خونوں کے احکام
- مؤمن کے قتل پر سخت وعید اور سختی کا بیان ----- 359
- مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانے والے کی وعید کا بیان ----- 364
- مسلمان کا خون کو جائز قرار دینے والے امور کا بیان ----- 367
- ذمیوں اور معاہدہ والوں کے قتل کے حرام ہونے اور اس معاملے میں سختی کا بیان ----- 370
- خودکشی کرنے پر وعید کا بیان ----- 371
- نفس کی حفاظت کرنے اور اسے ہلاکت سے بچانے کے واجب ہونے کا بیان ----- 376
- اس چیز کے ابواب کہ کون سے حیوان قتل کرنا جائز ہیں اور کون سے ناجائز ----- 377
- فاسق حیوانات کو قتل کرنے کے حکم کا بیان ----- 377
- گھریلو سانپوں کو مارنے کی ممانعت کا بیان ----- 383
- چھپکلی کو قتل کرنے کے مستحب ہونے اور اس کو مارنے والے کے اجر و ثواب کا بیان ----- 387

وَعَبْرِهِمَا إِذَا لَمْ تَوْجَدْ بَيْنَهُ لَمُدْعَى

بَابُ مَنْ قَضَى بِالْبَيْتَيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ

بَابُ الْقَضَاءِ بِالْقُرْعَةِ فِيمَا إِذَا ادَّعَى الْخَصْمَانِ مِلْكَ

شَيْءٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ وَمَاذَا يَفْعَلُ إِذَا كَانَ لَهُمَا

بَيِّنَةٌ وَتَعَارَضَتِ الْبَيِّنَاتُ

بَابُ جَامِعٍ فِي قَضَائِيَا حَكَمَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

أَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ

بَابُ مَنْ يَجُوزُ الْحُكْمُ بِشَهَادَتِهِ وَمَنْ لَا يَجُوزُ

بَابُ شَهَادَةِ النِّسَاءِ

بَابُ نَهْيِ الشَّاهِدِ عَنِ كِتْمَانِ الْحَقِّ خَشْيَةَ النَّاسِ وَمَا

جَاءَ فِي شَهَادَةِ الْحِسْبَةِ

بَابُ دَمٍ مِنْ أَدَى شَهَادَةٍ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ

بَابُ التَّغْلِيظِ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ

كِتَابُ الْقَتْلِ وَالْجَنَائِبِ وَأَحْكَامِ اللَّمَاءِ

بَابُ التَّغْلِيظِ وَالْوَعِيدِ الشَّدِيدِ فِي قَتْلِ الْمُؤْمِنِ

بَابُ وَعِيدٍ مَنْ حَمَلَ السِّلَاحَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ

بَابُ مَا يُبِيحُ دَمَ الْمُسْلِمِ

بَابُ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْمُعَاهِدِ وَأَهْلِ الذِّمَّةِ وَالتَّشْدِيدِ فِي

ذَلِكَ

بَابُ وَعِيدٍ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ

بَابُ وَجُوبِ الْمُحَافَظَةِ عَلَى النَّفْسِ وَتَجَنُّبِ مَا يُظَنُّ

فِيهِ هَلَاكُهَا

أَبْوَابُ مَا يَجُوزُ قَتْلُهُ مِنَ الْحَيَوَانِ وَمَا لَا يَجُوزُ

بَابُ الْأَمْرِ بِقَتْلِ الْفَوَاسِقِ مِنَ الْحَيَوَانِ

بَابُ النَّهْيِ عَنِ قَتْلِ حَيَاتِ الْبُيُوتِ إِلَّا بَعْدَ تَحْذِيرِهَا

إِلَّا الْأَبْتَرُ وَذَا الطُّفَيْتَيْنِ فَإِنَّهُمَا يُقْتَلَانِ

بَابُ اسْتِحْبَابِ قَتْلِ الْوَزْغِ وَثَوَابِ قَاتِلِهِ



- 389 ----- کتوں کو قتل کرنے اور انہیں پالنے کا بیان
- 389 ----- کتوں کو قتل کرنے کے حکم اور اس کے سبب کا بیان
- کالے سیاہ کتے کے علاوہ باقی کتوں کو قتل نہ کرنے کی رخصت کا بیان ----- 392
- اس چیز کا بیان کہ اس رخصت کے بعد کون سے کتے پالنا جائز ہیں اور کون سے ناجائز ----- 393
- جس گھر میں کتا یا تصویر ہو، اس میں فرشتوں کے داخل نہ ہونے کا بیان ----- 395
- ان حیوانات کا بیان، جن کا قتل کرنا جائز نہیں ہے ----- 398
- حیوان یا انسان کو باندھ کر قتل کرنے یا اذیت والی چیز سے قتل کرنے اور پھر انسان کا مثلہ کرنے سے ممانعت کا بیان -- 399
- ہر روح والی چیز کو آگ سے جلانے کی ممانعت کا بیان --- 402
- قصاص کے ابواب
- قتل عمد پر قصاص کے ثابت ہونے اور اس کے مستحق کو قصاص اور دیت میں اختیار دینے کا بیان ----- 404
- اس چیز کا بیان کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا اور آزاد کو غلام کے بدلے قتل کیے جانے کا مسئلہ ----- 405
- مرد کو عورت کے بدلے اور عورت کو عورت کے بدلے قتل کرنے اور بھاری آلے سے قتل کرنے اور قاتل کو اسی انداز میں قتل کرنے کا بیان، جس میں اس نے کیا ہو ----- 408
- والدین کو اولاد کے بدلے میں قتل نہ کرنے اور ایک مقتول کے قصاص میں دو افراد کو قتل کرنے کا بیان ----- 409
- حکمرانوں سے قصاص لیے جانے کا بیان، الا یہ کہ مستحق صلح کر لے یا معاف کر دے ----- 411
- قصاص لینے کا مستحق ہونے کے بعد معاف کر دینے والے کی فضیلت کا بیان ----- 414
- دانت توڑنے کے قصاص کا بیان ----- 415
- کان کا بعض حصہ کاٹنے میں قصاص لینے کا بیان ----- 417
- اس چیز کا بیان کہ ایک آدمی کسی کا ہاتھ کاٹنے کیلئے منہ میں ڈالے اور وہ اپنا ہاتھ کھینچے جس کے نتیجے میں اس کے سامنے والا دانت گر جائے ----- 418

أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْكِلَابِ وَافْتِنَائِهَا  
بَابُ الْأَمْرِ بِقَتْلِهَا وَسَبَبِ ذَلِكَ  
بَابُ الرُّخْصَةِ فِي عَدَمِ قَتْلِ الْكِلَابِ إِلَّا الْأَسْوَدَ  
الْبَيْهَمِ  
بَابُ مَا يَجُوزُ إِفْتِنَاؤُهُ مِنَ الْكِلَابِ بَعْدَ الرُّخْصَةِ وَمَا لَا  
يَجُوزُ  
بَابُ عَدَمِ دُخُولِ الْمَلَائِكَةِ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ أَوْ صُورَةٌ

بَابُ مَا لَا يَجُوزُ قَتْلُهُ مِنَ الْحَيَوَانَ  
بَابُ النَّهْيِ عَنِ قَتْلِ الْحَيَوَانَ أَوْ الْإِنْسَانَ صَبْرًا أَوْ  
بَشْرًا فِيهِ تَعْدِيْبٌ وَعَنِ التَّمَثِيلِ بِهِ  
بَابُ النَّهْيِ عَنِ تَحْرِيقِ كُلِّ ذِي رُوحٍ بِالنَّارِ  
أَبْوَابُ الْقِصَاصِ

بَابُ إِجْبَابِ الْقِصَاصِ بِالْقَتْلِ الْعَمْدِ وَأَنَّ مُسْتَحِقَّهُ  
بِالْخِيَارِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الدِّيَةِ  
بَابُ لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ، وَمَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْحُرِّ  
بِالْعَبْدِ

بَابُ قَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ بِمِثْلِهَا وَالْقَتْلَ  
بِالْمِثْقَلِ وَالْقِصَاصِ مِنَ الْقَاتِلِ بِالصَّفَةِ الَّتِي قَتَلَ بِهَا

بَابُ لَا يُقْتَلُ وَالِدٌ بِوَلَدِهِ، وَمَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْإِنْتَيْنِ  
بِأَنوَاجِدِ

بَابُ الْقِصَاصِ مِنْ وِلَاةِ الْأُمُورِ إِلَّا إِذَا اضْطَلَحَ  
الْمُسْتَحِقُّ أَوْ عَفَا

بَابُ فَضْلِ مَنْ اسْتَحَقَّ الْقِصَاصَ وَعَفَا

بَابُ الْقِصَاصِ فِي كَسْرِ السِّنِّ

بَابُ الْقِصَاصِ فِي قَطْعِ شَيْءٍ مِنَ الْأُذُنِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَانْتَزَعَهَا فَسَقَطَتْ  
فِي يَدِهِ

ذم کے درست ہونے سے پہلے قصاص لینے کی ممانعت کا بیان 419  
کیا حرم یا دیگر مساجد میں قصاص یا حدیں لگائی جاسکتی ہیں؟ 420

### قصاص کا بیان

- دیت کے ابواب ----- 424  
نفس، اعضاء اور اعضاء کی منفتوں کی دیت کا جامع تذکرہ اور  
اس میں قتل خطا، قتل عمد اور قتل شبہ عمد کا بیان 424  
شبہ عمد کے مقتول کی دیت کا بیان 429  
محض قتل خطا کی دیت کا بیان 431  
قتل کے علاوہ اعضاء اور رزخوں وغیرہ کی دیت کا بیان 432  
ذمیوں اور مکاتب کی دیت کا بیان 435  
جنین کی دیت کا بیان 437  
اس شخص کا بیان کہ جس کے والد کو ازراہ خطا قتل کر دیا گیا اور پھر  
اس نے اس کی دیت کو مسلمانوں پر خیرات کر دیا 439  
قتل کا سبب بننے کی وجہ سے دیت کے واجب ہونے کا بیان  
اور گڑھے میں گرنے والوں کا واقعہ 439  
عاقلہ اور دیت کی ذمہ داری اٹھانے والوں کا بیان 441  
کسی شخص کا دوسرے کے جرم کی وجہ سے مواخذہ نہیں ہوگا، اگرچہ  
وہ اس کا سب سے قریبی رشتہ دار ہو 443

### حدود کے مسائل

- حد قائم کرنے کی ترغیب اور جب مقدمہ حکمران تک پہنچ جائے تو  
اس کی معافی کے لیے سفارش کرنے کی ممانعت کا بیان -- 446  
اس چیز کا بیان کہ حدود میں فدیہ قبول نہ کرنے کا عمل گناہوں کا  
کفارہ بنتا ہے ----- 450  
ان افراد کا بیان جن پر حد واجب نہیں ہوتی، نیز شبہات کی بنا پر  
حدود نہ لگانے کا بیان ----- 452  
حکمران تک پہنچانے سے پہلے حد کو ثابت کرنے والے گناہ کا ارتکاب  
کرنے والے شخص پر پروہ ڈالنے کے مستحب ہونے کا بیان -- 455  
اسلام سے مرتد ہونے والے کی حد اور زادوقہ کا بیان ---- 457  
زنا کی حد کے ابواب

زنا سے نفرت دلانے کا اور زانی کی وعید کا بیان، بالخصوص جب وہ

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِقْتِصَاصِ فِي الطَّرْفِ قَبْلَ الْإِنْدِمَالِ  
بَابُ حَلِّ يَسْتَوْفَى الْقِصَاصُ وَالْحُلُودُ فِي الْحَرَمِ  
وَالْمَسَاجِدِ أَمْ لَا؟

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَسَامَةِ

- أَبْوَابُ الدِّيَةِ  
بَابُ جَمَاعِ دِيَةِ النَّفْسِ وَأَعْضَائِهَا وَمَنَافِعِهَا وَمَا جَاءَ  
فِي الْخَطَا وَالْعَمْدِ وَشِبْهِ الْعَمْدِ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ قَتْلِ شِبْهِ الْعَمْدِ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ الْخَطَا الْمَخْضِ  
بَابُ جَمَاعِ لِدِيَةِ مَا دُونَ النَّفْسِ مِنَ الْأَعْضَاءِ وَالْجِرَاحِ  
وَعَبْرَ ذَلِكَ  
بَابُ دِيَةِ أَهْلِ الدِّمَةِ وَالْمَكَاتِبِ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ الْجَنِينِ  
بَابُ مَنْ قُتِلَ وَالِدُهُ خَطَاً فَتَصَدَّقَ بِدِيَتِهِ عَلَى  
الْمُسْلِمِينَ  
بَابُ وَجُوبِ الدِّيَةِ بِالسَّبَبِ وَقِصَّةِ أَصْحَابِ الزُّبْيَةِ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَاقِلَةِ وَمَا تَحْمِلُهُ  
بَابُ لَا يُؤْخَذُ الْمَرْءُ بِجَنَائِهِ غَيْرِهِ وَلَوْ مِنْ أَقْرَبِ النَّاسِ  
إِلَيْهِ

### كِتَابُ الْحُدُودِ

- بَابُ الْحَدِّ عَلَى إِقَامَةِ الْحَدِّ وَالنَّهْيِ عَنِ الشَّفَاعَةِ فِيهِ  
إِذَا بَلَغَ الْإِمَامَ  
بَابُ عَدَمِ قُبُولِ الْفِدْيَةِ فِي الْحُدُودِ أَنَّهُ مَكْفَرٌ بِالذَّنْبِ  
بَابُ مَنْ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ وَمَا جَاءَ فِي ذُرِّ  
الْحُدُودِ بِالشُّبُهَاتِ  
بَابُ اسْتِحْبَابِ السَّنْرِ عَلَى مَنْ ارْتَكَبَ مَا يُوجِبُ  
الْحَدَّ قَبْلَ تَبْلِيغِهِ الْإِمَامَ  
بَابُ حَدِّ مَنْ ارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ وَمَا جَاءَ فِي الزَّنَادِقَةِ  
أَبْوَابُ حَدِّ الزَّانَا  
بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّنْفِيرِ مِنَ الزَّانَا وَوَعِيدِ قَاعِلِهِ لَا يَسِيمَا

- 459 - اپنے پڑوسی کی بیوی، خاص طور پر جس کا خاندان غائب ہو۔
- 464 - زنا کی اولاد کا حکم۔
- اجنبی عورت کو دیکھنے کے حرام ہونے کا بیان، کیونکہ یہ زنا کے مقدمات میں سے ہے۔
- 466 - اجنبی عورت پر اچانک پڑ جانے والی نگاہ کی معافی کا اور ایسی نگاہ کے بعد نظر جھکا لینے کے ثواب بیان اور آپ ﷺ کا فرمان کہ ”جب کوئی آدمی کسی عورت کو دیکھے اور وہ اس کو پسند آجائے تو وہ اپنی بیوی کے پاس پہنچے (اور جماع کرے)۔“
- 468 - عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنے کا بیان۔
- 470 - اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کی ممانعت کا بیان۔
- 471 - بغیر کسی اوٹ کے مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ لینے سے ممانعت کا بیان۔
- 472 - بیجروں کا عورتوں پر داخل ہونے سے ممانعت کا بیان۔
- 474 - شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے اور کنوارے زانی کو کوڑے مارنے اور جلاوطن کرنے کے ابواب
- قرآن مجید سے شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کی دلیل۔
- 477 - شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے اور کنوارے زانی کو کوڑے لگانے اور ایک سال تک جلاوطن کرنے کا بیان۔
- 479 - ماعز بن مالک اسلمی کے قصے اور رجم کا بیان۔
- 482 - زنا کا اقرار کرنے کے بارے میں ابواب
- چار مرتبہ زنا کا اقرار کرانے کا اعتبار۔
- 490 - زنا کا اقرار کرنے والے سے مزید استفسار کرنا اور ایسی وضاحت طلب کرنا کہ جس میں کوئی تردد نہ ہو۔
- 495 - اس چیز کا بیان کہ اس شخص کو حد نہیں لگائی جائے گی، جو کسی حد کا اقرار تو کرے اور اس کا نام نہ لے۔
- 496 - زنا کا اقرار کر لینے کے بعد دوبارہ اس کا انکاری ہو جانے کا بیان، اسی طرح اس شخص کا بیان کہ وہ تو ایک عورت سے زنا کرنے کا اقرار کرے، لیکن وہ عورت انکار کر دے۔
- 498 - تجارت میں نرمی اختیار کرنے اور درگزر کرنے، سودا واپس کرنے اور اچھا معاملہ کرنے اور اس کی فضیلت کا بیان۔
- 500 - وضع حمل تک حاملہ عورت سے حد کو مؤخر کر دینے کا بیان۔
- 501 -

بِحِلَّةِ الْجَارِ وَالْمُعِيْبَةِ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي وِلْدِ الزَّانَا  
بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ الْأَجْنَبِيَّةِ لِأَنَّهُ مِنْ مُقَدِّمَاتِ الزَّانَا  
بَابُ الْعَفْوِ عَنِ نَظَرَةِ الْفَجَاءَةِ وَتَوَابِ الْغَضِّ عَنِ النَّظَرِ بَعْدَهَا وَقَوْلِهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ امْرَأَةً فَأَعَجَبْتَهُ فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ))

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَظَرِ الْمَرْأَةِ إِلَى الرَّجُلِ الْأَجْنَبِيِّ  
بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخُلُوعِ بِالْمَرْأَةِ الْأَجْنَبِيَّةِ  
بَابُ النَّهْيِ عَنِ مِبَاشَرَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ بِغَيْرِ حَائِلٍ

بَابُ نَهْيِ الْمُخْتَبِئِينَ عَنِ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ  
أَبْوَابُ رَجْمِ الزَّانِي الْمُحْصَنِ وَجَلْدِ الْبِكْرِ وَتَغْرِيْبِهِ

بَابُ دَلِيلِ رَجْمِ الزَّانِي الْمُحْصَنِ مِنْ كِتَابِ اللَّهُمَّزَّوَجَلَّ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي رَجْمِ الزَّانِي الْمُحْصَنِ وَجَلْدِ الْبِكْرِ وَتَغْرِيْبِهِ عَامًّا

بَابُ مَا جَاءَ فِي قِصَّةِ مَا عَزَّزَ بِنِ مَالِكِ الْأَسْلَمِيِّ وَرَجْمِهِ  
أَبْوَابُ الْإِقْرَارِ بِالزَّانَا

بَابُ إِعْتِبَارِ تَكَرُّرِ الْإِقْرَارِ بِالزَّانَا أَرْبَعًا  
بَابُ اسْتِيفْسَارِ الْمُقِرِّ بِالزَّانَا وَإِعْتِبَارِ تَصْرِيْحِهِ بِمَا لَا تَرَدُّ فِيهِ

بَابُ مَنْ أَقْرَبَ بِحَدٍّ وَلَمْ يُسَمِّهِ لَمْ يُحَدِّ

بَابُ فِيمَا يَذْكُرُ فِي الرَّجُوعِ عَنِ الْإِقْرَارِ وَمَنْ أَقْرَأَهُ زَنَى بِامْرَأَةٍ فَجَحَدَتْ

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسَاهُلِ وَالتَّسَامُحِ فِي النَّبِيْعِ وَابْتِاقَالَةِ وَحُسْنِ التَّفَاضِي وَفَضْلِ ذَلِكَ  
بَابُ تَأْخِيْرِ الْحَدِّ عَنِ الْحُبْلَى حَتَّى تَضَعَ حَمْلَهَا



- 505 ----- مریض پر حد قائم کرنے کا بیان
- 506 ---- سنگسار ہونے والے کے لئے گڑھا کھودنے کا بیان
- 507 ---- بیوی کی لونڈی کو استعمال کر لینے والے شخص کا بیان
- اس شخص کا بیان جو محرم عورت سے منہ کالا کرے یا کسی چوپائے سے برائی کرے یا قوم و لوٹ و الا عمل کر بیٹھے
- 509 ----- اہل کتاب کے شادی شدہ زانی کو رجم کرنے اور اس معاملے میں اسلام کے شرط نہ ہونے کا بیان
- 512 ----- زانی غلام کی پچاس کوڑے حد ہونے کا بیان
- 514 ----- آقا کا اپنے غلام پر حد نافذ کرنے کا بیان
- 515 ----- تہمت کی حد کے ابواب
- تہمت لگانے سے نفرت دلانے اور اس کے کبیرہ گناہ ہونے کا بیان
- 518 ----- تہمت کی حد اسی کوڑے ہونے کا بیان
- 519 ----- چور کی حد کے ابواب
- چور پر لعنت کرنے اور کتنی مقدار میں ہاتھ کاٹا جائے گا
- 521 ---- چوری میں محفوظ جگہ کا اعتبار کرنے کا بیان اور لوٹنے والے، ڈاکہ ڈالنے والے، خیانت کرنے والے اور عاریہ کا انکار کرنے والے کا بیان اور ان چیزوں کی وضاحت جن میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا
- 524 چور کے اقرار پر ہاتھ کاٹنے، حد کے بارے میں تلقین کرنے اور کاٹنے کے بعد ہاتھ کو داغنے کا بیان، نیز اس چیز کا بیان کہ کیا ایک مرتبہ چوری کا اعتراف کافی ہے
- 526 ----- جب غلام، آقا کی چوری کرے تو کیا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، نیز بھاگے ہوئے غلام کا حکم کیا ہے، جب وہ چوری کرے
- 527 ---- ان امور کا بیان کہ چوری میں پہلے کون سا ہاتھ کاٹا جائے، کاٹنے کا جگہ، ہاتھ کاٹ کر چور کی گردن میں لٹکانا، بار بار چوری کرنے والے کی سزا اور اس آیت کے بارے میں مفسرین کے اقوال: ”اور چوری کرنے والا مرد اور عورت، پس ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو“
- 528 ہاتھ کاٹنے وغیرہ کی حد کا بیان، نیز کیا دار الحرب میں پوری سزا دی جائے گی یا نہیں
- 529 ----- شراب کی حرمت اور شرابی کی حد کے ابواب
- شراب کی حرمت، اس کو پینے والے پر لعنت کرنے اور اس کے آخرت میں شراب سے محروم ہو جانے کا بیان
- 531 -----

- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَى الْمَرِيضِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَفْرِ لِلْمَرْجُومِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ وَطِئَ جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ وَقَعَ عَلَى ذَاتِ مَحْرَمٍ أَوْ آتَى بِهِمَةً أَوْ عَمِلَ عَمَلًا لَوْطًا
- بَابُ مَا جَاءَ فِي رَجْمِ الزَّانِي الْمُحْصَنِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَأَنَّ الْإِسْلَامَ لَيْسَ بِشَرْطٍ فِي الْإِحْصَانِ
- بَابُ حَدِّ زَنَا الرَّقِيقِ خَمْسُونَ جَلْدَةً
- بَابُ فِي أَنَّ السَّيِّدَ يَقِيمُ الْحَدَّ عَلَى رَقِيقِهِ
- أَبْوَابُ حَدِّ الْقَذْفِ
- بَابُ التَّنْفِيرِ مِنَ الْقَذْفِ وَأَنَّهُ مِنَ الْكِبَائِرِ
- بَابُ فِي أَنَّ حَدَّ الْقَذْفِ ثَمَانُونَ جَلْدَةً
- أَبْوَابُ حَدِّ السَّارِقِ
- بَابُ لَعْنِ السَّارِقِ وَفِي كَمْ تُقَطَعُ يَدُهُ
- بَابُ إَعْتِبَارِ الْحَرَزِ وَمَا جَاءَ فِي الْمُخْلِسِ وَالْمُتَهَبِّ وَالْخَائِنِ وَجَائِدِ الْعَارِيَةِ وَمَا لَا قَطْعَ فِيهِ
- بَابُ الْقَطْعِ بِالْإِفْرَارِ وَهَلْ يَكْتَفَى فِيهِ بِالْمَرَّةِ وَتَلْقِينِ الْحَدِّ وَحَسَمِ الْبَيْدِ بَعْدَ قَطْعِهَا
- بَابُ هَلْ يُقَطَعُ الْعَبْدُ إِذَا سَرَقَ مِنْ سَيِّدِهِ؟ وَمَا حُكْمُ الْعَبْدِ الْآبِي إِذَا سَرَقَ
- بَابُ آتَى الْيَدَيْنِ تُقَطَعُ أَوْ لَا فِي السَّرِقَةِ وَمَوْضِعِ الْقَطْعِ وَتَلْقِينِ يَدِ السَّارِقِ فِي عُنُقِهِ، وَمَا يُفْعَلُ فِي مَنْ تَكَرَّرَتْ مِنْهُ السَّرِقَةُ وَقَوْلِ الْمُفْسِّرِينَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾
- بَابُ حَدِّ الْقَطْعِ وَغَيْرِهِ هَلْ يُسْتَوْفَى فِي دَارِ الْحَرْبِ أَمْ لَا؟
- أَبْوَابُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ وَحَدِّ شَارِبِهَا
- بَابُ بَعْضِ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيمِ الْخَمْرِ وَلَعْنِ شَارِبِهَا وَجَرْمَانِيَةِ مِنْ خَمْرِ الْأَخْجَرَةِ إِلَّا أَنْ يَتُوبَ

شرابی کی حد اور اس کو مارنے کی مقدار کا بیان اور اس کو کس چیز سے مارا جائے گا ----- 535

چوتھی مرتبہ شرابی کو قتل کرنے اور پھر اس حکم کے منسوخ ہو جانے کا بیان ----- 541

جس آدمی سے شراب کا نشہ یا اس کی بومحسوس کی جا رہی ہو، کیا اس پر حکم ثابت ہو جائے گی، اگرچہ وہ اعتراف نہ کرے؟ ----- 543

تعزیر کی مقدار اور تہمتوں کی وجہ سے قید کر لینے کا بیان ---- 545

محاربین اور راستوں کو غیر محفوظ کر دینے والوں کا بیان --- 546

جادو، کہانت اور نجومیت کے ابواب

اللہ تعالیٰ کے حکم سے جادو کی تاثیر کا اور اس آدمی کی وعید کا بیان جو اُس کے حکم کے بغیر اس کی تصدیق کرتا ہو ----- 549

جادوگر کی حد کا بیان ----- 555

شریعت میں کہانت کے حکم اور اس کے مصدر کا بیان، نیز بعض امور میں کاہن کی کیسے تصدیق کی جائے گی؟ ----- 556

کاہن اور عراف کے پاس جانے کی ممانعت اور جا کر اس کی تصدیق کرنے والے کی وعید کا بیان ----- 560

کاہن کی شیرینی اور کاہنوں کی بعض باتوں کا بیان ----- 562

فال پکڑنے، زمیں میں خط لگانے اور بدشگونی کا بیان --- 564

نجومیت کا بیان ----- 566

فدک کی چوتھی نوع ----- 570

شخصی حالات و عادات کا بیان ----- 570

### نکاح کے مسائل

نکاح کی ترغیب دلانے اور قدرت رکھنے کے باوجود اس کو چھوڑنے کی کراہت کا بیان ----- 570

خصی ہونے اور دنیا سے علیحدگی اختیار کرنے سے ممانعت کا بیان 574

عورت کے اوصاف جس سے نکاح کرنا مستحب ہے ----- 577

دو شیرازوں سے نکاح کرنے کی کوشش کی جائے ----- 581

دین اور پسندیدہ اخلاق والی خاتون سے شادی کرنے کی رغبت کا بیان، اگرچہ وہ فقیر یا بد صورت ہو ----- 583

بَابُ حَدِّ شَارِبِ الْخَمْرِ وَكَمْ يُضْرَبُ؟ وَيَأْتِي شَيْءٌ يُضْرَبُ؟

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الشَّارِبِ فِي الرَّابِعَةِ وَيَبَانِ نَسْخِهِ

بَابُ هَلْ يَثْبُتُ الْحَدُّ عَلَى مَنْ وَجَدَ مِنْهُ سَكْرًا أَوْ رِيحًا وَلَمْ يَعْتَرَفْ؟

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَدْرِ التَّعْزِيرِ وَالْحَبْسِ فِي النَّهْمِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحَارِبِينَ وَقُطَاعِ الطَّرِيقِ

أَبْوَابُ السِّحْرِ وَالْكَهَانَةِ وَالْتَّنَجِيمِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي ثُبُوتِ السِّحْرِ وَتَأْتِيهِ بِإِرَادَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَوَعِيدِ مَنْ صَدَّقَهُ بِغَيْرِ ذَلِكَ

بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ السَّاحِرِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَهَانَةِ وَأَصْلِ مَا خَذَهَا وَكَيْفَ يُصَدَّقُ الْكَاهِنُ فِي بَعْضِ الْأُمُورِ

بَابُ النَّهْيِ عَنِ إِيْتَانِ الْكَاهِنِ أَوْ الْعَرَّافِ وَوَعِيدِ مَنْ أَنَاهُ وَصَدَّقَهُ

بَابُ مَا جَاءَ فِي حُلُومِ الْكَاهِنِ وَأَخْبَارِ عَنِ الْكَهَانِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِيَاقَةِ وَالطَّرِيقِ يَعْنِي الْحَطَّ فِي الْأَرْضِ وَالطَّيْرَةِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّنَجِيمِ

النُّوعُ الرَّابِعُ مِنَ الْفَقْهِ

الْأَحْوَالُ الشَّخْصِيَّةُ وَالْعَادَاتُ

بَابُ الْحَدِّ عَلَيْهِ وَكَرَاهَةِ تَرْكِهِ لِلْفَقَائِدِ

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِحْتِصَاءِ وَالتَّبْتُلِ

بَابُ صِفَةِ الْمَرْأَةِ الَّتِي تُسْتَحَبُّ حِطْبَتُهَا

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي التَّزْوِجِ بِالْأَبْكَارِ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا لِمَصْلَحَةٍ فِي النَّسَبِ

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي التَّزْوِجِ مِنْ ذِي الدِّينِ وَالْحُلُقِ الْمَرْضِيِّ وَإِنْ كَانَ فَقِيرًا أَوْ دَمِيمَ الْخَلْقَةِ

- بچوں کی پرورش کی خاطر دوسرا نکاح نہ کرنے والی خاتون کی  
فضیلت اور قریشی عورتوں کی فضیلت کا بیان ----- 586
- منگنی پہ منگنی کا پیغام دینے سے ممانعت اور عدت میں اشارے  
کنائے سے منگنی کی بات کرنے کا بیان ----- 589
- منگیتر کو دیکھنے کے جواز کا بیان ----- 591
- دلی کے بغیر نکاح کے منعقد نہ ہونے اور غلام کا آقا کی اجازت  
کے بغیر شادی کرنے کا بیان ----- 594
- کنواری کو نکاح پر مجبور اور بیوہ سے مشورے کا بیان ----- 598
- نکاح میں یتیم بچی کو مجبور نہ کرنے اور اس کی اجازت اور  
رضامندی سے اس کی شادی کرنے کا بیان ----- 601
- عورتوں سے ان کی بیٹیوں کے بارے میں مشورہ کرنا ----- 603
- باپ کا اپنی بیوہ یا بالغ کنواری بچی کا اس کی رضامندی کے بغیر  
شادی کر دینے کا بیان ----- 604
- بیٹے کا اپنی ماں کا کسی سے نکاح کرنے کا بیان ----- 606
- نکاح میں کفو (برابری) کے مسئلے کا بیان ----- 607
- نکاح کے خطبہ کے مستحب ہونے کا بیان ----- 608
- نکاح کی شرائط اور ممنوعہ شرطوں کا بیان ----- 613
- مہر کے ابواب
- مہر کی قلیل اور کثیر مقدار پر شادی کرنے کے جواز اور معتدل چیز  
کے مستحب ہونے کا بیان ----- 615
- آزادی اور قرآن کے بعض حصے کی تعلیم کو مہر بنانے کا بیان 619
- اس شخص کا بیان جس نے مہر کے تقرر کے بغیر شادی کر لی اور پھر  
حق زوجیت ادا کرنے سے پہلے فوت ہو گیا ----- 621
- جماع سے پہلے مہر کی کچھ ادائیگی کر دینے اور اس کو چھوڑ دینے کا  
بیان اور اس شخص کی وعید کا بیان کہ جس نے بظاہر مہر کا تعین تو  
کیا، لیکن اس کا ارادہ ادائیگی کا نہ تھا ----- 624
- خاوند کا بیوی اور اس کے اولیاء کو تحفے دینے کا حکم ----- 625
- جہیز کا بیان ----- 626
- نکاح کے موانع کا بیان
- عورت اور اس کی پھوپھی کو اور اس قسم کی محرم خواتین کو ایک نکاح  
میں جمع کرنے سے ممانعت کا بیان ----- 628

- بَابُ فَضْلِ مَنْ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلَى ابْنَانِهَا وَلَمْ تَتَزَوَّجْ  
وَفَضْلِ نِسَاءِ قُرَيْشٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ
- بَابُ السَّهْيِ أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ وَمَا  
جَاءَ فِي التَّعْرِيفِ بِالْخِطْبَةِ فِي الْعِدَّةِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ النَّظَرِ إِلَى الْمَخْطُوبَةِ
- بَابُ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ وَمَا جَاءَ فِي زَوَاجِ الْعَبْدِ بِغَيْرِ  
إِذْنِ سَيِّدِهِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجْبَارِ الْبِكْرِ وَاسْتِمَارِ الثَّيِّبِ
- بَابُ عَدَمِ إِجْبَارِ الثَّيِّمَةِ وَأَنَّهَا لَا تَزَوَّجُ إِلَّا بِإِذْنِهَا  
وَرِضَاهَا
- بَابُ اسْتِمَارِ النِّسَاءِ فِي بَنَاتِهِنَّ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَزْوِيجِ الْآبِ بِنْتَهُ الثَّيِّبِ أَوِ الْبِكْرِ  
الْبَالِغِ بِغَيْرِ رِضَاهَا
- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِنْكَاحِ الْإِبْنِ أُمَّهُ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكُفَاةِ فِي النِّكَاحِ
- بَابُ اسْتِحْبَابِ الْخِطْبَةِ لِلنِّكَاحِ
- بَابُ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ وَمَا نَهَى عَنْهُ مِنْهَا
- أَبْوَابُ الصَّدَاقِ
- بَابُ جَوَازِ التَّزْوِيجِ عَلَى الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ وَاسْتِحْبَابِ  
الْقَصْدِ فِيهِ
- بَابُ مَنْ جَعَلَ الْعَتَقَ صَدَاقًا وَكَذَلِكَ تَعْلِيمُ بَعْضِ الْقُرْآنِ
- بَابُ مَنْ تَزَوَّجَ وَلَمْ يَسْمِ صَدَاقًا ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ الدُّخُولِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْدِيمِ شَيْءٍ مِنَ الْمَهْرِ قَبْلَ  
الدُّخُولِ وَالرُّخْصَةِ فِي تَرْكِهِ وَوَعِيدٍ مَنْ سَمَى  
صَدَاقًا وَلَمْ يَرُدَّ أَدَاءَهُ،
- بَابُ حُكْمِ هَدَايَا الزَّوْجِ لِلْمَرْأَةِ وَأَوْلِيَائِهَا
- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجِهَازِ
- أَبْوَابُ مَوَانِعِ النِّكَاحِ
- بَابُ السَّهْيِ عَنِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَنَحْوِهَا  
مِنَ الْمُحَارِمِ



- کسی شخص کا اپنے باپ کی بیوی سے شادی کر لینے کا بیان - 631  
رضاعت کی وجہ سے نکاح کے حرام ہو جانے کے ابواب  
جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں، وہی رضاعت کی وجہ  
سے بھی حرام ہو جاتے ہیں ----- 633  
کیا دودھ پلانے والی خاتون کے خاوند اور اس کے رشتہ داروں  
کے لیے بھی رضاعت کا حکم ثابت ہو جائے گا یا نہیں --- 635  
حرام کرنے والی رضاعت کی تعداد اور بڑے آدمی کی رضاعت کا  
بیان ----- 637  
رضاعت کی وہ مقدار جس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی --- 642  
اس چیز کا بیان کہ رضاعت میں کس کی شہادت جائز ہوگی  
645  
دودھ چھڑاتے وقت عورت کو کچھ دینے کا بیان ----- 646  
ممنوع نکاحوں کا بیان ----- 647  
نکاح متعہ کی رخصت اور پھر اس کے منسوخ ہو جانے کا بیان 647  
نکاح متعہ کے منسوخ اور منہی عنہ ہونے کا بیان ----- 649  
حلالہ کرنے والے اور احرام والے آدمی کے نکاح کا حکم -- 652  
شغار (یعنی ویدہ شہ) کے نکاح کا حکم ----- 654  
حد لگائے ہوئے زانی کا نکاح نہ کیا جائے ----- 656  
بانجھ خاتون سے نکاح کرنے کا حکم ----- 657  
کسی عیب کی وجہ سے منکوحہ کو رد کر دینے کا بیان ----- 659  
اس امر کا بیان کہ جو آدمی مسلمان ہو اور اس کے عقد میں دو بہنیں یا  
چار سے زائد بیویاں ہوں، نیز آزاد اور غلام کے لیے بیویوں کی  
جائز تعداد اور اس معاملے میں نبی کریم ﷺ کے خاصے کا بیان 659  
ان کافر میاں بیوی کا بیان کہ جب ان میں سے ایک دوسرے  
سے پہلے مسلمان ہو جائے ----- 661  
اس عورت کا بیان کہ جو مسلمان ہو کر شادی کر لے اور پھر اس کا  
خاوند اسلام قبول کرے، تو وہ اسی کی طرف لوٹائی جائے گی 662  
ولیمہ کے ابواب  
ولیمہ کے حکم، بکری یا اس سے زائد چیز کے ساتھ اس کے مستحب  
ہونے اور اس سے کم کسی چیز کے ولیمہ کا جائز ہونا ----- 666  
ولیمہ کی دعوت دینے والی کی دعوت قبول کرنے کا بیان --- 670  
جب دو داعی جمع ہو جائیں تو کیا کیا جائے، نیز دوسرے اور

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً أَبِيهِ  
أَبْوَابُ تَحْرِيمِ النِّكَاحِ بِالرِّضَاعِ  
بَابُ يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

- بَابُ هَلْ يَثْبُتُ حُكْمُ الرِّضَاعِ فِي حَقِّ زَوْجِ الْمُرْضِعَةِ  
وَأَقَارِبِهِ كَالْمُرْضِعَةِ أَمْ لَا  
بَابُ عَدَدِ الرِّضَاعَاتِ الْمُحَرِّمَةِ وَمَا جَاءَ فِي رِضَاعَةِ  
الْكَبِيرِ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّضَاعِ الَّذِي لَا يَخْصُلُ بِهِ التَّحْرِيمُ  
بَابُ مَنْ تَجَوَّزَ شَهَادَتَهُ فِي الرِّضَاعَةِ  
بَابُ مَا يَسْتَجِبُ أَنْ تُعْطَى الْمُرْضِعَةُ عِنْدَ الْفِطَامِ  
أَبْوَابُ الْأَنْكِيحَةِ الْمَنْهِي عَنْهَا  
بَابُ الرُّخْصَةِ فِي نِكَاحِ الْمُتَعَةِ ثُمَّ نَسْخِهِ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي نَسْخِهِ وَالنَّهْيِ عَنْهُ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي نِكَاحِ الْمُحَلَّلِ وَالْمُحْرَمِ  
بَابُ النَّهْيِ عَنِ نِكَاحِ الشِّغَارِ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي نِكَاحِ الزَّانِي الْمَجْلُودِ لَا يَنْكَحُ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي تَزْوِيجِ مَنْ لَمْ تُؤَلِّدْ  
بَابُ مَا يُدْكَرُ فِي رَدِّ الْمَنْكُوحَةِ بِالْعَيْبِ  
بَابُ مَنْ أَسْلَمَ وَتَحْتَهُ أُخْتَانِ أَوْ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعٍ وَفِيهِ  
الْعِدَّةُ الْمُبَاحُ لِلْحَرِّ وَالْعَبْدِ وَمَا خَصَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي الزَّوْجَيْنِ الْكَاْفِرَيْنِ يُسْلِمُ أَحَدُهُمَا  
قَوْلُ الْآخِرِ  
بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ تُسْلِمُ وَتَزَوَّجُ ثُمَّ يُسْلِمُ  
زَوْجُهَا الْأَوَّلُ فَتَرُدُّ عَلَيْهِ  
أَبْوَابُ الْوَلِيمَةِ  
بَابُ حُكْمِ الْوَلِيمَةِ وَاسْتِحْبَابِهَا بِالشَّاءِ فَأَكْثَرُ وَجَوَازِهَا  
بِدُونِهَا  
بَابُ إِجَابَةِ الدَّاعِي إِلَى الْوَلِيمَةِ  
بَابُ مَا يُصْنَعُ إِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ وَحُكْمُ الْإِجَابَةِ فِي

- تیسرے دن کی دعوت قبول کرنے کا بیان ----- 673
- دعوت دیا گیا شخص برائی دیکھے تو اسے روکے، وگرنہ لوٹ جائے 674
- ولیمہ میں بھجوروں کو نکھیرنے اور پھر ان کو لوٹنے کا بیان -- 675
- ختندہ وغیرہ کے موقع کی دعوت کو قبول کرنے کا بیان اور اس چیز کا حکم کہ چھ افراد کو دعوت دی اور ایک آدمی ان کے ساتھ ویسے ہی چل پڑا 676
- نکاح کے اعلان اور اس میں کھیل کود اور وف بجانے کا حکم - 678
- ان اوقات کا بیان جن میں رخصتی مستحب ہے ----- 681
- رخصتی کے بعد دعا کا بیان ----- 682
- جماع کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینے اور پردہ کرنا اور دوبارہ جماع کرنے کے لیے وضو کرنے کا بیان ----- 684
- عزل کا بیان اور اس کے بارے میں منقول روایات ----- 686
- عزل کے منہی عنہ اور مکروہ ہونے کا بیان ----- 686
- عزل کی رخصت کا بیان ----- 688
- غیلہ کی کراہت اور اس کی وجہ سے عزل کی رخصت کا بیان 690
- میاں بیوی کے خاص امور کو لوگوں سے نہ بیان کرنا ----- 692
- بیوی دبر میں وطن کی ممانعت اور تحییب کے جواز کا بیان یعنی بچھلی سست سے عورت کی قبل میں جماع کرنے کے جواز کا بیان 695
- میاں بیوی کے حقوق اور اچھی صحبت کا بیان
- میاں بیوی کے حقوق کے بارے میں جامع بیان ----- 697
- بیوی پر خاوند کے حقوق کا بیان ----- 698
- خاندن پر بیوی کے حقوق کا بیان ----- 709
- بیوی کے ساتھ حسن معاشرت و حسن اخلاق سے پیش آنے کی فضیلت کا بیان ----- 714
- بیویوں کے درمیان تقسیم اور کنواری اور بیوہ بیوی کے پاس خاندن کے قیام کی مدت کا بیان ----- 721
- بیویوں کے درمیان واجبی اور غیر واجبی عدل کا بیان ----- 722
- ایک بیوی کا اپنا دن اپنی سوکن کو بہہ کر دینے کا بیان ----- 724

- الْيَوْمِ الثَّانِي وَالثَّلَاثِ
- بَابُ مَنْ دَعِيَ فَرَأَى مُنْكَرًا فَلْيُنْكِرْهُ وَإِلَّا فَلْيَرْجِعْ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي نَيْارِ التَّمْرِ وَنَحْوِهِ وَالنَّهْيُ فِي الْوَلِيمَةِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَابَةِ دَعْوَةِ الْخِتَانِ وَغَيْرِهِ وَحُكْمُ مَنْ دَعَا سِتَّةً فَتَبِعَهُمْ وَاحِدٌ
- بَابُ إِعْلَانِ النِّكَاحِ وَاللَّهُوِ فِيهِ وَالضَّرْبُ بِالذُّفِّ
- بَابُ الْأَوْقَاتِ الَّتِي يُسْتَحَبُّ فِيهَا الْبِنَاءُ
- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الزِّيْنَةِ لِلنِّسَاءِ وَمَا يُكْرَهُ لَهُنَّ
- بَابُ التَّسْمِيَةِ وَالتَّسْتُرِ عِنْدَ الْجِمَاعِ وَالْوَضُوءِ عِنْدَ الْعَوْدِ وَغَيْرِ ذَلِكَ
- أَبْوَابُ الْعَزْلِ عَنِ الْمَرْأَةِ وَمَا جَاءَ فِيهِ
- بَابُ النَّهْيِ عَنْهُ وَكَرَاهِيَتِهِ
- بَابُ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْعَزْلِ
- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهَةِ الْغَيْلَةِ وَالرُّخْصَةِ فِي الْعَزْلِ لِأَجْلِ ذَلِكَ
- بَابُ نَهْيِ الزَّوْجَيْنِ عَنِ التَّحَدُّثِ بِمَا يَجْرِي حَالَ الْبُقَاعِ
- بَابُ السَّنْهِ عَنِ إِيْتَانِ الْمَرْأَةِ فِي دُبْرِهَا وَجَوَازِ التَّحْيِيْبِ وَهُوَ إِيْتَانُهَا مِنْ دُبْرِهَا فِي قُبْلِهَا
- أَبْوَابُ حُقُوقِ الزَّوْجَيْنِ وَإِحْسَانِ الْعِشْرَةِ
- بَابُ جَامِعٍ لِحُقُوقِ الزَّوْجَيْنِ
- بَابُ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الزَّوْجَةِ
- بَابُ حَقِّ الزَّوْجَةِ عَلَى الزَّوْجِ
- بَابُ فَضْلِ إِحْسَانِ الْعِشْرَةِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ مَعَ الزَّوْجَةِ
- بَابُ الْقَسْمِ بَيْنَ الزَّوْجَاتِ وَمُدَّةِ إِقَامَةِ الزَّوْجِ عِنْدَ الْبَيْتِ وَالنَّيْبِ
- بَابُ فِيمَا يَجِبُ فِيهِ التَّعْدِيلُ بَيْنَ الزَّوْجَاتِ وَمَا لَا يَجِبُ
- بَابُ مَنْ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِضَرَّتِهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
النَّوْعُ الثَّانِي مِنْ قِسْمِ الْفِقْهِ الْمُعَامَلَاتِ  
قسم فقہ کی دوسری نوع معاملات کا بیان

كِتَابُ الْبَيْعِ وَالْكُسْبِ وَالْمُعَاشِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِالتِّجَارَةِ  
خرید و فروخت، ذرائع آمدنی اور تجارت کے متعلقہ امور کا بیان

أَبْوَابُ الْكُسْبِ  
ذرائع آمدنی کے ابواب  
بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَيْثِ عَلَى الْكُسْبِ وَعَدَمِ التَّقَاعِدِ وَالتَّرْغِيبِ فِي الْحَلَالِ  
مِنْهُ وَالتَّنْفِيزِ مِنَ الْحَرَامِ  
کسب مال کی رغبت دلانے، پست ہمتی سے گریز کرنے،  
نیز حلال کی ترغیب اور حرام سے نفرت دلانے کا بیان

(۵۷۲۰)۔ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَحْمِلُ الرَّجُلُ حَبْلًا فَيَحْتَطِبَ بِهِ ثُمَّ يَجِيءُ فَيَضَعُهُ فِي السُّوقِ فَيَبِعُهُ ثُمَّ يَسْتَعِينِي بِهِ فَيُنْفِقُهُ عَلَى نَفْسِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَنْ يُعْطَوْهُ أَوْ مَنُوعَةٌ)) (مسند احمد: ۱۴۰۷) سے دیں یا نہ دیں۔“

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اپنے کندھے پر رسی ڈال کر ایندھن کی لکڑیاں اٹھائے ہوئے بازار میں فروخت کے لیے لا رکھے اور اسی سے دولت کما کر اپنی ذات پر صرف کرے یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتا پھرے وہ

**فوائد:** ..... مسلمان کو حسب استطاعت یہی کوشش کرنی چاہیے کہ لوگوں سے سوال کرنے سے بچے اور اپنی آمدن کا ذریعہ بنانے کی کوشش کرے، یہی غیرت و حمیت اور خیر و بھلائی والی زندگی ہے، جو مسلمان اس معاملے میں دوسرے پر انحصار کر لیتا ہے، اس کا وقار ختم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

(۵۷۲۱)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۵۷۲۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۴۷۱، ۲۳۷۳ (انظر: ۱۴۰۷)

(۵۷۲۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۰۱۵ (انظر: ۸۳۴۸)



فرمایا: ”لوگو! اللہ تعالیٰ خود پاکیزہ ہے اور پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے، اور بیشک اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو وہی حکم دیا ہے جو اپنے رسولوں کو دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو، جو تم عمل کرتے ہو، بیشک میں اس کو جانتا ہوں۔ (سورہ مومنون: ۵۱) نیز فرمایا: اے مومنو! تم ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ، جو ہم نے تم کو بطور رزق عطا کی ہیں۔ (سورہ بقرہ: ۱۷۲) پھر آپ ﷺ نے اس شخص کا ذکر کیا، جو لہا سفر کرتا ہے، اس کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہیں اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر دعا کرتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! جبکہ اس کا کھانا، پینا، پہننا اور غذا حرام ہے، تو پھر اس کی دعا کیسے قبول کی جائے۔“

اللَّهُ ﷻ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ وَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرْتُمْ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ! يَا رَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَعُذِي بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابَ لِذَلِكَ.)) (مسند احمد: ۸۳۳۰)

**فوائد:** ..... مسئلہ انبیاء و رسل کا ہو یا ان کے امتیوں کا، دونوں کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ وہ حلال رزق کا اہتمام کریں، بصورت دیگر مسلمان کی عاجزانہ پکار کو بھی رد کر دیا جاتا ہے، عصر حاضر کی ایک پریشانی یہ بھی ہے کہ لوگ حلال و حرام کے درمیان تمیز نہیں کرتے اور جس کا جس مقام پر جو داؤ لگتا ہے، وہ شکار کر لینے کے لیے تیار رہتا ہے۔

(۵۷۲۲)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَكْسِبُ عَبْدٌ مَالًا مِنْ حَرَامٍ فَيَنْفِقَ مِنْهُ فَيَبَارِكَ لَهُ، وَلَا يَتَّصِدَّقَ بِهِ فَيُقْبَلَ مِنْهُ، وَلَا يَتْرُكُهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ إِلَّا كَانَ زَادَهُ إِلَى النَّارِ، إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَمْحُو السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ، وَلَكِنْ يَمْحُو السَّيِّئَةَ بِالْحَسَنِ، إِنَّ الْحَيِّثَ لَا يَمْحُو الْحَيِّثَ.)) (مسند احمد: ۳۶۷۲)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندہ جو حرام مال کما کز اس کو خرچ کرتا ہے، وہ اس سے قبول نہیں ہوتا اور ایسے مال سے جو صدقہ کرتا ہے، وہ بھی قبول نہیں ہوتا اور ایسا مال جب اپنے پیچھے چھوڑ کر جاتا ہے تو وہ جہنم کی طرف اس کا زاد راہ ہوتا ہے، وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعہ نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو اچھائی کے ذریعے ختم کرتا ہے، بیشک ایک خبیث چیز دوسری خبیث چیز کو نہیں مٹا سکتی۔“

**فوائد:** ..... یہ روایت سندا تو ضعیف ہے، لیکن اس میں جتنے امور کو بیان کیا گیا ہے، وہ شریعت کے مصدقہ

اصولوں میں سے ہیں۔

(۵۷۲۲) تخريج: اسنادہ ضعيف لضعف الصباح بن محمد البجلي - أخرجه الحاكم: ۲ / ۴۴۷، والبخار:

۳۵۶۲ (انظر: ۳۶۷۲)

(۵۷۲۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا أَخَذَ مِنَ الْمَالِ بِحَلَالٍ أَوْ حَرَامٍ.)) (مسند احمد: ۹۸۳۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ آدمی اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا کہ وہ حلال مال حاصل کر رہا ہے یا حرام۔“

**فوائد:** ..... کہا جاسکتا ہے کہ موجودہ زمانے کی مسلمانوں کی کثیر تعداد نے آپ ﷺ کی اس پیشین گوئی کو پورا کر دیا ہے، سرے سے لوگ حلال و حرام کے سلسلے میں سنجیدگی سے سوچنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں، بظاہر عبادت گزار طبقہ سے متعلقہ افراد میں بھی یہ صلاحیت کم ہو گئی ہے، آپ درج ذیل صورتوں پر غور کریں:

بینک کی ملازمت، انشورنس کمپنی کی ملازمت، تمباکو اور دوسری نشہ آور چیزوں کا کاروبار، واضح سود اور رشوت والے معاملات، خرید و فروخت کے وقت عیب چھپانا اور جھوٹ بولنا، شیو اور تھریڈنگ اور پلنگنگ کی کمائی، شیو کے آلات کا کاروبار، کتوں کی قیمت، خریدی ہوئی چیز کو قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرنا، ذخیرہ اندوزی، سونے کی خرید و فروخت میں ربا الفضل، بیوٹی پارلر کے جھانسنے میں کئی حرام امور کا ارتکاب، فون اور موبائل کا بیلسنس اور بجلی اور گیس چوری کرنا، کمپیوٹر اور ٹی وی وغیرہ کے ذریعے واضح حرام امور کا گھروں میں اہتمام کرنا، جو پر مشتمل واضح صورتیں، کئی بیماریوں میں آپریشن کی ضرورت نہ ہونے کے باوجود ڈاکٹروں کا مال و زر حاصل کرنے کے لیے آپریشن کر دینا، اکثر لوگوں کا اپنی ڈیوٹی اور ذمہ داری کا حق ادا نہ کرنا۔

ہمارے معاشرے میں درج بالا حرام صورتیں نہ صرف موجود ہیں، بلکہ ہر دوسرا شخص ان کے استعمال کو اپنا حق سمجھنے لگ گیا ہے۔

(۵۷۲۴)۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَنْ اشْتَرَى ثَوْبًا بِعَشْرَةِ دَرَاهِمَ وَفِيهَا دِرْهَمٌ حَرَامٌ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلَاةَ مَا دَامَ عَلَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ أَدْخَلَ إِبْصَعِيهِ فِي أُذُنَيْهِ وَقَالَ: صُمْتَا إِنْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ سَمِعْتَهُ يَقُولُهُ۔ (مسند احمد: ۵۷۳۲)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: اگر کوئی آدمی دس درہم کا لباس خریدے اور اس میں ایک درہم حرام کمائی کا ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو قبول نہیں کرے گا۔ پھر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات نہ سنی ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔

(۵۷۲۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۰۵۹، ۲۰۸۳ (انظر: ۹۸۳۸)

(۵۷۲۴) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، بقیة بن الولید الحمصی یدلس تدلیس التسویة، و عثمان بن زفر

الجهنی مجهول الحال۔ أخرجه البيهقی فی "الشعب": ۶۱۱۴ (انظر: ۵۷۳۲)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، ساتھ ہی انہوں نے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کیا: ”بیشک حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، لیکن حلال و حرام کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں، بہت سارے لوگ ان کے بارے میں نا آشنا ہیں کہ آیا وہ حلال ہیں یا وہ حرام، جس نے ان امور کو ترک کر دیا اس نے اپنے دین اور عزت کی حفاظت کر لی اور جو ان میں گھس گیا، قریب ہے کہ وہ حرام میں واقع ہو جائے گا، اس کی مثال یہ ہے کہ اگر ایک آدمی کسی کی چراگاہ کے نزدیک جانور چرائے گا تو ممکن ہے کہ وہ اس میں منہ ماری بھی کر دیں، ہر بادشاہ کا ایک ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چیزیں اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں، انسان میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے، اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے، خبردار! وہ دل ہے۔“

(۵۷۲۵)۔ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَوْمَأَ بِإِصْبَعِهِ إِلَى أُذُنَيْهِ: ((إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُشْتَبِهَاتٍ لَا يَذَرِي كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ أَمِنْ الْحَلَالِ هِيَ أَمٌ مِنَ الْحَرَامِ، فَمَنْ تَرَكَهَا اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعَرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَهَا يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَ الْحَرَامَ، فَمَنْ رَعَى إِلَى جَنْبِ حِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ، وَلِكُلِّ مَلِكٍ حِمَى، وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ مَحَارِمُهُ، وَإِنَّ فِي الْإِنْسَانِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ)) (مسند احمد: ۱۸۵۵۸)

**فوائد:**..... قرآن و حدیث کی روشنی میں حلال اور حرام امور بالکل واضح ہیں، البتہ بیچ میں کچھ ایسے امور ہیں کہ واضح طور پر جن کی حلت یا حرمت کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا ہے، ان ہی کو مشتبہ امور کہتے ہیں، اس حدیث مبارکہ کا تقاضا یہ ہے کہ ان امور سے بھی اجتناب کیا جائے، تاکہ آدمی حرام کاموں سے مکمل طور پر محفوظ رہے، جو آدمی ان شبہات سے بچے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پائے گا اور جو ان کے لیے جواز پیدا کرے گا، وہ نادم ہوگا اور فضائل سے محروم رہے گا۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۲۰۴)، اس حدیث میں ایک مشتبہ چیز کا بیان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے میں پڑی ہوئی کھجور کے بارے میں فرمایا: ”اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی ہو سکتی ہے تو میں اسے کھا لیتا۔“ (صحیح بخاری: ۲۰۵۵)

حدیث مبارکہ کے آخری حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ بندے کی اصلاح کا دار و مدار دل پر ہے، لہذا دل کو پر خلوص رکھا جائے اور اصلاح کی کوشش کی جائے۔

(۵۷۲۶)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: ((يَا كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ! إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْبٍ، النَّارُ أَوْلَىٰ بِهِ.)) (مسند احمد: ۱۴۴۹۴)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے کعب بن عجرہ! وہ گوشت جنت میں داخل نہیں ہوگا، جو حرام سے پلا ہوگا، آگ نبت من سحبت، النار اولیٰ بہ۔“ (مسند احمد: ۱۴۴۹۴)

**فوائد:** ..... ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا﴾ ”جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔“ (النساء: ۱۰)

حرام مال جنم کا بہت بڑا سبب ہے، اس کی وجہ سے اللہ کی بارگاہ میں کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

(۵۷۲۷)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((سَيَكُونُ قَوْمٌ يَأْكُلُونَ بِاللَّسْتِيهِمْ كَمَا تَأْكُلُ الْبَقَرَةُ مِنَ الْأَرْضِ.)) (مسند احمد: ۱۵۱۷)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب ایسے لوگ ظاہر ہوں گے کہ جو اپنی زبانوں کے ذریعے اس طرح کھائیں گے، جیسے گائے زمین سے چرتی ہے۔“

**فوائد:** ..... یہ حدیث، حدیث نمبر (۵۷۲۳) کے ہم معنی ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ جیسے گائے چرتے وقت خشک اور تر اور ٹھہے اور کڑوے چارے کے مابین فرق نہیں کرتی، بلکہ سب کو تلف کر دیتی ہے، ایسی ہی بعض لوگ حلال و حرام اور حق و باطل میں کوئی تمیز نہیں کرتے، آج کل اچھے بھلے سمجھدار لوگوں نے نہ صرف سودی معاملات کو جائز سمجھ لیا ہے، بلکہ وہ عملی طور پر اس میں ملوث ہیں، جبکہ وہ منہج کے طور پر اپنے آپ کو برحق اور نمازی پر بہیز گار بھی سمجھتے ہیں۔

(۵۷۲۸)۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: كَانَتْ لِمُقَدَّامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ جَارِيَةٌ تَبِيعُ اللَّبَنَ وَيَقْبِضُ الْمُقَدَّامُ الثَّمَنَ، فَقِيلَ لَهُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! تَبِيعُ اللَّبَنَ وَتَقْبِضُ الثَّمَنَ، فَقَالَ: نَعَمْ، وَمَا بَأْسُ بِذَلِكَ؟ سَمِعْتُ ابوبکر بن ابی مریم کہتے ہیں کہ سیدنا مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی دودھ فروخت کرتی تھی اور وہ دودھ کی قیمت لیتے تھے، کسی نے ان سے کہا: سبحان اللہ! (بڑا تعجب ہے) دودھ لونڈی فروخت کرتی ہے اور قیمت تم لے لیتے ہو، انھوں نے جواباً کہا: یہ کوئی گناہ والی بات نہیں، میں نے خود

(۵۷۲۶) تخریج: اسنادہ قوی علی شرط مسلم۔ أخرجه ابن حبان: ۴۵۱۴، والحاكم: ۴/ ۴۲۲، والدارمی: ۲۷۷۶، وابو یعلیٰ: ۱۹۹۹ (انظر: ۱۴۴۴۱)

(۵۷۲۷) تخریج: حسن لغیره۔ أخرجه البزار: ۲۰۸۱ (انظر: ۱۵۱۷)

(۵۷۲۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابی بکر بن ابی مریم، ولا نقطاعه، ابو بکر بن ابی مریم لم يدرك المقدم بن معدی کرب۔ أخرجه الطبرانی فی ”الکبیر“: ۲۰ / ۶۵۹، وفی ”اللاوسط“: ۲۲۹۰ (انظر: ۱۷۲۰۱)



رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَنْفَعُ فِيهِ إِلَّا الدِّينَارُ وَالِدِرْهَمُ.))  
رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ”لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ جس میں صرف دینار اور درہم ہی کام آئیں گے۔“ (مسند احمد: ۱۷۳۳۳)

**فوائد:** ..... مرفوع حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ اس میں کمائی کرنا ہی لوگوں کے مفید رہے گا، وگرنہ وہ چوری، نفاق اور ظالم کی اعانت جیسے امور میں پڑ جائیں گے۔

### بَابُ أَفْضَلِ الْكَسْبِ الْبَيْعُ وَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ وَ مِنْهُ كَسْبُ وَ لَدِهِ

اس چیز کا بیان کہ سب سے بہترین کمائی تجارت اور آدمی کا اپنے ہاتھوں سے کام کرنا ہے، نیز اس امر کا بیان کہ بندے کی اولاد بھی اس کی کمائی میں سے ہے

(۵۷۲۹)۔ عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ خَالِهِ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَفْضَلِ الْكَسْبِ فَقَالَ: ((بَيْعٌ مَبْرُورٌ وَعَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ.))  
جمع بن عمیر اپنے ماموں (سیدنا ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ سب سے بہتر ذریعہ معاش کون سا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیع مبرور اور آدمی کا اپنے ہاتھ کے ذریعے کمائی کرنا۔“ (مسند احمد: ۱۵۹۳۰)

**فوائد:** ..... بیع مبرور سے مراد وہ تجارت ہے جس میں کوئی شبہ اور خیانت نہ ہو، ہاتھ کے ذریعے کمائی کرنے سے مراد کھیتی باڑی اور صنعت و ہنر وغیرہ ہے۔

(۵۷۳۰)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الْكَسْبِ أَطْيَبُ؟ قَالَ: ((عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ.))  
سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کون سی کمائی سب سے زیادہ پاکیزہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ”آدمی کے ہاتھ کی کمائی اور ہر مبرور تجارت۔“ (مسند احمد: ۱۷۳۹۷)

(۵۷۳۱)۔ عَنْ الْمُقَدَّامِ بْنِ مَعْدِيكَرَبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَاسِطًا يَدَيْهِ يَقُولُ: ((مَا أَكَلُ أَحَدٌ مِنْكُمْ طَعَامًا فِي الدُّنْيَا خَيْرًا لَهُ وَفِي لَفْظٍ: أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ) مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ.)) (مسند احمد: ۱۷۳۲۲)

سیدنا مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور فرمایا: ”اس دنیا میں سب سے زیادہ بہتر اور (ایک روایت کے الفاظ) اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب وہ کھانا ہے، جو آدمی اپنے ہاتھوں سے کھا کر کھاتا ہے۔“

(۵۷۲۹) حسن لغیرہ۔ أخرجه الحاكم: ۲/ ۱۰، والبيهقي: ۵/ ۲۶۳، والبخاري: ۱۲۵۸ (انظر: ۱۵۸۳۶)  
(۵۷۳۰) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۴۴۱۱، والحاكم: ۲/ ۱۰ (انظر: ۱۷۲۶۵)  
(۵۷۳۱) تخریج: أخرجه البخاري: ۲۰۷۲ (انظر: ۱۷۱۹۰)

سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سب سے عمدہ چیز وہ ہے، جو آدمی اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے اور اس کی اولاد بھی اس کی کمائی میں سے ہے۔“

(دوسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری اولاد بھی تمہاری بہترین کمائی میں سے ہے، پس تم اپنی اولاد کی کمائی سے کھایا کرو۔“

(۵۷۳۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ، وَإِنَّ وَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ))

(۵۷۳۳)۔ وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقِ ثَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ))

(مسند احمد: ۲۴۶۳۶)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بد و رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میرا باپ میرے مال کو فنا کرنا چاہتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اور تیرا مال تیرے والد کا ہے، سب سے بہتر چیز وہ ہے جو تم اپنی کمائی سے کھاتے ہو اور تمہاری اولاد تمہاری کمائی میں سے ہے، پاس اس کو خوشگوار کیے ساتھ کھاؤ۔“

(۵۷۳۴)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: أَتَى أَعْرَابِيٌّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي يُرِيدُ أَنْ يَجْتَاحَ مَالِي، قَالَ: ((أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ، إِنْ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ، وَإِنَّ أَمْوَالَ أَوْلَادِكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ فَكُلُوهُ هَيْنَا)) (مسند احمد: ۶۶۷۸)

**فوائد:** ..... آخری تین احادیث سے معلوم ہوا کہ والدین کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی اولاد کی کمائی سے کھا

سکتے ہیں، لیکن یہ حکم علی الاطلاق نہیں ہے، درج ذیل بحث پر توجہ کریں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ أَوْلَادَكُمْ هِبَةُ اللَّهِ لَكُمْ هِيَ هِبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنِثَاءً وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ)) (الشوری: ۴۹) فَهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ لَكُمْ إِذَا احْتَجْتُمْ إِلَيْهَا))

”بیشک اللہ نے تمہیں تمہاری اولادیں ہبہ کی ہیں، جو وہ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔“ وہ اور ان کے اموال تمہارے لیے ہیں، جب بھی تمہیں ضرورت پڑے۔“

(مسندك حاکم: ۲/۲۸۴، بیہقی: ۷/۴۸۰، صحیحہ: ۲۵۶۴)

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اولاد کو والدین کی ضروریات پوری کرنی چاہئیں۔ لیکن ذہن نشین رہنا چاہیے کہ جب والدین کا مقصد محض یہ ہو کہ وہ اپنے بیٹے کے مال پر قبضہ کر لیں یا اس کو تلف کر دیں، جس کی مثالیں موجود ہیں، تو وہ اپنا مال روک سکتا ہے، لیکن ایسے حالات کے باوجود اولاد، والدین سے انتقامی کارروائی نہیں کر سکتی اور ضروری ہے کہ پھر

(۵۷۳۲) تخریج: أخرجه مطولا و مختصرا البخاری: ۱۷۰۱، ۱۷۰۲ (انظر: ۲۴۰۳۲)

(۵۷۳۳) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۵۷۳۴) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۳۰، وابن ماجه: ۲۲۹۲ (انظر: ۶۶۷۸)

بھی ان کی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔

امام البہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”اس حدیث میں بڑا اہم فقہی فائدہ ہے کہ والدین، اولاد کا مال اس وقت لے سکتے ہیں، جب ان کو ضرورت ہو۔ اس فرمان رسول سے پتہ چلتا ہے کہ درج ذیل حدیث اپنے اطلاق پر باقی نہیں ہے: ((أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ . . .)) ”تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔“ (ارواء الغلیل: ۸۳۸)

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ باپ جیسے چاہے اور جب چاہے، اپنی اولاد کے مال میں تصرف کرتا پھرے، بلکہ اسے حاجت و ضرورت کے بقدر مال لینے کی اجازت ہے۔ (الصحيحہ: ۲۵۶۴)

### بَابُ مَا جَاءَ فِي عَطَاءِ السُّلْطَانِ وَكَسْبِ عَمَّالِ الصَّدَقَةِ بادشاہ کے عطیے اور عالمین زکوٰۃ کی کمائی کا بیان

**ملحوظہ:** ..... اس باب کی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے لگائی کی ڈیوٹی کا معاوضہ لیا جاسکتا ہے، اسی طرح ارباب حکومت اور اس قسم کے بڑے لوگوں کا وہ تحفہ اور تعاون قبول کیا جاسکتا ہے، جس کی بندے کو حرص اور لالچ نہ ہو۔

عبداللہ بن سعدی، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کے پاس آئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کو لوگوں کے امور پر مامور کیا جاتا ہے، پھر جب آپ کو اس کی مزدوری دی جاتی ہے تو تم اس کو ناپسند کرتے ہو، کیا بات ایسے ہی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے تمہارا مقصد کیا ہے؟ اس نے کہا: میں گھوڑوں اور غلاموں کا مالک اور مال والا ہوں، میری خواہش یہ ہے کہ میری یہ خدمت مسلمانوں کے لیے صدقہ قرار پائے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا مت کرو، میں نے بھی تمہاری طرح کا ارادہ کیا تھا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطیہ دیتے تو میں کہتا تھا کہ آپ یہ چیز مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو دے دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ”یہ لے لو اور اس کو اپنا مال بنا لو اور صدقہ کرو، اس طرح کا جو مال کسی طمع اور سوال کے بغیر مل جائے تو اس کو لے لیا کرو اور اس طرح نہ ملے تو اپنے

(۵۷۳۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّعْدِيِّ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فِي خَلَاتِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَلَمْ أُحَدِّثْ أَنَّكَ تَلِي مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا، فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعُمَّالَةَ كَرِهْتَهَا؟ قَالَ: فَقُلْتُ: بَلَى، فَقَالَ عُمَرُ: فَمَا تُرِيدُ إِلَى ذَلِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: إِنَّ لِي أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بَخِيرٌ وَأُرِيدُ أَنْ تَكُونَ عُمَّالَتِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ عُمَرُ: فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّي قَدْ كُنْتُ أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتُ، فَكَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ: أَعْلِيهِ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((سُنَّهٌ فَتَمَوْلَهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ، فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَمِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ لَا سَائِلٍ فَخُذْهُ لِنَفْسِكَ)) (مسند احمد: ۱۰۰)

نفس کو اس کے پیچھے نہ لگایا کرو۔“

سیدنا ابو برداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مسلمانین کے مال کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان سے جو مال اللہ تعالیٰ تجھے سوال اور لالچ کے بغیر عطا کر دے، تو اس کو کھالے اور اپنا مال بنالے۔“ حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: (بادشاہوں کا) وہ مال لینے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ جس کے لیے نہ آدمی کو جانا پڑتا ہے اور نہ وہ اس کی لالچ میں رہتا ہے۔

**فوائد:**..... موجودہ دور میں ارباب حکومت کے قریب رہنے والوں کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہ دنیوی مال و زر تک رسائی حاصل کر لیں، یہ مقصد درست نہیں ہے، نبی کریم ﷺ سلطان کے اس تحفے کو جائز قرار دے رہے ہیں، جس کی لینے والے کو کوئی لالچ اور حرص نہ ہو۔“

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رضائے الہی کی خاطر اور حق کے ساتھ صدقہ و خیرات کی وصولی کرنے والا عامل اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے اہل والوں کی طرف لوٹ آئے۔“

سیدنا عائد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو لالچ اور سوال کے بغیر رزق میسر آ جائے، تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کو اپنے رزق میں ملا کر مزید وسعت پیدا کرے، پس اگر وہ خود اس سے غنی ہو تو اپنے سے زیادہ کسی ضرورت مند کو دے دے۔“

(۵۷۳۶)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَمْوَالِ السَّلَاطِينِ، فَقَالَ: ((مَا آتَاكَ اللَّهُ مِنْهَا مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ فَكُنْ لَهُ وَتَمَوَّلْهُ)) قَالَ: وَقَالَ الْحَسَنُ: لَا بَأْسَ بِهَا مَا لَمْ يَرْحَلْ إِلَيْهَا وَيُشْرِفَ لَهَا۔ (مسند احمد: ۲۸۱۰۸)

(۵۷۳۷)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْعَامِلُ فِي الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ لَوْ جَهَّ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كَالْعَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ)) (مسند احمد: ۱۵۹۲۰)

(۵۷۳۸)۔ عَنْ عَائِدِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَنْ عَرَّضَ لَهُ شَيْءٌ مِنْ هَذَا الرِّزْقِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ فَلْيَتَوَسَّعْ بِهِ فِي رِزْقِهِ فَإِنْ كَانَ عَنْهُ غَنِيًّا فَلْيَسْوَغْهُ إِلَى مَنْ هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنْهُ)) (مسند احمد: ۲۰۹۲۴)

(۵۷۳۶) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۲۷۵۵۷)

(۵۷۳۷) حدیث حسن - أخرجه ابو داود: ۲۵۴۷، و الترمذی: ۵۸۴، و ابن ماجه: ۱۷۹۹ (انظر: ۱۵۸۲۶)

(۵۷۳۸) تخریج: صحیح لغیرہ - أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۸ / ۳۰، و البیهقی فی "الشعب": ۳۵۵۴

(انظر: ۲۰۶۴۸)



(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے اللہ تعالیٰ بن مانگے رزق عطا کر دے تو وہ اسے قبول کر لے۔ امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ اشراف یعنی مال کی لالچ کرنے سے کیا مراد ہے، انھوں نے کہا: تیرا اپنے نفس میں یہ خیال رکھنا کہ فلاں آدمی میری طرف فلاں چیز بھیجے گا، عنقریب مجھے فلاں چیز موصول ہوگی۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے صدقہ و خیرات کی وصولی پر مامور فرمایا، جب میں نے (اس خدمت کے دوران) زکوٰۃ کے مال سے کھانے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے ہمیں اجازت دے دی۔

(۵۷۳۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ آتَاهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى رِزْقًا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ فَلْيَقْبَلْهُ)) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: سَأَلْتُ أَبِي مَا الْإِشْرَافُ؟ قَالَ: تَقُولُ فِي نَفْسِكَ: سَيَبْعُثُ إِلَيَّ فُلَانٌ، سَيَصِلُنِي فُلَانٌ۔ (مسند احمد: ۲۰۹۲۵)

(۵۷۴۰)۔ (عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَاعِيًا فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تَأْكُلَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَأَذِنَ لَنَا)۔ (مسند احمد: ۱۷۴۴۲)

سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو ہمارے کام کا ذمہ دار ٹھہرے اور اگر اس کا گھر نہ ہو تو وہ گھر بنا لے، اگر اس کی بیوی نہ ہو تو وہ شادی کر لے، اگر اس کا خادم نہ ہو تو خادم خرید لے اور اگر اس کی سواری نہ ہو تو سواری بھی لے لے، لیکن اگر وہ اس کے علاوہ کوئی اور چیز لے گا تو وہ خائن اور چور قرار پائے گا۔“

(۵۷۴۱)۔ (عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ وُلِيَ لَنَا عَمَلًا وَلَيْسَ لَهُ مَنَزَلٌ فَلْيَتَّخِذْ مَنَزَلًا، أَوْ لَيْسَتْ لَهُ زَوْجَةٌ فَلْيَتَزَوَّجْ، أَوْ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَلْيَتَّخِذْ خَادِمًا، أَوْ لَيْسَ لَهُ دَابَّةٌ فَلْيَتَّخِذْ دَابَّةً، وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ غَالٌ أَوْ سَارِقٌ))۔ (مسند احمد: ۱۸۱۸۰)

**فوائد:**..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی مسلمانوں کی مصالح سے متعلقہ امور میں مصروف ہو، وہ ان کے مالوں میں سے اپنی ضروریات پوری کر سکتا ہے، جیسے بیوی، خادم، گھریا سواری وغیرہ، لیکن اس ضمن میں حکومتی یا پرائیویٹ ادارے کی طرف سے دی گئی رخصت کے مطابق یہ سہولتیں حاصل کی جائیں گی، جیسا کہ اگلی حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے، وگرنہ وہ ملازم خائن اور دھوکے باز ٹھہرے گا۔

(۵۷۳۹) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۵۷۴۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لابہام الراوی الذی سمع عقبہ بن عامر (انظر: ۱۷۳۰۹)

(۵۷۴۱) تخریج: حدیث صحیح - أخرجه ابوداود: ۲۹۴۵ (انظر: ۱۸۰۱۷)

سیدنا عدی بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! تم میں سے جو آدمی ہمارے کام پہ مامور ہو اور وہ ایک سوئی یا اس سے زیادہ کوئی چیز چھپائے گا تو وہ خیانت کرے گا اور روز قیامت اس کو اپنے ساتھ لائے گا۔“ ایک سیاہ رنگ والا آدمی کھڑا ہوا، اس کا نام سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھا، راوی کہتا ہے کہ گویا کہ وہ مجھے اب بھی اسی طرح نظر آ رہا ہے، اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھ سے یہ عہدہ واپس لے لیں، مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی کیا وجہ ہے؟“ اس نے کہا: میں نے آپ کو اس کے بارے میں اس طرح کی سخت باتیں کرتے ہوئے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تو میں اب بھی کہتا ہوں کہ جس کسی کو بھی ہم کوئی ذمہ داری سونپیں تو وہ ہر چیز ہمارے سامنے پیش کر دے، وہ تھوڑی ہو یا زیادہ، پھر اس کو جو کچھ دے دیا جائے، وہ لے لے اور جس چیز سے روک دیا جائے، اس سے باز آ جائے۔“

(۵۷۴۲)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَمِيرَةَ الْكِنْدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلَى عَمَلٍ فَكْتَمْنَا مِنْهُ مَخِطًا فَمَا فَوْقَهُ فَهُوَ غُلٌّ يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَسْوَدٌ، (قَالَ مُجَالِدٌ: هُوَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ) كَأَنِّي أَنْظَرُ إِلَيْهِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إقْبِلْ عَنِّي عَمَلِكَ (وَفِي لَفْظٍ: لَا حَاجَةَ لِي فِي عَمَلِكَ) فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: ((وَأَنَا أَقُولُ ذَلِكَ الْآنَ، مَنِ اسْتَعْمَلَنَا عَلَى عَمَلٍ فَلْيَجِيءْ بِقَلْبِهِ وَكَثِيرِهِ، فَمَا أُوتِيَ مِنْهُ أَحَدٌ وَمَا نَهَى عَنْهُ أَنْتَهَى)) (مسند احمد: ۱۷۸۶۹)

**فوائد:**..... ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾..... ”جو خیانت کرے گا، وہ روز قیامت اس چیز کے ساتھ آئے گا، جو اس نے خیانت کی ہوگی۔“ (سورہ آل عمران: ۱۴۱) معلوم ہوا کہ کوئی ملازم اور ساعی حکمران کی اجازت کے بغیر قومی اثاثے میں تصرف نہیں کر سکتا۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی ذمہ داری سونپ دو کہ اس کے ذریعے میری گزران ہو سکے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”حمزہ! کسی نفس کو زندہ کرنا آپ کو پسند ہے یا مارنا؟“ انھوں نے کہا: جی کسی نفس کو زندہ کرنا، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر اپنے نفس کا

(۵۷۴۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: جَاءَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اجْعَلْنِي عَلَى شَيْءٍ أَعِيشُ بِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا حَمْزَةُ! نَفْسٌ تُحِبُّهَا أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ نَفْسٌ تُبْغِيهَا؟)) قَالَ: بَلْ نَفْسٌ أُحِبُّهَا قَالَ:

(۵۷۴۲) تخريج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه مسلم: ۱۸۳۳ (انظر: ۱۷۷۱۷)

(۵۷۴۳) تخريج: اسنادہ ضعیف لضعف ابن لهيعة وحي بن عبد الله المعافري (انظر: ۶۶۳۹)

((عَلَيْكَ بِنَفْسِكَ -)) (مسند احمد: 6639) خیال کر۔

**فوائد:**..... سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے تھے کہ آپ ان کو زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر کریں تاکہ اس کے عوض ان کو جو اجرت ملے گی، اس سے ان کی معیشت کو سہارا مل جائے گا، مگر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بنو ہاشم میں سے تھے اور بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لیے صدقہ اور زکوٰۃ حرام تھا، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو یہ بات سمجھانے کے لیے تمہید کے طور نفس کے زندہ کرنے یا اس کو مارنے کی بات کی، کیونکہ اگر سیدہ حمزہ کو زکوٰۃ کا عامل مقرر کر دیا جاتا تو گویا اس میں ان کے نفس کی موت تھی، کیونکہ حرام رزق کی وجہ سے کئی محرومیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بلکہ سرے سے عبادت ہی قبول نہیں ہوتیں۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكُسْبِ بِالزَّرَاعَةِ وَفَضْلِهَا زراعت کے ذریعے کمائی کرنا اور اس کی فضیلت کا بیان

(5744)۔ عَنْ سُؤْيِدِ بْنِ هُبَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ سَيْدِنَا سُؤْيِدِ بْنِ هُبَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ رِوَايَةٍ عَنْ نَبِيِّ كَرِيمٍ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ مَالِ الْمَرْءِ لَهُ مُهْرَةٌ مَأْمُورَةٌ أَوْ سِكَّةٌ مَأْمُورَةٌ)) (مسند احمد: 10939) کھجوروں کی قطار ہے، جن کی پیوند کاری کی گئی ہو۔

**فوائد:**..... کثیر النسل جانوروں اور زراعت میں گھروں کی خیر و برکت کے خزانے پوشیدہ ہیں، ایک آدمی نے تقریباً بیس کے قریب بھیڑ بکریاں پال رکھی تھیں، جب ہم نے اس کی گزر بسر کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا کہ اس کے بیوی بچوں کا انحصار صرف ان بھیڑ بکریوں پر ہے، خوشی غمی کی صورت میں جب بھی کسی بڑے خرچ کی ضرورت پڑتی ہے تو ایک دو جانور بیچ کر گزارا کر لیتے ہیں اور روٹین کی زندگی تو دو تین مہینوں کے بعد دو تین بچے فروخت کر دینے سے گزرتی رہتی ہے، جبکہ وہ آدمی انتہائی خوشحال نظر آ رہا تھا۔

(5745)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَزْرَعُ زَرْعًا أَوْ يَغْرِسُ غَرْسًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ)) (مسند احمد: 12023) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بھی مسلمان جب کھیتی کاشت کرتا ہے یا پودا لگاتا ہے اور اس سے پرندے، انسان اور حیوان کھاتے ہیں تو یہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔“

(5744) تخریج: اسنادہ ضعیف، ایاس بن زہیر من رجال التعجيل، لم يذكروا في الرواة عنه غير مسلم بن بنديل هذا، ولم يؤثر توثيقه عن غير ابن حبان، ثم انه مرسل - أخرجه الطبراني في "الكبير": 6471، والبيهقي: 10 / 64، والبخاري في "التاريخ الكبير": 1 / 439 (انظر: 10845) (5745) تخریج: أخرجه البخاري: 2320، ومسلم: 1053 (انظر: 12495)

سیدہ ام بھشر، جو کہ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ میں ایک باغ میں تھی، آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا یہ باغ تمہارا ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو کس نے لگایا تھا، مسلمان نے یا کافر نے؟“ میں نے کہا: مسلمان نے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان جو کھیتی کاشت کرتا ہے یا کوئی پودا گاڑتا ہے اور پھر جو پرندہ، انسان، درندہ، چوپایہ اور کوئی بھی چیز اس سے کچھ کھاتی ہے، تو اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔“

ایک صحابی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”جو شخص درخت لگاتا ہے اور صبر کے ساتھ اس کی نگرانی اور دیکھ بھال کرتا ہے، حتیٰ کہ وہ پھل دینے لگتا ہے، تو پھر اس درخت کے پھل سے جو چیز کھائی جائے گی، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس آدمی کے لیے صدقہ ہوگی۔“

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی درخت لگاتا ہے تو اس سے جو پھل نکلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بقدر اس کو اجر عطا کرتا ہے۔“

سیدنا ابو برداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں دمشق

(۵۷۴۶)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أُمُّ مُبَشَّرٍ امْرَأَةٌ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَائِطٍ فَقَالَ: ((لَكَ هَذَا؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ: ((مَنْ عَرَسَهُ، مُسْلِمٌ أَوْ كَافِرٌ؟)) قُلْتُ: مُسْلِمٌ، قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَزْرَعُ أَوْ يَغْرِسُ عَرَسًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَائِرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ سَبْعٌ زَادَ فِي رِوَايَةٍ: أَوْ دَابَّةٌ) أَوْ شَيْءٍ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ.)) (مسند احمد: ۲۷۹۰۵)

(۵۷۴۷)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِأَذْنِي هَاتَيْنِ يَقُولُ: ((مَنْ نَصَبَ شَجْرَةً فَصَبَرَ عَلَى حِفْظِهَا وَالْقِيَامِ عَلَيْهَا حَتَّى تُثْمَرَ كَانَ لَهُ فِي كُلِّ شَيْءٍ يُصَابُ مِنْ ثَمَرِهَا صَدَقَةٌ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.)) (مسند احمد: ۲۳۵۶۲)

(۵۷۴۸)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يَغْرِسُ عَرَسًا إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ قَدْرَ مَا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرِ ذَلِكَ الْعَرَسِ.)) (مسند احمد: ۲۳۹۱۷)

(۵۷۴۹)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ بِهِ

(۵۷۴۶) تخريج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم - أخرج نحوه مسلم: ۱۵۵۲ (انظر: ۲۷۳۶۱)

(۵۷۴۷) اسنادہ ضعیف لجهالة حال فنج، وقال الحسيني: مجهول وحديثه هذا منكر (انظر: ۲۳۱۷۵)

(۵۷۴۸) اسنادہ ضعیف لضعف عبد الله بن عبد العزيز الليثي - أخرجه الطبراني: ۳۹۶۸ (انظر: ۲۳۵۲۰)

(۵۷۴۹) تخريج: صحیح لغيره (انظر: ۲۷۵۰۶)



میں پودے لگا رہا تھا، میرے پاس سے ایک آدمی کا گزر ہوا، اس نے مجھ سے کہا: اے ابو درداء! آپ صحابی ہو کر یہ کام کرتے ہیں؟ میں نے کہا: مجھ پر اعتراض کرنے میں جلد بازی مت کرو، میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو انسان پودا لگاتا ہے پھر اس میں سے جو آدمی، بلکہ اللہ تعالیٰ کی کوئی مخلوق جو کچھ کھاتی ہے، اس کے لیے وہ صدقہ ہوتا ہے۔“

وَهُوَ يَغْرِسُ غَرْسًا بِدِمَشْقَ فَقَالَ لَهُ: أَتَفْعَلُ هَذَا وَأَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ: لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ غَرَسَ غَرْسًا لَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ آدَمِيٌّ وَلَا خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ.)) (مسند احمد: ۲۸۰۵۵)

**فوائد:** ..... اعتراض کی وجہ یہ تھی کہ اس آدمی نے دنیا اور اس کی آبادی کی مذمت والی نصوص ذہن نشین کی ہوئی تھیں، ان کی روشنی میں اس نے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہما پر اعتراض کیا کہ صحابی رسول کو زیب نہیں دیتا کہ وہ دنیوی امور کی طرف متوجہ ہوں، آگے سے انھوں نے اپنی حسن نیت کے ذریعے اس کا جواب دیا۔

(۵۷۵۰)۔ عَنْ خَلَادِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ زَرَعَ زَرْعًا فَأَكَلَ مِنْهُ الطَّيْرُ أَوْ الْعَافِيَةُ كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ.)) (مسند احمد: ۱۶۶۷۴)

خلاد بن سائب اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ”جو کھیتی کاشت کرتا ہے، پھر اس سے پرندے یا کوئی بھی رزق کا طلبگار اس سے کھاتا ہے تو یہ اس کے لئے صدقہ کا باعث ہے۔“

**فوائد:** ..... ”الْعَافِيَةُ“ کا اطلاق ہر اس جاندار پر ہوتا ہے، جو رزق طلب کرنے والا ہو، وہ انسان ہو، یا جانور، یا پرندہ، نیز اس لفظ کا اطلاق جماعت پر بھی ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّخَاذِ الْغَنَمِ وَبَرَكَتِهَا وَرَعِيَّتِهَا  
بکریوں کو پالنے، ان کی برکت اور ان کو چرانے کا بیان

(۵۷۵۱)۔ عَنْ أُمِّ هَانِيَةَ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((اتَّخِذِي غَنَمًا يَا أُمَّ هَانِيَةَ! فَإِنَّهَا تَرُوحُ بِخَيْرٍ وَتَعْدُو بِخَيْرٍ.))

سیدنا ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اے ام ہانی! بکریاں پالو، کیونکہ یہ شام کو خیر کے ساتھ آتی ہیں اور صبح کو خیر کے ساتھ جاتی ہیں۔“

(مسند فوائد: ۲۰۶۰۴) بکریاں عجیب قسم کی خیر و برکت پر مشتمل ہیں، آپ ﷺ نے ان کو چنتی جانور قرار دیا ہے، ان کے ہاں سال میں دو بار پیدائش کا سلسلہ ہوتا ہے، دو دو تین تین بچے جنم دیتی ہیں، ان کے مزاج میں عاجزی اور نرمی ہوتی ہے، ان میں بغاوت اور سرکشی کا مادہ بالکل نہیں ہوتا اور ان کا یہی مزاج ان کے مالکوں میں منتقل ہو جاتا ہے، معمولی غذا ان کے لیے کافی ہو جاتی ہے، جب چاہا ان کا دودھ دوہ لیا، ان کا گوشت انتہائی عمدہ ہوتا ہے، جبکہ ان کو ذبح کرنا اور

(۵۷۵۰) تخريج: اسنادہ حسن - أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۴۱۳۴ (انظر: ۱۶۵۵۸)

(۵۷۵۱) تخريج: حديث صحيح - أخرجه ابن ماجه: ۲۲۹۵ (انظر: ۲۶۹۰۲)

گوشت بنانا بہت آسان ہوتا ہے، ایسے لگتا ہے کہ بکری خرگوش اور ہرن کی طرح بڑی خوبصورت اور محبت والی چیز نظر آتی ہے، مزید اگلی روایت کا بغور مطالعہ کر لیں۔

(۵۷۵۲)۔ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: مَرَّ أَبِي عَلِيٌّ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: غَنِيمَةَ لِي، قَالَ: نَعَمْ، إِمْسَحْ رُعَامَهَا وَاطْبُ مَرَا حَهَا وَصَلِّ فِي جَانِبِ مَرَا حَهَا فَإِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ، وَانْتَسِيْءَ بِهَا فَإِنَّهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّهَا أَرْضٌ قَلِيلَةٌ الْمَطْرِ)) قَالَ: يَعْنِي الْمَدِينَةَ۔ (مسند احمد: ۹۶۲۳)

وہب بن کیسان کہتے ہیں: میرے باپ، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، انھوں نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ انھوں نے کہا: جی میری کچھ بکریاں ہیں (ان کی طرف جا رہا ہوں) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ٹھیک ہے، لیکن ان کو صاف ستھرا کرنا، ان کی آرام گاہ کو اچھا بنانا اور ان کی آرام گاہ کے پاس نماز پڑھنا، کیونکہ یہ جنت کے جانوروں میں سے ہے، نیز ان کو مدینہ کی سرزمین سے دور رکھنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”یہ سرزمین کم بارش والی ہے۔“

**فوائد:**..... معلوم ہوا کہ علاقے کی آب و فضا کے مطابق پالتو جانوروں کا اہتمام کرنا چاہیے، نیز ان کے باڑے آرام دہ ہونے چاہئیں، نماز پڑھنے کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ مالک بکریوں کے ساتھ رہے گا اور اس طرح درندوں سے امن رہے گا۔

(۵۷۵۳)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ، يَتَّبِعُ بِهَا شَعْفَ انْجِبَالٍ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ، يَفْرُغُ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ))۔ (مسند احمد: ۱۱۰۴۶)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ممکن ہے کہ مسلمان آدمی کے لئے بہترین مال بکریاں ہوں، جن کو وہ لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کی وادیوں میں چلا جائے اور فتنوں سے بچ کر اپنے دین کو لے کر بھاگ جائے۔“

**فوائد:**..... فتنوں کے زمانے میں دین کی سلامتی کے لیے آبادی سے دور چلا جانا مستحب ہے، بشرطیکہ فتنوں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہ ہو۔

(۵۷۵۴)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَجْنِي الْكَبَابَ، فَقَالَ:

سیدنا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہوں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر پیلو کا پھل چن رہے تھے،

(۵۷۵۲) صحیح بالشواہد ان شاء اللہ۔ أخرجه مالك في "الموطأ": ۹۳۳ / ۲، واليزار: ۴۴۴ (انظر: ۹۶۲۵)

(۵۷۵۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۶۰۰، ۶۴۹۵ (انظر: ۱۱۰۳۲)

(۵۷۵۴) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۴۰۶، ۵۴۵۳، ۵۴۵۴، ۲۰۵۰ (انظر: ۱۴۴۹۷)

آپ ﷺ نے فرمایا: ”سیاہ رنگت والا چنو، یہ بہت عمدہ ہوتا ہے۔“ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ بھی بکریاں چراتے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، بلکہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا، جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں اونٹوں اور بکریوں کے مالکان ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”فخر اور تکبر اونٹوں کے مالکان میں اور سکون اور وقار بکریوں کے مالکان میں پایا جاتا ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا تو وہ اپنے اہل کی بکریاں چراتے تھے اور جب مجھے مبعوث کیا گیا تو میں بھی جیاد میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔“

((عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ، فَإِنَّهُ أَطْيَبُ.))  
قَالَ: قُلْنَا: وَكُنْتَ تَرْعَى النِّعَمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ رَعَاهَا.)) (مسند احمد: ۱۴۵۵)

(۵۷۵۵). - عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ: اِفْتَحَرَ أَهْلُ الْإِبِلِ وَالنِّعَمِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْفَخْرُ وَالْحِيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْإِبِلِ، وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ النِّعَمِ.)) وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بُعِثَ مُوسَى وَهُوَ يَرْعَى غَنَمًا عَلَى أَهْلِهِ وَبُعِثْتُ أَنَا وَأَنَا أَرْعَى غَنَمًا لِأَهْلِي بِجِيَادٍ.)) (مسند

احمد: ۱۱۹۴۰)

**فوائد:** ..... مکہ مکرمہ کی ایک نشیبی جگہ کا یا ایک پہاڑ کا نام جیاد ہے۔

حافظ بن حجر نے کہا کہ خطابی کہتے ہیں: آپ ﷺ نے اونٹوں اور گھوڑوں کے مالکوں کی مذمت اس بنا پر کی کہ یہ لوگ امورِ دینیہ سے غافل ہو کر اپنے مال مویشیوں میں لگے رہتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ سخت دل ہو جاتے ہیں۔ حافظ صاحب نے خود کہا: سکینت کو بکریوں کے مالکوں کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ وسعت اور کثرت میں اونٹوں کے مالکوں سے کم ہوتے ہیں، اور یہی دو چیزیں فخر اور تکبر کا باعث بنتی ہیں۔ (فتح الباری: ۶/۴۳۳، ۴۳۴)

یہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نظام ہے کہ جو فرق بکری اور اونٹ میں ہے کہ بکری شریف اور غیر مضمر جانور ہے اور اونٹ باغی اور مضمر جانور ہے، ان جانوروں کا یہی مزاج ان کے مالکوں میں منتقل ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ وَالْبِامَاءِ وَالْقَصَابِ وَالصَّانِعِ وَغَيْرِ ذَلِكَ

سینگی لگانے والوں، لونڈیوں، قصاب اور سنار وغیرہ کی کمائی کا بیان

(۵۷۵۶). - عَنْ رَافِعِ بْنِ رِفَاعَةَ قَالَ: نَهَانَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ وَأَمَرَنَا أَنْ

رافع بن رفاعہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں سینگی لگانے والے کی کمائی سے منع فرمایا اور ہمیں حکم

(۵۷۵۵) تخريج: صحيح لغيره - أخرجه البزار: ۲۳۷۰ (انظر: ۱۱۹۱۸)

(۵۷۵۶) تخريج: هذا اسناد لا يصح، رافع بن رفاعه لا تصح له صحبة، والحديث غلط - أخرجه ابوداود:

۳۴۲۶ (انظر: ۱۸۹۹۸)

دیا تھا کہ ہم یہ کمائی آپاشی کے اونٹوں وغیرہ کو کھلا دیں، نیز آپ ﷺ نے ہمیں لونڈیوں کی کمائی سے بھی منع کیا تھا، البتہ جو وہ اپنے ہاتھ سے کام کر کے کمائے (وہ جائز ہے)، پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے روٹی پکانے، روٹی اون وغیرہ کو کاتنے یا ان کو دھکنے کا اشارہ کیا۔

**فوائد:** ..... سیکنگی لگانے والے کی اجرت مکروہ ہے، حرام نہیں ہے، جن احادیث میں اس آمدنی کو خبیث کہا گیا ہے، اس سے مراد گھٹیا، رذی، ناپسندیدہ اور کم تر ہے، کیونکہ اس پیشے میں گھٹیا پن پایا جاتا ہے، خود اس حدیث سے بھی سیکنگی کی کمائی کا جواز ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی کمائی کو اونٹوں کو کھلا دینے کا حکم دیا ہے، اگر یہ حرام ہوتی تو آپ ﷺ یہ حکم نہ دیتے، مزید دلائل یہ ہیں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث، جو اس باب کے آخر میں موجود ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو طیہ سے سیکنگی لگوائی اور اسے غلے کا ایک صاع (یعنی تقریباً دو کلو سو گرام اجرت کے طور پر) دینے کا حکم دیا۔ (بخاری: ۲۱۰۲)

حافظ ابن حجر نے کہا: علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، جمہور کا مسلک یہ ہے کہ سیکنگی لگانے والے کی کمائی حلال ہے، انھوں نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے، ان کا خیال ہے کہ اس میں گھٹیا پن ضرور ہے، لیکن یہ حرام نہیں ہے۔ (فتح الباری: ۴/۵۷۸)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیکنگی لگوائی اور حجام کو اس کی اجرت دی، اگر یہ حرام ہوتی تو آپ ﷺ اسے کچھ نہ دیتے۔ (بخاری: ۲۱۰۳، مسلم: ۱۲۰۲)

دور جاہلیت میں مالکان اپنی لونڈیوں کو اس چیز پر مجبور کرتے تھے کہ وہ اپنی شرمگاہ کے ذریعے کمائی کر کے لائیں، جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿وَلَا تُكْرَهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ﴾..... ”اور اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔“ (سورۃ نور: ۳۳) لونڈیوں کو اس طرح استعمال کرنے کی حرمت پر اہل اسلام کا اجماع ہے۔ البتہ لونڈیوں سے جائز محنت مزدوری کرنا ان کے ذریعے آمدنی حاصل کرنا درست ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے اس حدیث کے آخر میں اشارہ فرمایا ہے۔

(۵۷۵۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْبِغَاءِ. (مسند احمد: ۷۸۳۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لونڈیوں کی کمائی سے منع کیا ہے۔



سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے (یہ بھی) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، پھپھنے لگانے والے کی کمائی، زانیہ کی کمائی اور سانڈ کی جفتی کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

(۵۷۵۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْحَجَّامِ وَكَسْبِ الْمُؤَمِّسَةِ وَعَنْ كَسْبِ عَسْبِ الْفَحْلِ۔ (مسند احمد: ۸۳۷۱)

**فوائد:**..... کتے کی کمائی اور سانڈ کی جفتی کی جائز اور ناجائز صورتوں پر بحث بالترتیب حدیث نمبر (۵۸۱۲) اور (۵۸۲۳) میں آئے گی۔

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کتے کی کمائی خبیث ہے، سیگی لگانے والے کی کمائی خبیث ہے اور زانیہ کی کمائی بھی خبیث ہے۔“

(۵۷۵۹)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ))۔ (مسند احمد: ۱۷۳۹۱)

**فوائد:**..... زانیہ کی کمائی سے مراد اس کی وہ کمائی جو وہ زنا اور بدکاری کے ذریعے کرتی ہے۔

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کتے کی کمائی خبیث ہے، زانیہ کی کمائی بھی خبیث ہے اور سیگی لگانے والے کی کمائی خبیث ہے۔“

(۵۷۶۰)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ، وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ، وَكَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ))۔ (مسند احمد: ۱۷۴۰۲)

عباہیہ بن رفاعہ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کے دادا فوت ہوئے تو ترکہ میں ایک لونڈی، کھیتی سیراب کرنے والا جانور، پھپھنے لگانے والا ایک غلام اور کچھ زمین چھوڑی، رسول اللہ ﷺ نے اس ڈر سے لونڈی کی کمائی سے منع کر دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ زنا شروع کر دے، غلام کے بارے میں فرمایا: ”سیگی لگانے والا جو کچھ کمائے، وہ آپاشی والے اونٹ وغیرہ کو کھلا دو۔“ اور زمین کے بارے میں فرمایا: ”اس کو خود

(۵۷۶۱)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبَّأَةَ بْنَ رِفَاعَةَ بْنَ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ يُحَدِّثُ أَنَّ جَدَّهُ حِينَ مَاتَ تَرَكَ جَارِيَةً وَنَاصِحًا وَعَلَامًا حَجَّامًا وَأَرْصًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْجَارِيَةِ فَتَنَهَا عَنْ كَسْبِهَا، قَالَ شُعْبَةُ: مَخَافَةَ أَنْ تَبْغِيَ، وَقَالَ: ((مَا أَصَابَ الْحَجَّامُ فَأَعْلِفُوهُ

(۵۷۵۸) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الدارمی: ۲۶۲۴ (انظر: ۸۳۸۹)

(۵۷۵۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۶۸ (انظر: ۱۷۲۵۹)

(۵۷۶۰) تخریج: انظر الحديث السابق

(۵۷۶۱) تخریج: مرفوعه صحیح، وهذا اسناد ضعيف لارساله واضطرابه۔ أخرجه الطيالسی: ۹۶۹،

والطبرانی فی "الكبير": ۴۴۰۵ (انظر: ۱۷۲۶۸)

النَّاصِحِ-)) وَقَالَ فِي الْأَرْضِ: ((اِزْرَعْهَا  
أَوْ ذَرِّهَا-)) (مسند احمد: ۱۷۴۰۰)

(۵۷۶۲)- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ فَقَالَ:  
((اعْلِفْهُ نَاصِحَكَ-)) (مسند احمد:  
۱۴۳۴۱)

(۵۷۶۳)- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((قَدْ  
أَعْطَيْتُ خَالَتِي غُلَامًا وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يَبَارِكَ  
اللَّهُ لَهَا فِيهِ وَقَدْ نَهَيْتُهَا أَنْ تَجْعَلَهُ حَجَّامًا أَوْ  
قَصَّابًا أَوْ صَائِعًا-)) (مسند احمد: ۱۰۲)

(۵۷۶۴)- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ  
قَالَ: ((إِنَّ أَكْذَبَ النَّاسِ الصَّوَاغُونَ  
وَالصَّبَّاعُونَ-)) (مسند احمد: ۸۲۸۵)

(۵۷۶۵)- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
ﷺ قَالَ: ((أَكْذَبُ النَّاسِ الصُّنَاعُ-))  
(مسند احمد: ۹۲۸۵)

کاشت کر یا پھر اس کو چھوڑ دے۔“

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے بچنے  
لگانے والے کی کمائی کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے  
فرمایا: ”اس کی کمائی کو کھیتی سیراب کرنے والے جانور کو بطور  
چارہ کھلا دیا کرو۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا: ”میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام دیا، مجھے امید ہے کہ  
اللہ تعالیٰ ان کے لئے اسے باعث برکت بنائے گا اور میں نے  
خالہ سے کہا کہ اسے بچنے لگانے والا، قصاب یا سار نہ بنائے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے  
فرمایا: ”لوگوں میں سب سے بڑے جھوٹے سار اور رنگ ساز  
ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا: ”لوگوں میں سب سے زیادہ جھوٹے کاریگر اور ہنرمند  
ہوتے ہیں۔“

**فوائد:**..... بچنے لگانے والے، قصاب، سار، کاریگر، رنگ ساز اور دوسرے ہنرمند لوگوں کے پیشے جائز اور  
درست ہیں، ان کو ناپسندیدہ قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ سینگلی لگانے والے اور قصاب کو گندے امور میں ملوث رہنا پڑتا ہے  
اور دوسرے پیشوں والوں کی اکثریت دھوکہ اور ملاوٹ کرتی ہے اور ان کا معاملہ ”ہاتھی کے دانت دکھانے کو اور کھانے کو  
اور“ کا مصداق ہوتا ہے۔

(۵۷۶۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه الشافعی: ۲/ ۹۵، والحمیدی: ۱۲۸۳، وابن  
حبان: ۵۴۱۳ (انظر: ۱۴۲۹۰)

(۵۷۶۳) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة الرجل الذی من بنی سهم، وجهالة ماجدة۔ أخرجه ابو داود:  
۳۴۳۰، ۳۴۳۱ (انظر: ۱۰۲)

(۵۷۶۴) اسنادہ ضعیف، فرقد السبخی ضعیف واحادیثه مناکیر۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۱۵۲ (انظر: ۸۳۰۲)

(۵۷۶۵) اسنادہ ضعیف لابہام الراوی عن ابی ہریرة۔ أخرجه عبد الرزاق: ۱۵۳۵۵ (انظر: ۹۲۹۶)

سیدنا محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طیبہ نامی ان کا ایک غلام تھا، وہ بہت زیادہ کمائی کرتا تھا، رسول ﷺ نے جب بچنے لگانے والے کی کمائی لینے سے منع کیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے سیگی لگانے کی کمائی کے بارے میں اجازت طلب کی، لیکن آپ ﷺ نے رخصت نہ دی، وہ (باصرار) بات کرتا رہا اور اپنی حاجت کا ذکر کرتا رہا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اس کی کمائی کو اپنے آپاشی کے اونٹوں وغیرہ کے پیٹ میں ڈال، ایک روایت میں ہے: تو اس کو اپنے جانوروں کے چارہ اور غلاموں کے کھانا کے طور پر استعمال کر لے۔“ ایک روایت میں ہے: پس رسول اللہ ﷺ نے اس سے روک دیا، لیکن اس نے کہا: کیا میں یہ کمائی اپنے تیسوں کو نہ کھلا دیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی نہیں۔“ اس نے کہا: تو پھر کیا میں صدقہ کر دیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ بالآخر آپ ﷺ نے اس کو رخصت دی کہ وہ زمین سیراب کرنے والے اونٹ وغیرہ کو چارہ کے طور پر کھلا دے۔“

سیدنا محیصہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کا ایک بچنے لگانے والا غلام تھا، اس کو نافع ابو طیبہ کہا جاتا تھا، سیدنا محیصہ رضی اللہ عنہ اس کی آمدنی کے بارے میں پوچھنے کے لئے رسول ﷺ کے پاس گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس آمدنی کے قریب بھی نہ جاؤ۔“ اس نے پھر سے سوال کیا، اب کی بار آپ ﷺ نے فرمایا: ”چلو، اپنے سیراب کرنے والے اونٹ وغیرہ کو بطور چارہ کھلا دے اور اس کو اس کے اوجھ میں ڈال دے۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیگی

(۵۷۶۶)۔ عَنْ حَرَامِ بْنِ سَاعِدَةَ بْنِ مُحَيِّصَةَ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ لَهُ غُلَامٌ حَجَّامٌ، يُقَالُ لَهُ: أَبُو طَيْبَةَ، يَكْسِبُ كَسْبًا كَثِيرًا فَلَمَّا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ اسْتَرْحَصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهِ فَأَبَى، فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهُ فِيهِ وَيَذْكُرُ لَهُ الْحَاجَةَ حَتَّى قَالَ لَهُ: ((لَتَلْقَى كَسْبَهُ فِي بَطْنِ نَاضِحِكَ (وَفِي لَفْظٍ) إِعْلِفَهُ نَاضِحَكَ وَأَطْعِمَهُ رِقِيقَكَ.)) (وَفِي لَفْظٍ) فَزَجَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَفَلَا أَطْعِمُهُ يَتَامَى لِي؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: أَفَلَا أَتَصَدَّقُ بِهِ؟ قَالَ: ((لَا)) فَرَحَّصَ لَهُ أَنْ يُعْلِفَهُ نَاضِحَهُ۔ (مسند احمد: ۲۴۰۹۲)

(۵۷۶۷)۔ عَنْ مُحَيِّصَةَ بْنِ مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ لَهُ غُلَامٌ حَجَّامٌ يُقَالُ لَهُ نَافِعُ أَبُو طَيْبَةَ فَاذْطَلَقَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَسْأَلُهُ عَنْ خَرَاجِهِ فَقَالَ: ((لَا تَقْرَبَهُ.)) فَزَجَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((إِعْلِفْ بِهِ النَّاضِحَ وَاجْعَلْهُ فِي كَرِيشِهِ.)) (مسند احمد: ۲۴۰۸۹)

(۵۷۶۹)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِحْتَجَمَ

(۵۷۶۶) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۳۴۲۲، والترمذي: ۱۲۷۷ (انظر: ۲۳۶۹۲)

(۵۷۶۷) تخريج: انظر الحديث السابق

(۵۷۶۸) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۱۶۳ (انظر: ۶۹۲)

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَنِي أَنْ أُعْطِيَ الْحَجَّامَ لُكُوأَىٰ وَأُورِثَ مَجْهَ عَمِّ دِيَا كَمَا فِي سِيغَىٰ لُكَا نِي كُوَا سِي كِي أَجْرَهُ - (مسند احمد: 692)

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَسْبِ الْعَشَارِينَ وَأَصْحَابِ الْمَكْسِ وَالْعُرَفَاءِ وَنَحْوِهِمْ  
نیکس وصول کرنے والوں اور سرداروں کی کمائی کا بیان

حسن بصری کہتے ہیں: سیدنا عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہما کا کلاب بن امیہ کے پاس سے گزر ہوا، وہ بصرہ میں نیکس وصول کرنے والے کی نشست پر بیٹھے ہوا تھا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: اے کلاب یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ اس نے کہا: مجھے زیاد نے (نیکس وصول کرنے کے لیے) اس علاقے پر عامل مقرر کیا ہے، انھوں نے کہا: کیا میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سنا سکتا ہوں؟ اس نے کہا: کیوں نہیں، ضرور سناؤں، انھوں نے کہا: میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام نے رات کے وقت ایک وقت کو خاص کر رکھا تھا، اس میں وہ اپنے اہل خانہ کو بھی جگاتے ہوئے کہتے: اے آل داؤد! اٹھو اور نماز ادا کرو، یہ وہ گھڑی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ دعائیں قبول کرتا ہے، ماسوائے دو آدمیوں کے، ایک جادوگر اور دوسرا نیکس لینے والا۔“ یہ حدیث سنتے ہی کلاب بن امیہ کشتی پر سوار ہو کر زیاد کے پاس پہنچے اور اس ملازمت سے معذرت کی اور اس نے معذرت قبول کر لی۔

(۵۷۷۰)۔ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: مَرَّ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ عَلَىٰ كِلَابِ بْنِ أُمَيَّةَ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَىٰ مَجْلِسِ الْعَاصِرِ بِالْبَصْرَةِ، فَقَالَ: مَا يُجْلِسُكَ هَاهُنَا؟ قَالَ: اسْتَعْمَلَنِي هَذَا عَلَىٰ هَذَا الْمَكَانِ يَعْنِي زِيَادًا، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: أَلَا أَحَدَيْتُكَ حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: بَلَىٰ، قَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((كَانَ لِذَاوُدَ نَيْبِي اللَّيْلِ سَاعَةٌ يُوقِظُ فِيهَا أَهْلَهُ فَيَقُولُ: يَا آلَ دَاوُدَ! قُومُوا فَصَلُّوا فَإِنَّ هَذِهِ سَاعَةٌ يَسْتَجِيبُ اللَّهُ فِيهَا الدُّعَاءَ إِلَّا لِسَاحِرٍ أَوْ عَشَارٍ)) فَرَكِبَ كِلَابُ بْنُ أُمَيَّةَ سَفِينَةً فَأَتَى زِيَادًا فَاسْتَعْفَاهُ فَأَعْفَاهُ - (مسند احمد: ۱۶۳۹۰)

ابوالخیر سے روایت ہے کہ مصر کے امیر مسلمہ بن مخلد نے سیدنا روفیع بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ درخواست پیش کی کہ وہ اس کو نیکسوں کا مسئول بنا دیں۔ لیکن انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”نیکس لینے

(۵۷۷۱)۔ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ قَالَ: عَرَضَ مَسْلَمَةُ بْنُ مَخْلَدٍ وَكَانَ أَمِيرًا عَلَىٰ مِصْرَ عَلَىٰ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يُؤَيِّدَهُ الْعُشُورَ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:

(۵۷۷۰) تخريج: اسنادہ ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ۸۳۷۴ (انظر: ۱۶۲۸۱)

(۵۷۷۱) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ۴۴۹۳ (انظر: ۱۷۰۰۱)



((صَاحِبُ الْمَكْسِ فِي النَّارِ)) (مسند) والا دوزخی ہے۔“

احمد: (۱۷۱۲۶)

حرب بن ہلال کہتے ہیں کہ بنو تغلب کے ایک آدمی سیدنا ابو امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مسلمانوں پر کوئی ٹیکس نہیں ہے، ٹیکس تو یہود و نصاریٰ سے وصول کئے جاتے ہیں۔“

(۵۷۷۲)۔ عَنْ حَرْبِ بْنِ هَلَالِ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِي أُمِيَّةَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَغْلِبَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ عُشُورٌ، إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى)) (مسند احمد: ۱۵۹۹۲)

(دوسری سند) حرب بن عبید اللہ ثقفی اپنے ماموں سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کچھ چیزوں کا ذکر کیا، اس کے بعد میں نے کہا: کیا میں ٹیکس لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ٹیکس تو یہود و نصاریٰ پر لاگو کیے جاتے ہیں، اہل اسلام پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔“

(۵۷۷۳)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانٍ) عَنْ حَرْبِ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ الثَّقَفِيِّ عَنْ خَالِهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ أُمُيَّةَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: أَعَشْرُهَا؟ فَقَالَ: ((إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، وَلَيْسَ عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ عُشُورٌ)) (مسند احمد: ۱۵۹۹۱)

(تیسری سند) بکر بن وائل اپنے ماموں سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی قوم سے ٹیکس لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ٹیکس تو صرف یہود و نصاریٰ پر لگائے جاتے ہیں، اہل اسلام پر کوئی ٹیکس نہیں ہوتا۔“

(۵۷۷۴)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ) عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ خَالِهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعَشْرُ قَوْمِي؟ قَالَ: ((إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَلَيْسَ عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ عُشُورٌ)) (مسند احمد: ۱۵۹۹۰)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ”ٹیکس لینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

(۵۷۷۵)۔ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ)) (یعنی الْعَشَارَ) (مسند احمد: ۱۷۴۲۶)

(۵۷۷۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لاضطرابہ۔ أخرجه ابو داود: ۳۰۴۸، ۳۰۴۹ (انظر: ۱۵۸۹۷)

(۵۷۷۳) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۵۷۷۴) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۵۷۷۵) تخریج: حسن لغيره۔ أخرجه ابو داود: ۲۹۳۷ (انظر: ۱۷۲۹۴)

سیدنا مالک بن عتیبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم ٹیکس وصول کرنے والے کو ملو تو اس کو قتل کر دو۔“ (سند میں مذکور ایک راوی کے بقول) آپ ﷺ کی مراد وہ شخص ہے جو بغیر کسی حق کے یہ چیز وصول کرتا ہے۔

(۵۷۷۶)۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ عَتَابَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا لَقَيْتُمْ عَاشِرًا فَأَقْتُلُوهُ)) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَقَصَرَ عَنْ بَعْضِ الْإِسْنَادِ وَقَالَ: يَغْنَى بِذَلِكَ الصَّدَقَةَ يَأْخُذُهَا عَلَى غَيْرِ حَقِّهَا۔ (مسند احمد: ۱۸۲۲۱)

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے عرب کے لوگو! اس اللہ کی تعریف کیا کرو، جس نے تم سے ٹیکسوں کو اٹھایا ہے۔“

(۵۷۷۷)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ! أَحْمَدُوا اللَّهَ الَّذِي رَفَعَ عَنْكُمْ الْعُشُورَ))۔ (مسند احمد: ۱۶۵۴)

سیدنا مقدم بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے قدماء! تو کامیاب ہو جائے گا، بشرطیکہ تو نہ امیر بنے، نہ مال وصول کرنے والا بنے اور نہ سردار بنے۔“

(۵۷۷۸)۔ عَنِ الْمَقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكِرَب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَفْلَحْتَ يَا قُدَيْمُ! إِنْ مِتَّ وَلَمْ تَكُنْ أَمِيرًا وَلَا جَابِيًا وَلَا عَرِيْفًا))۔ (مسند احمد: ۱۷۳۳۷)

**فوائد:** ..... سردار سے مراد قوم یا خاندان کا سردار اور منتظم ہے، اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے یہ تینوں عہدے ضروری ہیں، لیکن ان عہدوں کے حقوق کو پورا کرنے والے بہت کم ہیں، یہی دیکھا گیا کہ امیر اور حکمران ظالم بن جاتا ہے، مال وصول کرنے والا خان بن جاتا ہے اور سردار اپنی قوم کی شریعت کی طرف رہنمائی نہیں کرتا، اس طرح یہ تین قسم کے افراد انجام کے لحاظ سے خسارے میں چلے جاتے ہیں۔

اس باب میں ٹیکس اور اس کے وصول کنندہ کی مذمت کی گئی، ان کے بارے میں مزید روایات یہ ہیں:

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو برا بھلا کہا، جس کو بدکاری کی وجہ سے سنگسار کیا جا رہا تھا، جبکہ توبہ کرتے ہوئے برائی کا اعتراف اس نے خود کیا تھا، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَهْلَا يَا خَالِدُ! قَوْلَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ)) ..... ”خالد! رہنے

(۵۷۷۶) تخريج: اسنادهما ضعيف من اجل ابن لهيعة فهو سيء الحفظ، ولجهالة مخيس ابن ظبيان، ولا بهام شيخه۔ أخرجه الطبراني في ”الكبير“: ۱۹ / ۶۷۱ (انظر: ۱۸۲۲۱)

(۵۷۷۷) اسنادہ ضعيف، ابراهيم بن المهاجر لين الحديث، والراوى عن عمرو بن حريث لا يعرف۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ۳ / ۱۹۷، وابو يعلى: ۹۶۴، والطحاوى في ”شرح المعاني“: ۲ / ۳۱ (انظر:)

(۵۷۷۸) اسنادہ ضعيف، لضعف صالح بن يحيى بن المقدم۔ أخرجه ابو داود: ۲۹۳۳ (انظر: ۱۷۲۰۵)

دو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ٹیکس وصول کرنے والا بھی ایسی توبہ کر لے تو اسے بخش دیا جائے گا۔“ (مسلم: ۱۶۹۵)

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے پتہ چلا کہ ٹیکس لینا قبیح ترین اور مہلک گناہ ہے، کیونکہ ٹیکس وصول کنندہ بغیر کسی حق کے لوگوں سے بار بار ٹیکس وصول کرتا رہتا ہے، جبکہ اس پر لوگوں کے مطالبات بڑھتے رہتے ہیں۔ (شرح مسلم نووی)

شارح ابوداؤد علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ نے کہا: اس سے مراد وہ آدمی ہے جو بغیر کسی عوض اور حق کے لوگوں سے ٹیکس وصول کرتا ہے۔ (عون المعبود: ۴۴۴۲)

سیدنا عثمان بن ابی عاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((تُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ، فَيُنَادِي مُنَادٍ: هَلْ مِنْ دَاعٍ فَيَسْتَجَابُ لَهُ، هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَيُعْطَى، هَلْ مِنْ مَكْرُوبٍ فَيَفْرُجُ عَنْهُ، فَلَا يَنْقُصُ مُسْلِمٌ يَدْعُو بِدَعْوَةِ اسْتِجَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ، إِلَّا زَانِيَةً تَسْعَى بِفَرْجِهَا، أَوْ عَشَارًا...))..... ”نصف رات کو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ایک اعلان کرنے والا آواز لگاتا ہے: کوئی ہے پکارنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے، کیا کوئی ہے سوال کرنے والا کہ اس کو عطا کیا جائے اور کیا کوئی ہے تکلیف زدہ کہ اس کی تکلیف دور کر دی جائے۔ کوئی ایسا مسلمان نہیں ہوتا کہ وہ دعا کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہ کرے، مگر زانی عورت جو اپنی شرمگاہ کے ذریعے کمائی کرتی ہے اور ٹیکس وصول کنندہ (ان دو کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں)۔“ (معجم اوسط طبرانی: ۱/۸۸/۲، صحیحہ: ۱۰۷۳)

کسی کی رضامندی کے بغیر اس کا مال و دولت نہیں لیا جاسکتا، ٹیکس بھی اسی قسم کی ایک صورت ہے، عصر حاضر میں تو ٹیکسز کی بھرمار کر دی گئی ہے۔ مثلاً: جھجھ ٹیکس، ڈریٹنگ ٹیکس، آٹم ٹیکس، ملبہ ٹیکس، ٹال ٹیکس، ہاؤس ٹیکس، وہیکل ٹیکس، وغیرہ وغیرہ۔ حکومت کا عوام الناس کی جائداد میں کوئی حق نہیں ہوتا، ہاں اگر لوگ گورنمنٹ کے اخراجات سے بنائی ہوئی کوئی چیز استعمال کر رہے ہوں اور اس کی مرمت پر حکومت کا خرچہ ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں ٹیکس لینے میں کوئی مضائقہ نہیں، مثلاً روڈ پر چلنے کا ٹیکس، لیکن یہ ضروری ہے کہ ادا کی گئی یہ رقم مسلمانوں کے بیت المال میں پہنچے۔

آجکل ٹیکسوں کی وصولی کی بھرمار نے لوگوں کا جینا دو بھر کر دیا ہے، بالخصوص جو بھاری ٹیکس تاجروں سے وصول کیا جاتا ہے، اس کی وجہ سے اشیاء کی قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا جاتا ہے، جس کا سارے کا سارے بوجھ عوام پر پڑتا ہے۔ حکومتی عہدیداران کو علم ہونا چاہیے کہ وہ کسی چیز کے عوض عوام سے ٹیکس وصول کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ رقم بیت المال میں جمع کروائی جائے یا حکومت کی تحویل میں دے دی جائے، مثلاً روڈ پر چلنے کا ٹیکس۔ ٹیکسوں کی تمام اقسام جو کسی عوض کے بغیر وصول کی جاتی ہیں، ان کی وصولی حرام ہے، مثلاً تاجروں اور صنعت کاروں سے ان کی تجارت اور صنعت کی وجہ سے ٹیکس وصول کرنا۔

## أَبْوَابُ الْكَسْبِ بِالتَّجَارَةِ

تجارت کے ذریعے کمائی کرنے کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَفَضْلُ ذَلِكَ

خرید و فروخت میں سچائی اور امانت اور ان کی فضیلت کا بیان

(۵۷۷۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عِقَارًا لَهُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعِقَارَ فِي عِقَارِهِ جَرَّةَ فِيهَا ذَهَبٌ فَقَالَ الَّذِي اشْتَرَى الْعِقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي، إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَغِ مِنْكَ الذَّهَبَ، فَقَالَ الَّذِي بَاعَ الْأَرْضَ: إِنَّمَا بَعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا، قَالَ: فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ، فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ: الْكُفْمَا وَتَدُّ؟ قَالَ أَحَدُهُمَا: لِي غُلَامٌ، وَقَالَ الْآخَرُ: لِي جَارِيَةٌ، قَالَ: أَنْتَ كِجَ الْغُلَامِ الْجَارِيَّةِ وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَنَصَدَّقَا)) (مسند احمد: ۸۱۷۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے زمین خریدی، خریدنے والے شخص کو اس زمین میں ایک گھڑا مل گیا، جس میں سونا تھا، اس نے فروخت کرنے والے سے کہا: اپنا سونا لے لو، میں نے آپ سے زمین خریدی ہے، نہ کہ سونا، لیکن فروخت کرنے والے نے کہا: میں نے زمین بھی فروخت کی تھی اور جو کچھ اس میں تھا، وہ بھی بیچ ڈالا۔ چنانچہ وہ دونوں ایک آدمی کے پاس اپنا فیصلہ لے گئے، اس نے کہا: کیا تمہاری اولاد ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا کہ اس کا لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ اس کی لڑکی ہے، اس نے کہا: تم اس لڑکے اور لڑکی کی آپس میں شادی کر دو اور یہ سونا ان پر خرچ کر دو اور کچھ مقدار صدقہ کر دو۔“

**فوائد:** ..... ہماری شریعت میں ایسی چیز کے احکام مقرر ہیں، اگر وہ گری پڑی چیز ہے تو اس پر اس سے متعلقہ احکام لاگو ہو جائیں گے، اگر وہ جاہلیت کا دینہ ہے، جس کو ریکاز کہتے ہیں تو اس کو پالینے والا اس کا مالک بن جائے گا، البتہ اسی وقت پانچواں حصہ زکاۃ دینی ہوگی۔

(۵۷۸۰)۔ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ ابْنِ الْجَعْدِ قَالَ: عَرَضَ لِلنَّبِيِّ ﷺ جَنْبٌ فَأَعْطَانِي دِينَارًا فَقَالَ: ((أَيُّ عُرْوَةُ! إِنَّتِ الْجَنْبُ فَاشْتَرِي سیدنا عروہ بن ابی جعد بارتی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ سامان تجارت والا قافلہ آیا ہے، پس آپ ﷺ نے مجھے ایک دینار دیا اور فرمایا: ”عروہ! قافلہ

(۵۷۷۹) (تخریج: أخرجه البخاری: ۳۴۷۲، ومسلم: ۱۷۲۱) (انظر: ۸۱۹۱)

(۵۷۸۰) (تخریج: مرفوعه صحيح - أخرجه ابو داود: ۳۳۸۵، وابن ماجه: ۲۴۰۲، والترمذی: ۱۲۵۸،

وأخرجه مختصرا ونحوه البخاری: ۳۶۴۲) (انظر: ۱۹۳۶۲)



میں جاؤ اور ہمارے لئے ایک بکری خرید لاؤ۔“ پس میں قافلے میں گیا اور بکری کے مالک سے سودا کیا اور ایک دینار کی دو بکریاں خرید لیں، میں نے ان کو لارہا تھا کہ راستے میں مجھے ایک آدمی ملا، میرا اس سے سودا بن گیا اور میں نے اس کو ایک دینار میں ایک بکری فروخت کر دی، چنانچہ میں ایک بکری اور ایک دینار لے کر آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ لیجئے اپنا دینار اور یہ لیجئے اپنی بکری، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے کیسے سودا کیا ہے؟“ میں نے آپ ﷺ کو ساری بات بتلائی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! اس کی تجارت میں برکت فرما۔“ یہ دعا اس قدر قبول ہوئی کہ میں کوفہ میں کُناسہہ مقام میں کھڑا ہوتا تھا اور گھر پہنچنے سے پہلے چالیس ہزار کا نفع کمالیتا تھا۔ یہ صحابی لوڈیوں کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔

لَنَا شَاءَ...) قَالَ: فَأَتَيْتُ الْجَنْبَ فَسَاوَمْتُ صَاحِبَهُ فَأَشْرَيْتُ مِنْهُ شَاتَيْنِ بَدِينَارٍ فَجِئْتُ أَسْوَفَهُمَا (أَوْ قَالَ: أَقْوَدُهُمَا) فَلَقِيَنِي رَجُلٌ فَسَاوَمَنِي فَأَبِيعُهُ شَاءَ بَدِينَارٍ، فَجِئْتُ بِالْبَدِينَارِ وَجِئْتُ بِالشَّاءِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا دِينَارُكُمْ وَهَذِهِ شَاتُكُمْ، قَالَ: ((وَصَنَعْتَ كَيْفَ؟)) فَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيثَ، فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُ فِي صَفَقَةِ يَمِينِهِ...)) فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَقْفُ بِكُنَاسَةِ الْكُوفَةِ، فَأَرْبِحُ أَرْبَعِينَ أَلْفًا قَبْلَ أَنْ أَصِلَ إِلَى أَهْلِي، وَكَانَ يَشْتَرِي الْجَوَارِيَ وَيَبِيعُ - (مسند احمد: ۱۹۰۷۹)

**فوائد:** ..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعت میں نفع کی شرح مقرر نہیں ہے، نیز نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت کا بیان ہے۔

### بَابُ ذِمِّ الْكُذْبِ وَالْحَلْفِ لِتَرْوِجِ السِّلْعَةِ وَذِمِّ الْأَسْوَاقِ

سودا فروخت کرنے کے لیے جھوٹ بولنے اور قسم اٹھانے کی مذمت اور بازاروں کی مذمت کا بیان

(۵۷۸۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْيَمِينُ الْكَاذِبَةُ مَنْفَقَةٌ لِلْسِّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ...)) (مسند احمد: ۷۲۹۱) برکت اٹھ جاتی ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضي الله عنه سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جھوٹی قسم سے مال تو فروخت ہو جاتا ہے، لیکن کمائی سے

**فوائد:** ..... جھوٹی قسموں کی وجہ سے مال میں ظاہر اضافہ ہو رہا ہوتا ہے، لیکن تاجر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی برکت سے محروم ہو جاتا ہے، جبکہ بنیادی چیز اللہ تعالیٰ کی برکت ہے، باقی سب امور فرعی اور سرسری ہیں، اگر برکت شامل حال ہو تو تھوڑا مال بھی کفایت کر جاتا ہے اور اگر برکت نہ ہو تو سرے سے مالک سکون والی زندگی ہی بسر نہیں کر سکتا۔

سیدنا عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تاجر برے لوگ ہیں۔“ کسی نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی کیوں نہیں، لیکن بات یہ ہے کہ یہ لوگ جب بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں اور پھر جب (جھوٹی) قسم اٹھاتے ہیں تو گنہگار ہوتے ہیں۔“

(۵۷۸۲)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ التُّجَّارَ هُمُ الْفُجَّارُ)) قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَوْلَيْسَ قَدْ أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ؟ قَالَ: ((بَلَىٰ وَلَكِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ فَيَكْذِبُونَ، وَيَحْلِفُونَ وَيَأْتُمُونَ.)) (مسند احمد: ۱۵۷۵۷)

**فوائد:** ..... تاجر کے لیے ضروری تنبیہ یہ ہے کہ وہ سچ بولے اور جھوٹی قسم سے بچے، کسی بڑی ضرورت کے پیش نظر وہ سچی قسم اٹھا سکتا ہے، لیکن سچی قسموں کی کثرت بھی درست نہیں ہے۔

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تجارت میں زیادہ قسمیں اٹھانے سے اجتناب کرو، بے شک اس سے سودا تو بکتا ہے، لیکن برکت مٹ جاتی ہے۔“

(۵۷۸۳)۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يَنْفِقُ ثُمَّ يَمْحَقُ.)) (مسند احمد: ۲۲۹۱۲)

**فوائد:** ..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سودا کرتے وقت قسموں کی کثرت سے بچا جائے، اگرچہ قسم اٹھانے والا سچا ہو۔

سیدنا قیس بن غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم (تاجروں) کو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں سماں یعنی دلال کہا جاتا تھا، ایک روایت میں ہے: ہم بازار میں غلام بیچتے تھے، ایک روایت میں ہے: ہم مدینہ منورہ میں سامان فروخت کیا کرتے تھے، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ بیع میں ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”اے تاجروں کی جماعت!“ پس آپ ﷺ نے ہمارے سابقہ نام کی بہ نسبت اچھا نام رکھا،

(۵۷۸۴)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ غَرْزَةَ قَالَ: كُنَّا نُسَمَّى السَّمَايِرَةَ عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (وَفِي لَفْظٍ: كُنَّا نَبِيعُ الرِّقِيقَ فِي السُّوقِ)، (وَفِي لَفْظٍ آخَرَ: كُنَّا نَبْتِئُ الْأَوْسَاقَ بِالْمَدِينَةِ) فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَنْبِقِيحٍ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ!)) فَسَمَّانَا بِإِسْمٍ أَحْسَنَ مِنْ إِسْمِنَا (وَفِي لَفْظٍ: أَحْسَنَ

(۵۷۸۲) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۹ / ۷۱۱، والبیہقی فی "الشعب": ۴۸۴۵، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۲۰۷۸، والحاکم: ۲ / ۷ (انظر: ۱۵۶۶۹) (۵۷۸۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۰۷ (انظر: ۲۲۵۴۴) (۵۷۸۴) اسنادہ صحیح أخرجه ابوداؤد: ۳۳۲۶، والترمذی: ۱۲۰۸، وابن ماجہ: ۲۱۴۵ (انظر: ۱۶۱۳۹)

ایک روایت میں ہے: ہم نے اپنے لیے جو نام تجویز کیا ہوا تھا، آپ ﷺ نے اس سے اچھا نام رکھا، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”تجارت میں ناجائز قسم اور جھوٹ کی آمیزش ہو جاتی ہے، اس لیے اس کے ساتھ صدقہ کیا کرو۔“ ایک روایت میں ہے: ”ان بازاروں میں لغو باتیں اور جھوٹیں قسمیں عام ہوتی رہتی ہے، اس لیے ان کے ساتھ صدقہ کیا کرو۔“

**فوائد:** ..... ”سَمَاسِر“ عجمی زبان کا لفظ ہے، یہ لفظ عجمی تاجروں سے عربی تاجروں میں سرایت کر گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو عربی لفظ ”تاجر“ سے تبدیل کر دیا۔

اوساق: وسق کی جمع ہے۔ یہ ساتھ صاع (ٹوپے) کا ہوتا ہے۔ گندم، کھجور، جو وغیرہ کی تجارت مراد ہے۔

(۵۷۸۵)۔ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَنْهَى عَنْ بَيْعِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! إِنَّهَا مَعَايِشُنَا قَالَ: فَقَالَ: ((لَا خِلَابَةَ إِذَا)) وَكُنَّا نَسْمَى السَّمَاسِرَةَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔

ایک صحابی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تجارت سے منع کرنے کا ارادہ کیا، لیکن صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تجارت تو ہمارا ذریعہ معاش ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر اس میں دھوکہ نہیں ہونا چاہیے۔“ اس وقت ہمیں دلال کہا جاتا تھا۔

(مسند احمد: ۱۶۲۳۹)

**فوائد:** ..... تجارت میں پائے جانے والے مفاسد کی بنا پر آپ ﷺ نے سرے سے اس سے منع کر دینے کا ارادہ کیا، لیکن جب صحابہ نے اپنی مجبوری کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے اجازت تو دے دی، لیکن شرط یہ لگائی کہ تجارت کسی قسم کے دھوکے پر مشتمل نہیں ہونی چاہیے۔

(۵۷۸۶)۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: ((رُبَّ يَمِينٍ لَا تَضَعُ إِلَى اللَّهِ بِهَذِهِ الْبُقْعَةِ)) فَرَأَيْتُ فِيهَا النَّخَّاسِينَ بَعْدَ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کتنی قسمیں ہیں جو اس جگہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلند نہیں ہوتیں۔“ پھر میں نے اس جگہ میں چوپایوں اور غلاموں کو فروخت کرنے والوں کو دیکھا۔

(مسند احمد: ۸۰۱۰)

(۵۷۸۵) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، ابراہیم مولیٰ صَحَّير لم يدرك احدا من الصحابة، وقوله: ”كنا نسمة السماسرة...“ ثبت في الحديث السابق (انظر: ۱۶۱۴۰)

(۵۷۸۶) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف عاصم بن عبید اللہ، وعبید مولیٰ ابی رهم ليس بذلك المعروف (انظر: ۸۰۲۳)

**فوائد:** ..... نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کے کسی علاقے کے بارے میں یہ پیشین گوئی کی تھی کہ وہاں اٹھائی جانے والی قسمیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلند نہیں ہوں گی، پھر آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کا یہ معجزہ پورا ہوا اور وہ جگہ خرید و فروخت کا مرکز بن گئی اور وہاں جھوٹی قسمیں اٹھائی جانے لگیں۔

(۵۷۸۷)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا آتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الْبُلْدَانِ شَرُّ؟ قَالَ: فَقَالَ: ((لَا أَدْرِي)) فَلَمَّا آتَاهُ جَبْرِيلُ قَالَ: ((يَا جَبْرِيلُ! أَيُّ الْبِلَادِ شَرُّ؟)) قَالَ: لَا أَدْرِي حَتَّى أَسْأَلَ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ، فَاَنْطَلَقَ جَبْرِيلُ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَمُكِّثَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّكَ سَأَلْتَنِي أَيُّ الْبُلْدَانِ شَرُّ، فَقُلْتُ: لَا أَدْرِي، وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ أَيُّ الْبُلْدَانِ شَرُّ؟ فَقَالَ: ((أَسْوَأُهَا)) (مسند احمد: ۱۶۸۶۵)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! زمین کا کون سا حصہ بدترین ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے معلوم نہیں ہے۔“ جب جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان سے یہ سوال کیا، لیکن انہوں نے کہا: ”مجھے بھی معلوم نہیں، لیکن میں اپنے رب سے پوچھوں گا، سو وہ چلے گئے، پھر کچھ دیر یا عرصہ ٹھہرے رہے، پھر جب آئے تو کہا: اے محمد! آپ نے بدترین قطعہ زمین کے بارے میں پوچھا تھا اور میں نے کہا تھا کہ مجھے معلوم نہیں ہے، پھر میں نے اپنے رب سے پوچھا ہے، تو اس نے کہا ہے کہ ”روئے زمین میں سے بدترین حصہ بازار ہیں۔“

**فوائد:** ..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْوَأُهَا)) ..... ”اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ مقامات مساجد ہیں اور سب سے بری جگہیں بازار ہیں۔“ (صحیح مسلم)

مساجد کا معاملہ تو واضح ہے کہ وہ نماز، تلاوت، اللہ کے ذکر اور عبادت کا مرکز اور صالحین بلکہ فرشتوں کی پناہ گاہ ہیں۔ رہا مسئلہ بازاروں کا تو وہ اس قسم کے مفسد پر مشتمل ہوتے ہیں: جھوٹ، دھوکہ، جھوٹی قسمیں، عصر حاضر میں مرد و زن کا بدترین اختلاط اور بے پردگی، اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کرنے والے امور، شیطانوں کی کثرت جو ان مفسد پر آمادہ کرتے ہیں۔

(۵۷۸۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف عبد الله بن محمد بن عقيل - أخرجه البزار: ۱۲۵۲، وابويعلى: ۷۴۰۳، والطبرانی فی "الكبير": ۱۵۴۶، والحاكم: ۱/ ۸۹۹ (انظر: ۱۶۷۴۴)



بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسَاهُلِ وَالتَّسَامُحِ فِي الْبَيْعِ وَالْبِقَالَةِ وَحُسْنِ التَّقَاضِي وَفَضْلِ ذَلِكَ  
تجارت میں نرمی اختیار کرنے اور درزر کرنے، سودا واپس کرنے اور اچھا معاملہ کرنے اور اس کی

### فضیلت کا بیان

(۵۷۸۸)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ فَرُوحٍ مَوْلَى  
الْقُرَشِيِّينَ أَنَّ عُمَانَ اشْتَرَى مِنْ رَجُلٍ  
أَرْضًا فَأَبْطَأَ عَلَيْهِ فَلَقِيَهُ فَقَالَ لَهُ: مَا مَنَعَكَ  
مِنْ قَبْضِ مَالِكَ؟ قَالَ: إِنَّكَ عَبْتَنِي فَمَا  
أَلْقَى مِنَ النَّاسِ أَحَدًا إِلَّا وَهُوَ يَلُومُنِي،  
قَالَ: أَوْ ذَلِكَ يَمْنَعُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:  
فَاخْتَرْ بَيْنَ أَرْضِكَ وَمَالِكَ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَدْخَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
الْجَنَّةَ رَجُلًا، كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًا وَبَائِعًا  
وَقَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا)) (مسند احمد: ۴۱۰)

قریشیوں کے غلام عطاء بن فروخ سے روایت ہے کہ سیدنا  
عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے زمین خریدی، لیکن اس آدمی نے  
ملنے میں تاخیر کی، پھر جب وہ ملا تو اس (عثمان رضی اللہ عنہ) نے کہا:  
کس چیز نے آپ کو اپنا مال قبضے میں لینے سے روک رکھا ہے؟  
کہا: تم نے مجھ سے دھوکہ کیا ہے، میں جس بندے کو ملتا ہوں،  
وہ مجھے ملامت کرتا ہے۔ انھوں نے کہا: کیا یہ رکاوٹ ہے؟ اس  
نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: ٹھیک ہے، آپ اپنی زمین اور  
مال میں سے ایک چیز کو پسند کریں، پھر انھوں نے بیان کیا کہ  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جنت میں  
داخل کرے گا، جو خریدتے وقت، بیچتے وقت، تقاضا چکاتے  
وقت یا تقاضا کرتے وقت نرم خوئی اختیار کرتا ہے۔“

**فوائد:** ..... معاملات میں نرم خوئی والی زندگی انتہائی آسان ہے، کاش ہم اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر اس کو اختیار کر  
لیتے، مصیبت یہ ہے کہ جب ہم کسی شخصیت کی خاطر چند دن نرمی کا اختیار کرتے ہیں اور نتیجہ جلدی وصول نہیں ہوتا تو ہم  
پر مایوسی چھا جاتی ہے اور ہم یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ آئندہ ہم سختی کے ساتھ اپنے معاملات ڈیل کریں گے، ہمیں ہمارے  
معاملات میں دو چیزوں نے دھوکہ دیا ہے، ایک جلد باز مزاج اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی ذات مقدم نہ رکھنا، یعنی اللہ تعالیٰ کا  
لحاظ کرتے ہوئے نرمی کو اختیار نہ کرنا۔

(۵۷۸۹)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ  
فَاشْتَرَى مِنِّي بَعِيرًا فَجَعَلَ لِي ظَهْرَهُ حَتَّى  
أَقْدَمَ الْمَدِينَةَ فَلَمَّا قَدِمْتُ أَتَيْتُهُ بِالْبَعِيرِ  
فَدَفَعْتُهُ إِلَيْهِ وَأَمَرَ لِي بِالثَّمَنِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم  
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آپ ﷺ نے  
مجھ سے اونٹ خریدا اور مدینہ منورہ تک مجھے اس پر سواری کر  
لینے کا حق دیا، جب میں مدینہ پہنچا تو میں اونٹ لے کر آپ  
ﷺ کے پاس آیا اور اونٹ آپ ﷺ کے حوالے کر دیا اور

(۵۷۸۸) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۰۲، والنسائي: ۷/ ۳۱۸ (انظر: ۴۱۰)

(۵۷۸۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۰۷۹، ۵۲۴۵، ومسلم: ۲۹۹۷ (انظر: ۱۴۲۵۱)

آپ ﷺ نے مجھے قیمت دینے کا حکم دیا، جب میں واپس ہوا، تو آپ ﷺ میرے پیچھے ہوئے، میں نے خیال کیا کہ شاید آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہوں، جب میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اونٹ مجھے تمہا دیا اور فرمایا: ”یہ بھی تیرے لیے ہے۔“ پھر میرا گزر ایک یہودی کے پاس سے ہوا، جب میں نے یہ ساری بات بتلائی تو وہ بڑا تعجب کرنے لگا، اس نے کہا: آپ ﷺ نے تجھ سے اونٹ خریدا ہے اور پھر قیمت ادا کر کے اونٹ بھی ہبہ کر دیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، بالکل ایسے ہی ہوا۔

**فوائد:** ..... یہ نبی کریم ﷺ کا اعلیٰ اخلاق تھا کہ آپ ﷺ نے پہلے اونٹ پر سواری کرنے کا حق دیا، پھر اونٹ کی قیمت ادا کی اور بعد ازاں وہ اونٹ بھی دے دے، یہودی کے تعجب کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ انتہائی حریص تھے، اس لیے اس کو آپ ﷺ کے اس حسن اخلاق پر حیرانی ہوئی۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے ایک آدمی تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو اس بنا پر بخش دیا تھا کہ بیچتے وقت، خریدتے وقت، تقاضا دیتے وقت اور تقاضا کرتے وقت نرمی کرتا تھا۔“

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، گزارش یہ ہے کہ ایک آدمی سے میں اور میرے بیٹے نے پھل خریدا ہے، اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو وہ عزت دی ہے، جو دی ہے، جب ہم نے اسے جمع کیا اور ماپا تو اس سے صرف اتنی مقدار ہی حاصل ہوئی کہ جس سے صرف ہمارا پیٹ بھرتا ہے یا پھر حصول

فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ لَحِقَنِي قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَدَأَهُ، قَالَ: فَلَمَّا أَتَيْتُهُ دَفَعَ إِلَيَّ الْبَعِيرَ وَقَالَ: ((هُوَ لَكَ)) فَمَرَرْتُ بِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ فَأَخْبَرْتُهُ، قَالَ: فَجَعَلَ يُعْجِبُ، قَالَ: فَقَالَ: اشْتَرِي مِنْكَ الْبَعِيرَ وَدَفَعَ إِلَيْكَ الثَّمَنَ وَوَهَبَ لَكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ۱۴۳۰۱)

(۵۷۹۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عَفَرَ اللَّهُ لِرَجُلٍ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ سَهْلًا إِذَا بَاعَ سَهْلًا إِذَا اشْتَرَى سَهْلًا إِذَا قَضَى سَهْلًا إِذَا اقْتَضَى)) (مسند احمد: ۱۴۷۱۲)

(۵۷۹۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَتْ أَمْرًا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: أَيُّ بَابِي وَأُمِّي إِيَّيْ سَبَعْتُ أَنَا وَإِبْنِي مِنْ فُلَانٍ ثَمَرَ مَالِهِ (وَفِي لَفْظٍ: مِنْ ثَمْرَةِ أَرْضِهِ) فَأَحْصَيْنَاهُ وَحَشَدْنَا، لَا وَالَّذِي أَكْرَمَكَ بِمَا أَكْرَمَكَ بِهِ مَا أَصَبْنَا مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا شَيْئًا نَأْكُلُهُ فِي بُطُونِنَا أَوْ نَطْعُمُهُ مَسْكِينًا رَجَاءَ الْبَرَكَاتِ

(۵۷۹۰) تخريج: حدیث صحیح۔ أخرجه الترمذی: ۱۳۲۰ (انظر: ۱۴۶۵۸)

(۵۷۹۱) تخريج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابن حبان: ۵۰۳۲ (انظر: ۲۴۴۰۵)

برکت کے لئے ہم کسی مسکین کو کھلا دیتے ہیں، اس کے علاوہ تو کوئی چیز باقی نہیں بچتی، اس پھل میں ہمارا نقصان ہوا ہے، بہر حال ہم نے جس سے خریدا ہے، اس سے اس نقصان کے بقدر معافی کا مطالبہ کیا ہے، لیکن اس نے تو قسم اٹھالی ہے کہ وہ قیمت میں کمی نہیں کرے گا، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اچھا اس نے قسم اٹھالی ہے کہ وہ خیر والا کام نہیں کرے گا۔“ آپ ﷺ نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا۔ ادھر کسی طرح پھل فروخت کرنے والے اس شخص کو اطلاع ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے، چنانچہ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں، اگر آپ چاہتے ہیں تو میں ان کے نقصان کے بقدر معاف کر دیتا ہوں، نیز آپ اس مال میں سے جو چاہتے ہیں، وہ بھی کم کر دیتا ہوں۔ پھر اس نے ان کے نقصان کے بقدر معاف کر دیا تھا۔ ابو عبد الرحمن نے کہا: میں نے یہ حدیث حکم سے سنی ہے۔

**فوائد:**..... اس صحابی نے نبی کریم ﷺ کی اطاعت میں کمال کردار ادا کیا، اس مسئلہ کی وضاحت حدیث نمبر

(۵۸۶۹) میں آئے گی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی سے رسول ﷺ نے ایک دن یعنی ساٹھ صاع ذخیرہ کی یعنی عجوہ کھجور کے عوض چند اونٹ خریدے، جب رسول ﷺ قیمت کی ادائیگی کے لئے گھر تشریف لائے تو گھر میں کھجوریں ختم ہو چکی تھیں، پس باہر آکر اس دیہاتی سے فرمایا: ”اللہ کے بندے! میں نے بسیار تلاش تو کیا ہے، مگر تیرے اونٹوں کی قیمت ادا کرنے کے لئے مجھے کھجوریں نہ مل سکیں۔“ اس دیہاتی نے تو یہ کہنا شروع کر دیا: ہائے یہ کیا عہد شکنی ہے؟

فَنَقَضْنَا عَلَيْهِ فِجْنًا نَسْتَوْضِعُهُ مَانَقَضْنَاهُ  
فَحَلَفَ بِاللَّهِ لَا يَضَعُ شَيْئًا، قَالَتْ: فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَأَلَّى لَا أَضْنَعُ خَيْرًا  
(وَفِي لَفْظٍ: تَأَلَّى أَنْ لَا يَفْعَلَ خَيْرًا))  
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَتْ: فَبَلَغَ ذَلِكَ صَاحِبَ  
التَّمْرِ فَجَاءَهُ، فَقَالَ: أَيُّ بَابِي وَأُمِّي إِنْ  
شِئْتَ وَضَعْتَ مَانَقَضُوا وَإِنْ شِئْتَ مِنْ  
رَأْسِ الْمَالِ مَا شِئْتَ، فَوَضَعَ مَانَقَضُوا،  
قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ (عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْإِمَامِ  
أَحْمَدَ): وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنَ الْحَكَمِ - (مسند

احمد: ۲۴۹۰۹)

(۵۷۹۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنْتَأَعَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَعْرَابِ  
جَزُورًا أَوْ جَزَائِرَ بَوَسْقٍ مِنْ تَمْرِ الدَّخِيرَةِ،  
وَتَمْرُ الدَّخِيرَةِ الْعَجْوَةُ، فَرَجَعَ بِهِ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ إِلَى بَيْتِهِ وَالتَّمَسَّ لَهُ التَّمْرَ فَلَمْ  
يَجِدْهُ فَرَجَعَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا  
عَبْدَ اللَّهِ! إِنَّا قَدْ ابْتَعْنَا مِنْكَ جَزُورًا أَوْ  
جَزَائِرَ بَوَسْقٍ مِنْ تَمْرِ الدَّخِيرَةِ فَالْتَمَسْنَاهُ

(۵۷۹۲) اسنادہ حسن۔ أخرجه البيهقي: ۶/ ۲۰، والحاكم: ۲/ ۳۲، والبخاري: ۱۳۱۰ (انظر: ۲۶۳۱۲)

لوگوں نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا: اللہ تجھے ہلاک کرے، کیا اللہ کے رسول ﷺ بھی عہد شکنی کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس کو چھوڑ دو، حق لینے والا باتیں سنا تا رہتا ہے۔“ آپ ﷺ نے اپنی بات دوہرائی اور فرمایا: ”او اللہ کے بندے! ہم نے تجھ سے اونٹ خریدے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ ہمارے پاس وہ چیزیں ہیں، جو ہم نے تجھ سے ان کا بھاد طے کیا اور تلاش بھی کیا ہے، لیکن وہ مل نہیں سکیں۔“ یہ سن کر وہ پھر کہنے لگا: ہائے یہ کیا عہد شکنی ہے، لوگوں نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے کہا: اللہ تجھے ہلاک کرے، کیا اللہ کے رسول بھی دھوکہ کرتے ہیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو کچھ نہ کہو، جس نے حق لینا ہوتا ہے، وہ باتیں کرتا ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے دو تین مرتبہ یہی بات دوہرائی، جب آپ ﷺ نے جب دیکھا کہ وہ دیہاتی بات سمجھ نہیں پارہا تو آپ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ”خویلد بنت حکیم کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ اللہ کے رسول کہہ رہے ہیں کہ اگر تمہارے پاس ایک دوق عجوہ کھجوریں ہیں تو ہمیں ادھار دے دو، ہم ان شاء اللہ تجھے ادا کر دیں گے۔“ وہ آدمی گیا اور اس نے آکر بتایا کہ وہ کہتی ہے کہ اس کے پاس کھجوریں ہیں، کوئی لے جانے والا آدمی بھیج دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ”جاؤ اور پوری طرح اس دیہاتی کو اس کا حق دلاؤ۔“ پس وہ اس کو لے گیا اور اس کا پورا پورا حق اس کو دلا دیا، پھر وہ بدو رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور اس نے کہا: اللہ آپ کو جزائے خیر دے، آپ نے پورا حق ادا کیا اور بڑے اچھے طریقے سے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ سب سے بہتر ہیں، جو خوشدلی سے پوری طرح ادا ہو گئے ہیں۔“

فَلَمْ نَجِدْهُ، قَالَتْ: فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: وَاعْذِرَاهُ! قَالَتْ: فَتَنَّهُمُ النَّاسُ وَقَالُوا: قَاتَلَكُمُ اللَّهُ، أَيَعِدُّرُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا)) ثُمَّ عَادَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: ((يَا عَبْدَ اللَّهِ! إِنَّا قَدْ ابْتَعْنَا مِنْكَ جَزَائِرَكَ وَنَحْنُ نَنْظُرُ أَنْ عِنْدَنَا مَا سَمِينَا لَكَ فَالْتَمَسْنَاهُ فَلَمْ نَجِدْهُ)) فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: وَاعْذِرَاهُ! فَتَنَّهُمُ النَّاسُ وَقَالُوا: قَاتَلَكُمُ اللَّهُ، أَيَعِدُّرُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا)) فَرَدَّدَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَلَمَّا رَأَاهُ لَا يَقْفُهُ عَنْهُ، قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ: ((إِذْهَبْ إِلَى خُوَيْلَةَ بِنْتِ حَكِيمِ بْنِ أُمَيَّةَ فَقُلْ لَهَا: رَسُولُ اللَّهِ يَقُولُ لَكَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ وَسْقٌ مِنْ تَمْرٍ الذَّخِيرَةِ فَاسْلِفِينَاهُ حَتَّى نُؤَدِّيَهُ إِلَيْكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) فَذَهَبَ إِلَيْهَا الرَّجُلُ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: قَالَتْ: نَعَمْ هُوَ عِنْدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَابْعَثْ مَنْ يَقْبِضُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذْهَبْ فَأَوْفِهِ الَّذِي لَهُ)) قَالَ: فَذَهَبَ بِهِ فَأَوْفَاهُ الَّذِي لَهُ، قَالَتْ: فَمَرَّ الْأَعْرَابِيُّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا فَقَدْ أَوْفَيْتَ وَأَطَيْبْتَ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَوْلَيْتَكَ خَيْرًا عِبَادَ اللَّهِ عِنْدَ اللَّهِ



يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُؤْفُونَ الْمُطَيَّبُونَ.)) (مسند

احمد: ۲۶۸۴۳)

**فوائد:** ..... یہ نبی کریم ﷺ کا عظیم حسن اخلاق تھا کہ آپ ﷺ نے اس بدو کے اس قدر سخت رویے کو برداشت کیا اور اُدھار لے کر اس کا حق ادا کیا، اگرچہ حق لینے والا باتیں تو کر سکتا ہے، لیکن اس کو مخاطب کے آداب کا بھی لحاظ کرنا چاہیے۔

سیدنا حدیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا: دنیا میں کون سا عمل کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے ذرہ برابر کوئی ایسی نیکی نہیں کی کہ جس کی امید رکھ سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے تین بار یہ سوال دہرایا، تیسری مرتبہ اس نے کہا: اے میرے رب! تو نے مجھے دنیا میں وافر مال دیا تھا، اس لیے میں لوگوں سے تجارتی لین دین کرتا تھا، اس میں میرا طریقہ یہ تھا کہ مالداروں پر آسانی کرتا تھا اور تنگدستوں کو مہلت دیتا تھا، اللہ تعالیٰ نے کہا: ہم تیرے ساتھ ایسا حسن سلوک کرنے کے زیادہ حقدار ہیں، فرشتو! میرے اس بندے سے درگزر کر دو، پس اس کو معاف کر دیا گیا۔ سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

سیدنا حدیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے (یہ بھی) روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے کی بات ہے کہ ایک آدمی کے پاس ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لیے آیا، اُس نے اس شخص سے پوچھا: تو نے بھلائی کا کوئی کام کیا ہے؟ اس نے آدمی نے کہا: مجھے تو معلوم نہیں ہے، اس نے کہا: مزید دیکھ لے، اس نے کہا: کوئی نیک عمل ذہن میں نہیں آ رہا، البتہ میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا اور اندازے سے لین دین

(۵۷۹۳)۔ عَنْ حَدِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى اللَّهَ بِهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ: مَاذَا عَمِلْتُ فِي الدُّنْيَا؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: مَا عَمِلْتُ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَرْجُوكَ بِهَا، فَقَالَ لَهُ ثَلَاثًا وَقَالَ فِي الثَّلَاثَةِ: أَيُّ رَبِّ! كُنْتُ أَعْطَيْتَنِي فَضْلًا مِنْ مَالٍ فِي الدُّنْيَا فَكُنْتُ أَبَايَعُ النَّاسَ وَكَانَ مِنْ خُلُقِي أَنْتَجَاوَزُ عَنْهُ وَكُنْتُ أُيَسِّرُ عَلَى الْمُوسِرِ وَأَنْظِرُ الْمُعْسِرَ، فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: نَحْنُ أَوْلَى بِذَلِكَ مِنْكَ تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِي فَغُفِرَ لَهُ، فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: هَكَذَا سَمِعْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (مسند احمد: ۱۷۱۹۰)

(۵۷۹۴)۔ عَنْ حَدِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ آتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ لِيَقْبِضَ نَفْسَهُ فَقَالَ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ؟ فَقَالَ: مَا أَعْلَمُ، وَقِيلَ لَهُ: انْظُرْ، قَالَ: مَا أَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ أَبَايَعُ النَّاسَ وَأَجَاوَزُ لَهُمْ فَأَنْظِرُ الْمُوسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ،

(۵۷۹۳) تخريج: أخرجه بنحو البخاری: ۳۴۵۱، ومسلم: ۲۹۳۴ (انظر: ۱۷۰۶۴)

(۵۷۹۴) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۰۷۷، ۳۴۵۱، ومسلم: ۱۵۶۰ (انظر: ۲۳۳۵۳)

فَأَدْخَلَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ الْجَنَّةَ.)) (مسند احمد: ۲۳۷۴۴)

کرتا تھا اور مالدار کو مہلت دیتا تھا اور تنگدست سے تجاوز کر جاتا تھا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو اس عمل کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیا۔“

(۵۷۹۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((إِنَّ رَجُلًا لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَكَانَ يُدَايِنُ النَّاسَ فَيَقُولُ لِرَسُولِهِ: خُذْ مَا تَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسَرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللَّهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا، فَلَمَّا هَلَكَ قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ لِي عِلَامٌ وَكُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا بَعَثْتُهُ يَتَقَاضَى قُلْتُ لَهُ: خُذْ مَا تَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسَرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَتَجَاوَزُ عَنَّا، قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: تَجَاوَزْتُ عَنْكَ.)) (مسند احمد: ۸۷۱۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک آدمی نے کبھی کوئی نیکی نہ کی تھی، تاہم وہ لوگوں کے ساتھ تجارتی لین دین رکھتا تھا اس نے اپنے نائب سے کہہ رکھا تھا جو آسانی سے دے سکے اس سے قیمت لے لینا اور جو تنگدست ہو اس سے درگزر کرنا، شاید اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف کر دے، جب وہ فوت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کبھی کوئی عمل خیر کیا ہے، اس نے کہا نہیں ایک کام ہے کہ میں لوگوں سے لین دین کرتا تھا تو میں جب اپنے نائب کو قرضہ کے تقاضا کے لئے بھیجتا تو اس سے کہہ رکھا تھا کہ جو آسان دست ہو اس سے لے لینا اور جو تنگدست ہو اس سے درگزر کرنا شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرمائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جا میں نے بھی تجھے معاف کر دیا۔

**فوائد:**..... ان احادیث مبارکہ میں جن جن مواقع پر نرم خوئی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس وقت ہر تاجر، دوکاندار، قرض خواہ اور حقدار اس نرمی کی رعایت کرنے سے یکسر محروم ہے، الا ماشاء اللہ، ممکن ہے کہ کوئی رعایت کرنے والا ہو، لیکن عوام نے اس کو نہیں دیکھا، ہر قرض خواہ اور قرض دار کے مابین سختی اور نرمی کا معاملہ نظر آتا ہے، اس وجہ سے ہمارے مزاجوں میں تناؤ آ گیا ہے اور ہماری زندگیاں برکتوں سے خالی ہو گئی ہیں۔

قارئین کرام! کچھ افراد تو طبعی طور پر نرم ہوتے ہیں، اگر وہ کچھ سعی کریں تو ان کا مزاج آسانی سے شریعت کے تابع ہو سکتا ہے، لیکن سخت مزاج لوگوں کو شریعت کے مطابق نرم خوئی سے متصف ہونے کے لیے خاصی محنت کرنا پڑے گی اور اس قسم کے ہر معاملے میں تکلف کر کے اپنے مزاج کو شریعت کے تابع کرنا ہوگا، نتیجتاً قرضے لیٹ ہو جانے سے بے سکونی ہوگی اور نہ معاف کرنے سے معاملات رکیں گے، ایسے افراد کو یہ عقیدہ مضبوط کر لینا چاہیے کہ روزی کے اسباب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، ہم خود نہیں ہیں۔

## بَابُ مَنْ بَاعَ دَارًا أَوْ عَقَارًا فَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهَا فِي مِثْلِهَا

گھریا زمین کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو اس جیسی چیز میں خرچ نہ کرنے والے کا بیان

جب سیدنا یعلیٰ بن سہیل رضی اللہ عنہ، سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرے تو انھوں نے کہا: اے یعلیٰ! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ نے اپنا مکان ایک لاکھ میں فروخت کر دیا ہے، انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے واقعی ایک لاکھ میں بیچا ہے، سیدنا حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”جو اپنی جاگیر فروخت کر دیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک آفت مسلط کر دیتا ہے، وہ اس کے مال کو تلف کر دیتی ہے۔“

سیدنا عمرو بن حرث رضی اللہ عنہ کے بھائی سیدنا سعید بن حرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو آدمی اپنا گھریا جاگیر فروخت کرے اور وہ اس کی قیمت کو اسی طرح کی چیز میں صرف نہ کرے تو وہ اس لائق ہے کہ اس کے لیے اس کے اس سودے میں برکت نہ کی جائے۔“

(۵۷۹۶)۔ اَنَّ يَعْلَى بْنَ سُهَيْلٍ مَرَّ بِعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنه فَقَالَ لَهُ: يَا يَعْلى! أَلَمْ أَنْبَأْ أَنَّكَ بَعْتَ دَارَكَ بِمِائَةِ أَلْفٍ؟ قَالَ: بَلَى! قَدْ بَعْتُهَا بِمِائَةِ أَلْفٍ، قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: ((مَنْ بَاعَ عُقْرَةَ مَالٍ سَلَطَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهَا تَالِفًا يَتْلِفُهَا)) (مسند احمد: ۲۰۲۴۶)

(۵۷۹۷)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ حُرَيْثِ أَخِي لِعَمْرٍو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: ((مَنْ بَاعَ دَارًا أَوْ عَقَارًا فَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهَا فِي مِثْلِهِ كَانَ قَسْمًا أَنْ لَا يُبَارَكَ لَهُ فِيهِ)) (مسند احمد: ۱۸۹۴۶)

**فوائد:** ..... سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ بَاعَ دَارًا أَوْ لَمْ

يَجْعَلْ ثَمَنَهَا فِي مِثْلِهَا لَمْ يُبَارَكَ لَهُ فِيهَا)) ..... ”جس نے کوئی گھر فروخت کیا اور اس کی قیمت اس جیسی چیز میں صرف نہ کی، تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں کی جائے گی۔“ (ابن ماجہ: ۹۷/۲، صحیحہ: ۲۳۲۷)

ہم نے خود بھی دیکھا اور ہمارے بڑوں نے بھی بتایا کہ جو آدمی گھر اور زمین بیچنا شروع کر دیتا ہے، اس کا نتیجہ اس کی کنگالی اور مفلسی کی صورت میں نکلتا ہے یا کم از کم کسی نہ کسی انداز میں ایسی رقم ضائع ہو جاتی ہے۔ الا ماشاء اللہ

(۵۷۹۸)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: ((لَا يُبَارَكَ فِي ثَمَنِ أَرْضٍ وَلَا دَارٍ لَا يُجْعَلُ فِي أَرْضٍ وَلَا دَارٍ))

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”زمین اور گھر کی اس قیمت میں برکت نہیں کی جاتی، جس کو اسی طرح کی زمین اور گھر کو خریدنے میں خرچ نہ کیا

(۵۷۹۶) تخریج: اسنادہ ضعیف، محمد بن ابی الملیح الہذلی من رجال ”التعجیل“۔ أخرجه الطبرانی فی ”الکبیر“: ۵۵۵/۱۸، والطحاوی فی ”شرح المشکل“: ۳۹۴۶ (انظر: ۲۰۰۰۲)

(۵۷۹۷) تخریج: حدیث حسن بمتابعاتہ وشواہدہ۔ أخرجه ابن ماجہ: ۲۴۹۰ (انظر: ۱۸۷۳۹)

(۵۷۹۸) تخریج: اسنادہ ضعیف، قیس بن الربیع الاسدی لینه احمد وابوزرعہ، وقال احمد: روی احادیث منکرہ (انظر: ۱۶۵۰)

جائے۔“

(مسند احمد: ۱۶۵۰)

أَبُوَابُ مَا لَا يَجُوزُ بَيْعُهُ

ان چیزوں کا بیان کہ جن کی تجارت جائز نہیں ہے  
بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ الْخَمْرِ وَالنَّجَاسَةِ وَمَا لَا نَفْعَ فِيهِ  
شراب، نجس اور بے فائدہ چیزوں کی تجارت کا بیان

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نفع مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر، اور بتوں کی تجارت کو حرام قرار دیا ہے۔“ اس وقت کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! مردار کی چربی کے حکم کے بارے میں غور کریں! کیونکہ اس سے کشتیوں اور چمڑوں کو نرم کیا جاتا ہے اور لوگ اس سے چراغ بھی جلاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی نہیں، اس کی تجارت حرام ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کرے، جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی کو حرام کیا تو انہوں نے اس کو پکھلا کر بیچنا شروع کر دیا اور اس کی قیمت کھا گئے۔“

(۵۷۹۹)۔ قَالَ عَطَاءُ ابْنُ أَبِي رَبَاحٍ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَهُوَ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ عَامَ الْفَتْحِ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ)) فَقِيلَ لَهُ عِنْدَ ذَلِكَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُذْهَنُ بِهَا السُّفُنَ وَيُذْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَضِيحُ بِهَا النَّاسُ؟ قَالَ: ((لَا، هُوَ حَرَامٌ)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ: ((قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ إِنْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهَا الشُّحُومَ جَمَلُوهَا ثُمَّ بَاعُوهَا وَأَكَلُوهَا أَثْمَانَهَا))

(مسند احمد: ۱۴۵۲۶)

**فوائد:**..... اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں: (۱) جو چیز حرام ہے، اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے، (۲) کسی آدمی کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ کوئی حیلہ استعمال کر کے حرام چیز کو کسی اور چیز کی شکل دے دے، جیسے یہودیوں نے حرام چربی کو پکھلا کر اس کو دوسری شکل میں تبدیل کر لیا تھا، عربی زبان میں چربی کو ”شحم“ اور پکھلی ہوئی چربی کو ”وَدَك“ کہتے ہیں۔

(۵۸۰۰)۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ سَيْدَنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَاصِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ

(۵۷۹۹) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۲۳۶، ومسلم: ۱۵۸۱ (انظر: ۱۴۴۷۲)

(۵۸۰۰) تخريج: صحيح- أخرجه الطبرانی في "الاوسط" (انظر: ۶۹۹۷)



تھے: ”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب کی تجارت کو حرام قرار دیا ہے، .....“ پھر راوی نے درج بالا حدیث کی طرح کی حدیث ذکر کی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: جب سورہ بقرہ کے آخر والی سورت سے متعلقہ آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور شراب کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں حجر اسود کے سامنے تشریف فرماتے، اچانک آپ ﷺ آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے اور پھر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے، ان پر چرہ بی کو حرام کیا گیا، لیکن انہوں نے اس کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کو کھا گئے، حالانکہ جب اللہ تعالیٰ لوگوں پر کسی چیز کا کھانا حرام کرتا ہے تو ان پر اس کی قیمت کو بھی حرام کر دیتا ہے۔“

**فوائد:** ..... اس حدیث میں ایک ضابطہ بیان کیا گیا ہے کہ حرام چیز کی تجارت اور قیمت حرام ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے۔

عبد الواحد بنانی کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا، ایک آدمی ان کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! میں باغات خریدتا ہوں، بعض میں انگور لگے

الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ)) فذكر مثله - (مسند احمد: ۶۹۹۷)

(۵۸۰۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ الْبَقْرَةِ فِي الرِّبَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ - (مسند احمد: ۲۶۰۴۸)

(۵۸۰۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَاعِدًا فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَقْبِلًا الْحَجَرَ، قَالَ: فَتَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ: ((لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ حَرَمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَبَاعُوهَا وَأَكَلُوهَا أَثْمَانَهَا، وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا حَرَّمَ عَلَى قَوْمٍ أَكَلَ شَيْءٌ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهُ)) (مسند احمد: ۲۲۲۱)

(۵۸۰۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ - (مسند احمد: ۸۷۳۰)

(۵۸۰۴)۔ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْبُنَانِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي أَشْتَرِي هَذِهِ الْحَيْطَانَ

(۵۸۰۱) تخريج: أخرجه البخاری: ۴۵۹، ۴۵۴۰، ومسلم: ۱۵۸۰ (انظر: ۲۵۵۳۲)

(۵۸۰۲) تخريج: صحيح - أخرجه ابوداود: ۳۴۸۸ (انظر: ۲۲۲۱)

(۵۸۰۳) تخريج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین (انظر: ۸۷۴۵)

(۵۸۰۴) تخريج: اسنادہ حسن - أخرجه الطبرانی فی "الکبیر" (انظر: ۵۹۸۲)

ہوتے ہیں، چونکہ ان سب کو انگریزی کی صورت میں فروخت کرنا ممکن نہیں ہے، اس لیے کیا ہم ان کا رس نکال سکتے ہیں؟ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا تم مجھ سے شراب کی قیمت کے بارے میں سوال کر رہے ہو؟ اب میں تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں، ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک آپ ﷺ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا، پھر اس کو زمین کی جانب جھکایا اور زمین میں کریدا اور پھر فرمایا: ”بنی اسرائیل کے لئے ہلاکت ہے۔“ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! بنی اسرائیل سے متعلقہ آپ کے ارشاد نے ہمیں گھبرا دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے آپ پر کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے، ان پر جب چربی حرام کی گئی تو انہوں نے حیلہ کیا اور (اس کو پگھلا کر) بیچا اور اس کی قیمت کھا گئے، بالکل اسی طرح شراب کی قیمت تم پر حرام ہے۔“

تَكُونُ فِيهَا الْأَعْنَابُ فَلَا نَسْتِطِيعُ أَنْ نَبِيعَهَا كُنْهًا عِنَبًا حَتَّى نَعْصِرَهُ، قَالَ: فَعَنْ نَمْنِ الْخَمْرِ تَسْأَلُنِي؟ سَأَحَدُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ أَكَبَّ وَنَكَتَ فِي الْأَرْضِ وَقَالَ: ((الْوَيْلُ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ)) فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! لَقَدْ أَفْرَعْنَا قَوْلَكَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ، فَقَالَ: ((لَيْسَ عَلَيْكُمْ مِنْ ذَلِكَ بَأْسٌ، إِنَّهُمْ لَمَّا حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَتَرَوُاطُوهُ فَيَبِيعُونَهُ فَيَأْكُلُونَ ثَمَنَهُ وَكَذَلِكَ تَمْنُ الْخَمْرِ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ)) (مسند احمد: ۵۹۸۲)

**فوائد:**..... اس حدیث کا وہی مفہوم ہے جو اس باب کی پہلی حدیث کا ہے۔

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص شراب کی تجارت کرتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ خزیروں کا قصاب بن جائے۔“

(۵۸۰۵)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةَ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ بَاعَ الْخَمْرَ فَلْيَشْقِصِ الْخَنَازِيرَ)) يَعْنِي يُقَصِّبْهَا. (مسند احمد: ۱۸۴۰۱)

**فوائد:**..... یہ زبرد تو بیخ کا ایک انداز ہے، یعنی جو شخص شراب کی خرید و فروخت کرتا ہے، اس کو چاہیے کہ وہ

خزیروں کا گوشت فروخت کیا کرے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی کہ سیدنا سرہ رضی اللہ عنہ نے شراب فروخت کی ہے تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ سرہ کو ہلاک کرے، رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر اس لیے

(۵۸۰۶)۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ذَكَرَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَمْرَةَ (وَقَالَ مَرَّةً: بَلَغَ عُمَرُ أَنَّ سَمْرَةَ بَاعَ خَمْرًا، قَالَ: قَاتِلَ اللَّهُ سَمْرَةَ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ

(۵۸۰۵) اسنادہ ضعیف لجهالة حال عمر بن بيان التغلبي۔ أخرجه ابوداود: ۳۴۸۹ (انظر: ۱۸۲۱۴)

(۵۸۰۶) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۲۲۳، ومسلم: ۱۵۸۲ (انظر: ۱۷۰)

حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا  
فَبَاعُوهَا۔)) (مسند احمد: ۱۷۰)

(۵۸۰۷)۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ  
أَنَّهُ كَانَ يَتَّجِرُ بِالْخَمْرِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ  
وَأَنَّهُ أَقْبَلَ مِنَ الشَّامِ وَمَعَهُ خَمْرٌ فِي الزَّرْقَاقِ  
يُرِيدُ بِهَا التِّجَارَةَ، فَآتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! إِنِّي جِئْتُكَ  
بِشَرَابٍ جَبَدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا  
كَيْسَانُ! إِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتْ بَعْدَكَ)) قَالَ:  
أَفَأَبِيعُهَا؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ: ((إِنَّهَا قَدْ حُرِّمَتْ وَحُرِّمَ ثَمَنُهَا))  
فَانْطَلَقَ كَيْسَانُ إِلَى الزَّرْقَاقِ فَأَخَذَ بِأَرْجُلِهَا  
ثُمَّ أَهْرَاقَهَا۔ (مسند احمد: ۱۹۱۶۸)

(۵۸۰۸)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَعَلَةَ قَالَ:  
سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ بَيْعِ الْخَمْرِ، فَقَالَ:  
كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَدِيقٌ مِنْ ثَقِيفٍ أَوْ  
مِنْ دَوْسٍ فَلَقِيَهُ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ بِرَأْوِيَةَ  
خَمْرٍ يَهْدِيهَا إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
((يَا أَبَا قُلَانٍ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَهَا؟))  
فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ عَلَى عُلَامِيهِ، فَقَالَ: أَذْهَبَ  
فِعِغَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا أَبَا قُلَانٍ! أَمَا  
عَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَهَا؟)) فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ  
عَلَى عُلَامِيهِ فَقَالَ: أَذْهَبَ فِعِغَهَا، فَقَالَ

لعنت کی تھی کہ ان پر جہر بی کو حرام قرار دیا گیا تھا، لیکن انھوں نے اس کو پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا۔“

نافع بن کيسان کہتے ہیں: مجھے میرے باپ نے بتایا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں شراب کی تجارت کرتے تھے، اس سلسلے میں وہ شام سے شراب کی مشکلیں لے کر آئے، لیکن جب انھوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں بہت عمدہ شراب لے کر آپ کے پاس آیا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے کيسان! شراب تیرے جانے کے بعد حرام کر دی گئی ہے۔“ انھوں نے کہا: تو اے اللہ کے رسول! کیا میں اس کو بیچ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ خود بھی حرام کر دی گئی ہے اور اس کا بیچنا بھی حرام کر دیا گیا ہے۔“ پس کيسان ان مشکلوں کی طرف گیا اور ان کے کونوں سے پکڑ کر ان کو بہا دیا۔

عبدالرحمن بن وعلة کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شراب کی خرید و فروخت کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: ثقیف یا دوس قبیلے کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کا دوست تھا، وہ شراب کا ایک مٹکا لے کر مکہ مکرمہ میں فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ کو ملا، وہ یہ شراب آپ ﷺ کو بطور تحفہ دینا چاہتا تھا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو فلان! کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کر دیا ہے؟“ اس آدمی نے اپنے غلام کو حکم دیتے ہوئے کہا: اسے لے جا اور فروخت کر دے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”ابو فلان! تو نے غلام کو کیا حکم دیا ہے؟“ اس نے

(۵۸۰۷) تخريج: اسنادہ ضعيف لضعف ابن لهيعة، ونافع بن كيسان مختلف في صحبته۔ أخرجه

الطبراني في "الكبير": ۱۹ / ۴۳۸، وفي "الاوسط": ۳۱۴۹ (انظر: ۱۸۹۶۰)

(۵۸۰۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۵۷۹ (انظر: )

کہا: جی میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ اس کو فروخت کر دے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس ذات نے اس کا پینا حرام کیا ہے، اسی نے اس کا پینا بھی حرام قرار دیا ہے۔“ یہ سن کر اس آدمی نے اس شراب کے متعلق حکم دیا تو وہ وادی بطناء میں بہا دی گئی۔

عبدالرحمن بن غنم بیان کرتے ہیں کہ سیدنا داری بنیہ ہر سال شراب کا ایک مٹکا رسول اللہ ﷺ کو بطور ہدیہ پیش کرتے تھے، جس سال شراب کی حرمت نازل ہوئی تو وہ معمول کے مطابق مٹکا لے کر آئے، جب نبی کریم ﷺ انہیں دیکھا تو آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ”شاید تجھے پتہ نہ چل سکا کہ تیرے بعد یہ شراب حرام ہو چکی ہے۔“ انہوں نے کہا: جی مجھے تو معلوم نہیں تھا، اے اللہ کے رسول! کیا اب میں اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے فائدہ نہ اٹھا لوں؟ رسول ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے، گائے اور بکری کی جو چربی ان پر حرام کی گئی، انہوں نے اس کو پگھلایا، پھر اس کی قیمت طے کی اور پھر اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو کھا گئے، اور بیشک شراب حرام ہے اور اس کی قیمت بھی حرام ہے بیشک شراب حرام ہے اور اس کی قیمت بھی حرام ہے بے شک حرام ہے اور اس کی قیمت بھی حرام ہے۔“

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا أَبَا فُلَانٍ بِمَاذَا أَمَرْتُهُ؟)) قَالَ: أَمَرْتُهُ أَنْ يَبِيعَهَا، قَالَ: ((إِنَّ الْبَيْعَ حَرَمٌ شُرْبَهَا حَرَمٌ بَيْعَهَا)) فَأَمَرْتُهَا فَأَفْرَعَتْ فِي الْبَطْحَاءِ - (مسند احمد: ۲۰۴۱)

(۵۸۰۹)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ الدَّارِيَّ كَانَ يُهْدِي لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُلَّ عَامٍ رَاوِيَةً مِنْ خَمْرٍ فَلَمَّا كَانَ عَامَ حُرْمَتِ فَجَاءَهُ بِرَاوِيَةٍ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ ضَحِكَ قَالَ: ((هَلْ شَعَرْتَ أَنَّهَا قَدْ حُرِّمَتْ بَعْدَكَ؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! أَفَلَا أَيْبَعُهَا فَأَنْتَفِعَ بِمِنْهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ، انْطَلِقُوا إِلَى مَا حُرِّمَ عَلَيْهِمْ مِنْ شُحُومِ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ فَأَذَابُوهُ فَجَعَلُوهُ نَمَلًا لَهُ)) وَفِي لَفْظٍ: ((فَأَذَابُوهُ وَجَعَلُوهُ إِهَالَةً فَبَاعُوا بِهِ مَا يَأْكُلُونَ وَإِنَّ الْخَمْرَ حَرَامٌ وَنَمْنُهَا حَرَامٌ، وَإِنَّ الْخَمْرَ حَرَامٌ وَنَمْنُهَا حَرَامٌ وَإِنَّ الْخَمْرَ حَرَامٌ وَنَمْنُهَا حَرَامٌ)) (مسند

احمد: ۱۸۱۵۸)

(۵۸۰۹) تخریج: صحیح لغیرہ دون قولہ ”ان الداری کان یهدی لرسول اللہ راویۃ خمر“ فہی منکرۃ، وھذا اسناد ضعیف، راویۃ عبدالرحمن بن غنم عن النبی ﷺ مرسلۃ وشہر بن حوشب ضعیف۔ أخرجه الطبرانی فی ”الاوسط“: ۴۱۶۷ (انظر: ۱۷۹۹۵)



## النَّهْيُ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسَّنُورِ وَالْحَرِيْسَةِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلُوَانِ الْكَاهِنِ وَبَيْعِ الْمُعْنِيَاتِ

کتے، بلی اور چوری کی ہوئی بکری کی قیمت، زانیہ کی کمائی، نجومی کی مٹھائی اور گانے والیوں کی خرید و فروخت سے ممانعت کا بیان

**ملحوظہ:** ..... اس باب میں چند حرام چیزوں کی تجارت اور قیمت کی ممانعت کا ذکر ہے، دراصل قانون یہ ہے کہ جو چیز حرام ہے، اس کی قیمت اور تجارت بھی حرام ہوگی، ماسوائے ان چیزوں کے کہ شریعت نے جن کی خاص طور پر اجازت دی ہے، مثلاً شکاری کتے کی قیمت۔

(۵۸۱۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَثَمَنِ الْخَمْرِ۔ (مسند احمد: ۲۰۹۴)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زانیہ کی اجرت، کتے کی قیمت اور شراب کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

(۵۸۱۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَمَنُ الْكَلْبِ حَبِيبٌ)) قَالَ: (قَالَ: فَإِذَا جَاءَكَ يَطْلُبُ ثَمَنَ الْكَلْبِ فَأَمْلَأْ كَفِّهِ تَرَابًا)۔ (مسند احمد: ۲۵۱۲)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کتے کی قیمت حرام ہے، جب کوئی کتے کی قیمت کا مطالبہ کرنے کے لیے آئے تو اس کے ہاتھوں کو مٹی سے بھر دے۔“

**فوائد:** ..... یہاں مٹی سے مراد محرومی اور ناکامی ہے، یعنی کتے کی قیمت لینے والے کو کچھ نہ دیا جائے۔

(۵۸۱۲)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ إِلَّا الْكَلْبَ الْمُعْلَمَ۔ (مسند احمد: ۱۴۴۶۴)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع کیا ہے، ماسوائے سدھائے ہوئے شکاری کتے کی قیمت کے۔

**فوائد:** ..... شواہد سمیت اس حدیث اور روایت کا تقاضا یہ ہے کہ شکاری کتے کی قیمت لینا جائز ہے، کیونکہ مختلف احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شکاری کتا پالنا جائز ہے اور دوسری مباح چیزوں کی طرح ایسی چیز کی قیمت جائز ہوتی ہے، جیسا کہ امام ابو جعفر طحاوی نے (شرح المعانی: ۲/ ۲۲۵-۲۲۹) میں اس مسئلہ کی تحقیق پیش کی ہے، آپ کو چاہیے کہ اس کا مراجعہ کر لیں، وہ اہم بحث ہے۔

(۵۸۱۰) اسنادہ صحیح۔ أخرجه الطيالسي: ۲۷۵۵، وأخرجه بنحوه النسائي: ۷/ ۳۰۹ (انظر: ۲۰۹۴)

(۵۸۱۱) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه بنحوه ابوداود: ۳۴۸۲ (انظر: ۲۵۱۲)

(۵۸۱۲) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه النسائي: ۷/ ۱۹۰، ۳۰۹ (انظر: ۱۴۴۱۱)

(۵۸۱۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّبِيِّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَنَهَى عَنْ ثَمَنِ السِّنُورِ۔  
سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے اور بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

(مسند احمد: ۱۴۷۰۶)

(۵۸۱۴)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ السِّنُورِ وَهُوَ الْقِطُّ۔  
سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے (بھی) روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بلی کی قیمت وصول کرنے سے منع کیا ہے۔

(مسند احمد: ۱۴۸۲۶)

**فوائد:** ..... ان احادیث کا مفاد یہی ہے کہ بلی کو کھانا اور اس کی قیمت وصول کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ گھروں میں عام طور پر چکر لگاتی رہتی ہے اس کی قیمت کھانے کی اجازت دے دی جاتی تو بے کاری اور فضول پن کا معاشرہ شکار ہو جاتا۔

(۵۸۱۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ النَّهْرِ۔ (مسند احمد: ۱۴۲۱۳)  
سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے (بھی) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

(۵۸۱۶)۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ۔ (مسند احمد: ۱۷۲۱۶)  
سیدنا عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور نجومی کی منھائی سے منع فرمایا ہے۔

(۵۸۱۷)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَقَالَ: ((طُعْمَةٌ جَاهِلِيَّةٌ))۔ (مسند احمد: ۱۴۸۶۲)  
سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع کیا ہے اور فرمایا کہ ”یہ جاہلیت کا کھانا ہے۔“

**فوائد:** ..... اس حدیث میں کتے کی قیمت کو جاہلیت کی خوراک قرار دیا ہے۔ یہ چونکہ جاہلیت کا کام ہے اور

(۵۸۱۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۶۹ (انظر: ۱۴۶۵۲)

(۵۸۱۴) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۱۴۸۰، والترمذی: ۱۲۸۰، وابن ماجه: ۳۲۵۰ (انظر: ۱۴۷۶۷)

(۵۸۱۵) تخریج: انظر الحديث السابق

(۵۸۱۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۳۷، ۲۲۸۲، ومسلم: ۱۵۶۷ (انظر: ۱۷۰۸۸)

(۵۸۱۷) تخریج: صحیح دون قوله: ”طعمة جاهلیة“ وهذا اسناد ضعيف لضعف شريح بن سعد المدنی، وابو اویس ضعيف يعتبر به (انظر: ۱۴۸۰۲)



سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَبِعُوا فَضْلَ الْمَاءِ وَلَا تَمْتَعُوا الْكَلًّا فَيَهْزَلَ الْمَالُ وَيَجُوعَ الْعِيَالُ)) (مسند احمد: ۹۴۳۹)

فرمایا: ”نہ زائد پانی فروخت کرو اور نہ گھاس کو ممنوع قرار دو، وگرنہ مویشی کمزور ہو جائیں اور اہل و عیال بھوک میں مبتلا ہو جائیں گے۔“

**فوائد:** ..... ”فَيَهْزَلَ الْمَالُ“ سے مراد یہ ہے کہ مویشی کمزور پڑ جائیں اور اس طرح ان کا دودھ کم پڑ جائے گا، جس کے نتیجے میں لوگ بھوک میں مبتلا ہو جائیں گے۔

(۵۸۲۲)۔ عَنْ إِيَّاسِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَا تَبِعُوا فَضْلَ الْمَاءِ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ وَالنَّاسُ يَبِيعُونَ مَاءَ الْفَرَاتِ. (مسند احمد: ۱۰۵۲۳)

سیدنا ایاس بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ضرورت سے زائد پانی فروخت نہ کیا کرو، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے پانی فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، لوگ تو دریائے فرات کا پانی فروخت کرنے لگ گئے ہیں۔

**فوائد:** ..... ممکن ہے کہ سیدنا ایاس رضی اللہ عنہما نے ایسی صورت دیکھی ہو کہ لوگ بغیر اجرت اور مشقت کے فرات سے پانی بھر کر لاتے ہوں، پھر ضرورت سے زائد پانی کو فروخت کرتے ہوں، پھر انھوں نے ان لوگوں کو اس طرح کرنے سے یہ حدیث بیان کی ہو۔

(۵۸۲۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ فِيمَا أَحْسِبُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ. (مسند احمد: ۱۴۹۰۳)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میرا گمان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پانی فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

**فوائد:** ..... ایک مہاجر صحابی رسول کہتے ہیں: کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تین غزوات میں شریک ہوا اور آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ((الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْمَاءِ وَالْكَلِّ وَالنَّارِ)) (ابوداؤد: ۳۴۷۷، ابن ماجہ: ۲۴۷۲) ..... ”مسلمان تین چیزوں پانی، آگ اور گھاس میں شریک ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ثَلَاثٌ لَا يُمْنَعْنَ: الْمَاءُ وَالْكَلُّ وَالنَّارُ)) (ابن ماجہ: ۲۴۷۳) ..... ”تین چیزوں کو (دوسروں سے) نہیں روکا جاسکتا: پانی، گھاس اور آگ۔“

محمد بن اسماعیل صنعانی نے زائد پانی کی بیع کی نبی پر بحث کرتے ہوئے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت سے زائد پانی کو فروخت کرنا منع ہے، علمائے کرام کہتے ہیں: اس کی صورت یہ ہے کہ غیر مملوکہ زمین میں پانی کا چشمہ

(۵۸۲۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین غیر ان صحابہ لم یرو له الا اصحاب السنن۔  
 أخرجه ابوداؤد: ۳۴۷۸، والترمذی: ۱۲۷۱، والنسائی: ۷/ ۳۰۷ (انظر: ۱۰۵۴۴)  
 (۵۸۲۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۶۵ (انظر: ۱۴۸۴۲)



پھوٹ پڑتا ہے، جس آدمی کی زمین اس چشمے کے قریب تر ہوگی، وہ اس کے پانی کا سب سے زیادہ مستحق ہوگا، لیکن جب اس کی زمین سیراب ہو جائے گی تو اسے کوئی حق حاصل نہیں ہوگا کہ وہ اس پانی کو دوسروں سے روک سکے۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی اپنی مملوکہ زمین میں کوئی گڑھایا کنواں وغیرہ کھود کر پانی جمع کرتا ہے، ایسی صورت میں بھی جب وہ اپنے لیے، مویشیوں کے لیے اور زمین کے لیے پانی استعمال کر لیتا ہے، اور پانی پھر بھی بچ جاتا ہے، تو وہ اسے نہیں ردک سکتا۔ (سبل السلام: ۲۵/۳)

(۵۸۲۴)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى عَنْ بَيْعِ عَسْبِ الْفَعْلِ۔ (مسند احمد: نے سانڈ کی جفتی کی اجرت لینے سے منع کیا ہے۔ (۴۶۳۰)

(۵۸۲۵)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ فِجْلَةً۔ نے آدمی کو زگھوڑے کی جفتی کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔ (مسند احمد: ۱۲۵۰۰)

**فوائد:**..... آخری دو احادیث سے معلوم ہوا کہ سانڈ کا مالک اس کی جفتی کی قیمت وصول نہیں کر سکتا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو کلاب کے ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سانڈ کی جفتی کے بارے میں سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس سے منع کر دیا، اس نے کہا: جب ہم جفتی کے لیے سانڈ دیتے ہیں تو ہمیں بطورِ عزت و کرامت کوئی چیز دے دی جاتی ہے، فَرَخَّصَ لَهُ فِى الْكِرَامَةِ، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کرامت کی رخصت دے دی۔ (ترمذی: ۱۲۷۴، نسائی: ۳۱۰/۷)

یعنی وہ عطیہ جو بغیر کسی شرط کے سانڈ کے مالک کو عزت و توقیر کے طور پر پیش کیا جائے، وہ مالک کے لیے لینا جائز ہے۔ معلوم ہوا کہ یہاں بھی معاملہ نیت کا ہے، سانڈ کے مالک کی نیت کمائی کی نہیں ہونی چاہیے، اس کا مقصد احسان ہو، اگر کوئی آدمی کم یا زیادہ قیمت پر مشتمل کوئی چیز بطورِ کرامت و توقیر دیتا ہے تو مالک قبول کر لے اور اگر وہ کچھ نہ دے تو مالک کو ناراض ہونے کی یا اجرت کا سوال کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی اور ہمیشہ مالک کو اجرت اور کرامت میں فرق کرنا پڑے گا، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کے بہانے کمائی شروع کر دے۔

(۵۸۲۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۸۴ (انظر: ۴۶۳۰)

(۵۸۲۵) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابو یعلی: ۳۵۹۲ (انظر: ۱۲۴۷۷)

## بَابُ النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الْغَرَرِ

دھوکے والی چیزوں کی تجارت سے ممانعت کا بیان

(۵۸۲۶)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبْلِ الْحَبَلَةِ - (مسند احمد: ۵۰۱۰)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے حمل کے حمل کی تجارت سے منع کیا ہے۔

(۵۸۲۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَبِيعُونَ لَحْمَ الْجَزُورِ بِحَبْلِ حَبَلَةٍ، وَحَبْلُ حَبَلَةٍ تُنْتِجُ النَّاقَةَ مَا فِي بَطْنِهَا ثُمَّ تَحْمِلُ اللَّيْثِي تَنْتِجُهُ، فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ - (مسند احمد: ۴۶۴۰)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جاہلیت والے لوگ اونٹ کا گوشت حمل کے حمل کے عوض فروخت کر دیتے تھے، اور حمل کے حمل کی تجارت کی وضاحت یہ ہے کہ ایک اونٹنی اپنے پیٹ والے بچے کو جنم دے، پھر وہ پیدا ہونے والی حاملہ ہو کر جس بچی یا بچے کو جنم دے گی، (اس کے ساتھ اس گوشت کو فروخت کرتے تھے)۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اس سے منع کر دیا تھا۔

(۵۸۲۸)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ، وَقَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَبْتَاعُونَ ذَلِكَ الْبَيْعَ، يَبْتَاعُ الرَّجُلُ بِالشَّارِفِ حَبْلَ الْحَبَلَةِ فَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ - (مسند احمد: ۶۴۲۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دھوکے والی تجارت سے منع کیا ہے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: یہ دور جاہلیت میں لوگوں کا طریقہ تجارت تھا، اس کی صورت یہ تھی کہ آدمی حمل کے حمل کے عوض اونٹنی فروخت کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کر دیا تھا۔

**فوائد:**..... حَبْلُ الْحَبَلَةِ (حمل کا حمل): اس کی تین مشہور تفسیریں ہیں: (۱) آدمی کا اس شرط پر اونٹنی خریدنا کہ اس کی قیمت اس وقت دے گا، جب اونٹنی بچہ جنے گی، پھر وہ بچہ جو اونٹنی کے پیٹ میں ہے وہ آگے ایک بچہ جنے گا۔ (۲) مادہ کے پیٹ میں پرورش پانے والا بچہ پیدائش کے بعد جوان ہو کر جو بچہ جنے گا اس کی بیع کرنا۔ (۳) اس قیمت پر جانور دینا کہ یہ جو بچہ جنے گا، اس کا بچہ اس کو دینا ہوگا۔ ان تینوں تعریفات کے مطابق اس میں دھوکہ ہے اور معدوم و مجہول شے کی بیع ہے۔

(۵۸۲۶) تخریج: أخرجه البخاری ۲۲۵۶، ۳۸۴۳، و مسلم: ۱۵۱۴ (انظر: ۵۰۱۰)

(۵۸۲۷) تخریج: انظر الحديث السابق

(۵۸۲۸) تخریج: انظر الحديث السابق

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دھوکہ والی تجارت سے منع فرما دیا ہے۔ ایوب کہتے ہیں کہ تکھی بن ابی کثیر نے دھوکے والی تجارت کی وضاحت کرتے ہوئے کہا: غوطہ خور کی بیع دھوکے کا سودا ہے، بھاگے ہوئے غلام کی بیع دھوکہ ہے، بھاگے ہوئے اونٹ کے سودے میں دھوکہ دہی ہے، چار پائیوں کے پیٹوں میں جو بچے ہیں، ان کی سودا بازی دھوکہ ہے، کانوں کی مٹی کا سودا دھوکے کا سودا ہے اور چوپائیوں کے تھنوں یعنی ان کے دودھ کا سودا بھی دھوکے پر مشتمل ہے، مگر ماپ کے ساتھ۔

(۵۸۲۹)۔ حَدَّثَنَا اسْوَدُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ عْتَبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ بَيْعِ الْغَرَرِ، قَالَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ: وَقَسَّرَ يَحْيَى بَيْعَ الْغَرَرِ، قَالَ: إِنَّ مِنَ الْغَرَرِ ضَرْبَةَ الْغَائِصِ، وَبَيْعُ الْغَرَرِ الْعَبْدُ الْأَبْقَى، وَبَيْعُ الْبَعِيرِ الشَّارِدِ، وَبَيْعُ الْغَرَرِ مَا فِي بَطْنِ الْأَنْعَامِ، وَبَيْعُ الْغَرَرِ تُرَابُ الْمَعَادِنِ، وَبَيْعُ الْغَرَرِ مَا فِي ضُرُوعِ الْأَنْعَامِ إِلَّا بِكَيْلٍ۔ (مسند احمد: ۲۷۵۲)

**فوائد:**..... غوطہ خور کی بیع سے مراد یہ ہے کہ غوطہ خور کسی آدمی سے کہے: میں اس غوطے میں جو کچھ باہر لاؤں گا، وہ اتنی قیمت میں تیرا ہوگا، وہ مچھلی بھی ہو سکتی ہے اور کوئی موتی وغیرہ بھی۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار پائیوں کے حملوں کو جنم لینے سے قبل خریدنے سے، ماپ کے بغیر تھنوں میں موجود دودھ کو خریدنے سے، بھاگے ہوئے غلام کو خریدنے سے، تقسیم سے پہلے غنیموں کو خریدنے سے، قبضے میں لینے سے پہلے صدقات کو خریدنے سے اور غوطہ خور کی تجارت سے منع فرمایا ہے۔

(۵۸۳۰)۔ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ شِرَاءِ مَا فِي بَطْنِ الْأَنْعَامِ حَتَّى تَضَعَ، وَعَنْ بَيْعِ مَا فِي ضُرُوعِهَا إِلَّا بِكَيْلٍ، وَعَنْ شِرَاءِ الْعَبْدِ وَهُوَ أَبْقَى، وَعَنْ شِرَاءِ الْمَعَانِمِ حَتَّى تُقَسَمَ، وَعَنْ شِرَاءِ الصَّدَقَاتِ حَتَّى تُقْبَضَ وَعَنْ ضَرْبَةِ الْغَائِصِ۔ (مسند احمد: ۱۱۳۹۷)

**فوائد:**..... درج بالا دونوں احادیث میں بیان کی گئی بیع کی اقسام میں دھوکہ پایا جاتا ہے، معلوم نہیں کہ بھاگا ہوا غلام یا اونٹ کیسا ہے اور وہ پکڑا بھی جائے گا یا نہیں، اسی طرح حاملہ جانوروں کے پیٹوں میں کیا ہے، وہ مذکر ہے یا مؤنث، اسی طرح تمام الخلق ہے یا ناقص الخلق، علیٰ ہذا القیاس۔

(۵۸۲۹) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۱۹۵ (انظر: ۲۷۵۲)

(۵۸۳۰) تخریج: اسنادہ ضعيف جدا لجهالة محمد بن ابراهيم، ومحمد بن زيد العبدي، ولضعف شهر بن حوشب، وجهضم اليمامي ثقة الا ان حديثه منكر فيما روى عن المجهولين، وهذا منها۔ أخرجه الترمذی: ۱۵۶۳، وابن ماجه: ۲۱۹۶ (انظر: ۱۱۳۷۷)

(۵۸۳۱)۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ بَيْعِ الْمُضْطَرِّينَ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ التَّمْرَةِ قَبْلَ أَنْ تُذْرِكَ۔  
سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لاچاروں کی تجارت، دھوکہ کی تجارت اور پکنے سے پہلے کھجوروں کے سودے سے منع فرمایا ہے۔  
(مسند احمد: ۹۳۷)

**فوائد:** ..... لاچاروں کی تجارت کی دو صورتیں ہیں: (۱) بندے کو کوئی چیز خریدنے یا بیچنے پر مجبور کر دیا جائے، یہ بیع فاسد ہوگی اور منع نہیں ہوگی۔ (۲) بندے کو کسی قرضے یا کفالت کی وجہ سے بیع کرنا پڑے، مثلاً قرض خواہ اپنے قرض دار سے کہے کہ تو نے مجھے جو قرضہ دینا ہے، اس کے عوض مجھے فلاں چیز بیچ دے، اس صورت میں قرض خواہ کی مرضی چلے گی اور قرض دار کو خسارہ اٹھانا پڑے گا۔

(۵۸۳۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَشْتَرُوا السَّمَكَ فِي الْمَاءِ فَإِنَّهُ غَرَرٌ)) (مسند احمد: ۳۶۷۶)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانی میں موجود مچھلیوں کا سودا نہ کرو، کیونکہ اس میں دھوکہ ہے۔“

(۵۸۳۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَصَى وَبَيْعِ الْغَرَرِ۔  
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں والی تجارت اور دھوکے والے سودے سے منع فرمایا ہے۔  
(مسند احمد: ۷۴۰۵)

**فوائد:** ..... کنکری کی بیع کی کئی صورتیں ہیں: (۱) فروخت کنندہ، خریدار سے کہے: جب میں کنکری پھینکوں گا تو تجارت طے ہو جائے گی۔ (۲) خریدار کہے: میں کنکری پھینکوں گا، وہ جس کپڑے کو لگ جائے گی، وہ اتنی قیمت میں میرا ہو جائے گا۔ (۳) اسی طرح ہر وہ سودا جہالت کی وجہ سے اسی قسم میں شامل ہوگا، جس کی بنیاد کنکری پر ہوگی، مثلاً زمین کے سودے میں فروخت کنندہ یا خریدار میں سے کوئی ایک کہتا ہے کہ وہ کنکری پھینکے گا، وہ جہاں تک پہنچے گی، اتنی زمین کا سودا اتنے میں ہو جائے گا، علیٰ ہذا القیاس۔

(۵۸۳۱) تخریج: اسنادہ ضعیف، لضعف ابی عامر المزنی وجہالة الشیخ من بنی تمیم - أخرجه ابو داود: ۳۳۸۲ (انظر: ۹۳۷)

(۵۸۳۲) اسنادہ ضعیف، وقد روی مرفوعاً وموقوفاً، والموقوف اصح، یزید بن ابی زیاد الهاشمی الکوفی ضعیف، والمسیب بن رافع لم یسمع من ابن مسعود، ومحمد بن سماک واعظ مشہور مختلف فیہ - أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۰۴۹۱، والبیہقی: ۵/ ۳۴۰، وابن ابی شیبہ: ۶/ ۵۷۵ (انظر: ۳۶۷۶)

(۵۸۳۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۱۳ (انظر: ۷۴۱۱)



## بَابُ النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الْمَلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ

ملاسمہ اور منابذہ کی بیع سے ممانعت کا بیان

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع ملاسمہ سے منع فرمایا اور ملاسمہ یہ ہے کہ کپڑے کو صرف چھوا جائے اور اس کو (چیک کرنے کے لیے) دیکھا نہ جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع منابذہ سے بھی منع فرمایا ہے اور منابذہ یہ ہے کہ ایک آدمی سودا کر کے کپڑے کو دوسرے کی طرف پھینک دے، قبل اس کے کہ وہ اس کو الٹ پلٹ کرے یا اس کو دیکھے۔

(۵۸۳۴)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْمَلَامَسَةِ، وَالْمَلَامَسَةُ يُمَسُّ الثَّوْبَ (وَفِي لَفْظٍ: لَمَسُ الثَّوْبِ لَا يُنْظَرُ إِلَيْهِ، وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَهُوَ طَرْحُ الرَّجُلِ الثَّوْبَ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: إِلَى الرَّجُلِ) بِالْبَيْعِ قَبْلَ أَنْ يُقْلِبَهُ وَيَنْظُرَ إِلَيْهِ۔

(مسند احمد: ۱۱۹۲۱)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے (یہ بھی) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے لباسوں اور دو قسم کی تجارتوں سے منع فرمایا ہے، (لباسوں کا ذکر دوسرے مقام پر کیا گیا ہے) دو تجارتیں یہ ہیں، ایک منابذہ اور دوسری ملاسمہ، منابذہ یہ ہے کہ آدمی کہے: جب میں یہ کپڑا تیری طرف پھینک دوں گا تو سودا پکا ہو جائے گا اور ملاسمہ یہ ہے کہ آدمی کپڑے کو چھوتا ہے، نہ وہ اس کو پہن کر چیک کرتا ہے اور نہ الٹ پلٹ کر کے، بس جب چھوتا ہے تو سودا پکا ہو جاتا ہے۔

(۵۸۳۵)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ لَيْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ (فَذَكَرَ الشَّطْرَ الْأَوَّلَ مِنَ الْحَدِيثِ ثُمَّ قَالَ:): وَأَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمُنَابَذَةُ وَالْمَلَامَسَةُ، وَالْمُنَابَذَةُ، أَنْ يَقُولَ: إِذَا بَدَدْتُ هَذَا الثَّوْبَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ، وَالْمَلَامَسَةُ، أَنْ يَمَسَّهُ بِيَدِهِ وَلَا يَلْبَسُهُ وَلَا يُقْلِبُهُ إِذَا مَسَّهُ وَجَبَ الْبَيْعُ۔ (مسند احمد: ۱۱۹۲۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی حدیث مروی ہے، اس میں ہے: رہا مسئلہ دو تجارتوں کا تو ایک ملاسمہ ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو کہتے ہیں: تو میری طرف ڈال دے اور میں تیری طرف ڈال دیتا ہوں اور دوسری تجارت پتھر کا ڈالنا ہے۔

(۵۸۳۶)۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ بِسَنَحْوِهِ وَفِيهِ: وَأَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمَلَامَسَةُ، أَلَقِيَ إِلَى وَأَلَقِيَ إِلَيْكَ وَإِقَاءَ الْحَجَرِ۔ (مسند احمد: ۸۹۳۶)

(۸۹۳۶)

**فوائد:** ..... ان احادیث میں ملاسمہ، منابذہ اور پتھر ڈالنے کی بیع کا ذکر ہے، مؤخر الذکر سے مراد کنکری کے

(۵۸۳۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۲۸۴، ومسلم: ۱۵۱۲ (انظر: ۱۱۸۹۹)

(۵۸۳۵) تخریج: انظر الحديث السابق

(۵۸۳۶) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه الطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۵۴۷۶، وأخرجه مقطعا

مسلم: ۱۵۱۱، ۱۵۴۵ (انظر: ۸۹۴۹)

ذریعے کیا جانے والا سودا ہے، جس کا ذکر پچھلے باب میں ہو چکا ہے۔ ملامتہ کی بنیاد چھونے پر اور منابذہ کی بنیاد پھینکنے پر ہے، دونوں دھوکے اور غرر پر مشتمل ہیں۔

### بَابُ النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الْمُرَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَعَنْ بَيْعِ كُلِّ رَطْبٍ بِيَابِسِهِ

مزانبہ اور محاقلہ کی تجارت اور ہر تر کو خشک کے عوض فروخت کرنے کی ممانعت کا بیان

(۵۸۳۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُرَابَنَةِ وَهُوَ اشْتِرَاءُ الزَّرْعِ وَهُوَ فِي سُنْبُلِهِ بِالْحِنَطَةِ، وَنَهَى عَنِ الْمُرَابَنَةِ وَهُوَ شِرَاءُ التَّمَارِ بِالتَّمْرِ - (مسند احمد: ۹۰۷۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزانبہ سے منع فرمایا ہے، محاقلہ یہ ہے کہ کھیتی کی بالیوں میں لگا اناج گندم کے عوض فروخت کیا جائے اور مزانبہ یہ ہے کہ ایک درخت پر لگے ہوئے پھل کی کھجوروں کے عوض بیع کر دی جائے۔

**فوائد:** ..... اس باب میں محاقلہ اور مزانبہ کی ممانعت کا بیان ہے، احادیث میں ہی دونوں کی تعریفات کر دی گئی ہیں، مزید وضاحت درج ذیل ہے:

**محاقلہ:** ..... بالیوں میں کھڑی کھیتی کو غلے کے عوض فروخت کر دینا، جیسے گندم کے عوض گندم کا کھیت فروخت کر دینا۔

**مزانبہ:** ..... درختوں پر لگے ہوئے پھل کو اسی کی جنس سے اتارے ہوئے خشک پھل کے عوض فروخت کر دینا، کھجوروں کے عوض درخت پر لگی ہوئی کھجوریں فروخت کر دینا۔

بیع کی ان دونوں اقسام کی حرمت کا سبب یہ ہے کہ دونوں کی صحیح مقدار کا علم نہیں ہو سکتا، حالانکہ جب ایک ہی جنس کی آپس میں خرید و فروخت کی جا رہی ہو تو ان کا ہم وزن ہونا شرط ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ، مِثْلًا بِمِثْلٍ، سَوَاءٌ بِسَوَاءٍ، يَدَا بِيَدٍ، فَإِذَا اخْتَلَفَ هَذِهِ الْأَجْنَاسُ فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدَا بِيَدٍ)) (مسلم: ۱۵۸۷)..... ”(خرید و فروخت کے وقت) سونے کے عوض سونا، چاندی کے عوض چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے عوض جو، کھجور کے عوض کھجور اور نمک کے بدلے نمک برابر برابر اور نقد و نقد ہونے چاہیے۔ ہاں جب جنسیں مختلف ہو جائیں تو جیسے چاہو، خرید و فروخت کر سکتے ہو، بشرطیکہ نقد و نقد ہوں۔“

ذہن نشین رہے کہ جب کوئی کھیتی یا باغ پک جائے تو نقدی کے عوض اس کو خریدنا درست ہے۔ سود کی دو قسمیں ہیں، ربا الفضل اور ربا النسیئہ، درج بالا ممنوعہ صورتوں میں ربا الفضل کا قوی شبہ ہے، کیونکہ بالکل برابر مقدار کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، سود کی ان اقسام کی وضاحت آگے آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ اور محافلہ سے منع فرمایا ہے، مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر لگے ہوئے پھل کو ماہی ہوئی کھجوروں کے عوض بیچ دیا جائے اور محافلہ یہ ہے کہ زمین کو گندم کے عوض کرائے پر دیا جائے۔

(۵۸۳۸)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُرَابَنَةِ وَالْمُحَافَلَةِ، وَالْمُرَابَنَةُ، إِشْتِرَاءُ الثَّمْرِ بِالثَّمْرِ فِي رُؤُوسِ النَّخْلِ، وَالْمُحَافَلَةُ، إِسْتِكْرَاءُ الْأَرْضِ بِالْحِنْطَةِ (وَفِي لَفْظِ) وَالْمُرَابَنَةِ، إِشْتِرَاءُ الثَّمَرَةِ فِي رُؤُوسِ النَّخْلِ كَيْلًا۔ (مسند احمد: ۱۱۰۶۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محافلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے، عکرمہ رحمہ اللہ قسطل کی بیع ناپسند کرتے تھے۔

(۵۸۳۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُحَافَلَةِ وَالْمُرَابَنَةِ وَكَانَ عِكْرَمَةُ يَكْرَهُ بَيْعَ الْقَصِيلِ۔ (مسند احمد: ۱۹۶۰)

**فوائد:** ..... قسطل کی بیع سے مراد یہ ہے کہ گندم، جو اور مکئی وغیرہ کو اس وقت بیچ دیا جائے، جب وہ اپنی کونپلوں میں ناپختہ ہو۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”پھل کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے اس کی خرید و فروخت نہ کرو۔“ آپ ﷺ بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کو منع فرما دیا ہے، نیز آپ ﷺ نے مزابنہ سے بھی ممانعت فرمائی ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے باغ کا (درختوں پر لگا ہوا) پھل اس طرح فروخت کرے کہ اگر وہ کھجوریں ہیں تو ان کو ماہی ہوئی کھجوروں کے عوض بیچ دے اور اگر وہ انگور ہیں تو ان کو ماپے ہوئے خشک انگور کے بدلے میں فروخت کر دے اور اگر وہ کھیتی ہے تو اس کو ماپ شدہ اتاج کے بدلے میں بیچ دے۔

(۵۸۴۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ((لَا تُبَاعِعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهَا)) نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ، وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُرَابَنَةِ، أَنْ يَبِيعَ ثَمْرَةَ حَائِطِهِ إِنْ كَانَتْ نَخْلًا بِثَمْرِ كَيْلًا، وَإِنْ كَانَتْ كَرْمًا أَنْ يَبِيعَهُ بِزَيْبٍ كَيْلًا وَإِنْ كَانَتْ زَرْعًا أَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلٍ مَعْلُومٍ، نَهَى عَنِ ذَلِكَ كُلِّهِ۔ (مسند احمد: ۶۰۵۸)

(۵۸۳۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۸۶، ومسلم: ۱۵۴۶ (انظر: ۱۱۰۵۱)

(۵۸۳۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۸۷ (انظر: ۱۹۶۰)

(۵۸۴۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۹۴، ۲۲۰۵، ومسلم: ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۴۲ (انظر: ۶۰۵۸)

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزانبہ سے منع کر دیا ہے، اور مزانبہ یہ ہے کہ درخت پر لگا ہوا پھل ماہی ہوئی کھجوروں کے عوض اور درخت پر لگا ہوا انگور ماہی ہوئے خشک انگور کے عوض اور کھیتی کو ماہی شدہ گندم کے عوض فروخت کر دیا جائے۔

ابو عیاش سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے خشک جو کی تر جو کے ساتھ بیع کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا، انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ سے تر کھجور کی خشک کھجور کے ساتھ بیع کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ پوچھا: ”جب تر کھجور خشک ہو جاتی ہے، تو اس کا وزن کم ہو جاتا ہے؟“ لوگوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر یہ بیع جائز نہیں ہے۔“

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ آیا تر کھجور کو خشک کھجور کے عوض فروخت کیا جا سکتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تر کھجور خشک ہو جاتی ہے تو کیا اس کا وزن کم نہیں ہو جاتا۔“ لوگوں نے کہا: جی ہاں، اس وجہ سے آپ ﷺ نے اس تجارت کو ناپسند کیا۔

**فوائد:** ..... مذکورہ بالا دونوں احادیث میں سودی کاروبار کی ایک قسم سے منع کیا گیا ہے، اس کو ربا الفضل کہتے

ہیں، جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزانبہ سے منع فرمایا ہے اور مزانبہ یہ ہے کہ کھجور کا درخت پر

(۵۸۴۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَزَابِنَةِ وَالْمَزَابِنَةُ، الشَّمْرُ بِالتَّمْرِ كَيْلًا، وَالْعِنَبُ بِالزَّيْبِ كَيْلًا، وَالْحِنْطَةُ بِالزَّرْعِ كَيْلًا۔ (مسند احمد: ۴۶۴۷)

(۵۸۴۲)۔ عَنْ أَبِي عِيَّاشٍ قَالَ: سُئِلَ سَعْدٌ عَنْ بَيْعِ سُلتِ بِشَعِيرٍ أَوْ شَيْءٍ مِنْ هَذَا، فَقَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ تَمْرِ بَرُطَبٍ، فَقَالَ: ((تَنْقُصُ الرُّطْبَةُ إِذَا يَبَسَتْ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ((فَلَا إِذَا..)) (مسند احمد: ۱۵۵۲)

(۵۸۴۳)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرُّطْبِ بِالتَّمْرِ، فَقَالَ: ((الْأَيْسُ يَنْقُصُ الرُّطْبُ إِذَا يَبَسَ؟)) قَالُوا: بَلَى، فَكَرِهَهُ۔ (مسند احمد: ۱۵۱۵)

**فوائد:** ..... مذکورہ بالا دونوں احادیث میں سودی کاروبار کی ایک قسم سے منع کیا گیا ہے، اس کو ربا الفضل کہتے

ہیں، جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

(۵۸۴۴)۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمَزَابِنَةِ، وَالْمَزَابِنَةُ أَنْ يُبَاعَ

(۵۸۴۱) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۵۸۴۲) تخریج: اسنادہ قوی۔ أخرجه ابوداود: ۳۳۵۹، وابن ماجه: ۲۲۶۴، والترمذی: ۱۲۲۵، والنسائی: ۷ / ۲۶۹ (انظر: ۱۵۵۲)

(۵۸۴۳) تخریج: انظر الحديث السابق

(۵۸۴۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۹۲، ومسلم: ۱۵۳۹، ۱۵۴۲ (انظر: ۴۴۹۰)



لگا ہوا پھل ماپ شدہ کھجوروں کے عوض فروخت کر دیا جائے اور یہ کہا جائے کہ اگر پھل زیادہ ہو گیا تو میرے لیے ہوگا اور اگر کم ہو گیا تو پھر میں اس کا ذمہ دار ہوں گا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اندازے سے بیع عرایا کی اجازت دی ہے۔

اسماعیل شیبانی کہتے ہیں: میں نے کھجور کے درختوں پر لگا ہوا پھل ایک سو ست کے عوض فروخت کر دیا اور کہا: اگر زیادہ ہو گیا تو بھی اُن کا اور اگر کم ہو گیا تو بھی اُن کا، پھر میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایسی تجارت سے منع کیا ہے، البتہ بیع عرایا کی رخصت دی ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محافلہ، مزانہ، مخابره، معاومہ اور ثنیا کی تجارتوں سے منع فرمایا ہے، البتہ بیع عرایا کی اجازت دی ہے۔

مَا فِي رُوُوسِ النَّخْلِ بِتَمْرِ بِكَيْلٍ مُسَمًّى إِنْ زَادَ قَلِي، وَإِنْ نَقَصَ فَعَلَى. قَالَ ابْنُ عَمْرٍ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا. (مسند احمد: ۴۴۹۰)

(۵۸۴۵)۔ عَنِ إِسْمَاعِيلَ الشَّيْبَانِيِّ بَعَثَ مَا فِي رُوُوسِ نَخْلِي بِمِائَةِ وَسْقٍ، إِنْ زَادَ فَلَهُمْ وَإِنْ نَقَصَ فَلَهُمْ، فَسَأَلْتُ ابْنَ عَمْرٍ فَقَالَ: نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا. (مسند احمد: ۴۵۹۰)

(۵۸۴۶)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُحَافَلَةِ وَالْمَزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَالثَّنِيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا. (مسند احمد: ۱۴۴۱۰)

**فوائد:**..... حدیث نمبر (۶۱۲۰) میں مخابره کی، حدیث نمبر (۵۸۶۹) میں معاومہ کی اور اگلے باب میں عرایا کی وضاحت کی جائے گی۔

بیع ثنیا:..... اس بیع میں استثناء کی صورت یہ ہے کہ آدمی کوئی چیز فروخت کرے اور اس کا کچھ حصہ مستثنی کر لے، اگر تو وہ مستثنی یعنی علیحدہ کی ہوئی چیز معلوم ہو، تو وہ سودا بالاتفاق جائز ہوگا، مثلاً وہ کہے: میں نے یہ تمام درخت تجھے فروخت کر دیئے، ماسوائے فلاں درخت کے، میں نے تجھے یہ تمام گھر فروخت کر دیئے، ماسوائے فلاں دو گھروں کے۔ لیکن اگر وہ آدمی نامعلوم اور مجہول چیز کا استثناء کرتا ہے تو یہ بیع صحیح نہیں ہوگی، اس حدیث اسی مؤخر الذکر صورت سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ یہ بیع جہالت اور دھوکے پر مشتمل ہے۔

(۵۸۴۵) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابن ابی شیبہ: ۷ / ۱۳۱ (انظر: ۴۵۹۰)

(۵۸۴۶) تخریج: أخرجه مسلم: ص ۱۱۷۵ (انظر: ۱۴۳۵۸)

بَابُ الرَّحْصَةِ فِي الْعَرَايَا وَالنَّهْيِ عَنِ الْإِسْتِثْنَاءِ فِي الْبَيْعِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعْلُومًا  
بيع عرایا کی اجازت اور استثناء والی بیع کی ممانعت کا بیان، الایہ کہ اس کو معین کر دیا جائے

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”درخت پر لگا ہوا پھل کھجوروں کے عوض فروخت نہ کیا جائے اور کوئی بھی پھل اس وقت تک فروخت نہ کیا جائے، جب تک اس کی صلاحیت نمایاں نہ ہو جائے۔“ پھر جب سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ملے تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بیع عرایا کی رخصت دی ہے۔ امام سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عرایا کی صورت یہ ہے کہ کھجور کا درخت مسکینوں کو ہبہ کیا جاتا، لیکن وہ زیادہ انتظار نہ کر سکتے تھے، اس لیے اسی درخت کے پھل کو اپنی مرضی کے مطابق کوئی پھل لے کر بیچ دیتے تھے۔

سیدنا سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے درخت پر لگے ہوئے پھل کو خشک کھجوروں کے عوض فروخت کرنے سے منع کیا، البتہ بیع عرایا کی رخصت دی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اندازے سے پھل خرید لیا جائے، اس کے مالک تازہ کھجوریں کھالیں گے۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع عربیہ کی رخصت دی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اندازے سے ماپ شدہ کھجوروں کے عوض (درختوں پر لگی ہوئی تازہ کھجوریں خرید لینا)، یہ لوگ (مالک) تازہ کھجوریں کھالیں گے، اس کے علاوہ آپ ﷺ نے کوئی رخصت نہیں دی۔

(۵۸۴۷)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُبَاعُ ثَمْرَةٌ بِتَمْرٍ وَلَا تُبَاعُ ثَمْرَةٌ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا)) قَالَ: فَالْقَبِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْعَرَايَا، قَالَ سُفْيَانُ: الْعَرَايَا، نَخْلٌ كَانَتْ تُوهَبُ لِلْمَسَاكِينِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَنْتَظِرُوا بِهَا فَيَبِيعُونَهَا بِمَا شَاءُوا مِنْ تَمْرٍ۔ (مسند احمد: ۲۲۰۱۲)

(۵۸۴۸)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ بَيْعِ الثَّمْرِ بِالثَّمْرِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُشْتَرَى بِحَرْصِهَا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رَطْبًا۔ (مسند احمد: ۱۷۳۹۴)

(۵۸۴۹)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَبِيَّةِ أَنْ تُؤْخَذَ (وَفِي لَفْظٍ: أَنْ تُبَاعَ) بِمِثْلِ حَرْصِهَا تَمْرًا (وَفِي لَفْظٍ: بِمِثْلِ حَرْصِهَا كَيْلًا) يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رَطْبًا، زَادَ فِي رِوَايَةٍ: وَلَمْ يَرُخَّصْ فِي غَيْرِ ذَلِكَ۔ (مسند احمد: ۲۱۹۹۵)

(۵۸۴۷) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ومسلم: ۱۵۳۴ (انظر: ۲۱۶۷۲)

(۵۸۴۸) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۳۸۴، ومسلم: ۱۵۴۰ (انظر: ۱۷۲۶۲)

(۵۸۴۹) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۳۸۰، ومسلم: ۱۵۳۹ (انظر: ۲۱۶۵۶)

ایک صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (درخت پر لگے) پھل کو خشک کھجوروں کے عوض فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، البتہ بیع عربیہ میں اجازت دی ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی اندازے سے خشک کھجوروں کے عوض کھجور کے ایک دو درخت خریدتا ہے، پھر وہ ان درختوں کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کر لیتا ہے، آپ ﷺ نے اس میں رخصت دی ہے۔

بنو حارثہ کے غلام بشیر بن یسار بیان کرتے ہیں کہ سیدنا رافع بن خدیج اور سیدنا سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزبانہ سے منع کیا ہے، اس بیع میں (درخت پر لگے) پھل کو خشک کھجوروں کے عوض فروخت کیا جاتا ہے، اس سلسلہ میں عرایا والوں کو اجازت دی گئی ہے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرایا والوں کو ایک سے چار وسق تک اجازت دی ہے کہ وہ اتنی مقدار تک اندازے سے بیچ سکتے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عرایا میں رخصت دی ہے، اس میں پانچ وسق تک یا اس سے کم مقدار تک اندازے سے کے ساتھ پھل بیچا جاسکتا ہے۔

(۵۸۵۰)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَبِيَّةِ، قَالَ: وَالْعَرَبِيَّةُ النَّخْلَةُ وَالنَّخْلَتَانِ يَشْتَرِيهِمَا الرَّجُلُ بِحَرْصِهِمَا مِنَ التَّمْرِ فَيُضْمَنُهُمَا فَرَخَّصَ فِي ذَلِكَ. (مسند احمد: ۲۳۴۷۹)

(۵۸۵۱)۔ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ وَسَهْلَ بْنَ أَبِي حَظْمَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَابِنَةِ، التَّمْرِ بِالتَّمْرِ إِلَّا أَصْحَابَ الْعَرَايَا، فَإِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَهُمْ. (مسند احمد: ۱۷۳۹۴)

(۵۸۵۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ أُذِنَ لِأَصْحَابِ الْعَرَايَا أَنْ يَبِيعُوا بِحَرْصِهَا يَقُولُ: ((الْوَسَقُ وَالْوَسَقَيْنِ وَالثَّلَاثَةُ وَالْأَرْبَعَةَ)). (مسند احمد: ۱۴۹۲۹)

(۵۸۵۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِحَرْصِهَا فِي خَمْسَةِ أَوْ سِتِّي أَوْ فِيمَا دُونَ خَمْسَةٍ. (مسند احمد: ۷۲۳۵)

**فوائد:** ..... اس باب میں بیع عرایا کے جواز کا بیان ہے، پچھلے باب میں بیان کیے گئے اصولوں کے مطابق تو یہ سودا بھی مزبانہ کی ایک صورت ہے، جس سے منع کیا گیا ہے، لیکن شریعتِ مطہرہ نے لوگوں کی آسانی کے لیے کچھ شرطوں

(۵۸۵۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۴۰ (انظر: ۲۳۰۹۱)

(۵۸۵۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۸۴، ومسلم: ۱۵۴۰ (انظر: ۱۷۲۶۲)

(۵۸۵۲) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابن حبان: ۵۰۰۸، وابویعلی: ۱۷۸۱، وابن خزيمة: ۲۴۶۹، والحاكم: ۱/ ۴۱۷ (انظر: ۱۴۸۶۸)

(۵۸۵۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۸۲، ۲۱۹۰، ومسلم: ۱۵۴۱ (انظر: ۷۲۳۶)

کے ساتھ بیع عرایا کی رخصت دی ہے، اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

(۱) مالک، مسکین کو کھجوروں کے کچھ درختوں کا پھل بہہ کر دیتا، لیکن جب وہ دیکھتا کہ مسکین انتظار نہیں کر سکتا ہے تو وہ اس مسکین سے ان درختوں پر لگی کھجوریں خشک کھجوروں کے عوض خرید لیتا۔

(۲) کچھ لوگوں کے پاس خشک کھجوریں موجود ہیں، لیکن وہ تازہ کھجوریں کھانا چاہتے ہیں، اس لیے وہ خشک کھجوروں کے عوض میں باغ کے مالکوں سے درختوں پر لگی ہوئی تازہ کھجوریں خرید لیتے ہیں۔

(۳) کھجوروں کا مالک ایک دو کھجوروں کا پھل کسی شخص کو بہہ کر دیتا ہے، پھر وہ اس شخص کے آنے کو اچھا نہیں سمجھتا یا اس سے تکلیف محسوس کرتا ہے، پس وہ اس شخص کو خشک کھجوریں دے کر اس سے بہہ کی کھجوریں خرید لیتا ہے۔

بیع عرایا کی شرطیں یہ ہیں کہ اس بیع کا تعلق اہل خانہ کے کھانے سے ہو، نہ کہ آگے تجارت کرنے سے، نیز اس سودے میں کھجوروں کی مقدار پانچ وسق یا اس سے کم ہو، بہتر یہ ہے کہ اس سودے کی مقدار کو پانچ وسق سے کم رکھا جائے۔ پانچ وسق کی مقدار پندرہ من اور تیس کلوگرام ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں، پس پانچ اوساق میں تین سو صاع ہو گئے اور ایک صاع کا وزن تقریباً دو کلو سو گرام ہوتا ہے۔ اس باب میں بیع ثنیا کا ذکر نہیں کیا گیا، ویسے پچھلے باب میں اس بیع کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

### أَبْوَابُ بَيْعِ الْأَصُولِ وَالنِّمَارِ

اصول یعنی درختوں اور پھلوں کو فروخت کرنے کے بارے میں ابواب

### بَابُ مَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا

پیوند کاری کیا ہوا کھجور کا درخت فروخت کرنے کا بیان

(۵۸۵۴)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنِ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَّائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا فَالْثَّمَرَةُ لِلْبَّائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ)) (مسند احمد: ۴۵۵۲)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے غلام فروخت کیا اور اس کے پاس مال موجود ہو تو وہ فروخت کرنے والے کا ہی ہوگا، الا یہ کہ خریدار سودا کرتے وقت اس کی شرط لگالے اور جس نے پیوند لگائے ہوئے کھجوروں کے درخت بیچے تو ان کا پھل بیچنے والے کا ہی ہوگا، الا یہ کہ خریدنے والا شرط لگالے۔“

(۵۸۵۵)۔ عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى أَنْ ثَمَرَ النَّخْلِ لِمَنْ أَبْرَهَا

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ کھجور کا پھل اسی کا ہوگا، جس

(۵۸۵۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۷۹، ومسلم: ۱۵۴۳ (انظر: ۴۵۵۲)

(۵۸۵۵) تخریج: صحيح بالشواهد۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۱۳ (انظر: ۲۲۷۷۸)

إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، وَقَضَى أَنْ مَالَ الْمَمْلُوكِ لِمَنْ بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ۔  
 نے بیوند کاری کی ہوگی، الا یہ کہ خریدنے والا شرط لگا لے، اسی طرح غلام کا مال فروخت کرنے والے کے لیے ہی ہوگا، الا یہ کہ خریدار خریدتے وقت اس کی شرط لگا لے۔ (مسند احمد: ۲۳۱۵۹)

مادہ کھجور کے ٹکڑوں کو پھاڑ کر اس میں زکھجور کے ٹکڑوں کی کچھ مقدار داخل کرنا، اس کو بیوند کاری کہتے ہیں۔

### بَابُ النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ بُدْوِ صِلَاحِهَا

پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ان کو فروخت کرنے کی ممانعت کا بیان

(۵۸۵۶)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَبَاعُ الثَّمَرُ حَتَّى يُطْعَمَ))۔  
 سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھلوں کو اس وقت تک فروخت نہ کیا جائے، جب تک وہ کھانے کے قابل نہ ہو جائیں۔“ (مسند احمد: ۲۲۴۷)

(۵۸۵۷)۔ عَنِ أَبِي الْبُخْتَرِيِّ الطَّائِفِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ بَيْعِ النَّخْلِ فَقَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَأْكُلَ مِنْهُ أَوْ يُوَكَّلَ مِنْهُ وَحَتَّى يُوزَنَ، قَالَ: فَفَقُلْتُ: مَا يُوزَنُ؟ فَقَالَ رَجُلٌ عِنْدَهُ: حَتَّى يُحْزَرَ۔ (مسند احمد: ۳۱۷۳)

ابو بختری طائی سے روایت ہے کہ اس نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کھجور کے پھل کو فروخت کرنے کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کھجور کا پھل اس وقت تک فروخت کرنے سے منع فرمایا، جب تک وہ کھانے اور وزن کے قابل نہ ہو جائے۔ ایک اور بندے نے کہا: وزن سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: اندازہ لگانا۔

**فوائد:** ..... کھانا یا کھانے کے قابل ہونا، وزن کرنا، اندازہ کرنا، ان سب الفاظ سے مراد پھلوں کا پک کر بیچ کے قابل ہو جانا ہے۔

(۵۸۵۸)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَزْهُوَ وَعَنِ السُّنْبُلِ حَتَّى يَبْيَضَ وَيَأْمَنَ الْعَاهَةُ، نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُسْتَرِيَّ۔ (مسند احمد: ۴۴۹۳)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے پھلوں کو فروخت سے منع کیا ہے، یہاں تک کہ وہ رنگ پڑ جائے اور بالیوں کو بھی بیچنے سے منع فرمایا ہے، یہاں تک کہ دانہ مضبوط ہو جائے اور آفت سے امن ہو جائے، آپ ﷺ نے فروخت کرنے والے اور خریدنے والے دونوں کو منع کیا ہے۔

(۵۸۵۶) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابن حبان: ۴۹۸۸، والبیہقی: ۳۰۲ / ۵، والدارقطنی: ۱۴ / ۳، والحاکم: ۳۷ / ۲ (انظر: ۲۲۴۷)

(۵۸۵۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۴۶، ۲۲۵۰، ومسلم: ۱۵۳۷ (انظر: ۳۱۷۳)

(۵۸۵۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۳۵ (انظر: ۴۴۹۳)



**فوائد:** ..... آفت سے مراد وہ مضیبت ہے جو پھلوں اور کھیتوں کو تباہ کر دیتی ہے۔

(۵۸۵۹)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُبَاعَ الشَّمْرَةُ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهَا، قَالَ: وَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! مَا صَلاَحُهَا؟ قَالَ: ((إِذَا ذَهَبَتْ عَاهَتُهَا وَخَلَصَ طَيِّبُهَا)) (مسند احمد: ۴۹۹۸)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھل کی صلاحیت کے ظاہر ہونے سے پہلے اس کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی صلاحیت کا ظاہر ہونا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب اس کی آفت کا وقت ختم ہو جائے اور عمدہ پھل واضح ہو جائیں۔“

(۵۸۶۰)۔ عَنِ عُمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرَّاقَةَ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ بَيْعِ التِّمَارِ فَقَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ بَيْعِ التِّمَارِ حَتَّى تَذَهَبَ الْعَاهَةُ، فَقُلْتُ: وَمَتَى ذَلِكَ؟ قَالَ: حَتَّى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا. (مسند احمد: ۵۱۰۵)

عثمان بن عبداللہ بن سراقہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پھلوں کی فروخت کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آفت کا ڈر ختم ہو جانے تک پھلوں کی بیع سے منع کیا، میں نے کہا: اور یہ کب ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: جب ثریا ستارہ ظاہر ہوتا ہے۔

**فوائد:** ..... ابوداؤد کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا طَلَعَ النَّجْمُ صَبَاحًا رُفِعَتِ الْعَاهَةُ عَنْ كُلِّ بَلَدٍ)) ..... ”جب ستارہ صبح کے وقت طلوع ہو جاتا ہے تو ہر شہر سے آفت اٹھ جاتی ہے۔“ ثریا ایک ستارہ ہے، موسم گرما کے شروع میں یہ ستارہ صبح کے وقت طلوع ہوتا ہے، اس وقت حجاز میں سخت گرمی پڑتی ہے اور پھل پکنا شروع ہو جاتے ہیں، اس روایت کا اصل مقصود پھلوں کا پکنا ہے، ثریا ستارے کے طلوع کو پکنے کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

(۵۸۶۱)۔ عَنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ بَيْعِ الشَّمْرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ. (مسند احمد: ۹۳۷)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھل کو پختہ ہونے سے قبل فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۵۸۵۹) تخریج: حدیث صحیح دون قولہ: ”یا رسول اللہ! وما صلاحها .....“ وهذا اسناد ضعيف لضعف حجاج بن ارطاة وعطية العوفی، والصحيح ان التفسير من قول ابن عمر كما ورد عند الشيخين - أخرج الصحيح منه البخاری: ۲۱۹۴، ومسلم: ۱۵۳۴ (انظر: ۴۹۹۸)

(۵۸۶۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۴۸۶، ومسلم: ۱۵۳۴ (انظر: ۵۱۰۵)

(۵۸۶۱) تخریج: اسنادہ ضعيف، لضعف ابی عامر المزنی وجهالة الشيخ من بنی تمیم - أخرجه ابوداؤد: ۳۳۸۲ (انظر: ۹۳۷)

حمید سے روایت ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پھلوں کی فروخت کے بارے میں سوال کیا گیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پھل کو پکنے سے پہلے فروخت کرنے سے منع کیا ہے، کسی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا: پکنے سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: ان کا سرخ ہو جانا۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے پھلوں میں سرخی اور زردی آنے سے پہلے ان کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ سلیم بن حیان کہتے ہیں: میں نے سعید سے کہا: ”تَشْفِیح“ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: پھلوں کا سرخ اور زرد ہو جانا اور اس قابل ہو جانا کہ ان کو کھایا جائے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”پھلوں کو ان کی صلاحیت کے ظاہر ہونے اور آفت سے محفوظ ہو جانے سے پہلے فروخت نہ کرو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”پھل کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے اس کو فروخت نہ کیا جائے۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پختہ ہونے سے پہلے کھجوروں کی بیج سے، پکنے کے قریب ہونے سے پہلے اناج کی تجارت سے اور کھانے کے قابل ہونے سے پہلے پھلوں کے سودے سے منع فرمایا ہے۔

(۵۸۶۲)۔ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ، فَقَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى تَزْهُوَ، قِيلَ لِأَنَسٍ: مَا تَزْهُو؟ قَالَ: تَحْمَرُّ. (مسند احمد: ۱۲۱۶۲)

(۵۸۶۳)۔ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى تُشْفِحَ، قَالَ: قُلْتُ لِسَعِيدٍ: مَا تُشْفِحُ؟ قَالَ: تَحْمَارٌ وَتَصْفَارٌ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا. (مسند احمد: ۱۴۹۴۵)

(۵۸۶۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا تَبِيعُوا ثِمَارَكُمْ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَتَنْجُو مِنَ الْعَاهَةِ)) (مسند احمد: ۲۴۹۱۱)

(۵۸۶۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبَاعُ ثَمَرَةٌ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا)) (مسند احمد: ۷۵۴۹)

(۵۸۶۶)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَزْهُوَ، وَالْحَبِّ حَتَّى يُفْرَكَ وَعَنِ الثَّمَارِ حَتَّى تُطْعَمَ. (مسند احمد: ۱۲۶۶۶)

(۵۸۶۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۴۸۸، ۲۱۹، ۲۱۹۷، و مسلم: ۱۵۵۵ (انظر: ۱۲۱۳۸)

(۵۸۶۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۹۶، و مسلم: ۱۵۳۶ (انظر: ۱۴۸۸۴)

(۵۸۶۴) تخریج: صحيح لغيره. أخرجه مالك في "الموطأ": ۲/ ۶۱۸، والشافعي في "مسنده": ۲/ ۱۴۹ (انظر: ۲۴۴۰۷)

(۵۸۶۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۳۸ (انظر: ۷۵۵۹)

(۵۸۶۶) تخریج: حديث صحيح. أخرجه البيهقي: ۵/ ۳۰۳، و عبد الرزاق: ۱۴۳۲۱ (انظر: ۱۲۶۳۸)

(۵۸۶۷)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتَّى تَزْهُوَ وَ عَنْ بَيْعِ الْعِنَبِ حَتَّى يَسْوَدَ وَعَنْ بَيْعِ الْحَبِّ حَتَّى يَشْتَدَّ۔ (مسند احمد: ۱۳۶۴۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پختہ ہونے سے قبل پھل کو، کالا ہونے سے پہلے انگور کو اور سخت ہونے سے پہلے انانج کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

**فوائد:**..... مذکورہ بالا تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ درختوں اور پودوں پر لگا ہوا پھل پکنے سے پہلے فروخت نہیں کیا جاسکتا، ہر پھل کے پکنے کی علامت اس کے ساتھ خاص ہے۔ کوئی بھی پھل یا فصل پکنے سے پہلے مختلف ادوار اور کیفیات سے گزرتی ہیں، بیج میں ایسی کیفیتیں بھی آجاتی ہیں کہ ان میں معمولی بارش ہو جانا اور ہوا کا چل جانا بہت نقصان دہ ثابت ہوتا ہے، جبکہ بعض کیفیتوں میں بارش اور ہوا کا چلنا انتہائی ضروری ہوتا ہے، لیکن جب فصل پک کر تیار ہو جائے تو پھر عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ گرمی یا سردی، معتدل مقدار کے ساتھ بارش اور ہواؤں کا چل پڑنا یا رک جانا، اس سے فصل متاثر نہیں ہوتی، ہاں شاذ و نادر ایسے بھی ہوتا ہے کہ فصل پک جانے کے باوجود کسی بڑی آفت کی وجہ سے مکمل طور پر تباہ ہو جاتی ہے، ایسے میں کیا کرنا چاہیے، اس کی وضاحت اگلے باب میں ہوگی۔ بہر حال زمیندار لوگوں کو متنبہ رہنا چاہیے اور کوئی فصل پکنے سے پہلے فروخت نہیں کرنی چاہیے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَرْصِ وَ بَيْعِ السِّنِينِ وَ وَضْعِ الْجَوَائِحِ

پھلوں کا اندازہ لگانے، سالوں کی بیج اور آفتوں کو معاف گردینے کا بیان

(۵۸۶۸)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنِ الْخَرْصِ وَقَالَ: ((رَأَيْتُمْ إِنْ هَلَكَ الثَّمَرُ أَيْحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ مَالَ أَخِيهِ بِالْبَاطِلِ؟)) (مسند احمد: ۱۵۳۱۰)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اندازے سے منع کرتے ہوئے سنا، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”ذرا بتاؤ کہ اگر پھل تباہ ہو جاتا ہے تو کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ وہ باطل طریقے سے اپنے بھائی کا مال کھائے۔“

(۵۸۶۹)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ السِّنِينِ وَ وَضَعَ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کئی سالوں کے لئے تجارت کرنے سے منع کیا ہے اور آپ ﷺ

(۵۸۶۷) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابو داود: ۳۳۷۱، وابن ماجه: ۲۲۱۷، والترمذی: ۱۲۲۸ (انظر: ۱۳۶۱۳)

(۵۸۶۸) تخریج: حدیث صحیح دون قولہ ”ینہی عن الخرص“ فقد تفرده ابن لهیعة وهو سئیء الحفظ، وقد ثبت خلافه عن النبی ﷺ (انظر: ۱۵۲۳۹)

(۵۸۶۹) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرج شطره الاول مسلم: ۲۸۷۴، شطره الثانی: ۱۵۵۴ (انظر: ۱۴۳۲۰)

الجَوَائِحِ - (مسند احمد: ۱۴۳۷۱) نے جَوَائِحِ کو معاف کرنے کا حکم دیا ہے۔

**فوائد:** ..... سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَوْ بَعْتُمْ مِنْ أَيْحِكُمْ سَمْرًا فَاصَابَهُ جَانِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا، بِمِ تَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا بِمِ تَأْخُذُ مَالِ أَيْحِكُمْ بِغَيْرِ حَقٍّ)) (صحیح مسلم) ..... ”اگر تو اپنے بھائی کو پھل فروخت کرتا ہے اور اس پر کوئی آفت آجاتی ہے تو تیرے لیے حلال نہیں ہے کہ تو اس میں سے کچھ قیمت بھی وصول کرے، بھلا تو کس چیز کے عوض میں اس سے کچھ لے گے، تو بغیر حق کے اپنے بھائی کا مال کیسے لے گا؟“ جَوَائِحِ سے مراد وہ آسانی آفات ہیں جن کے باعث کل یا بعض پھل ضائع ہو جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی صورت میں پھل اور فصل کے مالک کو حکم دیا ہے کہ وہ خریدار کو قیمت واپس کر دے۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے، لیکن عام طور پر زمیندار لوگ اس کا کوئی لحاظ نہیں کرتے اور وہ ایسے نقصان کی صورت میں سارے کا سارا بوجھ خریدار پر ڈال دیتے ہیں۔

(۵۸۷۰)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ رضی اللہ عنہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تین سالوں تک کھجوروں کا پھل بیچ دینے سے منع فرمایا۔  
قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ تُبَاعَ النَّخْلُ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثِ - (مسند احمد: ۱۴۴۲۴)

**فوائد:** ..... ایک ہی عقد میں ایک سال سے زیادہ مدت کے لیے کھجوروں کی ان کے درختوں پر بیچ کرنا ”بیع معاومہ“ کہلاتا ہے، اور پر والی سالوں کی بیچ سے یہی سودا مراد ہے، اس بیچ میں دھوکہ ہے، کیونکہ کوئی علم نہیں کہ کتنا پھل لگے گا اور اس کی نوعیت کیا ہوگی، نیز وہ آخر تک برقرار بھی رہے گا یا نہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الْعَيْنَةِ وَبَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةِ وَبَيْعِ الْعَرْبُونَ

بیع عینہ، ایک سودے میں دو سودوں اور بیع عربوں سے ممانعت کا بیان

(۵۸۷۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَيْسَ تَرَكَتُمُ الْجِهَادَ وَأَخَذْتُمْ بِأَذْنَابِ الْبَقَرِ وَتَبَايَعْتُمْ بِالْعَيْنَةِ لِيَلْزِمَنَّكُمْ اللَّهُ مَذَلَّةً فِي رِقَابِكُمْ، لَا تَنْفَكُ عَنْكُمْ حَتَّى تَتَوْبُوا إِلَى اللَّهِ وَتَرْجِعُوا عَلَى مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ)) (مسند احمد: ۵۰۰۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تم نے جہاد چھوڑ دیا، گائنیوں کی دمیں پکڑ لیں اور بیع عینہ کرنے لگ گئے تو اللہ تعالیٰ تمہاری گردنوں میں ایسی ذلت ڈالے گا کہ وہ تم سے اس وقت تک جدا نہیں ہوگی، جب تک تم اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس دین کی طرف رجوع نہیں کرو گے، جس کے تم پابند تھے۔“

**فوائد:** ..... بیع عینہ یہ ہے کہ بیچنے والا ایک چیز ادھار پر فروخت کر کے خریدنے والے کے سپرد کر دے، پھر اسی

(۵۸۷۰) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه النسائي: ۷/ ۲۹۴ (انظر: ۱۴۳۷۱)

(۵۸۷۱) تخریج: صحیح، قاله الالبانی۔ أخرجه ابوداود: ۳۴۶۲ (انظر: ۵۰۰۷)

سے وہی چیز کم قیمت نقد پر خرید لے۔ جیسے اولیس نے ذیشان کو پانچ سو روپے ادھار کے عوض ایک بیگ فروخت کیا، پھر وہی بیگ اس سے چار سو روپے نقد کے عوض خرید لیا۔ اس بیع کا پس منظر یہ ہے کہ ذیشان کو کچھ رقم کی ضرورت تھی، جو وہ اولیس سے براہ راست رقم کے طور پر نہیں لے سکتا تھا اور اولیس سود کے بغیر دینے پر راضی نہیں تھا، لیکن وہ براہ راست سود بھی نہیں لے سکتا تھا، اس لیے اس نے ”بیع عینہ“ والا باطل حیلہ استعمال کیا اور چار سو کے عوض پانچ سو ہو کر لیے۔ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ذلت کا مسلط ہونا صرف کھیتی باڑی کی بنا پر نہیں ہے، بلکہ دوسری احادیث میں مسلمانوں کو کھیتی باڑی کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے اور اسے سب سے بہترین ذریعہ معاش قرار دیا گیا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے جو آدمی کھیتی باڑی کا ہی ہو کر رہ جائے اور اس کی وجہ سے دنیا پرست بنتے ہوئے جہاد جیسی عظیم عبادتوں سے غفلت برتنے لگ جائے، تو وہ ذلیل ہو جائے گا۔

(۵۸۷۲)۔ حَدَّثَنَا حَسَنٌ وَأَبُو النَّضْرِ  
وَأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ  
سِمَاكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
عَنْ صَفَقَتَيْنِ فِي صَفَقَةٍ وَاحِدَةٍ، قَالَ  
أَسْوَدٌ: قَالَ شَرِيكٌ: قَالَ سِمَاكٌ: الرَّجُلُ يَبِيعُ  
الْبَيْعَ فَيَقُولُ هُوَ بَيْعٌ بَكْدًا وَكَدًّا وَهُوَ  
يَنْقِدُ بَكْدًا وَكَدًّا۔ (مسند احمد: ۳۷۸۳)

(۵۸۷۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ  
بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ وَعَنْ بَيْعٍ وَسَلْفٍ وَعَنْ  
رِبْحِ مَالٍ يُضْمَنُ وَعَنْ بَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ۔  
(مسند احمد: ۶۶۲۸)

**فوائد:**..... حدیث مبارکہ میں مذکورہ چاروں اصطلاحات کا مفہوم:

(بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ: ایک بیع میں دو بیعوں) سے منع کیا گیا ہے، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا عبد اللہ بن مسعود اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ اس حدیث کے راویوں نے اس اصطلاح کی وہی تعریف کی ہے جو (شَرَطَيْنِ فِي بَيْعَةٍ)

(۵۸۷۲) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۷۷ (انظر: ۳۷۸۳)

(۵۸۷۳) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه النسائي: ۷ / ۲۹۵ (انظر: ۶۶۲۸)



بِئَع ، ..... ایک سو دے میں دو شرطیں) کی کی گئی ہے۔ جیسے سیدنا عبد اللہ بن مسعود کی حدیث میں سماک بن حرب نے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں عبد الوہاب بن عطاء نے کہا: (بِئَعْتَيْنِ فِي بَيْعٍ: ایک بیع میں دو بیعیں) کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی آدمی کہے: میں تجھے یہ چیز فروخت کروں گا، ایک ماہ کے بعد ادائیگی کی صورت میں قیمت اتنی ہوگی اور دو مہینوں کی صورت میں اتنی۔ (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز۔)

(بِئَعٌ وَ سَلْفٌ ، ..... ایک ہی معاملہ میں بیع بھی اور قرض بھی): ابن اثیر نے اس کا معنی بیان کرتے ہوئے کہا: اس کا مفہوم یہ ہے جیسے کوئی آدمی کہے: میں تجھے یہ غلام ایک ہزار کا فروخت کروں گا، بشرطیکہ تو مجھے فلاں سامان میں بیع سلم کرے یا ایک ہزار ادھار دے۔ ایسی صورت میں قرض دینے کا مقصد یہ ہوگا کہ قرضہ لینے والا اس کے بدلے قیمت میں نرمی برتے گا، جس کی حدنا معلوم ہو جاتی ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ منفعت کا سبب بننے والا قرض سود ہوتا ہے۔ بیع سلم: قیمت پیشگی ادا کر کے بیع (چیز) ایک معین مدت کے بعد وصول کی جائے۔

(وَرِبْحٍ مَا لَمْ يُضْمَنْ) : ..... ایسی چیز کا نفع جس کے نقصان کا آدمی ضامن نہیں بن سکتا): امام خطابی نے کہا: اس کی صورت یہ ہے کہ عرفان نے فاروق سے سامان خریدا اور قبضے میں لینے سے پہلے ابراہیم کو فروخت کر دیا۔ ایسی صورت میں اس مال کا ضامن پہلا بائع یعنی فاروق ہوگا۔ جب تک عرفان یہ سامان اپنے قبضے میں لے کر اس کا ضامن نہ بن جائے، اس وقت تک اس کو آگے فروخت کرنا منع ہے۔

(وَبَيْعٍ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ ، ..... ایسی چیز کی بیع جو تیرے پاس نہیں ہے): امام خطابی نے کہا: اس سے مراد بیع العین ہے، نہ کہ بیع الصفہ۔ آپ خود غور کریں کہ بیع سلم کو مدتوں تک جائز قرار دیا ہے، حالانکہ اس میں بیچنے والا ایسی چیز فروخت کر رہا ہوتا ہے جو معاہدے کے وقت اس کے پاس نہیں ہوتی، یہ بیع الصفہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ جو چیز بائع کے پاس نہیں ہے، وہ اس کا سودا نہ کرے، اس کی وجہ دھوکہ اور غرر ہے، مثلاً بھاگا ہوئے غلام یا آوارہ اور بھاگے ہوئے اونٹ کا سودا کرنا، یہ بیع العین ہے۔

اسی طرح یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ عمومی لحاظ سے اسی چیز کا سودا کرنا منع ہے، جو آدمی کے پاس نہ ہو، لیکن بیع سلم کی شکل جائز ہے، کیونکہ اس کے جواز کی صراحت موجود ہے، جیسے بیع مزانہ سے بیع عرایا مستثنیٰ ہے۔ (عبد اللہ ریفتی)

نقد اور ادھار کے سودے کی قیمت میں فرق

ایک سودے میں دو سودوں کا مفہوم

قارئین کرام! مندرجہ ذیل بحث آسان نہیں ہے، اس لیے دو تین دفعہ اس کا بغور مطالعہ کریں اور تمام پہلوؤں کو سمجھنے کی کوشش کریں، یہ اہل علم کے ہاں ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔

امام ترمذی نے عن ابی ہریرہ قال: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ۔ والی حدیث کے بعد کہا: وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ أَنْ يَقُولَ أَيْبَعُكَ هَذَا الثَّوْبَ بِنَقْدٍ بَعَشْرَةَ

وَبِنَسِيئَةِ بَعْشَرِينَ وَلَا يُفَارِقُهُ عَلَى أَحَدِ الْبَيْعِينَ ، فَإِذَا فَارَقَهُ عَلَى أَحَدِهِمَا فَلَا بَأْسَ إِذَا كَانَتْ الْعُقُودَةُ عَلَى وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ..... بعض اہل علم نے کہا: ایک سو دے میں دو سو دوں کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی کہے: اگر نقد ادائیگی ہو تو میں تجھے یہ کپڑا دس کے عوض فروخت کروں گا اور ادھار کی صورت میں بیس کے عوض اور پھر بائع اور مشتری کسی ایک قیمت کا تعین کیے بغیر جدا ہو جائیں۔ اگر وہ ایک قیمت کو معین کر کے الگ ہوتا ہے، تو ایسے سو دے میں کوئی حرج نہیں ہوگا، کیونکہ ایسی صورت میں بیع ایک قیمت پر ہوگی۔ (ترمذی: ۲/۲۳۵)

امام مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا: بیچنے والا کہتا ہے: میں نقد ادائیگی کی صورت میں تجھے یہ کپڑا دس (درہم) کے عوض اور ادھار کی صورت میں بیس کے عوض فروخت کروں گا۔ آگے سے خریدنے والے نے کہا: میں نقد ادائیگی کروں گا، پھر اس نے دس درہم دے دیے تو سودا درست ہوگا، اسی طرح اگر وہ کہہ دے کہ وہ ادھار کرتا ہے اور بعد میں بیس درہم ادا کرے گا، تو بھی سودا درست ہوگا۔ چونکہ اس صورت میں کوئی ابہام باقی نہیں رہا اور ایک قیمت کا تقرر کر لیا گیا ہے اور بائع اور مشتری کی مفارقت ایک معینہ قیمت پر ہوئی ہے، اس لیے اس سو دے میں دو سو دوں والی صورت باقی نہیں رہی۔

دو سو دوں والی یہی تفسیر امام احمد سے منقول ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نَهِى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَفَقَتَيْنِ فِي صَفَقَةٍ - یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو سو دوں سے منع فرمایا۔ اس حدیث کے ایک راوی سماک کہتے ہیں: اس کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی کوئی چیز فروخت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ نقد اتنے کی ہوگی اور ادھار اتنے کی۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے نیل الاوطار میں کہا: امام شافعی نے بھی سماک کی وضاحت کی موافقت کی ہے، جیسا کہ انھوں نے کہا: اس کی صورت یہ ہے کہ بندہ کہے: میں یہ چیز تجھے نقد ایک ہزار کے عوض فروخت کروں گا اور ایک سال تک ادھار کی صورت میں دو ہزار کے عوض دوں گا، اب تیری اور میری مرضی ہے۔ ابن رافع نے قاضی سے نقل کرتے ہوئے کہا: اس مسئلہ (کے ممنوع ہونے) کی صورت یہ ہے کہ خریدنے والا ابہام کے ساتھ قیمت قبول کر لے، اگر وہ وضاحت کر دے کہ ایک ہزار کے عوض نقد خریدے گا یا دو ہزار کے عوض ادھار خریدے گا، تو یہ سودا درست ہوگا۔

نیز امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: شافعیہ، حنفیہ، زید بن علی، مؤید باللہ اور جمہور علماء کا یہ خیال ہے کہ عام دلائل کی روشنی میں یہ بیع جائز ہے اور یہی بات ظاہر ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے: اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک ہی وقت میں کسی چیز کی نقد اور ادھار قیمت میں فرق کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اسی مجلس میں کسی ایک قیمت کا تعین کر لیا جائے۔ اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ سودا طے پانے سے پہلے اس کی قیمت میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے، جب سودا طے ہو جائے تو مدت کی وجہ سے قیمت بڑھانا سودا کا سبب بنتا ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جو آدمی کوئی چیز نقد دس روپے اور ادھار بیس روپے کی فروخت کرنا چاہتا ہے، وہی آدمی شرعی قواعد کی روشنی میں اسی چیز کو نقد بیس روپے کی بھی فروخت کر سکتا ہے، کیونکہ شریعت میں نفع کی شرح مقرر نہیں ہے،

جو چیز شریعت کی روشنی میں نقد میں روپے کی فروخت کی جاسکتی ہے، اسے ادھار پر اسی قیمت پر کیوں نہیں بیچا جاسکتا؟  
قارئین کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ سودا طے ہونے کے بعد مدت کے عوض میں زیادہ نرخ وصول کرنا سود کہلاتا ہے، نہ کہ سودا طے کرنے سے پہلے والا معاملہ۔

بیع کی اس صورت کے جواز سے پتہ چلا کہ قسطوں پر چیز لینا جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ قسط لیٹ ہونے کی وجہ سے کسی قسم کی زائد رقم اور جرمانہ وصول نہ کیا جائے، کیونکہ وہ سود کی خالص شکل ہوگی۔  
اگر قیمت کا تعین نہ کیا جائے تو وہ سودے کی ممنوعہ صورت بن جاتی ہے، جس سے اس حدیث میں منع کیا گیا ہے، جیسا کہ آجکل بازاروں میں ہو رہا ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ کمپنیاں اپنے خریداروں کو مال بھیج دیتی ہیں اور وہ کم یا زیادہ قیمت پر سودا طے ہونے سے پہلے مال کو فروخت کرنا شروع کر دیتے ہیں، دو چار دنوں کے بعد نقد و ادھار کے نتیجہ میں کم یا زیادہ قیمت کے تعین کے لیے ڈیلر پہنچتے ہیں۔ یہ تجارت کی ممنوعہ صورت ہے۔ خریدار اس وقت تک وہ مال نہیں بیچ سکتے، جب تک قیمت کا تعین نہ کر لیا جائے۔

(بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعٍ: ایک بیع میں دو بیعوں) کی مزید دو تعریفیں یہ ہیں:

(۱) امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: اس کی صورت یہ ہے کہ بائع مشتری سے کہے: میں تجھے یہ گھراتی قیمت کے عوض فروخت کروں گا، بشرطیکہ تو مجھے اپنا غلام اتنی قیمت میں بیچ دے۔ جب تیرا غلام میرے لیے ثابت ہوگا تو میرا گھر تیرے لیے ثابت ہو جائے گا۔

(۲) بشارت نے رضوان کو ایک دینار قرض دیا، جس کی ادائیگی رضوان ایک ماہ کے بعد گندم کے ایک قفیز کی صورت میں کرے گا۔ جب مدت پوری ہوئی اور بشارت نے گندم کا مطالبہ کیا تو رضوان نے کہا: گندم کا یہ ایک قفیز مجھے دو ماہ تک دو قفیضوں کے عوض بیچ دو۔ یہ ایک بیع میں دو بیعوں کی صورت ہے کیونکہ دوسری بیع پہلی بیع پر ہی داخل ہوئی ہے، اب یا تو رضوان کم چیز ادا کرے گا، جو پہلے سودے کے مطابق ایک قفیز ہے، یا پھر نئے سودے کے مطابق دو قفیز ادا کرے گا، جو کہ سود کی ایک شکل ہے۔ (دیکھئے: تحفۃ الاحوذی: ۲/۲۳۵، ۲۳۶) یہ صورت بھی ((فَلَهُ أَوْ كَسْهُمَا أَوْ الرِّبَا)) کا مصداق بن سکتی ہے، کیونکہ پہلے سودے کے مطابق گندم کا ایک قفیز اور دوسرے سودے کے مطابق دو قفیز ادا کرنا پڑیں گے، جیسا کہ امام شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار میں کہا۔  
مزید ایک حدیث اور اس کا مفہوم:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ فَلَهُ أَوْ كَسْهُمَا أَوْ الرِّبَا))..... ”جس نے ایک بیع میں دو سودے کیے، یا تو وہ کم قیمت لے گا یا پھر سود لے گا۔“ (ابوداؤد: ۲۳۶۱، ترمذی: ۲۳۲/۱، نسائی: ۲۹۶/۷)

امام شوکانی رحمہ اللہ نے ”ایک سودے میں دو سودوں“ کی تین صورتیں قلمبند کیں، (جن کا ذکر سابق عنوان کے تحت ہو کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

چکا ہے)۔ پھر اس مسئلہ پر بحث کرنے کے بعد کہا: ”ایک سودے میں دوسودے کرنا حرام ہیں، اس کی علت اور وجہ یہ ہے کہ (پہلی صورت میں) ایک چیز کی نقد اور ادھار علیحدہ علیحدہ دو قیمتوں میں سے ایک کا تعین نہیں کیا جاتا، (دوسری صورت میں) مستقبل میں پوری ہونے یا نہ ہونے والی شرط لگا دی جاتی ہے اور (تیسری صورت کے مطابق) گندم کا ایک قفیر سود کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ (نیل الاوطار: ۱۸۱/۵)

علامہ عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: امام ابن اثیر نے (النهاية) میں اور ابن ارسلان نے (شرح السنن) میں یہی تفسیر نقل کی اور پھر خطابی نے کہا: ایک سودے میں دوسودے کرنے سے منع کیا گیا، اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ ہے کہ بیچنے والا خریدار سے کہے: میں تجھے یہ کپڑا اس کا نقد اور پندرہ کا ادھار فروخت کروں گا، یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ وہ کون سی قیمت ہے، جس کا خریدار انتخاب کرنا چاہتا ہے، تاکہ سودا پکا ہو سکے اور اگر قیمت مجہول ہوگی تو سودا فاسد ہو جائے گا۔

پھر عظیم آبادی صاحب نے کہا: ابن اثیر نے (النهاية) میں کہا: آپ رضی اللہ عنہ نے ایک سودے میں دوسودے کرنے سے منع کیا، اس کی صورت یہ ہے کہ بیچنے والا کہے: میں تجھے یہ کپڑا اس کا نقد اور پندرہ کا ادھار فروخت کروں گا اور یہ ناجائز ہے، کیونکہ اس سے یہ واضح نہیں ہوتا خریدنے والا کون سی قیمت منتخب کر رہا ہے تاکہ سودا پکا ہو سکے۔ (المعبد: ۱۵۷۷/۲)

امام مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے سابق عنوان میں مذکور امام ترمذی کے قول کے بعد کہا: اور (شرح السنن) میں یہی تفسیر ذکر کرنے کے بعد کہا: یہ بیع اکثر اہل علم کے نزدیک فاسد ہے، کیونکہ اس میں یہ علم نہیں ہو سکتا کہ قیمت کون سی ہے، (جس پر سودا پکا ہوگا)۔ (تحفة الاحوذی: ۲۳۶/۲)

لیث بن ابی سلیم، امام طاووس کا یہ قول نقل کرتے ہیں: فَبَاعَهُ عَلَىٰ أَحَدِهِمَا قَبْلَ أَنْ يُفَارِقَهُ، فَلَا بَأْسَ بِهِ۔ (عبد الرزاق: ۱۶۳۱، ابن ابی شیبہ: ۱۲۰/۶)..... اگر وہ جدا ہونے سے پہلے ایک قیمت پر فروخت کر دے تو کوئی حرج نہیں۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: إِذَا قُلْتَ: أَيْعُكَ بِالنَّقْدِ إِلَى كَذَا، وَبِالنَّسِيئَةِ بِكَذَا وَكَذَا، فَذَهَبَ الْمُشْتَرِي، فَهُوَ بِالْخِيَارِ فِي الْبَيْعَيْنِ، مَا لَمْ يَكُنْ وَقَعَ بَيْعٌ عَلَى أَحَدِهِمَا. فَإِنْ وَقَعَ الْبَيْعُ هَكَذَا فَهُوَ مَكْرُوهٌ، وَهُوَ بَيْعَتَانِ فِي بَيْعَةٍ، وَهُوَ مَرْدُودٌ، وَهُوَ مِنْهُيٌّ عَنْهُ، فَإِنْ وَجَدْتَ مَتَاعَكَ بِعَيْنِهِ أَخَذْتَهُ، وَإِنْ كَانَ قَدْ اسْتَهْلَكَ فَلَكَ أَوْ كَسُ الثَّمَنِ، وَابْعُدُ الْأَجَلَيْنِ۔ (عبد الرزاق: ۱۶۳۲).....

اگر تو کہے: میں تجھے یہ چیز اتنی رقم کی نقد اور اتنے کی ادھار فروخت کروں گا، (یہ سن کر) خریدار چلا جائے، تو اسے ان دو سودوں میں ایک کا اختیار ہوگا، جب تک سود ایک قیمت پر پکا نہ ہو جائے۔ اگر بیع اسی طرح ہی پکی ہوگئی تو یہ مکروہ اور مردود ہوگی، کیونکہ ایک سودے میں دوسودے ہیں، جن سے منع کیا گیا ہے، ایسی صورت میں اگر تجھے اپنا مال بعینہ مل

جائے تو تو اسے لے لے گا اور اگر اس کی عین (اصلی حالت) بدل چکی ہو تو ادھار والی ددر کی مدت پوری ہونے کے باوجود تجھے کم قیمت ملے گی۔

امام سفیان رحمہ اللہ کے اس قول کے الفاظ ”فَهُوَ بِالْخِيَارِ فِي الْبَيْعَيْنِ ، مَا لَمْ يَكُنْ وَقَعَ بَيْعٌ عَلَى أَحَدِهِمَا“ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک صورت پر معاہدہ پکا ہو جائے تو یہ بیع درست ہوگی، ممنوعہ صورت یہ ہے کہ سودا تو پکا ہو جائے، لیکن دو قیمتوں میں سے کسی ایک کا تعین نہ کیا جائے۔

ان اقوال کی روشنی میں یہ کہنا درست ہوگا، کہ جس نے مطلق طور پر نقد اور ادھار میں فرق کو ایک سودے میں دو سودوں کی شکل قرار دیا، اس کے قول کو مذکورہ بالا اقوال میں لگائی گئی قید کی وجہ سے مخصوص کیا جائے گا، یعنی اس کی مراد وہ صورت ہوگی، جس میں ایک قیمت کا تعین نہیں کیا جاتا۔

بعض اہل علم نقد اور ادھار کی قیمت میں فرق کر کے کسی چیز کو فروخت کرنے کو ناجائز خیال کرتے ہیں، ان کے دلائل اور جواز کے قائلین کے دلائل کا تجزیہ کے لیے مفصل بحث دیکھیں حافظ عبد المنان نور پوری رحمہ اللہ کی کتاب ”احکام و مسائل“؛ ۲/۵۸۶۳۵۶۵۔ (عبد اللہ رفیق)

(۵۸۷۴)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ سَيِّدِنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَاصِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنْ مَرْوَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ۔ (مسند احمد: ۶۷۲۳)

**فوائد:**..... بیع عربون (بیانے کی بیع): بیع عربون یہ ہے کہ خریدار بائع کو بیع سے پہلے کچھ رقم اس شرط پر دے دے کہ اگر اس نے سودا چھوڑ دیا تو وہ رقم بائع کی ہو جائے گی، اس سے خریدار کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بائع پابند رہے اور اس چیز کو کسی اور کے ہاتھوں فروخت نہ کرے۔ اس بیع کے جواز اور عدم جواز، دونوں سے متعلق روایات ضعیف ہیں، اس لیے جب اس سے ممانعت کی معتبر دلیل نہیں ہوگی تو اس کو اصل پر محمول کرتے ہوئے جائز قرار دیا جائے گا۔

بیع عربان کے جواز کو تسلیم کیا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ سودا چھوڑنے کی صورت میں، بائع بیانے کی رقم کیوں اور کس کے عوض ضبط کر رہا ہے؟ جب اس کا عوض کوئی نہیں تو کسی کا مال کسی چیز کے عوض کے بغیر لینا جائز نہیں۔ (عبد اللہ رفیق)

(۵۸۷۴) تخریج: اسنادہ ضعیف لابیہام الثقة الذی رواہ عنہ مالک۔ أخرجه ابو داود: ۳۵۰۲، وابن ماجہ:

۲۱۹۲ (انظر: ۶۷۲۳)



بَابُ فِيمَنْ بَاعَ سِلْعَةً مِنْ رَجُلٍ ثُمَّ مِنْ آخَرَ وَفِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ مَا لَا يَمْلِكُهُ فَيَشْتَرِيهِ  
وَيُسَلِّمُهُ

ایک آدمی کا ایک خریدار کو کوئی چیز بیچنا، پھر وہی چیز کسی اور کو بیچ دینا اور ایسی چیز کی بیع کرنے کی  
ممانعت کہ بیچنے والا جس کا مالک نہ ہو اور وہ اس کو خرید کر اس کے سپرد کر دے

(۵۸۷۵)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ نَبِيَّ  
اللَّهِ ﷺ قَالَ: (إِذَا أَنْكَحَ الْوَلِيَّانَ فَهُوَ لِلأَوَّلِ  
مِنْهُمَا، وَإِذَا بَاعَ الرَّجُلُ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ  
فَهُوَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا)) (مسند احمد: ۱۷۴۸۲)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب دو ولی ایک عورت کا نکاح کر دیں تو ان میں سے پہلے کا نکاح معتبر ہوگا اور جب ایک آدمی کوئی چیز دو آدمیوں کو فروخت کر دے تو وہ پہلے خریدار کی ہی ہوگی۔“

(۵۸۷۶)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّانَ  
فَهِيَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا، وَمَنْ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ  
فَهُوَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا)) (مسند احمد: ۲۰۳۴۵)

سیدنا سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”دو ولی جس عورت کا نکاح کر دیں تو وہ عورت پہلے کے نکاح کے مطابق ہوگی اور جو شخص ایک چیز دو آدمیوں کو فروخت کر دے تو وہ پہلے خریدار کی ہی ہوگی۔“

**فوائد:** ..... جب ایک آدمی ایک چیز ایک شخص کو فروخت کر دیتا ہے تو وہ اس کی ملکیت سے نکل جاتی ہے اور اس

کا اختیار ختم ہو جاتا ہے، اس لیے جب وہ آدمی وہی چیز دوسرے آدمی کو فروخت کرے گا تو اس کا یہ سودا باطل اور بے اثر قرار پائے گا اور وہ چیز اسی شخص کی ہوگی، جس کو پہلے سودے میں فروخت کی گئی۔

(۵۸۷۷)۔ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: قُلْتُ:  
يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَا تَبِيَّ الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي الْبَيْعَ،  
لَيْسَ عِنْدِي مَا أْبِيعُهُ، ثُمَّ أْبِيعُهُ مِنَ السُّوقِ؟  
فَقَالَ: ((لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ)) (مسند

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی مجھ سے ایسی چیز کو فروخت کرنے کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ چیز میرے پاس نہیں ہے، (اگر میں اس سے سودا کر کے بعد میں) بازار سے خرید کر اس کو پہنچا دوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو چیز تیرے پاس نہیں ہے، اس کا سودا نہ کر۔“

(احمد: ۱۵۳۸۵)

**فوائد:** ..... حدیث نمبر (۵۸۷۳) کے فوائد میں اس حدیث کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

(۵۸۷۵) تخریج: اسنادہ ضعیف، لم یسمع الحسن من عقبہ بن عامر شیئا۔ أخرجه ابوداود: ۲۰۸۸،  
وابن ماجه: ۲۳۴۴ (انظر: ۱۷۳۴۹)

(۵۸۷۶) تخریج: اسنادہ ضعیف، الحسن البصری لم یصرح بسماعه۔ أخرجه ابوداود: ۲۰۸۸،  
والترمذی: ۱۱۱۰، وابن ماجه: ۲۱۹۰ (انظر: ۲۰۰۸۵)

(۵۸۷۷) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۰۳، والترمذی: ۱۲۳۲، والنسائی: ۷/  
۲۸۹ (انظر: ۱۵۳۱۱)

## بَابُ نَهْيِ الْمُشْتَرِي عَنْ بَيْعِ مَا اشْتَرَاهُ قَبْلَ قَبْضِهِ

خریدار کو قبضے میں لینے سے پہلے خریدی ہوئی چیز کو آگے فروخت کر دینے کی ممانعت کا بیان

(۵۸۷۸)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا ابْتِغَيْتُمْ طَعَامًا فَلَا تَبِيعُوهُ حَتَّى تَقْبِضُوهُ)) (مسند احمد: ۱۴۵۶۴)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم جب کوئی اناج خریدو تو اسے قبضہ میں لینے سے پہلے آگے فروخت نہ کرو۔“

(۵۸۷۹)۔ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي اشْتَرَيْتُ بِيُوعًا فَمَا يَحِلُّ لِي مِنْهَا وَمَا يَحْرُمُ عَلَيَّ؟ قَالَ: ((فَإِذَا اشْتَرَيْتَ بَيْعًا فَلَا تَبِعْهُ حَتَّى تَقْبِضَهُ.)) (مسند احمد: ۱۵۳۹۰)

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں کچھ چیزیں خریدتا ہوں تو ان میں میرے لیے حلال کون سی ہیں اور حرام کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم کوئی چیز خریدو تو اسے اس وقت تک آگے فروخت نہ کرو، جب تک اسے قبضہ میں نہ لے لو۔“

(۵۸۸۰)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ بَرِيئٌ فَسَاوَمْتُهُ فِيمَنْ سَاوَمَهُ مِنَ التُّجَّارِ حَتَّى ابْتَعْتُهُ مِنْهُ، حَتَّى قَالَ: فَقَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَبَّحَنِي فِيهِ حَتَّى أَرْضَانِي قَالَ: فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ لِأَضْرِبَ عَلَيْهَا فَأَخَذَ رَجُلٌ بِذِرَاعِي مِنْ خَلْفِي فَالْتَفَتُ فَإِذَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ: لَا تَبِعْهُ حَيْثُ ابْتَعْتَهُ حَتَّى تَحْوِزَهُ إِلَيَّ رَحْلِكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ نَهَى عَنْ ذَلِكَ فَأَمْسَكْتُ يَدِي. (مسند احمد: ۲۲۰۰۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: شام کا ایک آدمی تیل لے کر آیا، تاجروں نے اس سے سودے بازی شروع کر دی، میں بھی ان میں شریک تھا اور میں نے اس سے خرید لیا، اسی مقام پر ایک آدمی خریدنے کے لئے سامنے آ گیا، اس نے مجھے معقول منافع کی پیش کش کی اور اس نے مجھے سودا کرنے پر راضی کر لیا، پس میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تاکہ (سودا پکا کرنے کے لیے) اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر ماروں، لیکن اتنے میں کسی نے پیچھے سے میرا بازو پکڑا، جب میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے کہا: جہاں کوئی چیز خریدو تو اس کو آگے فروخت کرنے سے پہلے اپنے گھر میں لے جاؤ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس چیز سے منع فرمایا ہے، پس میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

(۵۸۷۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۲۹ (انظر: ۱۴۵۱۰)

(۵۸۷۹) تخریج: صحيح غيره۔ أخرجه النسائي: ۷/ ۲۸۶ (انظر: ۱۵۳۱۶)

(۵۸۸۰) تخریج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۳۴۹۹ (انظر: ۲۱۶۶۸)

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ جن تاجروں کے پاس چیک تھے، وہ نکلے اور مروان سے ان چیکوں کو بیچنے کی اجازت لی، اس نے ان کو اجازت دے دی، اتنے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروان کے پاس پہنچ گئے اور انھوں نے کہا: آپ نے تاجروں کو سود کی خرید و فروخت کی اجازت دے دی ہے، رسول اللہ ﷺ نے تو اس سے منع فرمایا ہے کہ اناج کو خرید کر مکمل قبضے میں لینے سے پہلے فروخت نہ کیا جائے، یہ سن کر مروان نے اپنے پہرہ داروں کو بھیجا اور انھوں نے ان لوگوں کے ہاتھوں سے چیک چھیننا شروع کر دیئے، جن پر تنگی نہیں پڑ رہی تھی۔

(۵۸۸۱)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ صِغَاكَ التُّجَّارِ خَرَجَتْ فَاسْتَأْذَنَ التُّجَّارُ مَرَوَانَ فِي بَيْعِهَا، فَأَذِنَ لَهُمْ، فَدَخَلَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ: أَذِنْتَ فِي بَيْعِ الرَّبَا وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُشْتَرَى الطَّعَامُ ثُمَّ يَبَاعَ حَتَّى يُسْتَوْفَى، قَالَ سُلَيْمَانُ: فَرَأَيْتُ مَرَوَانَ بَعَثَ الْحَرَسَ فَجَعَلُوا يَنْتَزِعُونَ الصِّغَاكَ مِنْ أَيْدِي مَنْ لَا يُتَخَرَّجُ مِنْهُمْ۔ (مسند احمد: ۸۳۴۷)

**فوائد:** ..... ”صِغَاكَ“ کی واحد ”صِغْ“ ہے، اس کے معانی کتاب کے ہیں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ امراء لوگوں کو رزق اور عطیے دینے کے لیے کچھ رسیدیں تیار کرواتے تھے، لوگ ان کو حاصل کر کے جلد بازی کرتے ہوئے ان کو فروخت کرنا شروع کر دیتے تھے، پھر اس سے منع کر دیا گیا، کیونکہ اس میں قبضے میں لیے بغیر چیز کو فروخت کیا جا رہا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم عہد نبوی میں اناج خریدتے تھے اور آپ ﷺ ایسے آدمی کو ہماری طرف بھیجتے تھے، جو ہمیں حکم دیتا تھا کہ یہ اناج جس مقام پر تم نے خریدا ہے، اب اس کو بیچنے سے پہلے کسی اور جگہ پر لے جاؤ۔

(۵۸۸۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَبْتَاعُ الطَّعَامَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَسَعُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِتَقْلِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيهِ إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ أَنْ نَبْيَعَهُ۔ (مسند احمد: ۵۹۲۴)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو ماپ یا تول کر اناج خریدے تو وہ اس کو اس وقت تک فروخت نہ کرے، جب تک مکمل قبضے میں نہ لے لے۔“

(۵۸۸۳)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ ابْتَاعَ طَعَامًا زَادَ فِي رِوَايَةٍ: بِكَيْلٍ أَوْ وَزْنٍ) فَلَا يَبْعُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ۔)) (مسند احمد: ۳۹۶)

سالم اپنے باپ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

(۵۸۸۴)۔ عَنِ سَالِمٍ عَنِ أَبِيهِ أَنَّهُمْ كَانُوا

(۵۸۸۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۲۸ (انظر: ۸۳۶۵)

(۵۸۸۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۳۱، ۲۱۳۷، ۶۸۵۲، ومسلم: ۱۵۲۷ (انظر: ۵۹۲۴)

(۵۸۸۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۲۶، ۲۱۳۶، ومسلم: ۱۵۲۶ (انظر: ۳۹۶)

(۵۸۸۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۸۵۲، ومسلم: ۱۵۲۷ (انظر: ۴۵۱۷) کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جالے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جو لوگ عہد نبوی میں اندازے سے اناج خریدتے تھے تو ان کو اس امر پر مارا جاتا تھا کہ وہ اس کو اسی جگہ پر فروخت کرنا شروع کر دیں، (اور یہ حکم دیا جاتا تھا کہ) وہ اس کو پہلے اپنے گھروں کی طرف منتقل کریں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کہ لوگ بازار کے اونچے حصہ میں بغیر تخمینے سے اناج کی خرید و فروخت کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس اناج کو وہاں سے منتقل کیے بغیر آگے بیچنے سے منع کر دیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اناج خریدے اور اس کو مکمل قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرنا شروع کر دے۔ طاؤس کہتے ہیں: میں نے پوچھا کہ یہ کیسے ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ درہم کے بدلے درہم کی بیع بن جاتی ہیں اور اناج کو پیچھے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

(دوسری سند) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: وہ چیز جو قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمائی ہے، وہ اناج ہے، لیکن میرا خیال ہے کہ ہر چیز کا حکم اناج کی مانند ہے۔

يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جُزَافًا أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ۔ (مسند احمد: ۴۵۱۷)

(۵۸۸۵)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانُوا يَتَبَايَعُونَ الطَّعَامَ جُزَافًا أَعْلَى السُّوقِ فَنَهَاَهُمُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يَنْقُلُوهُ۔ (مسند احمد: ۴۶۳۹)

(۵۸۸۶)۔ عَنْ طَاوُوسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ طَعَامًا حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: كَيْفَ ذَلِكَ؟ قَالَ: ذَلِكَ دَرَاهِمُ بِدَرَاهِمٍ وَالطَّعَامُ مُرْجَأٌ۔ (مسند احمد: ۲۲۷۵)

(۵۸۸۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَا الَّذِي نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى يُقْبِضَ فَالطَّعَامُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِرَأْيِهِ، وَلَا أَحْسَبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ۱۹۲۸)

**فوائد:** ..... اس باب کی احادیث میں بیع کے اس اصول پر زور دیا گیا ہے کہ خریدار خریدی ہوئی چیز کو اپنے قبضے میں لے اور اس کو اس مکان سے منتقل کرے، جہاں سودا ہوا ہے، احادیث نمبر (۵۸۸۱، ۵۸۸۲) میں اس اصول کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ سودی تجارت ہے، کیونکہ اگر ایک آدمی (۱۰۰) درہم کے ساتھ گندم کا ایک ڈھیر خریدتا ہے اور پھر اسی مقام پر اس کو (۱۲۰) درہم میں فروخت کر دیتا ہے، تو گویا اس نے (۱۰۰) درہم کے عوض (۱۲۰) درہم بٹور لیے ہیں۔

(۵۸۸۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۶۷، ومسلم: ۱۵۲۶ (انظر: ۴۶۳۹)

(۵۸۸۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۳۲، ومسلم: ۱۵۲۵ (انظر: ۲۲۷۵)

(۵۸۸۷) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

ان احکام پر عمل کرنا اس وقت ممکن ہوگا، جب تاجروں کا مقصد صرف یہ نہ ہو کہ حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر زیادہ سے زیادہ زر جمع کیا جائے۔

**بَابُ الْأَمْرِ بِالْكَفْلِ وَالْوَزْنِ وَالنَّهْيِ عَنِ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتَّى يَجْرِيَ فِيهِ الصَّاعَانِ**  
ماپ اور وزن کرنے کے حکم اور دو صاع چلائے بغیر اناج کی بیع کرنے کی ممانعت کا بیان

(۵۸۸۸)۔ عَنْ عُمَانَ بْنِ عَمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَيِّدَنَا عُمَانَ بْنَ عَمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((يَا عُمَانُ! إِذَا اشْتَرَيْتَ فَاكْتَلْ وَإِذَا بَيْعْتَ فِكَلْ)) (مسند احمد: ۵۶۰) کچھ فروخت کرو تو اسے بھی ماپا کرو۔

**فوائد:**..... سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتَّى يَجْرِيَ فِيهِ الصَّاعَانِ، صَاعُ الْبَائِعِ وَصَاعُ الْمُشْتَرِي۔..... ”رسول اللہ ﷺ نے غلے کی بیع سے منع فرمایا ہے، حتیٰ کہ اس میں دو صاع جاری ہو جائیں، ایک فروخت کنندہ کا صاع اور دوسرا خریدار کا صاع۔“ (ابن ماجہ: ۲۲۲۸)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خرید و فروخت کے وقت چیزوں کو ماپنا چاہیے یا ان کا وزن کرنا چاہیے، درج ذیل دونوں احادیث میں آپ ﷺ کا یہی عمل بیان کیا جا رہا ہے، آپ ﷺ کے اس حکم پر عمل کرنے سے برکت ہوگی اور سوئے ظن کا امکان بھی ختم ہو جائے گا۔

(۵۸۸۹)۔ عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبْدِيُّ ثِيَابًا مِنْ هَجَرَ، قَالَ: فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَاوَمَنَا فِي سَرَاوِيلٍ وَعِنْدَنَا وَزَانُونَ يَزْنُونَ بِالْأَجْرَةِ، فَقَالَ لِلْوَزَانِ: ((زِنْ وَأَرْجِعْ)) (مسند احمد: ۱۹۳۰۸)

سیدنا سوید بن قیس کہتے ہیں، میں اور مخرمہ عبدی ہجر کے علاقہ سے کپڑا لائے، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے شلوار کا سودا کیا، جبکہ ہمارے پاس اجرت پر وزن کرنے والے لوگ بھی موجود تھے، آپ ﷺ نے ایک وزن کرنے والے سے فرمایا: ”وزن کر۔ اور جھکا کر دے۔“

(۵۸۹۰)۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ بْنِ عَمِيرَةَ قَالَ: بَيْعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا سَرَاوِيلَ قَبْلَ الْهَجْرَةِ فَأَرْجَعْ لِي۔ (مسند احمد: ۱۹۳۰۹)

سیدنا ابوصفوان مالک بن عمیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ہجرت سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے شلوار خریدی تھی، آپ ﷺ نے اس کا وزن کرتے ہوئے میرے لیے پلڑے کو جھکایا۔

(۵۸۸۸) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۳۰ (انظر: ۵۶۰)

(۵۸۸۹) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۳۳۶، ابن ماجه: ۲۲۲۰، ۳۵۷۹، والترمذی: ۱۳۰۵ (انظر: ۱۹۰۹۸)

(۵۸۹۰) حدیث حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۳۳۷، وابن ماجه: ۲۲۲۱، والنسائی: ۷/ ۲۸۴ (انظر: ۱۹۰۹۹)





النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ - (مسند احمد: ۲۳۹۰۶) ہے۔

**فوائد:**..... اس کا متن بھی بالکل مذکورہ بالا ہی ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ تَلْقَى الرَّكْبَانَ وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ

قافلوں کو ملنے اور شہری کا دیہاتی کے لئے تجارت کرنے کی ممانعت کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیغمبر نے مال تجارت لانے والے قافلوں کو راستے میں ملنے سے اور شہری کا دیہاتی کیلئے خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ راستے میں ہی سامان والوں سے ملنے سے منع فرمایا ہے، ہاں جب وہ سامان بازاروں میں پہنچ جائے (تو پھر تجارت کرنا ٹھیک ہے)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ قافلوں سے اناج خریدتے تو آپ ﷺ خریداروں کے پاس (اپنے نمائندے) بھیجتے جو ان کو اس چیز سے منع کرتے تھے کہ وہ اس مال کو اس وقت تک آگے فروخت نہ کریں، جب تک اس کو اپنے ٹھکانوں میں نہ لے جائیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ شہری، دیہاتی کا مال فروخت کرے، لوگوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ذریعے روزی دیتا ہے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے۔“

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۵۸۹۳)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُتَلَقَى الرَّكْبَانُ أَوْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ - (مسند احمد: ۵۰۱۰)

(۵۸۹۴)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ تَلْقَى السِّلْعِ حَتَّى يَهْبَطَ بِهَا (وَفِي لَفْظٍ: حَتَّى تَدْخُلَ) الْأَسْوَاقَ - (مسند احمد: ۵۳۰۴)

(۵۸۹۵)۔ عَنِ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَدَّثْتُهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ عَلَيْهِمْ إِذَا ابْتَاغُوا مِنَ الرَّكْبَانَ الْأَطْعَمَةَ مَنْ يَمْنَعُهُمْ أَنْ يَتْبَاعُوا حَتَّى يُوْوُوا هَا إِلَى رِحَالِهِمْ - (مسند احمد: ۶۱۹۱)

(۵۸۹۶)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَسْمُ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أُخِيهِ وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، دَعَا النَّاسَ يَرْزُقُ اللَّهُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَلَا تَشْتَرِطُ امْرَأَةٌ طَلَاقَ أُخْتِهَا)) - (مسند احمد: ۱۰۶۵۷)

(۵۸۹۷)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ

(۵۸۹۳) تخریج: أخرجه بنحوه البخاری: ۲۱۶۵، ومسلم: ۱۵۱۷ (انظر: ۵۰۱۰)

(۵۸۹۴) تخریج: انظر الحديث السابق

(۵۸۹۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۳۱، ۲۱۳۷، ۶۸۵۲، ومسلم: ۱۵۲۷ (انظر: ۶۱۹۱)

(۵۸۹۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۷۲۷، ومسلم: ۱۵۱۵ (انظر: ۱۰۶۴۹)

(۵۸۹۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۲۲ (انظر: ۱۴۳۴۰)

نے فرمایا: ”شہری، دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے، لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ذریعے رزق دیتا ہے۔“

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے کہ شہری، دیہاتی کے لئے تجارت کرے، یہ ایک طویل حدیث ہے۔

سیدنا سمیرہ بن جناب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس امر سے منع کیا ہے کہ مالی تجارت لانے والوں کو بازاروں میں پہنچنے سے پہلے ملا جائے اور یہ کہ شہری، دیہاتی کا سامان فروخت کرے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مال تجارت لانے والے قافلوں کو ملنے سے منع کیا، اگر کوئی آدمی ان سے سامان خرید لیتا ہے تو جب اس سامان کو بازار میں لایا جائے، اس کے مالک کو واپس لینے کا اختیار ہوگا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ قافلوں کو (آگے جا کر) ملا جائے اور یہ کہ شہری، دیہاتی کا سامان فروخت کرے۔ طاؤس کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس کا مفہوم کیا ہے کہ شہری، دیہاتی کا سامان فروخت نہ کرے؟ انھوں نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کا دلال نہ بنے۔

**فوائد:** ..... اس باب میں دو امور کا ذکر ہے: سامان تجارت لانے والے قافلوں کو منڈی اور مارکیٹ میں پہنچنے سے پہلے آگے جا کر نہ ملا جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ خریدار بھاؤ کے بارے میں کوئی غلط بیانی کر کے سستے داموں ان سے

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَايَدٍ دَعَا النَّاسَ يَرْزُقُ اللَّهُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ)) (مسند احمد: ۱۴۳۹۲)

(۵۸۹۸)۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ مِنْ حَدِيثِ طَوِيلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ نَهَى أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَايَدٍ۔ (مسند احمد: ۱۴۰۴)

(۵۸۹۹)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ تُتَلَقَّى الْأَجْلَابُ حَتَّى تَبْلُغَ الْأَسْوَاقَ، أَوْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَايَدٍ۔ (مسند احمد: ۲۰۳۸۰)

(۵۹۰۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُتَلَقَّى الْجَلْبُ فَإِنْ ابْتِاعَ مُبْتَاعٌ فَصَاحِبُ السِّلْعَةِ بِالْخِيَارِ إِذَا وَرَدَتِ السُّوقَ۔ (مسند احمد: ۹۲۲۵)

(۵۹۰۱)۔ عَنْ طَاوُوسِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَايَدٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا قَوْلُهُ حَاضِرٌ لِبَايَدٍ، قَالَ: لَا يَكُونُ سِمْسَارًا۔ (مسند احمد: ۳۴۸۲)

(۵۸۹۸) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداؤد: ۳۴۴۱ (انظر: ۱۴۰۴)

(۵۸۹۹) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۶۹۲۹، ۶۹۳۰ (انظر: ۲۰۱۱۹)

(۵۹۰۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۱۹ (انظر: ۹۲۳۶)

(۵۹۰۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۵۸، ۲۲۷۴، ومسلم: ۱۵۲۱ (انظر: ۳۴۸۲)

سامان خرید لے، یہ دھوکہ دہی اور ضرر رسانی ہوگی۔ اگر کوئی آدمی کسی قافلے سے سامان خرید لیتا ہے تو جب مالک مارکیٹ میں پہنچیں گے، ان کو خریدار سے اپنا سامان واپس لے لینے کا اختیار ہوگا۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ شہری، دیہاتی کا سامان فروخت نہ کرے، اس موضوع پر دلالت کرنے والی کئی احادیث موجود ہیں۔ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نُهَيْنَا أَنْ يَبْنِعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبْنِهِ وَأُمِّهِ ..... ”ہمیں منع کیا گیا کہ کوئی شہری دیہاتی کا سامان فروخت کرے، اگرچہ وہ اس کا سگا بھائی ہو۔“ (بخاری: ۲۱۶۱، مسلم: ۱۵۲۳، واللفظ له)

اس معاملے میں شہری عوام اور دیہاتی تاجروں کا تحفظ مقصود ہے، بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ شہری لوگ دیہاتی تاجروں سے سستے داموں مال خرید لیتے ہیں، جس کا نقصان دیہاتیوں کو ہوتا ہے اور شہری دلالوں کی وجہ سے شہری عوام کو وہ سودا مہنگا خریدنا پڑتا ہے۔ اگر حکومت یہ سہولت مہیا کرے کہ شہری عوام براہ راست دیہاتی لوگوں سے ان کا مال خرید سکے تو اس میں دونوں کا فائدہ ہوگا اور اس طریقے سے شاید مہنگائی کا عنصر بھی ماند پڑ جائے۔

قارئین کرام! پاکستان ایک زرعی ملک ہے، لیکن ۲۰۰۸ء اور ۲۰۰۹ء میں گندم کی کٹائی کے چند دنوں کے بعد شہری عوام گندم کے بحران میں کیوں مبتلا ہو گئے؟ اگر شریعت کے تجارتی قوانین پر عمل کیا جاتا اور زمینداروں کو شہروں میں گندم پہنچانے کے لیے مراکز مہیا کر کے شہری لوگوں کو ان سے گندم خریدنے کا موقع فراہم کیا جاتا تو ذخیرہ اندوزوں کے چہرے خود بخود ماند پڑ جاتے اور عوام کو بھی مہنگائی کے عذاب سے نجات مل جاتی۔ اس معاملے میں قصور دار دلال، آڑھتی اور ذخیرہ اندوز لوگ ہیں، یہ لوگ نہ زمینداروں کو وقت پر ادائیگی کرتے ہیں اور نہ عوام کی ضرورت کے وقت مال کو مارکیٹ میں لاتے ہیں۔

قطعی طور پر شریعت کا ہدف یہ نہیں ہے کہ چند لوگوں کے منافع کی وجہ سے ساری عوام مہنگائی میں مبتلا ہو جائے، اس باب کی حدیث کی مخالفت کی وجہ سے چند دلال اور ذخیرہ اندوز قسم کے لوگ اربوں روپیہ کمالیتے ہیں، لیکن عوام دو کلو آٹا اور ایک کلو چاول کو ترس رہے ہوتے ہیں۔ سچ فرمایا فلاح انسانیت کے خیر خواہ محمد رسول اللہ ﷺ نے کہ ((لَا يَبْنِعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعَا النَّاسَ يَرْزُقِ اللَّهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ)) (مسلم: ۱۵۲۳) ..... ”کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے، لوگوں کو چھوڑ دو (اور ان کو آپس میں معاملات طے کرنے دو)، اللہ تعالیٰ بعض کو بعض سے رزق دیتا ہے۔“ سیدنا جابر رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

شہریوں کی بہ نسبت زمینداروں کے دلوں میں وسعت زیادہ ہوتی ہے، وہ سبزی وغیرہ کی معمولی مقدار کے پیسے ہی وصول نہیں کرتے اور ان کے ہاں سبز دھنیا اور سبز مرچ جیسے ایٹوں کی سرے سے کوئی قیمت وصول ہی نہیں کی جاتی، اسی طرح دوسری سبزیاں بھی ان لوگوں کے ہاں ارزاں قیمت پر دستیاب ہوتی ہیں۔ لیکن دلالی اور آڑھتی نظام کی وجہ سے سبزی فروش کو یہ کہتے ہوئے سنا جاتا ہے کہ آج سبز دھنیا دس روپے سے کم نہیں ملے گا اور ایک کلو مولی پچاس روپے کی اور

اور ایک کلو شلغم اسی (۸۰) روپے کے ملیں گے۔

زمیندار کو یہ شکوہ ہے کہ اس کی پیداوار کا ریٹ صحیح نہیں لگ رہا اور فصل پر کیے گئے اس کے اخراجات پورے ہی نہیں ہو رہے، جبکہ شہری عوام کو خورد و نوش کی اشیاء کی کمی کا زبردست سامنا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے؟ گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ اپنے عوام میں شرعی ماحول کو فروغ دے اور ملک کی تجارت کو شریعت کے مرتب کردہ تجارتی قوانین کے سانچے میں ڈھالے اور ذخیرہ اندوزوں کی زبردست حوصلہ شکنی کرے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ النَّجْشِ، وَعَنْ بَيْعِ الرَّجُلِ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ إِلَّا فِي الْمَزَايِدَةِ

بیع نجش اور آدمی کی بیع پر بیع کرنے کی ممانعت کا بیان، ماسوائے بیع مزایدہ کے

(۵۹۰۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نَهَى أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَايِدٍ أَوْ يَتَنَاجَشُوا۔ اس سے منع فرمایا کہ شہری، دیہاتی کا سامان فروخت کرے یا لوگ بیع نجش کریں۔ (مسند احمد: ۷۲۴۷)

**فوائد:**..... بیع نجش: ایسے شخص کا سودے کی قیمت میں اضافہ کرنا جو خود تو اسے خریدنا نہ چاہتا ہو، لیکن کسی اور کو اس میں پھنسانا چاہتا ہو۔ یہ محض ایک دھوکہ ہے۔ اس باب میں مذکورہ زیادہ تر قسمیں وضاحت کے ساتھ پہلے گزر چکی ہیں۔

(۵۹۰۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نَهَى لَوْجَ كَلْبَرِي كَيْ يَبِيعَ بَيْعَ كَرُو، نَهَى بَيْعَ نَجْشِ كَرُو اور نَهَى مَلَامَسَةَ كَيْ يَتَنَاجَشُوا بِالْمَلَامَسَةِ" (مسند احمد: ۹۹۲۹)

(۵۹۰۴)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدور سے اجرت طے کیے بغیر اسے مزدوری پر رکھنے سے، بیع نجش سے، بیع ملامسہ سے اور پتھر پھینک کر تجارت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسند احمد: ۱۱۶۷۲)

(۵۹۰۵)۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَا يَبِيعُ أَحَدُكُمْ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبُ) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ

(۵۹۰۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۴۰، ومسلم: ۱۴۱۳ (انظر: ۷۲۴۸)

(۵۹۰۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۴۰، ومسلم: ۱۴۱۳ (انظر: ۹۹۲۷)

(۵۹۰۴) تخریج: صحيح لغيره دون قوله: "نهى عن استئجار الاجير حتى يبين اجره" وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، ابراهيم بن يزيد النخعي لم يسمع من ابي سعيد. أخرجه ابودواد في "المراسيل": ۱۸۱، وأخرجه موقوفا للنسائي: ۷/ ۳۱ (انظر: ۱۱۶۴۹)

(۵۹۰۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۱۴۲، ومسلم: ۱۴۱۲ (انظر: ۴۷۲۲)



عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ..)) (مسند احمد: ٤٧٢٢) دے۔

**فوائد:**..... کسی کی بیع پر بیع کرنا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ فروخت کنندہ اور خریدار ایک سودا کر رہے ہوں، دونوں رضامند نظر آرہے ہوں اور عقد کا معاملہ بالکل قریب پہنچ چکا ہو، اتنے میں تیسرا آدمی بیچ میں گھس جائے اور زیادہ قیمت لگا کر مالک کو اپنے طرف مائل کر لے۔ تیسرے آدمی کی اس کاروائی سے مسلمانوں میں دشمنی اور فساد بڑھے گا، اس لیے آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا ہے۔

(٥٩٠٦)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِمَاسَةَ التُّجَيْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى مَنِيرٍ مَضْرٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يَبِيعُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ حَتَّى يَدْرَهُ..)) (مسند احمد: ١٧٤٦٠)

عبدالرحمن بن شماسہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ مصر میں منبر پر کھڑے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی آدمی کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کی تجارت پر تجارت کرے، الا یہ کہ وہ اس کو چھوڑ دے۔“

(٥٩٠٧)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ بَيْعِ الْمُرَايَدَةِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ أَحَدُكُمْ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ إِلَّا عَلَى الْغَنَائِمِ وَالْمَوَارِيثِ۔ (مسند احمد: ٥٣٩٨)

زید بن اسلم کہتے ہیں: میں نے سنا کہ ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ”مُرَايَدَةُ“ کی تجارت کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس چیز سے منع فرمایا ہے کہ ایک آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے، ماسوائے غنیمت اور وراثت کے مالوں کے۔

**فوائد:**..... ”مُرَايَدَةُ“ کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی ایک چیز کا ریٹ بتائے، پھر مالک دوسرے لوگوں سے پوچھے کہ اس سے زیادہ کون دے گا، کوئی دوسرا آدمی یہ بات سن کر اس پہلے سے زیادہ قیمت لگا دے اور مالک اس کو فروخت کر دے، یہ بات تیسرے چوتھے آدمی تک بھی جاسکتی ہے۔ یہ جائز صورت ہے، آپ ﷺ نے بھی ایسا سودا کیا ہے۔

(٥٩٠٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَسْتَأْمُ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ..)) (مسند احمد: ١٠٨٦١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص بھی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے۔“

(٥٩٠٦) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤١٤ (انظر: ١٧٣٢٧)

(٥٩٠٧) تخريج: اسنادہ ضعيف لضعف ابن لهيعة۔ أخرجه البيهقي: ٣٤٤ / ٥ (انظر: ٥٣٩٨)

(٥٩٠٨) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤١٣ (انظر: ١٠٨٤٩)

**فوائد:**..... یعنی دو آدمیوں نے آپس میں بھاؤ مقرر کر لیا ہے۔ اسے دوبارہ تیسرا آدمی توڑ پھوڑ کا شکار نہ کرے

کیونکہ اس تجارت کا اعتقاد ہو چکا ہے۔ اس طرح نفرت، بغض اور فساد معاشرہ میں جنم لیتا ہے۔

(۵۹۰۹)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَاعَ قَدْحًا وَحِلْسًا فِيمَنْ يَزِيدُ. (مسند احمد: ۱۱۹۹۰)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک پیالہ اور ایک ٹاٹ اس کو فروخت کئے تھے جس نے قیمت زیادہ لگائی تھی۔

(۵۹۱۰)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ أَوْ يَتَّبَعَ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ. (مسند احمد: ۲۰۳۷۶)

سیدنا سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی مجلس پر مجلسی کرے یا اس کی بیع پر بیع کرے۔

### بَابُ بَيْعِ الرَّقِيقِ وَكَرَاهَةِ التَّفْرِيقِ بَيْنَ ذَوِي الْمَحَارِمِ

غلام کی تجارت کا اور محرم غلاموں کے مابین تفریق ڈالنے کی ممانعت کا بیان

(۵۹۱۱)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدِ وَالْوَالِدَةِ فِي الْبَيْعِ فَرَّقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحِبَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). (مسند احمد: ۲۳۹۱۰)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (غلاموں کی) تجارت کرتے ہوئے اولاد اور اس کے والدین کے درمیان تفریق ڈال دی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور اس کے پیاروں کے درمیان تفریق ڈال دے گا۔“

(۵۹۱۲)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أْبَيْعَ غُلَامَيْنِ أَحْوَيْنَ فَبَيْعْتُهُمَا فَفَرَّقْتُ بَيْنَهُمَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَدْرِكُهُمَا فَأَرْجِعُهُمَا وَلَا تَبِعْهُمَا إِلَّا جَمِيعًا)). (مسند احمد: ۱۰۴۵)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو غلاموں کو بیچنے کا حکم دیا، وہ دو آپس میں بھائی تھے، میں نے ان کو بیچ تو دیا، لیکن ان کے درمیان تفریق کر دی اور پھر آپ ﷺ کو یہ بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان دونوں کو پا اور ان کو لوٹا اور ان کو فروخت نہ کر مگر اکٹھا۔“

(۵۹۰۹) اسنادہ ضعيف لجهالة حال ابى بكر الحنفى۔ أخرجه النسائى: ۷ / ۲۵۹ (انظر: ۱۱۹۶۸)

(۵۹۱۰) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطيالسى: ۹۱۲، والبخارى: ۱۴۲۰، والطبرانى فى "الكبير": ۶۸۹۸ (انظر: ۲۰۱۱۵)

(۵۹۱۱) تخريج: حسن بمجموع طرقه وشواهدہ۔ أخرجه الترمذى: ۱۲۸۳ (انظر: ۲۳۵۱۳)

(۵۹۱۲) حسن لغيره۔ أخرجه البيهقى: ۹ / ۱۲۷، والبخارى: ۹۲۴، والدارقطنى: ۳ / ۶۵ (انظر: ۱۰۴۵)

**فوائد:**..... سیدنا علیؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک لوٹڈی اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈال دی، نبی کریم ﷺ انہیں اس سے روک دیا اور بیچ کو رد کر دیا۔ (ابوداؤد: ۲۶۹۶)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ لوٹڈی اور اس کی اولاد کے درمیان اور بہن بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالنا درست نہیں ہے، خواہ بیچ کے ذریعے ہو یا ہبہ وغیرہ کے ذریعے، باپ کو ماں پر قیاس کیا جائے گا۔ اہل علم کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ چھوٹے بچے اور اس کی ماں میں جدائی ڈالنا درست نہیں ہے۔ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بچہ یا بچی بالغ ہو جائے تو جدائی ڈالنا درست ہے:

سیدنا سلمہؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا ابوبکرؓ کے ساتھ غزوہ فزارہ کے لیے نکلے، آپ ﷺ نے ان کو ہمارا امیر بنایا تھا، ہم نے ہر طرف سے دشمنوں پر حملہ کیا، میں نے دشمنوں میں سے لوگوں کی ایک جماعت دیکھی، اس میں بچے اور عورتیں بھی تھے، میں نے ان پر تیر چلائے اور وہ کھڑے ہو گئے، پھر میں ان کو لے کر سیدنا ابوبکرؓ کے پاس آیا، ان میں بنوفزارہ کی ایک خاتون تھی، اس نے خشک چمڑے کا لباس پہنا ہوا تھا، اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی، جو عربوں میں حسین ترین تھی، سیدنا ابوبکرؓ نے وہ مجھے دے دی، جب میں مدینہ منورہ آیا تو رسول اللہ ﷺ مجھے ملے اور فرمایا: ”يَا سَلْمَةُ! هَبْ لِي الْمَرْأَةَ۔“..... ”اے سلمہ! وہ خاتون مجھے ہبہ کر دو۔“ میں نے کہا: اللہ کی قسم! وہ مجھے بہت پسند ہے، لیکن ابھی تک میں نے اس کا کپڑا نہیں اٹھایا، آپ ﷺ خاموش ہو گئے، دوسرے دن آپ ﷺ سے میری ملاقات بازار میں ہوئی، آپ ﷺ نے پھر وہی بات ارشاد فرمائی، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کا کپڑا تک نہیں اٹھایا اور اب وہ آپ کے لیے ہے، پھر آپ ﷺ نے اس خاتون کو مکہ والوں کی طرف بھیج دیا اور ان کے ہاتھوں میں جو مسلمان قیدی تھے، اس عورت کو ان کے ہڈیوں میں دے دیا۔ (صحیح مسلم: ۱۷۵۰، ابوداؤد: ۲۶۹۷)

سیدنا ابوبکرؓ نے اس ماں بیٹی کے درمیان جدائی ڈال دی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو برقرار رکھا، جبکہ یہ بیٹی بالغ تھی۔ امام ابوداؤد نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا: باب الرخصة في المدركين يفرق بينهم (بالغ غلاموں میں تفریق ڈال دینے کی رخصت کا بیان)

بَابُ الْبَيْعِ بِغَيْرِ إِشْهَادٍ وَفِيهِ مَنْقَبَةٌ عَظِيمَةٌ لِحُزَيْمَةَ بِنِ ثَابِتٍ

گواہ کے بغیر تجارت کرنے کا اور اس سلسلے میں سیدنا خزیمہ بن ثابت کی عظیم منقبت کا بیان

(۵۹۱۳)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ نُنَّا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عَمَّارَةُ بِنُ حُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ وَهُوَ مِنْ

عمارہ بن خزیمہ انصاری سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میرے صحابی چچا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بدو سے گھوڑا خریدا، پھر آپ ﷺ نے اسے اپنے پیچھے آنے کے

لئے کہا تاکہ گھوڑے کی قیمت ادا کر سکیں اور آپ ﷺ خود تیزی سے چلنے لگے، دیہاتی ست رفتار تھا، اس طرح دونوں کے درمیان فاصلہ ہو گیا، ادھر لوگوں نے بدو سے گھوڑے کی قیمت لگانا شروع کر دی، انہیں معلوم نہیں تھا کہ نبی کریم ﷺ یہ گھوڑا خرید چکے ہیں، ایک آدمی نے گھوڑے کی قیمت، رسول اللہ ﷺ کی قیمت سے زیادہ لگا دی، یہ دیکھ کر بدو، نبی کریم ﷺ سے بلند آواز میں مخاطب ہوا اور کہا: اے محمد! اگر آپ نے یہ گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لیں، وگرنہ میں اسے کسی دوسرے کے ہاں فروخت کر دوں گا، نبی کریم ﷺ اس کی یہ آواز سن کر ٹھہر گئے اور فرمایا: ”یہ تو میں تجھ سے خرید چکا ہوں، لیکن اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تو آپ کو یہ فروخت نہیں کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیوں نہیں، میں نے تجھ سے یہ خرید لیا ہے، ادھر لوگ آپ ﷺ اور دیہاتی کے پاس جمع ہو گئے، جبکہ ان میں تکرار جاری تھا، دیہاتی کہنے لگا: اچھا گواہ پیش کرو، وہ گواہی دے کہ آپ نے یہ خرید لیا تھا، جو مسلمان وہاں جمع تھے، انہوں نے دیہاتی سے کہا: تجھ پر بہت افسوس ہے، نبی کریم ﷺ تو حق ہی کہتے ہیں، اتنے میں سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے، بدو پھر کہنے لگا کہ گواہ لاؤ جو یہ گواہی دے کہ میں نے آپ کو یہ گھوڑا فروخت کر دیا ہے، سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے آپ ﷺ کو یہ گھوڑا فروخت کر دیا تھا، یہ سن کر نبی کریم ﷺ سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ پر متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تم کیسے گواہی دے رہے ہو؟“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی تصدیق کی وجہ سے، پس آپ ﷺ نے سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کو دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔

أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ النَّبِيَّ ﷺ إِيْتَاعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ فَاسْتَبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَفْضِيَهُ ثُمَّ فَرَسِهِ، فَأَسْرَعَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَشْيَ وَأَبْطَأَ الْأَعْرَابِيُّ، فَطَفِقَ رَجَالٌ يَعْترِضُونَ الْأَعْرَابِيَّ فَيَسْأَلُونَهُ بِالْفَرَسِ، لَا يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِيْتَاعَهُ حَتَّى زَادَ بَعْضُهُمُ الْأَعْرَابِيَّ فِي السَّوْمِ عَلَى ثَمَنِ الْفَرَسِ الَّذِي إِيْتَاعَهُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَنَادَى الْأَعْرَابِيُّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنْ كُنْتُ مُبْتَاعًا هَذَا الْفَرَسِ فَابْتَعَهُ، وَالْأَبْتَعَهُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَ الْأَعْرَابِيِّ فَقَالَ: ((أَوْلَيْسَ قَدْ ابْتَعْتَهُ مِنْكَ؟)) قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: لَا، وَاللَّهِ مَا بَيْعْتُكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلْ قَدْ ابْتَعْتَهُ مِنْكَ)) فَطَفِقَ النَّاسُ يَلْوِذُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَالْأَعْرَابِيِّ وَهُمَا يَتَرَجَعَانِ، فَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُولُ: هَلُمَّ شَهِدَا، يَشْهَدُ آتِي بِأَيْعَتِكَ، فَمَنْ جَاءَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ: وَبِئْسَ لَكَ، إِنْ النَّبِيُّ ﷺ لَمْ يَكُنْ لِيَقُولَ إِلَّا حَقًّا، حَتَّى جَاءَ خُزَيْمَةُ فَاسْتَمَعَ لِمُرَاجَعَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَمُرَاجَعَةِ الْأَعْرَابِيِّ، فَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُولُ: هَلُمَّ شَهِدَا، يَشْهَدُ آتِي بِأَيْعَتِكَ، قَالَ خُزَيْمَةُ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ، فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خُزَيْمَةَ فَقَالَ: ((بِمَ تَشْهَدُ؟)) فَقَالَ: بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ - (مسند احمد: 22228)

**فوائد:** ..... جس بد سے آپ ﷺ نے گھوڑا خریدا تھا، اس کا نام سواہ بن حارث مہاربی تھا، ممکن ہے کہ یہ آدمی منافق ہو یا مسلمان تو ہو، لیکن ابھی تک ایمان کی چاشنی اس کے دل میں نہ اتری ہوئی اور اس نے دنیا کی دولت کو ہی مقصد حیات سمجھ رکھا ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گواہ کے بغیر سودا درست ہے، لیکن گواہ بنانا اور معاملے کو لکھ لینا مستحب ہے، نیز اس حدیث میں سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ کی عظیم موقع شناسی اور منقبت کا بیان ہے۔

### أَبْوَابُ الشُّرُوطِ فِي الْبَيْعِ

تجارت میں شرطوں کے ابواب

### بَابُ اشْتِرَاطِ مَنْفَعَةِ الْمَبِيعِ وَمَا فِي مَعْنَاهُ

فروخت شدہ چیز سے فائدہ اٹھانے اور مزید اس قسم کی شرط لگانے کا بیان

(۵۹۱۴)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنْتُ أُسِيرُ عَلَى جَمَلٍ لِي فَأَعْيَا فَأَرَدْتُ أَنْ أُسَيِّبَهُ قَالَ: فَلَحِقَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَدَعَا لَهُ فَسَارَ سِيرًا لَمْ يَسِرْ مِثْلَهُ وَقَالَ: ((بِغْيِهِ بَوَاقِيَةَ)) فَكَرِهْتُ أَنْ أَيْبِعَهُ قَالَ: ((بِغْيِهِ)) فَبِعْتُهُ مِنْهُ وَاشْتَرَطْتُ حُمْلَانَهُ إِلَى أَهْلِي فَلَمَّا قَدِمْنَا أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ، فَقَالَ: ((ظَنَنْتَ جِبْنَ مَا كَسْتُكَ أَنْ أَذْهَبَ بِجَمَلِكَ، خُذْ جَمَلَكَ وَثَمَنَهُ، هُمَا لَكَ)) (مسند احمد: ۱۴۲۴۴)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک اونٹ پہ سوار ہو کر سفر کر رہا تھا، اچانک وہ تھک گیا، میں نے اسے چھوڑ دینے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے آئے، آپ ﷺ نے اپنے پاؤں سے اس کو ٹھوکر لگائی اور اس کے لیے دعا کی، پھر وہ ایسی چال چلا کہ کبھی بھی ایسی چال نہ چلا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اونٹ ایک اوقیہ کے عوض مجھے فروخت کر دو۔“ لیکن میں اس کا سودا کرنا ناپسند کر رہا تھا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ مجھے بیچ دو۔“ پس میں نے بیچ تو دیا لیکن اپنے گھر والوں تک سواری کرنے کی شرط لگائی، جب ہم مدینہ پہنچے تو میں اونٹ لے کر آپ ﷺ کے پاس گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا کیا خیال ہے کہ میں نے کم قیمت لگا کر تیرا اونٹ لینا چاہا ہے، یہ لو اپنا اونٹ اور یہ لو اس کی قیمت، دونوں چیزیں تمہاری ہیں۔“

**فوائد:** ..... آپ ﷺ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا اور انھوں نے آپ ﷺ کو بیچ دیا تھا، لیکن یہ شرط لگائی تھی کہ وہ مدینہ منورہ تک اسی پر سفر کریں گے۔



(۵۹۱۵)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَلَهُ مَالُهُ وَعَلَيْهِ دَيْنُهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِيَ الْمُبْتَاعَ)) (مسند احمد: ۱۴۳۷۶)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص غلام فروخت کرے اور غلام کے پاس مال ہو تو اس کا مال فروخت کرنے والے کی ملکیت ہوگا اور اس غلام کا قرض بھی اسی بائع کے ذمہ ہوگا، الا یہ کہ خریدار شرط لگالے۔“

**فوائد:**..... اصل مسئلہ یہ ہے کہ تجارت کی ممنوعہ صورتوں اور شرطوں کا علم ہونا چاہیے، ہر وہ شرط جو شریعت کی کسی شق کی مخالفت نہیں کرتی اور جس سے شریعت نے منع نہیں کیا، وہ جائز ہوگی۔

### بَابُ صِحَّةِ الْعَقْدِ مَعَ الشَّرْطِ الْفَاسِدِ

فاسد شرط کے ہونے کے باوجود تجارت کے عقد کے صحیح ہونے کا بیان

فِيهِ حَدِيثُ عَائِشَةَ حِينَمَا اشْتَرَتْ بَرِيرَةَ لِتُعْتِقَهَا وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا أَنْ يَكُونَ وَوَلَاءُهَا لَهُمْ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((اشْتَرَيْهَا فَأَعْتِقِيهَا، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) (مسند احمد: ۲۴۵۵۴) انظر فتح الرباني: ۲/۲۳۰۰ کرتا ہے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے، جب انھوں نے سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرنا چاہا، لیکن اس کے مالکوں نے یہ شرط لگا دی کہ ولاء ان کی ہوگی، لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم اسے خرید کر آزاد کر دو، ولاء صرف اسی کی ہوتی ہے، جو آزاد کرتا ہے۔“

**فوائد:**..... ولاء ایک رشتہ اور تعلق ہے، اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے آزاد کنندہ یا اس کے عصبہ بنفسہ آزاد شدہ کے وارث بنتے ہیں، ولاء صرف آزاد کنندہ کا حق ہے اور یہ حق بھی نسب کی طرح کا ہے، اس لیے نہ اس کو فروخت یا ہبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ شرط کے ذریعے اصل مستحق کو محروم کیا جاسکتا ہے۔

### بَابُ شَرْطِ السَّلَامَةِ مِنَ الْغُبْنِ وَالْخُدَاعِ فِي الْبَيْعِ

تجارت میں غبن اور دھوکے سے سلامتی کی شرط کا بیان

(۵۹۱۶)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَبَارِ، وَفِي لَفْظٍ مِنْ قُرَيْشٍ، لَا يَزَالُ يُغْبِنُ فِي الْبَيْعِ وَكَانَ فِي لِسَانِهِ لُؤْتَةٌ، فَشَكَاَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری یا قریشی آدمی سودے میں دھوکہ کھاتا رہتا تھا، اس کی زبان میں لُؤْتَةٌ تھی، پس اس نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہونے والے خسارے کی شکایت کی، آپ ﷺ نے اسے فرمایا:

(۵۹۱۵) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۳۴۳۵ (انظر: ۱۴۳۲۵)

تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۵۵، ۲۵۶۵، ومسلم: ۱۵۰۴ (انظر: ۲۴۰۵۳)

(۵۹۱۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۱۷، ۲۴۰۷، ۶۹۶۴، ومسلم: ۱۵۳۳ (انظر: ۶۱۳۴)

يَلْقَى مِنَ الْعَبْنِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَنْتَ بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ)) قَالَ: يَقُولُ ابْنُ عُمَرَ: فَوَاللَّهِ لَكَأَنِّي أَسْمَعُهُ يُبَايِعُ وَيَقُولُ: لَا خِلَابَةَ، يُلْجَلِجُ بِلِسَانِهِ. (مسند احمد: 6134)

”جب تو سودا کرنے لگے تو کہہ: دھوکہ نہ ہو۔“ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اللہ کی قسم! گویا اب بھی میں اس کو یہ انک انک کر بولتے ہوئے کہتے سن رہا ہوں کہ ”دھوکہ نہ ہو۔“

**فوائد:** ..... اس آدمی کو یہ تعلیم دی گئی کہ جب وہ کسی سے سودا کرے تو اسے یہ کہے کہ بھائی سودے میں دھوکہ نہیں ہونا چاہیے، اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ اندازہ کر لیں گے کہ یہ ضعیف رائے والا آدمی ہے، اس لیے وہ اس پر رحم کریں گے، جبکہ وہ رحم و کرم والا زمانہ تھا۔

(۵۹۱۷) - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَبْتَاعُ وَفِي عُقْدَتِهِ يَغْنِي عَقْلَهُ ضَعْفٌ فَأَتَى أَهْلَهُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَحْجِرْ عَلَيَّ فُلَانًا، فَإِنَّهُ يَبْتَاعُ وَفِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ، فَدَعَاهُ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فَفَهَاهُ عَنِ الْبَيْعِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنِّي لَا أَضِيرُ عَنِ الْبَيْعِ، فَقَالَ ﷺ: ((إِنْ كُنْتَ غَيْرَ تَارِكِ الْبَيْعِ فَقُلْ: هُوَ هَاءَ وَهَاءَ وَلَا خِلَابَةَ)) (مسند احمد: ۱۳۳۰۹)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک آدمی تجارت کیا کرتا تھا، اس کی عقل میں کچھ کمزور تھی، اس لیے اس کے گھر والے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول! آپ اس آدمی پر پابند لگا دیں، کیونکہ وہ سودے کرتا ہے اور اس کے عقل میں کمزوری ہے (اس طرح نقصان اٹھا بیٹھتا ہے)، نبی کریم ﷺ نے اسے بلایا اور تجارت کرنے سے منع کر دیا، لیکن اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تجارت کے بغیر نہیں رہ سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو اس لین دین کو نہیں چھوڑ سکتا تو سودا کرتے وقت کہا کر: لیجئے جناب اور دیجئے، لیکن دھوکہ نہ ہو۔“

**فوائد:** ..... اس صورت میں جب دھوکہ ہو جائے گا تو تین دن تک واپسی کا اختیار ہوگا۔

(۵۹۱۸) - جَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ فَذَكَرَ قِصَّةَ فِيهَا قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ خَيْرٌ عَبْدُ اللَّهِ بَيْنَ

محمد ایک قصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: جب وہ آئے تو عبد اللہ کو تیس ہزار اور چاندی کے برتنوں کے درمیان اختیار دیا گیا، انہوں نے برتن کو اختیار کیا، پھر جب (بحرین کے

(۵۹۱۷) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۳۵۰۱، وابن ماجه: ۲۳۵۴، والترمذی: ۱۲۵۰، والنسائی: ۷/ ۲۵۲ (انظر: ۱۳۲۷۶)

(۵۹۱۸) تخریج: رجاله ثقات (انظر: ۲۰۵۲۴)

علاقے) دارین سے تاجر آئے تو عبد اللہ نے ان کو اس چاندی کے دس برتن، تیرہ برتنوں کے عوض فروخت کر دیئے، پھر جب وہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہما کو ملے تو کہا: کیا تمہیں پتہ چلا ہے کہ میں نے ان کو کیسے دھوکہ دیا ہے؟ انھوں نے پوچھا: وہ کیسے؟ پھر اس نے ساری تفصیل بتائی، یہ سن کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں تجھ پر عزم کرتا ہوں یا تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو یہ سودا واپس کر دے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس قسم کی تجارت سے منع کرتے تھے۔

ثَلَاثِينَ أَلْفًا وَبَيْنَ آيَةٍ مِنْ فِضَّةٍ قَالَ: فَأَخْتَارَ  
الْآيَةَ، قَالَ: فَقَدِمَ تُجَّارٌ مِنْ دَارِينَ فَبَاعَهُمْ  
إِيَّاهَا الْعَشْرَةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ ثُمَّ لَقِيَ أَبَا بَكْرَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَلَمْ تَرَ كَيْفَ خَدَعْتَهُمْ، قَالَ:  
كَيْفَ؟ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ، قَالَ: عَزَمْتُ عَلَيْكَ  
أَوْ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ لَتَرُدَّ نَهَا فَاِنِّي سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذَا. (مسند

احمد: ۲۰۷۹۸)

**فوائد:** ..... معلوم ایسے ہوتا ہے کہ یہ چاندی کے عوض چاندی کی بیع تھی، جس میں ایک طرف سے زیادہ مقدار وصول کی گئی تھی، اس تفصیل کی بنیاد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، جس میں انھوں نے چاندی کو چاندی کے بدلے اور سونے کو سونے کے بدلے برابر برابر فروخت کرنے کی شرط کی بات نقل کی ہے، یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ہے۔

### بَابُ إِثْبَاتِ خِيَارِ الْمَجْلِسِ مجلس کے اختیار کا بیان

**ملحوظہ:** ..... اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب بائع اور مشتری ایک مجلس میں سودا کریں گے تو وہ جب تک اسی مجلس میں رہیں گے، ان میں سے ہر ایک کو سودا واپس کرنے کا اختیار ہوگا، جب وہ جدا ہو جائیں گے تو سودا پکا ہو جائے گا، اسی جدائی کو تفرق بالابدان کہتے ہیں، سیدنا عبد اللہ بن عمر، سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور امام شافعی اور امام احمد رحمہما اور کئی ایک ائمہ کا یہی مسلک ہے اور یہی موقف راجح ہے۔

البتہ احناف کی رائے یہ ہے کہ ان احادیث میں تفرق بالاقوال کا ذکر ہے، یعنی جب سودے سے متعلقہ بات ختم ہو جائے گی، تو سودا پکا ہو جائے گا، اس رائے کے مطابق احادیث مبارکہ کی خواہ مخواہ تاویل کرنی پڑتی ہے، اور درج ذیل احادیث اور صحابہ کرام کے عمل کے بالکل ظاہری مفہوم میں اس رائے کی گنجائش نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: صحابہ میں ان دونوں یعنی سیدنا ابن عمر اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا کوئی بھی مخالف معروف نہیں ہے، احناف میں سے صاحب "التعليق الممجد" نے بھی تفرق بالابدان والی رائے کا اعتراف کرتے ہوئے احناف کے تمام دلائل کا رد کیا ہے۔

(۵۹۱۹) - عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَخْتَارَا))  
سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خرید و فروخت کرنے والوں کو اس وقت

(۵۹۱۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۰۸، ۲۱۱۴، ومسلم: ۱۵۳۲ (انظر: ۱۵۵۷۶)

تک (تجارت فسخ کرنے کا) اختیار رہتا ہے، جب تک جدانہ ہوں، اگر دونوں نے تجارت میں سچائی سے کام لیا اور پوری وضاحت کر دی تو ان کو اس تجارت کی برکت ملے گی اور اگر جھوٹ بولا اور (عیوب وغیرہ کو) چھپا لیا تو ان کی تجارت سے برکت اٹھالی جائے گی۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خرید و فروخت کرنے والے دو آدمیوں کو اس وقت تک (بیع فسخ کرنے کا) اختیار ہوتا ہے، جب تک جدانہ ہو جائیں۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خرید و فروخت کرنے والے دو آدمیوں کو جدا ہونے تک سودا واپس کرنے کا اختیار ہوتا ہے، الا یہ کہ وہ اختیار والی تجارت ہو، یا ایک دوسرے سے کہے: تجھے اختیار ہے۔“

يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَّا رِزْقًا بَرَكَةً بَيَّعَهُمَا  
وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيَّعَهُمَا.))  
(مسند احمد: ۱۰۶۶۱)

(۵۹۲۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
قَالَ: ((الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا.))  
(مسند احمد: ۲۰۰۵۱)

(۵۹۲۱)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ  
حَتَّى يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُونَ بَيْعَ خِيَارٍ)) قَالَ:  
وَرُبَّمَا قَالَ نَافِعٌ: ((أَوْ يَقُولُ أَحَدُهُمَا  
لِلْآخَرَ: اِخْتَرْ.)) (مسند احمد: ۴۴۸۴)

**فوائد:** ..... بیع خیار (اختیار والی تجارت) کا مفہوم یہ ہے کہ بائع نے مشتری کو اختیار دیا ہو یا مشتری نے اختیار

کی شرط لگائی ہو، ایسی صورت میں جدائی کے بعد بھی اختیار باقی رہے گا، جب تک مقررہ مدت پوری نہ ہو جائے۔

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب دو آدمی آپس میں لین دین کریں تو ان میں سے ہر ایک کو جدا ہونے تک سودا واپس کرنے کا اختیار ہے، یا پھر ایک دوسرے کو اختیار دے اور وہ اختیار قبول کر لے اور پھر اس پر بیع کر لیں تو سودا پکا ہو جائے گا اور اگر وہ بیع کرنے کے بعد اس حال میں جدا ہوئے کہ کوئی بھی تجارت کو ترک کرنے والا نہ ہو تو پھر بھی سودا ثابت ہو جائے گا۔“

(۵۹۲۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ  
قَالَ: ((إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا  
بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَكَانَا جَمِيعًا أَوْ يُخَيَّرُ  
أَحَدُهُمَا الْآخَرَ، فَإِنْ خَيْرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ  
فَتَبَايَعَا عَلَى ذَلِكَ وَجَبَ الْبَيْعُ وَإِنْ تَفَرَّقَا  
بَعْدَ أَنْ تَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ  
فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ.)) (مسند احمد: ۶۰۰۶)

(۵۹۲۰) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۴۵۷، وابن ماجه: ۲۱۸۲ (انظر: ۱۹۸۱۳)

(۵۹۲۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۰۷، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ومسلم: ۱۵۳۱ (انظر: ۴۴۸۴)

(۵۹۲۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

**فوائد:** ..... صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے: امام نافع نے کہا: جب سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی سے کوئی چیز خریدتے اور وہ ان کو پسند آجاتی تو وہ فروخت کنندہ سے جدا ہو جاتے (تاکہ اس کا واپسی کا اختیار ختم ہو جائے)۔

ممکن ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو درج ذیل حدیث کا علم نہ ہو، جس میں ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۵۹۲۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ  
سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم  
عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْبَائِعُ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ نے فرمایا: ”فروخت کرنے والے اور خریدنے والے،  
وَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ حَتَّى يَتَفَرَّقَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ  
دونوں کو جدا ہونے سے پہلے سودا واپس کرنے کا اختیار حاصل  
صَفْقَةً خِيَارٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَهُ خَشِيئَةً  
ہے، الا یہ کہ اختیار والا سودا ہو اور یہ حلال نہیں ہے کہ آدمی  
أَنْ يَسْتَقِيلَهُ.)) (مسند احمد: ۶۷۲۱)

سودے کی واپسی کے ڈر سے جدائی اختیار کرے۔“

**فوائد:** ..... اس حدیث میں اس چیز کو خلاف مروت قرار دیا گیا ہے کہ جلدی سے تجارت کے بعد جگہ بدل لینا تاکہ ساتھی کو تجارت کی واپسی کا موقع نہ مل سکے، اسلامی معاشرت اس کی اجازت نہیں دیتی۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تجارت کا تعلق حصول دنیا سے اس طرح نہیں ہے کہ کسی دوسرے بھائی کے اختیار کا خیال ہی نہ رکھا جائے، جب چیز کو خریدنے والا یہ اندازہ کر لے کہ وہ اس چیز سے واقعی منافع حاصل کر سکے گا، پھر بھی اس کو اس نیت سے مجلس سے دور ہو جانے کی اجازت نہیں کہ فروخت کنندہ کا واپس کر لینے کا اختیار ختم ہو جائے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خرید و فروخت کرنے والے دونوں افراد کو جدا ہونے سے پہلے سودا واپس کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے، یا پھر ان کی بیع اختیار والی ہو۔“

(۵۹۲۴)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: ((الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مِنْ بَيْنَهُمَا مَا  
لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُونُ بَيْنَهُمَا فِي خِيَارٍ.))

(مسند احمد: ۸۰۸۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تجارت کرنے والے دو آدمیوں کو رضامندی کے ساتھ جدا ہونا چاہئے۔“

(۵۹۲۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَتَفَرَّقُ الْمُتَبَايِعَانِ عَنْ بَيْعٍ  
إِلَّا عَنْ تَرَاضٍ.)) (مسند احمد: ۱۰۹۳۵)

(۵۹۲۳) صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۳۴۵۶، والترمذی: ۱۲۴۷، والنسائی: ۷/ ۲۵۱ (انظر: ۶۷۲۱)  
(۵۹۲۴) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه الطيالسی: ۲۵۶۸، وابن ابی شیبہ: ۷/ ۱۲۵، والطبرانی فی  
”الاوسط“: ۹۱۲ (انظر: ۸۰۹۹)

(۵۹۲۵) تخریج: اسنادہ قوی۔ أخرجه ابوداود: ۳۴۵۸، والترمذی: ۱۲۴۸ (انظر: ۱۰۹۲۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز



**فوائد:** ..... ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾ ..... ”اے ایماندارو! اپنے مال آپس میں باطل طریقہ سے مت کھاؤ، مگر آپس میں رضامندی کی تجارت ہو تو جائز ہے۔“ (سورۃ نساء: ۲۹)

تجارتی لین دین کا انحصار دونوں فریقوں کی رضامندی پر ہے۔

### أَبْوَابُ أَحْكَامِ الْعُيُوبِ

عیوب کے احکام کے ابواب

### بَابُ وَجُوبِ تَبْيِينِ الْعَيْبِ وَعَدَمِ الْعَشِّ وَوَعِيدِ مَنْ عَشَّ

عیب کو واضح کر دینے، دھوکہ نہ کرنے اور دھوکہ کرنے والے کی وعید کا بیان

(۵۹۲۶)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَبَّاحٍ قَالَ: اشْتَرَيْتُ نَاقَةً مِنْ دَارِ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، فَلَمَّا خَرَجْتُ بِهَا أَذْرَكْنَا وَائِلَةَ وَهُوَ يَجْرُرُ رِدَائِهِ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ! اشْتَرَيْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ بَيْنَ لَكَ مَا فِيهَا؟ قُلْتُ: وَمَا فِيهَا؟ إِنَّهَا لَسَمِينَةٌ ظَاهِرَةُ الصِّحَّةِ، قَالَ: أَرَدْتَ بِهَا سَفْرًا أَمْ أَرَدْتَ بِهَا لَحْمًا؟ قُلْتُ: بَلْ أَرَدْتُ عَلَيْهَا الْحَجَّ قَالَ: فَإِنَّ بِحُفَّهَا نَقْبًا، قَالَ: فَقَالَ صَاحِبُهَا: أَصْلَحَكَ اللَّهُ أَيُّ هَذَا تُفْسِدُ عَلَيَّ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يَبِيعُ شَيْئًا إِلَّا يَبِينُ مَا فِيهِ وَلَا يَحِلُّ لِمَنْ يَعْلَمُ ذَلِكَ إِلَّا يَبِينُهُ)) (مسند احمد: ۱۶۱۰۹)

ابو سباح کہتے ہیں: میں نے وائلہ بن اسقع کے گھر سے ایک اونٹنی خریدی، جب میں اسے لے کر باہر آیا تو سیدنا وائلہ رضی اللہ عنہ دوڑے اور اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے میرے پاس پہنچے اور کہنے لگے: اے اللہ کے بندے! کیا تو نے یہ اونٹنی خرید لی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: جس سے خریدی ہے، اس نے اس کا عیب بتایا تھا؟ میں نے کہا: اس میں کیا عیب ہے؟ بظاہر تو موٹی تازی ہے اور صحت مند لگ رہی ہے۔ انہوں نے کہا: اچھا یہ بتائیں کہ یہ سفر کے لئے خریدی ہے یا گوشت کھانے کے لئے؟ میں نے کہا: جی میں تو اس پر سوار ہو کر حج کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے کہا: اس کے پاؤں میں سوراخ ہے، اونٹنی کے مالک نے کہا: اللہ تیری اصلاح کرے، اب تو اس سے کیا چاہتا ہے، اس کو مجھ پر خراب کرتا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”کسی کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ کوئی عیب دار چیز بیچے، مگر وہ اس کی وضاحت کر دے، (عیب) جاننے والے آدمی کے لیے حلال نہیں ہے، مگر یہ کہ وہ اس عیب کو بیان کر دے۔“

(۵۹۲۶) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة ابی سباح ، و ابو جعفر عیسی بن ابی عیسی عبد اللہ الرازی صدوق سیء الحفظ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۴۷ (انظر: )

(۵۹۲۷)۔ عَنْ عُفْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَحِلُّ لِأَمْرٍ مِّنْهُ أَنْ يُغَيِّبَ مَا بَيْعَتْهُ عَنْ أَخِيهِ، إِنْ عَلِمَ بِهَا تَرَكَهَا.)) (مسند احمد: ۱۷۵۸۸)

(۵۹۲۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَامًا فَسَأَلَهُ كَيْفَ يَبِيعُ، فَأَخْبَرَهُ فَأَوْجَحِيَ إِلَيْهِ: أَدْخِلْ يَدَكَ فِيهِ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مَبْلُولٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ.)) (مسند احمد: ۷۲۹۰)

(۵۹۲۹)۔ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ بْنِ نِسَارٍ قَالَ: إِنْ طَلَقْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى بَيْعِ الْمُصَلَّى فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي طَعَامٍ ثُمَّ أَخْرَجَهَا فَإِذَا هُوَ مَغْشُوشٌ أَوْ مُخْتَلِفٌ فَقَالَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّنَا.)) (مسند احمد: ۱۵۹۲۷)

(۵۹۳۰)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِطَعَامٍ وَقَدْ حَسَنَتْهُ صَاحِبُهُ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَإِذَا طَعَامٌ رَدِيٌّ فَقَالَ: ((بِغْ هَذَا عَلَى حِدَةٍ وَهَذَا عَلَى حِدَةٍ، فَمَنْ غَشَّنَا

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے اپنے سامان کا ایسا عیب چھپائے کہ اگر خریدار کو اس کا پتہ چل جائے تو وہ اس چیز کو چھوڑ دے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، وہ اناج فروخت کر رہا تھا، آپ ﷺ نے اس سے فروخت کرنے کی کیفیت دریافت کی، اس نے آپ ﷺ کو تفصیل بتائی، لیکن ادھر آپ ﷺ کو بذریعہ وحی کہا گیا کہ اپنا ہاتھ اس اناج میں داخل کرو، پس جب آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس میں داخل کیا تو وہ اندر سے تر تھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہم میں سے نہیں ہے، جس نے دھوکہ دیا۔“

سیدنا ابو بردہ نيار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بقیع کی عید گاہ کی طرف گیا، وہاں آپ ﷺ نے اناج کے ایک ڈھیر میں ہاتھ داخل کیا، پھر کیا دیکھا کہ اس میں دھوکہ یا ملاوٹ کی گئی تھی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہم میں سے نہیں ہے، جس نے ہم کو دھوکہ دیا۔“

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، اس کے مالک نے اس کو بہت خوبصورت انداز میں رکھا ہوا تھا، جب آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کے اندر داخل کیا تو کیا دیکھا کہ وہ تو

(۵۹۲۷) تخريج: حديث حسن - أخرجه ابن ماجه: ۲۲۴۶ (انظر: ۱۷۴۵۱)

(۵۹۲۸) تخريج: أخرجه بنحوه مسلم: ۱۰۲ (انظر: ۷۲۹۲)

(۵۹۲۹) حديث صحيح - أخرجه ابن أبي شيبة: ۷/ ۲۹۰، والطبراني في "الكبير": ۲۲/ ۵۲۱ (انظر: ۱۵۸۳۳)

(۵۹۳۰) تخريج: صحيح لغيره - أخرجه البزار: ۱۲۵۵، والطبراني في "الالاوسط": ۲۵۱۱ (انظر: ۵۱۱۳)

ردی اناج تھا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”اس کو علیحدہ فروخت کرو اور اس کو علیحدہ، جس نے ہم سے دھوکہ کیا، وہ ہم میں سے نہیں۔“

فَلَيْسَ مِنَّا.)) (مسند احمد: ۵۱۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی نے شراب لی اور اس کو فروخت کرنے کی نیت سے ایک کشتی میں سوار ہوا، جب وہ آدمی شراب بیچتا تو اس میں پانی کی ملاوٹ کر کے فروخت کرتا، اتنے میں بندر نے اس کا تھیلا پکڑا اور بادبان کے ڈنڈے پر چڑھ گیا اور ایک ایک دینار سمندر میں اور ایک ایک کشتی میں ڈالنے لگا، یہاں تک کہ سارے دینار تقسیم کر دیئے۔“

(۵۹۳۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ رَجُلًا حَمَلَ مَعَهُ خَمْرًا فِي سَفِينَةٍ يَبِيعُهُ وَمَعَهُ قِرْدٌ، قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَاعَ الْخَمْرَ شَابَهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ بَاعَهُ، قَالَ: فَأَخَذَ الْقِرْدُ الْكَيْسَ فَصَعِدَ بِهِ فَوْقَ الدَّقْلِ قَالَ: فَجَعَلَ يَطْرَحُ دِينَارًا فِي الْبَحْرِ وَدِينَارًا فِي السَّفِينَةِ حَتَّى قَسَمَهُ.)) (مسند احمد: ۸۰۴۱)

**فوائد:**..... یہ روایت دراصل سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور یہ اس وقت کی بات ہے، جب شراب حلال تھی، بندر نے شراب کی اصل قیمت کشتی میں اور ملاوٹ والی قیمت سمندر میں گرا کر ضائع کر دی۔ تمام روایات اپنے مفہوم میں واضح ہیں کہ کسی مسلمان کو کسی سے دھوکہ نہیں کرنا چاہیے اور اپنے چیز کو فروخت کرتے وقت اس کے عیوب کی وضاحت کر دینی چاہیے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی امت پر مجھے سب سے زیادہ خوف دودھ کے معاملے کا ہے، کیونکہ شیطان، خالص دودھ اور جھاگ کے درمیان ہے۔“

(۵۹۳۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي إِلَّا اللَّبْنَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ بَيْنَ الرَّغْوَةِ وَالصَّرْبِجِ.)) (مسند احمد: ۶۶۴۰)

**فوائد:**..... دودھ اس امت کے لیے کیسے نقصان دہ ہے؟ درج ذیل حدیث کے مختلف الفاظ پر غور کریں: سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْكِبَابَ وَاللَّبْنَ)) قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا بَالُ الْكِبَابِ؟ قَالَ: ((يَتَعَلَّمُهُ الْمُنَافِقُونَ ثُمَّ يُجَادِلُونَ بِهِ اللَّيْسَ آمَنُوا.)) فَقِيلَ: وَمَا بَالُ اللَّبَنِ؟ قَالَ: ((أُنَاسٌ يُجِبُّونَ اللَّبْنَ فَيَخْرُجُونَ مِنَ الْجَمَاعَاتِ

(۵۹۳۱) تخریج: رجالہ ثقات رجال الشیخین غیر حماد بن سلمة، فمن رجال مسلم، وقد شك حماد فی رفعه، ووقفه هو الصواب عندنا۔ أخرجه البيهقي في "الشعب" ۵۳۰۸ (انظر: ۸۰۵۵)

(۵۹۳۲) تخریج: حسن لغیره (انظر: ۶۶۳۰)

وَيَتْرُكُونَ الْجُمُعَاتِ -))..... ”مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر قرآن مجید اور دودھ کے معاملے میں ہے۔“ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کتاب کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”منافق اس کی تعلیم حاصل کر کے مومنوں سے مجادلہ کریں گے۔“ پھر کسی نے کہا: دودھ کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ دودھ کو پسند کریں گے، پھر وہ جماعتوں سے نکل جائیں گے اور جمعہ کی نمازوں کو ترک کر دیں گے۔“ (مسند احمد: ۳/۱۳۶، ۱۷۳۱۸)

ایک روایت میں ہے: ((يَتَعَلَّمُونَ الْقُرْآنَ فَيَتَأَوَّلُونَهُ عَلَى غَيْرِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيُحِبُّونَ السَّبْنَ فَيَدْعُونَ الْجَمَاعَاتِ وَالْجَمَعَ وَيَبْذُونَ -))..... ”قرآن کی تعلیم حاصل کر کے اس کی ایسی تاویل کریں گے، جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل نہیں کیا، اور دودھ کو پسند کریں گے، پھر (اس کی تلاش میں) جماعتوں اور جمعوں کو چھوڑ کر جنگلوں میں چلے جائیں گے۔“ (مسند احمد: ۴/۱۵۵)

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((أَمَّا السَّبْنُ فَيَتَّبِعُونَ الرَّيْفَ وَيَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ وَيَتْرُكُونَ الصَّلَوَاتِ وَأَمَّا الْقُرْآنُ فَيَتَعَلَّمُهُ الْمُنَافِقُونَ فَيَجَادِلُونَ بِهِ الْمُؤْمِنِينَ -))..... ”رہا مسئلہ دودھ کا تو لوگ میدانوں (اور سرسبز زمینوں) کو تلاش کریں اور اپنی خواہشات کی پیروی کریں گے اور نمازوں کا ترک کر دیں گے اور رہا مسئلہ قرآن مجید کا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ منافق اس کی تعلیم حاصل کر کے اس کے ذریعے مومنوں سے مجادلہ کریں گے۔“ (مسند احمد: ۴/۱۵۷)

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَصْرَاةِ

اس جانور کا بیان، جس کا دودھ روکا گیا ہو

(۵۹۳۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَلْقُوا التَّبِيعَ وَلَا تُصَرُّوا النِّعَمَ وَالْإِبِلَ لِلْبَيْعِ، فَمَنْ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا بِصَاعٍ تَمْرٍ لَا سَمْرَاءَ -)) (مسند احمد: ۷۳۰۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سامان تجارت لانے والے قافلوں کو (منڈی یا بازار میں پہنچنے سے پہلے راستوں میں جا کر) نہ ملو اور نہ بکریوں اور اونٹنیوں کو بیچنے کے لیے ان کا دودھ روکو، پس جو شخص ایسا جانور خرید لے گا تو اس کو دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار ہوگا، اگر وہ چاہے تو اس جانور کو اپنے پاس ہی رہنے دے اور چاہے تو اس کو واپس کر دے، لیکن ایک صاع کھجور کا بھی ساتھ واپس کرے، نہ کہ گندم کا۔“

(۵۹۳۴)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: قَالَ (دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وہ اونٹنی

(۵۹۳۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۴۸، ۲۱۵۱، ومسلم: ۱۵۲۴ (انظر: ۷۳۰۵)

(۵۹۳۴) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول.

یا بکری خرید لی، جس کا دودھ روکا گیا ہو، تو اسے دو معاملے میں ایک کا اختیار ہوگا، یا تو اس کو اپنی ملکیت میں رکھ لے یا واپس کر دے، لیکن اس کے ساتھ (صاع کے بقدر) برتن اناج کا بھی دے۔“

رَسُولُ اللَّهِ: ((مَنْ اشْتَرَى لِفَحَّةٍ مُصْرَاءَ أَوْ شَاةٍ مُصْرَاءَ فَحَلَبَهَا فَهُوَ بِأَحَدِ النَّظْرَيْنِ بِالْخِيَارِ إِلَى أَنْ يَحُوزَهَا أَوْ يَرُدَّهَا وَإِنَاءً مِنْ طَعَامٍ..)) (مسند احمد: ۷۵۱۵)

**فوائد:** ..... صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے: ((فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ..)) ..... ”اسے تین دنوں تک

ایسا جانور واپس کر دینے کا اختیار ہے۔“

ایک صحابی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مالی تجارت لانے والے قافلے کو راستے میں نہ ملا جائے اور نہ شہری، دیہاتی کا سامان فروخت کرے اور جو آدمی دودھ روکی ہوئی بکری یا اونٹنی خرید لے تو اسے دودھ دوہنے کے بعد دو میں ایک اختیار ملے جائے گا، اگر وہ اس کو لوٹانا چاہے تو اناج یا کھجور کا ایک صاع بھی ساتھ لوٹائے گا۔“

(۵۹۳۵)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يُتَلَقَّى جَلَبٌ وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَمَنْ اشْتَرَى شَاةً مُصْرَاءَ أَوْ نَاقَةً فَهُوَ بِأَخْرِ النَّظْرَيْنِ إِذَا هُوَ حَلَبَ إِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ، قَالَ الْحَكْمُ: ((أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ..)) (مسند احمد: ۱۹۰۲۵)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جس نے دودھ روکی ہوئی بکری خریدی، وہ (اگر چاہے تو) اسے واپس لوٹا دے، لیکن اس کے ساتھ ایک صاع بھی لوٹائے اور نبی کریم ﷺ نے قافلوں کو راستے میں ملنے سے منع فرمایا ہے۔

(۵۹۳۶)۔ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: مَنْ اشْتَرَى مُحَفَّلَةً وَرُبِمَا قَالَ: شَاةٌ مُحَفَّلَةٌ، فَلْيَرُدَّهَا وَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ تَلْقَى الْبَيْوعِ.. (مسند احمد: ۴۰۹۶)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، جو صادق اور صدوق ہیں، نے فرمایا: ”دودھ روکے ہوئے جانوروں کی بیع کرنا دھوکہ ہے اور مسلمان کے لیے دھوکہ کرنا حلال نہیں ہے۔“

(۵۹۳۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ قَالَ: ((يَبِيعُ الْمُحَفَّلَاتِ خِلَابَةً وَلَا تَحِلُّ الْخِلَابَةُ لِمُسْلِمٍ)) (مسند احمد: ۴۱۲۵)

**فوائد:** ..... ان احادیث کا واضح ترین مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی آدمی دودھ روکا ہوا جانور خرید لیتا ہے تو اس کو

(۵۹۳۵) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه الطحاوی فی ”شرح معانی الآثار“: ۴ / ۱۱ (انظر: ۱۸۸۱۹)

(۵۹۳۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۴۹، ۲۱۶۴ (انظر: ۴۰۹۶)

(۵۹۳۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف جابر بن یزید الجعفی، وروی مرفوعاً وموقوفه هو الصحیح۔

أخرجه ابن ماجه: ۲۲۴۱ (انظر: ۴۱۲۵)



تین ایام کے اندر اندر سودا واپس کرنے کا اختیار مل جاتا ہے، البتہ واپسی کی صورت میں اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جانور کے ساتھ ساتھ کھجوروں کا ایک صاع مالک کو واپس کرے، یہ دراصل روکے ہوئے دودھ کا عوض ہے، امام شافعی اور امام احمد سمیت جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے۔ احناف میں سے زفر نے جمہور سے اتفاق کیا ہے، البتہ وہ کھجور کے ایک صاع اور گندم کے نصف صاع میں اختیار دیتے ہیں۔ عام احناف نے اس عیب کی وجہ سے بیع کو فسخ کرنے کا اختیار دیا ہے اور قیاس جلی کی روشنی میں اس حدیث میں بیان کیے گئے کھجوروں کے ایک صاع کو بھی تسلیم کرنے سے دوری اختیار کی ہے، اس مقصد کے لیے کبھی تو انھوں نے یہ کہہ دیا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ نہیں ہے، اس لیے ان کی وہ روایت قابل قبول نہیں ہوگی، جو قیاس جلی کے خلاف ہوگی۔ ہماری گزارش یہ ہوگی کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ احادیث کے حافظ تھے اور یہی صفت فقیہ کے شایان شان ہے، نیز اسی حدیث کو روایت کرنے والے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں کہ احناف جن کو فقہ اور اجتہاد کا امام سمجھتے ہیں؟ اس معاملے میں احناف کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ بعض واضح معاملات کی روشنی میں قانون بنا لیتے ہیں، پھر اس قانون کی روشنی میں مختلف حیلے بہانے تلاش کر کے شرعی نصوص کو رد کرنا شروع کر دیتے ہیں، اس کی ایک مثال یہاں بیان کی گئی ہے۔ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ تمام قوانین و ضوابط شرعی نصوص کے تابع ہیں، قرآن و حدیث کو دیکھ کر قانون بنایا جائے گا اور آیات و احادیث کو دیکھ کر اس قانون میں سے مخصوص چیزوں کو مستثنیٰ قرار دیا جائے گا، یہ قانون شریعت نے دیا ہے کہ چیز کو دیکھ کر اس کی قیمت طے کی جائے گی، لیکن روکے ہوئے دودھ کے عوض میں ایک صاع کھجوریں دے دینا، یہ بھی شرعی قانون ہے، اس لیے اس مخصوص مقام پر دوہے جانے والے پانچ دس کلو دودھ کی قیمت ادا نہیں کی جائے گی، بلکہ صرف ایک صاع کھجوریں دی جائیں گی، ایک صاع کا وزن دو کلو سو گرام ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَهْدَةِ الرَّقِيقِ وَأَنَّ الْكُسْبَ الْحَادِثَ لَا يَمْنَعُ الرَّدَّ بِالْعَيْبِ  
غلام کی ضمانت اور اس چیز کا بیان کہ تازہ کی ہوئی کمائی عیب کی وجہ سے سودا واپس کرنے  
میں رکاوٹ نہیں بنے گی

(۵۹۳۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ  
عُلَامًا مَا اسْتَعْلَمَهُ ثُمَّ وَجَدَ أَوْ رَأَى بِهِ عَيْبًا فَرَدَّهُ  
بِالْعَيْبِ فَقَالَ الْبَائِعُ: عَلَّةٌ عَبْدِي، فَقَالَ  
النَّبِيُّ ﷺ: ((الْعَلَّةُ بِالضَّمَانِ)) وَفِي لَفْظٍ:  
(الْخِرَاجُ بِالضَّمَانِ)) (مسند احمد: ۲۵۰۱۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے غلام خریدا  
اور اس سے فائدہ حاصل کیا، لیکن بعد میں اس نے اس میں  
ایک عیب دیکھ کر اس کو واپس لوٹا دیا، بیچنے والے کہا: میرے  
غلام کی آمدنی (بھی مجھے دی جائے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا:  
”آمدنی (اور نفع) ضمانت کے عوض ہوتا ہے۔“

**فوائد:**..... الْخِرَاجُ: ایسا فائدہ اور منافع جو فروخت شدہ چیز سے مشتری کو حاصل ہوتا ہے۔

(۵۹۳۸) حدیث حسن۔ أخرجه ابو داود: ۳۵۱۰، وابن ماجه: ۲۲۴۳، والترمذی: ۱۲۸۶ (انظر: ۲۴۵۱۴)

بِالضَّمَانِ: یہ منافع اس کفالت و ذمہ داری کے عوض ہوگا، جو مشتری پر لازم ہوگی۔

الْخِرَاجُ بِالضَّمَانِ: اس ترکیب کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی آدمی زمین یا جانور یا غلام یا کوئی چیز خرید کر اس سے منافع حاصل کرتا ہے، پھر وہ اس میں ایسا نقص اور عیب پالیتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اس چیز کو واپس کر دیتا ہے، اب اس نے ان دنوں میں اس چیز سے جتنا نفع حاصل کیا ہوگا، وہ اسی خریدار کا ہوگا اور اس منافع کو اس چیز کے ساتھ واپس نہیں کیا جائے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ چیز عقد اور نفع کے درمیان والی مدت میں تلف ہو جاتی تو اس کی ذمہ داری خریدار پر ہوتی اور یہ سارا اسی کو نقصان ہوتا، اس لیے آمدن کا حقدار بھی وہی ہوگا۔

(۵۹۳۹)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُقْبَةَ سَيِّدِنَا عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَيِّدِنَا عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((عَهْدَةُ الرَّفِيقِ أَرْبَعُ لَيَالٍ)) قَالَ قَتَادَةُ: وَأَهْلُ الْمَدِينَةِ يَقُولُونَ: ثَلَاثُ لَيَالٍ۔ (مسند احمد: ۱۷۴۹۱)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غلام کی ذمہ داری چار راتوں تک ہے۔“ جبکہ قتادہ کہتے ہیں: اہل مدینہ کے نزدیک تین راتیں ہیں۔

**فوائد:**..... یعنی اگر کسی غلام میں چار دنوں کے اندر اندر کوئی عیب نظر آجائے تو اس کو گواہی کے بغیر بیچنے والے کو واپس کر دیا جائے گا اور اگر خریدنے والے نے اس مدت کے بعد کسی عیب کا دعویٰ کر دیا تو گواہوں کا مطالبہ کیا جائے گا کہ آیا واقعی یہ غلام شروع سے معیوب تھا۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

(۵۹۴۰)۔ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُقْبَةَ سَيِّدِنَا عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَيِّدِنَا عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا عَهْدَةَ بَعْدَ أَرْبَعٍ)) (مسند احمد: ۱۷۴۲۴) نہیں ہے۔“

### بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِمِّ الْإِحْتِكَارِ

#### ذخیرہ اندوزی کی مذمت کا بیان

(۵۹۴۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((مَنْ أَحْتَكَرَ طَعَامًا أَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَقَدْ بَرِيَ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَبَرِيَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْهُ وَإِيْمًا أَهْلُ عَرَصَةٍ أَصْبَحَ فِيهِمْ أَمْرٌ وَجَائِعٌ، فَقَدْ بَرِئَتْ)) سَيِّدِنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَيِّدِنَا عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَيِّدِنَا عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحْتَكَرَ طَعَامًا أَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَقَدْ بَرِيَ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَبَرِيَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْهُ وَإِيْمًا أَهْلُ عَرَصَةٍ أَصْبَحَ فِيهِمْ أَمْرٌ وَجَائِعٌ، فَقَدْ بَرِئَتْ)) فرمایا: ”جس شخص نے چالیس راتیں ذخیرہ اندوزی کی، وہ اللہ تعالیٰ سے بری ہو گیا اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہو گیا اور جس گھر والوں کے پاس کوئی بھوکا آدمی ہو (اور وہ اسے کھانا نہ

(۵۹۳۹) تخریج: اسنادہ ضعیف، الحسن البصری لم یسمع من عقبه، ثم هو مضطرب۔ أخرجه ابن

ماجه: ۲۲۴۵، وأخرجه بنحوه ابوداود: ۳۵۰۷ (انظر: ۱۷۳۵۸)

(۵۹۴۰) تخریج: انظر الحديث السابق

(۵۹۴۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة ابی بشر۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ۶ / ۱۰۴، وابویعلی: ۵۷۴۶،

والحاكم: ۲ / ۱۱، والبیزار: ۱۳۱۱ (انظر: ۴۸۸۰)

مِنْهُمْ ذِمَّةُ اللَّهِ تَعَالَى)) (مسند احمد: ۴۸۸۰) (کھلائیں) تو ان سے بھی اللہ تعالیٰ کی ضمانت اٹھ جاتی ہے۔“

**فوائد:**..... یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے آدمی کی کوئی حرمت اور کرامت نہیں ہوگی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے اس ارادے سے ذخیرہ اندوزی کی کہ مسلمانوں کو مہنگائی میں مبتلا کر دیا جائے، تو وہ نافرمان ہوگا۔“

(۵۹۴۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ اخْتَكَّرَ حُكْرَةً يُرِيدُ أَنْ يَغْلِيَ بِهَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَهُوَ خَاطِئٌ)). (مسند احمد: ۸۶۰۲)

سیدنا معمر بن عبد اللہ عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خطا کار ہی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔“ سعید بن مسیب روغن زیتون (یا ہر قسم کا تیل) ذخیرہ کر لیا کرتے تھے۔

(۵۹۴۳)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْعَدَوِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا يَخْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ)). وَكَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ يَخْتَكِرُ الزَّيْتَ. (مسند احمد: ۱۵۸۵۳)

مولائے عثمان فروخ نے بیان کیا کہ ایک دن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، جو کہ اس وقت امیر المؤمنین تھے، مسجد کی طرف نکلے اور وہاں بکھرا ہوا اناج دیکھا اور پوچھا: یہ اناج کیسا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ اناج ہمارے لئے باہر سے لایا گیا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اللہ تعالیٰ اس میں اور اس کو لانے والے میں برکت ڈالے۔ اتنے میں کسی نے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ ذخیرہ کیا ہوا مال ہے، انھوں نے پوچھا: کس نے اسے ذخیرہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام فروخ اور خود سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ایک غلام نے ذخیرہ کیا ہے، انھوں نے ان دونوں کو بلایا، پس وہ آگئے، انھوں نے پوچھا: تمہیں کس چیز نے مسلمانوں کے اناج کی ذخیرہ اندوزی کرنے پر آمادہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! ہم اپنے مالوں سے

(۵۹۴۴)۔ عَنْ أَبِي يَحْيَى رَجُلِي مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ عَنْ فَرُوحِ مَوْلَى عُثْمَانَ أَنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَرَأَى طَعَامًا مَثْوَرًا، فَقَالَ: مَا هَذَا الطَّعَامُ؟ فَقَالُوا: طَعَامٌ جَلِبَ إِلَيْنَا، قَالَ: بَارَكَ اللَّهُ فِيهِ وَفِي مَنْ جَلَبَهُ، قِيلَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! فَإِنَّهُ قَدْ اخْتَكَّرَ، قَالَ: وَمَنْ اخْتَكَّرَهُ؟ قَالُوا: فَرُوحُ مَوْلَى عُثْمَانَ وَفُلَانٌ مَوْلَى عُمَرَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمَا فَدَعَاهُمَا فَقَالَ: مَا حَمَلَكُمَا عَلَى اخْتِكَارِ طَعَامِ الْمُصَلِّينَ؟ قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! نَشْتَرِي بِأَمْوَالِنَا وَنَبِيعُ، فَقَالَ: عُمَرَ رضی اللہ عنہ سَمِعْتُ رَسُولَ

(۵۹۴۲) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه الحاکم: ۲/ ۱۲، والبیہقی: ۶/ ۳۰ (انظر: ۸۶۱۷)

(۵۹۴۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۰۵ (انظر: ۱۵۷۶۱)

(۵۹۴۴) اسنادہ ضعیف لجهالة ابی یحیی المکی وفروخ مولى عثمان۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۱۵۵ (انظر: ۱۳۵)

اسی طرح کی خرید و فروخت کرتے ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”جو شخص مسلمانوں کے اناج کی ذخیرہ اندوزی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس پر افلاس یا کوڑھ کو مسلط کر دیں گے۔“ فروغ نے تو اسی وقت کہا: اے امیر المؤمنین! میں اللہ تعالیٰ سے اور پھر آپ سے عہد کرتا ہوں کہ میں آئندہ اناج میں ذخیرہ اندوزی نہیں کروں گا، لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نے کہا: ہم اپنے مالوں سے چیزیں خریدتے اور بیچتے ہیں۔ ابو یحییٰ کہتے ہیں: میں نے بعد میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس غلام کو کوڑھ زدہ دیکھا تھا۔

اللَّهُ ﷻ يَقُولُ: ((مَنْ أَحْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَعَامَهُمْ ضَرَبَهُ اللَّهُ بِالْأَفْلَاسِ أَوْ بِجُدَامٍ)) فَقَالَ فَرُوخٌ عِنْدَ ذَلِكَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَعَاهِدُ اللَّهَ وَأَعَاهِدُكَ أَنْ لَا أَعُودَ فِي طَعَامِ أَبَدًا، وَأَمَّا مَوْلَى عُمَرَ فَقَالَ: إِنَّمَا نَشْتَرِي بِأَمْوَالِنَا وَنَبِيعُ، قَالَ أَبُو يَحْيَى: فَلَقَدْ رَأَيْتُ مَوْلَى عُمَرَ مَجْدُومًا۔ (مسند احمد: ۱۳۵)

**فوائد:** ..... ذخیرہ اندوزی: حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا: ..... لان الاحتكار الشرعي امساك الطعام عن البيع وانتظار الغلاء مع الاستغناء عنه وحاجة الناس اليه۔ (شرعی ذخیرہ اندوزی یہ ہے کہ غلہ کو روک لینا اور فروخت نہ کرنا، اس انتظار میں کہ نرخ چڑھ جائیں، جبکہ عوام کو اس کی شدید ضرورت ہو اور ایسا کرنے والا اس سے مستغنی ہو۔)

سعید بن میتب کا خیال یہ ہے کہ ذخیرہ اندوزی کا تعلق صرف اشیاء خوردنی کے ساتھ ہے۔ لیکن ذخیرہ اندوزی کی خدمت کی احادیث عام ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ انسانوں کی ضرورت کا تعلق صرف کھانے پینے کی اشیاء سے نہیں ہے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْعِيرِ

#### بھاؤ مقرر کرنے کا بیان

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ عہد نبوی میں چیزوں کے نرخ بڑھ گئے، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ بھاؤ مقرر فرمادیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ ہی ہے، جو پیدا کرنے والا، کمی کرنے والا، کشادگی کرنے والا، رزق دینے والا اور بھاؤ بڑھانے والا ہے، میں اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھتا ہوں کہ جب میں اس کو ملوں تو کوئی بھی خون اور مال کے بارے میں مجھ سے کسی قسم کی حق تلفی کا مطالبہ کرنے والا نہ ہو۔“

(۵۹۴۵)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ: عَلَا السَّعْرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷻ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ سَعَّرْتَ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْخَالِقُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّزَّاقُ الْمُسَعِّرُ، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى اللَّهَ وَلَا يَطْلُبُنِي أَحَدٌ بِمَظْلَمَةٍ ظَلَمْتُهَا إِيَّاهُ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ))۔ (مسند احمد: ۱۲۶۱۹)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک مرتبہ عہد نبوی میں چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا، لوگوں نے آپ ﷺ سے کہا: آپ ہمارے لئے قیمت یا بھاؤ مقرر کر دیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے جو قیمت مقرر کرتا ہے یا بھاؤ بڑھاتا ہے، میں تو یہ امید رکھتا ہوں کہ جب تم سے جدا ہوں تو تم میں سے کوئی بھی اپنے مال اور جان کے بارے میں مجھ سے کسی قسم کی زیادتی کا مطالبہ کرنے والا نہ ہو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! بھاؤ تو مقرر کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، جو بھاؤ کو چڑھا دیتا ہے اور کم کر دیتا ہے، میں تو یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ میں نے کسی کا نقصان نہ کیا ہوا ہو۔“ جب ایک دوسرے شخص نے بھی یہی بات کی کہ آپ نرخ کا تعین کر دیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کو پکارو (اور اس سے دعا کرو)۔“

**فوائد:**..... نرخ مقرر کرنے کی صورت یہ ہے کہ سلطان یا اس کا نائب یا کوئی حاکم منڈی میں اشیاء فروخت کرنے والوں کو احکام کے ذریعے پابند کر دے کہ وہ اتنے نرخ سے زائد اشیاء فروخت نہ کریں اور نرخ کے اتار چڑھاؤ، کسی بیشی کو مصلحتاً روک دیں۔ اس سے ایک تو تاجروں کو نقصان ہوتا ہے، دوسرا وہ اشیاء کو روک کر عوام کو ضروریات زندگی سے محروم کر دیتے ہیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ کسی چیز کے مالک کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس کو سستے داموں فروخت کرے یا مہنگے داموں، کوئی دوسرا اس کو پابند نہیں کر سکتا، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ایسے تاجروں کو لوگوں پر آسانی کرنے کی ترغیب دلائی جائے، جیسا کہ حدیث نمبر (۶۰۳۸) اور اس کے بعد والی احادیث میں یہ ترغیب دلائی گئی ہے۔

(۵۹۴۸)۔ عَنِ الْحَسَنِ يَعْنِي الْبَصْرِيَّ قَالَ: حَسَنُ بَصْرِيٍّ سَمِعَ رُوَايَةَ عَنْ سَيِّدِنَا مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ فَدَخَلَ إِلَيْهِ عُبَيْدُ اللَّهِ بِيَارِيٍّ كِي وَجِهَ سَ بُوَجْهَلْ هُوَ كُتَّ تُوَانِ كَ سَاسِ عُبَيْدِ اللَّهِ بِنِ زِيَادِ

(۵۹۴۶) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۰۱ (انظر: ۱۱۸۰۹)

(۵۹۴۷) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۴۵۰، وابویعلی: ۶۵۱۲، والطبرانی فی "الوسط": ۴۲۹ (انظر: ۸۸۵۲)

(۵۹۴۸) تخریج: اسنادہ جید۔ أخرجه الحاکم: ۱۲ / ۲، والطیالسی: ۹۲۸، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۰ / ۴۷۹، والبیہقی: ۶ / ۳۰ (انظر: ۲۰۳۱۳)



تیمارداری کے لئے آیا اور کہا: اے معقل! کیا میں نے خون ریزی کی ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے تو معلوم نہیں ہے، اس نے پھر کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے مسلمانوں کے بھاؤ میں کسی قسم کی مداخلت کی ہو؟ انہوں نے کہا: جی مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ پھر سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اٹھا کر بٹھاؤ، پھر انہوں نے عبید اللہ سے مخاطب ہو کر کہا: میں تجھے ایسی حدیث بیان کرتا ہوں، جو میں نے آپ ﷺ سے ایک دو بار نہیں سنی، (بلکہ کئی دفعہ سنی ہے)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مسلمانوں کے بھاؤ میں مداخلت کی اور اس کو اُن پر مہنگا کر دیا تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ روزِ قیامت اسے آگ کے وسیع مقام پر بٹھائے۔“ عبید اللہ نے کہا: کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: جی کئی دفعہ، ایک دو مرتبہ نہیں۔

بْنُ زِيَادٍ يَعُودُهُ فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمُ يَا مَعْقِلُ! أَيْتِي سَفَكْتُ دَمًا؟ قَالَ: مَا عَلِمْتُ قَالَ: هَلْ تَعْلَمُ أَيْتِي دَخَلْتُ فِي شَيْءٍ مِنْ أَسْعَارِ الْمُسْلِمِينَ؟ قَالَ: مَا عَلِمْتُ، قَالَ: أَجْلِسُونِي، ثُمَّ قَالَ: اسْمَعْ يَا عُبَيْدَ اللَّهِ! حَتَّى أُحَدِّثَكَ شَيْئًا لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَرَّةً وَلَا مَرَّتَيْنِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ دَخَلَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَسْعَارِ الْمُسْلِمِينَ لِيُغْلِبَهُ عَلَيْهِمْ فَإِنَّ حَقًّا عَلَى اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنْ يَقْعِدَهُ بِعُظْمٍ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ - (مسند احمد: ۲۰۵۷۹)

**فوائد:** ..... آگ کا وسیع مقام، اس سے مراد یہ ہے کہ وسیع جگہ ہوگی اور وہاں بہت زیادہ آگ ہوگی، اللہ تعالیٰ

پناہ میں رکھے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي إِخْتِلَافِ الْمُتَبَاعِينَ

خرید و فروخت کرنے والوں کے مابین اختلاف ہو جانے کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب خریدار اور فروخت کنندہ کا آپس میں اختلاف ہو جائے اور ان کے پاس (اپنے دعویٰ کی) دلیل بھی نہ ہو، جبکہ سامان ابھی تک اپنی اصلی حالت میں موجود ہو، تو سامان کے مالک کی بات پر اعتماد کیا جائے گا یا پھر دونوں سودا واپس کر دیں گے۔“

(۵۹۴۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا اِخْتَلَفَ الْبَيْعَانِ (وَفِي لَفْظٍ: وَالسَّلْعَةُ كَمَا هِيَ) وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَالْقَوْلُ مَا يَقُولُ صَاحِبُ السَّلْعَةِ أَوْ يَتَرَادَانِ)) (مسند احمد: ۴۴۴۵)

عبد الملک بن عبید کہتے ہیں: میں ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود

(۵۹۵۰)۔ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَبِيدٍ قَالَ:

(۵۹۴۹) تخريج: حسن۔ أخرجه ابو داود: ۳۵۱۱، والنسائي: ۷ / ۳۰۳، (انظر: ۴۴۴۵)

(۵۹۵۰) تخريج: انظر الحديث السابق

کے پاس موجود تھا، ان کے پاس دو آدمی آئے، انھوں نے آپس میں کچھ سامان کا سودا کیا تھا، لیکن خریدار کہتا تھا کہ اس نے اتنے میں سامان خریدا ہے، اور بیچنے والا کہتا تھا کہ اس نے تو اتنے میں فروخت کیا ہے، ابو عبیدہ نے کہا: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس اسی قسم کا مسئلہ لایا گیا تھا، انھوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسی طرح کا مسئلہ پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فروخت کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اپنے دعویٰ پر قسم اٹھائے، پھر خریدار کو اختیار دے دیا کہ اگر وہ چاہتا ہے تو اتنے میں لے لے اور اگر چاہتا ہے تو سرے سے سودا ہی ترک کر دے۔“

(دوسری سند) عبد اللہ بن امام احمد کہتے ہیں: میں نے اپنے والد المحترم پر یہ سند پڑھی: خرید و فروخت کرنے والوں کے بارے مجھے ہشام بن یوسف سے خبر دی گئی ہے، یہ ابن جریج کی حدیث ہے، وہ اسماعیل بن امیہ سے اور وہ عبد الملک بن عبیدہ سے بیان کرتے ہیں، لیکن میرے باپ امام احمد نے کہا: حجاج عمور نے کہا: عبد الملک بن عبیدہ نے کہا: ہمیں ہشام نے بیان کیا، انھوں نے کہا: ہمیں ابن ابی لیلیٰ نے قاسم بن عبد الرحمن سے بیان کیا اور انہوں نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، اس میں ”عَنْ أَبِيهِ“ کے الفاظ نہیں ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب خرید و فروخت کرنے والے دو آدمیوں کا آپس میں اختلاف ہو جائے تو وہ بات قابل اعتماد ہوگی، جو فروخت کرنے والا کہے گا اور خریدار کو یہ اختیار مل جائے گا

حَضْرَتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَآتَاهُ رَجُلَانِ يَتَبَايَعَانِ سِلْعَةً، فَقَالَ: هَذَا أَخَذْتُ بِكَذَا وَكَذَا، وَقَالَ: هَذَا بَعْتُ بِكَذَا وَكَذَا، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: أُنِيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فِي مِثْلِ هَذَا فَقَالَ: حَضْرَتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُنِيَ فِي مِثْلِ هَذَا فَأَمَرَ بِالْبَائِعِ أَنْ يُسْتَحْلَفَ ثُمَّ يُخَيَّرَ الْمُتَبَاعَ إِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ. (مسند احمد: ٤٤٤٢)

(٥٩٥١)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانٍ) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْإِمَامِ أَحْمَدَ: قَرَأْتُ عَلَى أَبِي قَالَ: أَخْبَرْتُ عَنْ هِشَامِ بْنِ يُوْسُفَ فِي الْبَيْعَيْنِ فِي حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَبِيدَةَ وَقَالَ أَبِي: قَالَ حَجَّاجُ الْبَيْعَيْنِ الْأَعْوَرُ: عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبِيدَةَ، قَالَ: وَحَدَّثَنَا هُثَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَلَيْسَ فِيهِ عَنْ أَبِيهِ. (مسند احمد: ٤٤٤٣)

(٥٩٥٢)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيْعَانِ فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ، وَالْمُتَبَاعُ بِالْخِيَارِ)). (مسند احمد: ٤٤٤٤)

(٥٩٥١) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٥٩٥٢) حسن۔ أخرجه ابو داود: ٣٥١١، والنسائي: ٧/٣٠٣، والترمذي: ١٢٧٠ (انظر: ٤٤٤٤)

کہ (وہ سودے کو برقرار رکھنا چاہتا ہے یا فسخ کرنا چاہتا ہے)۔“  
 قاسم کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف ہو گیا، اول الذکر نے کہا: یہ دس کا ہے، لیکن مؤخر الذکر نے کہا: یہ بیس کا ہے، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے اور اپنے درمیان کسی آدمی کو مقرر کرو (تاکہ وہ فیصلہ کر دے)۔ سیدنا اشعث رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو ہی مقرر کرتا ہوں، یہ سن کر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر میں وہی فیصلہ کروں گا، جو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے؛ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب لین دین کرنے والے دو آدمیوں میں اختلاف ہو جائے، جبکہ کسی کے پاس شہادت بھی نہ ہو تو فروخت کرنے والے کی بات پر اعتماد کیا جائے گا یا پھر دونوں بیع کو فسخ کر دیں گے۔“

(۵۹۵۳)۔ عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ: اِخْتَلَفَ عَبْدُ اللَّهِ وَالْأَشْعَثُ فَقَالَ: ذَا بَعْشَرَةٍ، وَقَالَ ذَا: بَعْشَرِينَ، قَالَ: اجْعَلْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ رَجُلًا، قَالَ: أَنْتَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِكَ فَقَالَ: أَقْضِي بِمَا قَضَى بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا اِخْتَلَفَ الْبَيْعَانِ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا قَوْلٌ قَوْلُ الْبَائِعِ أَوْ يَتَرَادَانِ الْبَيْعَ)) (مسند احمد: ۴۴۴۷)

**فوائد:** ..... جب فروخت کنندہ اور خریدار میں متعلقہ چیز کے بارے میں اختلاف پڑ جائے تو اگر کسی کے پاس گواہ ہوں تو ان کی گواہی کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے گی، وگرنہ فروخت کنندہ کی بات کو معتبر سمجھا جائے گا، نہیں تو بات کو طول دیئے بغیر بیع کو فسخ کر دیا جائے گا۔

## أَبْوَابُ الرِّبَا

سود کے ابواب

### بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِيهِ

سود کے بارے میں سختی کا بیان

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر، اس پر گواہی دینے والوں پر، اس کے بارے میں لکھنے والے پر، حسن کے لئے گوندنے والی پر اور گوندوانے والی پر، صدقہ ادا نہ کرنے والے پر، حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے، ان سب افراد

(۵۹۵۴)۔ عَنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكَلَّهُ وَشَاهِدِيهِ وَكَاتِبَهُ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ لِلْحُسْنِ وَمَانِعَ الصَّدَقَةَ وَالْمُحَلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ وَكَانَ يَنْهَى عَنِ النَّوْحِ - (مسند احمد: ۸۴۴)

(۵۹۵۳) تخریج: انظر الحديث السابق

(۵۹۵۴) حسن لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۹۳۵، والترمذی: ۱۱۱۹، والنسائی: ۱۴۷/۸ (انظر: ۸۸۴)

پر آپ ﷺ نے لعنت کی ہے اور آپ ﷺ نوحہ سے منع کرتے تھے۔

**فوائد:**..... حدیث مبارکہ میں مذکورہ باقی امور کی وضاحت ان کے مقام پر آئے گی۔

(۵۹۵۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكَلَّهُ وَشَاهِدِيهِ وَكَاتِبَهُ۔ (مسند احمد: ۱۴۳۱۳)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے پر، سود کھلانے والے پر، اس کے دونوں گواہوں پر اور اس کا معاملہ لکھنے والے پر لعنت کی ہے۔

**فوائد:**..... اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں بینکوں میں نوکری کرنے والوں کو متنبہ رہنا چاہیے۔

گویا سودی معاملے میں کسی قسم کا تعاون بھی لعنت اور غضب الہی کا باعث ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ موجودہ دور میں دنیا کے بہاؤ کو پشت پر وصول کر کے اس کے سیلاب کا تٹک نہ بنا جائے، بلکہ اس لعنت کی صورتوں کو سمجھا جائے، بالخصوص بینکوں کی پالیسیوں اور معاملات کا بار بار جائزہ لیا جائے۔ موجودہ دور میں مالداروں اور سرکاری ملازمین کی اکثر و بیشتر تعداد سود خوری میں مبتلا ہے۔

(۵۹۵۶)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ بِلَفْظِهِ وَحُرُوفِهِ۔ (مسند احمد: ۳۷۲۵)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بالکل اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(۵۹۵۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَأْكُلُونَ فِيهِ الرِّبَا)) قَالَ: قِيلَ لَهُ: أَلنَّاسُ كُلُّهُمْ؟ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَأْكُلْهُ مِنْهُمْ نَالَهُ مِنْ غُبَارِهِ))۔ (مسند احمد: ۱۰۴۱۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ یہ سود کھائیں گے۔“ کسی نے کہا: کیا سب لوگوں کو سود خور بن جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”اگر کوئی نہیں کھائے گا تو اس کا غبار اس تک ضرور پہنچے گا۔“

(۵۹۵۸)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الرِّبَا وَإِنْ كَثُرَ، فَإِنَّ عَاقِبَتَهُ تَصِيرُ إِلَى قُلٍّ))۔ (مسند احمد: ۳۷۵۴)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پیشک سود اگر چہ زیادہ ہو، بہر حال اس کا انجام قلت ہی ہے۔“

(۵۹۵۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۹۸ (انظر: ۱۴۲۶۳)

(۵۹۵۶) تخریج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۷۷ (انظر: ۳۷۲۵)

(۵۹۵۷) تخریج: اسنادہ ضعیف، سعید بن ابی خیرہ، روی عنہ ثلاثہ، ولم یوثقہ غیر ابن حبان، والحسن البصری لم یسمع من ابی ہریرۃ۔ أخرجه ابوداود: ۳۳۳۱، وابن ماجه: ۲۲۷۸، والنسائی: ۷/۲۴۳ (انظر: ۱۰۴۱۰)

(۵۹۵۸) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۷۹ (انظر: ۳۷۵۴)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرَّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ﴾..... ”اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو

بڑھاتا ہے۔“ (سورہ بقرہ: ۲۷۶)

سیدنا عبد اللہ حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”سود کا ایک درہم کہ آدمی جانے بوجھنے کے باوجود جس کو کھاتا ہے، وہ چھتیس دفعہ زنا کرنے سے بھی سخت ہے۔“

(۵۹۵۹)۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيلِ الْمَلَائِكَةِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((دِرْهَمٌ رَبًّا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ زَنِيَةً)) (مسند احمد: ۲۲۳۰۳)

**فوائد:**..... سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کو غسل الملائکہ کہتے ہیں، یہ غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے، ان کی شہادت کے بعد فرشتوں نے ان کو غسل دیا تھا۔

سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اگر میں تینتیس مرتبہ زنا کروں تو مجھے یہ برائی سود کا ایک درہم کھانے سے ہلکی محسوس ہوگی، جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہو کہ میں اس کو سود سمجھ کر ہی کھا رہا ہوں۔

(۵۹۶۰)۔ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّاهِبِ عَنْ كَعْبٍ قَالَ: لِأَنَّ أَرْبَى ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ زَنِيَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكَلَ دِرْهَمَ رَبًّا يَعْلَمُ اللَّهُ إِنِّي أَكَلْتُهُ حِينَ أَكَلْتُهُ رَبًّا۔ (مسند احمد: ۲۲۳۰۴)

**فوائد:**..... حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کو یہ یقین ہو کہ وہ واقعی سود کا درہم کھا رہے ہیں۔

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس قوم میں سود عام ہو جائے، اس کو قحط سالی میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اور جس قوم میں رشوت عام ہو جائے، اس پر دوسروں کا رعب مسلط کر دیا جاتا ہے۔“

(۵۹۶۱)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الرَّبَا إِلَّا أُخِذُوا بِالسَّنَةِ، وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الرُّشَا إِلَّا أُخِذُوا

(۵۹۵۹) تخريج: ضعيف مرفوعا، انما هو من قول كعب الاحبار، كما سيأتي في الرواية التالية۔ أخرجه البزار: ۳۳۸۱، والدارقطني: ۱۶ / ۳، والطبراني في ”الوسط“: ۲۷۰۳ (انظر: ۲۱۹۵۷) (۵۹۶۰) تخريج: اسنادہ صحیح الی کعب الاحبار۔ أخرجه الدارقطني: ۱۶ / ۳ (انظر: ۲۱۹۵۸) (۵۹۶۱) تخريج: اسنادہ ضعيف جدا، عبد الله بن لهيعة سيء الحفظ، ومحمد بن راشد المرادي مجهول غير معروف، ويبدو انه سقط رجل بين محمد بن راشد وعمرو (انظر: ۱۷۸۲۲)



بِالرَّغْبِ -)) (مسند احمد: ۱۷۹۷۶)

(۵۹۶۲) - عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: ((رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِي بِي رَجُلًا يَسْبَحُ فِي نَهْرٍ وَيُلْقِمُ الْحَجَارَةَ، فَسَلَّتُ مَا هَذَا؟ فَقِيلَ لِي: أَكَلُ الرِّبَا.)) (مسند احمد: ۳۰۳۶۱)

سیدنا سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس رات مجھے معراج کرائی گئی، میں نے ایک آدمی دیکھا، وہ ایک نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر پھینکے جا رہے تھے، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے، مجھے کہا گیا کہ یہ سود خور ہے۔“

**فوائد:** ..... سود حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات میں اس کی بہت زیادہ مذمت کی ہے، سود کی سنگینی پر دلالت کرنے والے مزید تین دلائل ملاحظہ کریں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (سورہ بقرہ: ۲۷۹) ..... ”اگر تم (سود والے معاملے پر عمل کرنے سے) باز نہ آئے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کا اعلان سن لو۔“

سیدنا عبداللہ بن حنظلہ راہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((دِرْهَمٌ رِبَايَا كُلُّهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ زَيْتَةً.)) ..... ”جو آدمی دانستہ طور پر ایک درہم سود کھاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں (اس کا یہ جرم) چھتیس دفعہ زنا کرنے سے سنگین ہے۔“ (معجم اوسط طبرانی: ۱/۱۴۲، دارقطنی: ۲۹۵، صحیحہ: ۱۰۳۳)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((الرِّبَا اثْنَانِ وَسَبْعُونَ بَابًا، أَدْنَاهَا مِثْلُ إِيْتَانِ الرَّجُلِ أُمُّهُ، وَإِنَّ أَرْبَا الرِّبَا اسْتِطَالَةُ الرَّجُلِ فِي عِرْضِ أَخِيهِ.)) ..... ”سود کے ستر درجے ہیں، سب سے کم درجے (کا گناہ) اپنی ماں سے منہ کالا کرنے کے برابر ہے اور سب سے بڑا سود یعنی زیادتی یہ ہے کہ بندہ اپنے بھائی کی عزت پر دست درازی کرے۔“ (معجم اوسط طبرانی: ۱/۱۴۳، صحیحہ: ۱۸۷۱)

اگر عوام اور ان کی صورتحال اور بینکوں اور انشورنس کمپنیوں کے معاملات کو دیکھا جائے تو بہت مشکل ہو چکا ہے کہ سود کو سمجھا جائے اور اس سے بچا جائے، جبکہ سب سے زیادہ حرص اور لالچ ان بینکوں اور کمپنیوں کے مالکوں میں پائی جاتی ہے اور وہ لوگوں کا رویہ پیسہ بنورنے کے لیے چہار اطراف سے ان پر حملہ آور ہو چکے ہیں اور آئے دن ایسے ایسے پرکشش نام پیش کر رہے ہیں کہ لوگ جن کی آڑ میں آ کر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ نیک کام کر رہے ہیں، جبکہ وہ حقیقت سود یا جوئے کی کوئی نہ کوئی صورت ہوتی ہے، ایک انشورنس کمپنی سے جب ہماری بات ہوئی تو وہ واضح طور پر جوئے والے معاملات کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ایک فیصلے کی روشنی میں درست ثابت کرنا چاہتے تھے، جبکہ اس معاملے اور فاروقی عدالت

(۵۹۶۲) - تخريج: حديث صحيح - أخرجه البيهقي في "الشعب": ۵۵۰۹، وهو حديث طويل، فيه قصة المعراج أخرجه البخاري: ۱۱۴۳، ۳۳۵۴، ۴۶۷۴، ۷۰۴۷ (انظر: ۲۰۱۰۱)

معاملات کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ایک فیصلے کی روشنی میں درست ثابت کرنا چاہتے تھے، جبکہ اس معاملے اور فاروقی عدالت کے مابین کوئی ایک شق بھی مشترک نہیں تھی۔

سود کی تعریف:

لغوی تعریف: سود کو عربی زبان میں ”رباً“ کہتے ہیں، یہ لفظ باب رَیْسِ یَرْبُوْ کا مصدر ہے، جس کے معانی زیادتی اور سود کے ہیں۔

اصطلاحاً اس کی دو اقسام ہیں:

(۱) رَبَا الْفَضْلِ: خرید و فروخت میں ایک جنس کے تبادلہ کے وقت ایک طرف سے زیادہ مقدار حاصل کرنا یا مقدار برابر ہونے کی صورت میں ایک طرف سے ادھار ہونا، اگلے باب میں سود کی اسی قسم کا بیان ہے۔  
 آجکل صرفہ بازاروں میں سونے کی خرید و فروخت کے وقت سود کی اسی قسم کو اپنایا جاتا ہے اور یوں نظر آتا ہے کہ تقریباً تمام سنا سود خور ہیں الا ماشاء اللہ، اکثر یہ دیکھا کہ ایک طرف سے سونا نقد ہوتا ہے اور دوسری طرف سے ادھار اور اس کی مقدار میں بھی فرق ہوتا ہے، یہ سود کی واضح ترین قسم ہے، جو لوگ نقدی کے عوض سونا خریدتے ہیں، ان کو بھی اس معاملے میں ادھار پر خریدنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ ہمارا روپیہ پیسہ بھی سونے اور چاندی کا عوض ہے، جبکہ سونے کے تاجر اپنے گاہکوں کو ادھار کی سہولت بھی دیتے ہوئے پائے گئے ہیں۔

اسی طرح پاکستان میں شادی کے موقع پر دولہا کے لیے نوٹوں کے جوہار استعمال کیے جاتے ہیں، ان کی خریداری بھی غور طلب معاملہ ہے، کیونکہ جس ہار میں (۵۰۰) روپے ہوتے ہیں، وہ تقریباً (۶۵۰، ۷۰۰) روپے میں فروخت ہوتا ہے، جبکہ اس پر نوٹوں کے علاوہ جو کچھ لگا ہوتا ہے، وہ قطعی طور پر اتنی زائد قیمت کا نہیں ہوتا، لہذا کہنا پڑے گا کہ کم روپیوں کے بدلے زیادہ روپے وصول کیے جاتے ہیں اور یہ بھی سودی معاملہ ہے۔

(۲) رَبَا النَّسْبَةِ: ایک جیسی دو متبادل چیزوں میں سے کسی ایک کا زیادہ معاوضہ لینا، مگر ایک مقررہ مدت کے بعد۔  
 جیسے میمون نے قاسم کو بیس دنوں کے لیے ایک ہزار روپے ادھار دیے، شرعی قانون کے مطابق اتنی رقم ہی واپس لیننی چاہیے، لیکن اس نے بیس دنوں کے عوض ایک ہزار سے زیادہ رقم وصول کی۔ بینک سے قرضہ لینے والے اور بینک میں رقم جمع کروانے والوں کا سود اسی قسم کا ہوتا ہے۔

جو لوگ اس قسم کے لین دین کو جائز سمجھتے ہیں، ان سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ شریعت میں جس سود کو حرام کو قرار دیا گیا ہے، اس کی تعریف کیا ہے اور آیا موجودہ دور میں اس کی کوئی شکل پائی جاتی ہے؟ یہ سود کا اجمالی تعارف ہے، اگلے ابواب میں مزید وضاحت کی جائے گی۔

## بَابُ الْأَصْنَافِ الَّتِي يُوجَدُ فِيهَا الرِّبَا

### ان اقسام کا بیان، جن میں سود پایا جاتا ہے

**ملحوظہ:** ..... اس باب میں ربا الفضل کا بیان ہے، یہ سود ان چھ جنسوں میں ہوتا ہے: سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور، نمک۔ دوسری اشیاء کو ان اشیاء کے ساتھ ملانے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ جب ایک ہی جنس کا تبادلہ کیا جا رہا ہو، مثلاً گندم کے بدلے گندم لی جا رہی ہو تو اس سودے کی دو شرطیں ہیں: (۱) دونوں طرف سے مقدار برابر ہو اور (۲) دونوں طرف سے نقد و نقد ہو، اور اگر دو جنسوں کا تبادلہ ہو، مثلاً گندم کے بدلے میں جو دیئے جا رہے ہوں تو اس سودے کی ایک شرط ہے کہ دونوں طرف سے چیز نقد و نقد دی جائے، اس صورت میں وزن میں فرق آ سکتا ہے۔ درج ذیل تمام روایات میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سونا چاندی کے عوض فروخت کرنا سود ہے، الا یہ کہ وہ نقد و نقد ہوں، اسی طرح گندم، گندم کے عوض بیچنا سود ہے، الا یہ کہ وہ نقد و نقد ہو، اور جو، جو کے عوض فروخت کرنا سود ہے، الا یہ کہ وہ نقد و نقد ہو، اسی طرح کھجور، کھجور کے عوض فروخت کرنا سود ہے، الا یہ کہ وہ نقد و نقد ہو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک ناپ تول کر اور برابر برابر فروخت کیے جائیں گے، جو زیادہ دے گا یا جو زیادتی کا مطالبہ کرے گا، وہ سود لے گا، ہاں جب اقسام مختلف ہو جائیں (تو پھر زیادہ دینے یا لینے میں کوئی حرج نہیں ہے)۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی.....“ اوپر والی حدیث کی طرح بیان کیا، البتہ اس کے آخر میں یہ

(۵۹۶۳)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: ((الذَّهَبُ بِالنَّوْرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا وَالْتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ)) (مسند احمد: ۱۶۲)

(۵۹۶۴)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالْتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ كَيْلًا بِكَيْلٍ وَزَنَا بِوزنٍ فَمَنْ زَادَ أَوْ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرَبَى إِلَّا مَا اخْتَلَفَ أَلْوَانُهُ)) (مسند احمد: ۷۱۷۱)

(۵۹۶۵)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ مَرُوقًا: ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِي

(۵۹۶۳) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۱۳۴، ۲۱۷۰، ومسلم: ۱۵۸۶ (انظر: ۱۶۲)

(۵۹۶۴) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۵۸۸ (انظر: ۷۱۷۱)

(۵۹۶۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۵۸۴ (انظر: ۱۱۹۲۸)

آخِرِهِ: ((الْأَخِذْ وَالْمُعْطَى فِيهِ سَوَاءٌ))۔  
 (مسند احمد: ۱۱۹۵۰)

(۵۹۶۶)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((الدَّهَبُ بِالدَّهَبِ وَالْفِضَّةُ  
 بِالْفِضَّةِ وَالنُّورِقُ بِالنُّورِقِ مِثْلًا بِمِثْلِ يَدَا  
 بِيَدٍ، مَنْ زَادَ أَوْ اسْتَزَادَ فَقَدْ زَادَ أَرَبِيٌّ)) (مسند  
 احمد: ۹۶۳۷)

**فوائد:**..... ”وَرَق“ وہ چاندی ہے جو سکہ میں ڈھال لی جائے، ”فِضَّة“ بھی چاندی کو ہی کہتے ہیں، فرق صرف  
 یہ ہے کہ اس کا اطلاق سکہ اور غیر سکہ دونوں پر ہوتا ہے۔

(۵۹۶۷)۔ عَنِ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ  
 اشْتَرَى سِقَابِيَّةً مِنْ فِضَّةٍ بِأَقْلَ مِنْ ثَمَنِهَا أَوْ  
 أَكْثَرَ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: نَهَى رَسُولُ  
 اللَّهِ ﷺ عَنْ مِثْلِ هَذَا إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ۔ (مسند  
 احمد: ۲۸۰۸۱)

(۵۹۶۸)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبرَاهِيمَ  
 عَنِ خَالِدٍ عَنِ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ  
 قَالَ كَانَ أَنَسُ يَبْعُونَ الْفِضَّةَ مِنَ الْمَعَانِمِ  
 إِلَى الْعَطَاءِ فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ نَهَى  
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الدَّهَبِ بِالدَّهَبِ  
 وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَالتَّبَرِّ بِالتَّبَرِّ  
 وَالتَّشْعِيرِ بِالتَّشْعِيرِ وَالتَّمْلِحِ بِالتَّمْلِحِ إِلَّا  
 سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ وَاسْتَزَادَ

(۵۹۶۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۸۸ (انظر: ۹۶۳۹)  
 (۵۹۶۷) تخریج: صحيح من حديث عبادة بن الصامت، وهذا حديث منقطع، عطاء لا يحفظ له سماع  
 من أبي الدرداء۔ أخرجه النسائي: ۷/ ۲۷۹ (انظر: ۲۷۵۳۱)  
 (۵۹۶۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۸۷ (انظر: ۲۲۶۸۳)

تو جیسے چاہو خرید و فروخت کر لو، بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔“

فَقَدْ أَرَىٰ - زَادَ فِي رِوَايَةٍ: فَإِذَا اخْتَلَفَتْ فِيهِ  
الْأَوْصَافُ فَيَبْعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا

بِيَدٍ - (مسند احمد: ۲۳۰۵۹)

امام نافع سے روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: سونے کو سونے کے بدلے اور چاندی کو چاندی کے بدلے فروخت نہ کرو، مگر برابر برابر، ایک چیز کو دوسری کے مقابلے میں نہ بڑھاؤ اور نہ ادھار کو نقد کے ساتھ فروخت کرو، کیونکہ ایسی صورت میں مجھے سود کا اندیشہ ہے، اتنے میں ایک آدمی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس قسم کی ایک حدیث نبوی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بیان کر دی، لیکن ابھی تک اس نے اپنی بات پوری نہیں کی تھی کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما، سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا، وہ داخل ہوئے اور کہا: اس شخص کا خیال ہے کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، کیا واقعتاً آپ نے یہ نبی کریم ﷺ سے سنی ہے؟ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میری آنکھوں نے دیکھا تھا اور میرے کانوں نے سنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض فروخت نہ کرو، مگر برابر برابر اور ایک چیز کو دوسرے کے مقابلے میں زیادہ نہ کرو اور نہ نقد کو ادھار کے بدلے بیچو۔“

(۵۹۶۹) - عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْوَرَقَ بِالْوَرَقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشَفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبِيعُوا شَيْئًا غَائِبًا مِنْهَا بِنَاجِزٍ، فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمُ الرَّمَاءَ وَالرَّمَاءُ الرِّبَاءُ، قَالَ: فَحَدَّثَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَا تَمَّ مَقَالَتُهُ حَتَّى دَخَلَ بِهِ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ وَأَنَا مَعَهُ، فَقَالَ: إِنَّ هَذَا حَدَّثَنِي عَنْكَ حَدِيثًا يَزْعُمُ أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَفَسَمِعْتَهُ؟ فَقَالَ: بَصَرَ عَيْنِي وَسَمِعْتُ أُذُنِي، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْوَرَقَ بِالْوَرَقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشَفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا شَيْئًا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ)) (مسند

احمد: ۱۱۰۱۹)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سونے کے عوض سونا اور چاندی کے عوض چاندی برابر برابر ہیں۔“ یہاں تک نمک کا بھی خصوصی ذکر کیا، سیدنا معادیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی اس

(۵۹۷۰) - عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ))

(۵۹۶۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۷۷، و مسلم: ۱۵۸۴ (انظر: ۱۱۰۰۶)

(۵۹۷۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۸۷ (انظر: ۲۲۷۲۴)



بات کی کوئی اہمیت نہیں، (یہ حدیث نبوی نہیں ہے)۔ یہ سن کر سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ جس مقام پر میں ہوں، وہاں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہوں، میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

حَتَّى حَصَّ الْمِلْحَ - قَالَ: فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: إِنَّ هَذَا لَا يَقُولُ شَيْئًا لِعِبَادَةِ، فَقَالَ عُبَادَةُ: لَا أَبَالِي أَنْ أَكُونَ بِأَرْضٍ يَكُونُ فِيهَا مُعَاوِيَةُ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ذَلِكَ - (مسند احمد: ۲۳۱۰۳)

**فوائد:**..... سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں سونے، چاندی، کھجور، گندم، جو اور نمک کا ذکر ہے۔

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چاندی کے عوض چاندی اور سونے کے عوض سونا خریدنے سے منع فرمایا، الا یہ کہ وہ برابر برابر ہوں، نیز آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ چاندی کو سونے کے عوض اور سونے کو چاندی کے عوض جس طرح چاہیں سودا کر لیں۔ یہ سن کر سیدنا ثابت بن عبید اللہ نے کہا: کیا پھر نقد و نقد کی قید ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے اسی طرح سنا تھا۔

(۵۹۷۱)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ لَنَا أَبُو بَكْرَةَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَتَّبَعَ الْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً، وَأَمَرَنَا أَنْ نَتَّبَعَ الْفِضَّةَ فِي الذَّهَبِ وَالذَّهَبَ فِي الْفِضَّةِ، كَيْفَ شِئْنَا؟ فَقَالَ لَهُ ثَابِتُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: يَدَا بَيْدٍ، قَالَ: هَذَا سَمِعْتُ - (مسند احمد: ۲۰۷۷۰)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ فروخت کرو ایک دینار دودینار کے عوض، اور نہ ہی ایک درہم دودرہم کے عوض اور نہ ہی ایک صاع دوصاع کے عوض اس طرح مجھے ڈر ہے کہ تم سود میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگے اے اللہ کے رسول! اس بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ کہ آدمی ایک گھوڑا زیادہ گھوڑوں کے عوض اور اونٹنی اونٹ کے عوض فروخت کرے۔ آپ نے فرمایا جب نقد و نقد ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۵۹۷۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَبِعُوا الدِّينَارَ بِالدِّينَارَيْنِ وَلَا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ، فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمُ الرَّمَاءَ)) وَالرَّمَاءُ هُوَ الرِّبَاءُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَبِيعُ الْفَرَسَ بِأَلْفِ رَاسٍ وَالسَّجِيَّةَ بِالْإِبِلِ؟ قَالَ: ((لَا بَأْسَ إِذَا كَانَ يَدَا بَيْدٍ)) - (مسند احمد: ۵۸۸۵)

**فوائد:**..... لیکن اس حدیث میں سونے اور چاندی اور جانداروں کی خرید و فروخت سے متعلقہ جو دو مسئلے بیان

کئے گئے، وہ دوسری احادیث سے ثابت ہیں۔

(۵۹۷۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۷۵، ۲۱۸۲، ومسلم: ۱۵۹۰ (انظر: ۲۰۴۹۶)

(۵۹۷۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابی جناب، وابوہ حی فی عداد المجہولین۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر" (انظر: ۵۸۸۵)

سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سونے کے عوض سونا برابر برابر ہو اور چاندی کے بدلے میں چاندی برابر برابر ہو، بالکل ایک دوسرے کے برابر برابر ہوں، جس نے زیادہ دیا یا زیادتی کا مطالبہ کیا، اس نے سود والا معاملہ کیا۔“ شرح میں کہتے ہیں: اگر میں نے یہ حدیث نہ سنی ہو تو اللہ تعالیٰ مجھے آگ میں داخل کر دے۔

(۵۹۷۳)۔ عَنْ شُرْحَيْبِلِ بْنِ أَبِي عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيدٍ حَدَّثُوا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، عَيْنًا بِعَيْنٍ، مَنْ زَادَ أَوْ زَادَا فَقَدْ أَرَبَىٰ)) قَالَ شُرْحَيْبِلُ: إِنْ لَمْ أَكُنْ سَمِعْتُهُ فَأَدْخَلَنِي اللَّهُ النَّارَ۔ (مسند احمد: ۱۱۵۷۷)

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّرْفِ وَهُوَ بَيْعُ الْوَرَقِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً يَعْنِي دَيْنًا

بیع صرف کا بیان، یعنی چاندی کو سونے کے عوض ادھار پر فروخت کرنا

**بیع صرف:**..... سونے کے عوض چاندی کی اور چاندی کے عوض سونے کی تجارت کو بیع صرف کہتے ہیں، یہ دراصل

بچھلے باب کی ہی ایک صورت ہے، یہ بیع اس وقت جائز ہوگی، جب معاملہ دونوں طرف نقد سے ہوگا، ادھار کی صورت میں اس پر بالفضل کا اطلاق ہوگا۔

ابومنہال کہتے ہیں: میں نے سیدنا براء بن عازب اور سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کے بارے میں سوال کیا، لیکن ان میں سے ایک نے کہا: اس سے سوال کرو، کیونکہ وہ مجھ سے بہتر اور زیادہ علم والا ہے اور دوسرے نے کہا: اُس سے سوال کرو، کیونکہ وہ مجھ سے بہتر اور زیادہ علم والا ہے، پھر میں نے ان دونوں سے سوال کیا اور دونوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ ادھار پر سونے کی چاندی کے ساتھ بیع کی جائے۔

(۵۹۷۴)۔ عَنْ أَبِي الْمُنْهَالِ قَالَ: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَهَذَا يَقُولُ: سَلْ هَذَا فَإِنَّهُ خَيْرٌ مِنِّي وَأَعْلَمُ، وَهَذَا يَقُولُ: سَلْ هَذَا فَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي وَأَعْلَمُ، قَالَ: فَسَأَلْتُهُمَا فِكِلَاهُمَا يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ بَيْعِ الْوَرَقِ بِالذَّهَبِ دَيْنًا۔ (مسند احمد: ۱۹۵۲۵)

ابومنہال سے روایت ہے کہ سیدنا زید بن ارقم اور سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما دونوں حصہ دار اور پارٹنر تھے، ایک دفعہ انھوں نے

(۵۹۷۵)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ وَالْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ كَانَا شَرِيكَيْنِ فَاشْتَرَا

(۵۹۷۳) تخریج: حدیث صحیح، و حدیث ابی سعید و ابی ہریرہ ثابت فی الصحیحین، و تقدم هنا

ایضاً۔ أخرجه ابو یعلیٰ: ۱۰۱۶ (انظر: ۱۱۵۵۶)

(۵۹۷۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۸۰، و مسلم: ۱۵۸۹ (انظر: ۱۹۳۱۰)

(۵۹۷۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۳۹۳۹، و مسلم: ۱۵۸۹ (انظر: ۱۹۳۰۷)

کچھ چاندی نقد اور کچھ ادھار پر خریدی، جب نبی کریم ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: ”جو سودا نقد ہوا ہے، اس کو برقرار رکھو اور جو ادھا ہوا ہے اس کو واپس کر دو۔“

سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا ابوسعید اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہم تینوں سے یا ان میں سے دو سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیع صرف سے منع فرمایا ہے۔

فِضَّةً يَنْقُدُ وَنَيْسِنَةً قَبْلَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَمَرَهُمَا: ((أَنْ مَا كَانَ يَنْقُدُ فَأَجِيزُوهُ وَمَا كَانَ نَيْسِنَةً فَرُدُّوهُ)) (مسند احمد: ۱۹۵۲۲)

(۵۹۷۶)۔ عَنْ أَبِي صَالِحٍ ذَكَوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرِ أَوْ ابْنَيْنِ مِنْ هَوْلَاءِ الثَّلَاثَةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْبَيْعِ الْبَرِّاءِ - (مسند احمد: ۹۶۳۶)

**فوائد:** ..... ممنوع بیع صرف وہ ہے، جو ادھار پر مشتمل ہو، جب معاملہ دونوں طرف سے نقد ہو تو یہ بیع جائز ہو گی۔ البتہ اگر ایک جنس کا آپس میں تبادلہ ہو تو کمی بیشی ٹھیک نہیں، کما تقدم۔

ابو قلابہ سے روایت ہے کہ سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بصرہ میں آئے اور وہاں لوگوں کو دیکھا کہ وہ (ادھار پر چاندی کے بدلے) سونا خریدتے تھے، پس وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ادھار پر سونے کو چاندی کے عوض بیچنے سے منع کیا ہے، نیز فرمایا کہ یہ سود ہے۔

(۵۹۷۷)۔ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ قَالَ: قَدِمَ هِشَامُ بْنُ عَامِرٍ الْبَصْرَةَ فَوَجَدَهُمْ يَتْبَاعُونَ الذَّهَبَ فَقَامَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ بَيْعِ السُّدِّ بِالسُّدِّ وَأَخْبَرَ أَوْ قَالَ: إِنَّ ذَلِكَ هُوَ الْبَرِّاءُ - (مسند احمد: ۱۶۳۷۴)

سیدنا مالک بن اوس کہتے ہیں: میں نے سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چاندی کی سونے کے عوض بیع صرف کی، انہوں نے کہا: غابہ سے میرا منی واپس آنے تک مجھے مہلت دو، لیکن ان کی یہ بات سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سن لی اور کہا: نہیں، اللہ کی قسم! تم تبادلے میں سکتے لینے سے قبل ان سے جدا نہیں ہو سکتے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”چاندی کے بدلے سونے کی تجارت سود ہے، الا یہ کہ وہ

(۵۹۷۸)۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ: صَرَفْتُ عِنْدَ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَرَقَاءَ بِذَهَبٍ، فَقَالَ: أَنْظِرْنِي حَتَّى يَأْتِيَنَا خَازِنُنَا مِنَ الْعَابَةِ، قَالَ: فَسَمِعَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: لَا، وَاللَّهِ! لَا تُفَارِقُهُ حَتَّى تَسْتَوْفِيَ عَنْهُ صَرْفَهُ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الذَّهَبُ بِالسُّدِّ رِبَاٌ إِلَّا هَاءَ

(۵۹۷۶) تخریج: اسنادہ صحیح (انظر: ۹۶۳۸)

(۵۹۷۷) مرفوعہ صحیح لغیرہ، ، وهذا اسناد ضعیف لانقطاعه، ابو قلابہ لم یسمع من هشام بن عامر۔

أخرجه الطبرانی فی "الكبير" ۲۲ / ۴۵۷، و ابو یعلیٰ: ۱۵۵۴، و عبد الرزاق: ۱۴۵۴۵ (انظر: ۱۶۲۶۶)

(۵۹۷۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۳۴، ۲۱۷۰، و مسلم: ۱۵۸۶ (انظر: ۲۳۸)

نقد و نقد ہو۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ میں چاندی کے عوض سونا یا سونے کے عوض چاندی خرید سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم ایک چیز دوسرے کے عوض خرید لو تو تیرا ساتھی تجھ سے اس حال میں جدا نہ ہو کہ تمہارے اور اس کے درمیان اس سودے سے متعلقہ کوئی چیز باقی ہو۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں بقیع میں اونٹوں کی تجارت کرتا تھا اور دیناروں میں سودا کرتا تھا، لیکن ان کی بجائے درہم لے لیتا تھا، اسی طرح درہموں میں سودا کرتا تھا اور ان کی بجائے دینار لے لیتا تھا، پس میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ ﷺ اپنے حجرہ میں داخل ہو رہے تھے یا آپ ﷺ سیدنا حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر آ رہے تھے، میں نے آپ کا کپڑا پکڑا اور اس تجارت کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ٹھیک ہے، لیکن جب تو درہم و دینار میں ایک چیز دوسرے کے عوض لے تو دوسرا آدمی تجھ سے اس حال میں جدا نہ ہو کہ تمہارے مابین اس سودے کی کوئی چیز باقی ہو۔“ ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو اسی دن کے ریٹ سے لے لے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ تم اس حال میں جدا نہ ہو کہ تمہارے مابین اس سودے سے متعلقہ کوئی چیز باقی ہو۔“

وہاء۔)) (مسند احمد: ۲۳۸)

(۵۹۷۹)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ: أَشْتَرِي الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ أَوْ الْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ؟ قَالَ: ((إِذَا أَخَذْتَ وَاحِدًا مِنْهُمَا بِالْآخَرِ فَلَا يُفَارِقُكَ صَاحِبُكَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ لَبْسٌ)) (مسند احمد: ۵۷۷۳)

(۵۹۸۰)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ أَبِيعُ الْبَابِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالذَّنَانِيرِ وَأَخُذُ الدَّرَاهِمَ، وَأَبِيعُ بِالذَّرَاهِمِ وَأَخُذُ الدَّنَانِيرَ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَدْخُلَ حُجْرَتَهُ (وَفِي لَفْظٍ: فَوَجَدْتُهُ خَارِجًا مِنْ بَيْتِ حَفْصَةَ) فَأَخَذْتُ بِثَوْبِهِ فَسَأَلْتَهُ فَقَالَ: ((إِذَا أَخَذْتَ وَاحِدًا مِنْهَا بِالْآخَرِ فَلَا يُفَارِقُكَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ بَيْعٌ (وَفِي لَفْظٍ) فَقَالَ: لَا بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَهَا بِسَعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَيْءٌ)) (مسند احمد: ۵۵۵۵)

(۵۹۷۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لتفرد سماک بن حرب برفعه وروی موقوفا وهو الصحيح۔ أخرجه بنحوه

ابوداود: ۳۳۵۵، والنسائی: ۷/ ۲۸۲، وابن ماجه: ۲۲۶۲ (انظر: ۵۷۷۳)

(۵۹۸۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لتفرد سماک بن حرب برفعه، والصحيح وقفه علی ابن عمر، وانظر

الحديث السابق (انظر: ۵۵۵۵)

بَابُ حُجَّةٍ مَنْ رَأَى جَوَازَ التَّفَاضُلِ فِي الْجِنْسِ إِذَا كَانَ يَدًا بَيْدًا  
نقد و نقد سودا ہونے کی صورت میں ایک جنس میں تفاضل کے جواز کے قائلین کی دلیل

(۵۹۸۲، ۵۹۸۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:  
«لَا رَبًّا فِيمَا كَانَ يَدًا بَيْدًا.» قَالَ: يَعْنِي  
إِنَّمَا الرَّبَّ فِي النِّسَاءِ. (وَفِي لَفْظِ) أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ.))  
سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا اسامہ بن  
زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو  
تجارت دست بدست ہو، اس میں کوئی سود نہیں ہوتا۔“ یعنی سود  
صرف ادھار میں ہوتا ہے، ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ  
ﷺ نے فرمایا: ”سود ادھار میں ہوتا ہے۔“  
(مسند احمد: ۲۲۰۸۶، ۲۲۱۳۸)

**فوائد:** ..... اس حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ نہیں کہ ربا الفضل جائز ہے، اگلی حدیث کے فوائد پڑھیں، سیدنا ابن  
عباس رضی اللہ عنہما پہلے تو صرف ربا النسیئہ کو تسلیم کرتے تھے، لیکن بعد میں انھوں نے اس رائے سے رجوع کر لیا تھا، جیسا کہ اس  
باب کی آخری حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

(۵۹۸۳)۔ عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ حَدَّثَنِي  
أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ  
«لَا رَبًّا إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ.» (مسند احمد: ۲۲۱۰۵)

**فوائد:** ..... سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک جنس کے تبادلہ کے وقت ایک طرف سے زیادتی  
یا کمی کی صورت میں کوئی سود نہیں ہوتا، لیکن اس بات پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے کہ اس حدیث کے ظاہر پر عمل نہیں کیا  
جائے گا، جیسا امام نووی نے شرح مسلم میں کہا اور امام خطابی نے (اعلام الحدیث: ۲/۱۰۶۷) میں کہا: اہل علم نے سیدنا  
اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اس طرح توجیہ کی ہے کہ یہ صرف حدیث کا آخری حصہ سن سکے ہیں، پہلا حصہ ان سے رہ گیا  
تھا، اس کی صورت یہ بنتی ہے کہ جب آپ ﷺ سے کھجور کے بدلے جو کی یا گندم کے بدلے کھجور کی یا سونے کے  
بدلے چاندی کی تفاضل کے ساتھ بیع کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَنَّمَا الرَّبَّ فِي  
النِّسِيئَةِ.)) ..... ”سود تو صرف ادھار میں ہے۔“ آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ اس قسم کے مسئلے میں ادھار میں سود پایا  
جائے گا، یعنی جب جنسیں مختلف ہو جائیں تو ان میں تفاضل تو جائز ہے، بشرطیکہ وہ نقد و نقد ہوں، ہاں جب ان میں  
ادھار گھس آیا تو سود لازم آئے گا۔ یہ توجیہ اور معنی اس بنا پر کیا گیا ہے کہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مفہوم کے بر  
خلاف امت کا اجماع ہو چکا ہے۔

(۵۹۸۱ و ۵۹۸۲) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ومسلم: ۱۵۹۶ (انظر: ۲۱۷۴۳)

(۵۹۸۳) تخريج: انظر الحديث السابق



اگر امام خطابی کی تاویل نہ کی جائے اور کہا جائے کہ آپ ﷺ نے اس حدیث میں صرف ربا النسیئہ کو حرام قرار دیا ہے تو دوسری خاص نصوص کی روشنی میں ربا الفضل کو بھی ممنوع قرار دیا جائے گا۔

یہ توجیہ کرنے کی اصل بنیاد تو یہ ہے کہ ربا الفضل کی صورت احادیث کے لحاظ سے ناجائز اور حرام ہے اس لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ عام لحاظ سے کہا جائے کہ سود صرف ادھار میں ہے۔ اہل علم ”سود تو صرف ادھار میں ہے“ کی ایک توجیہ یہ بھی کرتے ہیں کہ سود کا بڑا حصہ یہ زیادہ تر سود ادھار میں ہے، یہ مقصر نہیں کہ ادھار کے علاوہ سود کی کوئی صورت نہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ شاعر تو صرف فلان ہے، خطیب تو صرف فلان ہے۔ اس سے مقصد دوسرے لوگوں کی سہمہری اور خطابت کی نفی نہیں بلکہ کمال درجہ کا شاعر اور خطیب مراد ہوتا ہے۔ (عبداللہ رفیق)

یحییٰ بن قیس مازنی کہتے ہیں: میں نے امام عطاء سے سوال کیا کہ جب دینار کے بدلے دینار اور درہم کے بدلے درہم کی تجارت کی جا رہی ہو تو ان میں کمی بیشی ہو سکتی ہے؟ انھوں نے کہا: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تو اس کو حلال قرار دیتے تھے، سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما وہ امور بیان کرتے ہیں، جو انھوں نے خود رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنے، پس جب یہ بات اُن تک پہنچی تو انھوں نے کہا: واقعی میں نے خود یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی، البتہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”سود نہیں ہے، مگر ادھار میں۔“

ابوصالح کہتے ہیں: جب میں نے ابوسعید کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ سونے کے بدلے میں سونا برابر برابر ہونا چاہیے تو میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ملا اور ان سے کہا: تم جو کچھ کہتے ہو، اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، آیا تم نے یہ چیز قرآن مجید میں پائی ہے یا رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: یہ ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کو میں نے کتاب اللہ میں پایا ہو یا رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو، مجھے تو سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

(۵۹۸۴)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ قَيْسِ الْمَازِنِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَطَاءَ عَنِ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ وَبَيْنَهُمَا فَضْلٌ وَالدَّرْهَمِ بِالدَّرْهَمِ؟ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحِلُّهُ، فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ بِمَا لَمْ يَسْمَعْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَبَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَكِنْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الرِّبَا إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ أَوْ النَّظَرَةِ)) (مسند احمد: ۲۲۱۳۹)

(۵۹۸۵)۔ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ يَقُولُ: الدَّهَبُ بِالدَّهَبِ وَزَنَا بوزن، قَالَ: فَلَقِيتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَرَأَيْتَ مَا تَقُولُ، أَشَيْئًا وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ أَوْ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: لَيْسَ بِشَيْءٍ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ أَوْ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَكِنْ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ

(۵۹۸۴) تخریج: انظر الحديث السابق

(۵۹۸۵) تخریج: انظر الحديث السابق

نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”سو دو تو ادھار میں ہے۔“

ذکوان کہتے ہیں: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مجھے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اور کہا: ان سے بیع صرف کے بارے میں پوچھنا کہ آیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی حدیث سنی ہے جو ہم نہیں سن پائے یا تم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کوئی ایسی چیز پڑھی ہے، جو ہم نہیں پڑھ سکے؟ انہوں نے جواباً کہا: میں ایسی کوئی حدیث بیان نہیں کرتا، بات یہ ہے کہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی سو نہیں ہے، مگر ادھار میں۔“

سلیمان بن علی ربیع کہتے ہیں: ابو جوزاء نے ہمیں کئی بار بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیع صرف کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ایک کے بدلے دو ہوں یا زیادہ ہوں یا کم ہوں، جب میں اگلی بار حج کے لیے گیا تو یہ بزرگ ابھی تک زندہ تھے، میں ان کے پاس آیا اور بیع صرف کے بارے میں دوبارہ سوال کیا، انھوں نے کہا: وزن میں برابر ہونا چاہیے، میں نے کہا: آپ نے مجھے یہ فتویٰ دیا تھا کہ ایک کے بدلے دو بھی ہو سکتے ہیں، میں اس وقت سے یہی فتویٰ دیتا رہا ہوں؟ انھوں نے کہا: یہ میری رائے تھی، اب سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا ہے (کہ یہ سو ہے)، اس لیے میں نے رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی وجہ سے اپنی رائے چھوڑ دی ہے۔

زَيْدٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ)) (مسند احمد: ۲۲۰۹۳)

(۵۹۸۶)۔ عَنْ ذُكْوَانَ قَالَ: أَرْسَلَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قُلْ لَهُ فِي الصَّرْفِ، أَسَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا لَمْ نَسْمَعْ أَوْ قَرَأْتَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا لَمْ تَقْرَأْ؟ قَالَ: بِكُلِّ لَا أَقُولُ. وَلَكِنْ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا رِبَا إِلَّا فِي الدَّيْنِ)) أَوْ قَالَ: ((فِي النَّسِيئَةِ)) (مسند

احمد: ۲۲۱۶۰)

(۵۹۸۷)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَلِيٍّ الرَّبِيعِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوْزَاءِ، غَيْرَ مَرَّةٍ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّرْفِ يَدًا بِيَدٍ؟ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِذَلِكَ اثْنَيْنِ يَوَاحِدٍ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ وَأَقْلُ، قَالَ: ثُمَّ حَجَجْتُ مَرَّةً أُخْرَى وَالشَّيْخُ حَيٌّ، فَأَتَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الصَّرْفِ، فَقَالَ: وَزَنَا يَوْزَنَ، قَالَ: فَقُلْتُ: إِنَّكَ قَدْ أَقْتَبْتَنِي اثْنَيْنِ يَوَاحِدٍ فَلَمْ أَرَلْ أَقْتَبِي بِهِ مِنْذُ أَقْتَبْتَنِي، فَقَالَ: إِنَّ ذَلِكَ كَانَ عَنْ رَأْيِي وَهَذَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَرَكَتُ رَأْيِي إِلَى حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (مسند احمد: ۱۱۴۹۹)

(۵۹۸۶) تخريج: انظر الحديث السابق

(۵۹۸۷) تخريج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۵۸ (انظر: ۱۱۴۷۹)

## بَابُ حُكْمِ مَنْ بَاعَ ذَهَبًا وَغَيْرَهُ بِذَهَبٍ

سونے کے عوض ایسی چیز بیچنے کا بیان کہ جس میں سونا بھی ہو اور اس کے علاوہ کوئی چیز بھی ہو

سیدنا فضالہ بن عبید اللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ہار لایا گیا، اس میں سونا اور موتی تھے اور وہ برائے فروخت تھا اور وہ مال غنیمت سے حاصل ہوا تھا، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہار میں جو سونا ہے، اس کو الگ کر دیا جائے، پھر فرمایا: ”سونے کو سونے کے بدلے برابر برابر فروخت کیا جاتا ہے۔“

سیدنا فضالہ بن عبید اللہؓ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے خیبر والے دن بارہ دینار میں ایک ہار خریدا، اس میں سونا اور موتی تھے۔ جب میں نے اسے علیحدہ علیحدہ کیا تو اس کا سونا ہی بارہ دینار سے زیادہ نکلا، جب میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ بات بتلائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک اس کو علیحدہ علیحدہ نہ کیا گیا ہو، اس وقت تک اس کو فروخت نہ کیا جائے۔“

سیدنا فضالہ بن عبید اللہؓ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم خیبر کی فتح کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، یہودیوں نے ایک اوقیہ کے برابر سونا دو دو اور تین تین دیناروں کے عوض فروخت کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سونے کے عوض سونا فروخت نہ کیا کرو، الا یہ کہ برابر برابر ہو۔“

**فوائد:** ..... اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ سونے کے عوض ایسی چیز خریدنا ہو، جس میں سونا بھی ہو اور کوئی اور چیز

بھی ہو، یا چاندی کے عوض ایسی چیز خریدنا ہو، جس میں چاندی بھی ہو اور کوئی اور چیز بھی، تو اس چیز کے دو سو دے ہوں گے، اس میں لگے ہوئے سونے کا الگ سے سودا ہوگا اور اس کے عوض اس کی مقدار کے برابر سونا دینا ہوگا اور دوسری چیز کا الگ سے سودا ہوگا، علیٰ ہذا القیاس۔ بطور مثال سونے اور چاندی کا ذکر کیا گیا ہے، وگرنہ یہی مسئلہ ربا الفضل کی باقی اجناس میں بھی ہو سکتا ہے، مثلاً گندم کے عوض گندم اور جو خریدنا، اس موقع پر بھی گندم کا علیحدہ سودا ہوگا اور جو کا علیحدہ،

(۵۹۸۸)۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِقِلَادَةٍ فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ تَبَاعُ وَهِيَ مِنَ الْغَنَائِمِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالذَّهَبِ الَّذِي فِي الْقِلَادَةِ فَنُرِعَ وَحْدَهُ ثُمَّ قَالَ: ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزَنَا بِوَزْنِ)) (مسند احمد: ۲۴۴۳۶)

(۵۹۸۹)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: إِشْتَرَيْتُ قِلَادَةً يَوْمَ خَيْبَرَ بِإِثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَقَصَلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ إِثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تَبَاعُ حَتَّى تُفْصَلَ)) (مسند احمد: ۲۴۴۶۲)

(۵۹۹۰)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ خَيْبَرَ فَبَاعَ الْيَهُودُ الْأَوْقِيَةَ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَالثَّلَاثَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا وَزَنَا بِوَزْنِ)) (مسند احمد: ۲۴۴۶۸)

(۵۹۸۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۹۱ (انظر: ۲۳۹۳۹)

(۵۹۸۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۹۱ (انظر: ۲۳۹۶۲)

(۵۹۹۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۹۱ (انظر: ۲۳۹۶۸)

شریعت کا مدعا یہ ہے کہ کہیں بھی ربا الفضل نہ گھسنے پائے، اگر قارئین کو یہ اصطلاحات اور مسائل سمجھ نہ آئیں تو وہ اہل علم سے رابطہ کر کے دین کا فہم حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيرِ الَّتِي يُتَعَامَلُ بِهَا إِلَّا مِنْ بَأْسٍ  
ورہم و دینار کو توڑنے کی ممانعت کا بیان، الایہ کہ کوئی مجبوری ہو

(۵۹۹۱)۔ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے درمیان رائج سکہ کو توڑنے سے منع فرمایا  
قَالَ: نَهَى نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُكْسَرَ سِكَّةُ الْمُسْلِمِينَ الْجَائِزَةُ بَيْنَهُمْ إِلَّا مِنْ بَأْسٍ۔  
ہے، الایہ کہ کوئی مجبوری ہو۔

(مسند احمد: ۱۰۵۳۶)

**فوائد:**..... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن جائز امور میں اسلامی حکومت کے احکامات کا پابند رہنا ضروری ہے

اور سکہ کو توڑنے میں مال کا ضیاع بھی ہے۔

بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلٍ

بوقت تجارت اناج کے برابر برابر ہونے کا بیان

(۵۹۹۲)۔ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْعَدَوِيِّ تہ اُرسل غلاما لہ بصاع من قمح فقال لہ: سیدنا معمر بن عبد اللہ عدوی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک غلام کو بھیجا کہ وہ گندم کا ایک صاع لے جائے اور اسے پہلے فروخت کرے اور پھر اس کے عوض جو خرید کر لائے، پس وہ غلام گیا اور ایک صاع سے زیادہ جو خرید کر آ گیا، جب وہ سیدنا معمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور سو دے کے بارے میں ان کو بتایا تو انہوں نے پوچھا: کیا تو واقعی اس طرح کر کے آیا ہے؟ واپس چل اور یہ سود واپس کر دے اور اس کے عوض برابر برابر ہی لینا ہے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”اناج کے بدلے اناج فروخت کرتے وقت برابر برابر ہو۔“ اس وقت ہمارا کھانا جو ہوتا تھا، کسی نے کہا: یہ تو ہم جنس ہی نہیں ہے، لیکن سیدنا معمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ

عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْعَدَوِيِّ تہ اُرسل غلاما لہ بصاع من قمح فقال لہ: یغہ ثم اشتر به شعیرا، فذهب الغلام فأخذ صاعا وزیادة بعض صاع فلما جاء معمرًا أخبره بذلك فقال لہ معمر: أفعلت؟ انطلق فرده ولا تأخذ إلا مثلا بمثل، فإني كنت أسمع رسول الله ﷺ يقول: ((الطعام بالطعام مثلا بمثل))۔ وَكَانَ طَعَامُنَا يَوْمَئِذٍ الشَّعِيرَ، قِيلَ: فَإِنَّهُ لَيْسَ مِثْلَهُ، قَالَ: إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُضَارَعَ۔

(۵۹۹۱) اسنادہ ضعیف، محمد بن فضال ازدی ضعفہ ابن معین، والنسائی، وقال ابن حبان: كان قلبل الحديث منكر الرواية، حدث بدون عشرة احاديث كلها مناكير، لم يتابع على شيء منها فبطل الاحتجاج به، وتفرد بالرواية عنه ابنه محمد وهو مجهول۔ أخرجه ابو داود: ۳۴۴۹، وابن ماجه: ۲۲۶۳ (انظر: ۱۰۵۴۵۷) (۵۹۹۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۰۹۲ (انظر: ۲۷۲۵۰)

(مسند احمد: ۲۷۷۹۲) ہو کہ اس سے مشابہت ہو جائے۔

**فوائد:** ..... یہ محض سیدنا معمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط تھی، وگرنہ جب جنس مختلف ہو جائے تو اس میں کمی بیشی کی کھلی

اجازت ہے، جیسا کہ ”ان اقسام کا بیان، جن میں سود پایا جاتا ہے“ کے باب میں تفصیل گزر چکی ہے۔

(۵۹۹۳)۔ عَنْ أَبِي ذُهْقَانَ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ: أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَيْفٌ، فَقَالَ لِبِلَالٍ: ((إِئْتِنَا بِطَعَامٍ)) فَذَهَبَ بِلَالٌ فَأَبْدَلَ صَاعَيْنِ مِنْ تَمْرٍ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ جَيِّدٍ وَكَانَ تَمْرُهُمْ دُونَ مَا عَجَبَ النَّبِيُّ ﷺ التَّمْرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ آتَى هَذَا التَّمْرَ؟)) فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَبَدَلَ صَاعًا بِصَاعَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رُدَّ عَلَيْنَا تَمْرَنَا)) (مسند احمد: ۴۷۲۸)

ابو ذھقانہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں ایک مہمان آیا، آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”ہمارے لئے کھانا لاؤ۔“ سو وہ گئے اور کھجوروں کے دو صاع دے کر ان کے بدلے میں اچھی کھجوروں کا ایک صاع لیا، ان کی اپنی کھجوریں ناقص تھیں، نبی کریم ﷺ کو یہ کھجوریں بہت پسند آئی، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کھجور کہاں سے آئی ہے؟“ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا اس نے دو صاع کے عوض ان کھجوروں کا ایک صاع لیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہماری کھجوریں واپس لے کر آؤ۔“

**فوائد:** ..... کھجوروں کے ایک صاع کے عوض دو صاع کا لین دین سودی معاملہ ہے، اگلی احادیث میں بھی اسی چیز کو بیان کیا گیا ہے، اس کو ربا الفضل کہتے ہیں، جیسا کہ پہلے تفصیل گزر چکی ہے۔

(۵۹۹۴)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى بِتَمْرٍ رِيَّانٍ وَكَانَ تَمْرٌ نَبِيٍّ اللَّهُ ﷺ تَمْرًا بَعْلًا فِيهِ يَسْرُ، فَقَالَ: ((أَتَى لَكُمْ هَذَا التَّمْرُ؟)) فَقَالُوا: هَذَا تَمْرٌ ابْتَعْنَا صَاعًا بِصَاعَيْنِ مِنْ تَمْرِنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَصْلُحُ ذَالِكَ، وَلَكِنْ مَعَ تَمْرِكَ ثُمَّ ابْتَعْ حَاجَتَكَ)) (مسند احمد: ۱۱۴۳۲)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تروتازہ اور سیرابی کھجوریں لائی گئیں جبکہ آپ کی کھجوروں بارانی تھیں اور ان میں خشکی آگئی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے پوچھا: ”یہ کھجوریں کہاں سے آئی ہیں۔“ لوگوں نے کہا: جی ہم نے دو صاع دے کر ان کھجوروں کا ایک صاع لیا ہے، آپ نے فرمایا: ”یہ سودا درست نہیں ہے، پہلے تم اپنی کھجوریں علیحدہ بیچو، پھر اس کی قیمت سے اس قسم کی اپنی ضرورت پوری کرو۔“

(۵۹۹۳) تخریج: حسن۔ أخرجه ابويعلى: ۵۷۱۰، والطبرانی في ”الكبير“: ۱۰۲۸، والدارمی: ۲/

۲۵۷، والبراز: ۱۴۱۶ (انظر: ۴۷۲۸)

(۵۹۹۴) تخریج: أخرجه بنحوه البخاری: ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۴۲۴۴، ۷۳۵۰، ومسلم:

۱۵۹۳ (انظر: ۱۱۴۱۲)





جانور کی بیع کرنے سے منع فرمایا ہے، اگر نقد و نقد ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ادھار پر حیوان کے عوض حیوان کی تجارت کرنے سے منع کیا ہے۔

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی روایت بیان کی ہے۔

بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً، اِثْنَيْنِ بَوَاحِدٍ وَلَا بَأْسَ بِهِ  
يَدَا بَيْدٍ - (مسند احمد: ۱۴۳۸۲)

(۵۹۹۸) - عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ  
نَسِيئَةً - (مسند احمد: ۲۱۲۴۹)

(۵۹۹۹) - عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ - (مسند احمد: ۲۰۴۰۵)

**فوائد:**..... ان تینوں احادیث کا معنی یہ ہے کہ جب حیوان کے بدلے حیوان کی بیع دونوں طرف سے ادھار ہو تو تب منع ہے۔ جب ایک طرف سے ادھار ہو یا ایک جانور کے عوض زیادہ جانور دے جا رہے ہوں تو یہ دونوں صورتیں جائز ہوں گی، جیسا کہ اگلی دونوں احادیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا صفیہ رضی اللہ عنہا، سیدنا دجیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آگئی تھیں، کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک خوبصورت لونڈی سیدنا دجیہ رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آگئی ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے سات افراد کے عوض خرید لیا تھا۔

عمر بن حریش کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ہم ایک ایسے علاقے میں ہیں کہ جہاں دینار ہے نہ درہم، اس لیے ہم ادھار کی ایک مدت تک کے لئے اونٹ اور بکریوں کا لین دین کرتے ہیں، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے اس مسئلہ کے بارے میں باخبر آدمی سے سوال کیا ہے، بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کے اونٹوں سے ایک لشکر تیار کیا، مگر ابھی تک تیاری مکمل نہ ہوئی تھی کہ اونٹ ختم ہو گئے، جبکہ

(۶۰۰۰) - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ  
صَفِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَقَعَتْ فِي سَهْمِ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ،  
فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ وَقَعَتْ فِي سَهْمِ  
دِحْيَةَ جَارِيَةٌ جَمِيلَةٌ، فَأَشْتَرَاهَا رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ بِسَبْعَةِ أَرْؤُسٍ - (مسند احمد: ۱۲۲۶۵)

(۶۰۰۱) - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَرِيْشِ قَالَ:  
سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ الْعَاصِ  
فَقُلْتُ: إِنَّا بِأَرْضٍ لَيْسَ فِيهَا دِينَارٌ وَلَا  
دِرْهَمٌ، وَإِنَّمَا يُبَاعُ بِالْبَابِلِ وَالغَنَمِ إِلَى  
أَجَلٍ فَمَا تَرَى فِي ذَلِكَ؟ قَالَ: عَلَى الْحَبِيرِ  
سَقَطَتْ، جَهَزَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَيْشًا عَلَى  
إِسْلَمِ بْنِ إِسْلَمٍ الصَّدَقَةَ حَتَّى نَفَذَتْ وَبَقِيَ  
نَاسٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اشْتَرِ لَنَا

(۵۹۹۸) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه الطبرانی: ۲۰۵۷ (انظر: ۲۰۹۴۲)

(۵۹۹۹) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۷۰، والنسائی: ۷/ ۲۹۲ (انظر: ۲۰۱۴۳)

(۶۰۰۰) تخریج: أخرجه مسلم: ص ۱۰۴۵ (انظر: ۱۲۲۴۰)

(۶۰۰۱) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۳۵۷ (انظر: ۶۵۹۳)

لوگوں کی ضرورت ابھی تک باقی تھی، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”ہمارے لئے صدقہ کی اونٹنیوں کے عوض اونٹ خرید لو، جب میسر آئیں گی تو ہم مالکان کو ادا کر دیں گے۔“ پھر میں نے دو تین تین اونٹنیوں کے عوض ایک ایک اونٹ خریدا، یہاں تک کہ تعداد مکمل ہو گئی، پھر جب صدقہ کے اونٹ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ ادا کر دیئے۔

إِبِلًا بِقَلَانِصَ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ إِذَا جَاءَتْ حَتَّى نُؤَدِّيَهَا إِلَيْهِمْ.)) فَاشْتَرَيْتُ الْبَعِيرَ بِإِلَانِثَيْنِ وَالثَّلَاثِ قَلَانِصَ حَتَّى فَرَغْتُ، فَأَدَى ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ. (مسند احمد: ۶۵۹۳)

**فوائد:** ..... اس حدیث مبارکہ میں دو امور کا بیان ہے، اونٹوں کی اس بیع میں اونٹ ایک طرف سے ادھار تھے اور ایک اونٹ کے عوض دو تین تین اونٹ دیئے گئے۔

### کِتَابُ السَّلْمِ بیع سلم (بیع سلف) کے مسائل

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو وہ لوگ دو تین تین سال کے کھجور کی بیع سلف کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو بیع سلف کرنا چاہے، اس کو چاہیے کہ وہ مقررہ ماپ، معین وزن اور مقررہ مدت تک کرے۔“

(۶۰۰۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسَلِّفُونَ فِي التَّمْرِ السَّتِينَ وَالثَّلَاثَ، فَقَالَ: ((مَنْ سَلَفَ فَلْيَسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوِزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ.)) (مسند احمد: ۱۹۳۷)

بیع سلم (بیع سلف): قیمت پیشگی ادا کر کے معاہدے کے مطابق بیع (چیز) ایک معین مدت کے بعد وصول کرنا بیع سلم کہلاتا ہے۔ پھلوں، غلہ جات، بلکہ ہر چیز میں بیع سلم جائز ہے، واضح نصوص کا یہی تقاضا ہے، اس کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں: اس چیز کی جنس معلوم ہو، ماپ یا تول کی صورت میں اس کی مقدار معلوم ہو، مدت معین ہو، اس کا ایسا وصف بیان کیا جائے، جس سے اس کی مقدار اور ممتاز اوصاف کا علم ہو جائے تاکہ دھوکے کا امکان ختم ہو جائے، وہ چیز ضمانت و ذمہ داری میں ہو۔ عوام الناس کی طرف سے بیع سلم پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ قیمت وصول کرنے والا ایسی چیز فروخت کر رہا ہے، جو اس کے پاس نہیں ہے، جبکہ شریعت نے ایسی چیز کا سودا کرنے سے منع کیا ہے؟ پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے، جس کے مطابق آپ ﷺ نے ایسی چیز کو بیع کرنے سے منع فرمایا ہے، جو فروخت کنندہ کے پاس نہیں ہے، لیکن اس سے مراد بیع الغین ہے، نہ کہ بیع الصفہ۔ آپ مزید غور کریں کہ بیع سلم کو مدتوں تک جائز قرار دیا ہے، حالانکہ اس میں بیچنے والا ایسی چیز فروخت کر رہا ہوتا ہے جو معاہدے کے وقت اس کے پاس نہیں ہوتی، یہ بیع الصفہ ہے۔ آپ ﷺ نے منع کیا کہ جو چیز بائع کے پاس نہیں ہے، وہ اس کا سودا نہ کرے، اس کی وجہ دھوکہ اور غرر ہے، مثلاً بھاگا ہوئے غلام یا آوارہ اور بھاگے

(۶۰۰۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ومسلم: ۱۶۰۴ (انظر: ۱۹۳۷)

ہوئے اونٹ کا سودا کرنا، یہ بیع العین ہے، اس میں بھاگے ہوئے غلام اور آوارہ اونٹ کو پکڑنے کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی، جبکہ بیع سلم میں متعلقہ چیز کی ضمانت اور ذمہ داری دی جاتی ہے۔

زیادہ مناسب یہ ہے کہ کہا جائے کہ عمومی لحاظ سے اس چیز کا سودا کرنا منع ہے جو آدمی کے پاس نہ ہو، لیکن بیع سلم کی

شکل میں جائز ہے کیونکہ اس کے جواز کی صراحت موجود ہے، جیسے بیع مزانہ سے بیع عرایا مستغنی ہے۔ (عبداللہ رفیق)

محمد بن ابی مجالد کہتے ہیں: ابن شداد اور ابو بردہ نے مجھے بھیجا اور کہا: تو سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور ان سے کہہ کہ عبداللہ بن شداد اور ابو بردہ آپ کو سلام کہتے ہیں اور یہ سوال کرتے ہیں کہ تم لوگ عہد نبوی میں گندم، جو اور منقی میں بیع سلف کیا کرتے تھے؟ انھوں نے جواباً کہا: جی، ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مال غنیمت حاصل کرتے اور پھر اس میں گندم، جو، کھجور اور منقی میں بیع سلف کرتے تھے۔ میں نے کہا: کیا یہ بیع ان سے کرتے تھے، جن کے پاس کھیتی ہوتی تھی یا ان سے بھی کہ جن کے پاس کھیتی نہیں ہوتی تھی؟ انہوں نے کہا: اس چیز کے بارے میں ہم پوچھتے ہی نہیں تھے۔ (جب میں نے واپس آ کر ان کو تفصیل بتائی تو) انھوں نے کہا: اب سیدنا عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور ان سے یہی مسئلہ دریافت کر کے آ۔ پس میں ان کے پاس گیا اور انھوں نے بھی سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ والا جواب دیا۔ امام احمد کہتے ہیں کہ ابو معاویہ کی روایت میں تیل (یا زیتون کے تیل) کا ذکر بھی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک آدمی نے ایک آدمی سے کھجوریں خریدیں، لیکن اس سال انہیں پھل ہی نہیں لگا، پس وہ دونوں فیصلہ لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اس کے درہم کو اپنے لئے کیسے حلال سمجھتا ہے؟ اس کے درہم اس کو واپس لوٹا دے، کھجور میں ہرگز بیع سلم

(۶۰۳)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْمَجَالِدِ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ قَالَ: أَرْسَلَنِي ابْنُ شَدَّادٍ وَأَبُو بَرْدَةَ فَقَالَا: انْطَلِقْ إِلَى ابْنِ أَبِي أَوْفَى فَقُلْ لَهُ: إِنَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ شَدَّادٍ وَأَبَا بَرْدَةَ يَقْرَأُكَ السَّلَامَ وَيَقُولَانِ: هَلْ كُنْتُمْ تَسْلِفُونَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْبُرِّ وَالشَّعِيرِ وَالزَّيْتِ؟ قَالَ: نَعَمْ كَمَا نُصِيبُ غَنَائِمًا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنُسَلِّفُهَا فِي الْبُرِّ وَالشَّعِيرِ وَالزَّيْتِ، فَقُلْتُ: عِنْدَ مَنْ كَانَ لَهُ زَرْعٌ أَوْ عِنْدَ مَنْ لَيْسَ لَهُ زَرْعٌ؟ فَقَالَ: مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ عَنْ ذَلِكَ قَالَ: وَقَالَا لِي: انْطَلِقْ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي فَاَسْأَلْهُ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَهُ بِمِثْلِ مَا قَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: وَكَذَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: وَالزَّيْتِ - (مسند احمد: ۱۹۶۱۵)

(۶۰۴)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنِّي بَعْتُ رَجُلًا مِنْ رَجُلِي تَخْلًا فَلَمْ يُخْرِجْ تِلْكَ السَّنَةَ شَيْئًا فَاجْتَمَعَا فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِمَ تَسْتَحِلُّ دَرَاهِمَهُ؟ أَرَدَدَ إِلَيْهِ

(۶۰۳) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵ (انظر: ۱۹۳۹۶)

(۶۰۴) اسنادہ ضعیف لجهالة النجرانی۔ أخرجه ابو داود: ۳۴۶۷، وابن ماجه: ۲۲۸۴ (انظر: ۶۳۱۶)

دَرَاهِمَهُ وَلَا تُسَلِّمَنَّ فِي نَخْلٍ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ)) فَسَأَلْتُ مَسْرُوقًا مَا صَلاَحُهُ؟ فَقَالَ: يَحْمَارٌ أَوْ يَصْفَارٌ. (مسند احمد: 6316)

نہ کیا کرو، جب تک کہ اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے۔“  
راوی کہتا ہے: میں نے مسروق سے پوچھا کہ صلاحیت کے ظہور کا کیا مطلب ہے، انہوں نے کہا: پھل کا سرخ یا زرد ہو جانا۔

**فوائد:**..... یہ روایت ضعیف ہے، نیز بیع سلم کا پھلوں کے پکنے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَا يَصْلُحُ السَّلْفُ فِي الْقَمَحِ وَالشَّعِيرِ وَالسَّلْتِ حَتَّى يُفْرَكَ، وَلَا فِي الْعِنَبِ وَالزَّيْتُونِ وَأَنْبَاءِ ذَلِكَ حَتَّى يُمَجِّجَ وَلَا ذَهَبًا عَيْنًا بِسُورِقٍ دَيْنًا وَلَا وَرِقًا دَيْنًا بِذَهَبٍ عَيْنًا. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْإِمَامِ أَحْمَدَ: قَالَ أَبِي: لَيْسَ مَرْفُوعًا. (مسند احمد: 11127)

سیدنا ابوسعید خدری سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: گندم اور عام جو اور چھلکے کے بغیر جو میں اس وقت تک بیع سلف جائز نہیں، جب تک کہ اس کا دانہ خشک نہ ہو جائے، انگور اور زیتون وغیرہ میں بھی یہ بیع جائز نہیں ہے، یہاں تک کہ یہ چیزیں اچھی طرح پختہ نہ ہو جائیں اور نہ نقد سونے کی ادھار چاندی کے ساتھ اور نقد چاندی کی ادھار سونے کے ساتھ بیع جائز ہے۔ امام احمد نے کہا: یہ روایت مرفوع نہیں ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((فِي السَّلْفِ فِي حَبْلِ الْحَبْلَةِ رَبًّا)). (مسند احمد: 2145)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”حمل کے حمل کا ادھار کے ساتھ سودا کرنا سود ہے۔“

**فوائد:**..... اس کی صورت یہ ہے کہ آدمی حاملہ اونٹنی کے مالک کو قیمت ادا کرے اور کہے کہ میں اس اونٹنی کے حمل کا حمل خرید رہا ہوں، یہ معاملہ اس اعتبار سے سود کے مشابہ ہے کہ یہ سود کی طرح حرام ہے، کیونکہ بائع ایسی چیز بیچ رہا ہے جو نہ تو اس کے پاس ہے اور نہ وہ اس کو سپرد کرنے پر قدرت رکھتا ہے، پس اس سودے میں غرر اور دھوکہ ہے۔  
اس حدیث مبارکہ کا بیع سلم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حدیث کا بیع سلم/سلف کے ساتھ اس طرح تعلق ہو سکتا ہے کہ اس میں وقت مقرر کیا جاتا ہے۔ اگر وقت طے نہ کیا جائے تو بیع سلم جائز نہیں اور جبل الحبلة میں وقت مجہول ہوتا ہے، اسی طرح اگر جبل الحبلة کی بیع ہوگی تو عین بھی مجہول ہوگا۔ اس لیے سلف میں جبل الحبلة تک وقت مقرر کرنا ٹھیک نہیں اور عین مجہول ہونے کی وجہ سے جبل الحبلة کی بیع بھی جائز نہیں۔ (عبداللہ رفیق)



(6005) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابن لهيعة (انظر: 11111)

(6006) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه النسائي: 7 / 293 (انظر: 2145)



## کِتَابُ الْقَرْضِ وَالذَّيْنِ

### قرض کے مسائل

#### بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْقَرْضِ وَالتَّيْسِيرِ عَلَى الْمُعْسِرِ

#### قرض دینے کی فضیلت اور تنگدست پر آسانی کرنے کا بیان

ابن اذنان کہتے ہیں: میں نے علقمہ کو دو ہزار درہم ادھار دیئے، جب ادائیگی کا وقت آیا تو میں نے کہا: میرا قرض ادا کرو، انہوں نے کہا: مجھے آئندہ سال تک مہلت دو، لیکن میں نے مہلت دینے سے انکار کر دیا، پس میں نے اس سے لے لیے، پھر میں اس کے پاس بعد میں آیا، انہوں نے کہا: تو تو میرے ساتھ چٹ ہی گیا ہے اور تو نے مجھے روک دیا ہے، میں نے کہا: جی ہاں، اور یہ تمہارا اپنا عمل ہی ہے، انہوں نے کہا: میرا کیا معاملہ ہے؟ میں نے کہا: تم نے مجھے یہ حدیث بیان کی تھی کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک ادھار نصف صدقہ کے قائم مقام ہوتا ہے۔“ انہوں نے کہا: جی ہاں، بات ایسے ہی ہے، پھر انہوں نے کہا: تو پھر اب لے لے۔

(۶۰۰۷)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنِ ابْنِ أَدْنَانَ قَالَ: أَسْلَفْتُ عَلْقَمَةَ الْفَرَزْدَقِيَّةَ دِرْهَمًا فَلَمَّا خَرَجَ عَطَاؤُهُ قُلْتُ لَهُ: إِفْضِنِي، قَالَ: أَخْرَجَنِي إِلَى قَابِلٍ، فَأَبَيْتُ عَلَيْهِ فَأَخَذْتُهَا قَالَ: فَاتَيْتُهُ بَعْدَ قَالَ: بَرَّحْتُ بِي وَقَدْ مَنَعْتَنِي؟ قُلْتُ: نَعَمْ، هُوَ عَمَلُكَ، قَالَ: وَمَا شَأْنِي؟ قُلْتُ: إِنَّكَ حَدَّثْتَنِي عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ السَّلْفَ يَجْرِي مَجْرَى شَطْرِ الصَّدَقَةِ)) قَالَ: نَعَمْ، فَهُوَ ذَلِكَ، قَالَ: فَخُذِ الْآنَ۔ (مسند احمد: ۳۹۱۱)

(۶۰۰۸)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

(۶۰۰۷) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۴۳۰ (انظر: ۳۹۱۱)

(۶۰۰۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف زید العمی، ثم هو منقطع، زید روايته عن الصحابة مرسله۔ أخرجه ابو یعلی: ۵۷۱۳ (انظر: ۴۷۴۹)

قَالَ: ((مَنْ أَرَادَ أَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهُ وَأَنْ تُكْشَفَ كُرْبَتُهُ فَلْيُفْرَجْ عَنْ مُعْسِرٍ-)) (مسند احمد: ٤٧٤٩)

نے فرمایا: ”جو چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو اور مصیبت چھٹ جائے تو وہ تنگدست کے قرض کے معاملے میں اس پر آسانی پیدا کرے۔“

**فوائد:** ..... آسانی سے مراد یہ ہے کہ وہ سارا یا بعض قرضہ معاف کر دے، یا اس کو کچھ دنوں تک مہلت دے دے، یا اس کی ادائیگی پر مقروض کی مدد کرے۔

(٦٠٠٩) - عَنْ مَسْلَمَةَ بِنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا فِي الدُّنْيَا سَتَرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ نَجَّى مَكْرُوبًا فَكَانَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي حَاجَتِهِ)) (مسند احمد: ١٧٠٨٤)

سیدنا مسلمہ بن محمد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو دنیا میں مسلمان کی عیب پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی عیب پوشی کرے گا، جو مصیبت زدہ کو نجات دلائے گا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے مصائب سے ایک مصیبت سے آزاد کرے گا اور جو شخص اپنے بھائی کی مدد میں رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرنے میں رہے گا۔“

**فوائد:** ..... قرضہ دینا افضل عمل ہے، آپ ﷺ نے اس کو صدقہ قرار دیا ہے، مزید ایک حدیث یہ ہے:

سليمان بن بريدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ-)) قَالَ: ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلِيهِ صَدَقَةٌ-)) قُلْتُ: سَمِعْتُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَقُولُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ-)) ثُمَّ سَمِعْتُكَ تَقُولُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلِيهِ صَدَقَةٌ-))؟ قَالَ: ((لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ، فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنُ فَأَنْظَرَهُ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلِيهِ صَدَقَةٌ-)) ..... ”جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز (قرض کی مقدار) کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔“ اس کے بعد آپ ﷺ کو یوں فرماتے سنا: ”جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اس (مقدار) سے دو گنا کے برابر صدقہ کا ثواب ملے گا۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو پہلے یوں فرماتے سنا: ”جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اسی (مقدار) کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔“ اور پھر یوں سنا: ”جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اس (مقدار) سے دو گنا صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”قرض کی ادائیگی سے پہلے تک اسے ہر روز (اتنی ہی مقدار میں) صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا، اور جب (وعدے کے مطابق) قرض واجب الادا ہو جائے لیکن وہ پھر مہلت دے دے، (تو ایسی صورت میں) اسے (اس مقدار) کا دو گنا ثواب ملے گا۔“ (مسند احمد: ٣٦٠/٥)

(٦٠٠٩) حدیث صحیح - أخرجه الطبرانی في "الكبير": ١٩ / ١٠٦٧، وفي "اللاوسط": ٨١٢٩ (انظر: ١٦٩٥٩)

بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الْقَضَاءِ وَالتَّقَاضِيِ وَاسْتِحْبَابِ دُعَاءِ الْمَدِينِ لِلدَّائِنِ وَتَوْفِيَّتِهِ  
بِأَكْثَرِ مِمَّا أَخَذَ مِنْهُ

اچھے انداز میں قرض کی ادائیگی اور اس کا مطالبہ کرنے، قرض دار کی قرض خواہ کے لیے دعا کرنے اور  
لیے ہوئے قرض سے زیادہ مقدار دے دینے کے مستحب ہونے کا بیان

(۶۰۱۰)۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسَلَفَ مِنْهُ حِينَ عَزَا حُنَيْنًا ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ أَلْفًا فَلَمَّا انصَرَفَ قَضَاهُ إِيَّاهُ ثُمَّ قَالَ: ((بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، إِنَّمَا جَزَاءُ السَّلْفِ الْوَفَاءُ وَالْحَمْدُ)) (مسند احمد: ۱۶۵۲۳) ادا کیا جائے۔“

سیدنا عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین کے موقع پر اس سے تیس یا چالیس ہزار درہم قرض لیا، جب آپ ﷺ غزوہ سے واپس تشریف لائے تو اس کو قرضہ ادا کیا اور دعا دیتے ہوئے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ آپ کے اہل اور مال میں برکت دے، ادھار کا صلہ یہی ہے کہ اسے پورا پورا واپس کیا جائے اور اس کی تعریف کر کے شکر یہ ادا کیا جائے۔“

**فوائد:**..... قرض کی ادائیگی کے وقت قرض خواہ کا شکر یہ ادا کرنا چاہیے اور اس کے لیے دعا بھی کرنی چاہیے۔

(۶۰۱۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ سَأَلَ رَجُلًا أَنْ يُسَلِّفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ، فَقَالَ لَهُ: إِنِّي بِشَهْدَاءِ أَشْهَدُهُمْ عَلَيْكَ، فَقَالَ: كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا. قَالَ: فَأَتَيْتِي بِكَفِيلٍ. قَالَ: كَفَى بِاللَّهِ كَفِيلًا، قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَدَفَعَ إِلَيْهِ أَلْفَ دِينَارٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ، وَقَضَى حَاجَتَهُ وَجَاءَ الْأَجَلَ الَّذِي أَجَلَ لَهُ، فَطَلَبَ مَرْكَبًا، فَلَمْ يَجِدْهُ، فَأَخَذَ خَشَبَةً فَتَقَرَّهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ، وَكَتَبَ صَحِيفَةً إِلَى صَاحِبِهَا ثُمَّ رَجَعَ مَوْضِعَهَا،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بنو اسرائیل کے ایک آدمی نے کسی سے ایک ہزار دینار ادھار لینے کا سوال کیا۔ اس نے کہا: کوئی گواہ لاؤ، جسے میں تجھ پر گواہ بنا سکوں۔ اس نے کہا: اللہ ہی بطور گواہ کافی ہے۔ اس نے کہا: تو پھر کوئی کفیل لاؤ۔ اس نے کہا: اللہ ہی بطور کفیل کافی ہے۔ اس نے کہا: تو نے سچ کہا ہے۔ پس اس نے اسے ایک مقررہ وقت تک ایک ہزار دینار قرضہ دے دیا۔ وہ آدمی سمندر کی طرف روانہ ہو گیا اور اپنی ضرورت پوری کی۔ جب مقررہ وقت آ پہنچا تو اس نے کوئی سواری تلاش کی، لیکن نہ مل سکی۔ سو اس نے ایک لکڑی لی اور اس میں کھدائی کر کے ایک ہزار دینار رکھ دیا اور ان کے مالک کی طرف ایک خط لکھا اور (لوہے وغیرہ کے ذریعے اس سوراخ کو) بند کر دیا، پھر وہ لکڑی لے کر سمندر

(۶۰۱۰) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۴۲۴، والنسائي: ۷/ ۳۱۴ (انظر: ۱۶۴۱۰)

(۶۰۱۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۰۶۳ (انظر: ۸۵۸۷)

کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں آدمی سے ایک ہزار دینار ادھار لیا تھا، جب اس نے مجھ سے شاہد اور کفیل کا مطالبہ کیا تو میں نے کہا تھا کہ اللہ ہی بطور کفیل کافی ہے۔ وہ (تیری کفالت پر) راضی ہو گیا تھا اور اب میں نے سواری تلاش تو کی تاکہ اس کا حق اس تک پہنچا دوں، لیکن سواری نہیں مل رہی۔ اب میں اس مال کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ پھر اس نے وہ لکڑی سمندر میں پھینک دی۔ ادھر ادھر دینے والا آدمی اس غرض سے نکلا کہ شاید (کوئی سوار) کسی سواری پر سوار ہو کر (میرا قرضہ چکانے کے لیے) میرا مال لے کر آ رہا ہو۔ اچانک (اسے سمندر کے کنارے پر) ایک لکڑی نظر آئی جس میں اس کا مال تھا۔ اس نے ایندھن کا کام لینے کے لیے وہ لکڑی اٹھالی، جب اسے توڑا تو اسے مال اور خط موصول ہوا، اس نے وہ لے لیا۔ بعد میں قرضہ لینے والا آدمی (ایک ہزار دینار لے کر) خود بھی پہنچ گیا اور کہا: مجھے کوئی سواری نہیں مل سکی تھی (لہذا اب یہ قرضہ چکانے آیا ہوں)۔ قرضہ دینے والے نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھ تک وہ چیز پہنچا دی، جو تو نے لکڑی میں بھیجی تھی۔ سو وہ کامیاب ہو کر واپس پلٹ گیا۔“

**فوائد:** ..... قرض کی ادائیگی کا معاملہ تو واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے، اس نکتے پر بھی غور کرنا چاہیے کہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کو حقیقی گواہ اور کفیل تسلیم کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق اس آدمی کو صلہ دیتے ہیں، غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اس لکڑی کو متعلقہ بندے تک کیسے پہنچایا۔ لیکن جب اس بندے نے دیکھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے رقم تو بھیج دی ہے، لیکن شرعی قوانین کے مطابق اس نے حق ادا نہیں کیا، اس لیے وہ قرض خواہ کے پاس پہنچا، لیکن اس نے صدق و امانت کا ثبوت دیتے ہوئے لکڑی کے مل جانے کا اقرار کیا۔ سبحان اللہ و کفی باللہ وکیلا۔

(۶۰۱۲)۔ عَنِ الْعَرَبِاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ: بَعَثْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ بَكْرًا فَأَتَيْتُهُ أَتْقَاصًا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اقْضِنِي ثَمَنَ بَكْرِي،

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک اونٹ فروخت کیا، پھر جب میں اس کی قیمت کا تقاضا کرنے کے لیے آپ ﷺ کے

ثُمَّ أَتَى بِهَا الْبَحْرَ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ أَنِّي اسْتَسَلَفْتُ مِنْ فُلَانٍ أَلْفَ دِينَارٍ فَسَأَلَنِي شُهُودًا، وَسَأَلَنِي كَفِيلًا، فَقُلْتُ: كَفَى بِاللَّهِ كَفِيلًا، فَرَضِي بِكَ وَجِهَدْتُ أَنْ أَجِدَ مَرْكَبًا أَبْعَثُ إِلَيْهِ بِحَقِّهِ، فَلَمْ أَجِدْ، وَإِنِّي اسْتَوَدَعْتُكُمَهَا، فَرَمَى بِهَا فِي الْبَحْرِ! فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ اسَلَفَهُ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا يَفْدُمُ بِمَالِهِ، فَإِذَا هُوَ بِالْحَشْبَةِ الَّتِي فِيهَا الْمَالُ، فَأَخَذَهَا حَطْبًا، فَلَمَّا كَسَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيفَةَ، فَأَخَذَهَا، فَلَمَّا قَدِمَ الرَّجُلُ قَالَ لَهُ: إِنِّي لَمْ أَجِدْ مَرْكَبًا يَخْرُجُ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ آدَى عَنْكَ الَّذِي بَعَثْتَ بِهِ فِي الْحَشْبَةِ. فَاَنْصَرَفَ بِالْأَلْفِ (مسند احمد: ۸۵۷۱)

پاس آیا تو کہا: اے اللہ کے رسول! میرے اونٹ کی قیمت ادا کیجئے، آپ ﷺ فرمایا: ”ہاں ضرور، بلکہ میں تجھے عطا نہیں کروں گا، مگر اس سے عمدہ اونٹ۔“ پھر آپ ﷺ نے مجھے میرا قرض چکایا اور اچھی ادائیگی کی، اتنے میں ایک بدو آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے اونٹ کی قیمت ادا کرو۔ آپ ﷺ نے اس کو بڑا اونٹ عطا کیا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ اونٹ تو میرے اونٹ سے بہتر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص قوم کا بہترین فرد ہے، جو ادائیگی کے لحاظ سے بہتر ہے۔“

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے ذمہ میرا قرض تھا، آپ ﷺ نے وہ مجھے ادا کیا اور زیادہ بھی دیا۔

**فوائد:**..... قرضہ اس لالچ میں دینا درست نہیں ہے کہ ادائیگی کے وقت اس سے بہتر چیز مل جائے گی، البتہ قرض دار اپنی طرف سے بہتر انداز میں ادائیگی کر سکتا ہے، بہر حال قرض خواہ کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس قسم کی حرص رکھے۔

(۶۰۱۴)۔ عَنِ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْلَفَ مِنْ رَجُلٍ بَكْرًا فَأَتَتْهُ إِبِلٌ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ: ((أَعْطُوهُ)) فَقَالُوا: لَا نَجِدُ لَهُ إِلَّا رِبَاعِيًا خَيْرًا، قَالَ: ((أَعْطُوهُ فَإِنَّ خَيْرَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً)) (مسند احمد: ۲۷۷۲۳)

(۶۰۱۵)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَتَقَاضَاهُ (وَفِي لَفْظٍ: يَتَقَاضَى

فَقَالَ: ((أَجَلٌ، لَا أَفْضِيكُمَا إِلَّا نَجِيَّةً)) قَالَ: فَقَضَانِي فَأَحْسَنَ قَضَانِي، قَالَ: وَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفْضِنِي بَكْرِي فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَمَلًا قَدْ أَسَنَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا خَيْرٌ مِنْ بَكْرِي، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ خَيْرَ الْقَوْمِ خَيْرُهُمْ قَضَاءً)) (مسند احمد: ۱۷۲۷۹)

(۶۰۱۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ لِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي۔ (مسند احمد: ۱۴۲۸۴)

(۶۰۱۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۴۴۳، ۲۳۹۴، ۲۶۰۳، ومسلم: ۷۱۵ (انظر: ۱۴۲۳۵)

(۶۰۱۴) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۶۰۰ (انظر: ۲۷۱۸۱)

(۶۰۱۵) أخرجه البخاري: ۲۳۰۶، ۲۳۹۰، ۲۴۰۱، ۲۶۰۶، ۲۶۰۹، ومسلم: ۱۶۰۱ (انظر: ۹۳۹۰)



سخت رویہ اختیار کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے ساتھ کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ کیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے چھوڑ دو، جس نے حق لینا ہوتا ہے، وہ باتیں کرتا ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک اونٹ خرید کر اس کو ادا کرو۔“ صحابہ نے کہا: اس کے اونٹ سے بہتر عمر والا اونٹ ہی میسر آ رہا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہی خرید کر دے دو، بے شک بہتر وہی ہے، جو قرض کی ادائیگی اچھے انداز میں کرتا ہے۔“ دیہاتی نے کہا: آپ نے مجھے میرے حق سے زیادہ دیا ہے، اللہ تعالیٰ بھی آپ کو زیادہ دے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہتر وہ ہے، جو بہتر طور پر قرض ادا کرتا ہے۔“

النَّبِيُّ ﷺ بَعِيرًا) فَأَعْلَطَ لَهُ، قَالَ: فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ: ((دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا)) قَالَ: ((اشْتَرُوا لَهُ بَعِيرًا فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ (وَفِي لَفْظٍ: اِتِّمَسُوا لَهُ مِثْلَ سِنَّ بَعِيرِهِ)) قَالَوَا: لَا نَجِدُ إِلَّا سِنًا أَفْضَلَ مِنْ سِنَّهُ، قَالَ: ((فَاشْتَرُوهُ فَأَعْطُوهُ إِيَّاهُ فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَاءً)) (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: أَوْقَيْتَنِي أَوْفَاكَ اللَّهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ خَيْرَكُمْ خَيْرَكُمْ قَضَاءً)) (مسند احمد: ۹۳۷۹)

**فوائد:**..... یہ حدیث نبی کریم ﷺ کے صبر و تحمل، انصاف پسندی اور قرض کی حسن ادائیگی پر دلالت کرتی ہے۔ قرضہ اس لالچ میں دینا درست نہیں ہے کہ ادائیگی کے وقت اس سے بہتر چیز دی جائے گی، البتہ قرض دار اپنی طرف سے بہتر انداز میں ادائیگی کر سکتا ہے، بہر حال قرض خواہ کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اس قسم کی حرص رکھے۔

(۶۰۱۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((دَخَلَ رَجُلٌ الْجَنَّةَ بِسَمَاحَتِهِ قَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا)) (مسند احمد: ۶۹۶۳)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی اس بناء پر جنت میں داخل ہو گیا کہ وہ ادائیگی کے وقت اور تقاضا کرتے وقت نرمی (اور فراخ دلی) سے کام لیتا تھا۔“

**فوائد:**..... حدیث نمبر (۵۷۸۸) میں اس قسم کی حدیث گزر چکی ہے، معمولات میں نرمی اختیار کرنا، یہ کوئی چند دنوں کا کھیل نہیں ہے، اس صفت سے متصف ہونے کے لیے خاصا تکلف کرنا پڑتا ہے اور اپنے آپ کو اس چیز کا عادی بنانا پڑتا ہے کہ ہر قسم کے قول و فعل سے پہلے اپنے آپ کو سوچنے کا موقع دیا جائے۔

بَابُ التَّحْذِيرِ مِنَ الدَّيْنِ وَجَوَازِهِ لِلْحَاجَةِ وَمَا جَاءَ فِي اسْتِدَانَةِ النَّبِيِّ ﷺ

قرض سے محتاط رہنے، بوقت ضرورت اس کے جائز ہونے اور نبی کریم ﷺ کے قرض لینے کا بیان (۶۰۱۷)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ: سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ”اپنے آپ کو خوف میں مبتلا

(۶۰۱۶) تخریج: اسنادہ حسن (انظر: ۶۹۶۳)

(۶۰۱۷) اسنادہ حسن۔ أخرجه ابو يعلى: ۱۷۳۹، والطبرانی فی "الكبير": ۱۷ / ۹۰۶ (انظر: ۱۷۴۰۷)



کے برابر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حلیق نصرانی کے پاس بھیجا تاکہ وہ آسانی تک آپ ﷺ کی طرف کچھ کپڑے بھیج دے، پس میں اس کے پاس آیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے تیری طرف اس لیے بھیجا ہے کہ تم آسانی تک آپ ﷺ کی طرف کچھ کپڑے بھیج دو، لیکن اس نے (طعن کرتے ہوئے) کہا: آسانی کیا ہوتی ہے اور یہ کب ہوتی ہے؟ اللہ کی قسم! محمد ﷺ کے پاس بکری ہے نہ اونٹ۔ میں انس یہ بات سن کر واپس آ گیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گیا، جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ”یہ اللہ کا دشمن جھوٹ بول رہا ہے، میں سب سے بہتر لین دین کرنے والا ہوں، (لیکن یاد رکھو کہ) اگر کوئی آدمی مختلف ٹکڑوں سے بنا ہوا کپڑا پہن لے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنی امانت کی وجہ سے کوئی ایسی چیز حاصل کرے، جو اس کے پاس نہ ہو۔“

اللَّهُ! أَيْعِدُ الدِّينَ بِالْكَفْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((نَعَمْ)) (مسند احمد: ۱۱۳۵۳)

(۶۰۲۱)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى حَلِيقِ بْنِ النَّصْرَانِي لِيَبْعَثَ إِلَيْهِ بِأَثْوَابِ إِلَى الْمَيْسِرَةِ، فَقُلْتُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْكَ لِتَبْعَثَ إِلَيْهِ بِأَثْوَابِ إِلَى الْمَيْسِرَةِ فَقَالَ: وَمَا الْمَيْسِرَةُ؟ وَمَتَى الْمَيْسِرَةُ؟ وَاللَّهِ! مَا لِمُحَمَّدٍ نَاعِيَةٌ وَلَا رَاعِيَةٌ، فَرَجَعْتُ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا رَأَيْتُ قَالَ: ((كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ أَنَا خَيْرُ مَنْ يُبَايِعُ، لِأَن يَلْبَسَ أَحَدُكُمْ ثَوْبًا مِنْ رِقَاعِ شَيْءٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ بِأَمَانَتِهِ أَوْ فِي أَمَانَتِهِ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ)) (مسند احمد: ۱۳۵۹۴)

**فوائد:** ..... حدیث مبارکہ کے آخری حصے کا مفہوم یہ ہے کہ بندے کو کم سے کم چیزوں پر گزارا کر لینا چاہیے، لیکن اپنی امانت کے سہارے قرض نہیں لینا چاہیے، کیونکہ ممکن ہے کہ بعد میں حالات ساتھ نہ دیں اور قرض کی ادائیگی لیٹ ہو جائے یا موت ہی موقع نہ دے، پہلی صورت میں صفت امانت متاثر ہوگی اور دوسری صورت میں آخرت کا معاملہ خصرے میں پڑ جائے گا۔

(۶۰۲۲)۔ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَوْبَانِ عُمَانِيَانِ أَوْ قَطْرِيَانِ، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: إِنَّ هَذَيْنِ سِيدَةُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے دو عمانی یا قطری کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھے، میں نے کہا کہ یہ دو کپڑے تو موٹے ہیں، جب آپ کو ان میں

(۶۰۲۱) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابوسلمة صاحب الطعام وجابر بن یزید لایعرفان۔ أخرجه الطبرانی فی "الأوسط": ۱۴۹۹، والبخاری: ۱۳۰۵ (انظر: ۱۳۵۵۹)

(۶۰۲۲) اسنادہ صحیح علی شرط البخاری۔ أخرجه الترمذی: ۱۲۱۳، والنسائی: ۷/ ۲۹۴ (انظر: ۲۵۱۴۱)

پسینہ آتا ہے تو یہ وزنی ہو جاتے ہیں، فلاں تاجر کے ہاں ایک قسم کے کپڑے آئے ہیں، اگر آپ اس کی طرف پیغام بھیج دیں کہ وہ آسانی تک دو کپڑے آپ کو فروخت کر دے۔ جب آپ ﷺ نے اس کو پیغام بھیجا تو اس نے کہا: میں جانتا ہوں کہ محمد ﷺ کیا چاہتا ہے، وہ میرے کپڑے پر قبضہ کرنا چاہتا ہے، یعنی وہ اس کے عوض میں میرے ورہم ادا نہیں کرے گا، جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً وہ جھوٹ بول رہا ہے، یہ لوگ جانتے ہیں کہ میں ان سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا، سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ امانت کو ادا کرنے والا ہوں۔“

تَوْبَانِ غَلِيظَانِ تَرَشُّحُ فِيهِمَا فَيَتَقْلَانِ عَلَيْكَ وَإِنْ قَلْنَا جَاءَهُ بَزْ قَابَعَتْ إِلَيْهِ بَيْعُكَ ثَوْبَيْنِ إِلَى الْمَيْسِرَةِ، قَالَ: قَدْ عَرَفْتُ مَا يُرِيدُ مُحَمَّدٌ، إِنَّمَا يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِنَوْبِي أَيْ لَا يُعْطِينِي دَرَاهِمِي، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ شُعْبَةُ: أَرَاهُ قَالَ: ((قَدْ كَذَبَ، لَقَدْ عَرَفُوا أَيْ اتَّقَاهُمْ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ)) أَوْ قَالَ: ((أَضَدُّهُمْ حَدِيثَنَا وَآدَاهُمْ لِلْأَمَانَةِ)) (مسند احمد: ۲۵۶۵۶)

**فوائد:**..... ان احادیث سے ہمیں یہ سبق بھی حاصل ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی ذات پر کیے گئے اعتراضات کا جواب کیسے دیتے تھے، اس معاملے میں انسان کو انتہائی نہیم اور حکیم ہونا چاہیے، یہ کوئی قانون و ضابطہ نہیں ہے کہ ہر اعتراض کے جواب میں لڑائی کی جائے، یا اعتراض پر اعتراض کر دیا جائے، یا کسی قسم کی بے صبری کا مظاہرہ کیا جائے۔

بَابُ التَّشْدِيدِ عَلَى الْمَدِينِ إِذَا لَمْ يُرِدِ الْوَفَاءَ أَوْ تَهَاوَنَ فِيهِ وَعَدَمِ صَلَاةِ الْفَاضِلِ عَلَى مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ

ادائیگی کا ارادہ نہ رکھنے والے یا ادائیگی میں سستی کرنے والے قرض دار شخص کی سخت مذمت اور فاضل آدمی کا فوت ہونے والے مقروض آدمی کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا بیان

(۶۰۲۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَخَذَ مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَائَهَا آدَاهَا اللَّهُ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَهَا يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ)) (مسند احمد: ۸۷۱۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو انسان لوگوں سے (قرض وغیرہ کے طور پر) مال لیتا ہے اور اس کا ارادہ واپس ادا کرنے کا بھی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ادائیگی میں اس کی مدد کرتا ہے، لیکن جو انسان لوگوں کا مال اس ارادہ سے لیتا ہے کہ اسے ضائع کر دے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو تلف کر دیتا ہے۔“

**فوائد:**..... یہ حسن نیت کا انجام ہے کہ اللہ تعالیٰ ادائیگی کے یا معافی کے اسباب کر دے گا، جبکہ اس معاملے

میں بری نیت ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے۔

(۶۰۲۴)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَجَّشٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: ((الْجَنَّةُ)) فَلَمَّا وُلِّي قَالَ: ((إِلَّا الدِّينَ سَارَنِي بِهِ جِبْرِيْلُ أَنْفًا)) (مسند احمد: ۱۹۲۸۷)

(۶۰۲۶)۔ عَنْ سَلْمَةَ بِنِ الْأَخْوَعِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَى بِجَنَازَةٍ فَقَالَ: ((هَلْ تَرَكَ مِنْ دِينٍ؟)) قَالُوا: لَا، قَالَ: ((هَلْ تَرَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالُوا: لَا، قَالَ: ((نُصَلِّيَ عَلَيَّ)) ثُمَّ أَتَى بِأُخْرَى، فَقَالَ: ((هَلْ تَرَكَ مِنْ دِينٍ؟)) قَالُوا: لَا، قَالَ: ((هَلْ تَرَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، ثَلَاثَةٌ دَنَانِيرٍ، قَالَ: فَقَالَ بِأَصَابِعِهِ: ((ثَلَاثَ كِبَاتٍ)) قَالَ: ثُمَّ أَتَى بِالثَّالِثَةِ، فَقَالَ: ((هَلْ تَرَكَ مِنْ دِينٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((هَلْ تَرَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالُوا: لَا، قَالَ: ((فَصَلُّوا عَلَيَّ صَاحِبِكُمْ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: يُقَالُ لَهُ أَبُو قَتَّاسَةَ): عَلَيَّ دِينُهُ، يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: فَصَلِّيَ عَلَيَّ۔ (مسند احمد: ۱۶۶۲۴)

سیدنا محمد بن عبد اللہ بن حجش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں اللہ کی راہ میں قتل ہو جاؤں تو مجھے اس کا کیا صلہ ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنت ملے گی۔“ پھر جب وہ آدمی جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مگر قرض معاف نہیں ہوگا، ابھی جبریل نے میرے ساتھ سرگوشی کی ہے۔“

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک جنازہ لایا گیا، آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا اس میت نے کوئی قرض چھوڑا ہے؟“ لوگوں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا اس نے کوئی ترکہ چھوڑا ہے؟“ لوگوں نے کہا: جی نہیں، پس آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی، پھر ایک اور جنازہ لایا گیا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا: ”اس نے کچھ قرض چھوڑا ہے؟“ انھوں نے کہا: جی نہیں، پھر فرمایا: ”کوئی ترکہ چھوڑا ہے؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں، تین دینار چھوڑے ہیں۔ آپ ﷺ نے انگلیوں پر شمار کرتے ہوئے فرمایا: ”یہ آگ کے تین داغ ہیں۔“ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا، آپ ﷺ نے پوچھا: ”یہ مقروض تھا؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں، یہ مقروض تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی ترکہ بھی چھوڑا ہے؟“ انھوں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر خود ہی اس کی نماز جنازہ پڑھ لو۔“ یہ سن کر سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا قرضہ میرے ذمہ ہے، پھر نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

(۶۰۲۴) صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ابی شیبہ: ۳/ ۳۷۲، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ۵۵۷ (انظر: ۱۹۰۷۷)  
(۶۰۲۶) تخریج: أخرجه بنحوه ومختصرا البخاری: ۲۲۸۹، ۲۲۹۵ (انظر: ۱۶۵۱۰)



**فوائد:** ..... نبی کریم ﷺ نے خود مقروض آدمی کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور صحابہ کو اس کی ادائیگی کا حکم دیا، اس سے یہ استدلال کرنا درست ہے کہ علاقے کی معروف اہل علم شخصیات کو ان لوگوں کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کرنی چاہیے، جن کی نماز جنازہ آپ ﷺ نے نہیں پڑھی۔

آپ ﷺ نے ترکہ کے تین دیناروں کو آگ کے تین داغ کیوں قرار دیا؟

معلوم ایسے ہوتا ہے کہ اس وعید کا بیج میں کوئی اور سبب ہوگا، اس کا اظہار صرف دیناروں کی بنا پر نہیں کیا گیا، کیونکہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ میت مال کی اتنی مقدار چھوڑ جانے کی وجہ سے آگ کا حقدار نہیں ٹھہرتا ہے۔ آپ خود غور کریں کہ ایک طرف تو آپ ﷺ نے ترکہ چھوڑ جانے کی رغبت دلاتے ہوئے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کو فرمایا: ”اگر تو (اپنے ترکہ کے ذریعے) اپنے وارثوں کو غنی کر دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو ان کو اس حال میں چھوڑ جائے کہ وہ لوگوں کے سامنے دستِ سوال پھیلاتے پھریں۔“ (بخاری، مسلم)

اسی طرح جب نجدی نے زکوٰۃ کا مسئلہ سنا تو آپ ﷺ سے سوال کیا: کیا زکوٰۃ کے علاوہ بھی میرے مال میں کوئی حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، ہاں اگر تم نفلی طور پر صدقہ کرنا چاہو (تو کر سکتے ہو)۔“ (بخاری، مسلم) اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ مالدار زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد مال اپنے پاس رکھ سکتا ہے اور اسی حالت میں اس کو موت بھی آسکتی ہے۔

اس قسم کی بہت ساری احادیث ہیں جو زندگی میں مال و دولت جمع کرنے اور صاحبِ مال کے فوت ہونے کے بعد اس کو اس کے وارثوں میں تقسیم کر دینے پر دلالت کرتی ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب یہ قائم کیا ہے: ”بَابُ مَنْ أَدَّى زَكَاتَهُ فَلَيْسَ بِكَفْرٍ؛ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ.....)) ..... زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد مال وہ خزانہ نہیں رہتا (جس کی مذمت کی گئی ہے) کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ وسق سے کم غلہ پر زکوٰۃ لاگو نہیں ہوتی.....“

اس بحث کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ اس آدمی نے مال سے متعلقہ حقوق کی ادائیگی صحیح طور پر نہ کی ہو، مثلاً اہل و عیال پر خرچ کرنا، بھوکے کو کھانا کھلانا، ننگے کو لباس پہنانا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ آدمی مال کے باوجود فقرو فاقے کا اظہار کرتا ہو، جیسا کہ علقمہ مزی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں: اہل صفہ، مسجد میں رات گزارتے تھے، ان میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا، جب اس کا ازار کھولا گیا تو اس میں سے دو دینار نکلے، جن کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو داغ ہیں۔“ (مصنف عبد الرزاق: ۱/ ۴۲۱/ ۱۶۴۹)

اور اس احتمال کا بھی امکان ہے کہ یہ شخص اپنے مال کو بڑھانے کے لیے لوگوں سے سوال کرتا ہو۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ مال سے متعلقہ تمام حقوق ادا کرے اور حلال ذرائع سے مال جمع کرے، وگرنہ وہ اس وعید کا مستحق قرار پائے گا۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث میں بیان کی گئی وعید کا مطلب یہ ہو کہ ہمیں صدقہ و خیرات کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ایک دینار میں ساڑھے چار ماشے سونا ہوتا ہے۔

(۶۰۲۷)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوبِ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَلْقَاهُ عَبْدٌ بِهَا بَعْدَ الْكِبَائِرِ الَّتِي نَهَى عَنْهَا أَنْ يَمُوتَ الرَّجُلُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَا يَدْعُ لَهُ قَضَاءٌ)) (مسند احمد: ۱۹۷۲۴)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ہاں (معروف) منہی عنہ کبیرہ گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی کو اس حال میں موت آئے کہ وہ مقروض ہو اور اس نے اسے پورا کرنے کے لئے ترکہ بھی نہ چھوڑا ہو۔“

(۶۰۲۸)۔ عَنْ صُهَيْبِ بْنِ سِنَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَيْمَارُ رَجُلٍ إِذَا نَ مِنْ رَجُلٍ دَيْنًا وَاللَّهُ يَعْلَمُ مِنْهُ أَنَّهُ لَا يَرِيدُ آدَاءَهُ إِلَيْهِ فَعَرَّهُ بِاللَّهِ، وَاسْتَحَلَّ مَالَهُ بِالْبَاطِلِ، لَقِيَ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَهُوَ سَارِقٌ)) (مسند احمد: ۱۹۱۴۰)

سیدنا صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی کسی دوسرے شخص سے قرض لے اور اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں جانتا ہو کہ یہ ادا نہیں کرنا چاہتا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے نام پر دھوکہ دیا اور باطل طریقے سے اس کا مال حاصل کیا، ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ چور ہوگا۔“

(۶۰۲۹)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ حَيْثُ تُوَضَّعُ الْجَنَائِزُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ ظَهْرَيْنَا فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَصْرَهُ قَبْلَ السَّمَاءِ فَنَظَرَتْهُمُ طَائِفًا بِبَصْرِهِ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جِبْهَتِهِ ثُمَّ قَالَ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ! سُبْحَانَ اللَّهِ! مَاذَا أَنْزَلَ مِنَ التَّشْدِيدِ)) قَالَ: فَسَكَّتْنَا يَوْمَنَا وَلَيْلَتَنَا فَلَمْ نَرَ إِلَّا خَيْرًا حَتَّى أَصْبَحْنَا قَالَ مُحَمَّدٌ: فَسَأَلْتُ رَسُولَ

سیدنا محمد بن عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم مسجد کے صحن میں اس مقام پر بیٹھے ہوئے تھے، جہاں جنازے رکھے جاتے تھے، رسول اللہ ﷺ بھی ہمارے درمیان تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے اچانک اپنی نگاہ کو آسمان کی جانب اٹھا کر دیکھا، پھر اپنی نظر جھکالی اور اپنا دست مبارک اپنی پیشانی پر رکھا اور فرمایا: ”سبحان اللہ! کتنی سختی نازل ہو رہی ہے۔“ ہم ایک دن رات تک تو خاموش رہے، جبکہ ہم نے خیر ہی پائی، اگلے دن جب صبح ہوئی تو سیدنا محمد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ نازل ہونے والی سختی کون سی تھی؟ آپ ﷺ نے

(۶۰۲۷) اسنادہ ضعیف لجهالة حال ابی عبد الله القرشي - أخرجه ابو داود: ۳۳۴۲ (انظر: ۱۹۴۹۵)

(۶۰۲۸) اسنادہ ضعیف لابهام الرجل الراوی عن صهیب - أخرجه ابن ماجه: ۲۴۱۰ (انظر: ۱۸۹۳۲)

(۶۰۲۹) تخريج: ضعیف بهذه السیاقه، ابو کثیر مولیٰ محمد بن عبد الله روى عنه جمع وذكره ابن حبان

فی الثقات، وقد اختلف علیه فيه - أخرجه النسائي: ۷/ ۳۱۴ (انظر: ۲۲۴۹۳)

فرمایا: ”وہ قرض کے بارے تھی، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر کوئی اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے، پھر زندہ ہو، پھر اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے، پھر زندہ ہو، پھر قتل ہو، پھر زندہ ہو اور اس پر قرض ہو، تو وہ جب تک قرض ادا نہیں کرے گا، اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔“

اللَّهُ ﷻ مَا التَّشْدِيدُ الَّذِي نَزَلَ؟ قَالَ: ((فِي الدِّينِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَفْضِيَ دَيْنَهُ.)) (مسند

احمد: ۲۲۸۶۰)

**فوائد:** ..... آخرت کے لحاظ سے قرض کا معاملہ انتہائی خطرناک ہے، اگر کسی اشد ضرورت کی وجہ سے قرض لینا

پڑ جائے تو پہلی فرصت میں اس کی ادائیگی کی کوشش کرنی چاہیے۔

**بَابُ فِي أَنْ نَفْسَ الْمَيِّتِ مَحْبُوسَةٌ عَنِ الْجَنَّةِ بِدَيْنِهِ**  
قرض کی وجہ سے میت کے نفس کو جنت سے روک لینے کا بیان

سیدنا سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بنی فلاں کا کوئی آدمی یہاں موجود ہے؟“ آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ بات دوہرائی، بالآخر ایک آدمی کھڑا ہوا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”کس چیز نے تجھے پہلی دو بار جواب دینے سے روک رکھا، میں نے تیرے ساتھ بھلائی ہی کرتی تھی، بات یہ ہے کہ تمہارا فلاں آدمی اپنے قرضے کی وجہ سے جنت سے روک دیا گیا ہے۔“ وہ کہتے ہیں: میں نے اس میت کے گھر والوں کو اور اس کے لیے غمزہ ہونے والوں کو دیکھا کہ انہوں نے اس کا قرضہ اس طرح ادا کیا کہ کسی چیز کا مطالبہ کرنے والا کوئی شخص بھی باقی نہیں رہا تھا۔“

(۶۰۳۰)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَنَازَةٍ فَقَالَ: ((أَهَا هُنَا مِنْ بَنِي فُلَانٍ أَحَدٌ؟)) قَالَهَا ثَلَاثًا، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا مَنَعَكَ فِي الْمَمْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ أَنْ تَكُونَ أَجَبْتَنِي؟ أَمَا إِنِّي لَمْ أُتَوْهُ بِكَ إِلَّا لِخَيْرٍ، إِنْ فُلَانًا لِي رَجُلٌ مِنْهُمْ مَاتَ، إِنَّهُ مَأْسُورٌ)) وَفِي لَفْظٍ: إِنَّهُ مَحْبُوسٌ عَنِ الْجَنَّةِ بِدَيْنِهِ.)) قَالَ: قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ أَهْلَهُ وَمَنْ يَتَحَزَنُ لَهُ قَضُوا عَنْهُ حَتَّى مَاجَاءَ أَحَدٌ يَطْلُبُهُ بِشَيْءٍ. (مسند

احمد: ۲۰۴۹۴)

سیدنا سرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہاتھ جو کچھ لیتا ہے، وہ ادائیگی تک اس کے ذمے ہی رہتا ہے۔“

(۶۰۳۱)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذْتَ حَتَّى تُؤَدِّيَهُ.)) وَفِي لَفْظٍ: ((حَتَّى تُؤَدِّيَ.)) (مسند احمد: ۲۰۳۴۶)

(۶۰۳۰) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه النسائي: ۷/ ۳۱۵ (انظر: ۲۰۲۳۱)

(۶۰۳۱) حسن لغیره۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۶۱، وابن ماجه: ۲۴۰۰، والترمذی: ۱۲۶۶ (انظر: ۲۰۰۸۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کی روح اس وقت تک معلق رہتی ہے، جب تک اس پر قرض باقی رہتا ہے۔“

سیدنا سعد بن اطول رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرا بھائی فوت ہو گیا اور تین سو دینار ترکہ چھوڑا ہے، اس نے چھوٹے چھوٹے بچے بھی چھوڑے ہیں، میں نے ارادہ کیا کہ یہ دینار ان پر خرچ کروں گا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”تیرا بھائی قرض کی وجہ سے روکا ہوا ہے، اس لیے جا اور اس کا قرض ادا کر۔“ پس میں گیا اور اس کا سارا قرض ادا کر کے پھر آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے بھائی کا تمام قرض چکا دیا ہے، البتہ ایک عورت رہ گئی ہے، وہ دو دیناروں کا دعویٰ کرتی ہے، لیکن اس کے پاس کوئی دلیل نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اسے بھی دے، کیونکہ وہ سچی ہے۔“

(۶۰۳۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ مَا كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ)) (مسند احمد: ۱۰۱۰۹)

(۶۰۳۳)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ الْأَطْوَلِ قَالَ: مَاتَ أَحْيَىٰ وَتَرَكَ ثَلَاثِمِائَةَ دِينَارٍ وَتَرَكَ صِغَارًا، فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْفِقَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَحْسَاكَ مَخْبُوسٌ بِدَيْنِهِ فَاذْهَبْ فَأَقْضِ عَنْهُ)) قَالَ: فَذَهَبْتُ فَقَضَيْتُ عَنْهُ ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ قَضَيْتُ عَنْهُ وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا امْرَأَةٌ تَدَّعِي دِينَارَيْنِ وَلَيْسَتْ لَهَا بَيِّنَةٌ، قَالَ: ((أَعْطِهَا، فَإِنَّهَا صَادِقَةٌ)) (مسند احمد: ۱۷۳۰۹)

### بَابُ نَسْخِ تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ

مقروض آدمی کی نماز جنازہ ادا نہ کرنے کے حکم کا منسوخ ہونا

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مقروض آدمی کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے، ایک دفعہ آپ کے پاس ایک میت لائی گئی آپ ﷺ نے پوچھا کہ ”کیا اس پر قرض ہے؟“ لوگوں نے کہا: جی ہاں، یہ دو دینار کا مقروض ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر تم خود ہی اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔“ اتنے میں سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ میرے ذمہ ہیں، تب آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر فتوحات

(۶۰۳۴)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُصَلِّي عَلَى رَجُلٍ عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأَتَيْتُ بِمَيِّتٍ فَسَأَلْتُ: ((هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، دِينَارَانِ، قَالَ: ((صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ)) فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: هُمَا عَلَى يَارَسُولَ اللَّهِ! فَصَلَّى عَلَيْهِ، فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ قَالَ: ((أَنَا أَوْلَىٰ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا

(۶۰۳۲) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۴۱۳ (انظر: ۱۰۱۰۶)

(۶۰۳۳) تخریج: صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۴۳۳ (انظر: ۱۷۲۲۷)

(۶۰۳۴) اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابوداود: ۳۳۴۳، والنسائی: ۴/ ۶۵ (انظر: ۱۴۱۰۹)





وَنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَضَى بِالَّذِينَ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَأَنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ يَتَوَارَثُونَ دُونَ بَنِي الْعَلَاتِ، يَرِثُ الرَّجُلُ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ دُونَ أَخِيهِ لِأَبِيهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۲۲)

ہو" میت کی طرف سے کی گئی وصیت اور قرضے کے بعد (ترکہ تقسیم کرو)“، لیکن رسول اللہ ﷺ نے وصیت کو پورا کرنے سے پہلے قرضے کی ادائیگی کا فیصلہ کیا ہے، نیز آپ ﷺ نے یہ حکم بھی فرمایا ہے کہ یعنی بھائی وارث نہیں گے، نہ کہ علاقائی بھائی، بندے کا یعنی بھائی وارث بنتا ہے، نہ کہ علاقائی بھائی۔

**فوائد:** ..... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن مسئلہ ایسے ہی ہے، بلکہ حافظ ابن کثیر نے کہا: علمائے سلف و خلف کا اجماع ہے کہ قرض کو وصیت پر مقدم کیا جائے گا۔ یعنی اور علاقائی بھائیوں میں قوی القرباہ اول الذکر ہیں، اس لیے جس مسئلہ میں بھائیوں کی یہ دو قسمیں جمع ہو جائیں تو یعنی بھائی علاقائیوں کو محبوب کر دیں گے۔

بَابُ مَا يَجُوزُ بَيْعُهُ فِي الدِّينِ وَاسْتِجَابَابِ وَضْعِ بَعْضِ الدِّينِ عَنِ الْمُعْسِرِ  
ادھار کی وجہ سے کسی چیز کو فروخت کرنے اور تنگدست سے کچھ قرضہ معاف کر دینے کے مستحب

ہونے کا بیان

(۶۰۳۷)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَجُلًا مَاتَ وَتَرَكَ مُدَبَّرًا وَدَيْنًا فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبِيعُوهُ فِي دِينِهِ فَبَاعُوهُ بِثَمَانٍ مِائَةٍ۔ (مسند احمد: ۱۴۹۹۶)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی فوت ہوا اور مدبر غلام اپنے ورثے میں چھوڑا، جبکہ وہ مقروض بھی تھا، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس غلام کو اس کے قرض کی ادائیگی میں فروخت کر دیں، پس انہوں نے اس کو آٹھ سو درہم میں فروخت کیا تھا۔

**فوائد:** ..... ”مدبر“ اس غلام کو کہتے ہیں، جس کا آقا اپنی زندگی میں یہ کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے مرنے کے بعد آزاد ہوگا۔

اس روایت کی اصل شکل درج ذیل حدیث میں بیان کی گئی ہے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک ابو مذکور نامی انصاری آدمی نے اپنے غلام کو مدبر بنا دیا، جبکہ اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی مال نہیں تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس غلام کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا: ”اس کو کون آدمی خریدے گا، اس کو کون آدمی خریدے گا؟“ پس سیدنا نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم میں اس کو خرید لیا، آپ ﷺ نے ابو مذکور کو اس کی قیمت دی اور فرمایا: ”جب کوئی آدمی فقیر ہو تو وہ سب سے پہلے اپنی ذات پر خرچ کرے، اگر زائد مال ہو تو اس کو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے، اگر ان سے بھی بچ جائے تو اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرے اور پھر بھی کوئی مال بچ جائے

(۶۰۳۷) حدیث صحیح دون قولہ ”مات وترك دینا“ وهذا اسناد ضعیف، شريك بن عبد الله النخعي سبيء الحفظ۔ أخرجه بنحوه البخاری: ۲۲۳۰، و مسلم: ۹۹۷، لكن دون اللفظة الضعيفة (انظر: ۱۴۹۳۴)

تو ادھر ادھر خرچ کر دے۔“ (صحیح مسلم: ۹۹۷، مسند احمد: ۳/۳۰۵)

سیدنا ابو حدرہ داسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ایک یہودی کے چار درہم دینے تھے، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس میری شکایت لے کر گیا اور کہا: اے محمد! (ﷺ) اس آدمی نے میرے چار درہم دینے ہیں، لیکن اب یہ مجھ پر غالب آ گیا ہے، نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو حدرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اس کو اس کا حق ادا کرو۔“ انھوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، میرے پاس گنجائش نہیں ہے، آپ ﷺ نے اسے پھر فرمایا: ”اس کا حق ادا کرو۔“ انھوں نے دوبارہ کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میرے پاس گنجائش نہیں ہے، میں نے اس یہودی کو بتایا ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمیں خیبر کی جانب بھیج رہے ہیں، اس لیے ہمیں امید ہے کہ مال غنیمت حاصل ہوگا اور میں واپس آ کر قرض ادا کر دوں گا، لیکن آپ ﷺ نے اسے پھر حکم دیا اور فرمایا: ”اس کا حق ادا کر دو۔“ آپ ﷺ جب کوئی بات تین دفعہ ارشاد فرمادیتے تو اس کے بعد مزید تکرار نہیں کرتے تھے۔ سیدنا ابن ابی حدرہ رضی اللہ عنہ بازار گئے، سر پر ایک گچڑ کی تھی اور چادر کا تہبند باندھ رکھا تھا، سرست گچڑی اتاری اور اس کا تہبند باندھا لیا اور چادر اتاری اور آ کر یہودی سے کہا: یہ چادر مجھ سے خرید لو، پس اس نے چار درہم میں یہ چادر خرید لی، اتنے میں وہاں سے ایک بڑھیا کا گزر ہوا، اس نے پوچھا: اے صحابی رسول! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ انھوں نے اس کو ساری بات بتلائی، بڑھیا کے پاس ایک چادر تھی، اس نے اس کی بات سن کر وہ اس کی طرف پھینک دی اور کہا: یہ لے چادر۔

(۶۰۳۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ أَبِي حَدْرَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ كَانَ لِيَهُودِيٍّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةٌ دَرَاهِمَ فَاسْتَعْذَى عَلَيْهِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ لِي عَلَى هَذَا أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ وَقَدْ غَلَبَنِي عَلَيْهَا، فَقَالَ: ((أَعْطِهِ حَقَّهُ)) قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَقْدِرُ عَلَيْهَا، قَالَ: ((أَعْطِهِ حَقَّهُ)) قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا أَقْدِرُ عَلَيْهَا، قَدْ أَخْبَرْتُهُ أَنَّكَ تَبْعُنَا إِلَى خَيْبَرَ فَأَرْجُو أَنْ تُغْنِمَنَا شَيْئًا فَأَرْجِعْ فَأَقْضِيهِ، قَالَ: ((أَعْطِهِ حَقَّهُ)) قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَالَ ثَلَاثًا لَمْ يَرْاجِعْ، فَخَرَجَ بِهِ ابْنُ أَبِي حَدْرَةَ إِلَى السُّوقِ وَعَلَى رَأْسِهِ عِصَابَةٌ وَهُوَ مُتَمَرِّزٌ بِبُرْدَةٍ فَنَزَعَ الْعِمَامَةَ عَنْ رَأْسِهِ فَاتَّرَزَ بِهَا وَنَزَعَ الْبُرْدَةَ فَقَالَ: اشْتَرِ مِنِّي هَذِهِ الْبُرْدَةَ، فَبَاعَهَا مِنْهُ بِأَرْبَعَةِ الدَّرَاهِمِ، فَمَرَّتْ عَجُوزٌ، فَقَالَتْ: مَا لَكَ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ؟ فَخَبَّرَهَا، فَقَالَتْ: دُونَكَ هَذَا بَرْدٌ عَلَيْهَا طَرَحْتَهُ عَلَيْهِ. (مسند احمد: ۱۰۵۷۰)

(۶۰۳۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، محمد بن ابی یحییٰ الاسلمی لم یدرک ابن ابی حدرہ الاسلمی۔ أخرجه الطبرانی فی "الصغیر" وفی "الاوسط" (انظر: ۱۰۵۸۹)

عبداللہ بن کعب سے مروی ہے کہ ان کے باپ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن ابی حدرد سے قرض کا مطالبہ کیا، یہ عہد نبوی کی بات ہے، اس سلسلے میں ان کی آوازیں اتنی بلند ہوئیں، جبکہ وہ مسجد میں تھے، کہ آپ ﷺ نے سن لیں اور آپ ﷺ گھر میں تشریف فرماتے تھے، پس آپ ﷺ نے ان کی طرف آئے اور اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا اور یوں آواز دی: ”اے کعب بن مالک!“ انھوں نے کہا: جی اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں، آپ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ آدھا قرضہ معاف کر دو، انھوں نے کہا: جی میں نے کر دیا ہے، اے اللہ کے رسول! آپ نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اٹھو اور باقی قرض ادا کر دو۔“

(۶۰۳۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَذْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ فَنَادَى: ((يَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ!)) فَقَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ ضَعَّ مِنْ دَيْنِكَ الشُّطْرَ، قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اِقَالَ: ((قُمْ فَاقْضِهِ)) (مسند احمد: ۲۷۷۱۹)

**فوائد:**..... آپ ﷺ نے قرض خواہ کو حکم دیا کہ وہ آدھا قرض معاف کر دے، یہ آپ ﷺ کی رحم دلی کا ثبوت ہے۔

معلوم ہوا کہ امیر اور ذمہ دار قرض خواہ کو کہہ سکتا ہے کہ قرضہ کچھ معاف کر دو۔ قرض خواہ کو بھی امیر کی بات کا لحاظ کر کے شرح صدر کا ثبوت دیتے ہوئے بات کی تعمیل کرنی چاہیے۔ (عبداللہ رفیق)

(۶۰۴۰)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي ثِمَارٍ ابْتِاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ)) قَالَ: فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ)) (مسند احمد: ۱۱۳۲۷)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک آدمی نے پھل خریدا، لیکن اس پھل پر کوئی آفت پڑی، جس کی وجہ سے وہ آدمی بہت زیادہ مقرض ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس پر صدقہ کرو۔“ لوگوں نے صدقہ تو کیا، لیکن اس کی مقدار اس کے قرضے سے کم رہی، بالآخر آپ ﷺ نے قرض خواہوں سے فرمایا: ”جو کچھ تمہیں مل رہا ہے، اُس کو لے لو اور اس کے علاوہ مزید کچھ نہیں ہے۔“

**فوائد:**..... اس حدیث کے مطابق بھی آپ ﷺ نے قرض خواہوں سے سفارش کی کہ وہ باقی قرض معاف کر دیں۔

(۶۰۳۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۵۸ (انظر: ۲۷۱۷۷)

(۶۰۴۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۵۶ (انظر: ۱۱۳۱۷)

بَابُ مَنْ اسْتَدَانَ لِكَارِثَةِ أَوْ حَاجَةِ ضَرُورِيَّةٍ نَاقِيًا الْوَفَاءَ وَلَمْ يَجِدْ وَفَى اللَّهُ عَنْهُ  
اس چیز کا بیان کہ جس آدمی نے کسی حادثے یا ضرورت کی بنا پر قرضہ لیا، جبکہ وہ ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو اور ادا نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کر دے گا

سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ مقروض آدمی کو روزِ قیامت بلا کر اپنے سامنے کھڑا کر کے کہیں گے: اے آدم کے بیٹے! یہ قرض کیوں لیا تھا؟ تو نے کس لیے لوگوں کے حقوق ضائع کئے تھے؟ وہ آدمی کہے گا: اے میرے پروردگار! تجھے معلوم ہے میں نے یہ قرض کھانے پینے، پہننے اور فضول ضائع کرنے کے لئے نہیں لیا تھا، بلکہ اپنے مال کے جل جانے یا چوری ہو جانے یا تجارت میں گھٹا پڑنے کی وجہ سے لیا تھا، اللہ تعالیٰ کہے گا: میرے بندے نے سچ کہا ہے، لہذا آج میں اس کی طرف سے اس کا قرض پورا کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہوں، پھر اللہ تعالیٰ کچھ منگوا کر اس آدمی کے ترازو کے پلڑے میں رکھے گے، جس کی وجہ سے اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر بھاری ہو جائیں گی، اس طرح اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت کی وجہ سے جنت میں داخل کر دے گا۔“

محمد بن علی کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قرض لیا کرتی تھیں، جب ان سے کہا گیا کہ آپ کا قرض سے کیا تعلق ہے تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص قرض لینے کے بعد اس کو ادا کرنے کی نیت رکھے گا، تو اللہ تعالیٰ کی طرف اس کو خصوص مدد حاصل ہوگی۔“ پس میں وہ مدد تلاش کر رہی ہوں۔

(۶۰۴۱)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَدْعُو اللَّهُ بِصَاحِبِ الدِّينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُوقَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَيَقَالُ: يَا ابْنَ آدَمَ! فِيمَ أَخَذْتَ هَذَا الدِّينَ؟ وَفِيمَ ضَيَعْتَ حُقُوقَ النَّاسِ؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! إِنَّكَ تَعَلَّمْتَ أُنِّي أَخَذْتُهُ فَلَمْ أَكُلْ وَلَمْ أَشْرَبْ وَلَمْ أَلْبَسْ وَلَمْ أَضَيِّعْ، وَلَكِنْ أَتَى عَلَى يَدَيَّ إِمَّا حَرَقَ وَإِمَّا سَرَقَ وَإِمَّا وَضِيعَةً، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: صَدَقَ عَبْدِي، أَنَا أَحَقُّ مَنْ قَضَى عَنْكَ الْيَوْمَ، فَيَدْعُو اللَّهُ بِشَيْءٍ فَيَضَعُهُ فِي كِفَّةٍ مِيزَانِهِ فَيَرْجِعُ حَسَنَاتُهُ عَلَى سَيِّئَاتِهِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ)) (مسند احمد: ۱۷۰۸)

(۶۰۴۲)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا تَدَانُ، فَيُقِيلُ لَهَا: مَا لَكَ وَلِلدِّينِ؟ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ كَانَتْ لَهُ نِيَّةٌ فِي آدَاءِ دَيْنِهِ إِلَّا كَانَ لَهُ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَوْنٌ)) قَالُوا: أَلَتَمَسُ ذَلِكَ الْعَوْنُ؟ (مسند احمد: ۲۵۵۰۷)

(۶۰۴۱) تخريج: اسنادہ ضعیف، صدقہ بن موسیٰ الدیقی ضعیف۔ أخرجه البزار: ۱۳۳۲، والطیالسی: ۱۳۲۶ (انظر: ۱۷۰۸)

(۶۰۴۲) تخريج: حدیث حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۴۰۹ (انظر: ۲۴۹۹۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں سے جس انسان نے قرضہ لیا اور پھر اس کو ادا کرنے کی کوشش کی، لیکن ادا کرنے سے پہلے مر گیا تو میں اس کا ذمہ دار ہوں۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روایت ہے کہ ابوالقاسم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جس انسان پر قرض ہو اور اس کو چکا دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر ایک نگہبان مقرر ہوگا۔“

زوجہ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے قرض لیا، کسی نے ان سے کہا: آپ قرض لیتی ہیں، جبکہ آپ میں واپس کرنے کی طاقت نہیں ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب کوئی آدمی قرض لیتا ہے اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ یہ جانتا ہے کہ یہ شخص ادا کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ادا کروا دیتا ہے۔“

**فوائد:**..... ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی ایسی ضرورت کے لیے قرض لیتا ہے، جس کے بغیر اس کا کوئی چارہ کار نہ ہو اور پھر اس کی ادائیگی کا سچا عزم رکھتا ہو اور پہلی فرصت میں اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرنے والا ہے، لیکن اگر وہ پھر بھی قرض ادا نہ کر سکا تو حسن ظن یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کا مواخذہ نہیں کرے گا اور اگر قرض خواہ نے اپنی زندگی میں اس کو معاف نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف سے راضی کر دے گا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مال چھوڑا، وہ اس کے اہل و عیال کے لیے ہوگا اور جس نے قرض چھوڑا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ذمے ہوگا۔“

(۶۰۴۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ حَمَلَ مِنْ أُمَّتِي دَيْنًا ثُمَّ جَهَدَ فِي قَضَائِهِ فَمَاتَ وَلَمْ يَقْضِهِ فَأَنَا وَوَلِيُّهُ)) (مسند احمد: ۲۰۷۲۶)

(۶۰۴۴)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((مَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ هَمَّهُ قَضَاؤُهُ أَوْ هَمَّ بِقَضَائِهِ لَمْ يَزَلْ مَعَهُ مِنَ اللَّهِ حَارِسٌ)) (مسند احمد: ۲۶۷۱۷)

(۶۰۴۵)۔ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا اسْتَدَانَتْ دَيْنًا فَقِيلَ لَهَا: تَسْتَدِينِينَ وَلَيْسَ عِنْدَكَ وَقَائِهِ؟ قَالَتْ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ يَسْتَدِينُ دَيْنًا يَعْلَمُ اللَّهُ أَنَّهُ يُرِيدُ آدَاءَهُ إِلَّا آدَاهُ)) (مسند احمد: ۲۷۳۵۳)

(۶۰۴۶)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِيهِ، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَى رَسُولِهِ)) (مسند احمد: ۱۳۲۸۴)

(۶۰۴۳) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابویعلی: ۴۸۳۸، والطبرانی ”فی الاوسط“: ۹۳۳۴، والبیہقی: ۷/ ۲۲ (انظر: ۲۵۲۱۱)

(۶۰۴۴) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه الطبرانی فی ”اللاوسط“: ۳۷۷۱ (انظر: ۲۶۱۸۷)

(۶۰۴۵) تخریج: صحیح بشواہدہ۔ أخرجه ابن ماجہ: ۴۲۸۸، والنسائی: ۷/ ۳۱۵ (انظر: ۲۶۸۱۶)

(۶۰۴۶) تخریج: صحیح لغيرہ۔ أخرجه ابویعلی: ۴۳۴۳ (انظر: ۱۳۲۵۱)



(۶۰۴۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِأَنْفُسِهِمْ، مَنْ تَرَكَ مَا لَمْ يَلْمَأْلَمِ إِلَى عَصَبَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ ضَيْعًا أَوْ كَلًّا فَأَنَا وَلِيُّهُ فَلَا دُعَى لَهُ)) (مسند احمد: ۸۶۵۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ایمانداروں کی جانوں سے بھی ان کے قریب ہوں، اس لیے جو شخص مال چھوڑے وہ اس کے عزیز واقارب کے لیے ہوگا اور جو کوئی چھوٹے بچے یا (قرض وغیرہ) کا بوجھ چھوڑ کر فوت ہو، اس کا ذمہ دار میں ہوں گا۔“

**فوائد:**..... نبی کریم ﷺ کا مومنوں کی جانوں سے بھی قریب ہونا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کسی مسلمان کو ایک چیز کی طرف بلا رہے ہوں، جبکہ اس کے نفس کا تقاضا کوئی اور ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کے خیال کو ترک کر کے رسول اللہ ﷺ کے حکم کو مانے، کیونکہ اسی میں دائمی نجات ہوگی، جبکہ ایسی صورت میں نفس کے تقاضے کو پورا کرنے میں ہلاکت ہوگی۔

مسلمانوں کے حکمرانوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے، آپ ﷺ تو فوت ہونے والوں کے قرضے چکا تے اور ان کی اولاد کا سہارا بنتے تھے، اب معاملہ الٹ ہو چکا ہے، جس حکمران کا داد چلتا ہے، وہ اپنی رعایا کے مال و دولت اور قومی خزانے کو لوٹنا چاہتا ہے۔

### بَابُ فَضْلِ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ لَهُ

تنگدست کو مہلت دینے والے یا اس کو معاف کر دینے والے کی فضیلت کا بیان

**ملحوظہ:**..... ہم جس دور سے گزر رہے ہیں، اس میں لوگوں کے مزاجوں میں انتہائی جلد بازی، عجلت پسندی، بے صبری اور ظاہر پرستی پائی جا رہی ہے، ان بیماریوں کی وجہ سے قرض خواہ کو قرض دار پر سختی کرتے ہوئے پایا گیا ہے اور اب تو اس کی ترش مزاجی کی وجہ سے قرض دار نے بھی بولنا شروع کر دیا ہے۔

کسی کو مہلت دینے یا معاف کرنے کے لیے بڑے صبر اور دور اندیشی کی ضرورت ہے، ہم یہاں یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ درج ذیل احادیث کا تعلق چند دنوں کی معافی سے نہیں ہے، اگر لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی کو قرض دے سکتے ہیں تو دیں، لیکن یہ بھی ذہن نشین کر لیں کہ ممکن ہے کہ یہ آدمی وعدے پر پورا نہ اترے اور اس چیز کا بھی امکان ہے کہ یہ آدمی زندگی بھر اس کا قرض واپس نہ کر سکے، ایسے میں اس کا رد عمل کیا ہوگا، اگر بیچ میں اللہ تعالیٰ کا نام رہا تو معاف کر دینا بھی انتہائی آسان لگے گا، لیکن اگر یہ نیکی کسی شخص کی وجہ سے کی گئی تو پھر کامیابی کے ساتھ معاملہ طے کرنا بڑا مشکل ہو جائے گا اور بارگاہ ایزدی میں لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔

ہمارے معاشرے کی مصیبت ہے کہ جب ہم بندوں پر کوئی نیکی کرتے ہیں تو اس کا صلہ بندوں سے لینے کے متمنی ہوتے ہیں، نہ کہ اللہ تعالیٰ سے، اس وجہ سے گلے شکوے بھی کرنا پڑتے ہیں اور احسان بھی جتلانے پڑتے ہیں، نتیجتاً جس



اللہ ﷻ مسجد کی طرف روانہ ہوئے اور آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے زمین کی طرف اشارہ کیا، ابو عبد الرحمن نے اسی طرح کا اشارہ بھی کیا، پھر آپ ﷺ فرمایا: ”جو کسی تنگ دست کو مہلت دے یا اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کے بھاپ سے محفوظ رکھے گا، خبردار! جنت والے اعمال اونچی جگہ پر سخت زمین پر اہل چلانے کی مانند مشکل ہیں (یہ کلمہ تین دفعہ دوہرایا) اور دوزخ والے اعمال خواہش پرستی کی وجہ سے نرم زمین پر اہل چلانے کی مانند ہیں، اور خوش بخت وہ ہے جو قفتوں سے بچ گیا ہو۔ وہ گھونٹ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے، جو بندہ غصے کو برداشت کر کے پی جاتا ہے، جب بندہ (غصے پر قابو پا کر) ایسا گھونٹ پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو ایمان سے بھر دیتا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی تھا، اس نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا، البتہ وہ لوگوں کے ساتھ لین دین کے معاملات کے بارے میں اپنے نمائندے سے کہتا تھا: جس سے جو میسر ہو، لے لینا اور جس کے لے مشکل ہو، اس کو چھوڑ دینا اور درگزر کرنا، شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگزر فرمادے، پس جب وہ فوت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا: کیا تو نے کبھی خیر کا کوئی کام بھی کیا تھا؟ اس نے کہا: جی نہیں، البتہ میں نے ایک عمل کیا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ میں لوگوں سے کاروباری لین دین کیا کرتا تھا اور جب میں نے اپنے لڑکے کو تقاضا کرنے کے لیے بھیجتا تھا تو اس کو کہتا تھا: جو کسی سے آسان لگے، وہ لے لینا اور جس کے لیے مشکل ہو، اس کو رہنے دینا اور درگزر کرنا، شاید اس وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر کرے، اللہ تعالیٰ نے کہا: تحقیق میں نے

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ وَهُوَ يَقُولُ بِيَدِهِ هَكَذَا، فَأَوْمَأَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِيَدِهِ إِلَى الْأَرْضِ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ لَهُ، وَقَاهُ اللَّهُ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، إِلَّا إِنْ عَمَلَ الْجَنَّةِ حَزْنَ بَرَبَوَّةٍ، ثَلَاثًا أَلَا إِنْ عَمَلَ النَّارِ سَهْلٌ يَسْهَوَةٌ، وَالسَّعِيدُ مَنْ وُقِيَ الْفِتْنَ، وَمَا مِنْ جُرْعَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ جُرْعَةٍ غَيْظٍ يَكْظُمُهَا عَبْدٌ، مَا كَظَمَهَا عَبْدٌ إِلَّا مَلَأَ اللَّهُ جَوْفَهُ إِيْمَانًا.)) (مسند احمد: ۳۰۱۵)

(۶۰۵۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنْ رَجُلًا لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَكَانَ يُدَايِنُ النَّاسَ فَيَقُولُ لِرَسُولِي: خُذْ مَا تَيْسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسَرَ، وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللَّهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا، فَلَمَّا هَلَكَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ لِي غُلَامٌ وَكُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا بَعَثْتُهُ يَتَقَاضِي فُلْتُ لَهُ: خُذْ مَا تَيْسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسَرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَتَجَاوَزُ عَنَّا، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْكَ.)) (مسند احمد: ۸۷۱۵)

تجھ سے درگزر کر دیا ہے۔“

سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت بیان کی ہے۔

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پس اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔“

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس آدمی کا کسی شخص پر حق ہو اور وہ اس کو (کچھ دنوں تک) مہلت دے دے تو اسے ہر دن کے عوض (اتنی مقدار میں) صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔“

(۶۰۵۱)۔ عَنِ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ عَنِ

النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ۱۷۱۹۰)

(۶۰۵۲)۔ عَنِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانَ عَنِ

النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَزَادَ: ((فَأَدْخَلَهُ اللَّهُ

عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ)) (مسند احمد: ۲۳۷۴۴)

(۶۰۵۳)۔ عَنِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى

رَجُلٍ حَقٌّ فَمَنْ أَخَّرَهُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ

صَدَقَةٌ)) (مسند احمد: ۲۰۲۱۹)

**فوائد:**..... اگلی حدیث اس مفہوم میں واضح ہے۔

سیدنا بریدہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی تنگدست مقروض کو مہلت دی تو اسے ہر روز کے عوض اس قرض کی مقدار کے برابر صدقہ کرنے کا اجر ملے گا۔“ پھر ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی تنگدست مقروض کو مہلت دی، اسے ہر روز اس کی مقدار کا دو گنا صدقہ کرنے کا اجر ملے گا۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک دن میں نے آپ کو یوں فرماتے ہوئے سنا کہ ”جس نے کسی تنگدست مقروض کو مہلت دی تو اسے ہر روز کے عوض اس قرض کی مقدار کے برابر صدقہ کرنے کا اجر ملے گا۔“ اور ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جس نے کسی تنگدست مقروض کو مہلت دی، اسے ہر روز اس کی مقدار کا دو گنا صدقہ

(۶۰۵۴)۔ عَنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَنْظَرَ

مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ)) قَالَ:

ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ

بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلِيهِ صَدَقَةٌ)) قُلْتُ: سَمِعْتُكَ يَا

رَسُولَ اللَّهِ! تَقُولُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ

بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ)) ثُمَّ سَمِعْتُكَ

تَقُولُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ

مِثْلِيهِ صَدَقَةٌ))، قَالَ لَه: ((بِكُلِّ يَوْمٍ

صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ، فَإِذَا حُلَّ الدَّيْنُ

فَأَنْظَرَ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلِيهِ صَدَقَةٌ))

(۶۰۵۱) تخریج: انظر الحديث التالي، هو نفس هذا الحديث (انظر: ۱۷۰۶۴)

(۶۰۵۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۰۷۷، ۳۴۵۱، ومسلم: ۱۵۶۰ (انظر: ۲۳۳۵۳)

(۶۰۵۳) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، ابوداؤد نفع بن الحارث الاعمی متروک۔ أخرجه الطبرانی فی

”الکبیر“: ۱۸ / ۶۰۳ (انظر: ۱۹۹۷۷)

(۶۰۵۴) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۴۱۸ (انظر: ۲۳۰۴۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کرنے کا اجر ملے گا۔“ (پہلی دفعہ ایک گنا اور دوسری دفعہ دو گنا کی بات کی)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”قرض کے وعدے کا وقت آنے سے پہلے ہر روز اس قرض کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے، اور جب قرض کا وعدہ آ جاتا ہے اور وہ مہلت دے دیتا ہے تو ہر روز قرض کی دو گنا مقدار کا ثواب ملتا ہے۔“

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں: سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے قرض لینا تھا، وہ اس کا تقاضا کرنے کیلئے اس کے پاس آتے رہتے تھے، لیکن وہ مقروض ان کو دیکھ کر چھپ جاتا تھا، ایک روز وہ حسب معمول قرض کا مطالبہ کرنے کیلئے آئے اور اس آدمی کا لڑکا گھر سے باہر آیا، سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے اس سے اپنے مقروض کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ہے، اس بچے نے کہا: جی وہ گھر پر ہیں اور خزیرہ کھا رہے ہیں، یہ سن کر سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے آواز دی: اے فلاں! باہر آ جا، مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تو گھر پر ہی ہے، سو وہ باہر آ گیا، سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ تو مجھ سے چھپ جاتا تھا؟ اس نے جواب دیا: بات یہ ہے کہ میں تنگدست ہوں، میرے پاس قرض کی ادائیگی کی طاقت نہیں ہے۔ یہ بات سن کر سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ رو پڑے اور پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوتا سنا: ”جو مقروض کو مہلت دے گا یا اس کا قرض معاف کر دے گا تو وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں کھڑا ہوگا۔“

**نوٹ:**..... گوشت اور آٹے سے تیار کیا ہوا ایک کھانا۔

(۶۰۵۶)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ سَيِّدِنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَيِّدِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ

(۶۰۵۵) تَخْرِيج: أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ: ۱۵۶۳ (انظر: ۲۲۶۲۳)

(۶۰۵۶) تَخْرِيج: اسنادہ ضعیف لضعف زید العمی، ثم هو منقطع، زید روایتہ عن الصحابة مرسلہ۔

أَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى: ۵۷۱۳ (انظر: ۴۷۴۹)



نے فرمایا: ”جس کا یہ ارادہ ہو کہ اس کی دعا قبول کی جائے اور اس کی مصیبت دور کی جائے تو وہ تکدست پر کشادگی کرے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے تکدست کو مہلت دی یا اس کا قرض معاف کر دیا تو روز قیامت اللہ تعالیٰ اسے اپنے عرش کا سایہ دے گا۔“

صحابی رسول سیدنا ابو ایسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس دن اس پر اپنا سایہ کریں، جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، تو اس کو چاہئے کہ وہ تکدست کو مہلت دے یا اس کا قرض سرے سے معاف ہی کر دے۔“

اللَّهُ ﷻ: ((مَنْ أَرَادَ أَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهُ وَتُنْكَشَفَ كُرْبَتُهُ فَلْيَفْرَجْ عَنِ مُعْسِرٍ.))

(مسند احمد: ۴۷۴۹)

(۶۰۵۷)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷻ قَالَ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ لَهُ أَظْلَهُ اللَّهُ فِي ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.))

(مسند احمد: ۸۶۹۶)

(۶۰۵۸)۔ عَنِ أَبِي الْبَسْرِ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷻ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُظْلَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ظِلِّهِ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ) فَلْيَنْظِرِ الْمُعْسِرَ أَوْ لِيَضَعْ عَنْهُ.)) (مسند احمد: ۱۵۶۰۵)



(۶۰۵۷) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه الترمذی: ۱۳۰۶ (انظر: ۸۷۱۱)  
(۶۰۵۸) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۴۱۹ (انظر: ۱۵۵۲۰)

## کِتَابُ الرَّهْنِ گروی کا بیان

### بَابُ جَوَازِ الرَّهْنِ فِي الْحَضَرِ حضر میں گروی رکھنے کے جواز کا بیان

رہن (گروی):..... قرض کے بدلے کوئی چیز بحیثیت دستاویز رکھنا۔

(۶۰۵۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ يَهُودَ عَسَى ثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَخَذَهَا رِزْقًا لِعِيَالِهِ۔ (مسند احمد: ۲۱۰۹)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض بطور گروی پڑی تھی، آپ ﷺ نے اپنے اہل و عیال کی خوراک کے لئے یہودی سے وہ جو ادھار لئے تھے۔

**فوائد:**..... ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنِ مَقْبُوضَةً﴾..... اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو قبضہ میں رکھی ہوئی گروی ہوگی۔“ (سورہ بقرہ: ۲۸۳)

اس آیت مقدسہ میں سفر میں گروی رکھنے کا ذکر ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گروی رکھنا سفر کے ساتھ خاص ہے، یہاں اعلیٰ کے طور پر سفر کا ذکر کیا گیا، وگرنہ حضر میں بھی گروی رکھنا درست ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس حدیث سے کفار کے ساتھ ایسے معاملات کا جواز نکلتا ہے، جن کے متعلق واضح حرمت نہیں آئی۔

(۶۰۶۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: تُوْفِيَ سَيِّدَةُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مِنْ رِزْقِ نَبِيِّكُمْ ﷺ جَبْ فَوْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ بِثَلَاثِينَ

ہوئے تھے تو آپ کی زرہ تیس صاع جو کے عوض گروی میں

(۶۰۵۹) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری۔ أخرجه الترمذی: ۱۲۱۴، والنسائی: ۷/ ۳۰۳،

وابن ماجہ: ۲۴۳۹ (انظر: ۲۱۰۹)

(۶۰۶۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۹۱۶، ۴۴۶۷، ومسلم: ۱۶۰۳ (انظر: ۲۵۹۹۸)

صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ - (مسند احمد: ۲۶۵۲۶) پڑی ہوئی تھی۔

(۶۰۶۱)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: اشْتَرَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا نَسِينَةً فَأَعْطَاهُ دِرْعًا لَهُ رَهْنًا - (مسند احمد: ۲۴۶۴۷) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ادھار پر ایک یہودی سے اناج خریدا تھا اور اپنی زرہ بطور گروی اس کے پاس رکھی تھی۔

**فوائد:**..... اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلحہ وغیرہ جس سے غیر مسلم کو نقصان پہنچ سکے، اس سے احتیاط کرتے

ہوئے دوسری اشیاء کی تجارت غیر مسلموں سے جائز ہے۔

(۶۰۶۲)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَقَّى يَوْمَ تُوُقِيَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ بَوَسَقِيٍّ مِنْ شَعِيرٍ - (مسند احمد: ۲۸۱۳۹) سیدنا اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فوت ہوئے تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس ایک وقت جو کے عوض بطور گروی پڑی تھی۔

**فوائد:**..... صحیح احادیث کے مطابق آپ ﷺ نے تیس صاع غلہ لیا تھا، اس روایت میں وقت کا ذکر ہے،

جس میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں۔

(۶۰۶۳)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: وَلَقَدْ رَهَنَ بَعْنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دِرْعًا لَهُ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِالسَّمْدِيَّةِ أَخَذَ مِنْهُ طَعَامًا، فَمَا وَجَدَ مَا يَفْتَكُهَا بِهِ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: حَتَّى مَاتَ) - (مسند احمد: ۱۳۵۳۱) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے ایک یہودی کے ہاں اپنی زرہ رکھ کر اس سے اناج لیا تھا، وفات تک اتنی گنجائش نہ ہو سکی کہ آپ ﷺ اس کو واپس لے لیتے۔

### بَابُ الظَّهْرِ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا

گروی میں رکھی ہوئی سواری پر اس کے خرچ کے عوض سواری کر لینے کا بیان

(۶۰۶۴)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، يُشْرَبُ لَبَنُ الدَّرِّ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا)) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گروی میں رکھی ہوئی سواری پر اس پر ہونے والے خرچ کے عوض میں سواری کی جائی گے اور اسی طرح دودھ والے

(۶۰۶۱) تخریج: انظر الحديث السابق

(۶۰۶۲) تخریج: صحيح لغيره دون قوله ”بوسق من شعير“، وهذا اسناد ضعيف لضعف شهر بن حوشب - أخرجه ابن ماجه: ۲۴۳۸ (انظر: ۲۷۵۸۷)

(۶۰۶۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین - أخرجه ابن ماجه: ۴۱۴۷ (انظر: ۱۳۴۹۷)

(۶۰۶۴) تخریج: أخرجه بنحوه البخاری: ۲۵۱۱، ۲۵۱۲ (انظر: ۱۰۱۱۰)

وَعَلَى الَّذِي يَشْرَبُ وَيَرْكَبُ نَفَقَتُهُ.)) (مسند احمد: ۱۰۱۱۴)

جانور کا دودھ پیا جائے گا، اور اس کا خرچ دودھ پینے والے اور سواری کرنے والے شخص پر ہوگا۔“

(۶۰۶۵)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَتِ الدَّابَّةُ مَرْهُونَةً فَعَلَى الْمُرْتَهِنِ عَلْفُهَا وَلَبْنُ الدَّرِّ يَشْرَبُ وَعَلَى الَّذِي يَشْرَبُ وَيَرْكَبُ نَفَقَتُهُ.)) (مسند احمد: ۷۱۲۵)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب جانور گروی میں رکھا جائے گا تو اس کا چارہ گروی لینے والے کے ذمہ ہوگا اور دودھ والے جانور کا دودھ پیا جائے گا اور دودھ پینے والے اور سواری کرنے والے شخص پر اس کا خرچ ہوگا۔“

**فوائد:**..... گروی رکھنے والے کو راہن اور جس کے پاس گروی رکھی جائے، اس کو مرتہن کہتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ مرتہن گروی میں رکھی ہوئی سے کوئی فائدہ حاصل کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس سوال کے جواب کا خلاصہ درج ذیل ہے:

اگر گروی رکھی جانے والی چیز خرچے کی محتاج نہ ہو، مثلاً گھر، سائیکل، موٹر سائیکل اور دیگر سامان وغیرہ تو کسی حال میں مرتہن کے لیے یہ جائز نہ ہوگا کہ وہ اس سے نفع حاصل کرے اور اگر گروی میں رکھی جانے والی چیز خرچے کی محتاج ہو، مثلاً بکری اور گھوڑا وغیرہ، تو مرتہن اپنی طرف سے اس چیز پر جتنا خرچ کرے گا، اس کے برابر اس سے فائدہ اٹھا سکے گا، جیسا کہ درج بالا احادیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

## كِتَابُ الْحَوَالَةِ وَالنَّضْمَانِ

### حوالہ اور ضمان کا بیان

#### بَابُ وَجُوبِ قَبُولِ الْحَوَالَةِ عَلَى الْمَلِيءِ وَتَحْرِيمِ مَطْلِ الْغَنِيِّ

مالدار پر حوالہ قبول کر لینے کے وجوب اور غنی کے مال مٹول کرنے کی حرمت کا بیان

(۶۰۶۶)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا اتَّبَعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتَّبِعْ.)) وَفِي لَفْظٍ: ((وَمَنْ أُجْبِلَ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَحْتَلْ.)) (مسند احمد: ۹۹۷۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مالدار آدمی کا مال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب کسی کو مالدار کے حوالے کیا جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ یہ بات قبول کرے۔“ ایک روایت میں ہے: ”جب کسی کو مالدار کے حوالے کیا جائے تو وہ یہ حوالہ قبول کرے۔“

(۶۰۶۵) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۰۶۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۸۸، ومسلم: ۱۵۶۴ (انظر: ۹۹۷۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

(۶۰۶۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَإِذَا أُحِلَّتْ عَلَى مَلِيءٍ فَاتَّبَعَهُ وَلَا بِيَعْتَيْنِ فِيهِ وَاحِدَةً)) (مسند احمد: ۵۳۹۵)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مالدار کا قرض ادا کرنے سے ٹال منول کرنا ظلم ہے اور جب تجھے کسی صاحب مال کا حوالہ دیا جائے، تو تو اس کو تسلیم کر لے اور ایک سودے میں دو سودے نہیں ہیں۔“

**فوائد:**..... پہلے حوالہ کی مثال ملاحظہ کریں، زاہد نے عثمان سے ایک ہزار روپے کا قرض لینا ہے اور عثمان نے اتنی ہی رقم ابراہیم سے لینی ہے، اب عثمان زاہد سے کہتا ہے کہ تو نے مجھ سے جو ہزار روپے لینا ہے، وہ ابراہیم سے لے لینا، جبکہ ابراہیم مالدار بھی ہے، ایسی صورت میں زاہد کو چاہیے کہ وہ عثمان کی بات تسلیم کر لے اور اس کو قرض لینے یادینے سے بری کر دے۔

حوالہ کی تعریف:..... مقروض کا اپنے قرض خواہ کو غیر کی طرف منتقل کر دینا۔

ایک سودے میں دو سودوں کے منع ہونے کے بارے میں منصل بحث پہلے ہو چکی ہے۔

### بَابُ صَمَانَ دَيْنِ الْمُفْلِسِ مفلس میت کے قرض کی ضمانت کا بیان

(۶۰۶۸)۔ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: تُوْفِيَ رَجُلٌ مِنَّا فَاتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((هَلْ تَرَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالُوا: لَا، وَاللَّهِ! مَا تَرَكَ مِنْ شَيْءٍ، قَالَ: ((فَهَلْ تَرَكَ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، ثَمَانِيَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا، قَالَ: ((فَهَلْ تَرَكَ لَهَا مِنْ قَضَاءٍ؟)) قَالُوا: لَا، وَاللَّهِ! مَا تَرَكَ لَهَا مِنْ شَيْءٍ، قَالَ: ((فَصَلُّوا أَنْتُمْ عَلَيْهِ)) قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! أَرَأَيْتَ إِنْ قَضَيْتُ عَنْهُ أَتُصَلِّيَ عَلَيْهِ؟ قَالَ: ((إِنْ قَضَيْتُ عَنْهُ بِالْوَفَاءِ صَلَّيْتُ

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم انصار میں سے ایک آدمی فوت ہوا، ہم نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے کوئی ترکہ چھوڑا ہے؟“ لوگوں نے کہا: جی نہیں، کچھ نہیں چھوڑا، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا یہ مقروض ہے؟“ لوگوں نے کہا: جی ہاں، یہ اٹھارہ درہم کا مقروض ہے، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا اس نے ان کی ادائیگی کے لئے کچھ چھوڑا ہے؟“ لوگوں نے کہا: جی نہیں، کچھ نہیں چھوڑا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر خود ہی اس کی نماز جنازہ پڑھ لو۔“ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہما نے کہا: اے اللہ کے رسول! بتائیں کہ اگر میں اس کا قرض ادا کر دوں تو پھر آپ اس

(۶۰۶۷) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۴۰۴ (انظر: ۵۳۹۵)

(۶۰۶۸) تخریج: حدیث صحیح بطرقہ وشواہدہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۴۰۷، والترمذی: ۱۰۶۹، والنسائی: ۴/۶۵ (انظر: ۲۲۶۵۷)



عَلَيْهِ-)) قَالَ: فَذَهَبَ أَبُو قَتَادَةَ فَقَضَى عَنْهُ فَقَالَ: ((وَقَيْتَ مَا عَلَيْهِ؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى عَلَيْهِ- (مسند احمد: ۲۳۰۳۴)

کی نماز جنازہ پڑھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم پورا ادا کر دو تو میں نماز جنازہ پڑھوں گا۔“ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ گئے اور اس کا قرض ادا کر کے آگئے، آپ ﷺ نے پوچھا: ”ابوقتادہ! مکمل ادا کر دیا ہے؟“ انھوں نے کہا: جی ادا کر دیا ہے، آپ ﷺ نے میت کو منگوا لیا اور اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

**فوائد:** ..... حدیث نمبر (۶۰۲۶) یہ بات گزر چکی ہے کہ جو نبی سیدنا ابوقتادہ نے قرض کی ذمہ داری اٹھائی اور آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! اس میت کا قرض مجھ پر ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھا دی، لیکن اس حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھانے سے پہلے سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ گئے اور قرض ادا کر کے آئے پھر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ ادائیگی مکمل ہو گئی ہے، جب انھوں نے مثبت جواب دیا تو تب آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ان دو روایات میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ قرض خواہ کی طرف گئے اور میت کی طرف سے ضمانت اٹھائی، اگرچہ بالفعل اس کا قرضہ ادا نہیں کیا، اس ضمانت کی وجہ سے میت بری الذمہ ہو گیا اور آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھا دی، اگلے باب کی حدیث سے اس تاویل و تطبیق کی تائید ہوتی ہے۔

بَابٌ فِي أَنَّ الْمَضْمُونِ عَنْهُ إِنَّمَا يَبْرُؤُ بِأَدَاءِ الضَّامِنِ لَا بِمُجَرَّدِ ضَمَانِهِ  
جس چیز کی ضمانت دی گئی ہو، ضامن اس کی ادائیگی سے ہی بری ہوگی، نہ کہ

صرف ضمانت اٹھانے سے

(۶۰۶۹)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: تُوُقِيَ رَجُلٌ فَغَسَلْنَاهُ وَحَنَطْنَاهُ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَيْهِ، فَقُلْنَا: نُصَلِّي عَلَيْهِ. فَحَطَا حُطَى ثُمَّ قَالَ: ((أَعْلَيْهِ دَيْنٌ؟)) قُلْنَا: دَيْنَارَانِ، فَانصَرَفَ فَتَحَمَلَهَا أَبُو قَتَادَةَ فَأَتَيْنَاهُ فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: الدِّينَارَانِ عَلَى، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَحَقُّ الْغَرِيمِ، وَبَرِيءٌ مِنْهُمَا الْمَيْتُ؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی فوت ہوا، پس ہم نے اسے غسل دیا اور خوشبو لگائی، پھر ہم اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، تاکہ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ ادا فرمائیں۔ ہم نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں، آپ چند قدم چل کر رک گئے اور فرمایا: ”کیا اس پر قرض ہے؟“ ہم نے کہا: جی ہاں، دو دینار ہیں، یہ سن کر آپ ﷺ تو واپس چل پڑے، پھر سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان کی ادائیگی کی ذمہ داری اٹھائی اور ہم دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ

نے دو دیناروں کی ذمہ داری لے لی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا اب قرض خواہ تجھ سے یہ حق طلب کرے گا اور میت اس سے بری ہوگئی ہے؟“ سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ”جی ہاں، تب آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ ایک دن کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا: ”وہ دیناروں کا کیا بنا؟“ سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابھی کل تو وہ فوت ہوا ہے، پھر وہ لوٹے اور اگلے دن ان کی ادائیگی کر کے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ان کو ادا کر دیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اب اس کی جلد ٹھنڈی ہوئی ہے۔“

بِسْوَمٍ: ((مَا فَعَلَ الذِّينَارَانِ؟)) فَقَالَ: إِنَّمَا مَاتَ أَمْسٍ، قَالَ: فَعَادَ إِلَيْهِ مِنَ الْغَدِ، فَقَالَ: قَدْ قَضَيْتُهُمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الآن بَرَدَتْ عَلَيْهِ جِلْدُهُ.)) (مسند احمد: ۱۴۵۹۰)

**فوائد:** ..... یہ حدیث واضح دلالت کرتی ہے کہ میت کا قرض کوئی اپنے ذمہ لے تو اسے جلدی ادا کر دینا چاہیے اور ذمہ لینے کے باوجود میت پر اس وقت تک بوجھ رہتا ہے، جب تک اس کی جانب سے ادا نہ کر دیا جائے۔

بَابُ فِي أَنْ ضَمَانَ الْمَبِيعِ عَلَى الْبَائِعِ إِذَا وَجَدَ مَنْ يَسْتَحِقُّهُ

اگر اصل مالک فروخت شدہ چیز کو پالیتا ہے تو اس چیز کی ضمانت فروخت کرنے والے پر ہوگی

(۶۰۷۰)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا سُْرِقَ مِنَ الرَّجُلِ مَتَاعٌ أَوْ ضَاعَ لَهُ مَتَاعٌ فَوَجَدَهُ بِيَدِ رَجُلٍ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ وَيَرْجِعُ الْمُشْتَرِي عَلَى الْبَائِعِ بِالْثَمَنِ.)) (مسند احمد: ۲۰۴۰۸)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی آدمی کا سامان چوری ہو جائے یا کسی طرح سے ضائع ہو جائے اور پھر وہ کسی کے پاس اپنا سامان بعینہ پالے تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہوگا اور خریدار حصول قیمت کیلئے فروخت کنندہ کی طرف رجوع کرے گا۔“

**فوائد:** ..... اس حدیث کا مطلب ہے کہ ایک آدمی کا مال گم ہو جاتا ہے یا چوری ہو جاتا ہے اور پھر وہ مال اسی حالت میں کسی کے پاس مل جاتا ہے، تو یہ مال اصل مالک کو ہی ملے گا، اس آدمی نے جس سے خریدا ہوگا، اس سے اس کی قیمت واپس لے لے گا۔



## کتاب التَّفْلِيسِ وَالْحَجْرِ

### مفسر اور مالی معاملات پر پابندی لگانے کے مسائل

#### بَابُ مَلَاذِمَةِ الْمَلْبِيِّ وَعُقُوبَتِهِ بِالْحَبْسِ وَإِطْلَاقِ الْمُعْسِرِ

قرض لینے کے لیے مالدار آدمی کا پیچھا کرنے اور قید کے ذریعے اس کو سزا دینے اور تنگدست کو آزاد چھوڑنے کا بیان

(۶۰۷۱)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ سیدنا شریذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَسَى الْوَاجِدُ ظَلَمٌ يُجْلُ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتُهُ)) قَالَ وَيَكْفَعُ: عِرْضَهُ: شَكَائَتُهُ، وَعُقُوبَتُهُ: حَبْسُهُ۔ (مسند احمد: ۱۸۱۱۰)

”غنی آدمی کا مال منول کرنا ظلم ہے، یہ چیز اس کی عزت اور سزا کو حلال کر دیتی ہے۔“ امام کعب نے کہا: بے عزتی سے مراد اس کی شکایت کرنا اور سزا سے مراد اس کو قید کرنا ہے۔

**فوائد:** ..... غنی آدمی کی قید لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ تنگ دست آدمی اس حکم سے مستثنی ہوگا اور اس کو مزید مہلت دی جائے گی یا اس کو معاف کر دیا جائے گا۔

خليفة اور حکمران کو حق حاصل ہے کہ کسی شبہ یا جرم کی بنا پر آدمی کو قید کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَبَسَ رَجُلًا فِي نَهْمَةٍ..... نبی کریم ﷺ نے کسی تہمت کی وجہ سے ایک آدمی کو قید کر لیا تھا۔ (ابوداؤد: ۳۶۳۰، ترمذی: ۱۴۱۷، نسائی: ۴۸۷۵)

(۶۰۷۲)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ أُصِيبَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مِثْلِ خَرِيدٍ، لَيْكِن

(۶۰۷۱) تخریج: اسنادہ محتمل للتحسين۔ أخرجه ابوداؤد: ۳۶۲۸، وابن ماجه: ۲۴۲۷، والنسائی: ۷/۳۱۶، وعلقه البخاری فی الاستقراض باب لصاحب الحق مقال (انظر: ۱۷۹۴۶)

(۶۰۷۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۵۶ (انظر: ۱۱۳۱۷)

اس پھل پر کوئی آفت پڑی، جس کی وجہ سے وہ آدمی بہت زیادہ مقروض ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس پر صدقہ کرو۔“ لوگوں نے صدقہ تو کیا، لیکن اس کی مقدار اس کے قرضے سے کم رہی، بالآخر آپ ﷺ نے قرض خواہوں سے فرمایا: ”جو کچھ تمہیں مل رہا ہے، اُس کو لے لو اور اس کے علاوہ مزید کچھ نہیں ہے۔“

ثِمَارِ ابْتِاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ)) قَالَ: فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ)) (مسند احمد: ۱۱۳۳۷)

**فوائد:**..... اس حدیث مبارکہ کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب مفلس کا مال اس کے ذمہ قرضوں سے کم ہو

گا تو پھر بھی اس کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ اس مال کو اپنے قرض خواہوں کے سپرد کر دے۔

بَابُ مَنْ وَجَدَ سِلْعَتَهُ عِنْدَ رَجُلٍ ابْتِاعَهَا مِنْهُ وَقَدْ أَفْلَسَ  
جو آدمی اپنا سامان مفلس ہو جانے والے خریدار کے پاس پالینے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بعینہ اپنا مال و متاع اس آدمی کے پاس پاتا ہے، جو مفلس ہو چکا ہے تو وہ دوسرے قرض خواہوں کی بہ نسبت اس کا زیادہ حق رکھتا ہے۔“

(۶۰۷۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ وَجَدَ عَيْنَ مَالِهِ (وَفِي لَفْظٍ: مَتَاعِهِ) عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِمَّنْ سِوَاهُ)) (مسند احمد: ۷۱۲۴)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی مفلس ہو جائے اور اس کا ایک قرض خواہ اپنا مال اس کے پاس پالے اور اس نے اس کی قیمت میں سے کچھ بھی وصول نہ کیا ہو تو وہ مال اسی کا ہوگا۔“

(۶۰۷۴)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ أَفْلَسَ فَوَجَدَ رَجُلٌ عِنْدَهُ مَالَهُ وَلَمْ يَكُنْ اقْتَضَى مِنْ مَالِهِ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ)) (مسند احمد: ۱۰۸۰۷)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو قرض خواہ، مفلس کے پاس اپنا مال بعینہ پالے تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہوگا۔“

(۶۰۷۵)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ وَجَدَ مَتَاعَهُ عِنْدَ مَفْلِسٍ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ)) (مسند احمد: ۲۰۳۷۰)

**فوائد:**..... تینوں احادیث کا مفہوم واضح ہے کہ جب کوئی آدمی مفلس ہو جانے والے شخص کے پاس بعینہ اپنا سامان پالے تو وہ اسی کا ہوگا، مفلس کے باقی قرض خواہوں کا اس میں کوئی حق نہیں ہوگا، بشرطیکہ اس نے اس کی قیمت

(۶۰۷۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۴۰۲، ومسلم ۱۵۵۹ (انظر: ۷۱۲۴)

(۶۰۷۴) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۰۷۵) تخريج: صحيح بالشواهد (انظر: ۲۰۱۰۹)

میں کچھ بھی وصول نہ کیا ہو۔

حدیث کے الفاظ سے یہ شرط بھی سمجھ آ رہی ہے کہ ابھی تک خریدار نے کسی کے مال میں کوئی تصرف نہ کیا ہو تو پھر اصل مالک زیادہ حقدار ہوگا۔ اگر خریدار نے مال میں کوئی تصرف کر لیا ہو، اس کی حالت میں کوئی تبدیلی وغیرہ کر لی ہو، اس میں کچھ استعمال کر لیا ہو تو اصل مالک زیادہ حقدار نہیں ہوگا۔ بلکہ عام قرض خواہوں کی طرح حصہ کے مطابق حقدار ہوگا۔ (عبداللہ رفیق)

### بَابُ الْحَجْرِ عَلَى السُّفَهَاءِ وَذِكْرُ مَنْ يُحَجَّرُ عَلَيْهِ

یہ تو فوں پر پابندی لگانے کا اور ان لوگوں کا بیان، جن پر پابندی لگائی جائے گی  
وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَا تَوْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا  
وَأَكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا﴾

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”بے عقل لوگوں کو اپنے مال نہ دے دو، جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری گزران کے قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے، ہاں انہیں اس مال سے کھلاؤ، پلاؤ، پہناؤ، اوڑھاؤ اور انہیں معقولیت سے نرم بات کہو۔“ (سورہ نساء: ۵)

(۶۰۷۶)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا  
عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَبْتَاعُ وَفِي  
عُقْدَتِهِ يَعْزِي عَقْلِهِ ضَعْفٌ فَأَتَى أَهْلَهُ  
النَّبِيُّ ﷺ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَحْجُرْ عَلَى  
فُلَانٍ، فَإِنَّهُ يَبْتَاعُ وَفِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ،  
فَدَعَاهُ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فَتَهَاةَ عَنِ النَّبِيعِ، فَقَالَ:  
يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنِّي لَا أَصْبِرُ عَنِ النَّبِيعِ،  
فَقَالَ ﷺ: ((إِنْ كُنْتَ غَيْرَ تَارِكِ النَّبِيعِ فَقُلْ:  
هُوَ هَاءَ وَهَاءَ وَلَا خِلَابَةَ.)) (مسند احمد: ۱۳۳۰۹)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک آدمی تجارت کیا کرتا تھا، اس کی عقل میں کچھ کمزوری تھی، اس لیے اس کے گھر والے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اللہ کے رسول! آپ اس آدمی پر پابندی لگا دیں، کیونکہ وہ سودے کرتا ہے اور اس کے عقل میں کمزوری ہے (اس طرح نقصان اٹھا بیٹھتا ہے) نبی کریم ﷺ نے اسے بلایا اور تجارت کرنے سے منع کر دیا، لیکن اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تجارت کے بغیر نہیں رہ سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو اس لین دین کو نہیں چھوڑ سکتا تو سودا کرتے وقت کہا کر: لیجئے جناب اور دیجئے، لیکن دھوکہ نہ ہو۔“

**فوائد:**..... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی عذر کی بنا پر کسی شخص پر اس کے بعض معاملات کے سلسلے میں پابندی لگائی جاسکتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس آدمی کو سودا کرنے کا جو طریقہ سکھایا ہے، اس کی وضاحت حدیث نمبر (۵۹۱۶) میں گزر چکی ہے۔

(۶۰۷۶) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابو داود: (۳۵۰۱)، وابن ماجه: (۲۳۵۴)، والترمذی: (۱۲۵۰)، والنسائی: (۷/ ۲۵۲) (انظر: (۱۳۲۷۶))



## بَابُ إِثْبَاتِ الرُّشْدِ وَعَلَامَاتِ الْبُلُوغِ

سن رشد کے اثبات اور بلوغت کی علامتوں کا بیان

وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور یتیموں کو ان کے بالغ ہو جانے تک سدھارتے اور آزما تے رہو، پھر اگر ان میں تم ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو انہیں ان کے مال سوئپ دو (سورہ نساء: 6)

(۶۰۷۷)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمَزٍ قَالَ: كَتَبَ نَجْلَةَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ خَمْسٍ خِلَالِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ: وَمَتَى يَنْقَضِي يَتِيمُ الْيَتِيمِ؟ فَاجَابَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَكَتَبَتْ تَسْأَلُنِي عَنْ يَتِيمِ الْيَتِيمِ مَتَى يَنْقَضِي، وَلَعُمْرِي! أَنَّ الرَّجُلَ نَبِئْتُ لِحَيْثُهُ وَهُوَ ضَعِيفُ الْأَخْذِ لِنَفْسِهِ فَإِذَا كَانَ يَأْخُذُ لِنَفْسِهِ مِنْ صَالِحٍ مَا يَأْخُذُ النَّاسُ فَقَدْ ذَهَبَ الْيَتِيمُ۔ الْحَدِيثُ۔ (مسند احمد: ۲۸۱۱)

یزید بن ہرمز کہتے ہیں: نجدہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پانچ باتیں پوچھنے کے لیے ایک خط لکھا، ..... ان میں ایک بات یہ تھی کہ یتیم کی یتیمی کا وقت کب ختم ہوتا ہے، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے جواب میں لکھا: تو نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ یتیم کی یتیمی کا وقت کب ختم ہوتا ہے، مجھے میری عمر کی قسم ہے کہ آدمی کی داڑھی اگ آتی ہے، لیکن پھر بھی وہ اپنے معاملہ میں کمزور گرفت والا رہتا ہے، جب وہ لوگوں کے معاملات میں سے اپنے لیے اچھی چیز کا انتخاب کر سکتا ہو تو اس کی یتیمی ختم ہو جائے گی۔

(۶۰۷۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَنْخَوِّهُ وَفِيهِ وَعَنِ الْيَتِيمِ مَتَى يَنْقَضِي يَتِيمُهُ؟ قَالَ: إِذَا احْتَلَمَ وَأُوْنَسَ مِنْهُ خَيْرٌ۔ (مسند احمد: ۲۶۸۵)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی قسم کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: اور یتیم کے بارے میں سوال کیا کہ اس کی یتیمی کب ختم ہوگی؟ انھوں نے کہا: جب وہ بالغ ہو جائے اور اس سے بھلائی محسوس کی جانے لگے۔

**فوائد:** ..... بلاشک و شبہ معاشرے کے سمجھ دار لوگ آسانی کے ساتھ یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ فلاں بچہ بالغ ہو جانے کے بعد مال و دولت سنبھالنے کی اہلیت و صلاحیت رکھتا ہے یا نہیں، دیکھا گیا ہے کہ بعض بچے بالغ ہونے سے پہلے بلا کے سمجھ دار اور معاملات میں مضبوط گرفت والے ہوتے ہیں، جبکہ بعض بالغ ہونے کے بعد بھی نا سمجھ اور نا عاقبت اندیش رہتے ہیں، بہر حال یہ معاملہ قابل فہم ہے اور آسانی سے اس کا ادراک کیا جاسکتا ہے۔

(۶۰۷۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۸۱۲ (انظر: ۲۸۱۱)

(۶۰۷۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک پاگل عورت کو رجم کرنے کا حکم دیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کو اس طرح کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”تین افراد سے قلم اٹھا لیا گیا ہے، سوئے ہوئے آدمی سے، یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور پاگل سے، یہاں تک کہ وہ صحت یاب ہو جائے۔“ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے حد کو ہٹا دیا۔

سیدنا عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے قرظہ والے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا گیا، جب لوگوں کو میرے بالغ یا نابالغ ہونے میں شک ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ دیکھا جائے کہ آیا میرے زیر ناف بال اگے ہوئے ہیں یا نہیں، پس جب انھوں نے دیکھا کہ میرے یہ بال اگے ہوئے نہیں ہیں تو مجھے چھوڑ دیا اور قیدیوں میں شامل کر دیا۔

(۶۰۷۹)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرَادَ أَنْ يَرْجُمَ مَجْنُونَةً، فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ رضی اللہ عنہ: مَا لَكَ ذَلِكَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الْوَضْعِ حَتَّى يَخْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَبْرَأَ أَوْ يَعْقِلَ)) فَأَدْرَأَ عَنْهَا عُمَرُ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد: ۱۱۸۳)

(۶۰۸۰)۔ عَنْ عَطِيَّةِ الْقُرَظِيِّ قَالَ: عُرِضْتُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَشَكُّوا فِيَّ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يَنْظُرُوا إِلَيَّ هَلْ آتَبْتُ بَعْدُ؟ فَتَنَظَرُوا فَلَمْ يَجِدُونِي آتَبْتُ فَخَلَى عَيْنِي وَالْحَقْفَيْنِ بِالسَّبِي. (مسند احمد: ۲۳۰۳۶)

**فوائد:** ..... غزوہ خندق کے موقع پر یہودیوں کے قبیلے بنو قریظہ نے عہد شکنی کی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا تو وہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہو گئے، انھوں نے یہ فیصلہ دیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے، اب جس بچے کے بارے میں بالغ ہونے یا نہ ہونے کا شک گزرتا تو اس کے زیر ناف بال دیکھ کر فیصلہ کیا جاتا، اگر وہ اگ پکے ہوتے تو اس کو بالغ مرد سمجھ کر قتل کر دیا جاتا اور بصورت دیگر اس کو بچہ سمجھ کر چھوڑ دیا جاتا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ زیر ناف بال بلوغت اور عدم بلوغت کے مابین حد فاصل ہیں، لیکن کیا یہ عام قانون ہے؟ اس باب کی آخری حدیث کے فوائد دیکھیں۔

(۶۰۸۱)۔ عَنْ نَافِعِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِ عَشْرَةَ فَلَمْ يُجْزِهِ، ثُمَّ عَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ

امام نافع کہتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کو غزوہ احد کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا گیا، جبکہ ان کی عمر چودہ برس تھی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو

(۶۰۷۹) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۴۴۰۳، وابن ماجه: ۲۰۴۲ (انظر: ۱۱۸۳)

(۶۰۸۰) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۴۴۰۴، والنسائی: ۶/ ۱۵۵، وابن ماجه: ۲۵۴۲،

والترمذی: ۱۵۸۴ (انظر: ۲۲۶۵۹)

(۶۰۸۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۶۶۴، ومسلم: ۱۸۶۸ (انظر: ۴۶۶۱)

وَهُوَ ابْنُ خَمْسِ عَشْرَةَ فَأَجَازَهُ۔ (مسند احمد: ۴۶۶۱)

اجازت نہ دی، پھر ان کو پندرہ برس کی عمر میں غزوہ خندق کے موقع پر پیش کیا گیا، پس آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔

**فوائد:**..... اس حدیث میں جنگ کا معاملہ بیان کیا گیا ہے کہ کتنے وجود اور طاقت کا آدمی جاسکتا ہے اور کون سا نہیں جاسکتا، چودہ یا پندرہ برس کی عمر کا بلوغت یا عدم بلوغت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ عمر کو اس ضمن میں معیار قرار دیا جاسکتا ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نو سال کی عمر میں بالغ ہو گئی تھیں۔

(۶۰۸۲)۔ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ سِيرِينَ أَنَّ عَائِشَةَ نَزَلَتْ عَلَى صَفِيَّةٍ أُمِّ طَلْحَةَ الطَّلِحَاتِ فَرَأَتْ بَنَاتٍ لَهَا يُصَلِّينَ بِغَيْرِ خِمْرَةٍ قَدْ حِضْنَ قَالَ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَا تُصَلِّينَ جَارِيَةً مِنْهُنَّ إِلَّا فِي خِمَارٍ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيَّ وَكَانَتْ فِي حِجْرِي جَارِيَةً فَأَلْفَى عَلَيَّ حَقْوَهُ فَقَالَ: ((شُقِيهِ بَيْنَ هَذِهِ وَبَيْنَ الْفِتَاةِ الَّتِي فِي حِجْرٍ أُمِّ سَلَمَةَ فَأَنَّى لَا أَرَاهَا إِلَّا قَدْ حَاضَتْ، أَوْ لَا أَرَاهُمَا إِلَّا قَدْ حَاضَتَا۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ سیدہ ام طلحہ طلحات صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور دیکھا کہ بالغہ بچیاں بغیر دوپٹوں کے نماز پڑھ رہی تھیں، پس انھوں نے کہا: ان میں سے کوئی بچی دوپٹے کے بغیر نماز نہ پڑھے، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ میری پرورش میں ایک لڑکی تھی، آپ ﷺ نے اپنا ازار مجھے دیا اور فرمایا: ”یہ لڑکی اور ام سلمہ کی تربیت میں پرورش پانے والے لڑکی، یہ ازار پھاڑ کر ان دونوں کو دے دو، کیونکہ میرا خیال ہے کہ یہ دونوں بالغ ہو چکی ہیں۔“

(مسند احمد: ۲۵۱۵۳)

**فوائد:**..... حیض کے خون کا شروع ہو جانا عورت کے لیے بلوغت کی علامت ہے۔

بلوغت اور عدم بلوغت کی علامتوں کا خلاصہ یہ ہے: علمائے امت کا اس چیز پر اتفاق ہے کہ احتلام مردوزن دونوں کے بالغ ہونے کی اور حیض اور حمل عورت کے بالغ ہونے کی علامت ہیں۔ شافعیہ کا خیال ہے کہ زیر ناف بالوں کو کافروں کے بالغ یا نابالغ ہونے کی علامت قرار دیا جائے گا، کیونکہ کفر کی وجہ سے ان کی ان باتوں پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا کہ ان کی عمر کتنی ہے یا ان کو احتلام ہو چکا ہے یا نہیں، یا ان کی بیٹیوں کو حیض آچکا ہے یا نہیں۔



## کِتَابُ الصَّلْحِ وَأَحْکَامِ الْجَوَارِحِ

### صلح کے مسائل اور عہد و امان کے احکام

#### بَابُ التَّرْغِيبِ فِي إِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ

#### باہمی صلح جوئی کی ترغیب کا بیان

وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نُّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ، وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾  
 ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”ان کی بہت سی سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں، مگر وہ جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادہ سے یہ کام کرے، اسے ہم یقیناً

بہت بڑا ثواب دیں گے۔“ (سورہ نساء: ۱۱۴)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں کہ جس کا درجہ نماز، روزے اور صدقہ سے بھی زیادہ ہے؟“ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”آپس میں مصالحت کرنا اور آپس میں فساد پیدا کرنا تو (نیکیوں کو) تباہ کر دیتا ہے۔“  
 (۶۰۸۳)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلِ مِنْ دَرَجَةِ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ؟)) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: ((إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ)) (مسند احمد: ۲۸۰۵۸)

**فوائد:**..... نقلی نماز روزے اور صدقہ و خیرات کے فوائد محدود ہیں، جبکہ صلح کے بے شمار فوائد ہیں، معاشرے کے اتحاد و اتفاق اور محبت و مودت کا انحصار صلح جوئی پر ہے اور صلح نہ کرنے کی صورت میں بغض و عداوت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور فرائض اور واجبات کے اجر و ثواب کو بھی مٹا دیتی ہے۔

(۶۰۸۴)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

(۶۰۸۳) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۴۹۱۹، والترمذی: ۲۵۰۹ (انظر: ۲۷۵۰۸)

(۶۰۸۴) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابو داود: ۳۵۹۴ (انظر: ۸۷۸۴)

قَالَ: ((الْصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ)) فرمایا: ”مسلمانوں کے مابین صلح کروانا جائز عمل ہے۔“

(مسند احمد: ۸۷۷۰)

**فوائد:**..... یہ مسلم معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ جب بھی لوگوں کے درمیان کے تعلقات معمول سے ہٹنا شروع ہو جائیں تو وہ فوراً کنٹرول کریں، حالات کو معمولی پر لائیں اور لوگوں میں مصالحتانہ ماحول کو برقرار رکھیں۔

بَابُ جَوَازِ الصُّلْحِ عَنِ الْمَعْلُومِ وَالْمَجْهُولِ وَالتَّحْلِيلِ مِنْهُمَا  
معلوم یا نامعلوم چیز میں صلح کے جائز ہونے اور دونوں صورتوں میں ہو جانے والی  
کی ہمیشی کو معاف کر دینے کا بیان

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انصار کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس میراث کا مقدمہ لے کر آئے، جبکہ اس میراث کے آثار مٹ چکے تھے اور ان کے پاس کوئی دلیل بھی نہیں تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں بھی ایک بشر ہوں، تم لوگ میرے پاس اپنے فیصلے میرے پاس لے آتے ہو، ممکن ہے کہ کوئی آدمی اپنی دلیل کے نشیب و فراز سے واقف ہونے کی وجہ سے اس کو اچھے انداز میں پیش کرے اور پھر میں (ان ہی امور کی بنا پر) تم میں فیصلہ کر دو (تو سن لو کہ) میں جس کے لیے اس کے بھائی کے حق میں سے فیصلہ کر دوں تو وہ نہ لے، کیونکہ ایسی صورت میں میں اس کو جہنم کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں گا، وہ قیامت والے دن اس کے ذریعے اپنی گردن میں آگ بھڑکاتے ہوئے آئے گا۔“ یہ سن کر وہ دونوں رونے لگے اور ہر ایک کہنے لگا: میرا حق میرے بھائی کے لئے ہے، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اب جبکہ تم یہ کہہ رہے ہو تو پھر جا کر اس کو اس طرح تقسیم کر لو کہ حق کو تلاش کرو اور پھر قرعہ اندازی کر لو اور ہر آدمی اپنے بھائی کو معاف بھی کر دے۔“

(۶۰۸۵)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ يَخْتَصِمَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مَوَارِيثَ بَيْنَهُمَا قَدْ دَرَسَتْ لَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَنَعَلَ بَعْضُكُمْ الْحَنُ بِحُجَّتِهِ (أَوْ قَدْ قَالَ: لِحُجَّتِهِ) مِنْ بَعْضِ فَإِنِّي أَقْضِي بَيْنَكُمْ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ، يَأْتِي إِسْطَمَا فِي عُقْبِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَبَكَى الرَّجُلَانِ وَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: حَقِّي لِأَخِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَّا إِذَا قُلْتُمَا فَاذْهَبَا فَاقْتَسِمَا ثُمَّ تَوَخَّيَا الْحَقَّ ثُمَّ اسْتَهَمَا ثُمَّ لِيَحْلِلْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمَا صَاحِبَهُ)) (مسند احمد: ۲۷۲۵۳)

**فوائد:**..... مدعی، مدعی علیہ اور ان کے گواہوں میں سے ہر ایک کو پتہ ہوتا ہے کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر، بالخصوص اول الذکر دو افراد کو، لیکن دوسرے آدمی کے حق کی اہمیت کا علم ہو جائے تو پھر انصاف پر برقرار رہنا آسان ہو



جاتا ہے۔

(۶۰۸۶)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ يَغْنَى مَظْلَمَةً لِأَخِيهِ فِي مَالِهِ أَوْ عِرْضِهِ فَلْيَأْتِهِ فَلْيَسْتَجْلِهَا مِنْهُ قَبْلَ أَنْ يُؤَخَذَ أَوْ تُؤَخَذَ وَلَيْسَ عِنْدَهُ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَأُعْطِيَهَا هَذَا وَإِلَّا أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِهِ هَذَا فَأَلْقَى عَلَيْهِ)) (مسند احمد: ۹۶۱۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے بھائی کے مال اور عزت میں کوئی زیادتی کی ہو تو اس کے پاس آ کر اس کو معاف کروالے، قبل اس کے کہ اس کا مواخذہ کیا جائے، وگرنہ جس کا مواخذہ کیا جائے گا، اس دن درہم و دینار نہیں چلے گا، اگر اُس (ظالم) کے پاس نیکیاں ہوں گی تو اس سے نیکیاں لے کر مظلوم کو دے دی جائیں گی، وگرنہ مظلوم کی برائیاں ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔“

**شرح:**..... معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں کی گئی دست درازیاں دنیا میں ہی معاف نہ کروالی گئیں یا ان کی تلافی نہ کر دی گئی تو آخرت میں ان کا معاملہ نہایت خطرناک ہوگا، لیکن ہمارے ماحول میں حقوق العباد کی کوئی پروا نہیں کی جاتی، جو کہ باعثِ ہلاکت امر ہے۔ ہمارے ہاں انسان کو بحیثیت انسان نہیں دیکھا جاتا، بلکہ کسی سے حسن سلوک یا بد سلوک کرنے کے لیے رشتوں اور دوستیوں کا تعین کیا جاتا ہے اور مسکراہٹوں کے تبادلے ہوتے ہیں اور مال و زر کی پوجا پاٹ کی جاتی ہے، حالانکہ ایسا کرنا سرے سے انسان کا امتیاز ہی نہیں ہے۔

یہ اسلام ہی ہے، جس نے دوسرے مذاہب کی بہ نسبت احترامِ انسانیت کا سب سے زیادہ درس دیا ہے، یہ حدیث اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ غریب و نادار عوام کو ظلم و ستم اور قہر و جبر کی چکی میں پینے والے و ڈیروں کو مستنبہ رہنا چاہئے، عنقریب ان کی گرفت کا وقت بھی آنے والا ہے، بس ان ظالموں کو دی گئی مہلت کے اختتام کا انتظار ہے۔

**بَابُ الصُّلْحِ عَنِ دَمِ الْعَمْدِ بِأَكْثَرِ مِنَ الدِّيَةِ وَأَقْلَ**  
عہد اکیے گئے قتل کی دیت میں کمی بیشی کر کے صلح کروانے کا بیان

(۶۰۸۷)۔ عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ مُتَعَمِّدًا دَفَعَ إِلَى أَوْلِيَاءِ الْقَتِيلِ فَإِنْ شَاءَ وَآ قَتَلُوا وَإِنْ شَاءَ وَآ أَخَذُوا الدِّيَةَ وَهِيَ ثَلَاثُونَ حِقَّةً وَثَلَاثُونَ جَذَعَةً وَأَرْبَعُونَ خَلِيفَةً وَذَلِكَ عَقْلُ الْعَمْدِ، وَمَا صَلَحُوا

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جان بوجھ کر قتل کیا، اسے مقتول کے ورثاء کے سپرد کر دیا جائے گا، اگر وہ چاہیں اسے قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو دیت لے لیں اور دیت کی تفصیل یہ ہے کہ تیس ہتھے، تیس جذعے اور چالیس حاملہ اونٹیاں ہوں، یہ قتل عمد کی دیت ہے اور اس کے علاوہ وہ چیز بھی شامل ہے، جس پر صلح ہو

(۶۰۸۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۵۳۴ (انظر: ۹۶۱۵)

(۶۰۸۷) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الترمذی: ۱۳۸۷، وابن ماجه: ۲۶۲۶ (انظر: ۶۷۱۷)

عَلَيْهِ فَهُوَ لَهُمْ وَ ذَلِكَ تَشْدِيدُ الْعَقْلِ.)) جائے، یہ سخت دیت ہے۔“

(مسند احمد: ۶۷۱۷)

**فوائد:**..... اس حدیث کی تفصیل دیت کے ابواب میں آئے گی، اس مقام پر اس کو ذکر کرنے سے یہ مقصود ہے کہ قتل کے معاملے میں دیت سے زیادہ یا اس سے کم پر صلح کرنا درست ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ الْخَشَبِ فِي جِدَارِ الْجَارِ وَإِنْ كَرِهَ  
پڑوسی کی ناپسندیدگی کے باوجود اس کی دیوار پر لکڑی رکھنے کا بیان

(۶۰۸۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی اپنے (پڑوسی) بھائی کو نفع والی چیز یعنی دیوار پر (لکڑی وغیرہ) رکھنے سے منع نہ کرے۔“

(۶۰۸۹)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشْبَتَهُ)) أَوْ قَالَ: ((خَشْبَةٌ فِي جِدَارِهِ))۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی اپنے پڑوسی کو دیوار میں کوئی ہتھیار وغیرہ لگانے سے منع نہ کرے۔“

(مسند احمد: ۷۱۵۴)

(۶۰۹۰)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ (وَفِي لَفِظٍ: مَنْ سَأَلَهُ جَارُهُ) أَنْ يَغْرِزَ خَشْبَةً فِي جِدَارِهِ فَلَا يَمْنَعُهُ)) فَلَمَّا حَدَّثَهُمْ أَبُو هُرَيْرَةَ طَأَطُوا رُؤُوسَهُمْ فَقَالَ: مَالِي أَرَأَيْكُمْ مُعْرِضِينَ، وَاللّٰهُ! لَأَرْمِينَ بِهَا بَيْنَ أَكْتافِكُمْ۔ (مسند احمد: ۷۲۷۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم میں سے کسی کا پڑوسی اس کی دیوار میں لکڑی گاڑنے کی اجازت طلب کرے تو وہ اس کو نہ روکے۔“ جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو یہ حدیث سنائی انہوں نے اپنے سر جھکا لیے، یہ دیکھ کر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے لگ رہا ہے کہ تم اس حکم سے اعراض کر رہے ہو، اللہ کی قسم! میں نے وہ لکڑی تمہارے کندھوں میں ٹھونس دینی ہے۔

(۶۰۹۱)۔ عَنِ عِكْرَمَةَ بِنِ سَلْمَةَ بِنِ رَبِيعَةَ أَنَّ أَحْوِينَ مِنْ بَنِي الْمُغِيرَةَ أَعْتَقَ أَحَدَهُمَا

(۶۰۸۸) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۳۳۷ (انظر: ۲۳۰۷)

(۶۰۸۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۶۲۷، ومسلم: ۱۶۰۹ (انظر: ۷۱۵۴)

(۶۰۹۰) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۶۰۹۱) تخریج: مرفوعہ صحیح لغیرہ، وهذا اسناد ضعیف، عكرمة بن سلمة مجهول، وهشام بن

یحییٰ مستور۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۳۳۶ (انظر: ۱۵۹۳۹)

ہمسائے کو اپنی دیوار میں شہتیر نہ رکھنے دے گا، پھر جب ان دونوں کی ملاقات سیدنا مجمع بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ اور کئی صحابہ سے ہوئی تو انہوں نے کہا: ہم لوگ یہ گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک پڑوسی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں شہتیر وغیرہ رکھنے سے نہ روکے۔“ یہ سن کر قسم اٹھانے والے نے کہا: اے میرے بھائی! مجھے پتہ چل گیا کہ یہ فیصلہ میری مخالفت میں اور تیرے حق میں ہونے والا ہے، جبکہ میں قسم بھی اٹھا چکا ہوں، اب تو میری دیوار کے ساتھ ستون بنالے، پس اس نے ایسے ہی کیا اور پھر ستون پر لکڑی رکھ لی۔ عمرو نے مجھ سے کہا: میں نے اس چیز کو دیکھا تھا۔

أَنْ لَا يَغْرَزَ حَشْبًا فِي جِدَارِهِ فَلَقِيَا مُجَمِّعَ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ وَرِجَالًا كَثِيرًا فَقَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرَزَ حَشْبًا فِي جِدَارِهِ-)) فَقَالَ الْحَالِفُ: أَيُّ أَحْيَى قَدْ عَلِمْتَ أَنَّكَ مَفْضِيٌّ لَكَ عَلَيَّ وَقَدْ حَلَفْتُ فَاذْعَلْ أَسْطُوَانًا دُونَ جِدَارِي، فَفَعَلَ الْآخِرُ فَعَرَزَ فِي الْأَسْطُوَانِ حَشْبَةً، فَقَالَ لِي عَمْرُو: فَأَنَا نَظَرْتُ إِلَيْ ذَلِكِ- (مسند احمد: ۱۶۰۳۵)

**فوائد:**..... ان احادیث میں پڑوسیوں کے حقوق کی ایک جھلک دکھائی گئی ہے، خود غرضی اور مفاد پرستی کے اس دور میں ان حقوق کی پاسدار کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا، خاص طور پر شہری زندگی میں۔ اگر ایک آدمی کوئی مکان یا چھپر بنانا چاہتا ہے اور ایک دو اطراف سے ہمسائیوں کی دیواریں موجود ہیں تو شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ اس آدمی کو ان اطراف سے دیوار یا ستون بنانے کی تکلیف نہ دی جائے، یہ حق ادا کرنے سے اس کا کام بھی جلدی ہو جائے گا، محنت بھی کم ہوگی اور خرچہ بھی بچ جائے گا۔ لیکن جب یہ حق ادا کرنے کی باری آتی ہے تو کوئی سوچتا ہے کہ اس کی دیوار پر وزن زیادہ آجائے گا، کوئی کہتا ہے کہ وہ اس کی دیوار کو نقصان پہنچائیں گے، کسی کو یہ فکر لگی ہوتی ہے کہ کل کلاں یہ اس دیوار پر قبضے کا دعویٰ ہی نہ کر دے، یہ سب خطرات اس وقت سامنے آ جاتے ہیں، جب شریعت کے تقاضوں کو پورا کرنے کا شوق اور رغبت نہ ہو، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور حکم سمجھ کر ہمسائے کا یہ حق ادا کر دیا جائے تو اس کی وجہ سے رحمت و برکت اور اجر و ثواب تو یقیناً طور پر مل سکتا ہے، ان شاء اللہ نقصان نہیں ہوگا اور اگر کوئی نقصان ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے لیے صبر کر کے خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا جائے اور حدیث رسول کے احترام میں خاموش رہا جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّرِيقِ إِذَا اخْتَلَفُوا فِيهِ كَمْ تُجْعَلُ

جب راستے کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہو جائے تو کتنا راستہ چھوڑا جائے گا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب راستے کے بارے میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو سات ہاتھ چھوڑ کر عمارتیں تعمیر کر لو، اور جو اپنے پڑوسی

(۶۰۹۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي الطَّرِيقِ فَادْعُوا سَبْعَ أَذْرَعٍ ثُمَّ ابْنُوا، وَمَنْ سَأَلَهُ

جَلَارُهُ أَنْ يَدْعَمَ عَلَى حَائِطِهِ فَلْيَدْعُهُ)) سے اس کی دیوار پر شہتیر رکھنے کا مطالبہ کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کو رکھنے دے۔“ (مسند احمد: ۲۷۵۷)

**فوائد:**..... اسلام ایسا باکمال مذہب ہے کہ یہ نہ صرف آخرت کو سنوارنے کے ڈھنگ سکھاتا ہے، جو اس کا مقصود اصلی ہے، بلکہ دنیا میں بھی تنگ دستی و تنگ ذہنی سے آزاد ہو کر فارغ البالی اور خوشحالی کے ساتھ رہنے کے لیے قوانین وضع کرتا ہے۔ جہاں شریعت نے وسیع گھر کو امن و سعادت کی علامت قرار دیا ہے، وہاں کھلے راستوں اور کھلی گلیوں کی وجہ سے بھی کئی پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اگر اس مسئلہ میں لوگ اتفاق رائے سے کوئی حد متعین کر لیں تو ٹھیک و گرنہ شریعت کا حکم نافذ ہوگا، جس کے مطابق کسی گزرگاہ کی چوڑائی سات ہاتھ یعنی ساڑھے دس فٹ رکھی جائے گی۔ گلیوں کا دس گیارہ فٹ وسیع ہونا دور حاضر کا اہم تقاضا ہے۔

(۶۰۹۳)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ، وَلِلرَّجُلِ أَنْ يَجْعَلَ خَشَبَةً فِي حَائِطِ جَارِهِ، وَالطَّرِيقُ الْبَيْتَاءُ سَبْعَةُ أَذْرُعٍ)) (مسند احمد: ۲۸۶۵)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(اپنے بھائی کو اس کے حق میں کمی کر دینے والا) نقصان پہنچانا اور (پہنچائی گئی اذیت سے) زیادہ ضرر پہنچانا جائز نہیں اور آدمی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کی دیوار پر شہتیر وغیرہ رکھ لے اور آمد و رفت والا راستہ سات ہاتھ چھوڑنا ہے۔“

**فوائد:**..... ”الْمَيْتَاءُ“ باب ”أَتَى يَأْتِي“ سے مفعول کا وزن ہے اور میم زائد ہے، ”الطَّرِيقُ الْبَيْتَاءُ“ سے مراد بڑا راستہ ہے، جہاں سے کثرت سے لوگوں کا گزر ہوتا ہے، بعض نے اس کے معانی کھلے راستے یا آباد راستے کے بھی کیے ہیں۔

(۶۰۹۴)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اخْتَلَفُوا فِي الطَّرِيقِ رُفِعَ مِنْ بَيْنِهِمْ سَبْعَةُ أَذْرُعٍ)) (مسند احمد: ۷۱۲۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب لوگوں میں راستہ کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو درمیان سے سات ہاتھ چھوڑا جائے گا۔“

(۶۰۹۵)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى فِي الرَّحْبَةِ تَكُونُ بَيْنَ الطَّرِيقِ ثُمَّ يُرِيدُ أَهْلَهَا الْبَيْتَانَ فِيهَا، فَقَضَى أَنْ يَتْرَكَ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ راستے میں پڑنی والی ایک کھلی جگہ تھی، جب اس کے مالکوں نے وہاں تعمیر کرنا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ سات ہاتھ

(۶۰۹۳) حسن۔ أخرجه البيهقي: ۹۶ / ۶، وأخرجه قوله: ”لا ضرر ولا ضرار“ فقط ابن ماجه: ۳۳۴۱ (انظر: ۲۸۶۵)

(۶۰۹۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۱۳ (انظر: ۷۱۲۶)

(۶۰۹۵) تخریج: صحيح بالشواهد۔ أخرجه البيهقي: ۱۵۵ / ۶ (انظر: ۲۲۷۷۸)



لِلطَّرِيقِ فِيهَا سَبْعَ أَذْرُعَ، قَالَ: وَكَانَتْ تِلْكَ الطَّرِيقُ تُسَمَّى الْوَيْتَاءَ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۰۹) تھا۔

**فوائد:**..... اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اگر کسی کی خالی زمین پڑی رہے اور لوگ اس سے گزرتے رہیں یا کسی اور مقصد کے لیے استعمال کرتے رہیں تو وہ زمین اُس پہلے مالک کی ہی رہے گی اور اس کو استعمال کرنے والوں کا اس میں کوئی حق نہیں ہوگا، ماسوائے اس کے کہ لوگوں کے لیے سات ہاتھ چوڑا راستہ چھوڑ دیا جائے گا، ہمارے ہاں کچھ عرصہ تک زمین کو عارضی طور پر استعمال کرنے والے لوگ مستقل قبضے کا دعویٰ کر دیتے ہیں، یہ دعویٰ خلاف شرع ہے۔

**بَابُ جَوَازِ إِخْرَاجِ مِيَازِيْبِ الْمَطْرِزِ إِلَى الشَّارِعِ بِشَرْطِ كَفِّ الضَّرْرِ عَنِ الْمَارَةِ**

پرنا لوں کا پانی سڑک کی طرف نکال دینے کا جواز، لیکن شرط یہ ہے کہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو

(۶۰۹۶)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَخِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ لِلْعَبَّاسِ مِيْرَابٌ عَلَى طَرِيقِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ فَلَيْسَ عُمَرُ ثِيَابَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَدْ كَانَ ذُبِجَ لِلْعَبَّاسِ فَرَخَانَ فَلَمَّا وَافَى الْمِيْرَابَ صَبَّ مَاءٌ بِدَمِ الْفَرَخَيْنِ فَأَصَابَ عُمَرَ، وَفِيهِ دَمُ الْفَرَخَيْنِ، فَأَمَرَ عُمَرُ بِقَلْعِهِ ثُمَّ رَجَعَ عُمَرُ فَطَرَحَ ثِيَابَهُ وَلَيْسَ ثِيَابًا غَيْرَ ثِيَابِهِ ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَأَتَاهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ: وَاللَّهِ! إِنَّهُ لَلْمَوْضِعُ الَّذِي وَضَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ عُمَرُ لِلْعَبَّاسِ: وَأَنَا أَعَزُّمُ عَلَيْكَ لَمَّا صَعِدْتَ عَلَى ظَهْرِي حَتَّى تَضَعَهُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي وَضَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَفَعَلَ ذَلِكَ الْعَبَّاسُ۔ (مسند احمد: ۱۷۹۰)

سیدنا عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہما کا ایک پرنا تھا، اس کا پانی راستے پر گرتا تھا، ایک بار یوں ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے جمعہ کے دن لباس پہنا اور وہاں سے گزرے، ادھر سیدنا عباس رضی اللہ عنہما کے دو چوزے ذبح کئے گئے تھا، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہما پرنا لے کے نیچے پہنچے تو چوزوں کے خون والا پانی اُن پر گرا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے اس پرنا لے کر وہاں سے اکھاڑنے کا حکم دے دیا اور خود واپس گھر لوٹ کر کپڑے تبدیل کئے اور پھر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، تب سیدنا عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے اور کہا: اللہ کی قسم! یہ وہ جگہ ہے، جہاں نبی کریم ﷺ نے خود پرنا لگایا تھا، یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: تو پھر میں تم نے پر زور بات کرتا ہوں کہ تم میری کمر پر چڑھو اور اس پرنا لے لو اس جگہ پر نصب کر دو، جہاں رسول اللہ ﷺ نے لگایا تھا، سیدنا عباس رضی اللہ عنہما نے ایسے ہی کیا۔

**فوائد:**..... یہ واقعہ بہت ہی ایمان افروز ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس قدر آثار نبوت کو متبرک تصور کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ کے افعال کی کس قدر تابعداری کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گلیوں اور سڑکوں میں پرنا لے چھوڑے جا سکتے ہیں، البتہ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اس سے گزرنے والوں کو کوئی بڑی ایذا نہ پہنچے۔



## كِتَابُ الشَّرْكََةِ وَالْقِرَاضِ

### مشاركة اور مضاربت کے مسائل

(۶۰۹۷)۔ عَنِ أَبِي الْمُنْهَالِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ وَالْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ كَانَا شَرِيكَيْنِ فَاشْتَرَيَا فِضَّةً بِنَقْدٍ وَنَسِيئَةٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَمَرَهُمَا أَنْ مَا كَانَ بِنَقْدٍ فَأَجِزُوهُ وَمَا كَانَ بِنَسِيئَةٍ فَرُدُّوهُ۔ (مسند احمد: ۱۹۵۲۲)

ابومنہال سے روایت ہے کہ سیدنا زید بن ارقم اور سیدنا براء بن عازب نے دو ٹھکانوں آپس میں شراکت کے ساتھ کاروبار کرتے تھے، ایک دفعہ انہوں نے چاندی خریدی، اس کی کچھ مقدار نقد تھی اور کچھ ادھار، جب نبی کریم ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ جو سود نقد و نقد ہوا ہے، اس کو برقرار رکھا جائے اور جو ادھار پر ہوا ہے، اس کو واپس کر دیں۔

**فوائد:**..... یہ حدیث اس نمبر (۵۹۷۵) میں گزر چکی ہے، اس باب میں اس کو بیان کرنے سے مقصود مشارکت کو ثابت کرنا ہے کہ دو چار بندے ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہو کر کاروبار کر سکتے ہیں۔

(۶۰۹۸)۔ عَنِ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ عَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: وَكَانَ أَحَدُنَا يَأْخُذُ النَّاقَةَ عَلَى النِّصْفِ مِمَّا يَغْنَمُ حَتَّىٰ إِنَّ لَأَحَدِنَا الْقِدْحَ (وَفِي لَفْظٍ: حَتَّىٰ إِنَّ أَحَدِنَا لَيَطِيرُ لَهُ الْقِدْحُ) وَلِلْآخِرِ النَّصْلَ وَالرِّيشَ۔ (مسند احمد: ۱۷۱۱۹)

سیدنا رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتِ الْأَنْصَارِيِّ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتا تھا، ہم اس طرح کرتے کہ ایک آدمی اپنے حصے کی غنیمت کے نصف حصے پر اونٹنی خرید لیتا تھا، اب بسا اوقات ایسے ہوتا کہ مال غنیمت میں سے کسی کو تیر ملتا اور کسی کو پھل اور پر۔

**فوائد:**..... ایسا سود کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس میں جہالت اور دھوکہ ہے۔ اس باب میں مضاربت سے

(۶۰۹۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۰۶۰، ۳۹۳۹ (انظر: ۱۹۳۰۷)

(۶۰۹۸) تخریج: اسنادہ ضعيف لجهالة حال شيبان بن امية، وقد اختلف فيه على عياش بن عباس

القتباني - أخرجه النسائي: ۸ / ۱۳۵ (انظر: ۱۶۹۹۴)

متعلقہ کوئی حدیث نہیں ہے، مضاربت کی تعریف یہ ہے: ایسی تجارت جس میں سرمایہ ایک شخص کا اور محنت کسی دوسرے شخص کی ہو، بیچ میں شرط یہ ہو کہ منافع دونوں میں طے شدہ شرائط کے مطابق تقسیم کیا جائے گا اور تجارت کے خسارے میں نقصان صرف مال کے مالک کا ہوگا اور عامل کی محنت ضائع ہو جائے گی۔ مضاربت کے جواز پر امت کا اجماع ہے۔ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب ہم کسی کو مضاربت پر اپنا سرمایہ دیتے تو یہ شرط لگاتے کہ وہ ہمارے مال سے حیوان کی تجارت نہیں کرے گا اور وہ ہمارا مال نہ سمندر میں لے کر جائے گا اور نہ سیلابی مقامات پر، اگر اس نے ایسے کیا تو وہ خود ضامن اور ذمہ دار ہوگا۔ (بیہقی: ۱۱۱/۶، دارقطنی: ۶۳/۳)



## کِتَابُ الْوَكَالَةِ

### وکالت کے مسائل

#### بَابُ مَا يَجُوزُ التَّوَكُّلُ فِيهِ

اس چیز کا بیان جس میں وکیل مقرر کرنا جائز ہے

(۶۰۹۹)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْخَازِنَ الْأَمِينَ الَّذِي يُعْطِي مَا أُمِرَ بِهِ كَامِلًا مُوقَرًّا طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ حَتَّى يَدْفَعَهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ)) (مسند احمد: ۱۹۷۴۱) "گا۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ امانت دار منشی جو مالک کے حکم کے مطابق پورا پورا اور خوش دلی سے اس کو دے دیتا ہو، جس کے حق میں اس کو حکم دیا جاتا ہے، وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہو گا۔"

**فوائد:** ..... وکالت کا مطلب یہ ہے کہ اپنا معاملہ دوسرے کو سونپ دینا، اس کے جواز پر کتاب و سنت کے بہت سارے دلائل موجود ہیں۔

(۶۱۰۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَيْسَى بِصَدَقَةٍ قَالَ: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ)) فَاتَيْتُهُ بِصَدَقَةٍ مَالِ أَبِي فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى)) (مسند احمد: ۱۹۳۲۵)

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس صدقہ لایا جاتا تو آپ ﷺ دینے والے کے لیے یوں دعا کرتے: "اے اللہ! اس آدمی پر رحمت فرما۔" ایک دفعہ میں اپنے باپ کے مال کا صدقہ لے کر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! ابواوفی کی آل پر رحم فرما۔"

**فوائد:** ..... سیدنا ابواوفی رضی اللہ عنہ نے اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے بیٹے کے سپرد کر دی، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے کر آئے۔

(۶۰۹۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۴۳۸، ۳۲۱۹، ومسلم: ۱۰۲۳ (انظر: ۱۹۵۱۲)

(۷۱۰۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۴۹۷، ۴۱۶۶، ۶۳۳۲، ومسلم: ۱۰۷۸ (انظر: ۱۹۱۱۵)

(۶۱۰۱)۔ عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى  
عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مَعَهُ  
بِهَدِيَّةٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِلُحُومِهَا  
وَجُلُودِهَا وَأَجَلَّتْهَا۔ (مسند احمد: ۸۹۴)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو قر  
بانیاں دے کر بھیجا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ ان کا گوشت، چمڑے  
اور جھولیں صدقہ کر دینا۔

**فوائد:**..... ہر جائز امر میں وکالت درست ہے، آپ ﷺ کی کئی احادیث اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔  
بَابُ مَنْ وَكَّلَ فِي شَرَاءِ شَيْءٍ فَاشْتَرَى بِالثَّمَنِ أَكْثَرَ مِنْهُ وَتَصَرَّفَ فِي الزِّيَادَةِ  
اس آدمی کا بیان کہ جس کو ایک چیز خریدنے کا وکیل بنایا گیا، لیکن اس نے زیادہ چیزیں  
خرید کر اضافی چیزوں میں از خود تصرف کیا

(۶۱۰۲)۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ شَيْبِ أَنَّهُ  
سَمِعَ الْحَيَّ يُخْبِرُونَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي  
الْجَعْفَرِ الْبَارِقِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ  
مَعَهُ بِدِينَارٍ يَشْتَرِي لَهُ أُضْحِيَّةً (وَقَالَ مَرَّةً:  
أَوْشَلَةً) فَاشْتَرَى لَهُ اثْنَتَيْنِ فَبَاعَ وَاحِدَةً  
بِدِينَارٍ وَأَنَاهُ بِالْآخِرَى فَدَعَا لَهُ بِالْبُرْكََةِ فِي  
بَيْعِهِ فَكَانَ لَوْ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرِيحَ فِيهِ۔  
(مسند احمد: ۱۹۵۷۱)

سیدنا عروہ بن ابی الجعد بارقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے  
ہیں: رسول اللہ ﷺ قربانی کا جانور یا ایک بکری خریدنے  
کے لیے مجھے ایک دینار دے کر بھیجا، ہوا یوں کہ میں نے اس  
کی دو بکریاں خرید لیں اور ان میں سے ایک کو ایک دینار کے  
عوض فروخت کر دیا اور ایک دینار اور ایک بکری لے کر  
آپ ﷺ کے پاس آ گیا، آپ ﷺ نے میرے لیے  
میری تجارت میں برکت کی دعا کی۔ راوی کہتا ہے: سیدنا  
عروہ رضی اللہ عنہ اگر مٹی بھی خرید لیتے تو ان کو اس میں نفع ہوتا تھا۔

**فوائد:**..... اگر وکیل سے متعلقہ تمام امور کی وضاحت کر دی جائے تو ٹھیک، وگرنہ جو معاملہ اس کو سونپا جائے گا،  
اس کو اس معاملے کا اور اس سے متعلقہ امور کا اختیار ہوگا۔

بَابُ مَنْ وَكَّلَ فِي التَّصَدُّقِ بِمَالِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى وَكَلٍ الْمَوْكَلِ  
ایک آدمی نے مال کا صدقہ کرنے کے لیے ایک وکیل بنایا، لیکن اس نے وہی  
مال اس مالک کے بیٹے کو دے دیا

(۶۱۰۳)۔ عَنِ أَبِي الْجَوَيْرِيَةِ أَنَّ مَعْنَ بْنَ  
يَزِيدَ حَدَّثَهُ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَا  
سیدنا معن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں  
نے اور میرے باپ اور دادا نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کی،

(۶۱۰۱) تخريج: أخرجه البخاری: ۱۷۱۷، ومسلم: ۱۳۱۷ (انظر: ۸۹۴)

(۶۱۰۲) تخريج: أخرجه البخاری: ۳۶۴۲ (انظر: ۱۹۳۵۶)

(۶۱۰۳) تخريج: أخرجه البخاری: ۱۴۲۲ (انظر: ۱۵۸۶۰)

پھر انہوں نے میری معافی کی اور نکاح بھی کر دیا، ایک دن میرے والد سیدنا یزید صدقہ کرنے کے لیے دینار لے کر نکلے اور مسجد میں ایک بندے کے پاس رکھ دیئے (تاکہ وہ کسی کو دے دے)، لیکن میں خود اس سے لے کر گھر آ گیا، میرے باپ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تجھے دینے کا ارادہ تو نہیں کیا تھا، پس میں نے ان کو ساتھ لیا اور یہ جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے یزید! تو نے جو نیت کی، وہ ہو گئی، اور اے معن! تو نے جس

وَأَبِي وَجَدْتِي وَخَطَبَ عَلَيَّ فَأَنْكَحَنِي  
وَخَاصَمْتُ إِلَيْهِ فَكَانَ أَبِي يَزِيدُ خَرَجَ  
بِدَنَانِيرٍ يَتَصَدَّقُ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي  
الْمَسْجِدِ وَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ: وَاللَّهِ!  
مَا إِيَّاكَ أَرَدْتُ بِهَا فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيدُ! وَلَكَ  
يَا مَعْنُ! مَا أَخَذْتَ..)) (مسند احمد:

(۱۰۹۵۴)

نیت سے لیے ہیں، وہ تیرے لیے ہے۔“

**فوائد:**..... سیدنا یزید رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ اس کا وکیل اس رقم کو محتاجوں میں تقسیم کر دے گا، چونکہ اس کا اپنا بیٹھا محتاجوں میں شامل تھا، اس لیے آپ ﷺ نے اس صدقے کو نافذ کر دیا۔





## كِتَابُ الْمَسَاقَاةِ وَالْمَزَارَعَةِ وَكِرَاءِ الْأَرْضِ

### مَسَاقَاتُ، مَزَارَعَةُ اور زمین کو کرائے پر دینے کا بیان

#### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسَاقَاةِ وَالْمَزَارَعَةِ

#### مَسَاقَاتُ اور مَزَارَعَةُ کا بیان

**مَسَاقَاتُ:** ..... کسی کو درخت یا زمین بٹائی پر اس طرح دینا کہ وہ شخص اس کو سیراب کر کے قابلِ انتفاع بنائے اور اس کا اس میں ایک حصہ مقرر ہو۔

**مَزَارَعَةُ:** ..... بٹائی پر کاشت یعنی مالک زمین کسی شخص کو اپنی زمین کاشت کاری کے لیے دے دیتا ہے اور اس سے پیداوار کا حصہ مقرر کر لیتا ہے، اس کی جائز یا ناجائز صورتوں کا بیان اگلے ابواب میں آ رہا ہے۔

(۶۱۰۴)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَجْلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا وَكَانَتْ الْأَرْضُ حِينَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلَّهِ تَعَالَى وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُسْلِمِينَ، فَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا، فَسَأَلَتِ الْيَهُودُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُقَرَّهُمْ بِهَا عَلَى أَنْ يَكْفُوا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْنَا)) فَقَرُّوا بِهَا حَتَّى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہودیوں اور عیسائیوں کو حجاز سے جلا وطن کیا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر کے علاقے پر قابض ہوئے تو وہاں سے یہودیوں کو نکال دینے کا ارادہ کیا، کیونکہ فتح کے بعد وہ زمین اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مسلمانوں کی ہو چکی تھی، پس جب آپ ﷺ نے یہودیوں کو وہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مطالبہ کیا کہ اس شرط پر ہمیں ہی یہاں ٹھہرنے دیا جائے کہ ہم نصف پھل کے عوض محنت کریں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ٹھیک ہے، ہم جب تک چاہیں گے، تم کو یہاں برقرار رکھیں گے۔“ پس وہ وہاں ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ سیدنا

(۶۱۰۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۳۸، ومسلم: ۱۵۵۱ (انظر: ۶۳۶۸)

إِلَى تِيْمَاءَ وَأَرِيْحَاءَ۔ (مسند احمد: ۶۳۶۸) عمر رضی اللہ عنہ نے انیس تيماء اور اريحاء کی جانب جلا وطن کر دیا تھا۔  
**فوائد:** ..... یہ مزارعت کے جواز کی دلیل ہے، لیکن اس کی صورت یہ ہے کہ مالک کل پیداوار کا کچھ حصہ اپنے لیے مقرر کرے اور کچھ مزارعین کے لیے۔

(۶۱۰۵)۔ عَنِ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَدْرَكَهُمْ يَذْكُرُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جِئَ ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ وَصَارَتْ خَيْبَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالْمُسْلِمِينَ ضَعْفَ عَنْ عَمَلِهَا فَدَفَعُوهَا إِلَى الْيَهُودِ يَقُومُونَ عَلَيْهَا وَيُنْفِقُونَ عَلَيْهَا عَلَى أَنْ لَهُمْ نِصْفَ مَا خَرَجَ مِنْهَا۔  
 الْحَدِيثُ (مسند احمد: ۱۶۵۳)

بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ انہوں نے کئی صحابہ کرام کو اس طرح ذکر کرتے ہوئے پایا کہ جب رسول اللہ ﷺ خيبر پر غالب آئے اور خیبر، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی ملکیت میں آ گیا تو چونکہ آپ ﷺ (اور صحابہ) خود اس میں کام کاج کرنے سے کمزور تھے، اس لیے اس کو یہودیوں کے سپرد کر دیا کہ وہ اس کی نگرانی کریں گے اور اس پر خرچ کریں گے اور ان کو اس کے عوض نصف پھل ملے گا۔ (الحدیث)

(۶۱۰۶)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَفَعَ خَيْبَرَ أَرْضَهَا وَنَحَلَهَا مَقَاسِمَةً عَلَى النِّصْفِ۔ (مسند احمد: ۲۲۵۵)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمین اور کھجوریں نصف نصف حصے پر یہودیوں کو دے دی تھیں۔

(۶۱۰۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا خَرَجَ مِنْ زَرْعِ أَوْثَمِرٍ۔ الْحَدِيثُ (مسند احمد: ۴۶۶۳)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والوں سے نصف آمدن پر معاملہ طے کیا وہ کھیتی ہو یا پھل۔ الحدیث۔

### أَبْوَابُ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ

زمین کو کرائے پر دینے کے بارے میں ابواب

بَابُ النَّهْيِ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ مُطْلَقًا

مطلق طور پر زمین کو کرایہ پر دینے کی ممانعت کا بیان

(۶۱۰۸)۔ عَنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: نَهَى سَيِّدُنَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

(۶۱۰۵) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۰۱۱ (انظر: ۱۶۴۱۷)

(۶۱۰۶) حسن لغیرہ۔ أخرجه مطولا ابوداود: ۳۴۱۰، وابن ماجه: ۱۸۲۰، ومختصر ۲۴۶۸۱ (انظر: ۲۲۵۵)

(۶۱۰۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۲۹، ۲۳۳۱، ومسلم: ۱۵۵۱ (انظر: ۴۶۶۳)

(۶۱۰۸) صحیح بالشواهد دون لفظه "بالدراهم المنقودة" وهذا اسناد ضعيف، فيه انقطاع، مجاهد لم

يسمع من رافع بن خديج، وشريك النخعي سيء الحفظ۔ أخرجه الترمذی: ۱۳۸۴ (انظر: ۱۷۲۶۴)

نے درہموں کی نقدی کے عوض یا پیداوار کے تہائی اور چوتھائی حصے پر بدلے زمین کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَسْتَأْجَرَ الْأَرْضَ بِالذَّرَاهِمِ الْمَنْقُودَةِ أَوْ بِالثَّلْثِ وَالرُّبْعِ -

(مسند احمد: ۱۷۳۹۶)

سیدنا رافع کے غلام ابونجاشی کہتے ہیں: میں نے سیدنا رافع رضی اللہ عنہ سے زمین کو کرائے پر دینے کے بارے میں سوال کیا اور کہا: میری زمین ہے، کیا میں اسے کرائے پر دے سکتا ہوں؟ انھوں نے کہا: اس کو کسی چیز کے عوض کرانے پر نہ دینا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جس کی زمین ہو تو وہ اسے خود کاشت کرے، اگر خود کاشت نہیں کرتا تو اپنے کسی بھائی کاشت کرنے کے لیے دے دے اور اگر وہ اس طرح بھی نہیں کرتا تو اس کو ویسے ہی چھوڑ دے۔“ میں نے کہا: جی یہ بتائیں کہ اگر میں اپنی زمین کو کاشت کے بغیر چھوڑ دیتا ہے، لیکن اگر میرا کوئی بھائی اس کو کاشت کرتا ہے اور میری طرف کچھ چارہ بھیج دیتا ہے (تو اس میں کیا حرج ہے)؟ انھوں نے کہا: تو اس سے کچھ بھی نہ لے اور نہ چارہ۔ میں نے کہا: جی میں اس سے کوئی شرط نہیں لگاتا، بس وہ میری طرف کوئی چیز بطور ہدیہ بھیج دیتا ہے؟ انھوں نے کہا: اس سے کچھ بھی نہ لے۔

(۶۱۰۹)۔ عَنْ أَبِي النَّجَّاشِيِّ مَوْلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَافِعًا عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ فَقُلْتُ: إِنَّ لِي أَرْضًا أَكْرِيهَا؟ فَقَالَ رَافِعٌ: لَا تُكْرِهَا بِشَيْءٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرِعْهَا فَإِنْ لَمْ يَزْرِعْهَا فَلْيُزْرِعْهَا أَخَاهُ، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيَدَعْهَا)) فَقُلْتُ لَهُ: أَرَأَيْتَ إِنْ تَرَكَتُهُ وَأَرْضِي فَإِنْ زَرَعَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلَيَّ مِنَ التَّيْنِ؟ قَالَ: لَا تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا وَلَا تَبْنِئَا، قُلْتُ: إِنِّي لَمْ أَشَارِطْهُ إِنَّمَا أَهْدِي إِلَيَّ شَيْئًا، قَالَ: لَا تَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا -

(مسند احمد: ۱۷۳۹۹)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں زمین بٹائی پر دیتے تھے اور بسا اوقات غلہ گاہنے کے بعد خوشوں میں رہ جانے والے وہ دانے ہمیں ملتے تھے، جو گاہنے سے الگ نہ ہو سکے ہوں، اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس زمین ہو، وہ اس کو خود کاشت کرے یا پھر کسی بھائی کو برائے کاشت دے دے، وگرنہ اس کو ویسے ہی چھوڑ دے۔“

(۶۱۱۰)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنِ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَحَابِرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنُصِيبُ مِنَ الْقَضْرِيِّ وَمِنْ كَذَا فَقَالَ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرِعْهَا أَوْ لِيُحْرِثْهَا أَخَاهُ وَإِلَّا فَلْيَدَعْهَا)) (مسند احمد:

۱۴۴۰۴)

(۶۱۰۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۳۳۹، ومسلم: ۱۵۴۸ (انظر: ۱۷۲۶۷)

(۶۱۱۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۱۷۷ (انظر: ۱۴۳۵۲)

رافع کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہو کر آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع فرمایا ہے کہ وہ کام ہمارے لئے بہتری والا تھا، بہر حال اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری ہمارے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہے، تفصیل یہ ہے کہ اگر زمین کسی کی ملکیت ہے یا کسی کا عطیہ ہے، آپ ﷺ نے اس میں بٹائی پر کام کرنے سے منع فرمادیا ہے۔

اسید بن ظہیر کہتے ہیں ہم ضرورت سے زائد زمین پیداوار کے تہائی، چوتھائی اور نصف حصے پر بٹائی پر دے دیا کرتے تھے اور تین تین نالیوں، غلہ گاہنے کے بعد خوشوں میں رہ جانے والے دانوں اور چھوٹی نہروں سے سیراب ہونے والی زمین کی شرط لگا لیتے تھے، جبکہ اس وقت گزران میں بڑی تنگی ہوتی تھی، پھر وہ لوگ لوہے کے آلات وغیرہ سے زراعت کرتے تھے اور ہمیں بھی نفع مل جاتا تھا لیکن ہوا یوں کہ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے تمہیں ایک ایسے کام سے روک دیا ہے، جو کہ تمہارے لئے نفع بخش تھا، بہر حال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہر چیز کی بہ نسبت زیادہ فائدہ مند ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تمہیں بٹائی پر کھیتی باڑی کرنے سے منع کر دیا ہے اور فرمایا ہے: ”جس کے پاس زائد زمین ہو، وہ اسے اپنے بھائی کو بلا عوض عاریتہ دے دے یا پھر اس کو خالی پزار بنے دے۔“ نیز آپ ﷺ نے تمہیں مزانبہ سے بھی منع کر دیا ہے اور مزانبہ یہ ہے کہ ایک آدمی کے پاس کھجور کے درختوں پر لگا ہوا بہت زیادہ مال ہو اور اس کے پاس دوسرا آدمی آئے اور کہے: میں تجھے کھجوروں کے

(۶۱۱۱)۔ عَنِ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ ابْنِهِ قَالَ: جَاءَنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَمْرِ كَانَ يَرْفُقُ بِنَا وَطَاعَةَ اللَّهِ وَطَاعَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْفُقُ، نَهَانَا أَنْ نَزْرَعَ أَرْضًا يَمْلِكُ أَحَدُنَا رَقَبَتَهَا أَوْ مَنَحَةَ رَجُلٍ۔ (مسند احمد: ۱۵۹۱۶)

(۶۱۱۲)۔ عَنِ أُسَيْدِ بْنِ ظَهَيْرِ بْنِ أَخِي رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كَانَ أَحَدُنَا إِذَا اسْتَعْنَى عَنْ أَرْضِهِ أَعْطَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبْعِ وَالنِّصْفِ وَيَشْتَرِطُ ثَلَاثَ جَدَاوِلَ وَالْقَصَارَةَ وَمَا سَقَى الرَّبِيعَ وَكَانَ الْعَيْشُ إِذْ ذَاكَ شَدِيدًا وَكَانَ يُعْمَلُ فِيهَا بِالْحَدِيدِ وَمَا شَاءَ اللَّهُ وَيُصِيبُ مِنْهَا مَنَفَعَةٌ، فَأَتَانَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَاكُمْ عَنْ أَمْرِ كَانَ لَكُمْ نَافِعًا، وَطَاعَةَ اللَّهِ وَطَاعَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْتَعُ لَكُمْ، إِنَّ النَّبِيَّ يَنْهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ وَيَقُولُ: ((مَنْ اسْتَعْنَى عَنْ أَرْضِهِ فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ أَوْ لِيَدْعُ)) وَيَنْهَاكُمْ عَنِ الْمَزَابِنَةِ، وَالْمَزَابِنَةُ: أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ لَهُ الْمَالُ الْعَظِيمُ مِنَ النَّخْلِ فَيَأْتِيهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ: قَدْ أَخَذْتُهُ بِكَذَا وَسَقَا مِنْ تَمْرِ۔ (مسند احمد: ۱۵۹۰۸)

(۶۱۱۱) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۳۹۷، والنسائی: ۷/ ۳۴ (انظر: ۱۵۸۲۲)

(۶۱۱۲) اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۳۹۸، والنسائی: ۷/ ۳۳، وابن ماجہ: ۲۴۶۰ (انظر: ۱۵۸۱۵)

اتنے وقت دے کر یہ بھجوریں خریدتا ہوں۔

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزارعت یعنی پیداوار کے تہائی اور چوتھائی حصہ پر زمین بٹائی پر دینے سے منع کیا ہے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس زمین ہو، وہ خود اس کو کاشت کرے، اگر اس کو کاشت کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور اس سے عاجز آ گیا ہو تو وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو عطیہ کے طور پر دے دے اور اس کو کرائے پر نہ دے۔“

(دوسری سند) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بعض لوگوں کے پاس زائد زمینیں ہوتی تھیں، وہ ان کو تہائی، چوتھائی اور نصف حصے کے عوض اجرت پر دے دیتے تھے، لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس زمین ہو، وہ خود اس کو کاشت کرے یا پھر اپنے کسی بھائی کو بطور عطیہ دے دے، اگر وہ ایسا کام نہ کرنا چاہے تو پھر اپنی زمین کو اپنے پاس رکھے۔“

(تیسری سند) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس زائد زمین یا پانی ہو تو اسے خود کاشت کرے یا اپنے کسی بھائی کو دے دے اور اس کو فروخت نہ کرے۔“ سلیم بن حیان کہتے ہیں: میں نے سعید سے پوچھا کہ فروخت نہ کرنے کا مطلب کرائے پر دینا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

امام نافع سے مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے

(۶۱۱۳)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْحَقْلِ، قَالَ الْحَكْمُ: وَالْحَقْلُ الثُّلُثُ وَالرُّبْعُ۔ (مسند احمد: ۱۰۹۲۳)

(۶۱۱۴)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَزْرِعَهَا وَعَجَزَ عَنْهَا فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُؤَاجِرْهَا۔)) (مسند احمد: ۱۰۲۸۱)

(۶۱۱۵)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: كَانَتْ لِرَجَالٍ فُضُولٌ أَرْضِينَ فَكَانُوا يُؤَاجِرُونَهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبْعِ وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبِي فَلْيَمْسِكْ أَرْضَهُ۔)) (مسند احمد: ۱۴۸۷۳)

(۶۱۱۶)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ أَرْضٍ أَوْ مَاءٍ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَزْرَعْهَا أَخَاهُ وَلَا تَبِيعُوهَا۔)) فَسَأَلْتُ سَعِيدًا: مَا لَا تَبِيعُوهَا الْكِرَاءُ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ۱۰۳۰۷)

(۶۱۱۷)۔ عَنْ نَافِعِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَدْ

(۶۱۱۳) تخریج: صحیح۔ أخرجه النسائي: ۷/ ۳۵ (انظر: ۱۰۸۲۹)

(۶۱۱۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۴۰، ۲۶۳۲، ومسلم: س ۱۱۷۶ (انظر: ۱۰۲۱۱)

(۶۱۱۵) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۱۱۶) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۱۱۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ومسلم: ۱۰۵۴۷ (انظر: ۴۵۰۴)



معلوم ہے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چھوٹی نہروں کے پاس اگنے والی فصل اور چارے کے کچھ مقدار کے عوض زمینوں کو کرائے پر دیا جاتا تھا، میں یہ نہیں جانتا کہ چارے کی مقدار کتنی ہوتی تھی۔ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانوں میں اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد کے شروع میں اپنی زمین کو کرائے پر دیا کرتے تھے۔ جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا آخر دور جاری تھا کہ انہیں یہ بات موصول ہوئی کہ سیدنا رافع رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو اس طرح کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے، پس وہ ان کے پاس آئے، جبکہ میں نافع بھی ان کے ساتھ تھا اور ان سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: جی ہاں، رسول اللہ ﷺ نے کھیتوں کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے، پس اس کے بعد سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ کام ترک کر دیا اور کرائے پر زمین دینے کو چھوڑ دیا، پھر جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا جاتا تھا تو وہ کہتے ہیں: سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھیتوں کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اے ابن خدیج! تم زمین کو کرائے پر دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کیا بیان کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے غزوہ بدر میں شریک ہونے والے اپنے دو چچوں سے سنا، وہ اپنے گھر والوں کو یہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

سیدنا رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم

عَلِمْتُ أَنَّ الْأَرْضَ كَانَتْ تُكْرَى عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَا عَلَى الْأَرْبَعَاءِ وَشَيْءٍ مِنَ التَّيْنِ لَا أَدْرِي كَمْ هُوَ، وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرِي أَرْضَهُ فِي عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ وَعَهْدِ عُمَرَ وَعَهْدِ عُثْمَانَ وَصَدْرِ إِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِهَا بَلَغَهُ أَنَّ رَافِعًا يُحَدِّثُ فِي ذَلِكَ بَنِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَاهُ وَأَنَا مَعَهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: نَعَمْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، فَتَرَكَهَا ابْنُ عُمَرَ فَكَانَ لَا يَكْرِيهَا فَكَانَ إِذَا سُئِلَ يَقُولُ: زَعَمَ ابْنُ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ - (مسند احمد: ۴۵۰۴)

(۶۱۱۸)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: يَا ابْنَ خَدِيجٍ! مَاذَا تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ؟ قَالَ رَافِعٌ: لَقَدْ سَمِعْتُ عَمِّي وَكَانَا قَدْ شَهِدَا بَدْرًا يُحَدِّثَانِ أَهْلَ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ كِرَاءِ الْأَرْضِ - (مسند احمد: ۱۵۹۱۹)

(۶۱۱۹)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كُنَّا

(۶۱۱۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۴۵، ومسلم: ۱۵۴۷ (انظر: ۱۵۸۲۵)

(۶۱۱۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۴۸ (انظر: ۱۵۸۲۳)

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زمین کو تہائی اور چوتھائی پیداوار اور معین غلے کے عوض کرائے پر دیا کرتے تھے، میرے ایک چچا ہمارے ہاں آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع کر دیا ہے، جو ہمارے لئے سود مند تھا، بہر حال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت ہمارے لئے زیادہ مفید ہے، آپ ﷺ نے ہمیں زمین کو تہائی اور چوتھائی پیداوار یا غلے کی معین مقدار کے عوض کرائے پر دینے سے منع فرما دیا ہے اور زمین کے مالکوں کو حکم دیا ہے کہ وہ خود کاشت کریں یا کسی کو کاشت کرنے کے لیے دے دیں، اس کے علاوہ باقی صورتوں کو ناپسند کیا ہے۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مخابره سے منع فرمایا ہے، میں نے کہا: مخابره سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: زمین کو نصف یا تہائی یا چوتھائی پیداوار کے عوض کرائے پر دینا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم مخابره کیا کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، یہاں تک کہ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اس خیال کا اظہار کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، پھر ہم نے اس کو ترک ہی کر دیا۔

**نواند:**..... ان تمام احادیث میں زمین کو کرائے پر دینے سے منع کر دیا گیا ہے، اگلے ابواب کا مطالعہ جاری

رکھیں اور یہ نکتہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ ممانعت کی کیا وجہ ہے اور جواز کی کون سی صورتیں ہیں۔

نُحَاقِلُ بِالْأَرْضِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتُكْرِمُهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبْعِ وَالطَّعَامِ الْمُسْمَى، فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ رَجُلٌ مِنْ عُمُومَتِي، فَقَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَمْرِ كَانَتْ لَنَا نَافِعًا، وَطَاعَةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ أَتَّفَعُ لَنَا، نَهَانَا أَنْ نُحَاقِلَ بِالْأَرْضِ فَتُكْرِمُهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبْعِ وَالطَّعَامِ الْمُسْمَى، وَأَمَرَ رَبَّ الْأَرْضِ أَنْ يَزْرَعَهَا أَوْ يَزْرِعَهَا وَكَرِهَ كِرَاءَهَا وَمَا سِوَى ذَلِكَ. (مسند احمد:

۱۵۹۱۷)

(۶۱۲۰)۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَةِ، قُلْتُ: وَمَا الْمُخَابَرَةُ؟ قَالَ: يُوجَرُ الْأَرْضُ بِنِصْفِ أَوْ ثُلُثِ أَوْ رُبْعٍ۔

(مسند احمد: ۲۱۹۷۰)

(۶۱۲۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نُخَابِرُ وَلَا تَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا حَتَّى زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْهُ فَتَرَكَنَاهُ۔ (مسند احمد: ۱۵۸۹۶)

(۶۱۲۰) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداؤد: ۳۴۰۷ (انظر: ۲۱۶۳۱)

(۶۱۲۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۴۵، ومسلم: ۱۵۴۷ (انظر: ۱۵۸۰۳)

بَابُ حُجَّةٍ مَنْ مَنَعَ كِرَاءَ الْأَرْضِ بِبَعْضِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا إِلَّا بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ  
 زمین کو اس کی بعض پیداوار کے عوض کرائے پر دینے سے منع کرنے والوں اور سونے  
 اور چاندی کے عوض جائز سمجھنے والوں کی دلیل کا بیان

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھیتیوں کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے، میں حنظلہ نے کہا: اگر سونے اور چاندی کے عوض میں دے تو؟ انہوں نے کہا: جی نہیں، صرف زمین کو اس کی پیداوار کے بعض حصے کے عوض میں دینے سے منع کیا گیا ہے، سونے اور چاندی کے عوض زمین کو کرائے پر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محافلہ سے منع فرمایا ہے۔ امام شعبہ کہتے ہیں: میں نے حکم سے دریافت کیا کہ محافلہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: زمین کو تہائی یا چوتھائی حصہ پر کاشت کرنا، جب ابراہیم نے یہ بات سنی تو وہ تہائی اور چوتھائی حصے پر زمین کاشت کرنے کو ناپسند کرتے تھے، البتہ اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے کہ کوری زمین درہموں کے عوض لی جائے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: اگر کوئی آدمی اپنے بھائی کو عطیہ کے طور پر زمین دے دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اس کے عوض کوئی متعین چیز لے۔ پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ ہل ہے اور انصار کی زبان میں اس کو محافلہ کہتے ہیں۔

(۶۱۲۲)۔ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، قَالَ: قُلْتُ: بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ؟ قَالَ: لَا، إِنَّمَا نَهَى عَنْهُ بِبَعْضِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَأَمَّا بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَلَا بَأْسَ بِهِ۔ (مسند احمد: ۱۷۳۹۰)

(۶۱۲۳)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْحَكْمُ أَخْبَرَنِي عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ الْحَقْلِ، قُلْتُ: وَمَا الْحَقْلُ؟ قَالَ: الثُّلُثُ وَالرُّبْعُ، فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ إِبْرَاهِيمُ كَرِهَ الثُّلُثَ وَالرُّبْعَ وَلَمْ يَرَبَأْسًا بِالْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ يَأْخُذُهَا بِالذَّرَاهِمِ۔ (مسند احمد: ۱۵۹۰۴)

(۶۱۲۴)۔ عَنِ ابْنِ طَاوُوسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لِأَنَّ يَمْنَحَ أَحَدَكُمْ أَخَاهُ أَرْضَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا كَذَا وَكَذَا وَيَسْئَلُ مَعْلُومٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَهُوَ الْحَقْلُ بِلِسَانِ الْأَنْصَارِ الْمُحَاقَلَةُ۔ (مسند احمد: ۲۸۶۲)

**فوائد:**..... اگلے باب کی پہلی حدیث میں اسی متن کو مرفوع بیان کیا گیا ہے۔

(۶۱۲۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۳۲، ومسلم: ۱۵۴۷ (انظر: ۱۷۲۵۸)

(۶۱۲۳) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداؤد: ۳۳۹۸، والنسائی: ۳۳ / ۷ (انظر: ۱۵۸۱۱)

(۶۱۲۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۵۰ (انظر: ۲۸۶۲)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بڑی نہروں کے پاس والی فصل، چھوٹی نہروں سے سیراب ہونے والی فصل اور کچھ چارے یا بھوسے کے عوض کھیتوں کو کرائے پر دیتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس طریقے سے کھیتوں کو کرائے پر دینے کو ناپسند کیا اور اس سے منع فرمادیا، پھر سیدنا رافع رضی اللہ عنہ نے کہا: البتہ درہم و دینار کے عوض کرائے پر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(دوسری سند) سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے چچا نے مجھے بیان کیا کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چھوٹی نہروں کے آس پاس اگنے والی فصل اور کچھ کھیتی، جس کو مالک مستثنیٰ کرتا تھا، کے عوض زمین کو کرائے پر دیتے تھے، لیکن آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ میں حظلہ نے سیدنا رافع رضی اللہ عنہ سے کہا: تو پھر زمین کو کس طرح کرائے پر دیا جائے؟ کیا درہم و دینار کے عوض؟ انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ کھیتی کو درہم و دینار کے عوض کرائے پر دیا جائے۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کھیتوں کے مالکان عہد نبوی میں اپنی کھیتوں اس قطعہ زمین کے عوض کرائے پر دیتے تھے، جہاں پانی والی نالیاں بہتی تھیں یا کنوئیں کے ارد گرد جہاں پانی خود بخود چڑھ آتا تھا، لیکن جب وہ بعض معاملات میں جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان کو اس طرح زمین کرائے پر دینے سے منع کر دیا اور فرمایا: ”سو نے اور چاندی کے عوض زمین کرائے

(۶۱۲۵)۔ عَنْ حَنْظَلَةَ الزُّرْقِيِّ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يُكْرُونَ الْمَزَارِعَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْمَادِيَانَاتِ وَمَا سَقَى الرَّبِيعُ وَشَيْءٍ مِنَ التِّبْنِ، فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كِرَاءَ الْمَزَارِعِ بِهَذَا وَنَهَى عَنْهَا، وَقَالَ رَافِعٌ: وَلَا بَأْسَ بِكِرَائِهَا بِالدَّرَاهِمِ وَالذَّنَائِيرِ۔ (مسند احمد: ۱۵۹۰۲)

(۶۱۲۶)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِيَّ أَنَّهُمْ كَانُوا يُكْرُونَ الْأَرْضَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْأَرْبَعَاءِ وَشَيْءٍ مِنَ الزَّرْعِ يَسْتَثْنِيهِ صَاحِبُ الزَّرْعِ فَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَقُلْتُ لِرَافِعٍ: كَيْفَ كِرَاؤُهَا؟ أِبَالِدَيْنَارٍ وَالذَّرْهَمِ؟ فَقَالَ رَافِعٌ: لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ بِالذَّنَائِيرِ وَالذَّرْهَمِ۔ (مسند احمد: ۱۷۴۱۰)

(۶۱۲۷)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ أَنَّ أَصْحَابَ الْمَزَارِعِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانُوا يُكْرُونَ مَزَارِعَهُمْ بِمَا يَكُونُ عَلَى السَّوَاقِي مِنَ الزَّرْعِ وَمَا سَعِدَ بِالْمَاءِ مِمَّا حَوْلَ الْبُئْرِ فَجَاءَ وَارَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْتَصَمُوا فِي بَعْضِ ذَلِكَ فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُكْرُوا بِذَلِكَ، وَقَالَ: ((أَكْرُوا

(۶۱۲۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۳۲، ۲۷۲۲، و مسلم: ۱۵۴۷ (انظر: ۱۵۸۰۹)

(۶۱۲۶) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۱۲۷) تخریج: حسن لغیره۔ أخرجه ابوداود: ۳۳۹۱، والنسائی: ۷/ ۴۱ (انظر: ۱۵۴۲)

بِالذَّهَبِ وَالْقِصَّةِ)) (مسند احمد: ۱۵۴۲) پر دیا کرو۔“

**فوائد:** ..... اس باب سے معلوم ہوا کہ زمین کو کرائے پر دینے سے منع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ مالک اپنی زمین کی اجرت میں زمین کے بعض حصے اپنے لیے خاص کر لیتا تھا، جس سے بسا اوقات مالک کو زیادہ فائدہ ہو جاتا تھا اور مزارع کو نقصان اور کبھی اس کے برعکس۔

دوسرا یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ زمین ٹھیکے پر دینا درست ہے، مثلاً آٹھ ہزار روپے کے عوض ایک سال کے لیے ایک ایکڑ زمین کرائے پر دینا۔

بَابُ حُجَّةٍ مِّنْ رَّأْيِ الْجَوَازِ بِالْجَمِيعِ وَحَمَلَ النَّهْيَ عَلَى كَرَاهَةِ التَّنْزِيهِ  
تمام طریقوں سے زمین کو کرائے پر دینے والوں کی دلیل کا اور ممانعت کو نہی تنزیہی  
پر محمول کرنے کا بیان

(۶۱۲۸)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: كُنَّا نَخَابِرُ وَلَا نَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا حَتَّى زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْهُ، قَالَ عَمْرُو: وَذَكَرْتُهُ لَطَاوُوسٍ فَقَالَ طَاوُوسٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بِمَنْحِ أَحَدِكُمْ أَخَاهُ الْأَرْضَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ لَهَا خَرَجًا مَعْلُومًا)) (مسند احمد: ۲۰۸۷)

سیدنا عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ بٹائی پر زمین دے دیا کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج محسوس نہ کرتے تھے، یہاں تک کہ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اس خیال کا اظہار کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ عمرو بن دینار نے کہا: جب میں نے طاووس کے سامنے اس چیز کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تو یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم میں سے کوئی آدمی اپنی زمین اپنے بھائی کو بطور عطیہ دے دے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ اس پر زمین کی مقررہ پیداوار لے۔“

(۶۱۲۹)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى قُرَى عَرَبِيَّةٍ فَأَمَرَنِي أَنْ أَخْذَ حَطًّا الْأَرْضِ، قَالَ سُفْيَانُ: حَطُّ الْأَرْضِ: الثَّلْثُ وَالرُّبْعُ۔ (مسند احمد: ۲۲۴۶۸)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے عرب کی چند بستیوں کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ میں وہاں سے زمین کا تہائی اور چوتھائی لے کر آؤں۔

(۶۱۲۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۴۲، ومسلم: ۱۵۵۰ (انظر: ۲۰۸۷)

(۶۱۲۹) تخریج: اسنادہ ضعیف، جابر بن یزید الجعفی ضعیف، ومحمد بن زید الجعفی لم نبتینہ۔

أخرجه عبد الرزاق: ۱۴۴۷۲ (انظر: ۲۲۱۱۷)



(۶۱۳۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاوُوسٍ وَعَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَنَهَانَا عَنْ أَمْرِ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَأَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَيْرٌ لَنَا مِمَّا نَهَانَا عَنْهُ، قَالَ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَدْرِهَا أَوْ لِيَمْنَحَهَا)) قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَطَاوُوسٍ وَكَانَ يَرَى أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ أَعْلَمِهِمْ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ أَنْ يَمْنَحَهَا أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ)) قَالَ شُعْبَةُ: وَكَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ يَجْمَعُ هَؤُلَاءِ: طَاوُوسًا وَعَطَاءً وَمُجَاهِدًا، وَكَانَ الَّذِي يُحَدِّثُ عَنْهُ مُجَاهِدٌ، قَالَ شُعْبَةُ: كَأَنَّهُ صَاحِبُ الْحَدِيثِ - (مسند احمد: ۲۵۹۸)

(۶۱۳۱)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، أَنَا وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ مِنْهُ، إِنَّمَا أَتَى رَجُلَانِ قَدِ افْتَتَلَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنْ كَانَ هَذَا شَأْنَكُمْ فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ)) قَالَ: فَسَمِعَ رَافِعٌ قَوْلَهُ: ((لَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ)) (مسند احمد: ۲۱۹۶۶)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں ایک ایسے کام سے منع کر دیا جو ہمارے لئے فائدہ مند تھا، بہر حال رسول اللہ ﷺ کا حکم ہی ہمارے لئے اس کام سے بہتر ہے، جس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس زمین ہو، وہ اسے خود کاشت کرے یا اسے دیسے ہی چھوڑ دے، یا کسی بھائی کو کاشت کے لیے بطور عطیہ دے دے۔“ عبد الملک کہتے ہیں: میں نے طاؤس سے اس حدیث کا ذکر کیا، ان کا خیال تھا کہ اس بارے میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں اور وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس زمین ہو، اگر وہ اپنے بھائی کو کاشت کے لیے دے دے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے۔“ امام شعبہ کہتے ہیں: عبد الملک ان تین راویوں کو جمع کرتے تھے: طاؤس، عطاء اور مجاہد، اور مجاہد سے بیان کرنے والے راوی کے بارے میں شعبہ کا خیال تھا کہ وہ صاحب حدیث ہے۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو معاف فرمائے، میں اس حدیث مبارکہ کو ان سے زیادہ جاننے والا ہوں، اصل بات یہ تھی کہ جب دو آدمی آپ ﷺ کے پاس آ کر جھگڑے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہاری یہ صورت حال ہے تو پھر زمینیں کرائے پر ہی نہ دیا کرو۔“ سیدنا رافع رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے صرف یہ الفاظ سنے تھے کہ ”زمینوں کو کرائے پر نہ دیا کرو۔“

(۶۱۳۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۵۵۰ (انظر: ۲۵۹۸)

(۶۱۳۱) تخريج: اسنادہ حسن - أخرجه ابوداود: ۳۳۹۰ (انظر: ۲۱۶۲۸)

**فوائد:**..... اس باب میں مذکورہ احادیث کے انداز سے پتہ چلتا ہے کہ مصلحتاً زمین کو کرائے پر دینے سے منع کر دیا گیا ہے۔ زمین کو کرائے پر دینے سے متعلقہ پچھلے چند ابواب میں مذکورہ احادیث مبارکہ کا خلاصہ درج ذیل ہے: بہتر یہ ہے کہ زمین کرائے پر نہ دی جائے، بلکہ کسی مسلمان بھائی کو بغیر کسی معاوضہ کے کاشت کرنے کے لیے دے دی جائے۔ درہم و دینار یعنی نقدی کے عوض زمین کو ٹھیکے پر دینا جائز ہے، جیسا کہ آج کل پاکستان کے نہری علاقے میں ہوتا ہے۔ زمین کو اس کی کل پیداوار کے بعض معین حصے پر کرائے پر دینا جائز ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے اہل خیبر کے ساتھ کیا تھا، آج کل یہ طریقہ پاکستان کے بارانی علاقوں میں اپنایا جاتا ہے۔ زمین کو اس طرح کرائے پر دینا منع ہے کہ اس کے بعض حصے کو مالک کے لیے اور بعض حصے کو مزارع کے لیے خاص کر دیا جائے، کیونکہ اس میں فریقین میں سے ایک کے نقصان کا امکان ہے۔



## کِتَابُ الْإِجَارَةِ

### اجارہ کے مسائل

#### بَابُ مَشْرُوعِيَةِ الْإِجَارَةِ

اجارہ کی مشروعیت کا بیان

وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”پس اگر وہ تمہارے لیے دودھ پلائے تو ان کو ان کی اجرت دو“

وَيَبَيِّنُ أَجْرَةَ الْعَامِلِ وَصِفَةَ الْعَمَلِ

عامل کی اجرت اور عمل کی کیفیت کا بیان

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ﴾

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ اباجی! آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیں، کیونکہ جنہیں

آپ اجرت پر رکھیں ان میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔“ (سورۃ قصص: ۲۶)

(۶۱۳۲)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ سِدْنَ ابوسعيد خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم

النَّبِيِّ ﷺ نَهَى عَنِ اسْتِئْجَارِ الْأَجِيرِ حَتَّى

يُبَيِّنَ لَهُ أَجْرَهُ وَعَنِ النَّجْشِ وَاللَّمْسِ وَالْقَاءِ

لِغَايَةِ

الْحَجَرِ۔ (مسند احمد: ۱۱۵۸۶)

**فوائد:** ..... بیع نجش اور بیع لمس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے، پھر پھینکنے سے مراد کنکریوں کی بیع ہے، اس کی

وضاحت بھی پہلے ہو چکی ہے۔

(۶۱۳۲) صحیح لغيره دون قوله ”نہی عن استئجار الأجير حتى يبين له أجره“ وهذا اسناد ضعيف

لائقاعه، ابراهيم بن يزيد النخعي لم يسمع من ابى سعيد۔ أخرجه النسائي موقوفا: ۳۱/۷ (انظر: ۱۱۵۶۵)

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے ایک غزوہ کیا، اس میں ہمارے امیر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے، ہوا یوں کہ ہم سخت بھوک میں مبتلا ہو گئے، ہم ایک قوم کے پاس سے گزرے، انھوں نے اونٹ ذبح کئے ہوئے تھے۔ میں (عوف) نے ان سے کہا: اگر تم مجھے بھی ان میں سے کھلاؤ تو میں تمہیں ان کا گوشت وغیرہ بنا کر دے سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، چنانچہ میں نے ان کا کام کیا اور انہوں نے مجھے کھانے کے لیے کچھ دیا، میں وہ لے کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، لیکن انہوں نے تو کھانے سے انکار کر دیا، پھر میں سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، لیکن انہوں نے بھی کھانے سے انکار کر دیا، پھر جب فتح مکہ کے موقع پر مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ”وہ اونٹوں والے تم ہو؟“ میں نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول!۔ اس سے زائد آپ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا۔

(۶۱۳۳)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: غَزَوْنَا وَعَلَيْنَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَأَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ فَمَرُّوا عَلَيَّ قَوْمٌ قَدْ نَحَرُوا جَزُورًا، فَقُلْتُ: أَعَالِجُهَا لَكُمْ عَلَى أَنْ تَطْعُمُونِي مِنْهَا شَيْئًا؟ فَعَالَجْتُهَا ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِي أُعْطُونِي فَأَتَيْتُ بِهِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَهُ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ، ثُمَّ إِنِّي بَعِثْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ فِي فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ: ((أَنْتَ صَاحِبُ الْجَزُورِ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَمْ يَزِدْنِي عَلَى ذَلِكَ۔

(مسند احمد: ۲۴۴۷۸)

**فوائد:** ..... ممکن ہے کہ سیدنا عمر اور سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما کے نہ کھانے کی وجہ یہ ہو کہ سیدنا عوف رضی اللہ عنہ نے بھوک برداشت کرنے پر صبر نہیں کیا، ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ساری تفصیل بتائی تو انھوں نے کہا: سمعك قد تعجلت اجرتك۔ ..... ”میں تیرے بارے میں سن رہا ہوں کہ تو نے جلدی جلدی اپنا اجر لے لیا ہے۔ پھر جب سیدنا عوف رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کو فتح اور کامیابی کی خوشخبری دینے کے لیے گئے تو آپ ﷺ نے ان کے کیے پر انکار نہیں کیا، بہر حال سیدنا عوف رضی اللہ عنہ نے جائز کام کیا تھا۔

(۶۱۳۴)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جُعْتُ مَرَّةً بِالْمَدِينَةِ جُوعًا شَدِيدًا فَخَرَجْتُ أَطْلُبُ الْعَمَلَ فِي عَوَالِي الْمَدِينَةِ فَاذًا أَنَا بِامْرَأَةٍ قَدْ جَمَعَتْ مَدْرًا فَظَنَنْتُهَا تُرِيدُ بَلَهَ فَأَتَيْتُهَا

(۶۱۳۳) اسنادہ جید۔ أخرجه الطبرانی: ۱۸ / ۱۳۱، والبيهقي في "الدلائل": ۶ / ۳۰۸ (انظر: ۲۳۹۷۸)

(۶۱۳۴) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، مجاهد بن جبر لم يسمع عليا۔ أخرجه (انظر: ۱۱۳۵)

کو گارا بنانا چاہتی تھی، میں اس کے پاس آیا اور اس سے ایک ایک ڈول کے بدلے ایک ایک کھجور لینے کا طے کیا، پس میں نے کونوں سے پانی کے سولہ ڈول کھینچے، ان کی وجہ سے میرے ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے، پھر میں نے وہ پانی لاکر مٹی پر ڈالا اور پھر اس خاتون کے پاس آیا مزدوری لینے کے لیے اس کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلا دیں، اسماعیل راوی نے کیفیت بیان کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں کو پھیلایا اور جمع کیا، پس اس عورت نے گن کر سولہ کھجوریں مجھے دیں، پس میں وہ کھجوریں لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو ساری بات بتلائی، پس آپ ﷺ نے میرے ساتھ وہ کھجوریں کھائیں۔

فَقَطَّطْعَتْهَا كُلَّ ذَنْوِبٍ عَلَى تَمْرَةٍ فَمَدَدْتُ سِتَّةَ عَشَرَ ذَنْوِبًا حَتَّى مَجَلَّتْ يَدَايَ ثُمَّ أَتَيْتُ الْمَاءَ فَأَصَبْتُ مِنْهُ ثُمَّ أَتَيْتُهَا فَقُلْتُ: بِكَفِّيْ هَكَذَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَبَسَطَ إِسْمَاعِيلُ (يَعْنِي ابْنَ إِسْرَائِيلَ أَحَدَ الرُّوَاةِ) يَدَيْهِ وَجَمَعَهُمَا فَعَدَّتْ لِي سِتَّ عَشْرَةَ تَمْرَةً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَكَلَ مَعِيَ مِنْهَا.

(مسند احمد: ۱۱۳۵)

### بَابُ مَتَى يَسْتَحِقُّ الْأَجِيرُ أَجْرَهُ، وَوَعِيدِ مَنْ لَمْ يُؤْفَ حَقَّهُ

مزدور اپنی مزدوری کا مستحب کب ٹھہرتا ہے، اس چیز کا اور اس کو پورا حق نہ دینے والے کی وعید کا بیان سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: روز قیامت تین آدمیوں کا مقابل میں ہوں گا اور جس کا مقابل میں ہوں گا، میں اس پر غالب آ جاؤں گا: (۱) وہ آدمی جس نے میرے نام پر عہد کیا، لیکن پھر اسے توڑ ڈالا، (۲) وہ آدمی جو آزاد آدمی کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھا گیا، اور (۳) وہ آدمی جس نے مزدور رکھا اور اس سے کام پورا لیا، مگر اس کی مزدوری پوری طرح ادا نہ کی۔“

(۶۱۳۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصَمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ كُنْتُ خَصَمَهُ خَصَمْتُهُ، رَجُلٌ أَعْطَى بَنِيَّ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُؤْفِهِ أَجْرَهُ)) (مسند احمد: ۸۶۷۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث مروی ہے، اس میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”رمضان المبارک کی آخری رات میں میری امت کے لوگوں کو بخش دیا جاتا ہے۔“ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ شب قدر ہے؟ آپ ﷺ نے

(۶۱۳۶)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا فِي حَدِيثٍ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَّهُ يُغْفَرُ لِأُمَّتِهِ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ)) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ؟ قَالَ: ((لَا، وَلَكِنَّ الْعَامِلَ إِنَّمَا

(۶۱۳۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۲۷، ۲۲۷۰ (انظر: ۸۶۹۲)

(۶۱۳۶) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، هشام بن ابی ہشام القرشی متفق علی ضعفه، ومحمد بن محمد بن الاسود مجهول الحال۔ أخرجه البزار: ۹۶۳، والبيهقي في "الشعب": ۳۶۰۲ (انظر: ۷۹۱۷)



يُوقَى أَجْرَهُ إِذَا قَضَى عَمَلَهُ۔)) (مسند فرمایا: ”جی نہیں، بات یہ ہے کہ جب عامل کام پورا کرتا ہے تو اس کو پوری پوری مزدوری دی جاتی ہے۔“ (احمد: ۷۹۰۴)

### بَابُ مَا جَاءَ فِي أَجْرَةِ الْحَجَّامِ سینگی لگانے والے کی اجرت کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن کی دو رگوں میں اور دو کندھوں کے درمیان سینگی لگوائی، بنو بیاضہ کے ایک غلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی تھی، اس کی اجرت ڈیڑھ مد تھی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالکوں سے رعایت کی بات کی تو انھوں نے نصف مد کم کر دیا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کو سینگی لگانے کی اجرت دی تھی، اگر یہ حرام ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں دینی تھی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور پھر جب سینگی لگانے والا فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ”تیری مزدوری کتنی ہے؟“ اس نے کہا: جی دو صاع ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک صاع کی رعایت کروا کر مجھے ادائیگی کے لیے حکم دیا، پس میں نے اس کو ایک صاع دیا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طیبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اناج کا ایک صاع دیا اور اس کے مالک سے اس پر آسانی کرنے کی سفارش کی، پس انھوں نے اس سے تخفیف کر دی۔

(۶۱۳۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِحْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَبَيْنَ الْكَتِفَيْنِ، حَجَمَهُ عَبْدٌ لِبَنِي بِيَاضَةَ وَكَانَ أَجْرُهُ مَدًّا وَنِصْفًا فَكَلَّمَهُ أَهْلُهُ حَتَّى وَضَعُوا عَنْهُ نِصْفَ مَدٍّ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَعْطَاهُ أَجْرَهُ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا (وَفِي لَفْظٍ: سُخْتًا) مَا أَعْطَاهُ۔ (مسند احمد: ۳۰۷۸)

(۶۱۳۸)۔ عَنِ عَلِيِّ ﷺ اِحْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ لِلْحَجَّامِ حِينَ فَرَعَهُ: ((كَمْ خَرَجْتُكَ؟)) قَالَ: صَاعَانِ، فَوَضَعَ عَنْهُ صَاعًا وَأَمَرَنِي فَأَعْطَيْتُهُ صَاعًا۔ (مسند احمد: ۱۱۳۶)

(۶۱۳۹)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَاهُ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَهُ أَهْلُهُ فَحَقَّقُوا عَنْهُ۔ (مسند احمد: ۱۱۹۸۸)

(۶۱۳۷) صحیح۔ أخرجه الطبرانی: ۱۲۵۸۶، وأخرجه مختصراً ابو يعلى: ۲۳۶۲ (انظر: ۳۰۷۸)

(۶۱۳۸) تخريج: حسن لغیره۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۱۶۳ (انظر: ۱۱۳۶)

(۶۱۳۹) تخريج: أخرجه البخاری: ۵۶۹۶، ومسلم: ۱۵۷۷ (انظر: ۱۱۹۶۶)

(۶۱۴۰)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: إِحْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ لَا يَظْلِمُ أَحَدًا أَجْرًا۔ (مسند احمد: ۱۲۲۳۰)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگ لگوائی اور آپ کسی کا حق نہیں مارتے تھے، (یعنی اس کو اس کی اجرت دی)۔

**فوائد:**..... ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ سینگ لگانے والے کو اجرت دینا درست ہے، لیکن مکروہ ہے، جن روایات میں اس کی کمائی کو غضیث کہا گیا ہے، اس سے مراد حرام نہیں ہے، مکروہ ہے، کیونکہ یہ اچھا پیشہ نہیں ہے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَجْرَةِ عَلَى الْقُرْبِ

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیے جانے والے نیک اعمال کی اجرت کا بیان

(۶۱۴۱)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اقْرَأُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَأْكُلُوا بِهِ وَلَا تَسْتَكْبِرُوا بِهِ وَلَا تَجْفُوا عَنْهُ، وَلَا تَغْلُوا فِيهِ)) (مسند احمد: ۱۵۶۲۰)

سیدنا عبدالرحمن بن شیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن کی تلاوت کرو اور اس کو کھانے کا ذریعہ نہ بناؤ اور نہ ہی اس کے ذریعہ مال کی کثرت طلب کرو، اس کی تلاوت سے نہ دوری اختیار کرو اور نہ اس کے بارے میں غلو میں پڑو۔“

**فوائد:**..... آخری دو جملوں کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن مجید کے سلسلے میں اعتدال اختیار کیا جائے اور افراط و تفریط سے بچا جائے، نہ اس طرح ہونے پائے کہ آدمی اس کی تلاوت سے دور ہو جائے اور نہ یہ صورت صحیح ہے کہ آدمی غلو کرتے ہوئے اس کی حدود سے تجاوز شروع کر دے۔

(۶۱۴۲)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ مَرَّ بِرَجُلٍ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَى قَوْمٍ فَلَمَّا فَرَغَ سَأَلَ، فَقَالَ عِمْرَانُ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلَيْسَ أَلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِهِ فَإِنَّهُ سَيَجِيءُ قَوْمٌ يَقْرُونَ الْقُرْآنَ يَسْأَلُونَ النَّاسَ بِهِ)) (مسند احمد: ۲۰۱۲۶)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، وہ ایک قوم پر قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا، جب وہ فارغ ہوا تو لوگوں سے مانگنا شروع کر دیا، سیدنا عمران رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھ کر کہا: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”جو قرآن مجید کی تلاوت کرے، وہ اللہ تعالیٰ سے مانگے، عنقریب ایک ایسی قوم آئے گی کہ جو قرآن پاک کی تلاوت کرے گی اور پھر اس کے ذریعے سے لوگوں سے سوال کرے گی۔“

(۶۱۴۰) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۲۸۰، ومسلم: ۱۵۷۷ (انظر: ۱۲۲۰۶)

(۶۱۴۱) حدیث صحیح۔ أخرجه الطبرانی فی "اللاوسط": ۲۵۹۵، والبزار: ۲۳۲۰ (انظر: ۱۵۵۳۵)

(۶۱۴۲) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه الترمذی: ۲۹۱۷ (انظر: ۱۹۸۸۵)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اہل صفہ میں سے کچھ لوگوں کو کتابت اور قرآن پاک کی تعلیم دی، ان میں سے ایک آدمی نے مجھے بطور ہدیہ ایک کمان دی، میں نے بھی سوچا کہ یہ میرے لیے مال نہیں ہے، بلکہ میں اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر پھینکوں گا، پس میں نے اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ اس کے بدلے میں تجھے آگ کا طوق ڈالا جائے تو پھر اس کو قبول کر لے۔“

سیدنا عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! مجھے میری قوم کا امام بنا دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جی تو ان کا امام ہے، ان میں سے سب سے کمزور آدمی کا خیال رکھنا اور ایسا مؤذن مقرر کرنا، جو اپنی اذان پر اجرت لینے والا نہ ہو۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دفعہ ہم قرآن مجید پڑھ رہے تھے، ہم میں عرب اور عجم اور کالے اور سفید لوگ موجود تھے، اتنے میں اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا: ”تم خیر و بھلائی پر ہو، اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھ رہے ہو اور اللہ کے رسول تمہارے اندر موجود ہیں، عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ وہ ادائیگی کے لحاظ سے تو قرآن مجید کے الفاظ کو اس طرح سیدھا ادا کریں گے، جیسے تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے، لیکن وہ اس کے اجر کو جلدی حاصل کریں گے اور آخرت تک اس میں تاخیر نہیں کریں گے۔“

(۶۱۴۳)۔ عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: عَلَّمْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ الْكِتَابَةَ وَالْقُرْآنَ فَأَهْدَى إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ قَوْسًا، فَقُلْتُ: لَيْسَ لِي بِمَالٍ وَأَرْمِي عَنْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنْ سَرَّكَ أَنْ تُطَوَّقَ بِهَا طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَأَقْبِلْهَا)) (مسند احمد: ۲۳۰۶۵)

(۶۱۴۴)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اجْعَلْنِي إِمَامَ قَوْمِي، قَالَ: ((أَنْتَ إِمَامُهُمْ وَأَقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ وَاتَّخِذْ مُؤَدَّنَا لَا يَأْخُذْ عَلَيَّ إِذَانِهِ أَجْرًا)) (مسند احمد: ۱۶۳۸۰)

(۶۱۴۵)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَقْرَأُ، فِينَا الْعَرَبِيُّ وَالْعَجَمِيُّ وَالْأَسْوَدُ وَالْأَبْيَضُ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَنْتُمْ فِي خَيْرٍ، تَقْرَؤُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُ اللَّهِ، وَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَتَّقُونَهُ كَمَا يَتَّقُونَ الْقَدْحَ يَتَعَجَّلُونَ أُجُورَهُمْ وَلَا يَتَأَجَّلُونَهَا)) (مسند احمد: ۱۲۵۱۲)

(۶۱۴۳) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابو داود: ۳۴۱۶، وابن ماجه: ۲۱۵۷ (انظر: ۲۲۶۸۹)

(۶۱۴۴) تخريج: أخرجه بنحوه مسلم: ۴۶۸ (انظر: ۱۶۲۷۲)

(۶۱۴۵) اسنادہ ضعیف، وفاء الخولانی فی عداد المجہولین، وابن لہیعہ سنیء الحفظ۔ أخرجه (انظر: ۱۲۴۸۴)

**فوائد:**..... یہ روایت مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ صحیح ہے:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فِيكُمْ كِتَابُ اللَّهِ، يَتَعَلَّمُهُ الْأَسْوَدُ وَالْأَحْمَرُ وَالْأَبْيَضُ تَعَلَّمُوهُ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ زَمَانٌ يَتَعَلَّمُهُ نَاسٌ وَلَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ وَيُقَوِّمُونَهُ كَمَا يَقْوَمُ السَّهْمُ فَيَتَعَجَّلُونَ أَجْرَهُ وَلَا يَتَأَجَّلُونَ))..... ”تمہارے اندر اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے، کالے، سرخ اور سفید، غرضیکہ ہر کوئی اس کو سیکھ رہا ہے، تم اس کو اس زمانے کی آمد سے پہلے پہلے سیکھ لو کہ جس میں لوگ اس کی تعلیم تو حاصل کریں گے، لیکن یہ کتاب ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی، وہ ادائگی کے لحاظ اس کے الفاظ کو اس طرح سیدھا کریں گے، جیسے تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے، لیکن وہ اس کے اجر کو جلدی طلب کریں گے اور آخرت تک اس میں تاخیر نہیں کریں گے“ (ابوداؤد: ۸۳۱، مسند احمد: ۵/۳۳۸ واللفظ لہ)

(۶۱۴۶)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ ثَلَاثِينَ رَاكِبًا، قَالَ: فَتَزَلْنَا بِقَوْمٍ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ: فَسَأَلْنَاهُمْ أَنْ يُضَيِّقُوا فَأَبَوْا، قَالَ: فَلُدِّعَ سَيْدُهُمْ، قَالَ: فَاتَوْنَا فَقَالُوا: فِيكُمْ أَحَدٌ يَرْفِقُ مِنَ الْعَقْرِبِ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ، أَنَا وَلَكِنْ لَا أَفْعَلُ حَتَّى تُعْطُونَا شَيْئًا، قَالُوا: فَإِنَّا نَعْطِيكُمْ ثَلَاثِينَ شَاةً، قَالَ: فَفَرَّاتُ عَلَيْهَا الْحَمْدُ لِلَّهِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، قَالَ: فَبَرَأَ (وَفِي لَفْظٍ: قَالَ: فَجَعَلَ يَرَأُ أُمَّ الْقُرْآنِ وَيَجْمَعُ بُرَاقَهُ وَيَتَفَلَّ فَبَرَأَ الرَّجُلُ فَاتَوَهُمْ بِالسَّاءِ، قَالَ: فَلَمَّا قَبَضْنَا الْغَنَمَ، قَالَ: عَرَضَ فِي أَنْفُسِنَا مِنْهَا، قَالَ: فَكَفَفْنَا حَتَّى آتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ (وَفِي لَفْظٍ: فَقَالَ أَصْحَابِي: لَمْ يَعْهَدْ إِلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فِي هَذَا بَشْيءٍ لَا نَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّهَا

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں سوار مجاہدین کو ایک سریے میں بھیجا، ہم عرب کی ایک قوم کے پاس اترے اور ان سے میزبانی کا اپنا حق طلب کیا، لیکن انہوں نے انکار کر دیا، ہوا یوں کہ ان کے ایک سردار کو کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا، وہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کیا تم میں سے کوئی آدمی ڈسنے کا دم کر لیتا ہے، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: ہاں میں کر لیتا ہوں، لیکن میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا، جب تک تم ہمیں کچھ عطا نہیں کرو گے، انہوں نے کہا: ہم تمہیں تیس بکریاں دیں گے، سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس پر سورہ فاتحہ پڑھنی شروع کی اور سات مرتبہ پڑھی، اپنی تھوک جمع کرتا اور پھر اس پر تھوک دیتا، پس وہ تندرست ہو گیا اور انہوں نے تیس بکریاں دے دیں، جب ہم نے وہ بکریاں اپنے قبضے میں لے لیں، تو ہمیں شک ہونے لگا (کہ پتہ نہیں یہ ہمارے لئے حلال بھی ہیں یا کہ نہیں)۔ سو ہم ان پر کوئی کاروائی کرنے سے رک گئے، یہاں تک کہ ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت نہ کر لیں۔ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

رُقْبَةُ، اِئْسُمُوَهَا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ، (وَفِي لَفْظٍ: فَقَالَ: كُلُّ وَاطْعَمْنَا مَعَكَ وَمَا يُدْرِيكَ اَنَّهُا رُقْبَةٌ؟) قَالَ: قُلْتُ: اُنْفَى فِى رَوْعِي - (مسند احمد: ۱۱۰۸۶)

پاس آئے اور یہ بات بتلائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے کیسے جانا کہ یہ دم ہے! ان کو تقسیم کر لو اور میرا بھی حصہ مقرر کرو۔“ ایک روایت میں ہے: ”تو خود بھی کھا اور ہمیں بھی اپنے ساتھ کھلا، بھلا تجھے کیسے پتہ چلا تھا کہ یہ دم ہے؟“ میں نے کہا: جی بس میرے دل میں یہ بات ڈال دی گئی تھی۔

### فوائد:..... قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا کیسا ہے؟

اس مسئلہ میں مختلف احادیث مروی ہیں، بعض یہ ہیں:

(۱) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے ایک بستی کے سردار کو سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور اس کے عوض بکریوں کا ایک ریوڑ لیا۔ دوسرے صحابہ کرام نے ناپسند کیا اور اسے ڈانٹتے ہوئے کہا: اَخَذْتَ عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ اَجْرًا..... تو نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر اجرت لی۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے تو انھوں نے اس کی شکایت کی۔ جو ابا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابَ اللّٰهِ)) ”سب سے زیادہ جس چیز پر تم اجرت لینے کا حق رکھتے ہو وہ اللہ کی کتاب ہے۔“ (صحیح بخاری: ۲۲۷۶)

یہ واقعہ تو خاص ہے، لیکن شارح علیہ السلام کے الفاظ عام ہیں، جو تعلیم القرآن کی اجرت کے جواز پر دلالت کرتے ہیں۔ فقہی قاعدہ ہے کہ ”العبارة بعموم اللفظ لا بخصوص اللفظ“ (لفظ کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے، نہ کہ سبب کے خاص ہونے کا)۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا: واستدل منه للجملهور في جواز الاجرة على تعليم القرآن۔ (فتح الباری) اس حدیث سے جمہور کے لیے استدلال کیا گیا جو تعلیم القرآن پر اجرت کے جواز کے قائل ہیں۔

(۲) بیوی کا حق مہر خاندان پر فرض ہے، اس کی تفصیل یوں ہے کہ سیدنا اہل بن سعد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا نکاح قرآن مجید کی تعلیم کو حق مہر ٹھہرا کر کر دیا، آپ ﷺ کے الفاظ یہ تھے: (اَذْهَبْ فَقَدْ اَنْكَحْتَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)۔ (بخاری، مسلم)..... ”جا، میں نے اس قرآن کے بدلے جو تیرے پاس ہے تیرا اس عورت کے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔“

معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خود قرآن مجید کی تعلیم کی اجرت دلوائی ہے۔ امام مالک نے کہا: یہ تعلیم قرآن پر اجرت ہی تھی، اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے۔ (فتح الباری)

لیکن درج ذیل اور اس باب میں مذکورہ احادیث میں اجرت لینے والوں کے حق میں بڑی سخت وعید بیان کی گئی ہے: (۳) سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَخَذَ عَلَيَّ تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ قَوْسًا، قَلَدُهُ اللّٰهُ قَوْسًا مِنْ نَارِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) (صحیحہ: ۲۵۶)..... جس نے قرآن مجید کی تعلیم دے کر کمان لی، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے گلے میں آگ کی کمان ڈالے گا۔



حدیث نمبر (۶۱۴۳) میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی اس سے واضح روایت گزری، اسی قسم کی حدیث سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

مذکورہ بالا تین احادیث میں دو موضوعات بیان کئے گئے، جن میں تناقض اور تعارض پایا جا رہا ہے۔ ان میں جمع تطبیق کی یہ صورت ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم کا اصل مقصود دین حنیف کی نشر و اشاعت اور لوگوں کی اصلاح ہو اور معلم خود بھی قرآنی احکام پر عمل پیرا ہو، اگر ایسی صورت میں لوگ کفالت کر دیں تو اس کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں، یہی صورت پہلے والی احادیث کا مصداق ہے۔

وعید دالی احادیث کے بارے میں مختلف اہل علم کے تین نظریے پائے جاتے ہیں:

(۱)..... جمہور اہل علم سیدنا ابی بن کعب (اور سیدنا ابودرداء) رضی اللہ عنہما کی احادیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا خلوص دیکھتے ہوئے ان کے لیے کمان لینا ناپسند کیا ہو۔

(ب)..... اگر کسی آدمی کا قرآن کریم کی تعلیم سے اصل مقصود دنیا کی دولت اکٹھا کرنا ہو، لوگوں کی اصلاح سے اسے کوئی سروکار نہ ہو اور وہ خود قرآنی فرائض و واجبات کے وعظ سے اثر قبول نہ کرنے والا اور ان کی ادائیگی سے غافل ہو تو ایسے شخص کو وعید دالی حدیث مبارکہ کا مصداق بنایا جائے گا۔

(۳) ان احادیث کا مصداق وہ شخص ہے، جو غریب طلبہ کو قرآن مجید پڑھا کر ان سے اجرت وصول کرتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب اس کے بارے میں احناف کا نظریہ یہ ہے کہ اجرت لینے اور دینے والے دونوں گنہگار ہیں اور اذان، حج، امامت اور تعلیم القرآن پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو رد المحتار اور المہد لیت) اگرچہ احناف عملی طور پر اس نظریے پر قائم نہ رہ سکے، لیکن یہ رائے اس قابل ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ اس پر توجہ کی جائے۔

اس باب میں جو رائے ہمیں اقرب الی الصواب نظر معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ امامت، خطابت، تعلیم القرآن اور تدریس احادیث جیسے پاکیزہ شعبوں سے متعلقہ لوگوں کا مقصد قطعی طور پر دنیوی مال و دولت کا حصول نہ ہو، بلکہ ان کی نیت اور ارادہ یہ ہو کہ وہ اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں، یہ شعبہ جات اس سے بالاتر ہیں کہ ان کی اجرت یا معاوضہ لیا جائے، خلیفہ اول سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں امامت، خطابت، افتاء، قضاء، جہاد اور خلافت و امارت سے متعلقہ تمام امور سرانجام دیئے، سوال یہ ہے کہ کیا وہ ان خدمات کی اجرت میں بیت المال سے وظیفہ لیتے تھے؟ نہیں، قطعاً نہیں، خلیفہ اول کی یہ تمام خدمات اسلام کی تبلیغ اور سر بلندی کے لیے تھیں، ہاں جب وہ امت مسلمہ کے امور میں مصروف ہو جانے کی وجہ سے اپنے دنیوی معاملات پر توجہ نہ دے سکے تو انھوں نے اپنی کفالت کے لیے بیت المال سے معمولی مقدار میں وظیفہ لیا۔ یہاں یہ تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ دوسرے لوگوں کو اور خاص طور پر اداروں کے منتظمین کو چاہیے کہ وہ ان ائمہ، مبلغین اور مدرسین اور ان کے بیوی بچوں کی اس وجہ سے کفالت کریں کہ یہ لوگ دین حنیف کی خدمت میں مصروف ہیں اور ان شخصیتوں کے عزت و احترام کا خیال رکھیں، کیونکہ نیلے آسمان کے نیچے سب

سے زیادہ معزز لوگ یہی ہیں۔ مساجد و مدارس سے متعلقہ ائمہ و مدرسین سے انتہائی دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ اجرت اور کفالت میں فرق کریں اور اپنے ارادے اور نیت میں پاکیزگی پیدا کریں، اپنے شعبے کی عظمت کو سمجھیں، یہ وہ عظیم لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کر لیا ہے، ان کی جتنی کفالت کی جا رہی ہے، اس میں گزارا کرنے کی کوشش کریں، عبادات کی روٹین کو بہتر بنائیں، اپنے اندر ذکر الہی کا اتنا شغف پیدا کریں کہ اس سے ان کی بھوک اور پیاس میں کمی آجائے، کسی کی خوشامد سے مکمل گریز کریں، ہر شخص پر اور بالخصوص انتظامیہ پر ناقدانہ تبصرہ کرنے سے بچیں، اس شعبہ سے متعلقہ پہلے گزر جانے والے لوگوں کے طرز حیات کا مطالعہ کریں، خاص طور پر اس چیز کا کہ اگر وہ لوگ خود کفیل تھے تو انھوں نے خدمتِ اسلام کا فریضہ کیسے سرانجام دیا اور اگر وہ محتاج تھے تو انھوں نے اپنی حاجت کو دور کرنے کے لیے کون سا طریقہ اختیار کیا اور اپنی حاجت و ضروریات اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کریں۔

صورتِ حال یہ ہے کہ ہم لوگ دنیا اور اہل دنیا سے متاثر ہو گئے ہیں، ہم نے بڑوں اور سیاسیوں کے قریب ہونے کو اپنی عظمت کی دلیل سمجھ لیا، باطن کی اصلاح کی بجائے ظاہر کو خوبصورت بنانے کی طرف توجہ دی، نیک مزاج کی بجائے جسم کی ظاہری ٹیپ ٹاپ کو زیادہ اہمیت دی اور اپنے آپ کو تنخواہ دار طبقے کا ایسا فرد سمجھ لیا کہ جس نے ہمیشہ تنخواہ میں اضافے کی بات کی یا اس کے تھوڑا ہونے کا شکوہ کیا۔ اس میدان والوں کا سب سے اہم مسئلہ نفس کا غنی ہے، جبکہ غنائے نفس دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے، دوسروں کے مال و دولت پر نگاہ رکھنا اور اس کا حریص رہنا، اس سے بندے کی حق گوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی، اگر کسی انسان کے دنیا کے وسائل و اسباب نہ ہوں، لیکن وہ نفس کے غنی سے مالا مال ہو تو اس کے لیے پر لطف اور لذتوں سے بھری ہوئی زندگی کے لیے یہی نعمت کافی ہے، باتونی بن جانا اور ہر بندے کے سامنے اپنے مسائل بیان کرتے رہنا، اس سے لوگوں کے ہاں وقار تو کم ہو سکتا ہے، کبھی بھی کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

اگر اس پاک فیلڈ سے متعلقہ لوگ عبادات کی روٹین مرتب کرنے کے بعد معاشرے سے متعلقہ چند قوانین کا پاس و لحاظ کریں، امامت و خطابت و تدریس کو تبلیغِ اسلام کا ذریعہ سمجھ کر پر خلوص انداز میں ان عہدوں کے تقاضے پورے کریں اور اپنے نصیب پر راضی ہو جائیں تو چند ایام کے اندر اندر ہی دلی سکون نصیب ہوگا اور رحمت و غیرت والی زندگی سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملے گا۔

### بَابُ مَا يَجُوزُ الْإِسْتِئْجَارُ عَلَيْهِ مِنَ النَّفْعِ الْمُبَاحِ

اجرت پر مباح نفع کمانے کے جواز کا بیان

(۶۱۴۷)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ رِفَاعَةَ قَالَ: نَهَانَا

نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ إِلَّا مَا عَمِلَتْ

لَوْنْدِيَّوْنَ كَمَا نَىٰ مِنْ مَنَعِ فَرَمَايَا، مَرُوهُ جَوُوهُ أَهْنِي هَاتَهِي سِي اس

(۶۱۴۷) تخریج: اسناد لا یصح، رافع لا یعرف، ولم تثبت صحبته ولا تابعيته، طارق بن عبد الرحمن

القرشی لا یکاد یعرف۔ أخرجه ابو داود: ۴۳۲۷ (انظر: ۱۸۹۹۸)

يَبِيدَهَا وَقَالَ: هَكَذَا بِأَصَابِعِهِ نَحْوَ الْخُبْزِ وَالغَزْلِ وَالنَّفْسِ - (مسند احمد: ۱۹۲۰۷)

طرح کی کمائی کر لیتی ہو، پھر راوی نے اپنی انگلیوں کی مدد سے روٹی پکانے، سوتر کا تنے اور روٹی دھنسنے کی طرف اشارہ کیا۔

**فوائد:**..... لوٹڈیوں کی کمائی سے مراد زنا اور بدکاری کی کمائی ہے۔

(۶۱۴۸)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَسْجَتِنِي الْكِبَاتَ فَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَطْيَبُ)) قَالَ: قُلْنَا: وَكُنْتَ تَرَعَى الْغَنَمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَهَلْ مِنْ نَيْسَى إِلَّا قَدْ رَعَاهَا)) (مسند احمد: ۱۴۵۵۱)

سیدنا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیلو چن رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”سیاہ رنگ والے چنو، کیونکہ یہ بہت عمدہ ہوتے ہیں۔“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ بکریاں چراتے رہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”جی ہاں، بلکہ ہر نبی بکریاں چراتا رہا ہے۔“

(۶۱۴۹)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بُئِثَ مُوسَى وَهُوَ يَرْعَى غَنَمًا عَلَى أَهْلِهِ وَيُبْعَثُ وَأَنَا أَرْعَى غَنَمًا لِأَهْلِي بِحَيَادٍ)) (مسند احمد: ۱۱۹۴۰)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس حال میں مبعوث کیا کہ وہ اپنے گھر والوں کی بکریاں چرایا کرتے تھے اور جب مجھے مبعوث کیا گیا تو میں بھی جیاد میں اپنے اہل خانہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔“

(۶۱۵۰)۔ عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبْدِيُّ نَيْبًا مِنْ هَجْرٍ، قَالَ: فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَاوَمَنَا فِي سَرَائِيلَ وَعِندَنَا وَزَانُونَ يَزِنُونَ بِالْأَجْرَةِ، فَقَالَ لِنُوزَانٍ ((زِنٌ وَأَرْجِحُ)) (مسند احمد: ۱۹۳۰۸)

سیدنا سوید بن قیس کہتے ہیں، میں اور مخرمہ عبدی ہجر کے علاقہ سے کپڑا لائے، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے شلوار کا سودا کیا، جبکہ ہمارے پاس اجرت پر وزن کرنے والے لوگ بھی موجود تھے، آپ ﷺ نے ایک وزن کرنے والے سے فرمایا: ”اس کا وزن کرو اور ترازو کا یہ والا پلڑا جھکاؤ۔“

**فوائد:**..... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جائز کاموں کی اجرت لینا درست ہے۔

- (۶۱۴۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۴۵۳، ومسلم: ۲۰۵۰۔ (انظر: ۱۴۴۹۷)
- (۶۱۴۹) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه البزار: ۲۳۷۰ (انظر: ۱۱۹۱۸)
- (۶۱۵۰) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداؤد: ۳۳۳۶، ابن ماجه: ۲۲۲۰، ۳۵۷۹، والترمذی: ۱۳۰۵ (انظر: ۱۹۰۹۸)

## کتابُ الْوَدِيعَةِ وَالْعَارِيَةِ

### ودیعت اور عاریہ کے مسائل

#### بَابُ مَا جَاءَ فِي جَوَازِ الْعَارِيَةِ وَالتَّرْغِيبِ فِيهَا

عاریہ چیز کے جائز ہونے اور اس میں رغبت دلانے کا بیان

**عاریہ:** ..... عارضی طور پر دی ہوئی چیز کو عاریہ کہتے ہیں، لینے والا کچھ عرصہ استفادہ کرنے کے بعد مالک کو واپس کر دیتا ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں خوف سا پیدا ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عاریہ ایک گھوڑا لیا، اس کو مندوب کہا جاتا تھا، آپ ﷺ نے واپس آ کر فرمایا: ”کوئی خوف والی بات نہیں ہے۔“ ہم نے اس گھوڑے کو (تیز رفتاری میں) سمندر پایا تھا۔

(۶۱۵۱)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ فَرَسٌ بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَعَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلْنَا يُقَالُ لَهُ: مَنذُوبٌ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا وَجَدْنَا مِنْ فَرَسٍ)) وَإِنْ وَجَدْنَا لَبَحْرًا. قَالَ حَجَّاجٌ: يَعْنِي الْفَرَسَ. (مسند احمد: ۱۳۹۴۴)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان کا حق یہ ہے کہ ان کو پانی کے گھٹائوں پر دوہ کر ان کا دودھ (محتاجوں کو پلایا جائے)، ان کا برتن عاریہ دیا جائے، جنفتی کے لیے سائڈ دیا جائے، دودھ پینے کے لیے اونٹنی بطور عطیہ دی جائے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں سواری کے لیے اونٹ دیئے جائیں۔“

(۶۱۵۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا حَقُّ الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((حَلْبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا وَإِعَارَةُ فَحْلِهَا وَمِنْحَتُهَا وَحَمْلُ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.)) (مسند احمد: ۱۴۴۹۶)

**فوائد:** ..... مختلف احادیث میں عاریہ چیزیں دینے کی ترغیب دلائی گئی ہے، اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا

(۶۱۵۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۶۲۷، ۲۸۶۲، ۲۹۶۸، ومسلم: ۳۳۰۷ (انظر: ۱۳۹۰۵)

(۶۱۵۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۹۸۸ (انظر: ۱۴۴۴۲)

کہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی مال میں حقوق ہوتے ہیں، اس حدیث میں صرف اونٹوں کے حقوق کا بیان ہے، ان سے دوسری چیزوں کے حقوق کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي ضَمَانِ الْوَدِيعَةِ وَالْعَارِيَةِ

ودیعت اور عاریہ کے طور پر دی ہوئی چیزوں کی ضمانت کا بیان

(۶۱۵۳)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذْتَ حَتَّى تُؤَدِّيَهُ)) ثُمَّ نَسِيَ الدَّحْسَنُ قَالَ: لَا يَضْمَنُ۔ (مسند احمد: ۲۰۴۱۸)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہاتھ جو کچھ لیتا ہے، وہ اس وقت تک اس کے ذمہ رہتا ہے، جب تک اس کو ادا نہیں کر دیتا۔“ پھر حسن بصری بھول گئے تھے کہنے لگے کہ وہ ضامن نہیں ہوتا۔

**فوائد:**..... حسن بصری اپنی بیان کردہ حدیث کو بھول جانے کی وجہ سے یہ کہا کرتے تھے کہ عاریہ لینے والا ضامن نہیں ہوتا، لیکن ان کی بیان کردہ حدیث ان کے اس خیال کی تائید نہیں کرتی۔

(۶۱۵۴)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لُفْمَانَ الْحَكِيمِ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا اسْتَوْدَعَ شَيْئًا حَفِظَهُ))۔ (مسند احمد: ۵۶۰۶)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لقمان حکیم کہا کرتے تھے کہ جب کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جاتا ہے تو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔“

**فوائد:**..... نبی کریم ﷺ جب سفر پر جانے والے شخص کو الوداع کہتے تو یہ دعا دیتے تھے: اَسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِينَكَ وَآمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ۔..... ”میں تیرے دین، تیری امانت اور تیرے عمل کے خاتمہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔“ (ترمذی: ۳۳۳۳)

(۶۱۵۵)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَعَارَ مِنْهُ يَوْمَ حُنَيْنٍ أَدْرُعًا، فَقَالَ: أَغَضِبَا يَا مُحَمَّدُ! قَالَ: ((لَا، بَلْ عَارِيَةٌ مَضْمُونَةٌ)) قَالَ: فَضَاعَ بَعْضُهَا فَعَرَضَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَضْمَنَهَا لَهُ فَقَالَ: أَنَا الْيَوْمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فِي الْإِسْلَامِ

سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حنین کے دن مجھ سے کچھ زرہیں ادھار لی تھیں۔ میں نے کہا: اے محمد! کیا ان کو غصہ کر لیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی نہیں، بلکہ یہ ایسا عاریہ ہے کہ جس کی ضمانت دی جا رہی ہے۔“ ہوا یوں کہ کچھ زرہیں ضائع ہو گئی تھیں، تو آپ ﷺ نے ان کی ضمانت بھرنے کی پیشکش کی تو

(۶۱۵۳) حسن لغیرہ۔ أخرجه ابو داود: ۳۵۶۱، وابن ماجه: ۲۴۰۰، والترمذی: ۱۲۶۶ (انظر: ۲۰۱۵۶)

(۶۱۵۴) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه النسائی فی ”الکبری“: ۱۰۳۵۲ (انظر: ۵۶۰۶)

(۶۱۵۵) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه ابو داود: ۳۵۶۲ (انظر: ۲۷۶۳۶)



ارْعَبْ - (مسند احمد: ۲۸۱۸۸)

میں (صفوان) نے کہا: اے اللہ کے رسول! آج کل تو میں اسلام کی رغبت رکھتا ہوں (سواب میں یہ چٹی کیسے لے سکتا ہوں)۔

سیدنا صفوان بن یعلیٰ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ جب تیرے پاس میرے قاصد آئیں تو انہیں تمیں یا اس سے کم زرہیں اور تمیں یا اس سے کم اونٹ دے دینا، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ ایسا عاریہ ہے، جو قابل واپسی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“

(۶۱۵۶)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ إِذَا أَتَاكَ رَسُولِي فَأَعْطِهِمْ أَوْ قَالَ: فَادْفَعْ إِلَيْهِمْ ثَلَاثِينَ دِرْعًا وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا أَوْ أَقْلَ مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ لَهُ: الْعَارِيَةُ مُوَدَّاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (انعم۔) (مسند احمد: ۱۸۱۱۴)

**فوائد:**..... امانت یا عاریتہ چیز کی واپسی پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔ چیز ہو تو وہی ادا کی جائے چیز تلف ہو جائے تو قیمت دی جائے۔

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع والے سال اپنے خطبے میں فرمایا: ”خبردار! عاریہ (عارضی طور پر لی ہوئی چیز) واپس کی جائے گی، منٹھ (وہ عطیہ جو استفادہ کے لیے کچھ مدت کے لیے دیا جائے) بھی واپس کیا جائے گا، قرضہ چکایا جائے گا اور چیز کا ضامن اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا۔“

(۶۱۵۷)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهَلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي خُطْبَةِ عَامِ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((الْعَارِيَةُ مُوَدَّاءُ وَلِمْنَحَةِ مَرْدُودَةٌ وَالذَّيْنُ مَقْضِيٌّ وَالزَّرْعِيمُ عَرِمٌ)) (مسند احمد: ۲۲۶۵۰)

**فوائد:**..... ”عاریتہ موَدَّاءُ“ اس چیز کو کہتے ہیں جو عارضی طور پر لی گئی ہو اور اس کے وقت تک اس کو واپس کرنا ضروری ہو، جب تک وہ باقی ہو، اگر ضائع ہو جائے تو اس کے عوض میں قیمت ادا نہیں کی جاتی اور ”عاریتہ مضمونۃ“ اس چیز کو کہتے ہیں جو عارضی طور پر لی گئی ہو اس کو واپس کرنا ضروری ہو، اگر وہ تلف ہو جائے تو اس کی قیمت ادا کی جائے گی۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چار چیزیں ہیں، اگر وہ تجھ میں پائی جائیں گی تو

(۶۱۵۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَرْبَعٌ إِذَا كُنَّ فِيكَ

(۶۱۵۶) تخريج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۶۶ (انظر: ۱۷۹۵۰)

(۶۱۵۷) تخريج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداود: ۲۸۷۰، ۳۵۶۵، وابن ماجه: ۲۰۰۷، ۲۲۹۵،

۲۳۹۸، ۲۴۰۵، ۲۷۱۳ (انظر: ۲۲۲۹۴)

(۶۱۵۸) تخريج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، الحارث بن یزید الحضرمی لا یعرف له سماع من عبد الله

بن عمرو۔ أخرجه الطبرانی فی ”الکبیر“ (انظر: ۶۶۵۲)

فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا (مِنْهَا) دنیا کی کوئی چیز فوت ہو جانے سے تیرا کوئی نقصان نہیں ہوگا، حَفِظْ أَمَانَةَ-)) (مسند احمد: ۶۶۵۲) (ان میں سے ایک چیز) امانت کی حفاظت ہے۔“

**فوائد:**..... حدیث کا یہ حصہ دلالت کرتا ہے کہ امانت کی نگہداشت ایک اہم ترین فریضہ ہے۔ جس کے دامن میں دونوں جہاں کے منافع سمٹ آتے ہیں۔

(۶۱۵۹)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَضْمَنْوْا لِي سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمَنْ لَكُمْ الْجَنَّةَ وَأَدُّوا إِذَا اثْتُمْتُمْ-)) (مسند احمد: ۲۳۱۳۷) سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، (ان میں سے ایک چیز یہ ہے) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کیا کرو۔“

**فوائد:**..... باقی پانچ چیزیں یہ تھیں: ”جب بات کرو تو سچ بولو، جب وعدہ کرو تو پورا کرو، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، اپنی آنکھوں کو پست رکھو اور اپنے ہاتھوں کو روک لو۔“



(۶۱۵۹) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابو یعلی فی "مسندہ"، وابن حبان: ۲۷۱، والحاکم: ۴/۳۵۸، والبیہقی: ۶/۲۸۸ (انظر: ۲۲۷۵۷)

كِتَابُ إِحْيَاءِ الْمَوَاتِ وَاشْتِرَاكِ النَّاسِ فِي الْمَاءِ  
وَمَا جَاءَ فِي الْأَقْطَاعِ وَالْحِمَى  
بے آباد زمین کو آباد کرنے، پانی کا لوگوں میں مشترک ہونے،  
الاٹ کی ہوئی زمین اور چراگا ہوں کے مسائل

بَابُ فَضْلِ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيِّتَةً  
بے آباد زمین آباد کرنے والے کی فضیلت کا بیان

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مردہ زمین آباد کرے گا تو اس کو اس کا اجر ملے گا اور رزق طلب کرنے والے جو جان دار بھی وہاں سے کھائیں گے، اس کے لیے یہ صدقہ ہوگا۔“

(۶۱۶۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيِّتَةً فَلَهُ فِيهَا يَعْنِي أَجْرًا وَمَا أَكَلَتِ الْعَوَافِي مِنْهَا فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ)) (مسند احمد: ۱۴۳۲۲)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی کسی زمین پر دیوار کا گھیرا کر لے گا تو وہ اسی کی ہوگی۔“

(۶۱۶۱)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَاطَ حَائِطًا عَلَى أَرْضٍ فَهِيَ لَهُ)) (مسند احمد: ۲۰۳۹۲)

**فوائد:** ..... اس گھیراؤ سے مراد زمین کو زندہ کرنا اور آباد کرنا ہے، یہ معنی نہیں ہے کہ چار دیواری بنا کر قبضہ کر لیا جائے اور اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا جائے۔

(۶۱۶۰) حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۰۷۳، والترمذی: ۱۳۷۹، والنسائی: ۵۷۵۷ (انظر: ۱۴۳۷۱)

(۶۱۶۱) تخریج: حسن لغيره۔ أخرجه ابن ابی شیبہ: ۷/ ۷۶، والنسائی فی ”الکبریٰ“: ۵۷۶۳، والبیہقی:

۱/ ۱۴۸، والطیالسی: ۹۰۶ (انظر: ۲۰۱۳۰)

(۶۱۶۲)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَحَاطَ حَائِطًا عَلَى أَرْضٍ فَهِيَ لَهُ)) (مسند احمد: ۲۰۵۰۱)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی کسی زمین پر دیوار کا گھیرا کر لے گا تو وہ اسی کی ہوگی۔“

(۶۱۶۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ عَمَرَ أَرْضًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهِيَ أَحَقُّ بِهَا)) (مسند احمد: ۲۵۳۹۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی ایسی زمین آباد کرے، جو کسی کی ملکیت نہ ہو تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔“

(۶۱۶۴)۔ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مَكْحُولٍ رَفَعَهُ قَالَ: ((أَيُّمَا شَجَرَةٍ أَظَلَّتْ عَلَى قَوْمٍ فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ مِنْ قَطْعِ مَا أَظَلَّ أَوْ أَكَلِ ثَمَرِهَا)) (مسند احمد: ۱۶۱۶۴)

مکحول تابعی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو درخت کسی قوم پر سایہ کرنے لگے تو سائے والے کو اختیار حاصل ہے کہ وہ سایہ کرنے والے حصے کو کاٹ دے یا اس کا پھل کھالے۔“

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُحْيِي الْأَرْضَ بَغْرَسِ شَجَرٍ أَوْ حَفْرٍ بئرُ فَمَاذَا يَكُونُ حَرْمُهَا؟  
جو آدمی درخت لگا کر یا کنواں کھود کر زمین کو آباد کرتا ہے، اس کی حد ملکیت کتنی ہوگی؟

(۶۱۶۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((حَرِيمُ الْبئرِ أَرْبَعُونَ ذِرَاعًا مِنْ حَوَالِيهَا كُلِّهَا لِأَعْطَانِ الْبَابِلِ وَالغَنَمِ، وَأَبْنُ السَّبِيلِ أَوَّلُ شَارِبٍ، وَلَا يُمْنَعُ فَضْلُ مَاءٍ لِيُمْنَعُ بِهِ الْكَلْبُ)) (مسند احمد: ۱۰۴۱۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کنویں کا احاطہ اس کی تمام اطراف سے چالیس ہاتھ ہوگا، یہ جگہ اونٹوں اور بکریوں کے بیٹھنے کے لیے ہوگی اور ایسے کنویں سے پینے والا پہلا شخص مسافر ہوگا اور زائد پانی سے اس مقصد کے لیے نہیں روکا جائے گا کہ اس کے ذریعے سے گھاس سے منع کر دیا جائے۔“

**فوائد:** ..... جب کوئی آدمی مردہ زمین میں کنواں کھودے گا تو اس کے ارد گرد چالیس چالیس ہاتھ تک جگہ از خود اس کا احاطہ بن جائے گی، یہ جگہ اونٹوں اور بکریوں کے بیٹھنے کے لیے استعمال ہوگی، کوئی دوسرا شخص اس احاطے کو ذاتی استعمال میں نہیں لاسکے گا۔

یہ نبی کریم ﷺ کا دور رس اور حکیمانہ فیصلہ ہے۔

(۶۱۶۲) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۲۰۲۳۸)

(۶۱۶۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۳۵ (انظر: ۲۴۸۸۳)

(۶۱۶۴) اسنادہ ضعیف لارسالہ، مکحول الشامی تابعی، لم يدرك النبي ﷺ - أخرجه (انظر: ۱۶۰۶۷)

(۶۱۶۵) تخریج: اسنادہ صحیح - أخرجه البيهقي ۱۵۵ / ۶ (انظر: ۱۰۴۱۱)

”مسافر پینے والا پہلا شخص ہوگا“ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تمام حاضرین میں مسافر کو ترجیح دی جائے گی اور کنویں کے مالک کو اس کو روکنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔

آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ کسی علاقے میں جانوروں کے چرنے کے لیے گھاس وغیرہ پائی جاتی ہے، لیکن وہاں پانی کا صرف ایک چشمہ یا کنواں ہے یا محدود پانی ہے، اب لوگ اس علاقے میں اپنے مویشیوں کو چرانے کے لیے تالے جائیں گے، جب ان کو وہاں کا پانی استعمال کرنے کا حق ہوگا، اگر کوئی آدمی اس نیت سے اس پانی پر قبضہ کر کے بیٹھ جائے تاکہ لوگ اپنے مویشیوں کو چرانے کے لیے سرے سے اس علاقے میں ہی نہ جائیں تو ایسے آدمی کو آپ ﷺ ایسا کرنے سے روک رہے ہیں۔

(۶۱۶۶)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى فِي النَّخْلَةِ أَوْ النَّخْلَتَيْنِ أَوْ الثَّلَاثِ فَيَخْتَلِفُونَ فَنِي حُقُوقِ ذَلِكَ، فَقَضَى أَنْ لِكُلِّ نَخْلَةٍ مِنْ أَوْلِيَّكَ مَبْلَغَ جَرِيدَتِهَا حَيْرٌ لَهَا۔ (مسند احمد: ۲۳۱۵۹)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یا دو یا تین کھجور کے درختوں کے بارے میں یہ فیصلہ کیا تھا، جبکہ لوگ ان کے حقوق کے بارے میں اختلاف کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فیصلہ یہ کیا کہ ہر کھجور کی ٹہنیاں جہاں تک پہنچ رہی ہیں، وہ جگہ اسی درخت کا احاطہ ہوگا۔

**فوائد:** ..... سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کھجور کے احاطے کے بارے میں دو آدمی جھگڑالے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کھجور کے اس درخت کی پیمائش کی جائے، پس وہ سات ہاتھ نکلا، ایک روایت میں ہے کہ وہ درخت پانچ ہاتھ بلند تھا، پس آپ ﷺ نے اس کے مطابق فیصلہ کر دیا۔ (ابوداؤد: ۳۶۴۰)

کھجور کے احاطے کے بارے میں یہ دو روایات ہیں، ان میں جمع و تطبیق کی دو صورتیں ہیں: (۱) یہ دو مختلف واقعات ہیں اور جہاں جو ضابطہ مناسب ہوگا، اسی کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے گا۔ (۲) سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تفسیر بیان کر رہی ہے، یعنی آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کھجور کی ٹہنی کو ایک ہاتھ کے بقدر شکل دے کر اس کے ذریعے کھجور کی پیمائش کی جائے۔

پہلی صورت زیادہ مناسب ہے اور وہ اس طرح کہ لمبے درخت کا فیصلہ سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی روشنی میں اور چھوٹے درخت کا فیصلہ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی روشنی میں کیا جائے گا۔ یہ کھجور کے درخت کا احاطہ ہوگا، اگر کوئی دوسرا آدمی اس زمین سے مستفید ہونا چاہے تو اس کا حق اس احاطے کے بعد ہوگا۔



بَابُ الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ وَ النَّهْيُ عَنْ مَنَعِ فَضْلِ الْمَاءِ وَالْكَلاَّ وَ شُرْبِ الْأَرْضِ  
الْعُلْيَا قَبْلَ السُّفْلَى إِذَا اخْتَلَفُوا

تین چیزوں میں مسلمانوں کے شریک ہونے، زائد پانی اور گھاس کو روک لینے سے منع کرنے اور  
اختلاف کی صورت میں نیچے والی زمین سے پہلے اوپر والی زمین کو سیراب کر لینے کا بیان

(۶۱۶۷)۔ عَنْ أَبِي خِرَاشٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "تَيْنِ  
چیزوں میں مسلمان برابر کے شریک ہیں، پانی، گھاس اور آگ  
اللَّهُ ﷻ: ((الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ،  
میں۔"  
فِي الْمَاءِ وَالْكَلاَّ وَالنَّارِ)) (مسند احمد: ۲۳۴۷۱)

**فوائد:**..... پانی کا مسئلہ حدیث نمبر (۵۸۲۳) میں گزر چکا ہے۔

امام خطاب نے کہا: اس سے مراد وہ گھاس ہے، جو ایسی زمین میں آگے ہو، جو کسی کی ملکیت نہیں ہے، کسی کو کوئی حق  
حاصل نہیں ہے کہ وہ اس گھاس سے روکے، اور اگر وہ گھاس کسی کی ملکیت والی زمین آگے ہو تو اس سے اجازت لینا  
پڑے گی۔

آگ کی اشتراکیت سے مراد چلتی ہوئی آگ سے چراغ یا مزید جلانا اور اس سے روشنی حاصل کرنا ہے، اسی طرح  
غیر ملوکہ زمین میں آگے والے درختوں کی لکڑیاں حاصل کرنا۔

(۶۱۶۸)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو (بَنِي الْعَاصِ) كَتَبَ إِلَى  
سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے  
ہیں: میں نے اپنی زمین کے ایک عامل کو لکھا کہ زائد پانی سے  
کسی کو نہ روکنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے  
ہوئے سنا: "جس نے اس مقصد کے لیے زائد پانی کو روک  
لیا کہ گھاس کو روک لے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اپنا  
فضل روک لے گا۔"  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَضْلَهُ)) (مسند احمد: ۶۷۲۲)

(۶۱۶۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ  
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے  
فرمایا: "ضرورت پوری ہو جانے کے بعد زائد پانی کو نہ روکا  
جائے اور نہ زائد چراگاہ کو۔"  
عَنْهُ وَلَا فَضْلَ مَرَعَى)) (مسند احمد: ۱۰۵۷۸)

(۶۱۶۷) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۳۴۷۷ (انظر: ۲۳۰۸۲)

(۶۱۶۸) تخریج: صحیح لغيره (انظر: ۶۷۲۲)

(۶۱۶۹) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۰۵۷۱)

(۶۱۷۰)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”زائد پانی نہ روکا جائے تاکہ اس سے گھاس میں رکاوٹ ڈال دی جائے۔“ (مسند احمد: ۸۰۷۰)

(۶۱۷۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَاءُ))۔ سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”نہ کنویں کا زائد پانی روکا جائے اور نہ کنویں سے بہہ کر ٹیہی جگہ میں اکٹھا ہو جانے والا پانی روکا جائے۔“ (مسند احمد: ۲۵۳۲۲)

(۶۱۷۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: إِنَّ مِنْ قَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (فَدَكَرَ أَحْكَامًا مُتَوَعَّعَةً مِنْهَا) وَقَضَى بَيْنَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فِي النَّخْلِ لَا يُمْنَعُ نَقْعُ بئرٍ، وَقَضَى بَيْنَ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنْ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ مَاءٍ لِيُمْنَعَ فَضْلُ الْكَلَاءِ (وَقَضَى) فِي شُرْبِ النَّخْلِ مِنَ السَّيْلِ أَنْ الْأَعْلَى يُشْرَبُ قَبْلَ الْأَسْفَلِ وَيَتْرَكُ الْمَاءَ إِلَى الْكَعْبِيِّنَ ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَاءُ إِلَى الْأَسْفَلِ الَّذِي بَلِيهِ وَكَذَلِكَ حَتَّى تَنْقَضِيَ الْحَوَائِطُ أَوْ يَفْتَنَى الْمَاءُ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۵۹)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں میں سے بعض فیصلے یہ ہیں، (اس حدیث میں انھوں نے کئی فیصلے ذکر کیے، بیچ میں دو فیصلے یہ تھے) آپ ﷺ نے اہل مدینہ کے مابین یہ فیصلہ کیا کہ کنویں کے زائد یا جمع شدہ پانی سے نہ روکا جائے اور دیہاتی لوگوں کے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ زائد گھاس سے منع کرنے کے ارادے سے زائد پانی کو نہ روکا جائے۔ اور نالوں میں بہتے ہوئے پانی سے کھجوروں کو سیراب کرتے وقت نیچے والی زمین سے پہلے اوپر والی زمین اس طرح سیراب کی جائے کہ پانی ٹخنوں تک آ جائے، پھر اس کو اس سے متصل نیچے والی زمین کی طرف چھوڑا جائے، پھر اسی طریقے سے پانی آگے کی طرف پہنچایا جائے، یہاں تک باغات ختم ہو جائیں یا پانی ختم ہو جائے۔

(۶۱۷۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: خَاصَمَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ الزُّبَيْرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي شِرَاحِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُونَ بِهَا النَّخْلَ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کے درمیان حرہ کے ایک نالے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا، وہ اس نالے سے کھجوروں کو سیراب کیا کرتے تھے۔ انصاری رضی اللہ عنہ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: میری

(۶۱۷۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۵۴، ومسلم: ۱۵۶۶ (انظر: ۸۰۸۴)

(۶۱۷۱) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۴۷۹ (انظر: ۲۴۸۱۱)

(۶۱۷۲) تخریج: صحیح بالشواهد۔ أخرج قصة شرب النخل ابن ماجه: ۲۴۸۳ (انظر: ۲۲۷۷۸)

(۶۱۷۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۵۹، ومسلم: ۲۳۵۷ (انظر: ۱۶۱۱۶)

کھجوروں کے لئے پانی چھوڑ دو، لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، انصاری وہ مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے زبیر! تم پہلے سیراب کر کے پانی کو اپنے ہمسائے کے لیے چھوڑ دیا کرو۔“ لیکن اس فیصلے سے انصاری کو غصہ آ گیا اور اس نے کہا: یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے زبیر! اب اتنی دیر پانی روک کر رکھنا کہ منڈیر تک پہنچ جائے، پھر آگے چھوڑنا۔“ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ یہ آیت اسی بارے میں ہی نازل ہوئی تھی: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾..... ”سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! وہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ وہ آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔“ (سورۃ نساء: ۶۵)

**فوائد:**..... مذکورہ بالا دو احادیث سے معلوم ہوا کہ قدرتی پانی کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے، جس کی زمین اس کے سب سے زیادہ قریب ہوگی، لیکن جب وہ ضرورت پوری کر لے گا تو اس کو پانی روک لینے کا کوئی حق حاصل نہ ہوگا، وہ اپنے ہمسائے کے لیے پانی چھوڑ دے گا، پھر وہ اپنی ضرورت پوری کر لینے کے بعد تیسرے نمبر پر آنے والے ہمسائے کے لیے پانی چھوڑ دے گا۔ علیٰ ہذا القیاس۔

پانی، آگ اور گھاس، یہ تین اتنی اہم ضروریات زندگی ہیں کہ اگر ان میں سے زائد چیز کو روک لیا جائے یا اس کی خرید و فروخت شروع کر دی جائے تو یہ عذاب لوگوں کے لیے کسی بڑی مصیبت سے کم نہ ہوگا، اس وقت پاکستان کے جن علاقوں میں ایندھن اور پانی خریدنا پڑتا ہے، وہاں معتدل آمدنی والے آدمی کا گزارہ بھی بہت مشکل ہو چکا ہے، حکومت اور علاقے کے بااثر اور سرمایہ دار لوگوں کی فکر یہ ہونی چاہیے کہ کس طرح یہ نعمتیں آسان طریقے سے لوگوں تک پہنچائی جا سکتی ہیں، مثلاً دیہی علاقوں میں کچھ رقبے میں درخت وغیرہ لگا کر اس کو عام چراگاہ قرار دینا اور غریب لوگوں کو وہاں سے

لکڑیاں وغیرہ کاٹنے کی اجازت دے دینا، اسی طرح جن علاقوں میں پانی کی کمی ہے، مختلف ذرائع اختیار کر کے وہاں پانی سپلائی کرنا۔ جن شہروں میں ایندھن کے لیے گیس کے سلنڈر استعمال ہو رہے ہیں، یا جہاں گیس کی لوڈ شیڈنگ جاری ہے، چند سرمایہ داروں کے علاوہ وہاں کے لوگ ذہنی طور پر اپنے آپ کو عجیب اذیت میں مبتلا محسوس کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے مخصوص دور میں پانی، آگ اور گھاس کا تعین کیا تھا، آپ ﷺ کے فرمان کا منشا یہ ہے کہ آج بجلی، گیس، پٹرول، ڈیزل، مٹی کا تیل، آئل اور منرل واٹر کی قیمتوں کو کنٹرول کیا جائے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ یہ تمام خزانے گورنمنٹ کی تحویل میں ہوں اور عہدیداران حکومت کو چاہیے کہ وہ ان نعمتوں پر مشتمل نئے نئے ذخائر تلاش کر کے عوام اناس کی زندگیوں کو سہولت آمیز بنائیں، پینے والا پانی سپلائی کرنے والے شعبے کو فعال بنا کر اس کی کڑی نگرانی کی جائے۔

### أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَطَائِعِ وَالْحِمَى الاث کی ہوئی زمینوں اور چراگاہوں کے مسائل بَابُ إِقْطَاعِ الْأَرَاضِي زمینیں الاٹ کرنے کا بیان

(۶۱۷۴)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ  
الزُّبَيْرَ حُضْرَ فَرَسِهِ بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا: تُرَيْرٌ،  
فَأَجْرَى الْفَرَسَ حَتَّى قَامَ ثُمَّ رَمَى بِسَوْطِهِ،  
فَقَالَ: ((أَعْطَوْهُ حَيْثُ بَلَغَ السَّوْطُ))۔  
(مسند احمد: ۶۴۵۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ثریر نامی زمین سے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو اتنی جگہ الاٹ کر دی، جہاں تک ان کا گھوڑا دوڑ سکے، پس انھوں نے گھوڑا دوڑایا، یہاں تک کہ جب وہ کھڑا ہو گیا تو انھوں نے اپنا کوڑا پھینک دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو اتنی جگہ دے دو، جہاں تک اس کا کوڑا پہنچا ہے۔“

**فوائد:**..... سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی اس زمین سے اپنے سر پر گھلیاں لاتی تھی، جو آپ ﷺ نے ان کو الاٹ کی تھی، وہ مجھ سے دو تہائی فرسخ کے فاصلے پر تھی۔ (صحیح بخاری: ۳۱۵۱، ۵۲۲۴)

(۶۱۷۵)۔ عَنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ  
عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ قَالَ: أَقْطَعَنِي  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَرْضَ  
كَذَا وَكَذَا فَذَهَبَ الزُّبَيْرُ إِلَى آلِ عُمَرَ

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو فلاں فلاں زمین بطور جاگیر دی، پھر سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ، آل عمر کے پاس گئے اور ان کا حصہ خرید کر سیدنا

(۶۱۷۴) تخريج: اسنادہ ضعيف لضعف عبد الله العمري۔ أخرجه ابو داود: ۳۰۷۲ (انظر: ۶۴۵۸)

(۶۱۷۵) تخريج: رجاله ثقات الا ان في سماع عروة من عبد الرحمن بن عوف وقفة۔ أخرجه البيهقي:

۱۰ / ۱۲۴ (انظر: ۱۶۷۰)

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو فلاں فلاں زمین بطور جاگیر دی تھی اور میں نے آل عمر کا حصہ خرید لیا ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کجی شہادت والے ہیں، وہ ان کے حق میں ہے یا ان کی مخالفت میں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو بلایا تاکہ بحرین کی زمین ان کو الاٹ کر دیں، لیکن انہوں نے کہا: جی نہیں، (ہم اس وقت تک یہ زمین نہیں لیں گے) جب تک آپ ہمارے مہاجر بھائیوں کو اسی طرح کی جاگیر نہیں دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یشک تم میرے بعد اپنے آپ پر ترجیح کو پاؤ گے، پس صبر کرنا، یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات ہو جائے۔“

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو ان کے گھروں کا وارث بنایا تھا۔

فَاشْتَرَى نَصِيبَهُ فَأَتَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ: إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ زَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْطَعَهُ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرْضَ كَذَا وَكَذَا وَإِنِّي اشْتَرَيْتُ نَصِيبَ آلِ عُمَرَ، فَقَالَ عُثْمَانُ: عَبْدَ الرَّحْمَنِ جَائِزُ الشَّهَادَةِ، لَهُ وَعَلَيْهِ. (مسند احمد: ۱۶۷۰)

(۶۱۷۶)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا الْأَنْصَارَ لِيُقْطَعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ، فَقَالُوا: لَا، حَتَّى تُقْطَعَ لِإِخْوَانِنَا الْمُهَاجِرِينَ مِثْلَنَا، فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثْرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْفَوْنِي.)) (مسند احمد: ۱۲۱۰۹)

(۶۱۷۷)۔ عَنْ كُثَيْبِ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَرَثَ النِّسَاءِ خِطَطَهُنَّ. (مسند احمد: ۲۷۰۸۹)

**فوائد:**..... اگلی حدیث میں قدرے تفصیل بیان کی گئی ہے۔

(دوسری سند) کثوم کہتے ہیں: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی جو زمین نکال رہی تھیں اور آپ ﷺ کے پاس سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی اور کچھ مہاجر خواتین بیٹھی ہوئی تھیں، یہ اپنے گھروں کے بارے میں شکایت کر رہی تھیں کہ (خاندان کی وفات کے بعد) ان کو گھروں سے نکال دیا جاتا ہے اور ان پر تنگی کر دی جاتی ہے، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی نبی کریم ﷺ کا

(۶۱۷۸)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَتْ: كَانَتْ زَيْنَبُ تَقْلِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ امْرَأَةٌ عُثْمَانَ بْنِ مَعْظُونٍ وَنِسَاءٌ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ يَشْكُونَ مَنَازِلَهُنَّ وَأَنَّهُنَّ يُخْرِجْنَ مِنْهُ وَيُضَيِّقُ عَلَيْهِنَّ فِيهِ، فَتَكَلَّمْتُ زَيْنَبُ وَتَرَكْتُ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ

(۶۱۷۶) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۳۷۶، ۳۷۹۴ (انظر: ۱۲۰۸۴)

(۶۱۷۷) تخريج: حديث حسن، وانظر الحديث الآتي (انظر: ۲۷۰۴۹)

(۶۱۷۸) تخريج: اسناد حسن - أخرجه ابوداود: ۳۰۸۰ (انظر: ۲۷۰۵۰)



سر مبارک چھوڑ کر بات کرنے لگ گئیں، لیکن آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تم نے اپنی آنکھوں سے تو باتیں نہیں کرنی، بات بھی کرو اور اپنا کام بھی کرو۔“ (یہ ساری باتیں سن کر) اس وقت رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ عورتوں کو (ان کے مہاجر خاوندوں) کا وارث بنایا جائے، پس جب سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان کی اہلیہ ان کے مدینہ والے گھر کی وارث بنیں۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّكَ لَسِتِ تَكَلِّمِينَ بَعِيَّتِكَ، تَكَلِّمِي وَاعْمَلِي عَمَلِكَ..)) فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ أَنْ يُورَثَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ النِّسَاءُ، فَمَاتَ عَبْدُ اللَّهِ (بُنُ مَسْعُودٍ) فَوَرَّثَتْهُ إِمْرَأَتُهُ دَارًا بِالْمَدِينَةِ۔ (مسند احمد: 27590)

**فوائد:**..... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب خاوند فوت ہو جائے تو اس کے ورثاء کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس کی بیوی کو اس کے گھر سے نکال دیں، بلکہ ان پر یہ لازم ہے کہ وہ اس کے لیے اس کے گھر کو خالی کر دیں، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مہاجرین کے ساتھ خاص تھا اور ان کے ختم ہونے کے ساتھ یہ حکم بھی ختم ہو گیا، واللہ اعلم۔ اب میراث کے احکام مرتب ہو چکنے کے بعد بیوی کو اس کا مخصوص حصہ دیا جائے گا، لیکن اس معاملے میں اس کو حتمی سہولت پہنچائی جاسکتی ہو، وہ پہنچانی چاہیے، مثلاً اگر اس کا حصہ اس کے خاوند کے گھر کی قیمت کے برابر ہو تو اس کو گھر دے دیا جائے، بہر حال جتنا ممکن ہو تو اس کی تقسیم میں بیوی کی رضامندی کا خیال رکھا جائے۔

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک زمین الاٹ دی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا کہ وہ مجھے یہ زمین دے سکیں یا اس کی نشاندہی کر سکیں۔ سیدنا وائل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اپنے پیچھے سوار کر لو، لیکن میں نے کہا: اے معاویہ! آپ بادشاہوں کے پیچھے سوار ہونے والوں (یا ان کے نائب بننے والوں میں سے) نہیں ہیں۔ انھوں نے کہا: تو پھر مجھے اپنا جوتا دے دو (تاکہ میں زمین کی شدت سے بچ سکوں)، میں نے کہا: اونٹنی کے سائے میں چل لو۔ پھر جب سیدنا معاویہ خلیفہ منتخب ہوئے اور میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور مجھے یہ بات یاد کرادی، میں نے کہا: اب تو میں یہ پسند کر رہا ہوں کہ کاش آپ کو اپنے سامنے بٹھالیتا۔

(6179)۔ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ (وَاِئِلِ بْنِ حُجْرٍ) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْطَعَهُ أَرْضًا قَالَ: فَأَرْسَلَ مَعِيَ مُعَاوِيَةَ أَنْ أُعْطِيَهَا إِيَّاهُ أَوْ قَالَ: أَعْلِمَهَا إِيَّاهُ۔ قَالَ: فَقَالَ لِي مُعَاوِيَةُ: أَرْدَفْنِي خَلْفَكَ، فَقُلْتُ: لَا تَكُونُ مِنْ أَرْدَافِ الْمُتْلُوكِ، قَالَ: فَقَالَ: أُعْطِنِي نَعْلَكَ، فَقُلْتُ: انْتَعِلْ ظِلَّ النَّاقَةِ، قَالَ: فَلَمَّا اسْتَخْلَفَ مُعَاوِيَةُ أَتَيْتُهُ فَأَقْعَدَنِي مَعَهُ عَلَى السَّرِيرِ فَذَكَّرَنِي الْحَدِيثَ، فَقَالَ سِمَاكُ (أَحَدُ الرُّوَاةِ): فَقَالَ: وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ حَمَلْتُهُ بَيْنَ يَدَيَّ۔ (مسند احمد: 27781)

**فوائد:** ..... سیدنا واکل رضی اللہ عنہ حیر کے شہزادے تھے اور اس وقت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مالی حالت درست نہ تھی، آداب اسلامی سے نا آشنائی اور تعلیمات دین سے عدم واقفیت کی بناء پر سیدنا واکل رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا، انسانی ہمدردی اور حسن سلوک کا تقاضا کچھ اور تھا، جبکہ بعد میں ان کو احساس بھی ہو گیا تھا۔

(۶۱۸۰)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا خَرَجَ مِنْ زَرْعٍ أَوْ تَمْرٍ، فَكَانَ يُعْطَى أَوْ وَجْهَ كُلِّ عَامٍ مِائَةَ وَسَقِي، ثُمَّ ابْنَيْنِ وَسَقَا مِنْ تَمْرٍ وَعِشْرِينَ وَسَقَا مِنْ شَجِيرٍ، فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَسَمَ خَيْبَرَ فَخَيْرَ أَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يُقْطَعَ لَهُنَّ مِنَ الْأَرْضِ أَوْ يَضْمَنَّ لَهُنَّ الْوَسُوقَ كُلَّ عَامٍ، فَاخْتَلَفْنَ، فَمِنْهُنَّ مَنْ اخْتَارَ أَنْ يُقْطَعَ لَهَا الْأَرْضُ وَمِنْهُنَّ مَنْ اخْتَارَ الْوَسُوقَ وَكَانَتْ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ وَمَنْ اخْتَارَ الْوَسُوقَ۔ (مسند احمد: ۴۷۳۲)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے کھیتی یا پھل کی نصف پیداوار پر معاملہ کیا، آپ ﷺ ہر سال اپنی بیویوں کو اسی وسق کھجوروں کے اور بیس وسق جو، یعنی کل سو وسق دیا کرتے تھے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور خیبر کو تقسیم کیا تو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو یہ اختیار دیا کہ ان کے لیے زمین الاٹ کر دی جائے یا (سابقہ روٹین کے مطابق) ہر سال ان کو وسق دے دیئے جائیں، امہات المؤمنین نے مختلف انداز اختیار کیے، بعض نے اس چیز کو پسند کیا کہ زمین ان کے نام الاٹ کر دی جائے اور بعض نے اس چیز کو ترجیح دی کہ ان کو وسق ہی دے دیئے جائیں، سیدہ حفصہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما ان میں سے تھیں، جنھوں نے وسق پسند کیے تھے۔

**فوائد:** ..... یہ کھجوریں ازواج مطہرات کی میراث نہیں تھیں، ان کی کفالت کے لیے ان کو یہ حق دیا گیا تھا، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی چھوڑی ہوئی چیزیں صدقہ ہوتی ہیں۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد خلیفہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بعض زمینیں بعض لوگوں کو الاٹ کر سکتا ہے۔

### بَابُ إِقْطَاعِ الْمَعَادِنِ

کان الاٹ کرنے کا بیان

(۶۱۸۱)۔ عَنِ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بَنِي عَوْفِ الْمُرَنْسِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْطَعَ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَعَوْرِيَّهَا وَحَيْثُ

عمرو بن عوف اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کو قبلہ علاقے کی کانیں برائے جاگیر عنایت فرمادیں، اس مقام کی بلند اور پست زمین اور قدس پہاڑ میں جو کاشت کے قابل

(۶۱۸۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۲۸، ومسلم: ۱۵۵۱ (انظر: ۴۷۳۲)

(۶۱۸۱) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۳۰۶۲، ۳۰۶۳ (انظر: ۲۷۸۵)

تھی، وہ سب انہیں دے دی تھی، جبکہ آپ ﷺ نے ان کو کسی مسلمان کا حق نہیں دیا تھا۔ آپ ﷺ اس کے حق میں یہ تحریر لکھی تھی: ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“، یہ وہ زمین ہے، جو محمد رسول اللہ ﷺ نے بلال بن حارث مزنی کو دی ہے، آپ ﷺ نے ان کو قبلیہ علاقے کی کانیں کی دی ہیں، اس مقام کی بلند اور پست زمین اور قدس پہاڑ میں جو کاشت کے قابل ہے، وہ ان کو دے دی ہے، جبکہ یہ کسی مسلمان کا حق نہیں تھا، جو ان کو دے دیا ہو۔“

يَضْلُحُ لِلزَّرْعِ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ وَكَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، هَذَا مَا أُعْطِيَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزْنِيَّ اَعْطَاهُ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَعَوْرِيَّهَا وَحَيْثُ يَضْلُحُ لِلزَّرْعِ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ) (مسند احمد: ۲۷۸۵)

**فوائد:** ..... یہ زمین بھی کسی کی ملوکہ نہ تھی، حاکم وقت ایسی قیمتی چیز بھی کسی کو الاٹ کر سکتا ہے، لیکن یہاں ایک اور روایت بھی قابل توجہ ہے: سیدنا ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے سوال پر نبی کریم ﷺ نے ان کو نمک کی کان عنایت کر دی، یہ معاملہ دیکھ کر حاضرین میں سے ایک آدمی نے کہا: آپ نے تو اس شخص کو دائمی منفعت عطا کر دی ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے اس سے یہ کان واپس لے لی۔ (ابوداؤد: ۳۰۶۴، ترمذی: ۱۳۸۰)

اس باب کی حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے کان الاٹ کر دی، لیکن سیدنا ابیض رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کان جیسی چیز کسی خاص بندے کو الاٹ نہیں کرنی چاہیے، ان دو احادیث میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ کان کی دو قسمیں ہوتی ہیں: (۱) باطنی کانیں: یہ وہ کانیں ہوتی ہیں، جن کے حصول کے لیے محنت و مشقت درکار ہوتی ہے، مثلاً لوہا اور تانبا وغیرہ۔ (۲) ظاہری کانیں: یہ وہ کانیں ہوتی ہیں، جن کے حصول کے لیے مشقت درکار نہیں ہوتی، جیسے نم، تیل اور سرمہ وغیرہ۔ حکمران کسی کو باطنی کانیں تو الاٹ کر سکتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کو دی تھی، لیکن ظاہری کانیں کسی کو عنایت نہیں کرنی چاہئیں، تاکہ سارے لوگ برابر کا فائدہ حاصل کر سکیں اور ان پر کوئی تنگی نہ ہو، سیدنا ابیض رضی اللہ عنہ کی حدیث کا یہی مفہوم ہے۔

### بَابُ الْحِمَى لِذَوَابِ بَيْتِ الْمَالِ

بیت المال کے جانوروں کے لئے چراگاہوں کا بیان

**تنبیہ:** ..... ”الْحِمَى“ کے معانی حفاظت گاہ، محفوظ جگہ، ممنوعہ علاقہ اور اس چراگاہ کے ہیں جس میں دوسرے لوگوں کو چرانے کی اجازت نہ ہو۔ اسی سے ”حِمَى اللّٰهِ“ ہے، جس کے معانی یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے وہ احکام اور حدود جن کی پاسداری ضروری اور خلاف ورزی جرم ہو۔

(۶۱۸۳)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

نقیع نامی جگہ کو اپنے گھوڑوں کے لئے بطور چراگاہ مقرر کر دیا۔ (دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نقیع کی جگہ کو گھوڑوں کے لئے بطور چراگاہ مقرر کر دیا، حماد کہتے ہیں: میں نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! یہ آپ ﷺ نے اپنے گھوڑوں کے لئے خاص کی تھی؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے خاص کی تھی۔

حَمَى النَّقِيعَ لِخَيْلِهِ۔ (مسند احمد: ۵۶۵۰)  
(۶۱۸۴)۔ (وَلَهُ طَرِيقٌ ثَانٍ عِنْدَ الْإِمَامِ  
أَحْمَدَ أَيْضًا) قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ حَمَى النَّقِيعَ لِلْخَيْلِ قَالَ حَمَّادٌ:  
فَقُلْتُ لَهُ: (وَفِي لَفْظٍ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ (بِعْنَى الْعُمَرَى)!) لِخَيْلِهِ؟ قَالَ: لَا،  
لِخَيْلِ الْمُسْلِمِينَ۔ (مسند احمد: ۶۴۳۸)

**فوائد:**..... مدینہ منورہ سے ساٹھ میل کے فاصلے پر واقع ایک مقام کا نام نقیع ہے، یہ ایک میل کی چوڑائی اور آٹھ میل کی لمبائی پر مشتمل ہے۔

سیدنا صعب بن جشمہ لیشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نقیع مقام کو بطور چراگاہ خاص کیا اور فرمایا: ”اس طرح چراگاہ کو خاص کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ہے۔“

(۶۱۸۵)۔ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَشْمَةَ اللَّيْثِيِّ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَمَى النَّقِيعَ وَقَالَ:  
(لَا حِمَى إِلَّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ)۔ (مسند  
احمد: ۱۶۷۸۰)

**فوائد:**..... اس حدیث کے دو مفہوم بیان کیے جاتے ہیں: (۱) آپ ﷺ نے جو علاقے کسی کے لیے خاص قرار دیئے، بس ان ہی علاقوں کو خاص سمجھا جائے گا، آپ ﷺ کے بعد کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے، (۲) خلیفہ راشد، جو کہ رسول اللہ ﷺ کا قائم مقام ہوتا ہے، کو بھی یہ حق حاصل ہے۔  
دوسرا قول راجح ہے کہ خلیفہ رسول کسی عام یا خاص مصلحت کے پیش نظر کوئی علاقہ کسی کو الاٹ کر سکتا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایسا کرتے رہے ہیں۔

(۶۱۸۴) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۱۸۵) أخرجه البخاری: ۲۳۷۰ دون قوله: ”حمى النقيع“ لكن زاد البخاری وقال: بلغنا ان النبي ﷺ حمى النقيع، فهذه الزيادة من بلاغات الزهري، لكنها صحيحة بالحديثين السابقين (انظر: ۱۶۶۵۹)

## کِتَابُ الْغَضَبِ

### غضب کے مسائل

#### بَابُ النَّهْيِ عَنِ جَدِّهِ وَهَزْلِهِ وَوَعِيدِهِ مَنِ اغْتَضَبَ مَالَ اَخِيهِ

جان بوجھ کر اور ازراہ مذاقِ غصب کی ممانعت اور مسلمان بھائی کا مال غصب کرنے کی وعید کا بیان

(۶۱۸۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَأْخُذَنَّ أَحَدُكُمْ مَتَاعَ صَاحِبِهِ جَادًا وَلَا لَاعِبًا وَإِذَا وَجَدَ (وَفِي لَفْظٍ: وَإِذَا أَخَذَ) أَحَدُكُمْ عَصًا صَاحِبِهِ فَلْيَرُدِّدْهَا عَلَيْهِ)) (مسند احمد: ۱۸۱۰۶م)

عبد اللہ بن سائب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی آدمی نہ حقیقت میں اپنے ساتھی کا سامان لے اور نہ مذاق کرتے ہوئے، اگر کوئی شخص اپنے بھائی کی چھڑی اٹھالے تو وہ اسے واپس کر دے۔“

سیدنا عمرو بن یثربی ضمیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے خطبہ میں موجود تھا، آپ ﷺ نے جو خطبہ دیا، اس میں یہ بھی فرمایا: ”کسی آدمی کے لئے اس کے بھائی کا مال حلال نہیں ہے، مگر وہ جو وہ خوشدلی سے دے دے۔“ یہ سن کر میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ اس چیز کی وضاحت فرمادیں کہ میں اپنے بھتیجے کی بکریاں دیکھتا ہوں اور ان میں سے ایک پکڑ کر ذبح کر لیتا ہوں کیا یہ میرے لئے بوجھ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

(۶۱۸۷)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَثْرِبِ بْنِ الضَّمْرِيِّ قَالَ: شَهِدْتُ خُطْبَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِنَى فَكَانَ فِيهَا خُطْبَ بِهِ أَنْ قَالَ: ((وَلَا يَحِلُّ لِأَمْرٍ مِنْ مَالِ أَخِيهِ إِلَّا مَا طَابَتْ بِهِ نَفْسُهُ)) قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُ ذَلِكَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! أَرَأَيْتَ لَوْ لَقِيتُ عَنَمَ ابْنِ

(۶۱۸۶) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۵۰۰۳ (انظر: ۱۸۹۴۲)

(۶۱۸۷) شطره الاول صحیح لغیره، وهذا اسنادہ ضعیف، عماره بن حارثه الضمیری انفرادی بالروایة عنه عبد الرحمن بن ابی سعید، وقد سقط من اسناد محمد بن عباد وذكره غیره، ولم یؤثر توثیقه عن غیر ابن حبان۔ أخرجه الدارقطنی: ۳ / ۲۶، والطحاوی فی ”شرح المعانی“: ۴ / ۲۴۱ (انظر: ۲۱۰۸۲)



عَمِي فَأَخَذْتُ مِنْهَا شَاةً فَأَجْتَرَزْتُهَا هَلْ عَلَيَّ فِي ذَلِكَ شَيْءٌ؟ قَالَ: ((إِنْ لَقَيْتَهَا نَعْجَةٌ تَحْمِلُ شَفْرَةً وَأَرْزَادًا فَلَا تَمَسَّهَا))

”اگر تو بھیڑ بکری کو اس حال میں پاتا ہے کہ وہ چھری اور چمقا اٹھائے ہوئے ہو، پھر بھی اسے ہاتھ تک نہ لگانا۔“

(مسند احمد: ۲۱۳۹۷)

**فوائد:** ..... آخری جملے کا مفہوم ہے کہ اگر بکری کے ساتھ ذبح کرنے کے آلات اور پھر اس کو بھوننے کا سازو سامان بھی موجود ہو تو پھر بھی تم اس کو نہیں لے سکتے۔ یہ عدم جواز میں مبالغہ ہے۔

(۶۱۸۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) بِمِثْلِهِ وَفِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((إِنْ لَقَيْتَهَا نَعْجَةٌ تَحْمِلُ شَفْرَةً وَرِزَادًا بِخَبْتِ الْجَمِيشِ فَلَا تُهْجَهَا)) قَالَ: يَعْني بِخَبْتِ الْجَمِيشِ أَرْضًا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْجَارِ، أَرْضٌ لَيْسَ بِهَا أُنَيْسٌ۔ (مسند احمد: ۲۱۳۹۷)

ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو بکری کو اس حال میں پائے کہ وہ چھری اور چمقا اٹھائے ہوئے ہو اور ہو بھی نبت الجمیش علاقے میں (جو مکہ اور جہار کے درمیان بے نبت اور پست و کشادہ زمین ہے اور وہاں کوئی مانوس چیز بھی نہیں ہے، پھر بھی تو اسے ہاتھ نہیں لگا سکتا)۔“

**فوائد:** ..... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ بکری کسی صورت میں تیرے لیے جائز نہیں ہے۔

(۶۱۸۹)۔ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ افْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانٌ)) (مسند احمد: ۳۹۴۶)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بغیر حق کے مسلمان آدمی کے مال پر قبضہ کر لیا، وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔“

(۶۱۹۰)۔ عَنِ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ أَنْ يَأْخُذَ مَالَ أَخِيهِ بِغَيْرِ حَقِّهِ)) وَذَلِكَ لِمَا حَرَّمَ اللَّهُ مَالَ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ۔ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَالَ أَبِي: وَقَالَ عُبَيْدُ بْنُ أَبِي قُرَّةَ: ثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنِي سُهَيْلٌ حَدَّثَنِي عَبْدَ الرَّحْمَنِ

سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی آدمی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کا مال ناحق طریقے سے لے۔“ اس فرمان کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال حرام قرار دیا ہے۔ سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہما دوسری روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کسی آدمی کے لئے حلال نہیں

(۶۱۸۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۱۸۹) تخریج: أخرجه بنحوه البخاری: ۲۴۱۶، ۲۴۱۷، ۲۶۶۶، ومسلم: ۱۳۸ (انظر: ۳۹۴۶)

(۶۱۹۰) اسنادہ صحیح۔ أخرجه البزار: ۳۷۱۷، وابن حبان: ۵۹۷۸، والبيهقي: ۳۵۸ / ۹ (انظر: ۲۳۶۰۵)

ہے کہ وہ اپنے بھائی کی لاشی اس کی رضامندی کے بغیر لے۔“  
اس ارشاد کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سختی سے ایک  
مسلمان کے مال کو دوسرے مسلمان پر حرام قرار دیا ہے۔

بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَأْخُذَ  
عَصَا أَخِيهِ بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ)) وَ ذَلِكَ  
لِشِدَّةِ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَالَ الْمُسْلِمِ  
عَلَى الْمُسْلِمِ - (مسند احمد: ۲۴۰۰۳)

**فوائد:**..... ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾..... ”اپنے مالوں کو آپس میں

باطل طریقے سے مت کھاؤ۔“ (سورہ بقرہ: ۱۸۸)  
(۶۱۹۱)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يَوْمٌ  
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَحِلَّ صِرَارَ نَاقَةٍ  
بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا فَإِنَّهَا خَاتِمُهُمْ عَلَيْهَا فَإِذَا  
كُنْتُمْ بِقَفْرٍ فَرَأَيْتُمُ الْوَطْبَ أَوْ الرَّأْوِيَةَ أَوْ  
السَّقَاءَ مِنَ اللَّبَنِ فَتَادُوا أَصْحَابَ الْإِبِلِ  
ثَلَاثًا فَإِنْ سَفَاكُمْ فَاشْرَبُوا وَإِلَّا فَلَآ، وَإِنْ  
كُنْتُمْ مُرْمِلِينَ وَلَمْ يَكُنْ مَعَكُمْ طَعَامٌ  
فَلْيَمْسِكُهُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ ثُمَّ اشْرَبُوا))  
(مسند احمد: ۱۱۴۳۹)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا  
ہو، اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ مالکوں کی اجازت کے  
بغیر کسی اونٹنی کا دودھ بند کھولے، کیونکہ یہ اس جانور کے دودھ  
پر مہر کی حیثیت رکھتا ہے اور جب تم بے آباد جگہ میں ہو اور تم  
وہاں کوئی دودھ بھری مشک پاؤ تو وہاں اونٹ والوں کو تین مرتبہ  
آواز دو اگر اس کا مالک تمہیں پینے کی اجازت دے تو پی لو،  
وگرنہ نہیں، اور اگر تم محتاج ہو اور تمہارے ساتھ کھانا نہ ہو تو تم  
میں سے دو آدمی اس کو پکڑ کر رکھیں اور پھر تم پی لو۔“

**فوائد:**..... سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مالکوں کی اجازت کے بغیر مویشیوں

کا دودھ دوہنے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے  
فرمایا: ”خبردار! کسی کے مویشی اس کی اجازت کے بغیر نہ  
دوہے جائیں، کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ کوئی تمہارے بالا خانے  
میں آئے اور اس کا دروازہ توڑ کر اس کے اندر والی چیزیں لے  
جائے، اسی طرح ہی مویشیوں کے تھنوں میں جو کچھ ہے، وہ

(۶۱۹۲)۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:  
((أَلَا لَا تُحْتَلَبَنَّ مَوَاشِيَةُ امْرِئٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ،  
أَيُّحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتَى مَشْرَبَتُهُ فَيُكْسَرَ  
بَابُهَا ثُمَّ يُنْتَلَّ مَا فِيهَا، فَإِنَّ مَا فِي ضُرُوعِ  
مَوَاشِيَتِهِمْ طَعَامٌ أَحَدِهِمْ، أَلَا فَلَا تُحْتَلَبَنَّ

(۶۱۹۱) اسنادہ ضعیف لضعف شريك النخعي۔ أخرجه مختصرا البيهقي: ۹ / ۳۶۰ (انظر: ۱۱۴۱۹)

(۶۱۹۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۷۲۶ (انظر: ۴۵۰۵)

مَاشِيَةً اِمْرِيَةً اِلَّا بِاِذْنِهِ (اَوْ قَالَ) بِاَمْرِهِ۔))  
 (مسند احمد: ۴۵۰۵)

ان کے مالکوں کا کھانا ہے، خبردار! کسی کے مویشی اس کی اجازت یا حکم کے بغیر نہ دوہے جائیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ہوا یوں کہ ہمارا زادراہ ختم ہو گیا اور ہم محتاج ہو گئے، اتنے میں ہمارا گزرا لیسکی اونٹنیوں کے پاس سے ہوا کہ جن کے تھن درخت کے چھلکوں سے بندھے ہوئے تھے، لوگ ان کو دوہنے کے لیے ان کی طرف لپکے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ”ہو سکتا ہے کہ یہ مسلمانوں میں سے کسی خاندان کی خوراک ہو، بھلا کیا تم یہ پسند کرو گے کہ یہ لوگ آ کر تمہارے زادراہ لے جائیں۔“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تمہارے لیے کوئی اور چارہ کار نہیں ہے تو پھر یہیں بی لو اور اپنے ساتھ اٹھا کر نہ لے جاؤ۔“  
 (احمد: ۹۲۴۱)

**فوائد:**..... اس باب سے متعلقہ مزید درج ذیل احادیث پر غور کریں:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِذَا اَتَى اَحَدُكُمْ حَائِطًا فَارَادَ اَنْ يَّاْكُلَ فَلْيَسْئِدْ: يَا صَاحِبَ الْحَائِطِ، ثَلَاثًا، فَاِنْ اَجَابَهُ، وَآلَا فَلْيَاكُلْ، وَاِذَا مَرَّ اَحَدُكُمْ بِاِبِلٍ، فَارَادَ اَنْ يَّشْرَبَ مِنْ اَلْبَانِهَا فَلْيَسْئِدْ: يَا صَاحِبَ الْاِبِلِ، يَا رَاعِيَ الْاِبِلِ، فَاِنْ اَجَابَهُ، وَآلَا فَلْيَشْرَبْ۔)) ..... ”جب تم میں سے کوئی آدمی کسی باغ میں آئے اور وہاں سے کچھ کھانا چاہے تو وہ تین دفعہ آواز دے: اے باغ والے، اگر وہ اس کو جواب دے دے تو ٹھیک، وگرنہ وہاں سے کھالے، اسی طرح اگر کوئی آدمی اونٹوں کے پاس سے گزرے اور ان کا دودھ پینا چاہے تو وہ آواز دے: اے اونٹوں والے! اے اونٹوں کے چرواہے! اگر جواب آ جائے تو ٹھیک، وگرنہ وہ دودھ پی لے۔“ (مسند احمد: ۸/۳)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی کسی کے جانوروں کے پاس سے گزرے، اگر ان کا مالک موجود ہو تو اس سے اجازت لے، اگر وہ اجازت دے دے تو دودھ وہ کھالے اور اگر ان میں کوئی آدمی موجود نہ ہو تو وہ تین بار آواز دے، اگر کوئی آدمی جواب دے تو اجازت طلب کر لے اور اگر کوئی جواب نہ دے تو وہ دودھ وہ کھالے، لیکن ساتھ اٹھا کر نہ لے جائے۔“ (ابوداؤد: ۲۶۱۹، ترمذی: ۱۲۹۶)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یہ ایک طویل حدیث ہے، اس کا ایک حصہ یہ ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھلوں کے بارے میں اور ان کھجوروں کے بارے میں سوال کیا گیا، جو شاخوں سے اتار لی جاتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فرمایا: ((مَنْ أَخَذَ بَفْسِهِ، وَلَمْ يَتَّخِذْ خُبْنَةً فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ، وَمَنْ اِحْتَمَلَ فَعَلَيْهِ ثَمَنُهُ مَرَّتَيْنِ وَ صَرَبًا وَنَكَالًا-))..... ”جس نے وہیں کچھ کھالیا اور کپڑے میں اٹھا کر نہیں لے گیا، تو اس پر کوئی حرج نہیں ہوگی اور جو پھل اٹھا کر لے گیا تو اس کو اس کا دو گنا جرمانہ ادا کرنا ہوگا اور اس کو زد و کوب بھی کیا جائے گا۔“ (ابو داؤد: ۱۷۱۰، نسائی: ۸۵/۸)

اس طرح اس موضوع سے متعلقہ یہ مختلف احادیث ہیں، اس باب کی احادیث سے پتہ چلا کہ مسلمان کے مال کی بڑی حرمت ہے اور بغیر اجازت کے اس کو چھیڑا نہیں جاسکتا، اس معاملے میں چھوٹی اور بڑی چیز میں کوئی فرق نہیں ہے، لیکن فوائد میں مذکورہ تین احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر باغ کا پھل کھایا جاسکتا ہے اور مویشیوں کا دودھ دوہا جاسکتا ہے۔ تو گزارش یہ ہے کہ اصل قانون تو یہی ہے کہ ایک مسلمان کا مال اس کی اجازت کے بغیر دوسرے پر حرام ہے، لیکن احادیث مبارکہ کی روشنی میں جس چیز کو مستثنیٰ کیا جائے گا، اس کا جواز ملتا جائے گا اور ان شرعی قوانین کی روشنی میں مالک کو بھی دوسرے مسلمان کا یہ حق تسلیم کرنا پڑے گا، آپ خود غور کریں کہ جب پھل کو کھلیان میں جمع کر دیا جائے تو کسی مسلمان کو مالک کی اجازت کے بغیر وہاں سے کچھ بھی لینے کی اجازت نہیں ہے، لیکن اگر ابھی تک پھل باغ میں ہے تو محتاج کو وہاں سے کھالینے کی اجازت ہے، لیکن ساتھ اٹھا کر لے جانے کی اجازت نہیں ہے، اسی قسم کا معاملہ مویشیوں کا ہے کہ کسی جانور کو ذبح نہیں کیا جاسکتا ہے، البتہ محتاج کو تین بار آواز دینے کے بعد یہ حق حاصل ہے کہ وہ دودھ دوہ کر پی لے، لیکن اٹھا کر ساتھ نہ لے جائے۔ مسلمانوں کی سخت حاجات و ضروریات کے پیش نظر شریعتِ مطہرہ نے مذکورہ بالا صورتوں میں اجازت کے بغیر دوسرے مسلمان کا مال لینے کی اجازت دی ہے۔

بَابُ مَنِ اغْتَصَبَ أَوْ سَرَقَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ وَلَوْ قَيْدَ شِبْرٍ أَوْ ذِرَاعٍ  
 زمین کو غصب کرنے یا اس کو چوری کرنے والے کا بیان، اگرچہ وہ ایک باشت  
 یا ایک ہاتھ کے برابر ہو

(۶۱۹۴)۔ عَنْ أَبِي مَالِكٍ بْنِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَعْظَمُ الْعُغْلُولِ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذِرَاعٌ مِنْ أَرْضٍ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ أَوْ بَيْنَ الشَّرِيكَيْنِ فَيَقْتَسِمَانِ فَيَسْرِقُ أَحَدُهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ ذِرَاعًا مِنْ أَرْضٍ فَيُطَوِّفُهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ))

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی خیانت یہ ہوگی کہ دو آدمیوں یا شریکوں کے درمیان زمین سا جھمی ہو، پھر جب وہ اسے تقسیم کرنا چاہیں تو ان میں سے ایک دوسرے کی اس زمین سے ایک ہاتھ کے برابر چرا لے، ایسے شخص کو سات زمینوں سے طوق پہنایا جائے گا۔“ ایک روایت

(۶۱۹۳) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۳۰۳ (انظر: ۹۲۵۲)

(۶۱۹۴) اسنادہ حسن فی المتابعات والشواهد۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۳۴۶۳ (انظر: ۲۲۹۱۴)

میں ہے: ”جب وہ ایسے کرے گا تو اسے سات زمینوں سے طوق پہنایا جائے گا۔“

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی خیانت ایک ہاتھ زمین ہے اور وہ یوں کہ دو آدمی ایک زمین یا گھر میں شریک ہوتے ہیں، لیکن ان میں سے ایک اپنے ساتھی کے حصے میں سے ایک ہاتھ کے بقدر ناحق اپنے قابو میں کر لیتا ہے، جب وہ اس پر قبضہ کرتا ہے تو اسے روز قیامت تک سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا ظلم سب سے بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک ہاتھ زمین، جسے آدمی اپنے بھائی کے حق سے چھین لیتا ہے، جو آدمی اس طرح کی ایک کنکری کے بقدر زمین ہتھیالیتا ہے، قیامت کے دن اسے زمین کی گہرائی تک طوق پہنایا جائے گا اور زمین کی گہرائی کو کوئی نہیں جانتا، مگر وہی جس نے اس کو پیدا کیا۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو ظلم کرتے ہوئے کسی کی زمین ہتھیالیتا ہے، اسے سات زمینوں تک دھنسیا جائے گا۔“

**فوائد:**..... دھنسیا جانا یا طوق پہنایا جانا معلوم ہوتا ہے۔ مختلف ناصب افراد کو مختلف سزائیں ملیں گی۔

سیدنا یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے کسی کی زمین پر ناحق قبضہ کر

وَ فِي لَفْظٍ: ((إِذَا فَعَلَ ذَلِكَ طَوْقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ۔)) (مسند احمد: ۲۳۳۰۲)

(۶۱۹۵)۔ عَنْ أَبِي مَالِكٍ بنِ الْأَشْجَعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَعْظَمُ الْغُلُولِ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ذِرَاعٌ مِنَ الْأَرْضِ تَجِدُونَ الرَّجُلَيْنِ جَارَيْنِ فِي الْأَرْضِ أَوْ فِي الدَّارِ فَيَقْتَطِعُ أَحَدُهُمَا مِنْ حِطِّ صَاحِبِهِ ذِرَاعًا فَإِذَا اقْتَطَعَهُ طَوْقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند احمد: ۲۳۲۸۳)

(۶۱۹۶)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! أَيُّ الظُّلْمِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: ((ذِرَاعٌ مِنَ الْأَرْضِ يَنْتَقِضُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ فَلَيْسَتْ حَصَاةً مِنَ الْأَرْضِ أَخَذَهَا إِلَّا طَوْقَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى قَعْرِ الْأَرْضِ، وَلَا يَعْلَمُ قَعْرَهَا إِلَّا الَّذِي خَلَقَهَا۔)) (مسند احمد: ۳۷۶۷)

(۶۱۹۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا خُسْفَ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ۔)) (مسند احمد: ۵۷۴۰)

(۶۱۹۸)۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَرَّةٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَخَذَ

(۶۱۹۵) تخریج: انظر الحديث السابق

(۶۱۹۶) اسنادہ ضعیف لضعف عبد الله بن لهيعة ولا نقطاعه، فابو عبد الرحمن الحبلي لم يذكر انه روى عن ابن مسعود، وروايته عن صغار الصحابة۔ أخرجه الطبراني في "الكبير" ۱۰۵۱۶: (انظر: ۳۷۶۷)

(۶۱۹۷) تخریج: أخرجه البخاري: ۲۴۵۴، ۳۱۹۶ (انظر: ۵۷۴۰)

(۶۱۹۸) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الطبراني في "الكبير" ۶۹۰ / ۲۲ (انظر: ۱۷۵۶۹)



لیا، اسے قیامت کے دن یہ تکلیف دی جائے گی کہ وہ اس جگہ کی مٹی کو اٹھا کر محشر میں لائے۔“

(دوسری سند) سیدنا یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ظلم کرتے ہوئے کسی کی ایک باشت زمین ہتھیالے گا، اللہ تعالیٰ اسے یہ تکلیف دے گا کہ وہ اس زمین کو سات زمینوں تک کھودے اور پھر اسے قیامت کے دن لوگوں کے مابین فیصلہ ہونے تک (اس مٹی) کا طوق پہنا دیا جائے گا۔“

سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کندہ کے ایک شخص اور حضرموت کے ایک آدمی کے مابین یمن میں واقع ایک زمین کے معاملے میں جھگڑا ہو گیا، حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ زمین میری ہے، اس نے اور اس کے باپ نے اس پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے، کندہ کے باشندے نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ زمین میری ہے، مجھے اپنے باپ کے ورثے میں ملی ہے، حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے یہ قسم لے لیں کہ اسے معلوم نہیں ہے کہ یہ میری اور میرے والد کی زمین ہے اور غضب کرنے والا اس کا باپ ہے۔ ادھر کنڈی قسم اٹھانے کے لئے تیار ہو گیا، لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جب کوئی شخص جھوٹی قسم کے ذریعے کس کا مال ہتھیالے گا تو روز قیامت جب اس کی ملاقات اللہ تعالیٰ سے ہوگی تو اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہوگا۔“ یہ فرمان سن کر کنڈی نے کہا: یہ زمین اس کی اور اس کے باپ کی ہے۔

أَرْضًا بِغَيْرِ حَقِّهَا كَلِّفَ أَنْ يَحْمِلَ ثَرَابَهَا إِلَى الْمَحْشَرِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۷۱۲)

(۶۱۹۹)۔ (وَعِنْدَهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ كَلَّفَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَحْفِرَهُ حَتَّى يَبْلُغَ آخِرَ سَبْعِ أَرْضِينَ ثُمَّ يُطَوَّقَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَقْضَى بَيْنَ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۷۱۴)

(۶۲۰۰)۔ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِنْ حَضْرَمَوْتَ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي أَرْضٍ بِالْيَمَنِ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرْضِي اغْتَصَبَهَا هَذَا وَأَبُوهُ، فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرْضِي وَرِثَتَهَا مِنْ أَبِي، فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اسْتَخْلِفَهُ أَنَّهُ مَا يَعْلَمُ أَنَّهَا أَرْضِي وَأَرْضُ وَالِدِي وَالَّذِي اغْتَصَبَهَا أَبُوهُ، فَتَهَيَّأَ الْكِنْدِيُّ لِلْيَمِينِ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهُ لَا يَقْتَطِعُ عَبْدٌ أَوْ رَجُلٌ بِيَمِينِهِ مَا لَّا إِلَّا لَقِيَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ أَجْدَمٌ۔)) فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضُهُ وَأَرْضُ وَالِدِهِ۔ (مسند احمد: ۲۲۱۹۲)

(۶۱۹۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة الربیع بن عبد اللہ۔ أخرجه ابن حبان: ۵۱۶۴، والطبرانی فی "الکبیر": ۲۲/۶۹۲ (انظر: ۱۷۵۷۱)

(۶۲۰۰) تخریج: اسنادہ ضعیف بهذه السياقة۔ أخرجه ابوداود: ۳۲۴۴، ۳۶۲۲ (انظر: ۲۱۸۴۹)

ابوسلمہ بن عبد الرحمن، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور وہ زمین کے معاملے میں کسی سے جھگڑ رہے تھے، سیدہ نے کہا: اے ابوسلمہ! زمین کے معاملے میں احتیاط برتنا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”جو شخص ایک بالشت کے بقدر ناحق زمین ہتھیالیتا ہے، اس کو سات زمینوں سے طوق پہنایا جائے“۔

(۶۲۰۱)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ وَهُوَ يُحَاصِمُ فِي أَرْضٍ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا أَبَا سَلَمَةَ! اجْتَنِبِ الْأَرْضَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ طَوَّقَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ)) (مسند احمد: ۲۴۸۵۷)۔

**فوائد:**..... تمام احادیث مبارکہ کا مضمون ہے کہ کسی کی معمولی مقدار میں زمین ہتھیالینا بہت بڑا جرم ہے اور یہ

گناہ بندے کی آخرت کو خرابے میں ڈال دینے والا ہے۔

(فَصَلُّ مِنْهُ فِي قِصَّةِ أَرْوَى بِنْتِ أُوَيْسٍ مَعَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نُفَيْلٍ )

نصل: ارووی بنت اویس اور سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہما کا واقعہ

طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: قریش کے ایک وفد کے ساتھ ارووی بنت اویس میرے پاس آئی، اس وفد میں عبد الرحمن بن سہل بھی تھا، وہ خاتون کہنے لگی: سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میری زمین کا کچھ حصہ اپنی زمین میں ملا لیا ہے، دراصل وہ اس کا نہیں تھا، اب میں چاہتی ہوں کہ آپ اس کے پاس جائیں اور اس بارے میں اس سے بات کریں۔ طلحہ کہتے ہیں: ہم سوار ہو کر اس کے پاس عقیق مقام پر گئے، اسی مقام پر ان کی زمین تھی، انہوں نے ہمیں دیکھ کر کہا: میں جانتا ہوں کہ تمہاری آمد کا مقصد کیا ہے، میں تمہیں وہ حدیث سنا رہا ہوں، جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جو کسی کی وہ زمین ہتھیالے گا، جو اس کی نہیں ہو گی تو اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت ساتوں زمینوں تک کا طوق ڈالے گا اور جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو گیا وہ شہید ہے۔“

(۶۲۰۲)۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: أَتَيْتُنِي أَرْوَى بِنْتُ أُوَيْسٍ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فِيهِمْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو بْنِ سَهْلٍ فَقَالَتْ: إِنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ قَدِ انْتَقَصَ مِنْ أَرْضِي إِلَى أَرْضِهِ مَا لَيْسَ لَهُ وَقَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ تَأْتُوهُ فَتُكَلِّمُوهُ، قَالَ: فَرَكِبْنَا إِلَيْهِ وَهُوَ فِي أَرْضِهِ بِالْعَقِيقِ، فَلَمَّا رَأَانَا قَالَ: قَدْ عَرَفْتُ الَّذِي جَاءَ بِكُمْ، وَسَأَحْدِثُكُمْ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ مَا لَيْسَ لَهُ طَوَّقَهُ إِلَى السَّابِعَةِ مِنَ الْأَرْضِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ)) وَفِي لَفْظٍ: ((وَمَنْ ظَلَمَ مِنَ الْأَرْضِ شِبْرًا طَوَّقَهُ

(۶۲۰۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۴۵۳، ومسلم: ۱۶۱۲ (انظر: ۲۴۳۵۳)

(۶۲۰۲) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه النسائی: ۷/ ۱۱۵، وابن ماجه: ۲۵۸۰ (انظر: ۱۶۴۲)

مِنْ سَبْعِ أَرْضَيْنِ-) (وَفِي لَفْظٍ: ((إِلَى سَبْعِ أَرْضَيْنِ-)) (مسند احمد: ۱۶۴۲)

ابو سلمہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: مروان نے ہم سے کہا کہ جائیں اور سیدنا سعید بن زید اور اروی بنت اویس کے درمیان صلح کروائیں۔ جب ہم سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے ہمیں کہا: تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے اروی کی زمین کا حصہ مار لیا ہے؟ میں نے تو خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”جو کوئی بغیر حق کے ایک بالشت کے بقدر کسی کی زمین ہتھیالے گا یا چرا لے گا، اس کو سات زمینوں سے طوق پہنایا جائے گا اور جس نے اجازت کے بغیر کسی قوم کو اپنا والی بنایا، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی اور جس نے قسم کے ذریعے اپنے بھائی کا مال چھین لیا، اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہیں کرے گا۔“

(۶۲۰۳)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: قَالَ لَنَا مَرْوَانُ: انْطَلِقُوا فَاصْلِحُوا بَيْنَ هَذَيْنِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَأَرْوَى بِنْتِ أُوَيْسٍ، فَأَتَيْنَا سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ فَقَالَ: أَتَرَوْنَ آتِي قَدْ اسْتَنْقَضْتُ مِنْ حَقِّهَا شَيْئًا؟ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَخَذَ (وَفِي لَفْظٍ: مَنْ سَرَقَ) شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ طَوَّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضَيْنِ، وَمَنْ تَوَلَّى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ، وَمَنْ افْتَطَعَ مَالَ أَخِيهِ بِيَمِينِهِ فَلَا بَارَكَ اللَّهُ لَهُ فِيهِ:)) (مسند احمد: ۱۶۴۹)

**فوائد:**..... سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا حدیث بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اروی اپنے بیان میں گچی نہیں ہے، انہوں نے نہ اس کی زمین ہتھیائی ہے اور نہ چرائی ہے۔

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق سیدنا سعید رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد کہا: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاعْمِ بَصْرَهَا وَاَجْعَلْ قَبْرَهَا فِي دَارِهَا..... اے اللہ! اگر یہ اروی جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر دے اور اس کی قبر اس کے گھر کے اندر بنا دے۔ راوی کہتا ہے: پھر میں نے اس خاتون کو دیکھا کہ وہ اندھی ہو گئی اور دیوار کو چھو کر چلتی تھی اور کہتی تھی: سعید بن زید کی بددعا مجھے لگ گئی ہے، ایک دن وہ اپنے گھر میں چل رہی تھی کہ گھر میں موجود کنویں میں گر پڑی اور وہی اس کی قبر ٹھہرا۔

بَابُ مَنْ أَخَذَ شَاةً فَذَبَحَهَا وَشَوَّاهَا أَوْ طَبَخَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا

اس شخص کا بیان جس نے مالک کی اجازت کے بغیر بکری پکڑ کر اس کو ذبح کیا اور اس کو بھونا یا پکایا (۶۲۰۴)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَخْبَرَهُ قَالَ: خَرَجْنَا

ایک انصاری صحابی بیان کرتے ہیں: ہم ایک جنازہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، جب واپس پلٹے تو ایک قریشی

(۶۲۰۳) تخريج: انظر الحديث السابق

(۶۲۰۴) تخريج: اسنادہ قوی۔ أخرجه ابو داود: ۳۳۳۲ (انظر: ۲۲۵۰۹)

عورت کا داعی ہمیں ملا اور کہا: (اے اللہ کے رسول!) فلاں عورت آپ کو آپ کے ساتھیوں سمیت کھانے کے لیے بلا رہی ہے۔ پس آپ ﷺ تشریف لے گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہو لیے اور (گھر میں جا کر) اس طرح بیٹھ گئے، جیسے بچے اپنے باپوں کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، پھر کھانا لایا گیا اور آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ کھانے پر رکھا اور لوگوں نے بھی ایسے ہی کیا، لیکن لوگ سمجھ گئے کہ آپ ﷺ ایک لقمے کو چبانا چاہتے ہیں، لیکن آپ ﷺ ایسے نہیں کر پارہے، پس انھوں نے اپنے ہاتھ اٹھالیے، اور ہم سے غافل ہو گئے، پھر جب ان کو یاد آیا تو ہمارے ہاتھوں کو پکڑ لیا، پھر ہر آدمی نے اپنے لقمے پر ہاتھ مارا اور وہ زمین پر گر پڑا، پھر انھوں نے اپنے ہاتھوں کو روک لیا اور دیکھنے لگ گئے کہ رسول اللہ ﷺ کیا کرتے ہیں، پس آپ ﷺ نے اس لقمے کو پھینک دیا اور فرمایا: ”مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایسی بکری کا گوشت ہے، جو مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی ہے۔“ اب کی بار داعی عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ یہ تھا کہ میں آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو کھانے پر جمع کروں، پس میں نے بقیع کی طرف آدی کو بھیجا، لیکن وہاں فروخت کے لیے کوئی بکری نہ مل سکی، ادھر عامر بن ابی وقاص کل بقیع سے ایک بکری خرید کر لائے تھے، میں نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے لیے بھی بقیع سے کوئی بکری خرید لی جائے، لیکن کوئی بکری نہ ملی، پھر میں نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ تو نے جو بکری خریدی ہے، وہی میری طرف بھیج دو، لیکن وہ میرے قاصد کو نہ مل سکے، لیکن اس کے گھر والوں نے وہ بکری میرے قاصد کو دے دی، یہ تفصیل سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔“

مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ فَلَمَّا رَجَعْنَا لَقِينَا دَاعِيًا امْرَأَةً مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ فُلَانَةَ تَدْعُوكَ وَمَنْ مَعَكَ إِلَى طَعَامٍ فَاَنْصَرَفَ فَاَنْصَرَفْنَا مَعَهُ فَجَلَسْنَا مَجَالِسَ الْغُلَمَانِ مِنْ آبَائِهِمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جِئْنَا بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ وَوَضَعَ الْقَوْمُ أَيْدِيَهُمْ فَفَطِنَ لَهُ الْقَوْمُ وَهُوَ يَلُوكُ لُقْمَةً لَا يُجِيزُهَا فَرَفَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَعَقَلُوا عَنَّا ثُمَّ ذَكَرُوا فَأَخَذُوا بِأَيْدِينَا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَضْرِبُ اللَّقْمَةَ بِيَدِهِ حَتَّى تَسْقُطَ ثُمَّ أَمْسَكُوا بِأَيْدِينَا يَنْظُرُونَ مَا يَصْنَعُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَفْظَهَا فَأَلْفَاهَا فَقَالَ: ((أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أَحْدَثَ بغيرِ إِذْنِ أَهْلِهَا.)) فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ كَانَ فِي نَفْسِي أَنْ أَجْمَعَكَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى طَعَامٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَى الْبَقِيعِ فَلَمْ أَجِدْ شَاةً تُبَاعُ وَكَانَ عَامِرُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ ابْتِئَاعَ شَاةٍ أَمْسٍ مِنَ الْبَقِيعِ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ أَنْ ابْتِئَعِ لِي شَاةً فِي الْبَقِيعِ فَلَمْ تُوجَدْ فَذَكَرَ لِي أَنَّكَ اشْتَرَيْتَ شَاةً فَأَرْسِلْ بِهَا إِلَيَّ فَلَمْ يَجِدْهُ الرَّسُولُ وَوَجَدَ أَهْلَهُ فَدَفَعُوهَا إِلَيَّ رَسُولِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَطْعِمُوهَا الْأَسَارِي.)) (مسند احمد:

(٢٢٨٧٦)

**فوائد:** ..... سنن ابوداؤد میں پوری روایت یوں ہے: ایک انصاری کہتا ہے: ہم ایک جنازہ میں رسول

اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ قبر کے کنارے پر بیٹھے تھے اور کھودنے والے کو فرما رہے تھے: پاؤں کی طرف سے کھلا کرو، سر والی جانب کو کھلا کرو۔“ جب آپ ﷺ وہاں سے واپس پلٹے تو ایک عورت کا داعی آپ ﷺ کو ملا، (اس نے آپ ﷺ کو دعوت دی، پس آپ ﷺ نے دعوت قبول کی اور اس کے گھر) تشریف لے گئے، کھانا لایا گیا، آپ ﷺ اور لوگوں نے کھانا کھانا شروع کیا، ہمارے بڑے آپ ﷺ کو دیکھ رہے تھے، آپ ﷺ نے لقمہ چبایا اور پھر فرمایا: ”میں محسوس کرتا ہوں کہ بکری مالک کی اجازت کے بغیر لے کر ذبح کر دی گئی ہے۔“ اس عورت نے (وضاحت کرتے ہوئے) کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے بکری خریدنے کے لیے (غلام کو) بیچ کی طرف بھیجا، لیکن وہاں سے کوئی بکری نہ ملی، پھر میں نے اپنی پڑوسی کی طرف بھیجا، اس نے ایک بکری خریدی تھی، میں نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ وہی بکری مجھے فروخت کر دے، لیکن وہ موجود نہیں تھا، پھر میں نے اس کی بیوی کو پیغام بھیجا، اس نے یہ بکری میری طرف بھیج دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ گوشت قیدیوں کو کھلا دو۔“

(ابوداؤد: ۳۳۳۲)

علامہ عظیم آبادی برائشہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس بکری کا سودا صحیح نہیں تھا، کیونکہ عورت کے خاوند کی رضامندی شامل نہیں تھی، جو کہ اصل مالک تھا۔ یہ بیع فضولی سے ملتی جلتی ہے، جو مالک کی اجازت پر موقوف ہوتی ہے، بہر حال شبہ قوی ہے اور خود ایسا کھانا کھانا پسندیدہ نہیں ہے۔ (عون المعبود ۲۵/۱۰۲۳)

یہ گوشت واضح طور پر حرام نہ تھا، کیونکہ مالک کو راضی کرنا ممکن تھا، اس لیے اسے قیدیوں کو کھلانے کا حکم دے دیا گیا۔ ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ مشکوک اور ناجائز ماکولات و مشروبات سے اجتناب کرنا چاہیے، جیسا کہ آپ ﷺ نے چبایا ہوا لقمہ بھی پھینک دیا، کیونکہ اس چیز کا بھی امکان تھا کہ اصل مالک راضی ہی نہ ہو۔

(۶۲۰۴)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَصْحَابَهُ وَ مَرُّوا بِامْرَأَةٍ فَذَبَحَتْ لَهُمْ شَاةً وَ اتَّخَذَتْ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا رَجَعَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا اتَّخَذْنَا لَكُمْ طَعَامًا فَادْخُلُوا فَكُلُوا، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ وَ كَانُوا لَا يَبْدَأُ وَنَ حَتَّى يَبْدَىءَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ لُقْمَةً فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُسِيغَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَذِهِ شَاةٌ ذُبِحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ ایک عورت کے پاس سے گزرے، اس نے ان کے لئے بکری ذبح کی اور کھانا تیار کیا، جب آپ ﷺ واپس لوٹے تو اس عورت نے کہا: ہم نے آپ ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا ہے، لہذا آپ اندر تشریف لائیں اور کھانا کھائیں۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ اندر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت تک کھانا شروع نہ کرتے تھے، جب تک رسول اللہ ﷺ کھانے کا آغاز نہ کرتے تھے۔ پس آپ ﷺ نے لقمہ لیا، مگر آپ ﷺ اس کو نگل نہ سکے،

(۶۲۰۵) تخریح: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ آخر جہ الحاکم: ۴/۲۳۴ (انظر: ۱۴۷۸۵)



أَهْلِهَا)) فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنَّا لَنَخْتَشِمُ مِنْ آلِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَلَا يَخْتَشِمُونَ مِنَّا، نَأْخُذُ مِنْهُمْ وَيَأْخُذُونَ مِنَّا. (مسند احمد: ۱۴۸۴۵)

آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بکری مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے۔“ اس عورت نے کہا! اے اللہ کے نبی! ہم اور آل بنی سعد ایک دوسرے سے بے تکلفانہ مراسم رکھتے ہیں (اور ایک دوسرے سے ناگواری محسوس نہیں کرتے)، اس لیے ہم

ان سے لیتے رہتے ہیں اور وہ ہم سے۔“

**فوائد:**..... اگرچہ ایسے جانور کے حلال ہونے کی گنجائش موجود ہے، تبھی تو آپ ﷺ نے غلاموں کو کھلا دینے کا حکم دیا تھا، لیکن عظیم المرتبت لوگوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ ایسی چیز کھائیں، کیونکہ کسی مالک کی ملکیت سے کوئی چیز نکالنے کے لیے بے تکلفانہ مراسم کافی نہیں ہے، بلکہ واضح طور پر رضامندی کا اظہار ہونا چاہیے۔

بَابُ رَدِّ الْمَغْضُوبِ بِعَيْنِهِ إِنْ كَانَ بَاقِيًا، وَقِيمَتِهِ إِنْ كَانَ مِنْ ذَوَاتِ الْقِيمِ أَوْ رَدِّ مِثْلِهِ إِنْ كَانَ مِنْ ذَوَاتِ الْأَمْثَالِ إِذَا أَتَلَفَهُ الْغَاضِبُ أَوْ تَلَفَ فِي يَدِهِ

غصب شدہ چیز ہی واپس کرنا، اگر وہ اسی حالت میں باقی ہو، یا اس کی قیمت ادا کرنا، اگر وہ قیمت والی ہو یا اس کے متبادل اس کی مثل واپس کرنا، اگر وہ مثل والی ہو، جب غاصب نے اس کو تلف کر دیا ہو یا وہ اس کے ہاتھ میں تلف ہوگئی ہو

(۶۲۰۶)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذْتَ حَتَّى تُؤَدِّيَهُ)) ثُمَّ نَسِيَ الْحَسَنُ قَالَ: لَا يَضْمَنُ. (مسند احمد: ۲۰۴۱۸)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہاتھ جو کچھ لیتا ہے، وہ اس وقت تک اس کے ذمہ رہتا ہے، جب تک اس کو ادا نہیں کر دیتا۔“ پھر حسن بصری بھول گئے تھے کہنے لگے کہ وہ ضامن نہیں ہوتا۔

**فوائد:**..... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی کسی کا مال عاریہ، امانت یا غصب کے طور پر لے لیتا ہے، وہ اس کو ادا کرنا پڑنے گا، یہ مضمون دوسری احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

حسن بصری اپنی بیان کردہ حدیث کو بھول جانے کی وجہ سے یہ کہا کرتے تھے کہ عاریہ لینے والا ضامن نہیں ہوتا، لیکن ان کی بیان کردہ حدیث ان کے اس خیال کی تائید نہیں کرتی۔

(۶۲۰۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ صَانِعَةَ طَعَامٍ مِثْلَ صَفِيَّةَ، أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ إِنَاءً فِيهِ طَعَامٌ (وَهُوَ عِنْدِي) فَمَا

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے سیدنا صفیہ رضی اللہ عنہا کی مانند کھانا تیار کرنے والا کوئی نہیں دیکھا، ایک دفعہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک برتن میں

(۶۲۰۶) حسن لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۶۱، وابن ماجه: ۲۴۰۰، والترمذی: ۱۲۶۶ (انظر: ۲۰۱۵۶)

(۶۲۰۷) تخريج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۶۸، والنسائی: ۷/ ۷۱ (انظر: ۲۵۱۵۵)

کھانا دے کر بھیجا، جبکہ آپ ﷺ میرے پاس تھے، میں خود پر ضبط نہ رکھ سکی اور میں نے (غیرت میں آ کر) وہ برتن توڑ دیا، ادھر آپ ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے اور آپ ﷺ کے چہرے پر غصب کے آثار نظر آنے لگے، میں نے کہا: میں اس بات سے پناہ مانگتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ آج مجھے لعنت کریں۔ پھر میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”برتن کے عوض برتن اور کھانے کے عوض کھانا۔“

مَلَكَتْ نَفْسِي أَنْ كَسَرْتُهُ (قَالَتْ: فَتَطَّرَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، فَقُلْتُ: أَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ أَنْ يَلْعَنَنِي الْيَوْمَ) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا كَفَّارَتُهُ؟ فَقَالَ: ((إِنَاءٌ بِإِنَاءٍ وَطَعَامٌ بِطَعَامٍ)) (مسند احمد: ۲۵۶۷۰)

**فوائد:**..... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے غیرت میں آ کر برتن توڑ دیا اور کھانا بھی ضائع کر دیا، لیکن آپ ﷺ نے ان کو اس نقصان کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ مسلمان کا مال دوسرے کے لیے حرام ہے، اس لیے اس معاملے انتہائی محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

بَابُ مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ بغيرِ إِذْنِهِمْ وَمَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِنَ الثَّمَرِ أَوْ الزَّرْعِ بغيرِ إِذْنِ أَهْلِهِ

دوسروں کی زمین میں ان کی اجازت کے بغیر کھیتی کاشت کرنے والے اور مالکوں کی اجازت کے بغیر پھل یا کھیتی میں سے کچھ لینے والے کا بیان

(۶۲۰۸)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ بغيرِ إِذْنِهِمْ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ وَتَرَدُّ عَلَيْهِ نَفَقَتُهُ)) (مسند احمد: ۱۷۴۰۱)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی کی کھیتی میں اس کی اجازت کے بغیر کاشت کرتا ہے، تو اسے کھیتی کی پیداوار میں سے کچھ نہیں ملے گا، البتہ اس کا خرچ اسے واپس کر دیا جائے گا۔“

**فوائد:**..... اسلام کے عدل اور انصاف پر غور کریں کہ جو آدمی ظلم کرتے ہوئے دوسرے کی زمین میں کوئی فصل کاشت کر دیتا ہے تو اس کو کاشت کے اخراجات واپس کیے جائیں گے، تاکہ اس کے ظلم کے عوض اس پر ظلم نہ ہو جائے، یہ اسلام کا ظالم کے ساتھ سلوک ہے، مظلوم کے بارے میں خود اندازہ کر لیں۔

(۶۲۰۹)۔ عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى أَنَّهُ لَيْسَ لِعِرْقِ ظَالِمٍ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ ظالم جڑ کا کوئی حق نہیں ہے۔

(۶۲۰۸) حدیث صحیح بطرقہ۔ أخرجه ابوداود: ۳۴۰۴، والترمذی: ۱۳۶۶، وابن ماجه: ۲۴۶۶ (انظر: ۱۷۲۶۹)

(۶۲۰۹) تخريج: صحيح بالشواهد (انظر: ۲۲۷۷۸)

حق۔ (مسند احمد: ۲۳۱۵۹)

**فوائد:** ..... اس کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی نے غیر مملوکہ زمین آباد کی، یہ اس کی ملکیت ہوگی، اب کوئی دوسرا آدمی آکر اس کی اس زمین میں درخت لگا دیتا ہے، تاکہ اس کا قبضہ ہو جائے، لیکن آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ ظالم جڑ ہے اور اس کا کوئی حق نہیں ہے۔

سیدنا عمیر مولیٰ آبی اللحم کہتے ہیں: میں اپنے آقاؤں کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ رہا تھا، جب ہم لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو میرے آقاؤں نے مجھے پیچھے چھوڑ دیا اور خود مدینہ میں داخل ہو گئے، اب مجھے بڑی سخت بھوک لگی، مدینہ کی طرف والے بعض لوگوں کا میرے پاس سے گزر ہوا، انہوں نے مجھے کہا: (تیری بھوک کا حل یہی ہے کہ) تو مدینہ میں داخل ہو جا اور کسی باغ کا پھل کھا لے، پس میں ایک باغ میں داخل ہوا اور دو گچھے کھجوروں کے توڑے ہی تھے کہ باغ کا مالک آ گیا اور مجھے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا اور آپ ﷺ کو میرے ساری بات بتلا دی، اس وقت میں نے دو کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: ”ان دو کپڑوں میں سے کون سا کپڑا زیادہ اچھا ہے؟“ میں نے ایک کی طرف اشارہ کیا، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”یہ تو لے لے۔“ اور دوسرا باغ کے مالک کو دے دیا اور مجھے جانے دیا۔

(۶۲۱۰)۔ عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى أَبِي اللَّحْمِ قَالَ: أَقْبَلْتُ مَعَ سَادَتِي نُرَيْدَ الْهِجْرَةِ حَتَّى أَنْ دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ: فَدَخَلُوا الْمَدِينَةَ وَخَلَّفُونِي فِي ظَهْرِهِمْ، قَالَ: فَأَصَابَنِي مَجَاعَةٌ شَدِيدَةٌ، قَالَ: فَمَرَّ بِي بَعْضُ مَنْ يَخْرُجُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَالُوا لِي: لَوْ دَخَلْتَ الْمَدِينَةَ فَأَصَبْتَ مِنْ ثَمَرِ حَوَائِطِهَا، فَدَخَلْتُ حَائِطًا فَفَقَعْتُ مِنْهُ قِنْوَيْنِ فَأَتَانِي صَاحِبُ الْحَائِطِ فَأَتَى بِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَخْبَرَهُ خَبْرِي وَعَلَى ثَوْبَانِ فَقَالَ لِي: ((أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؟)) فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا، فَقَالَ: ((خُذْهُ)) وَأَعْطَى صَاحِبَ الْحَائِطِ الْأَخْرَ وَخَلَى سَبِيلِي۔

(مسند احمد: ۲۲۲۸۸)

**فوائد:** ..... ہم حدیث نمبر (۶۱۹۳) کے فوائد میں یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ محتاج آدمی مالک کی اجازت کے بغیر باغ سے کھا سکتا ہے، البتہ ساتھ اٹھا کر نہیں لے جا سکتا، لیکن اس حدیث کے مطابق تو آپ ﷺ نے ایسا کرنے والے کو ذمہ دار ٹھہرایا اور اس کو ایک کپڑا دینے کا جرمانہ کیا، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس آدمی اپنی ضرورت سے زیادہ کھجوریں توڑ لی تھیں، ایک گچھا اس کی حاجت کے لیے تھا اور دوسرے گچھے کے عوض آپ ﷺ نے اس کا کپڑا مالک کو دے دیا۔

(۶۲۱۱)۔ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَانَ سَيِّدَنَا رَافِعَ بْنِ عَمْرٍو غِفَارِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ رِوَايَةٍ عَنْ أَبِيهِ، وَهُوَ كَقَوْلِهِ:

(۶۲۱۰) حدیث حسن۔ أخرجه الحاكم: ۴ / ۱۳۲، والطبرانی في "الكبير" ۱۷ / ۱۲۷ (انظر: ۲۴۹۴۲)

(۶۲۱۱) تخريج: حدیث محتمل للتحرسين۔ أخرجه ابوداود: ۲۶۲۲، وابن ماجه: ۲۲۹۹، والترمذی:

۱۲۸۸ (انظر: ۲۰۳۴۳)

میں ایک انصاری کی کھجوروں کو پتھر مار رہا تھا، جبکہ میں ابھی تک ایک لڑکا تھا، پس نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ لڑکا کھجوروں پر پتھر مار رہا ہے، پھر مجھے آپ ﷺ کے پاس لایا گیا اور آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”اے لڑکے! تو کھجوروں پر پتھر کیوں پھینک رہا تھا؟ میں نے کہا: جی میں کھانے کے لئے ایسا کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کھجوروں کو پتھر نہ مارنا، البتہ جو کھجوریں نیچے گری پڑی ہوں، وہ کھا لیا کر۔“ پھر آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ”اے اللہ! اس کے پیٹ کو سیر کر دے۔“

أَبِي الْحَكَمِ الْغِفَارِيُّ يَقُولُ: حَدَّثَنِي جَدَّتِي عَنْ عَمِّ أَبِي رَافِعٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: كُنْتُ وَأَنَا عَلَامٌ أَرْمِي نَخْلًا لِلْأَنْصَارِ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقِيلَ إِنَّ هَاهُنَا عَلَامًا يَرْمِي نَخْلَنَا فَأَتَى بِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا عَلَامُ! لِمَ تَرْمِي النَّخْلَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: أَكُلُّ، قَالَ: ((فَلَا تَرْمِي النَّخْلَ وَتَنْلِ مَا سَقَطَ فِي أَسْفَلِهَا.)) ثُمَّ مَسَحَ رَأْسِي وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ أَشْبِعْ بَطْنَهُ.)) (مسند

احمد: ۲۰۶۰۹)

**فوائد:** ..... اگر اس حدیث کو پچھل احادیث کی روشنی میں سمجھا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ اگر کوئی مجبور ہو اور بارش میں کھجوریں گری پڑی بھی ہوں اور درخت پر بھی لگی ہوں تو مجبور کو چاہیے کہ وہ گری پڑی ہوئی کھالے، اگر گری ہوئی نہ ہوں تو پھر درخت سے اتار لے۔ نیز اس حدیث کا یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ عام طور پر گری پڑی چیز کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی، خاص طور پر چھوٹے بچوں کے لیے، اس لیے آپ ﷺ نے اس عادت کے مطابق بچے کو گری ہوئی کھجوریں کھالینے کی اجازت دی۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي جِنَايَةِ الْبَهَائِمِ

#### حیوانوں کے نقصان کا بیان

(۶۲۱۲)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: إِنَّ مِنْ قَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ الْمَعْدِنَ جُبَارًا وَالْبِشْرَ جُبَارًا وَالْعَجْمَاءَ وَجُرْحَهَا جُبَارٌ. وَالْعَجْمَاءُ: الْبَهِيمَةُ مِنَ الْأَنْعَامِ وَغَيْرِهَا، وَالْجُبَارُ: هُوَ الْهَدْرُ الَّذِي لَا يُعْرَمُ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۵۹)

**فوائد:** ..... اس حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی کی کان یا کنویں میں کام کر رہا ہو اور وہ کان یا کنواں اس پر گر جائے اور وہ فوت ہو جائے، یا کوئی کسی کے کنویں میں گر کر مر جائے تو مالک ضامن نہیں ہوگا، اسی طرح

اگر کسی کا چوپایہ کسی شخص کو مارتا ہے اور اس کا نقصان کر دیتا ہے تو چوپائے کا مالک ذمہ دار نہیں ہوگا۔ لیکن یہ مفہوم اس وقت تک ہے، جب تک مالک کا قصور نہ ہو، اگر وہ قصور دار ہو تو اس کی چٹی پڑے گی، مثلاً اگر مالک جان بوجھ کر جانور کو مارنے کے لیے چھوڑتا ہے، یا عام شاہراہ میں کنواں کھود دیتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس

(۶۲۱۳)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ نَاقَةٌ ضَارِبَةٌ، فَدَخَلَتْ حَائِطًا فَأَفْسَدَتْ فِيهِ، فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ حِفْظَ الْحَوَائِطِ بِالنَّهَارِ عَلَى أَهْلِهَا وَأَنَّ حِفْظَ الْمَاشِيَةِ بِاللَّيْلِ عَلَى أَهْلِهَا وَأَنَّ مَا أَصَابَتِ الْمَاشِيَةَ بِاللَّيْلِ فَهُوَ عَلَى أَهْلِهَا۔ (مسند احمد: ۱۸۸۰۷)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میری ایک اونٹنی لوگوں کی کھیتوں میں چرنے کی عادی تھی، ایک دن وہ ایک باغ میں گھس گئی اور اس کو خراب کیا، اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ دن میں باغوں کی حفاظت ان کے مالکوں کے ذمے ہے اور رات کے وقت مویشیوں کی نگہداشت کرنا ان کے مالکوں کا کام ہے، اور جانور رات کو جو نقصان کریں گے، اس کے ذمہ داران کے مالک ہوں گے۔

(۶۲۱۴)۔ عَنِ حَرَامِ بْنِ مُحَيِّصَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ نَاقَةً لِبَرَاءٍ دَخَلَتْ حَائِطًا فَأَفْسَدَتْ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَهْلِ الْأَمْوَالِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَعَلَى أَهْلِ الْمَوَاشِي حِفْظَهَا بِاللَّيْلِ۔ (مسند احمد: ۲۴۰۹۷)

حرام بن محیصہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب سیدنا براء رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک باغ میں داخل ہوئی اور اس کو خراب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ دن کے وقت (باغ وغیرہ جیسے) مال کے مالکوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے مال کی حفاظت کریں اور رات کے وقت مویشیوں کے مالکوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کی حفاظت کریں۔

**فوائد:**..... دن کو مویشیوں کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا جاتا یا چرا یا جاتا ہے، اس لیے ممکن ہے کہ خیال رکھنے کے باوجود مویشی کسی دوسرے کے کھیت اور باغ میں گھس جائیں، لہذا کھیت اور باغ کے مالک کو حکم دیا گیا ہے کہ دن کے وقت باغ کی حفاظت کرنا اس کی اپنی ذمہ داری ہے، لیکن رات کو باغ کے مالک کے لیے ناممکن تھا کہ وہ اپنے کھیت کی حفاظت کرے، اس لیے مویشیوں کے مالکوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ رات کو اپنے جانوروں کو باندھ کر رکھیں، وگرنہ وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔

(۶۲۱۳) تخریج: صحیح، قالہ الالبانی۔ أخرجه ابو داود: ۳۵۷۰ (انظر: ۱۸۶۰۶)

(۶۲۱۴) تخریج: صحیح، قالہ الالبانی۔ أخرجه ابو داود: ۳۵۶۹، وابن ماجه: ۲۳۳۲ (انظر: ۲۳۶۹۷)



بَابُ دَفْعِ الصَّائِلِ وَإِنْ أَدَّى إِلَى قَتْلِهِ وَأَنَّ الْمَمْسُوقَ عَلَيْهِ يُقْتَلُ شَهِيدًا  
 حملہ کرنے والے کو روکنا، اگرچہ اس کو قتل کرنا پڑے اور اس لڑائی میں اگر وہ  
 قتل ہو جائے جس پر حملہ کیا گیا تو وہ شہید ہوگا

سیدنا تمہید بن مطرف غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل  
 نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر کوئی ظالم مجھ پر حملہ کرتا  
 ہے (تو میں کیا کروں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو  
 نصیحت کر، پھر آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اس کو تین  
 دفعہ منع کرنے، اگر وہ پھر بھی باز نہ آئے تو اس سے لڑائی کر،  
 اس لڑائی میں اگر اس نے تجھے قتل کر دیا تو تو جنت میں جائے گا  
 اور اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول  
 اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول!  
 اگر کوئی آدمی ظلم کرتے ہوئے میرا مال لینا چاہے تو میں کیا  
 کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے اللہ کا واسطہ دے۔“  
 اس نے کہا: اگر وہ نہ مانے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو  
 اسے اللہ کا واسطہ دے۔“ اس نے کہا: اگر وہ پھر نہ مانے تو؟  
 آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیسری بار اسے اللہ کا واسطہ دے۔“  
 اس نے کہا: اگر وہ پھر بھی نہ مانے تو؟ آپ ﷺ نے  
 فرمایا: ”اب کی بار اس سے لڑائی کر، اور اگر اس لڑائی میں تو  
 قتل ہو گیا تو جنت میں جائے گا اور اگر وہ مارا گیا تو وہ دوزخ  
 میں جائے گا۔“

سیدنا حمازق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ  
 کے پاس آیا اس نے کہا: ایک آدمی میرے پاس آتا ہے اور

(۶۲۱۵)۔ عَنْ قُهِيدِ بْنِ مُطَرِّفِ بْنِ الْغِفَارِيِّ  
 قَالَ: سَأَلَ سَائِلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنْ  
 عَدَا عَلَيَّ عَادٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
 ((ذِكْرُهُ)) وَأَمْرَهُ بِتَذْكِرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَفِي  
 لَفْظٍ: فَأَمْرُهُ أَنْ يَنْهَاهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (فَإِنْ أَبَى  
 فَقَاتِلْهُ، فَإِنْ قَتَلْتَ فَإِنَّكَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ  
 قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ فِي النَّارِ)) (مسند احمد: ۱۵۵۶۸)  
 (۶۲۱۶)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ  
 إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!  
 إِنْ عُدِيَ عَلَيَّ مَالِي؟ قَالَ: ((فَانْشُدِ اللَّهَ))  
 قَالَ: فَإِنْ أَبَا عَلَيَّ؟ قَالَ: ((أَنْشُدِ اللَّهَ))  
 قَالَ: فَإِنْ أَبَا عَلَيَّ؟ قَالَ: ((فَانْشُدِ اللَّهَ))  
 قَالَ: فَإِنْ أَبَا عَلَيَّ؟ قَالَ: ((فَقَاتِلْ فَإِنْ  
 قُتِلْتَ فَفِي الْجَنَّةِ، وَإِنْ قَتَلْتَ فَفِي  
 النَّارِ)) (مسند احمد: ۸۴۵۶)

(۶۲۱۷)۔ عَنْ قَابُوسَ بْنِ الْمُخَارِقِ عَنْ  
 أَبِيهِ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنْ

(۶۲۱۵) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه البزار: ۱۸۶۴، والبيهقي: ۸/ ۳۳۶ (انظر: ۱۵۴۸۷)

(۶۲۱۶) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه مسلم: ۱۴۰ (انظر: ۸۴۷۵)

(۶۲۱۷) تخریج: حسن لغيره۔ أخرجه النسائي: ۷/ ۱۱۳ (انظر: ۲۲۵۱۴)

میرا مال لینا چاہتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے اللہ کا واسطہ دے۔“ اس نے کہا: اگر میں اسے اللہ کا واسطہ دوں لیکن وہ باز نہ آئے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے خلاف حکمران سے مدد طلب کر۔“ اس نے کہا: اگر حکمران دور ہو (اور اس تک رسائی ممکن نہ ہو)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے خلاف دوسرے مسلمانوں سے فریادری کر۔“ اس نے کہا: اگر وہاں کوئی مسلمان بھی نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر اس سے لڑ، یہاں تک کہ تو اپنے مال کی حفاظت کر لے یا شہداء الآخِرۃ۔“ (مسند احمد: ۲۲۸۸۱)

**فوائد:** ..... ان احادیث میں بڑی اہم باتیں بیان کی گئی ہیں کہ جو آدمی کسی کا مال چھیننا چاہے یا اس کو قتل کرنا چاہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا جائے اور وعظ و نصیحت کی جائے، ممکن ہے کہ اس سے اس پر اثر ہو جائے اور وہ اپنے ناپاک ارادے سے باز آ جائے، اگر یہ طریقہ بے فائدہ ثابت ہو تو کسی طریقے سے حکمران کو اطلاع دی جائے، بصورت دیگر عام مسلمانوں کو مدد کے لیے پکارا جائے، اگر تینوں صورتیں کارگر ثابت نہ ہوں تو پھر لڑائی کے ذریعے اپنا دفاع کیا جائے، اگر مظلوم قتل ہو گیا تو وہ حکماً شہید ہوگا، یعنی آخرت میں اس کو شہید سمجھا جائے گا، لیکن دنیا میں اس کو عام میت کی طرح غسل دے کر کفن دیا جائے گا اور نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

(۶۲۱۸)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ)) (مسند احمد: ۵۹۰)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جائے، وہ شہید ہے۔“

(۶۲۱۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَظْلَمَةٍ فَهُوَ شَهِيدٌ))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ظلم کے خلاف مارا جائے، وہ شہید ہے۔“

(مسند احمد: ۲۷۷۹)

**فوائد:** ..... بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ اگر مال کی مقدار کم ہو تو دفاعی مقابلہ کرنے سے بچنا چاہیے، اگرچہ نصوص عام ہیں اور ان میں کم یا زیادہ مقدار کا تعین نہیں کیا گیا، لیکن اگر خفیف مفدت کو اختیار کر لیے جانے والا قانون دیکھا جائے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کم مقدار مال کے چھین جانے پر صبر کیا جائے اور جان کو خطرے میں نہ ڈالا جائے۔

اسی طرح اگر مال کو چھیننے کا ظلم حکمران کی طرف سے ہو تو پھر بھی صبر کرنا چاہیے۔

## کِتَابُ الشُّفْعَةِ

### شفعہ کے مسائل

#### بَابُ الْأَمْرِ بِالشُّفْعَةِ

#### شفعہ کے حکم کا بیان

**شفعہ:** ..... حصہ دار کے اس حصے کو مقرر معاوضے کے بدلے شریک کی طرف منتقل کرنا، جو اجنبی کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔

(۶۲۲۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَيْكُمْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ أَوْ نَخْلٌ فَلَا يَبِيعُهَا حَتَّىٰ يَغْرِضَهَا عَلَىٰ شَرِيكِهِ)) (مسند احمد: ۱۴۳۴۳)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس کی کوئی زمین یا کھجوریں ہوں، تو وہ ان کو اس وقت تک فروخت نہ کرے، جب تک کہ اپنے شریک پر پیش نہ کر دے۔“

(۶۲۲۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ مُزَارَعَةٌ فَأَرَادَ أَنْ يَبِيعَهَا فَلْيَغْرِضَهَا عَلَىٰ صَاحِبِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا بِالْثَمَنِ)) (مسند احمد: ۱۵۱۶۱)

(دوسری سند) سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی آدمی اور اس کے بھائی کے مابین مزارعت میں شراکت ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہتا ہو تو وہ پہلے اسے اپنے شریک پر پیش کرے کیونکہ وہ اس کو قیمت کے ساتھ لینے کا زیادہ حق دار ہے۔“

(۶۲۲۲)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ شَرِيكًا فِي رُبْعَةٍ أَوْ

(۶۲۲۰) تخریج: أخرجه بنحوه مسلم: ۱۶۰۸ (انظر: ۱۴۲۹۲)

(۶۲۲۱) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۲۲۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۰۸ (انظر: ۱۴۳۳۹)

نَحْلُ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى يُؤْذَنَ شَرِيكَهُ  
فَإِنْ رَضِيَ أَخَذَ وَإِنْ كَرِهَ تَرَكَ۔)) (مسند  
احمد: ۱۴۳۹)

لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ شریک کو بتلائے بغیر اپنے حصے کو  
فروخت کر دے، (اسے چاہیے کہ وہ پہلے اپنے شریک کو  
بتائے)، اگر وہ پسند کرے تو لے لے اور اگر ناپسند کرے تو  
چھوڑ دے۔“

**فوائد:**..... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر شریک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ وہ سب سے  
پہلے اس کو دوسرے ایک یا ایک سے زائد حصہ داروں پر پیش کرے، اگر وہ خریدنا چاہیں تو وہی سب سے زیادہ مستحق ہوں  
گے اور اگر وہ نہ لینا چاہیں تو پھر وہ اپنے حصے کو کسی کے ہاتھ پر فروخت کر سکتا ہے۔

بَابُ فِي أَيِّ شَيْءٍ تَكُونُ الشُّفْعَةُ وَلِمَنْ تَكُونُ

اس چیز کا بیان کہ کس چیز میں اور کس کے لیے شفعہ کا حق ہے

(۶۲۲۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شِرْكٍ  
رَبْعَةٌ أَوْ حَائِطٌ، لَا يَصْلُحُ لَهُ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى  
يُؤْذَنَ شَرِيكَهُ، فَإِنْ بَاعَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ حَتَّى  
يُؤْذَنَ۔)) (مسند احمد: ۱۴۴۵۶)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا: ”ہر سا جھمی چیز میں شفعہ ہے، وہ گھر ہو یا باغ، ایک  
شریک کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ایسی چیز کو فروخت کر دے،  
یہاں تک کہ وہ اپنے شریک کو اس سے آگاہ کرے، اگر وہ  
شریک کو بتلائے بغیر فروخت کر دیتا ہے تو وہی اس کا زیادہ  
حقدار ہوگا، یہاں تک کہ وہ اس کو خبر دے دے۔“

**فوائد:**..... ایک روایت میں ہے: فَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ شَيْءٍ۔..... نبی کریم ﷺ نے

ہر چیز میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا ہے۔ (ابوداؤد: ۳۵۱۳، ترمذی: ۱۳۷۰)

(۶۲۲۴)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَضَى  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ فِي  
الْأَرْضَيْنِ وَالْأُذُورِ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۵۹)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ  
نے زمینوں اور گھروں میں شرکاء کے درمیان حق شفعہ کا  
فیصلہ دیا ہے۔

(۶۲۲۵)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِالدَّارِ  
مِنْ غَيْرِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۰۳۴۸)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا: ”گھر کا ہمسایہ دوسروں کی بہ نسبت گھر خریدنے کا  
زیادہ حقدار ہے۔“

(۶۲۲۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۰۸ (انظر: ۱۴۴۰۳)

(۶۲۲۴) تخریج: صحيح بالشواهد (انظر: ۲۲۷۷۸)

(۶۲۲۵) تخریج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداؤد: ۳۵۱۷، والترمذی: ۱۳۶۸ (انظر: ۲۰۰۸۸)  
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمسایہ اپنے ہمسائے کے شفیع (فروخت کیے جانے والے حصہ) کا زیادہ حقدار ہے، اگر وہ غائب ہو تو اس کا انتظار کیا جائے گا، لیکن یہ زیادہ حق اس وقت ہوگا، جب ان کا راستہ ایک ہوگا۔“

سیدنا شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”گھر کا پڑوسی دوسروں کے بہ نسبت اس گھر کا زیادہ حق رکھتا ہے۔“

سیدنا علی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پڑوس کے حق کی بنا پر فیصلہ کیا ہے۔

سیدنا شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! ایک زمین ہے، اس میں نہ تو کسی کی شراکت ہے اور نہ کسی کا کوئی حصہ ہے، البتہ صرف ہمسائی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پڑوسی قریب ہونے کی وجہ سے زیادہ حق رکھتا ہے، وہ چیز جو بھی ہو۔“

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے چیز خریدنے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔“

(۶۲۲۶)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْجَارُ أَحَقُّ بِشَفْعَةِ جَارِهِ يَنْتَظِرُ بِهَا وَإِنْ كَانَ غَائِبًا، إِنْ كَانَ طَرِيقَهُمَا وَاحِدًا.)) (مسند احمد: ۱۴۳۰۳)

(۶۲۲۷)۔ عَنِ الشَّرِيدِ بْنِ سُؤَيْدِ بْنِ التَّقْفِيِّ قَالَ: ((جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِالدَّارِ مِنْ غَيْرِهِ.)) (مسند احمد: ۱۹۶۸۸)

(۶۲۲۸)۔ عَنِ الْحَكَمِ عَمَّنْ سَمِعَ عَلِيًّا وَابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولَانِ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْجَوَارِ. (مسند احمد: ۹۲۳)

(۶۲۲۹)۔ عَنِ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ لَشَّرِيدِ بْنِ سُؤَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرْضٌ لَيْسَ لِأَحَدٍ فِيهَا شِرْكٌ وَلَا قَسْمٌ إِلَّا الْجَوَارُ، قَالَ: ((الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقْبِهِ مَا كَانَ.)) (مسند احمد: ۱۹۷۰۶)

(۶۲۳۰)۔ عَنِ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْجَارُ أَحَقُّ بِصَقْبِهِ أَوْ بِسَقْبِهِ.)) (مسند احمد: ۲۷۷۲۲)

**فوائد:** ..... اس باب کی احادیث سے ثابت ہوا کہ ہر مشترک چیز میں حصہ دار کو شفیع کرنے کا حق حاصل ہے، درج بالا احادیث میں اس چیز کا بھی ذکر ہے کہ پڑوسی کو بھی شفیع کرنے کا حق حاصل ہے، اس امر کی وضاحت اگلے باب میں ہوگی۔ ان شاء اللہ

(۶۲۲۶) قال الالبانی: صحيح - أخرجه ابوداود: ۳۵۱۸، وابن ماجه: ۲۴۹۴، والترمذی: ۱۳۶۹ (انظر: ۱۴۲۵۳)

(۶۲۲۷) تخريج: حديث صحيح - أخرجه ابن ماجه: ۲۴۹۶، والنسائی: ۷/ ۳۲۰ (انظر: ۱۹۴۵۹)

(۶۲۲۸) تخريج: حسن لغيره - أخرجه ابن ابی شیبہ: ۷/ ۱۶۳ (انظر: ۹۲۳)

(۶۲۲۹) تخريج: حديث صحيح - أخرجه ابن ماجه: ۲۴۹۶، والنسائی: ۷/ ۳۲۰ (انظر: ۱۹۴۷۷)

(۶۲۳۰) تخريج: أخرجه البخاری: ۶۹۷۷ (انظر: ۲۷۱۸۰)



## بَابُ مَتَى تَسْقُطُ الشُّفْعَةُ

اس چیز کا بیان کہ شفعہ کا حق کب ختم ہوتا ہے

(۶۲۳۱)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَيِّدَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَوَيْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتْ الطَّرِيقُ فَلَا شُفْعَةَ» (مسند احمد: ۱۵۳۶۳) کر لیے جاتے ہیں تو شفعہ کا کوئی حق باقی نہیں رہتا۔

**فوائد:**..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا قُضِيَ الدَّارُ وَحُدَّتْ فَلَا شُفْعَةَ فِيهَا)) (ابوداؤد: ۳۵۱۵) جب گھر تقسیم کر دیا جائے اور اس کی حد بندی کر دی جائے تو اس میں کوئی حق شفعہ نہیں۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صرف اس چیز میں شفعہ کرنے کا حق ہے، جو مختلف حصہ داروں کے مابین مشترک ہو۔ درج بالا دو ابواب میں مذکورہ احادیث درج ذیل تین مختلف امور پر مشتمل ہیں: (۱) پڑوسی کو شفعہ کرنے کا حق ہے۔ (۲) پڑوسی کو شفعہ کرنے کا حق اس وقت ہے، جب ان کا راستہ ایک ہو۔ (۳) صرف حصہ دار کو شفعہ کا حق حاصل ہے۔ جمع و تطبیق کی صورتیں درج ذیل ہیں:

(۱) جیسے ”جَارٌ“ لفظ کا اطلاق پڑوسی اور ہمسائے پر ہوتا ہے، اسی طرح اس کا اطلاق شریک پر بھی ہوتا ہے، جیسا کہ عربی لغت قاموس میں ہے، مولانا وحید الزمان قاسمی دیوبندی نے عربی اردو لغت پر مشتمل اپنی کتاب ”القاموس الوحید“ میں لفظ ”جَارٌ“ کے نو (۹) معانی بیان کیے ہیں، ان میں سے پہلے دو معانی یہ ہیں: پڑوسی، شریک کار جائیداد یا تجارت میں ساجھی۔

اگر پچھلے ابواب کی احادیث مبارکہ میں مذکورہ لفظ ”جَارٌ“ کا معنی ساجھی اور شریک کے کیے جائیں تو سرے سے اس مسئلے میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ شفعہ کا حق صرف حصہ دار کو ہے۔ اس باب میں مذکورہ احادیث کو دیکھا جائے تو یہی معنی اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے۔

(۲) اگر ”جَارٌ“ کے معانی پڑوسی اور ہمسائے کے ہی کیے جائیں تو اس سے مراد ہمسائے کے ساتھ خیر و بھلائی، اعانت و معاونت، ہمدردی و خیر خواہی اور ایثار و قربانی والا معاملہ ہوگا، کیونکہ ان احادیث میں شفعہ کے حق کی وضاحت تو نہیں کی گئی، صرف اتنا کہا گیا ہے کہ وہ پڑوسی اپنے پڑوس کی وجہ سے زیادہ حق دار ہے۔

احادیث میں یہ الفاظ پہلے ذکر ہوئے ہیں ”الرجاء احق بشفعۃ جارہ“، ”الجار احق بالدار“ پڑوسی اپنے پڑوسی کے شفعہ کا زیادہ حقدار ہے۔ اس جگہ یہ بات زیادہ مناسب ہے کہ آپ ﷺ نے ”أَحَقُّ“ فرمایا ہے یعنی زیادہ حقدار ہے، اس کی خیر خواہی ہونی چاہیے۔ ہاں ہر لحاظ سے اس کا ضروری حق نہیں ہے۔ (عبداللہ رفیق)

## کِتَابُ اللَّقْطَةِ

## گری پڑی چیز کی کتاب

بَابُ جَامِعٍ لِأَدَابِ اللَّقْطَةِ وَأَحْكَامِهَا  
گری پڑی چیز کے آداب و احکام کا جامع بیان

سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے یا کسی آدمی نے نبی کریم ﷺ سے گم شدہ بکری کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تیرے لیے ہے، یا پھر بھیڑیے کے لیے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! گم شدہ اونٹ کے بارے میں آپ کیا فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے تیرا کیا تعلق ہے، اس کا پینا اور جوتا اس کے پاس ہے اور وہ درختوں سے چرتا رہے گا (یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پالے گا)۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر مجھے گم شدہ چاندی مل جائے تو اس کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی تھیلی، بندھن اور اس کی تعداد کی معلوم کر لے اور ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہ، اگر اس کا مالک آجائے تو اسے دے دے، وگرنہ وہ تیری ہوگی، یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ وگرنہ تو اس سے فائدہ اٹھا۔“

(۶۲۳۲)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ زَيْدِ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ضَالَّةٍ رَاعِيِ السَّعْنَمِ؟ قَالَ: ((هِيَ لَكَ أَوْ لِلذَّنْبِ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا تَقُولُ فِي ضَالَّةِ رَاعِيِ الْبَابِلِ؟ قَالَ: ((وَمَا لَكَ وَلَهَا، مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا وَتَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِ الشَّجَرِ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! مَا تَقُولُ فِي الْوَرِقِ إِذَا وَجَدْتَهَا؟ قَالَ: ((اعْلَمْ وَعَاءَهَا وَوِكَاءَهَا وَعَدَدَهَا ثُمَّ عَرَفْهَا سَنَةً، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَادْفَعْهَا إِلَيْهِ وَإِلَّا فَهِيَ لَكَ أَوْ اسْتَمْتِعْ بِهَا أَوْ نَحْوَ هَذَا)) (مسند احمد: ۱۷۱۶۳)

فوائد: ..... ۱۷۰۳۶ میں بحث

(دوسری سند) سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ ایک دیہاتی گری پڑی ایک چیز لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ”ایک سال تک اس کا اذخار کرو۔“ پھر اپروالی حدیث کی طرح کی روایت بیان کی۔

(تیسری سند) سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سے گم شدہ اونٹ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ غصے میں آ گئے اور آپ ﷺ کے رخسار سرخ ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے، اس کے ساتھ ہی اس کا جوتا اور پینا موجود ہے، وہ پانی پر وارد ہوتا رہے گا اور درختوں سے چرتا رہے گا، یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پالے گا۔“ پھر آپ ﷺ سے گم شدہ بکری کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے پکڑ لو، کیونکہ وہ صرف تیرے لیے ہوگی، یا تیرے بھائی کے لیے، یا بھیڑیے کے لیے۔“ پھر آپ ﷺ سے کسی دوسری گری پڑی چیز کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی تھیلی اور بندھن کی شناخت کر لے، پھر ایک سال تک اس کا اعلان کر، اگر مالک کا پتہ چل جائے تو ٹھیک، وگرنہ اسے اپنے مال میں شامل کر لے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ ﷺ سے گم شدہ اونٹ کا حکم دریافت کرنے کے لیے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”چونکہ اس کا جوتا اور مشکیزہ اس کے پاس موجود ہے، پس وہ درختوں سے چرتا رہے

(۶۲۳۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ) قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِلُفْطَةٍ، فَقَالَ: ((عَرِفَهَا سَنَةً)) فَذَكَرَ نَحْوَمَا تَقَدَّمَ۔ (مسند احمد: ۱۷۱۸۶)

(۶۲۳۴)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ) سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَعَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْتَاهُ وَقَالَ: ((مَالِكَ وَلَهَا، مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ، تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَجِيءَ رَبُّهَا)) وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ: ((خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِذَنْبٍ)) وَسُئِلَ عَنِ الْلُفْطَةِ، فَقَالَ: ((اعْرِفْ عِقَاصَهَا وَوِكَاءَ هَا، ثُمَّ عَرِفْهَا سَنَةً فَإِنِ اغْتَرِفَتْ وَالْأَلَا فَخَالِطَهَا بِمَالِكَ)) (مسند احمد: ۱۷۱۷۶)

(۶۲۳۵)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ يَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنِ الضَّالَّةِ مِنَ الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا تَأْكُلُ الشَّجَرَ

(۶۲۳۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۲۳۴) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۲۳۵) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابوداود: ۱۷۱۰، والنسائي: ۸۵ / ۸ (انظر: ۶۶۸۳)

گا اور پانی پیتا رہے گا، یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پالے گا، اس لیے تو اس کو چھوڑ دے۔“ اس نے کہا: گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تیرے لیے ہے یا تیرے بھائی کے لیے ہے یا پھر بھیڑیے کے لیے، اس لیے اس کو اپنے پاس رکھ لے، یہاں تک کہ اس کا تلاش کرنے والا آجائے۔“ اس نے کہا: اس بکری کا کیا حکم ہے، جس کو چراگاہ سے چرایا گیا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی دو گنا قیمت لی جائے گی اور اس کے ساتھ ساتھ سزا بھی دی جائے گی اور جو چیز اونٹوں کے بازے سے چرائی جائے اور اس کی قیمت ڈھال کی قیمت کے برابر ہو تو اس میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھل کے متعلق کیا حکم ہے، نیز جو پھل شگوفوں سے ہی کھایا جائے، اس کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وہیں (باغ میں) کھایا اور کپڑے میں اٹھا کر نہ لے گیا، تو اس پر کوئی حرج نہیں ہوگا، لیکن جو آدمی پھل اٹھا کر لے گیا، اس نے اس کی دو گنا قیمت ادا کرنا ہوگی اور اس کو سزا بھی دی جائے گی، لیکن جو چیز (کھلیانوں جیسے) محفوظ مقامات سے اٹھالی جائے گی اور وہ ڈھال کی قیمت کے برابر ہوگی تو اس میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! شارع عام میں گری پڑی چیز کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک سال تک اس کا اعلان کر، اگر اس کو تلاش کرنے والا مالک مل جائے تو اس کو دے دے، وگرنہ وہ تیری ہو جائے گی۔“ اس نے کہا: جو چیز ویران ہو جانے والے قدیم مقام سے ملے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس میں اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔“

**فوائد:** ..... ”اونٹ کے پاس اس کا جوتا اور مشکیزہ موجود ہے۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ در در تک چل سکتا ہے اور کئی دنوں تک پانی پے بغیر زندہ رہ سکتا ہے۔

وَتَرِدُ الْمَاءَ فَدَعَهَا حَتَّى يَأْتِيَهَا بِأَغْيَاهَا.))  
 قَالَ: الضَّالَّةُ مِنَ الْخَنَمِ؟ قَالَ: ((لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِوَلَدِكَ، تَجْمَعُهَا حَتَّى يَأْتِيَهَا بِأَغْيَاهَا.)) قَالَ: الْحَرِيْسَةُ الَّتِي تُوجَدُ فِي مَرَاتِعِهَا؟ قَالَ: بِهَا ثَمْنُهَا مَرَّتَيْنِ وَضَرْبُ نَكَالٍ، وَمَا أُخِذَ مِنْ عَطِيئِهِ فَفِيهِ الْقَطْعُ إِذَا بَلَغَ ثَمَنَ الْمَجْنِ.)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَالْشَّمَارُ وَمَا أُخِذَ مِنْهَا فِي أَكْمَامِهَا؟ قَالَ: ((مَنْ أَخَذَ بِفَمِهِ وَلَمْ يَتَّخِذْ خُبْنَةً فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ احْتَمَلَ، عَلَيْهِ ثَمْنُهُ مَرَّتَيْنِ وَضَرْبًا وَنَكَالًا، وَمَا أُخِذَ مِنْ أَجْرَانِهِ فَفِيهِ الْقَطْعُ إِذَا بَلَغَ مَا يُؤْخَذُ مِنْ ذَلِكَ ثَمَنَ الْمَجْنِ.)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَاللُّقْطَةُ نَجِدُهَا فِي سَبِيلِ الْعَامِرَةِ؟ قَالَ: ((عَرَفَهَا حَوْلًا فَإِنْ وَجَدَ بِأَغْيَاهَا فَأَدِيهَا إِلَيْهِ وَإِلَّا فَهِيَ لَكَ.)) قَالَ: مَا يُؤْخَذُ فِي الْخَرِبِ الْعَادِي؟ قَالَ: ((فِيهِ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ.)) (مسند احمد: 6683)

”ویران ہو جانے والا قدیم مقام“ اس سے مراد وہ جگہ ہے، جو کبھی آباد ہوا کرتی تھی، لیکن اب وہ ویران ہو گئی ہے اور وہاں سے ملنے والی چیز کے مالک کو نہیں پہنچایا جاسکتا۔

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ گری پڑی چیز کا ایک سال تک اعلان کیا جائے گا، اگر مالک مل گیا تو ٹھیک، بصورت دیگر وہ بندہ استعمال کر لے گا، لیکن اصل مالک کا حق برقرار رہے گا، جس دن اس سے ملاقات ہو گئی، وہ چیز اس کو واپس کرنا پڑے گی۔ اگلے باب میں تین برسوں کا ذکر ہے، جمع و تطبیق کے لیے اگلا باب ملاحظہ کریں۔ آخری حدیث میں مذکورہ دوسرے احکام کی تفصیل ان کے مقام پر بیان کی گئی ہے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي لُقْطَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَا جَاءَ فِي مَعْنَاهُمَا مِنَ الْأُمْتِعَةِ

سونے اور چاندی کی گری پڑی چیز اور اس طرح کے دوسرے سامان کا بیان

سوید بن غنفلہ کہتے ہیں: میں نے زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ کی معیت میں غزوہ کیا، میں نے راستے میں ایک کوڑا پایا اور اس کو اٹھا لیا، لیکن انہوں نے مجھے کہا: یہ کوڑا پھینک دے، میں نے کہا: میں اسے نہیں پھینکوں گا، بلکہ اس کا اعلان کروں گا، اگر اس کو پہچان لینے والے مالک کو پالیا تو اسے دے دوں گا، وگرنہ خود استعمال کر لوں گا، ان دونوں نے یہ بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور میں نے بھی ان سے اتفاق نہ کیا، جب ہم غزوہ سے واپس آئے اور میں حج کے لئے گیا تو میں مدینہ منورہ گیا اور سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کو ان دونوں کی اور اپنی بات بتلائی، انہوں نے آگے سے کہا: عہد نبوی کی بات ہے، مجھے سو دیناروں پر مشتمل ایک تھیلی ملی تھی، جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور اس کے بارے میں ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔“ میں نے ایسا ہی کیا، لیکن ایسا کوئی شخص نہ ملا جو اس تھیلی کو پہچانتا ہو، اس لیے میں نے آپ ﷺ کو بتلایا کہ کوئی ایسا نہیں ملا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مزید ایک سال اعلان کرو۔“ تین دفعہ ایسے ہی ہوا، راوی کہتا ہے: میں نہیں

(۶۲۳۶)۔ عَنْ سَلْمَةَ بِنِ كُهَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُويِدَ بْنَ غَفْلَةَ قَالَ: عَزَوْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ فَوَجَدْتُ سَوْطًا فَآخَذْتُهُ فَقَالَ لِي: اطْرَحْهُ، فَقُلْتُ: لَا وَلَكِنْ أَعْرِفُهُ فَإِنْ وَجَدْتُ مَنْ يَعْرِفُهُ وَالْأُتَمْتَعْتُ بِهِ فَأَيُّمَا عَلَيَّ وَأَبَيْتُ عَلَيْهِمَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عَزَاتِنَا حَجَجْتُ فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقَيْتُ أَبِي بَنَ كَعْبٍ فَذَكَرْتُ لَهُ قَوْلَهُمَا وَقَوْلِي لَهُمَا، فَقَالَ: وَجَدْتُ صُرَّةً فِيهَا مِائَةٌ دِينَارٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ: ((عَرَفَهَا حَوْلًا)) فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا فَقَالَ: ((عَرَفَهَا حَوْلًا)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - وَلَا أُدْرِي قَالَ لَهُ ذَلِكَ فِي سَنَةٍ أَوْ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ، فَقَالَ لَهُ فِي الرَّابِعَةِ: ((اعْرِفْ عَدَدَهَا وَوَكَايَتَهَا فَإِنْ وَجَدْتُ مَنْ يَعْرِفُهَا



جانتا کہ آپ ﷺ نے ان کو ایک سال میں (اعلان کرنے کا) کہا تھا یا تین برسوں میں۔ پھر آپ ﷺ نے چوتھی مرتبہ مجھے فرمایا: ”ان دیناروں کی تعداد اور اس تھیلی کے تسمے کو ذہن نشین کر لے اور اگر اس بعد اس کو پہچاننے والے کو پالے تو اسے دے دینا، وگرنہ اس سے خود فائدہ اٹھا لینا۔“ یہ الفاظ بھی بن سعید کی حدیث کے ہیں، محمد بن جعفر نے اپنی بیان کر وہ حدیث میں کہا ہے کہ سیدنا شعبہ کہتے ہیں میں اس کے بعد سلمہ بن کہیل کو مکہ میں ملا اور ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ تین سال مراد ہیں یا ایک سال میں تین دفعہ اعلان کرنا مراد ہے۔

(دوسری سند) حماد بن سلمہ سے مروی ہے کہ سلمہ بن کہیل نے اپنی روایت کو اس طرح بیان کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو یا تین سال تک اس کا اعلان کرو۔“ پھر فرمایا: ”وگرنہ اس چیز کی تعداد، تھیلی اور تسمے کو ذہن نشین کر لو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ، اگر بعد میں اس کا مالک آ گیا اور اس کی تعداد اور تسمے کو پہچان لیا تو اس کو دے دینا۔“

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: عہد نبوی میں میں نے سو دینار اٹھا لیے (جو کہ کسی کے گم ہوئے تھے) اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک سال تک اعلان کرو۔“ میں نے ایک سال تک اعلان کیا اور آپ ﷺ کے پاس آ کر عرض کی کہ میں نے ایک سال اس کا اعلان کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مزید ایک سال اعلان کرو۔“ پس میں نے مزید ایک سال اعلان کیا اور آپ ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ میں نے مزید

وَأَلَا فَاسْتَمْتِعَ بِهَا.)) وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَرَأَى مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ: فَلَقِيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ بِمَكَّةَ فَقَالَ: لَا أَدْرِي ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ أَوْ حَوْلًا وَاحِدًا. (مسند احمد: ۲۱۴۸۶)

(۶۲۳۷)۔ (وَفِي لَفْظِ آخَرَ) مِنْ طَرِيقِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ: ((فَعَرَفْتُهَا عَامَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةَ)) قَالَ: ((اعْرِفْ عَدَدَهَا وَوَعَائِهَا وَوِكَائِهَا وَاسْتَمْتِعْ بِهَا، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَعَرَفَ عِدَّتَهَا وَوِكَاءَهَا فَأَعْطَهَا إِيَّاهُ)) (مسند احمد: ۲۱۴۸۹)

(۶۲۳۸)۔ عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ: الْتَقَطْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِائَةَ دِينَارٍ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((عَرَفْتُهَا سَنَةً)) فَعَرَفْتُهَا سَنَةً، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: قَدْ عَرَفْتُهَا سَنَةً، فَقَالَ: ((عَرَفْتُهَا سَنَةً أُخْرَى)) فَعَرَفْتُهَا سَنَةً أُخْرَى ثُمَّ أَتَيْتُهُ فِي الثَّلَاثَةِ فَقَالَ: ((أَحْصِ عَدَدَهَا وَوِكَائِهَا وَاسْتَمْتِعْ بِهَا)) (مسند احمد: ۲۱۴۸۸)

(۶۲۳۷) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۶۲۳۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷۲۳ (انظر: ۲۱۱۶۹)

ایک سال تک اعلان کر دیا ہے، اس بار آپ ﷺ نے فرمایا:  
 ”اب تم ان کی تعداد شمار کر لو اور اس کا تمہہ پہچان لو اور ان سے  
 فائدہ حاصل کرو۔“

**فوائد:**..... مسند احمد کی ایک روایت میں تین سال اعلان کرنے کا ذکر ہے۔ پچھلے باب کی احادیث میں ایک سال کا اور ان احادیث میں تین سال کا ذکر ہے، جمع و تطبیق کی صورتیں یہ ہیں:

(۱) ایک سال تک اعلان کرنا ضروری ہے اور تین سالوں تک مستحب ہے، یعنی ایک سال کے بعد چیز کو استعمال تو کیا جا سکتا ہے، لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ مزید دو سالوں تک اعلان کیا جائے۔

(۲) عام چیز کا ایک سال تک اعلان کیا جائے گا اور قیمتی چیز کا تین سالوں تک۔

(۳) جو آدمی چیز کا استعمال کر لینے کے بعد مالک کے آجانے کی صورت میں آسانی سے اس چیز کا اہتمام کر سکتا ہو، وہ ایک سال تک اعلان کرے اور جس کو یہ خطرہ ہو کہ اگر اس نے اس چیز کو استعمال کر لیا تو اس کا از سر نو اہتمام کرنا مشکل ہو جائے گا تو وہ تین برسوں تک اعلان کر لے، عام طور پر اتنے عرصے کے بعد اصل مالک کا آنا مشکل ہو جاتا ہے۔

### بَابُ وَعِيدِ مَنْ آوَى ضَالَّةً وَلَمْ يُعْرِفْهَا

اس شخص کی وعید کا بیان جس نے گم شدہ چیز اٹھالی اور اس کا اعلان نہ کیا

(۶۲۳۹)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ آوَى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ يُعْرِفْهَا)) (مسند احمد: ۱۷۱۸۱)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص گم شدہ چیز اپنے گھر میں رکھ لیتا ہے اور اس کا اعلان نہیں کرتا، وہ گمراہ ہے۔“

(۶۲۴۰)۔ عَنْ مُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي جَرِيرٍ بِالسَّوَادِ فِي السَّوَادِ فَرَأَيْتُ الْبَقْرَةَ بَقْرَةً أَنْكَرَهَا فَقَالَ: مَا هَذِهِ الْبَقْرَةُ؟ قَالَ: بَقْرَةٌ لَحِقَتْ بِالْبَقْرِ فَأَمْرٌ بِهَا فَطَرِدَتْ حَتَّى تَوَارَتْ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

عبد اللہ بجلی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بوازج مقام پر اپنے باپ سیدنا ابو جریر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، اتنے میں ایک گائے چراگاہ کی طرف نکل آئی، جب انھوں نے یہ گائے دیکھی اور اس کی شناخت نہ کی تو کہا: یہ گائے کہاں سے آگئی ہے؟ میں نے کہا: یہ ہماری گائیوں کے ساتھ مل گئی ہے، لیکن انھوں نے حکم دیا کہ اس کو دھتکار دیا جائے، پس ایسے ہی کیا گیا، یہاں

(۶۲۳۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷۲۵ (انظر: ۱۷۰۵۵)

(۶۲۴۰) تخریج: اسنادہ ضعیف، الضحاك، قال علی بن المدینی: لا یعرفونہ، ثم ان ابا حیان اضطرب فیہ۔ أخرجه ابوداود: ۱۷۲۰، وابن ماجه: ۲۵۰۳، والنسائی: ۲/ ۴۳۲ (انظر: ۱۹۲۰۹)

تک کہ وہ چھپ گئی، پھر انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہی آدمی گم شدہ جانور کو اپنے گھر میں جگہ دیتا ہے، جو گمراہ ہوتا ہے۔“

سیدنا جبارود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، سواریوں کی قلت تھی، لوگ سواریوں کے بارے میں تبادلہ خیال کر رہے تھے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے معلوم ہے کہ ہمیں سواریاں میسر آسکتی ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”وہ کیسے؟“ میں نے کہا: (مدینہ منورہ کی) پانی کی بہاؤ والی جگہ میں اونٹ موجود ہیں، ہم ان پر سواری کرنے کا فائدہ حاصل کر لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، مسلمان کا گم شدہ آگ کا شعلہ ہے، پس ہرگز اس کے قریب نہیں جانا، مسلمان کا گمشدہ آگ کا شعلہ ہے، پس ہرگز اس کے قریب نہیں جانا، مسلمان کا گمشدہ آگ کا شعلہ ہے، پس ہرگز اس کے قریب نہیں جانا۔“ پھر آپ ﷺ نے گری پڑی چیز کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”جب تو گم شدہ چیز پائے تو ضرور ضرور اس کا اعلان کرو اور چھپا کے نہ رکھو اور نہ اس کو غائب کرو، اگر وہ پہچان لیا جائے تو متعلقہ بندے کو ادا کر دو، وگرنہ وہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے، وہ جسے چاہتا ہے، عطا کر دیتا ہے۔“

سیدنا جبارود رضی اللہ عنہ سے اس انداز سے بھی روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے گم شدہ جانوروں کے متعلق دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کی گم شدہ چیز آگ کا شعلہ ہے۔“

يَقُولُ: ((لَا يَأْوِي الضَّالَّةَ إِلَّا ضَالٌّ))  
(مسند احمد: ۱۹۴۲۲)

(۶۲۴۱)۔ عَنِ الْجَارُودِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَفِي الظَّهْرِ قَلَّةٌ إِذْ تَذَاكُرُ الْقَوْمُ الظَّهْرَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ عَلِمْتُ مَا يَكْفِينَا مِنَ الظَّهْرِ، فَقَالَ: ((وَمَا يَكْفِينَا؟)) قُلْتُ: ذُوذُ نَائِي عَلَيْهِنَّ فِي جُرُفٍ فَنَسْتَمِعُ بِظُهُورِهِنَّ، قَالَ: ((لَا، ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ فَلَا تَقْرَبَنَّهَا، ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ فَلَا تَقْرَبَنَّهَا، ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ فَلَا تَقْرَبَنَّهَا)) وَقَالَ فِي اللُّقْطَةِ: ((الضَّالَّةُ تَجِدُهَا فَاَنْشُدْنَهَا وَلَا تَكْتُمُ وَلَا تُغَيِّبُ فَإِنْ عُرِفَتْ فَأَدِّهَا وَإِلَّا فَمَا لِلَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ)) (مسند احمد: ۲۱۰۳۴)

(۶۲۴۲)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الضَّوَالِ فَقَالَ: ((ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ)) (مسند احمد: ۲۱۰۳۸)

(۶۲۴۱) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الدارمی: ۲۶۰۲، والنسائی فی ”الکبری“: ۵۷۹۲، والطبرانی فی ”الکبیر“: ۲۱۲۰ (انظر: ۲۰۷۵۴)

(۶۲۴۲) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الطیالسی: ۱۲۹۴، والنسائی فی ”الکبری“: ۵۷۹۶، وابویعلی:

۹۱۹، وابن حبان: ۴۸۸۷ (انظر: ۲۰۷۵۷)

مطرف اپنے باپ سیدنا عبد اللہ بن شحیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم گم شدہ اونٹوں کو پالیتے ہیں، ان کا کیا حکم ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مؤمن کا گم شدہ جانور آگ کا شعلہ ہے۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ایک نیزہ تھا، جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں جاتے تو سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ اسے ساتھ لے جاتے اور اسے گاڑھ دیتے اور قصداً چھوڑ آتے، لوگ اس کے پاس سے گزرتے اور اسے اٹھلاتے۔ میں نے کہا: میں اگر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو میں اس کا روائی کے بارے میں آپ ﷺ کو ضرور آگاہ کروں گا، جب آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم نے (قصداً) ایسا کرنا شروع کر دیا تو گم شدہ چیز کو نہیں اٹھایا جائے گا۔“

(۶۲۴۳)۔ عَنِ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَوَامُّ الْإِبِلِ نُصِيبُهَا؟ قَالَ: ((ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ حَرَقَ النَّارِ)) (مسند احمد: ۱۶۴۲۳)

(۶۲۴۴)۔ عَنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ لِلْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رُمْحٌ فَكُنَّا إِذَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ خَرَجَ بِهِ مَعَهُ فَيَرْكُزُهُ فَيَمُرُّ النَّاسُ عَلَيْهِ فَيَحْمِلُونَهُ، فَقُلْتُ: لَسِنَ آتَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ لِأَخْبِرَنَّهُ، فَقَالَ: ((إِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ لَمْ تُرْفَعْ ضَالَّةٌ)) (مسند احمد: ۱۲۷۲)

**فوائد:** ..... ان احادیث میں بیان کی گئی وعید اس آدمی کے بارے میں ہے جو مومن کی گمشدہ چیز اس نیت سے

اٹھاتا ہے کہ وہ اس پر قبضہ کر لے اور کسی کو نہ بتائے۔

بَابُ الْإِشْهَادِ عَلَى اللَّقْطَةِ وَمُدَّةِ التَّعْرِيفِ عَلَى الْيَسِيرِ وَالْكَثِيرِ مِنْهَا

گری پڑی چیز پر گواہ بنانے اور کم مقدار اور زیادہ مقدار کی چیز کی مدت اعلان کا بیان

سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص گری پڑی چیز پاتا ہے، اس کو چاہیے کہ وہ انصاف والے دوا آدمیوں کو گواہ بنالے اور اس کی تھیلی اور تسے کی شناخت کر لے، اگر اس کا مالک آجائے تو وہ اس سے نہ چھپائے، کیونکہ یہ اسی کا حق ہے اور اگر مالک نہ ملے تو یہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے، وہ جسے چاہتا ہے، ادا کر دیتا ہے۔“

(۶۲۴۵)۔ عَنِ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ وَجَدَ لَقْطَةً فَلْيُشْهَدْ ذَوِي عَدْلٍ وَيَلْحَقْ عَقَابَهَا وَوَكَاءَهَا، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَلَا يَكْتُمُ وَهُوَ أَحَقُّ بِهَا، وَإِنْ لَمْ يَجِءْ صَاحِبُهَا فَإِنَّهُ مَالُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ)) (مسند احمد: ۱۷۶۲۰)

(۶۲۴۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۵۰۲ (انظر: ۱۶۳۱۴)

(۶۲۴۴) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۸۰۹ (انظر: ۱۲۷۲)

(۶۲۴۵) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۵۰۵ (انظر: ۱۷۴۸۱)

**فوائد:** ..... گمشدہ چیز اٹھانے والے کو چاہئے کہ وہ عادل گواہ بنا لے، اس کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں:

- (۱) بعد میں شیطان کے درغلانے کی وجہ سے نفس میں خیانت کرنے کا خیال پیدا ہو سکتا ہے۔
- (۲) گمشدہ چیز کو پانے والے شخص کی موت کا خطرہ بھی ہو سکتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گواہ بنائے بغیر مر جائے اور اس کے ورثاء اس چیز کو اس کا ترکہ سمجھ کر تقسیم کر لیں۔
- (۳) یہ بھی ممکن ہے کہ اصل مالک کے شبہات کو دور کرنا مقصود ہو، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کی گم ہونے والی مختلف اشیاء ہوں یا زیادہ مقدار والی چیز ہو، جبکہ اس شخص کو ایک چیز ملی ہو یا کم مقدار ہو، ایسے میں وہ اس پر خیانت کا الزام لگا سکتا ہے۔ شریعت کے اس حکم پر عمل کر لینے کی وجہ سے ان تمام شکوک و شبہات سے بچا جا سکتا ہے۔

(۶۲۴۶)۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ مَرْثَدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ التَّقَطَ لُقْطَةً بَسِيرَةً دِرْهَمًا أَوْ حَبْلًا أَوْ شِبْهَ ذَلِكَ فَلْيَعْرِفْهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ كَانَ فَوْقَ ذَلِكَ فَلْيَعْرِفْهُ سَنَةً))

سیدنا یعلیٰ بن مرثدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو معمولی سی چیز گری پالے، مثلاً درہم، رسی یا اس طرح کی کوئی اور چیز، تو وہ تین دنوں تک اس کا اعلان کرے، اور اگر اس سے قیمتی چیز پالے تو ایک سال تک اس کا اعلان کرے۔“ (مسند احمد: ۱۷۷۰۹)

**فوائد:** ..... یہ حدیث چونکہ ضعیف ہے اس لئے حجت نہیں ہے، اعلان ایک سال تک ہی کیا جائے گا، البتہ معمولی چیز کے اعلان کی ضرورت نہیں ہے، مثلاً کھجور کا دانہ، ایک دو روپے، وغیرہ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي لُقْطَةِ مَكَّةَ

مکہ میں گری پڑی چیز کے حکم کا بیان

(۶۲۴۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي خُطْبَةٍ خَطَبَهَا فِي فَضْلِ مَكَّةَ يَوْمَ فَتْحِهَا: ((لَا يُعْضَدُ شَجْرُهَا وَلَا يُنْفَرُ صَبْدُهَا وَلَا تَحِلُّ لُقْطَتُهَا إِلَّا لِمُنْسِدٍ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن مکہ کی فضیلت کے بارے میں فرمایا: ”اس کے درخت نہ کاٹے جائیں، اس کے شکار کو نہ بھگا گیا جائے اور اس کی گری پڑی چیز کسی کے لیے حلال نہیں ہے، مگر اعلان کرنے والے کے لیے۔“ (مسند احمد: ۷۲۴۱)

(۶۲۴۸)۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَدَّ مَكَّةَ بِحَبْلِ عَمَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

(۶۲۴۶) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف عمر بن عبد اللہ، وجدته حکیمہ لا تعرف۔ أخرجه البيهقي: ۱۹۵

، والطبرانی في "الكبير": ۲۲ / ۷۰۰ (انظر: ۱۷۵۶۶)

(۶۲۴۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۴۳۴، ومسلم: ۱۳۵۵ (انظر: ۷۲۴۲)

(۶۲۴۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۵۸۷، ۱۸۳۴، ۳۱۸۹، ومسلم: ۱۳۵۳ (انظر: ۲۳۵۳)



قَالَ فَنِي فَضِّلَ مَكَّةَ: ((إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَامٌ...)) فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ: ((وَلَا يُنْفَرُ صَيْدُهُ وَلَا تُنْتَقَطُ لُقَطَتُهُ إِلَّا لِمُعَرِّفٍ...))  
 روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ شہر حرمت والا ہے۔“ پھر راوی نے ساری حدیث بیان کی ہے، اس میں یہ الفاظ بھی تھے: ”اس کے شکار کو بے قرار نہ کیا جائے اور نہ اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے، البتہ اعلان کرنے والے کے لیے جائز ہے۔“

(مسند احمد: ۲۳۵۳)

**فوائد:**..... مکہ مکرمہ کا معاملہ دوسروں علاقوں سے مختلف ہے، اس شہر میں آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے، حج و عمرہ یا زیارت کے ارادے سے آنے والے لوگوں میں سے کوئی کم عرصہ کے لیے ٹھہرتا ہے اور کوئی کافی ایام کے لیے قیام کرتا ہے اور قیام کرنے کا انداز بھی بڑا عجیب ہوتا ہے کہ کوئی کہیں دو دن ٹھہر رہا ہے، کوئی کہیں چار دن قیام کر رہا ہے اور کوئی تو چل پھر کر ہی دن گزار دیتا ہے، نیز کوئی بہت دور سے آیا ہوتا ہے اور کوئی قریب سے۔

جب صورتحال ایسی ہو تو اگر گری پڑی چیز کو اس کے محل پر ہی رہنے دیا جائے تو بہتر ہوگا، کیونکہ ممکن ہے کہ جب اس کے مالک کو پتہ چلے تو وہ اپنے مقامات کی طرف لوٹے یا وہ اس مقام میں اس چیز کو تلاش کرنے کے لیے کسی کو پیغام بھیج دے، ایسے فوراً بھی کیا جاسکتا ہے اور کچھ دنوں کے بعد بھی، اس لیے اس شہر کی گری پڑی چیز کو وہیں پڑے رہنے دیا جائے، جو اعلان کرنے کی ذمہ داری اٹھائے گا، تو وہ اعلان کرتا رہے گا اور اس کے لیے کوئی حد مقرر نہیں ہوگی، جیسا کہ دوسرے علاقوں میں ایک یا تین برسوں کی حد مقرر ہے۔

امام نووی نے کہا: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں گری پڑی چیز اس آدمی کے لیے حلال نہیں ہے، جو ایک سال تک اعلان کر کے اس کا مالک بننے کا ارادہ رکھتا ہو، جیسا کہ دوسرے علاقوں کا حکم ہے، بلکہ یہ چیز حلال نہیں ہوگی، مگر اس آدمی کے لیے جو ہمیشہ کے لیے اعلان کرتا رہے گا اور اس کا مالک نہیں بنے گا۔

(۶۲۴۹)۔ عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَثْمَانَ سَيِّدِنا عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَثْمَانَ تَعْمِيٍّ عَنْهُ سَعْدٌ رَوَى أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَنْفَرُ صَيْدُهُ وَلَا تُنْتَقَطُ لُقَطَتُهُ إِلَّا لِمُعَرِّفٍ...»  
 النّحاج - (مسند احمد: ۱۶۱۶۷) ہے۔

**فوائد:**..... اس حدیث مبارکہ میں مطلق حاجیوں کا ذکر ہے، حرم یا مکہ مکرمہ کی قید نہیں لگائی گئی ہے، اب سوال یہ ہے کہ کیا سابقہ احادیث کی روشنی میں اس حدیث کو مقید کیا جائے یا عام رہنے دیا، الفاظ کا تقاضا یہی ہے کہ یہ حکم عام ہے اور اس کو عام ہی رہنے دیا جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ چیز کے قیمتی ہونے کی صورت میں مالک واپس پلٹے یا حج و عمرہ سے واپسی پر اپنی چیز کو تلاش کرنے کی کوشش کرے۔



غَيْرِ أَنْ يَسْأَلَهُ، فَلْيَقْبَلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَأَفَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ.)) (مسند احمد: ۷۹۰۸)

نے کسی سے سوال نہ کیا ہو تو وہ قبول کر لے، کیونکہ وہ ایسا رزق ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کیا ہے۔“

**فوائد:**..... ہدیہ بھی اسی قسم کی ایک صورت ہے۔

(۶۲۵۳)۔ عَنِ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ عَرَضَ لَهُ شَيْءٌ مِنْ هَذَا الرِّزْقِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ فَلْيُوسِّعْ بِهِ فِي رِزْقِهِ فَإِنْ كَانَ عَنْهُ غِنًى فَلْيُوجِّهْهُ إِلَى مَنْ هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنْهُ.)) (مسند احمد: ۲۰۹۲۴)

سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس کو سوال اور حرص کے بغیر یہ رزق مل جائے تو وہ اس کے ذریعے اپنے رزق میں وسعت پیدا کرے، پھر اگر وہ غنی ہو تو یہ مال ایسے شخص کو دے دے، جو اس سے زیادہ محتاج ہو۔“

(۶۲۵۴)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ آتَاهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى رِزْقًا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ فَلْيَقْبَلْهُ.)) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: سَأَلْتُ أَبِي مَا الْإِشْرَافُ؟ قَالَ: تَقُولُ فِي نَفْسِكَ سَيِّعْتُ إِلَى فُلَانٍ، سَيِّصِلُنِي فُلَانٌ. (مسند احمد: ۲۰۹۲۵)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ جس کو بن مانگے رزق عطا کر دے، اس کو چاہیے کہ وہ اس کو قبول کر لے۔“ عبد اللہ کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ امام احمد سے سوال کیا: اشراف سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: تیرا اپنے دل میں یہ کہنا کہ فلاں آدمی میری طرف کوئی چیز بھیجے گا، فلاں آدمی (مجھے کوئی چیز دے کر) میرے ساتھ صلہ رحمی کا ثبوت دے گا۔

(۶۲۵۵)۔ عَنِ خَالِدِ بْنِ عَدِيِّ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ بَلَغَهُ مَعْرُوفٌ عَنْ أَخِيهِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ نَفْسٍ فَلْيَقْبَلْهُ وَلَا يَرُدَّهُ فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَأَفَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ.)) (مسند احمد: ۱۸۱۰۱)

سیدنا خالد بن عدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کو سوال اور حرص کے بغیر اپنے بھائی کی طرف سے کوئی مال مل جائے، تو وہ اس کو قبول کر لے اور اس کو رد نہ کرے، کیونکہ وہ ایسا رزق ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کیا ہے۔“

**فوائد:**..... ان دو احادیث میں انتہائی اہم بات یہ بیان کی گئی ہے کہ بندے کو لوگوں کے مال و زر سے مستغنی

ہونا چاہیے اور کسی سے کوئی حرص اور لالچ نہیں رکھنی چاہیے، اور یہ اس وقت ہوگا جب آدمی اپنی استطاعت کے مطابق

(۶۲۵۳) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۲۰۶۴۸)

(۶۲۵۴) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۲۰۶۴۹)

(۶۲۵۵) اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابو يعلى: ۹۲۵، وابن حبان: ۳۴۰۴، والحاكم: ۶۲ / ۲ (انظر: ۱۷۹۳۶)

مخت و مشقت سے کام کرے اور اپنی تھوڑی کمائی کے مطابق گزارہ کر کے غیرت مند زندگی گزارنے کی کوشش کرے، ایسے میں اگر اس کو کسی طرف سے کوئی چیز مل جائے تو وہ کھلے دل کے ساتھ اس کو قبول کرے۔

(۶۲۵۶)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةً وَرِقًا أَوْ ذَهَبًا أَوْ سَفَى لَبْنَا أَوْ أَهْدَى زُقَاقًا فَهُوَ كَعَدْلِ رَقَبَةٍ)) (مسند احمد: ۱۸۵۹۳)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے چاندی یا سونے کا عطیہ دیا، یا دودھ پلایا، یا کسی (اندھے اور راہ بھولے ہوئے) کی رہنمائی کر دی تو وہ ایک گردن آزاد کرنے والے کی طرح ہوگا۔“

(۶۲۵۷)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَنْ مَنَحَ مَنِيحَةً لَبْنٍ أَوْ مَنِيحَةً وَرِقٍ أَوْ هَدَى زُقَاقًا فَهُوَ كَعَتَقِ رَقَبَةٍ)) (مسند احمد: ۱۸۸۶۸)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دودھ کا عطیہ دیا، چاندی کا عطیہ دیا، یا (ناپینے اور راہ بھولے وغیرہ کو) راستہ کی رہنمائی کر دی تو وہ ایک گردن آزاد کرنے والے کی طرح ہوگا۔“

**فوائد:**..... عطیہ مستقل طور پر بھی دیا جاتا ہے اور فائدہ اٹھانے کے لیے عارضی طور پر بھی، قرض بھی عارضی

عطیہ کی ایک صورت ہے۔

قُبُولُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْهُدِيَّةِ وَإِنْ كَانَتْ حَقِيرَةً لَا الصَّدَقَةَ وَإِنْ كَانَتْ عَظِيمَةً رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَاهِدِيَّةٍ قَبُولِ كَرْنَاءِ، اِذَا جَاءَهُ حَقِيرًا سَاوًا أَوْ صَدَقَةً قَبُولِ نَهْ كَرْنَاءِ، اِذَا جَاءَهُ وَهِيَ قِيمَتِي هُوَ

(۶۲۵۸)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ أَهْدَيْتُ إِلَى ذِرَاعٍ لَقَبَلْتُ، وَلَوْ دُعَيْتُ إِلَى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ)) قَالَ وَكَيْفُ فَنَسِي حَدِيثِهِ: ((لَوْ أَهْدَيْتُ إِلَيَّ ذِرَاعًا)) (مسند احمد: ۹۴۸۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر مجھے گوشت کی دستی (پنڈلی سے اوپر والا حصہ) تحفہ میں دیا جائے تو میں اس کو قبول کروں گا، اور اگر مجھے پنڈلی کے پتلے حصے کی طرف دعوت دی جائے تو میں اس کو قبول کروں گا۔“

**فوائد:**..... اس حدیث میں آپ ﷺ کے حسن اخلاق، تواضع اور لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور ان پر مہربانی

کرنے کا بیان ہے، معلوم ہوا کہ ہدیہ دینے والے کے ہدیے اور میزبان کی دعوت کی مقدار اور معیار کو سامنے نہ رکھا جائے، بلکہ ایسے آدمی کا خلوص قبول کر کے اس کے سامنے خوشی کا اظہار کیا جائے، اس کے لیے دعا کی جائے اور اگر ہو سکے تو اس کا بدلہ بھی دیا جائے۔ اس دور میں مال و زر اور ناز و نخرے والے لوگوں کے لیے اس قسم کی احادیث پر عمل کرنا

(۶۲۵۶) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه البزار: ۹۴۸ (انظر: ۱۸۴۰۳)

(۶۲۵۷) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه الترمذی: ۱۹۵۷ (انظر: ۱۸۶۶۵)

(۶۲۵۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۱۷۸ (انظر: ۹۴۸۵)

خاصا دشوار کام ہے، وہ چاہتے ہیں کہ ان کی دعوت کرنے والے اور ان کو تحفے تحائف دینے والے لوگ ان کے معیار کے ہوں، اگر ان کی دعوت کی جائے تو پر تکلف انداز ہونا چاہیے اور اگر ان کو تحفہ دیا جائے تو وہ بہت قیمتی چیز ہونی چاہیے، ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ نبیوں کے سردار کے طرز حیات سے غفلت نہ برتیں اور جو چیز ان کی طبع کے مطابق نہ ہو، شریعت کی روشنی میں اس کو اچھے انداز میں قبول کریں۔

(۶۲۵۹)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَارَتْ أَرْزَبُ فَبَسَعَهَا النَّاسُ، فَكُنْتُ فِي أَوَّلِ مَنْ سَبَقَ إِلَيْهَا فَأَخَذْتُهَا فَاتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ، قَالَ: فَأَمَرَ بِهَا فَذُبِحَتْ ثُمَّ شَوِيَتْ، قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ عَجْزَهَا، فَقَالَ: إِنَّتِ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: فَاتَيْتُهُ بِهِ، قَالَ: قُلْتُ: إِنَّ أَبَا طَلْحَةَ أَرْسَلَ إِلَيْكَ بِعَجْزِ هَذِهِ الْأَرْزَبِ، قَالَ: فَقَبِلَهُ مِنِّي. (مسند احمد: ۱۳۴۶۴)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک خرگوش بھاگا اور لوگ اس کے پیچھے دوڑے، میں اس کی طرف پہلا سبقت لے جانے والا آدمی تھا، پس میں نے اس کو پکڑ لیا اور اس کو لے کر سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انھوں نے حکم دیا، پس اس کو ذبح کیا گیا، پھر میں نے اس کو بھونا، پھر انھوں نے اس کا نصف پچھلا حصہ پکڑا اور کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤ، پس میں وہ آپ ﷺ کے پاس لے کر آیا اور کہا: بیشک سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے خرگوش کا یہ پچھلا حصہ آپ کی طرف بھیجا ہے، پس آپ ﷺ نے مجھ سے قبول کیا۔

(۶۲۶۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) أَنْفَجْنَا أَرْزَبًا بِمَرِّ الظُّهْرَانِ، قَالَ: فَسَعَى عَلَيْهَا الْغِلْمَانُ حَتَّى لَعِبُوا، قَالَ: فَأَدْرَكْتُهَا فَاتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا، ثُمَّ بَعَثَ مَعِيَ بِوَرِكَيْهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَبِلَ. (مسند احمد: ۱۲۲۰۶)

(دوسری سند) سیدنا انس کہتے ہیں: ہم نے مر الظہر ان کے مقام پر ایک خرگوش کو بھگایا، لڑکوں کے لیے دوڑے، لیکن وہ تھک گئے اور میں نے اس کو پکڑ لیا اور سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر آیا، انھوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کا سرین مجھے دے کر نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجا، آپ ﷺ نے اس کو قبول کیا۔

(۶۲۶۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: كَانَتْ أُخْتِي تَبْعُنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْهَدِيَةِ فَيَقْبَلُهَا. (مسند احمد: ۱۷۸۳۹)

صحابی رسول سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میری بہن مجھے ہدیہ دے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجتی تھی، پس آپ ﷺ اس کو قبول کر لیتے تھے۔

(۶۲۵۹) حدیث صحیح، و هذا اسناد ضعيف، وانظر الحديث الآتي من طريق ثان (انظر: ۱۳۴۳۰)

(۶۲۶۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۵۷۲، ۵۴۸۹، و مسلم: ۱۹۵۳ (انظر: ۱۲۱۸۲)

(۶۲۶۱) تخریج: اسنادہ حسن (انظر: ۱۷۶۸۷)



(۶۲۶۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ، وَلَا يَقْبَلُ الصَّدَقَةَ۔ (مسند احمد: ۸۶۹۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول کر لیتے تھے اور صدقہ قبول نہیں کرتے تھے۔

**فوائد:**..... آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل کے لیے صدقہ حرام ہے۔

(۶۲۶۳)۔ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ۲۴۱۰۴)

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(۶۲۶۴)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسَيْرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ۔ (مسند احمد: ۱۷۸۴۰)

سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(۶۲۶۵)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى بِلَحْمٍ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ قَدْ تُصَدِّقُ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ، فَقَالَ: ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ))۔ (مسند احمد: ۱۳۹۶۴)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا اور آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہ تو بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔“

**فوائد:**..... جب سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا جاتا اور وہ اس کی مالک بن جاتی تو اس کا حکم بدل جاتا تھا، بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ صدقہ و خیرات وصول کرنے والے لوگوں کی ضیافت یا تحفے کو قبول کرنے میں عار محسوس کرتے ہیں، یہ ان لوگوں کی غلطی ہے۔ جب صدقہ و زکوٰۃ لینے والا صدقہ لے لیتا ہے تو اس کا حکم بدل جاتا ہے اور وہ اس کے ہاتھ میں صدقہ نہیں رہتا، دیکھیں حدیث نمبر (۶۲۶۷)۔

(۶۲۶۶)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ امْرَأَةً أَهَدَتْ لَهَا رَجُلًا شَاةً تُصَدِّقَتْ عَلَيْهَا بِهَا، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَقْبَلَهَا۔ (مسند احمد: ۲۷۱۶۳)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک خاتون نے بکری کی ایک ٹانگ ان کو تحفے میں دی، یہ ٹانگ اس خاتون پر صدقہ کی گئی تھی، پس نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اس کو قبول کر لیں۔

(۶۲۶۲) تخريج: حديث صحيح - أخرجه ابو داود: ۴۵۱۲ (انظر: ۸۷۱۴)

(۶۲۶۳) تخريج: حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف - أخرجه الطبراني في "الكبير": ۶۰۷۱، والبيهقي في "دلائل النبوة": ۲ / ۹۸ (انظر: ۲۳۷۰۴)

(۶۲۶۴) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ۱۷۶۸۸)

(۶۲۶۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۵۷۷، ومسلم: ۱۰۷۴ (انظر: ۱۳۹۲۲)

(۶۲۶۶) تخريج: اسناده صحيح - أخرجه عبد الرزاق في "تفسيره": ۲ / ۲۷۹ (انظر: ۲۶۶۲۸)

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کی ایک بکری ان کی طرف بھیجی اور انھوں نے اس میں سے کچھ حصہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیج دیا، جب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”کھانے کی کوئی چیز ہے؟“ تو انھوں نے کہا: جی نہیں، البتہ نسیمہ (یعنی ام عطیہ) نے اس بکری کا ایک حصہ بھیجا ہے، جو آپ ﷺ نے اس کو دی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یشک وہ اپنے محل تک پہنچ چکی ہے۔“

(۶۲۶۷)۔ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: بَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِشَاةٍ مِنَ الصَّدَقَةِ فَبَعَثْتُ إِلَى عَائِشَةَ بِشَيْءٍ مِنْهَا فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى عَائِشَةَ قَالَ: ((هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالَتْ: لَا، إِلَّا أَنْ نُسَيِّبَهُ بَعَثْتُ إِلَيْنَا مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتُمْ بِهَا إِلَيْهَا، فَقَالَ: ((إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَجْلَهَا.)) (مسند احمد: ۲۷۸۴۴)

**فوائد:** ..... کتنی دلچسپ بات ہے کہ آپ ﷺ نے خود سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی طرف صدقہ کی ایک بکری بھیجی، پھر اسی بکری کا گوشت بھی قبول کر لیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بکری کی مالک بنیں تو اس کا حکم بدل گیا، اب وہ صدقہ نہیں رہا، اس وجہ سے آپ ﷺ نے اس کا گوشت قبول کر لیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے گھر کے علاوہ کہیں اور سے کھانا لایا جاتا تو آپ ﷺ اس کے بارے میں سوال کرتے، پس اگر کہا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو آپ ﷺ کھا لیتے، اور اگر کہا جاتا ہے کہ صدقہ ہے تو آپ ﷺ فرماتے: ”تم لوگ کھا لو۔“ اور آپ ﷺ خود نہ کھاتے۔

(۶۲۶۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا رُسُولُ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِ سَأَلَهُ عَنْهُ، فَإِنْ قِيلَ: هَدِيَّةٌ، أَكَلَ، وَإِنْ قِيلَ: صَدَقَةٌ، قَالَ: ((كُلُوا)) وَلَمْ يَأْكُلْ۔ (مسند احمد: ۹۲۵۳)

بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادے سے اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کرتے ہیں۔

(۶۲۶۹)۔ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَمِثْلُهُ۔ (مسند احمد: ۲۰۳۱۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ ام سنبلہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے لیے دودھ کا تحفہ لے کر آئیں، لیکن آپ ﷺ کو گھر پر نہ پایا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: رسول

(۶۲۷۰)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَهَدَتْ أُمُّ سُنْبُلَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَبَنًا، فَلَمْ تَجِدْهُ، فَقَالَتْ لَهَا: إِنَّ رَسُولَ

(۶۲۶۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۴۴۶، ۱۴۹۴ (انظر: ۲۷۳۰۱)

(۶۲۶۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۵۷۶، ومسلم: ۱۰۷۷ (انظر: ۹۲۶۴)

(۶۲۶۹) تخریج: صحیح لغيره۔ أخرجه الترمذی: ۶۵۶ (انظر: ۲۰۰۵۴)

(۶۲۷۰) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابویعلی: ۴۷۷۳، والطحاوی: ۱۶۷/۴، والبزار فی "مسندہ":

۱۹۴۰ (انظر: ۲۵۰۱۰)

اللہ ﷺ نے تو ہمیں بدو لوگوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے، اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ام سنبله! یہ تیرے پاس کیا ہے؟“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دودھ ہے، آپ کے لیے بطور تحفہ لائی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ام سنبله! اس کو پیالے میں ڈالو۔“ انھوں نے اس کو پیالے میں ڈالا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر کو پکڑاؤ۔“ انھوں نے ایسے ہی کیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”ام سنبله! اور ڈالو۔“ انھوں نے اور ڈالا اور رسول اللہ ﷺ کو پکڑایا، پس آپ ﷺ نے نوش فرمایا، جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ دودھ پی رہے ہیں اور وہ آپ ﷺ کے کلیجے کو کتنا ہی ٹھنڈا کر رہا ہے تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے تو یہ بات بیان کی گئی تھی کہ آپ نے بدوؤں کے کھانے سے منع فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! یہ لوگ بدو نہیں ہیں، یہ ہمارے شہر کے متصل بیرونی علاقے سے ہیں اور ہم ان کے شہر سے ہیں، جب ان لوگوں کو (آپ ﷺ اور مسلمانوں کے امور کے لیے) بلایا جاتا ہے تو یہ جواب دیتے ہیں، یہ بدو نہیں ہیں۔“

**فوائد:** ..... ممکن ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد حدیث نمبر (۶۲۷۳) ہو، چونکہ آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی بدوؤں کے کھانے سے ممانعت والی بات پر برقرار رکھا، اس لیے اب اس کا مفہوم بیان کرنا ضروری ہے کہ ممانعت کی کیا وجہ ہے، زیادہ سے زیادہ دو وجوہات ہو سکتی ہیں:

(۱) بعض بدو اکھڑ مزاج، سخت دل اور غلیظ الطبع ہوتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُّ بِكُمُ الدَّوَائِرَ﴾ ..... ”اور ان دیہاتیوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں، اس کو جرمانہ سمجھتے ہیں اور تم مسلمانوں کے واسطے برے وقت کے منتظر رہتے ہیں۔“ (سورہ توبہ: ۹۸) یہ بدوؤں کی مذموم قسم ہے، آپ ﷺ نے ایسے لوگوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے، جبکہ بعض بدو قابل تعریف ہوتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ

اللَّهُ ﷺ قَدْ نَهَى أَنْ يُؤْكَلَ طَعَامُ الْأَعْرَابِ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: ((مَا هَذَا مَعَكَ يَا أُمَّ سُنْبُلَةَ)) قَالَتْ: لَبَّنَا أَهْدَيْتُ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((أَسْكِبِي أُمَّ سُنْبُلَةَ!)) فَسَكَبَتْ فَقَالَ: ((نَاوِلِي أَبَا بَكْرٍ)) فَفَعَلْتُ، فَقَالَ: ((أَسْكِبِي أُمَّ سُنْبُلَةَ!)) فَسَكَبْتُ فَنَاوَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَشَرِبَ، قَالَتْ عَائِشَةُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَرِبُ مِنْ لَبْنٍ وَأَبْرَدَهَا عَلَى الْكَيْدِ يَا رَسُولَ اللَّهِ! كُنْتُ حُدِثْتُ أَنَّكَ قَدْ نَهَيْتَ عَنِ طَعَامِ الْأَعْرَابِ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّهُمْ لَيُسَوِّبُوا بِالْأَعْرَابِ، هُمْ أَهْلُ بَادِيَتِنَا وَنَحْنُ أَهْلُ حَاضِرَتِهِمْ وَإِذَا دُعُوا أَجَابُوا فَلَيَسُوِّبُوا بِالْأَعْرَابِ)) (مسند احمد: ۲۵۵۲۴)

مَا يُنْفِقُ قُرْبَاتٍ عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ ..... ”اور بعض اہل دیہات میں ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں، اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں۔“ (سورہ نوبہ: ۹۹)

آپ ﷺ نے سیدہ ام سنبلیہ رضی اللہ عنہا کو قابل تعریف بدوؤں میں سے قرار دیا، نہ کہ مذموم دیہاتیوں میں سے۔  
(۲) یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ بدو لوگ نہ صرف حلال و حرام کے علم سے محروم ہوتے ہیں، بلکہ سمجھ ہونے کے باوجود غیر محتاط بھی ثابت ہوتے ہیں اور ذبح، شکار اور کھانے پینے کے دوسرے معاملات میں اسلامی آداب کو مد نظر نہیں رکھتے۔ ہم نے خود ایسے لوگوں کو کتوں کے ذریعے شکار کرتے دیکھا ہے، یہ شکار پر کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ بھی نہیں پڑھتے اور جب شکار کو کتوں سے چھین کر ذبح کرتے ہیں تو یہ جائزہ بھی نہیں لیتے کہ وہ ذبح سے پہلے مر چکا تھا یا ابھی تک زندگی کی رتق باقی تھی۔ ہاں جب کسی خاص شخص کے بارے میں ظن غالب یہ ہو کہ وہ ذی شعور ہے اور اسلامی احکام کا علم رکھتا ہے اور ان کا پابند بھی ہے، تو اس کے ساتھ یہ معاملات کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۶۲۷۱)۔ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں:  
قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ رسول اللہ ﷺ ایک دن میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا:  
يَوْمٍ، فَقَالَ: ((هَلْ مِنْ طَعَامٍ؟)) قُلْتُ؟ لَا ”کیا کوئی کھانا ہے؟“ میں نے کہا: جی کچھ نہیں ہے، البتہ  
إِلَّا عَظْمًا أُعْطِيْتَهُ مَوْلَاةٌ لَنَا مِنَ الصَّدَقَةِ، (گوشت والی) وہ ہڈی ہے، جو ہماری لونڈی پر صدقہ کی گئی  
قَالَ ﷺ: ((فَقَرِيبِي فَقَدْ بَلَغَتْ مَجْلَهَا..)) ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”لاؤ، میرے قریب کرو، صدقہ  
اپنے محل تک پہنچ چکا ہے۔“ (مسند احمد: ۲۷۹۶۵)

### الثَّوَابُ عَلَى الْهَدِيَّةِ وَ الْهَبَةِ

ہدیہ اور ہبہ کا بدلہ دینا

(۶۲۷۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدیہ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُنِيبُ عَلَيْهَا۔ قبول کرتے اور پھر اس کا بدلہ بھی دیتے تھے۔  
(مسند احمد: ۲۵۰۹۸)

(۶۲۷۳)۔ عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ مُعَوِذِ بْنِ عَفْرَاءَ سیدہ ربیع بنت معوذہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے

(۶۲۷۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۰۷۳ (انظر: ۲۷۴۲۰)

(۶۲۷۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۵۸۵ (انظر: ۲۴۵۹۱)

(۶۲۷۳) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف شريك بن عبد الله النخعي وابن عقيل - أخرجه الترمذی فی

"الشمائل": ۲۰۴، ۳۴۹، والطبرانی فی "الكبير": ۲۴ / ۶۹۴ (انظر: ۲۷۰۲۳)

رسول اللہ ﷺ کو کھجوروں اور چھوٹے کھجوروں کی ایک طشتری دی، آپ ﷺ نے زیور یا سونے کے دو چلو بھر کر مجھے دیئے اور فرمایا: ”اس سے زینت حاصل کر۔“ ایک روایت میں ہے: ”اس کو پہن۔“

قَالَتْ: أَهْدَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قِنَاعًا مِنْ رُطْبٍ وَأَجْرٍ زُعْبٍ، قَالَتْ: فَأَعْطَانِي مِنْ مِلءِ كَفْفِيهِ حُلِيًّا أَوْ قَالَ ذَهَبًا فَقَالَ تَحَلِّيْ بِهِذَا.)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((وَأَكْتَسَى بِهِذَا.)) (مسند احمد: ۲۷۵۶۳)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک بدو نے نبی کریم ﷺ کو کوئی چیز بہہ کی، آپ ﷺ نے اس کو اس کا بدلہ دیا اور فرمایا: ”تو راضی ہو گیا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے اس کو زیادہ دیا اور پھر پوچھا: ”تو راضی ہو گیا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے اس کو مزید کوئی چیز دی اور فرمایا: ”اب راضی ہو گیا ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں بہہ قبول نہ کروں، مگر قریشی سے یا انصاری سے یا ثقفی سے۔“

۶۲۷۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا وَهَبَ لِنَبِيِّ ﷺ هِبَةً فَأَتَابَهُ عَلَيْهَا قَالَ: ((رَضِيَتْ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ فَرَاذَهُ، قَالَ: ((رَضِيَتْ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: فَزَادَهُ قَالَ: ((رَضِيَتْ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا آتَهَبَ هِبَةً إِلَّا وَمِنْ قُرَيْشٍ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقْفِيٍّ.)) (مسند احمد: ۲۶۸۷)

**فوائد:**..... حسب استطاعت ہدیہ اور بہہ کا بدلہ دینا چاہیے، اس بارے میں درج ذیل حدیث میں پورا ضابطہ بیان کیا گیا ہے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْبِنِ بِهِ، فَمَنْ آتَى بِهِ فَقَدْ شَكَرَهُ وَمَنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ.)) ”جس کو کوئی چیز دی جائے اور وہ بدلہ دینے کی طاقت رکھتا ہو تو وہ بدلہ دے، اگر اسے اتنی طاقت نہ ہو تو وہ اس کی تعریف کر دے، جس نے تعریف کی، اس نے شکر ادا کیا اور جس نے اس کو چھپایا، اس نے ناشکری کی۔“ (ابوداؤد: ۴۸۱۳، ترمذی: ۲۰۳۴)

### قَبُولُ هَدَايَا الْكُفَّارِ

کافروں کے ہدیے قبول کرنا

۶۲۷۵۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ مَلِكَ ذِي سَيْدَانِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ مَرْوَةَ بْنَ مَرْوَانَ بَدِيشَةَ

(۶۲۷۴) تخريج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابن حبان: ۶۳۸۴، والطبرانی: ۱۰۸۹۷، والبخاری: ۱۹۳۸ (انظر: ۲۶۸۷)

(۶۲۷۵) تخريج: اسنادہ ضعیف، عماره بن زاذان یروی عن ثابت عن انس احادیث منکره۔ أخرجه ابوداود: ۴۰۳۴ (انظر: ۱۳۳۱۵)



نبی کریم ﷺ کو تحفے میں ایک ایسی پوشاک پیش کی، جو اس نے تینتیس (۳۳) اونٹوں (یا اونٹوں) کے عوض لی تھی۔

يَزْنَ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حُلَّةً فَذَ أَخَذَهَا  
بِثَلَاثَةِ وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا أَوْ ثَلَاثِ وَثَلَاثِينَ  
نَاقَةً إِلَى النَّبِيِّ ﷺ - (مسند احمد: ۱۳۳۴۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ روم کے بادشاہ نے نبی کریم ﷺ کو باریک ریشم کی بنی ہوئی دراز آستین کی پوشاک پیش کی اور آپ ﷺ اس کو زیب تن کیا، گویا کہ میں اب بھی اس کے بازوؤں کی طرف دیکھ رہا ہوں، جو طویل ہونے کی وجہ سے حرکت کر رہے تھے، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ لباس آپ پر آسمان سے اتارا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اتنے تعجب میں کیوں پڑ گئے ہو، پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے وہ سیدنا جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا، جب انھوں نے اس کو پہنا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تجھے پہننے کے لیے تو نہیں دیا تھا۔“ انھوں نے کہا: تو پھر میں اس کو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو اپنے بھائی نجاشی کی طرف بھیج دو۔“

(۶۲۷۶)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا  
مَلَكَ الرُّومُ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ ﷺ مُسْتَقَّةً مِنْ  
سُنْدُسٍ فَلَبَسَهَا وَكَانَتْ تُنْظَرُ إِلَى يَدَيْهَا  
تَذَبْذَبَانِ مِنْ طَوْلِهِمَا فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَقُولُونَ:  
يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنْزَلْتَ عَلَيْنَا هَذِهِ مِنَ  
السَّمَاءِ؟ فَقَالَ: ((وَمَا يُعْجِبُكُمْ مِنْهَا  
فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنْ مَنَدِيلًا مِنْ مَنَادِيلِ  
سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْهَا)) ثُمَّ  
بَعَثَ بِهَا إِلَى جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَلَبَسَهَا  
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي  
لَمْ أُعْطِكُمَا لِتَلْبَسَهَا)) قَالَ: فَمَا أَصْنَعُ  
بِهَا؟ قَالَ: ((أُرْسِلْ بِهَا إِلَى أَخِيكَ  
النَّجَاشِيِّ)) (مسند احمد: ۱۳۴۳۳)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہ کسری نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ دیا، آپ ﷺ نے اس سے قبول کیا، قیصر نے آپ ﷺ کو تحفہ دیا، آپ ﷺ نے اس سے قبول کیا اور دوسرے بادشاہوں نے آپ ﷺ کو تحفے دیئے، جو آپ ﷺ نے قبول فرمائے۔

(۶۲۷۷)۔ عَنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: أَهْدَى  
كِسْرَى لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَبِلَ مِنْهُ وَأَهْدَى  
لَهُ قَيْصَرُ قَقْبَلِ مِنْهُ، وَأَهْدَتْ لَهُ الْمُلُوكُ  
قَقْبَلِ مِنْهُمْ - (مسند احمد: ۷۴۷)

**فوائد:**..... آپ ﷺ نے تالیف قلبی کے لیے مشرکوں سے تحفے قبول کیے ہیں۔

(۶۲۷۶) تخریج: اسنادہ ضعیف و متنہ منکر تفرده هذه السبابة علی بن زید بن جدعان (انظر: ۱۳۴۰۰)

(۶۲۷۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ثویر بن ابی فاخته۔ أخرجه الترمذی: ۱۵۷۶ (انظر: ۷۴۷)

عبداللہ بن زبیر کہتے ہیں: قتیلہ بنت عبد العزیٰ ضرب، پتیر اور گھی کے ہدیے لے کر اپنی بیٹی سیدہ اسماء بنت ابوبکرؓ کو لایا کے پاس آئی، جبکہ وہ مشرک خاتون تھی، سوسیدہ اسماءؓ کو لایا نے اس کے تحائف قبول کرنے سے اور اس کو اپنے گھر داخل کرنے سے انکار کر دیا، جب سیدہ عائشہؓ کو لایا نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُغَرِّبُواكُمْ مَن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾..... ”جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ اچھا برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“ (سورہ ممتحنہ: ۸) پھر آپ ﷺ نے سیدہ اسماء کو حکم دیا کہ وہ اپنی ماں کے تحفے قبول کرے اور اس کو اپنے گھر میں داخل کرے۔

**فوائد:**..... اس باب کی مذکورہ روایات تو ضعیف ہیں، لیکن آپ ﷺ نے بعض مواقع پر غیر مسلموں سے تحفے قبول کیے ہیں، مثلاً آپ ﷺ نے کسری (ایران کے بادشاہ)، قیصر (روم کے بادشاہ) اور مختلف بادشاہوں کے تحائف قبول کئے۔ (ترمذی) دومنہ الجندل کے سردار نے آپ ﷺ کو ایک ریشمی جبہ بطور ہدیہ پیش کیا۔ (بخاری) یہودی عورت نے آپ ﷺ کو زہر آلود بکری کا ہدیہ دیا، جو آپ ﷺ نے قبول کیا تھا۔ (بخاری، مسلم) اگلے باب کے آخر میں اس مسئلے کا حل دیکھیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدَمِ قَبُولِ هَدِيَّةِ الْمُشْرِكِينَ

مشرکوں کے تحائف قبول نہ کرنے کا بیان

(۶۲۷۹)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةَ عَنْ سَيِّدِنَا عِرَاقِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ رِوَايَتِهِ هَبَّ سَيِّدِنَا حَكِيمِ بْنِ

(۶۲۷۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف مصعب بن ثابت۔ أخرجه ابو داود الطيالسی: ۱۶۳۹، والحاكم:

۴ / ۸۵ (انظر: ۱۶۱۱۱)

(۶۲۷۹) اسنادہ حسن۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۳۱۲۵، والحاكم: ۴ / ۸۴ (انظر: ۱۵۳۲۳)

حزام بن ایشور نے کہا: دور جاہلیت میں محمد ﷺ تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ پسند تھے، لیکن جب آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو حکیم بن حزام حج میں شریک ہوئے تھے، لیکن ابھی تک وہ کافر تھے، انھوں نے دیکھا کہ ذی یزن کا حلقہ فروخت کیا جا رہا تھا، حکیم نے اس مقصد کے لیے وہ خرید لیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا جائے، پس وہ یہ لے کر مدینہ منورہ آئے اور ان کا یہ ارادہ تھا کہ وہ اس کو آپ ﷺ کو بطور ہدیہ پیش کریں، لیکن آپ ﷺ نے وہ لینے سے انکار کر دیا۔ عبید اللہ راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم مشرکوں کا تحفہ قبول نہیں کرتے، ہاں اگر تو چاہتا ہے تو ہم اس کو قیمت کے عوض خرید لیتے ہیں۔“ پس جب آپ ﷺ نے بطور ہدیہ قبول کرنے سے انکار کیا تو میں نے قیمت کے عوض دے دیا۔

عِرَاكُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ: كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ أَحَبَّ رَجُلٍ فِي النَّاسِ إِلَيَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا تَنَبَّأَ وَخَرَجَ إِلَيَّ الْمَدِينَةَ شَهِدَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ الْمَوْسِمَ وَهُوَ كَافِرٌ فَوَجَدَ حُلَّةً لِذِي يَزَنَ تَبَاعُ فَاشْتَرَاهَا بِخَمْسِينَ دِينَارًا لِيُهِدِيهَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَدِمَ بِهَا عَلَيْهِ الْمَدِينَةَ فَأَرَادَهُ عَلَى قَبْضِهَا هَدِيَّةً فَأَبَى، قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّا لَا نَقْبَلُ شَيْئًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَلَكِنْ إِنْ شِئْتَ أَخَذْنَاهَا بِالثَّمَنِ)) فَأَعْطَيْتُهُ حِينَ أَبِي عَلَى الْهَدِيَّةِ۔

(مسند احمد: ۱۵۳۹۷)

**فوائد:** ..... آپ ﷺ نے مشرکوں سے تحفہ قبول بھی کیے ہیں، ان میں جمع و تطبیق کی دو صورتیں ہیں: (۱) مشرکوں کا تحفہ قبول کر لینا، یہ آپ ﷺ کا آخری عمل ہے، اس لیے اس کا ناخ سمجھیں گے، اور (۲) کوئی مصلحت ہو تو ایسا تحفہ قبول کر لیا جائے، وگرنہ اصل مسئلہ یہی ہے کہ اس قسم کے تحائف کو رد کر دیا جائے۔

حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ عیاض بن حماد مجاشعی اور نبی کریم ﷺ کے درمیان بعثت سے پہلے جان پہچان تھی، پھر جب نبی کریم ﷺ کو نبوت ملی تو عیاض نے آپ ﷺ کو ایک تحفہ دیا، میرا خیال ہے کہ وہ اونٹ کی صورت میں تھا، لیکن آپ ﷺ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ”ہم مشرکوں کا ہدیہ قبول نہیں کرتے۔“ میں ابن عون نے کہا: مشرکوں کے ”زبد“ سے کیا مراد ہے؟ حسن بصری نے کہا: ان کے تحفے اور عطیے۔

(۶۲۸۰)۔ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عِيَاضِ بْنِ حِمَارِ الْمُجَاشِعِيِّ وَكَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ مَعْرِفَةٌ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ، فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ أَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً، قَالَ: أَحْسِبُهَا إِلَّا فَابِسِي أَنْ يَقْبَلَهَا وَقَالَ: ((إِنَّا لَا نَقْبَلُ زَبْدَ الْمُشْرِكِينَ))، قَالَ: قُلْتُ: مَا زَبْدُ الْمُشْرِكِينَ؟ قَالَ: رِفْدُهُمْ، هَدِيَّتُهُمْ۔ (مسند

احمد: ۱۷۶۲۱)

(۶۲۸۰) تخریج: حدیث صحیح۔ آخر جہ ابوداؤد: ۳۰۵۷، والترمذی: ۱۵۷۷ (انظر: ۱۷۴۸۲)

سیدنا ذوالجوشن کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ جنگ بدر سے فارغ ہوئے تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! میں آپ ﷺ کے لئے اس گھوڑی کا بچہ لایا ہوں، جس کے چہرے پر تھوڑی سی سفیدی ہوتی ہے، تاکہ آپ اس کو بطور تحفہ قبول فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس کی ضرورت نہیں، لیکن اگر تو چاہتا ہے کہ میں تجھے اس کے بدلے میں بدر کی عمدہ زرہیں دے دوں، تو ٹھیک ہے۔“ اس نے کہا: ”جی نہیں، میں تو آج اس کے عوض لونڈی بھی نہیں لوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ذوالجوشن! کیا تو اسلام قبول نہیں کر لیتا، تاکہ اس دین کے پہلے والے لوگوں میں سے ہو جائے؟“ اس نے کہا: جی نہیں، میں ایسا نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیوں، اس کی کیا وجہ ہے؟“ میں نے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ ابھی تک آپ کی قوم (قریش) آپ سے لڑ رہی ہے، (معلوم نہیں کہ کس کے حق میں نتیجہ نکلتا ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میدان بدر میں ہونے والی ان کی ہلاکتوں کی اطلاع تجھے نہیں ملی؟“ اس نے کہا: جی یہ بات تو مجھے پتہ چلی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم تیرے لیے وضاحت کریں گے۔“ اس نے کہا: اگر آپ کعبہ پر غالب آکر اس کو اپنا مسکن بنا لیں تو پھر بات بنے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو زندہ رہا تو اپنی آنکھوں سے اس چیز کو بھی دیکھ لے گا۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے بلال! اس آدمی کا توشہ دان لو اور اس میں عجوہ کھجوریں ڈال کر دو۔“ سیدنا ذوالجوشن کہتے ہیں: جب میں آپ ﷺ کے ہاں سے واپس

(۶۲۸۱)۔ عَنْ ذِي الْجَوْشَنِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ أَنْ فَرَغَ مِنْ أَهْلِ بَدْرِ بِابْنِ فَرَسٍ لِي يُقَالُ لَهَا: الْفَرَحَاءُ، فَقُلْتُ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي قَدْ جِئْتُكَ بِابْنِ الْعَرَجَاءِ يَتَّخِذُهُ قَالَ: ((لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ، وَلَكِنْ إِنْ شِئْتَ أَنْ أَيْضَكَ بِهِ الْمُخْتَارَةَ مِنْ دُرُوعِ نَدِيرٍ، فَعَلْتُ)) فَقُلْتُ: مَا كُنْتُ لِأَيْضَكَ الْيَوْمَ بِغَرَّةٍ، قَالَ: ((فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ)) نَمَّ قَالَ: ((يَا ذَا الْجَوْشَنِ! أَلَا تُسَلِّمُ فَتَكُونُ مِنْ أَوَّلِ هَذَا الْأَمْرِ؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((لِمَ؟)) قُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُ قَوْمَكَ قَدْ وَلَعُوا بِكَ، قَالَ: ((فَكَيْفَ بَلَغَكَ عَنْ مَصَارِعِهِمْ بِبَدْرِ؟)) قَالَ: قُلْتُ: بَلَغَنِي أَنْ تَغْلِبَ عَلَى مَكَّةَ وَتَقْطُنَهَا، قَالَ: ((لَعَلَّكَ إِنْ عَشْتَ أَنْ تَرَى ذَلِكَ)) قَالَ: ثُمَّ قَالَ: ((يَا بِلَالُ! خُذْ حَقِيْبَةَ الرَّجُلِ فَرَوِّدْهُ مِنَ الْعَجْوَةِ)) فَلَمَّا أَنْ أَدْبَرْتُ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ مِنْ خَيْرِ بَنِي عَامِرٍ)) قَالَ: قَوْلَ اللَّهِ! إِنِّي بِأَهْلِي بِالْعُورِ إِذْ أَقْبَلَ رَاكِبٌ فَقُلْتُ: مَنْ أَيْنَ؟ قَالَ: مَنْ مَكَّةَ، فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ النَّاسُ؟ قَالَ: قَدْ غَلَبَ عَلَيْهَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: قُلْتُ: هَبَلْتَنِي أُمِّي قَوْلَ اللَّهِ! لَوْ أَسْلِمَ يَوْمَئِذٍ لَمْ أَسْأَلْهُ الْجِحْرَةَ لِأَقْطَعَنَّهَا۔ (مسند احمد: ۱۶۷۵۰)

(۶۲۸۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، ابو اسحاق عمرو بن عبد اللہ السبیبی لم یسمع من ذی

الجوشن۔ أخرجه ابو داود: ۲۷۸۶ (انظر: ۱۶۶۳۳)





کر رہے ہیں، پس ہم چلے گئے، جب وہاں پہنچے تو اس نے کہا: اندر جاؤ اور آپ ﷺ کو بلاؤ، پس میں گیا اور آپ ﷺ کو بلا لایا، آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور ایک چوغہ آپ ﷺ کے پاس تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے محرمہ! یہ میں نے تیرے لیے چھپا کر رکھا ہوا تھا۔“ چنانچہ انھوں نے اس کو دیکھا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”محرمہ راضی ہو گیا ہے؟“ پھر آپ ﷺ نے ان کو وہ دے دیا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (روم کے بادشاہ) اکیدر نے جی ہوئی بوندی کا ایک گھڑا بھر کر رسول اللہ ﷺ کے لئے تحفہ بھیجا، جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور لوگوں کے پاس سے گزرے تو ہر ایک کو ایک ایک ٹکڑا دیتے گئے، ان میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو بھی ایک ٹکڑا دیا تھا، لیکن جب آپ ﷺ دوبارہ لوٹے اور ان کو ایک اور ٹکڑا دیا تو انھوں نے کہا: آپ مجھے ایک دفعہ تو دے چکے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ عبد اللہ کی بیٹیوں کے لیے ہے۔“

سیدہ ام کلثوم بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو ان سے فرمایا: ”میں نے نجاشی کی جانب ایک جوڑا اور کچھ اوتیہ کستوری بطور تحفہ بھیجی تھی، چونکہ نجاشی اب فوت ہو چکا ہے، اس لیے میرا خیال ہے کہ میرا یہ تحفہ واپس کر دیا جائے گا، بہر حال اگر وہ واپس آیا تو وہ تمہارے لئے ہوگا۔“ وہی کچھ ہوا، جیسے آپ ﷺ نے فرمایا تھا، آپ ﷺ کا ہدیہ واپس کر دیا

اذْخُلْ فَاذْعُهُ لِي، قَالَ: فَدَخَلْتُ فَدَعَوْتُهُ لِيهِ فَخَرَجَ إِلَيَّ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا، قَالَ: ((خَبَأْتُ لَكَ هَذَا يَا مَحْرَمَةً!)) قَالَ: فَتَنْظَرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: ((رَضِيَ؟)) فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔ (مسند احمد: ۱۹۱۳۵)

(۶۲۸۳)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَهْدَى الْأَكِيدَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ جَرَّةً مِنْ مَنٍّ، فَلَمَّا انصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الصَّلَاةِ مَرَّ عَلَى الْقَوْمِ فَجَعَلَ يُعْطِي كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ قِطْعَةً، فَأَعْطَى جَابِرًا قِطْعَةً ثُمَّ إِنَّهُ رَجَعَ إِلَيْهِ فَأَعْطَاهُ قِطْعَةً أُخْرَى فَقَالَ: إِنَّكَ قَدْ أَعْطَيْتَنِي مَرَّةً، قَالَ: ((هَذَا لِبَنَاتِ عَبْدِ اللَّهِ))۔ (مسند احمد: ۱۲۲۴۹)

(۶۲۸۴)۔ عَنْ أُمِّ كَلثُومِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَ لَهَا: ((إِنِّي قَدْ أَهْدَيْتُ إِلَى النَّجَاشِيِّ حُلَّةً وَ أَوَاقِيَّ مِنْ مَسْكِ وَ لَا أُرَى النَّجَاشِيَّ إِلَّا قَدْ مَاتَ وَ لَا أُرَى هَدْيِيَّ إِلَّا مَرْدُودَةً عَلَيَّ فَإِنْ رُدَّتْ عَلَيَّ فَهِيَ لَكَ))۔ قَالَتْ: وَ كَانَ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَ رُدَّتْ عَلَيْهِ

(۶۲۸۳) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف علی بن زید بن جدعان۔ أخرجه مختصراً ابن ابی شیبہ: ۱۲ / ۴۶۸، والبزار: ۱۹۳۶ (انظر: ۱۲۲۲۴)

(۶۲۸۴) تخریج: اسنادہ ضعیف، لضعف مسلم بن خالد، ووالدة موسى بن عقبه لم نقف لها على ترجمة، وقد اضطرب مسلم بن خالد في تعيينها۔ أخرجه الحاكم: ۲ / ۱۸۸، والبيهقي: ۶ / ۲۶، وابن حبان: ۵۱۱۴ (انظر: ۲۷۲۷۶)

ہَدِيَّتُهُ فَأَعْطَى كُلَّ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ أَوْ قِيَّةَ  
مَسْكٍ وَأَعْطَى أُمَّ سَلَمَةَ بَقِيَّةَ الْمَسْكِ  
وَالْحَلَّةَ - (مسند احمد: ۲۷۸۱۹)

**فوائد:** ..... عام طور پر آپ ﷺ کی روٹین یہی تھی کہ جو چیز آپ ﷺ کو موصول ہوتی، آپ ﷺ اس کو وقت کی مناسبت کے مطابق رشتہ داروں، حاضرین اور دوسرے صحابہ کرام اور محتاجوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

### بَابُ جَوَازِ هِبَةِ الرَّجُلِ لِأَوْلَادِهِ وَكَرَاهَةِ تَفْضِيلِ بَعْضِهِمْ فِي الْهَبَةِ

آدی کے اپنی اولاد کو ہبہ دینے کے جواز کا اور ہبہ میں بعض بچوں کو ترجیح دینے کی کراہت کا بیان

(۶۲۸۵)۔ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَنَا سَيَّارٌ وَأَخْبَرَنَا  
مُغِيرَةُ أَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَإِسْمَاعِيلَ بْنِ  
سَالِمٍ وَمَجَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ  
بَشِيرٍ قَالَ: نَحَلْنِي أَبِي نُحْلًا، قَالَ  
إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَالِمٍ مِنْ بَيْنِ الْقَوْمِ: نَحَلَهُ  
عُلَمَا، قَالَ: فَقَالَتْ لَهُ أُمِّي عَمْرَةَ بِنْتُ  
رَوَاحَةَ: إِنَّتِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَشْهَدُهُ، قَالَ: فَأَتَانِي  
النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ  
إِبْنِي النُّعْمَانَ نُحْلًا وَإِنَّ عَمْرَةَ سَأَلْتَنِي أَنْ  
أَشْهَدَكَ عَلَى ذَلِكَ، فَقَالَ: ((أَلَيْسَ سِوَاهُ؟))  
قَالَتْ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ:  
((فَكُلُّهُمْ أَعْطِيَتْ مِثْلَ مَا أَعْطِيَتْ  
النُّعْمَانَ؟)) فَقَالَ: لَا، فَقَالَ بَعْضُ هُوَلَا  
الْمُحَدِّثِينَ: ((هَذَا جَوْرٌ)) وَقَالَ بَعْضُهُمْ:  
((هَذَا تَلَجِئَةٌ، فَأَشْهَدُ عَلَى هَذَا غَيْرِي))  
وَقَالَ مُغِيرَةُ فِي حَدِيثِهِ: ((أَلَيْسَ يَسْرُكُ أَنْ  
يَكُونُوا لَكَ فِي النَّبِيِّ وَاللُّطْفِ سِوَاءٌ؟))  
قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَأَشْهَدُ عَلَى هَذَا

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:  
میرے باپ نے مجھے ہبہ دیا، ایک راوی کے بیان کے مطابق  
وہ غلام تھا۔ میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے میرے والد سے  
کہا: تم نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤ اور اس پر آپ ﷺ کو  
گواہ بناؤ، پس وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور آپ  
ﷺ کو ساری بات بتلائی اور کہا: میں نے اپنے بیٹے نعمان کو  
ایک عطیہ دیا ہے اور عمرہ نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ اس پر  
آپ ﷺ کو گواہ بنایا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا  
اس کے علاوہ بھی تمہاری اولاد ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں۔  
آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان سب کو وہ چیز دی ہے، جو نعمان کو  
دی ہے؟“ میں نے کہا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو  
ظلم ہے، جو تیری بیوی کے دباؤ کی وجہ سے کیا جا رہا ہے، جاؤ  
اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بناؤ۔“ مغیرہ نے اپنی حدیث  
میں کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تجھے یہ بات خوش کرتی  
ہے کہ تیری ساری اولاد نیکی اور مہربانی میں تیرے ساتھ برابر  
برابر پیش آئیں؟“ میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے  
فرمایا: ”تو پھر جاؤ اور کسی اور کو گواہ بنا لو، بیشک ان کا تجھ پر یہ حق  
ہے کہ تو ان کے مابین انصاف اور برابری کرے، جیسا کہ ان

غیرنی۔) (وَذَكَرَ مُجَالِدٌ فِي حَدِيثِهِ: ((إِنَّ لَهُمْ عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ أَنْ تَعْدَلَ بَيْنَهُمْ كَمَا أَنَّ لَكَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَقِّ أَنْ يَسْرُوكَ۔))

(مسند احمد: ۱۸۰۶۸)

**فوائد:**..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب والدین اپنی اولاد کو عطیہ دیں گے تو بیٹی اور بیٹے کو برابر برابر دیں گے، یہاں میراث کا قانون نہیں چلے گا کہ بیٹے کو دو گنا اور بیٹی کو ایک گنا دیا جائے، کیونکہ "وَلَدٌ" کا اطلاق بیٹے اور بیٹی دونوں پر ہوتا ہے۔

(دوسری سند) سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میری ماں نے میرے باپ سے میرے لئے کچھ بہہ کرنے کا مطالبہ کیا اور انہوں نے مجھے ایک چیز بہہ کر دی، ماں نے کہا: میں چاہتی ہوں کہ اس پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ بناؤ، پس میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا، جبکہ میں ایک لڑکا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی ماں بنت رواحہ نے مجھے اس کو بہہ دینے پر آمادہ کیا اور میں نے اسے بہہ کر دیا، اب اس کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ میں آپ کو اس پر گواہ بناؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے بشیر! اس کے علاوہ بھی تیرے بیٹے ہیں؟" میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کو بھی تو نے اس قسم کی چیز بہہ کی ہے؟" میں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر مجھے گواہ نہ بناؤ، کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنوں گا۔" ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تو نے سب بچوں کو یہ عطیہ دیا ہے؟" اس نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر اس سے بھی واپس کر لے۔" ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے بچوں کے درمیان

(۶۲۸۶)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانَ) عَنِ النَّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ أَيْضًا قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّيْ أَبِي بَعْضَ الْمَوْهَبَةِ لِي فَوَهَبَهَا لِي فَقَالَتْ: لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهَدَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: فَأَخَذَنِي أَبِي بِيَدِي وَأَنَا غُلَامٌ وَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أُمَّ هَذَا ابْنَةَ رَوَاحَةَ زَوَّجْتَنِي عَلَى بَعْضِ الْمَوْهَبَةِ لَهُ وَإِنِّي قَدْ وَهَبْتُهَا لَهُ وَقَدْ أَعْجَبَهَا أَنْ أَشْهَدَكَ، قَالَ: ((يَا بَشِيرُ! أَلَيْكَ ابْنٌ غَيْرُ هَذَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَوَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ الَّذِي وَهَبْتَ لَهُذَا؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَلَا تُشْهَدُنِي إِذَا، فَإِنِّي لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ)) وَفِي رَوَايَةٍ: فَقَالَ: ((أَكُلُّ وَلَدِكَ قَدْ نَحَلْتُ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَارُدُّهُ)) (وَفِي لَفْظٍ: قَالَ: ((فَارْجِعْهَا)) وَفِي لَفْظٍ آخَرَ: قَالَ: ((فَسَوِّبْنَهُمْ)) (مسند احمد: ۱۸۰۵۳)

برابری کر۔"

(۶۲۸۶) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بیٹوں کے درمیان عدل کرو، اپنے بیٹوں کے درمیان عدل کرو، اپنے بیٹوں کے درمیان عدل کرو۔“ ایک روایت میں ہے: ”اپنے بیٹوں کے درمیان برابری کرو۔“

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا بشیر کی بیوی نے کہا: میرے بیٹے کو غلام کا عطیہ دو اور رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ بناؤ۔ پس سیدنا بشیر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا: میری بیوہ عمرہ بنت رواحہ کا مطالبہ ہے کہ میں اس کے بیٹے کو اپنے غلام کا عطیہ دوں، نیز وہ کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ بناؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا اس کے اور بھائی بھی ہیں؟“ اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے سب کو اسی طرح کا عطیہ دیا ہے؟“ اس نے کہا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر یہ تو جائز نہیں ہے اور میں صرف حق پر گواہ بنتا ہوں۔“

**فوائد:** ..... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ والدین اپنی اولاد کو عطیہ تو دے سکتے ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ سب کو دیں اور برابری اور مساوات کا بھی خیال رکھیں، اگر ایسے نہ کیا تو یہ ظلم ہوگا۔

### بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَرْجِعَ الرَّجُلُ فِي هَبَّتِهِ إِلَّا الْوَالِدُ

والد کے علاوہ سب کے لیے ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینے کی ممانعت کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے لئے بری مثال نہیں ہے، اپنے ہبہ میں لوٹنے والا اس کتے کی مانند ہے جو اپنی تے کو چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔“

(۶۲۸۷)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اعْدِلُوا بَيْنَ آبْنَائِكُمْ، اِعْدِلُوا بَيْنَ آبْنَائِكُمْ، اِعْدِلُوا بَيْنَ آبْنَائِكُمْ (وَفِي لَفْظٍ) قَارِبُوا بَيْنَ آبْنَائِكُمْ)) يَعْنِي سَوُوا بَيْنَهُمْ۔ (مسند احمد: ۱۸۶۴۳)

(۶۲۸۸)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَتْ امْرَأَةٌ بَشِيرٍ: اِنْحَلَّ ابْنِي غُلَامًا وَأَشْهَدُ لِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: فَآتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَأَلَتْنِي أَنْ اِنْحَلَّ ابْنَهَا غُلَامِي وَقَالَتْ: وَأَشْهَدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَلَهُ إِخْوَةٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَكُلُّهُمْ أُعْطِيََتْ مِثْلَ مَا أُعْطِيََتْ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَلَيْسَ يَضْلُحُ هَذَا وَإِنِّي لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلَى حَقٍّ)) (مسند احمد: ۱۴۵۶۶)

(۶۲۸۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۲۳ (انظر: ۱۸۴۵۲)

(۶۲۸۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۲۴ (انظر: ۱۴۴۹۲)

(۶۲۸۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۶۲۲، ۶۹۷۵، ومسلم: ۱۶۲۲ (انظر: ۱۸۷۲)

سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی آدمی کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ عطیہ دے کر اس کو واپس لے لے، ما سوائے والد کے کہ جو وہ اپنے بچے کو بطور عطیہ دیتا ہے، اس آدمی کی مثال جو عطیہ دیتا ہے اور پھر اس کو واپس کر لیتا ہے، کتے کی طرح ہے کہ جو کوئی چیز کھاتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ سیر ہو جاتا ہے تو قے کر دیتا ہے اور پھر قے کو چاشنا شروع کر دیتا ہے۔“

(۶۲۹۰)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَاهُ  
إِنِّي النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ  
يُعْطِيَ الْعَطِيَّةَ فَيَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدُ فِيمَا  
يُعْطِي وَلَدَهُ وَمَثَلُ الَّذِي يُعْطِيَ الْعَطِيَّةَ ثُمَّ  
يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ أَكَلَ حَتَّى إِذَا  
شَبِعَ فَأَاءَ ثُمَّ رَجَعَ فِي قَيْئِهِ)) (مسند احمد:  
۴۸۱۰)

**فوائد:**..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ والد اپنے بچے کو بطور عطیہ دی ہوئی چیز اس سے واپس لے سکتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کی مثال جو صدقہ کرتا ہے اور پھر اپنے صدقے کو واپس لے لیتا ہے اس شخص کی مانند ہے، جو قے کرتا ہے اور پھر اسے چاشنا شروع کر دیتا ہے۔“ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہبہ کی ہوئی چیز کو لوٹانے والا اس آدمی کی طرح ہے، جو اپنی قے کو چاشنا شروع کر دیتا ہے۔“ امام قتادہ نے کہا: میرا تو یہی خیال ہے کہ قے حرام ہے۔

(۶۲۹۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَمَّا مَثَلُ الَّذِي  
يَتَصَدَّقُ ثُمَّ يَعُودُ فِي صَدَقَتِهِ كَالَّذِي يَقِيءُ  
ثُمَّ يَأْكُلُ قَيْئَهُ)) (مسند احمد: ۲۶۲۲)  
(۶۲۹۲)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
قَالَ: ((الْعَائِدُ فِي هَبِّهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ))  
قَالَ قَتَادَةُ: وَلَا أَعْلَمُ الْقِيءَ إِلَّا حَرَامًا.  
(مسند احمد: ۲۶۴۶)

**فوائد:**..... کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو قے کی حرمت یا نجاست پر دلالت کرتی ہو، دراصل سلیم الفطرت انسان کی طبیعت کو دیکھ کر بات کہی جا رہی ہے۔ یہ بات تو ٹھیک ہے کہ قے کی حرمت و نجاست کی کوئی دلیل نہیں، لیکن تحفہ دے کر واپس لینا حرام ہے جیسا کہ حدیث ۶۲۹۰ سے واضح ہے۔

(۶۲۹۰) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۳۹، وابن ماجه: ۲۳۷۷، والترمذی: ۱۲۹۹،  
۲۱۳۲، والنسائی: ۶/ ۲۶۵ (انظر: ۴۸۱۰)  
(۶۲۹۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۲۲ (انظر: ۲۶۲۲)  
(۶۲۹۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۶۲۱، ومسلم: ۱۶۲۲۲ (انظر: ۲۶۴۶)



سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص اپنی ہبہ کی ہوئی چیز واپس نہیں لے سکتا، البتہ والد اپنی اولاد سے واپس لے سکتا ہے۔ ہبہ کو واپس لینے والے کی مثال اس شخص کی مانند ہے، جو تے کرنے کے بعد اس کو چاٹ لیتا ہے۔“

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنا صدقہ واپس لے لیتا ہے، اس کی مثال اس کی مانند ہے جو اپنی تے کو چاٹ لیتا ہے۔“

امام طاؤس سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب ہم بچے ہوتے تھے تو یہ کہا کرتے تھے کہ اپنے ہبہ میں لوٹنے والا اس کتے کی مانند ہے جو تے کرتا ہے اور پھر اس کو چاٹنا شروع کر دیتا ہے، اور ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں کوئی مثال بیان کی ہے، یہاں تک کہ ایک دن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے ہبہ میں لوٹنے والا اس کتے کی مانند ہے، جو تے کرتا ہے اور پھر اس کو چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کی مثال جو اپنا عطیہ لوٹا لیتا ہے، اس کتے کی مانند ہے، جو کھاتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب سیر ہو جاتا ہے تو تے کر دیتا ہے اور پھر اپنی تے کو چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔“

**فوائد:** ..... مذکورہ بالا تمام احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ عطیے میں دی ہوئی چیز واپس نہیں لی جاسکتی، کیونکہ اس کی مثال بری ہے اور حدیث نمبر (۶۲۸۹) میں یہ بات گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَيْسَ لَنَا مَثَلُ

(۶۲۹۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَرْجِعُ فِي هَبَّتِهِ إِلَّا الْوَالِدُ مِنْ وَلَدِهِ وَالْعَائِدُ فِي هَبَّتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْتِهِ)) (مسند احمد: ۶۷۰۵)

(۶۲۹۴)۔ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَثَلُ الَّذِي يَعُودُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الَّذِي يَعُودُ فِي قَيْتِهِ)) (مسند احمد: ۳۸۴)

(۶۲۹۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُوسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ وَنَحْنُ صَبِيَّانَ: الْعَائِدُ فِي هَبَّتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْتِهِ وَلَمْ نَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَرَبَ فِي ذَلِكَ مَثَلًا حَتَّى حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْعَائِدُ فِي هَبَّتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْتِهِ)) (مسند احمد: ۲۶۴۷)

(۶۲۹۶)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِي يَعُودُ فِي عَطِيَّتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِي قَيْتِهِ فَأَكَلَهُ)) (مسند احمد: ۷۵۱۶)

(۶۲۹۳) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه ابو داود: ۳۵۳۹، والنسائی: ۶/ ۲۴۶، والترمذی: ۲۱۳۱، وابن ماجه: ۲۳۷۷ (انظر: ۶۷۰۵)

(۶۲۹۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۶۳۶، ۲۹۷۰، ومسلم: ۱۶۲۰ (انظر: ۳۸۴)

(۶۲۹۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۵۸۹، ومسلم: ۱۶۲۲ (انظر: ۲۶۴۷)

(۶۲۹۶) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۳۸۴ (انظر: ۷۵۲۴)

السَّوَاءِ...)..... ”ہمارے لیے بری مثال نہیں ہے۔“

البتہ اس موضوع سے متعلقہ درج ذیل حدیث قابل توجہ ہے۔

(۶۲۹۷)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ  
الَّذِي يَسْتَرِدُّ مَا وَهَبَ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ  
فَيَأْكُلُ مِنْهُ وَإِذَا اسْتَرَدَّ الْوَاهِبُ فَلْيُوقِفْ بِمَا  
اسْتَرَدَّ ثُمَّ لِيَرُدَّ عَلَيْهِ مَا وَهَبَ)) (مسند  
احمد: ۶۶۲۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ  
ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کی مثال جو ہبہ کی ہوئی چیز واپس  
لے لیتا ہے، اس کتے کی مانند ہے، جو قے کرتا ہے اور پھر اس  
کو چاٹتا ہے، ہبہ کرنے والا جب واپسی کا مطالبہ کرے تو اس کو  
کھڑا کر کے اس سے واپسی کی وجہ پوچھی جائے اور پھر اس کو وہ  
چیز واپس کر دی جائے، جو اس نے ہبہ کی تھی۔“

**فوائد:**..... حدیث کے پہلے حصے میں رسول اللہ ﷺ نے کتے کی مثال بیان کر کے ہبہ کرنے والے کو اس

کینے پن سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔ حدیث مبارکہ کے دوسرے حصے کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں:

(۱) جب کوئی آدمی ہبہ کی ہوئی چیز کی واپسی کا مطالبہ کرتا ہے تو اس سے ایسا کرنے کا سبب دریافت کیا جائے، ہو سکتا ہے  
کہ اس کا مقصود یہ ہو کہ ہبہ وصول کرنے والا اسے بھی متبادل دے گا، تو پھر ممکن ہو گا کہ وہ اسے متبادل دے دے اور  
وہ اپنا ہبہ واپس نہ لے اور متبادل نہ ہونے کی صورت میں اس کو اس کی ہبہ کی ہوئی چیز واپس کر دی جائے۔

(۲) جو آدمی ہبہ دے اور پھر واپس لینے کا مطالبہ کرے، اسے کھڑا کر لیا جائے اور اس کیلئے ہبہ کے مسئلہ کی وضاحت کی  
جائے، تاکہ اسے بھی علم ہو جائے، مثلاً اس سے کہا جائے کہ ہبہ دینے والے کو جب تک متبادل نہ دیا جائے تو وہ اپنی  
ہبہ کی ہوئی چیز کا مستحق تو ہے، لیکن ہو گا وہ اس کتے کی طرح، جو قے کر کے چاٹنے لگ جاتا ہے، اب اگر تو چاہتا ہے تو  
پھر اس کتے کی مانند ہو جا، جو اپنی قے چاٹ لیتا ہے اور اگر توں چاہتا ہے کہ کتے کی تشبیہ سے بچ سکے تو یہ مطالبہ نہ کر،  
اگر اتنی وضاحت کے بعد بھی وہ واپسی کا مطالبہ کرے تو اس کی چیز اس کو دے دی جائے۔ (دیکھئے: عون المعبود: ۳۵۴۰)

## أَبْوَابُ الْعُمُرِيِّ وَالرَّقَبِيِّ

### عمری اور رقبی کا بیان

**عمری:**..... ایک ایسا معاملہ ہے جس میں ایک چیز کسی کی ملکیت میں اس کی زندگی بھر کے لیے یا اصلی مالک کی

زندگی بھر کے لیے دی جاتی ہے۔

**رقبی:**..... ایک شخص کا دوسرے کو کوئی چیز اس شرط پر دینا کہ دونوں میں سے جو پہلے مر جائے وہ چیز زندہ رہنے

والے کی ہو جائے گی۔

(۶۲۹۷) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۴۰، والترمذی: ۲۱۳۱، وابن ماجه: ۲۳۷۷،

والنسائی: ۶/ ۲۶۵ (انظر: ۶۶۲۹)

ہمارے ہاں عمری اور رقی کا رواج نہیں ہے، بہر حال جو آدمی ایسے انداز میں کوئی چیز دے گا تو اس سے اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی اور وہ ہمیشہ کے لیے اسی کی ہو جائے گی، جسے بطور عمری یا بطور رقی دی جاتی ہے، جیسا کہ ان کے احکام سے واضح ہوگا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي جَوَازِهِمَا

#### عمری اور رقی کے جائز ہونے کا بیان

(۶۲۹۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَعْمَرَ عُمْرِي فَهِيَ لِمَنْ أَعْمَرَهَا جَائِزَةٌ، وَمَنْ أَرَقَبَ رُقْبِي فَهِيَ لِمَنْ أَرَقَبَهَا جَائِزَةٌ، وَمَنْ وَهَبَ هِبَةً ثُمَّ عَادَ فِيهَا فَهِيَ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ)) (مسند احمد: ۲۲۵۱)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے عمری دیا، پس وہ اسی کے لیے نافذ ہو جائے گا، جس کو دیا جائے گا، اسی طرح جس نے رقی دیا، وہ بھی اسی کے لیے نافذ ہو جائے گا، جس کو دیا جائے گا، اور جس نے کوئی چیز ہبہ کی اور پھر اس کو واپس لے لے، وہ اس آدمی کی طرح ہے جو اپنی تہ کو چاٹ لیتا ہے۔“

(۶۲۹۹)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْعُمْرَى مِيرَاثٌ لِأَهْلِهَا أَوْ جَائِزَةٌ)) (مسند احمد: ۹۵۴۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس کو عمری دیا گیا، وہ اسی کے اہل کی میراث بن جائے گا یا اسی کے لیے نافذ ہو جائے گا۔“

**فوائد:**..... یعنی جس کو کوئی چیز بطور عمری دی جائے گی، وہ اسی کی ہو جائے گی اور اس کے بعد اس کے وارثوں

میں تقسیم کر دی جائے گی، دینے والے کا حق ختم ہو جائے گا۔

(۶۳۰۰)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْعُمْرَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا وَالرُّقْبَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا)) (مسند احمد: ۱۴۳۰۴)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمری اور رقی ان کے لیے نافذ ہو جانے والا ہے، جن کو دیا جاتا ہے۔“

(۶۳۰۱)۔ عَنِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ سَيْدِنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَاصِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَعْمَرَ عُمْرِي فَهِيَ لِمَنْ أَعْمَرَهَا جَائِزَةٌ، وَمَنْ أَرَقَبَ رُقْبِي فَهِيَ لِمَنْ أَرَقَبَهَا جَائِزَةٌ، وَمَنْ وَهَبَ هِبَةً ثُمَّ عَادَ فِيهَا فَهِيَ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ)) (مسند احمد: ۲۲۵۱)

(۶۲۹۸) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه النسائي: ۶/ ۲۷۰ (انظر: ۲۲۵۱)

(۶۲۹۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۶۲۶، ومسلم: ۱۶۲۶ (انظر: ۹۵۴۶)

(۶۳۰۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۲۵ (انظر: ۱۴۲۵۴)

(۶۳۰۱) تخریج: اساده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۳۹۵ (انظر: ۶۷۳۱)

عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي  
أَعْطَيْتُ أُمِّي حَدِيثَهُ حَيَاتَهَا وَأُمُّهَا مَاتَتْ  
فَلَسَمْتُ تَرْتُكُ وَإِرْسَاءَ غَيْرِي، فَقَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: ((وَجِبَتْ صَدَقَتُكَ وَرَجَعَتْ  
إِنِّيكَ حَدِيثُكَ)). (مسند احمد: 6731)

نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی ماں کو ان کی زندگی بھر  
کے لئے باغ دے دیا تھا، اب وہ فوت ہو گئی ہیں اور اس نے  
میرے سوا کوئی وارث بھی نہیں چھوڑا، رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا: ”تیرا صدقہ بھی ثابت ہو گیا ہے اور تیرا باغ بھی تجھے  
وراثت میں واپس مل گیا ہے۔“

**فوائد:** ..... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو چیز کسی کو بطور رقی یا عمری دی جاتی ہے، وہ مستقل طور پر اسی کی ہو جاتی ہے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْهُمَا عَمْرِيَّ وَأُورَقِيَّ كِى مَمَانَعَتِ كَابِيَانِ

(6302) - عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّقِيْبِ وَقَالَ: ((مَنْ أُرْقِبَ  
فَهُوَ لَهُ)). (مسند احمد: 4801)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے  
نے رقی سے منع کیا اور فرمایا: ”جو چیز جس کو بطور رقی دی جائے  
گی، وہ اسی کی ہو جائے گی۔“

**فوائد:** ..... یہ نبی حرمت کے لیے نہیں، بلکہ ارشاد اور رہنمائی کے لیے ہے، یعنی آپ ﷺ یہ فرمانا چاہتے ہیں  
کہ یہ کوئی مصلحت نہیں ہے کہ تم اپنے گھر اور مال بطور رقی دے دو، ہاں اگر اسی طرح ہی دینے ہیں تو جان لو کہ بطور رقی  
دی ہوئی چیز واپس نہیں آئے گی اور مستقل طور پر تمہاری ملکیت سے نکل جائے گی۔

(6303) - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ  
قَالَ: ((لَا عُمْرِيَّ، فَمَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ  
لَهُ)). (مسند احمد: 8671)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے  
فرمایا: ”کوئی عمری نہیں ہے اور جس کو کوئی چیز بطور عمری دی گئی،  
وہ اسی کی ہو جائے گی۔“

**فوائد:** ..... عمری سے نبی کی بھی وہی تفصیل ہے جو سابق حدیث کے فوائد میں بیان ہو چکی ہے۔

(6304) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ  
وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي  
عَطَاءٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا عُمْرِيَّ وَلَا

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے  
نے فرمایا: ”کوئی عمری اور رقی نہیں ہے، اور جس کو کوئی چیز بطور  
عمری یا رقی دی گئی تو وہ اس کی موت و حیات میں اسی کی ہو  
جائے گی۔“ ابن بکر نے اپنی حدیث میں کہا: عطاء نے کہا کہ

(6302) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه النسائي: 6/ 274 (انظر: 4801)

(6303) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه النسائي: 6/ 277، وابن ماجه: 2379 (انظر: 8686)

(6304) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه النسائي: 6/ 273 (انظر: 8422)

رقی بھی اسی کا ہو جائے گا، عبد الرزاق نے کہا: میری طرف سے اور تیری طرف سے (یعنی اگر میں تجھ سے پہلے مر جاؤں تو یہ چیز تیری ہے اور اگر تو مجھ سے پہلے مر جائے تو یہ میری ہے)۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے مال روک کر رکھو اور کسی کو نہ دو، جس کو کوئی چیز بطور عمری دی گئی، وہ اسی کی ہو جائے گی۔“ ایک روایت میں ہے: ”اپنے مالوں کو خراب نہ کرو، جس نے کسی کو کوئی چیز بطور عمری دی تو وہ اسی کی اور اس کی نسل کی ہو جائے گی، وہ زندہ رہے یا مر جائے۔“

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی کو کوئی چیز بطور عمری دی تو وہ موت و حیات میں اسی کی ہو جائے گی، جس کو دی گئی، تم کوئی چیز بطور عمری نہ دو، جس نے کوئی چیز بطور عمری دے دی تو میراث کی روٹھن میں آ جائے گی۔“

**فوائد:**..... ان روایات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اس امید میں عمری اور رقی کے طور پر چیزیں دو کہ وہ بالآخر واپس آ جائیں گی، جبکہ وہ مستقل طور پر اسی کی ہو جائیں گی، جس کو دی جائیں گی، اس لیے جو آدمی عمری یا عمری کے طور پر کوئی چیز دینا چاہے تو اس کو علم ہونا چاہیے کہ یہ چیز واپس نہیں آئے گی، سو وہ محتاط ہو جائے گا اور اگر کوئی آدمی عمری اور رقی کے احکام کا علم ہونے کے بعد کوئی چیز اس طرح دینا چاہے تو وہ پیشک دے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَفْسِيرِ الْعُمْرِيِّ وَلِمَنْ يَكُونُ الْقَضَاءُ بِهَا

عمری کی تفسیر کا اور اس چیز کا بیان کہ کس کے حق میں اس کا فیصلہ ہوگا

(۶۳۰۷)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِنَّمَا الْعُمْرِيُّ الَّتِي أَجَازَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ

رُقِيَ فَمَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا أَوْ أَرْقَبَهُ فَهُوَ لَهُ حَيَاتُهُ وَمَمَاتُهُ)) قَالَ ابْنُ بَكْرٍ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ عَطَاءٌ: وَالرَّقِي هِيَ أَيْضًا لِلْآخِرِ، قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: مِثْيَ وَمِنْكَ۔ (مسند احمد: ۵۴۲۲)

(۶۳۰۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ: النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمْسِكُوا عَلَيْكُمْ أَمْوَالَكُمْ وَلَا تُعْطُوا أَحَدًا، فَمَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ)) زَادَ فِي رِوَايَةٍ: ((فَلَا تُفْسِدُوهَا فَإِنَّهُ مَنْ أَعْمَرَ عُمْرِي فَهِيَ لِلَّذِي أَعْمَرَهَا حَيًّا وَمَيِّتًا وَلِعَقِبِهِ)) (مسند احمد: ۱۵۲۴۳)

(۶۳۰۶)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَعْمَرَ عُمْرِي فَهِيَ لِمُعْمَرِهِ مَحْيَاهُ وَمَمَاتُهُ، لَا تَرْقِبُوا فَمَنْ أَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَ سَبِيلُ الْيَمِيرَاتِ)) (مسند احمد: ۲۱۹۹۰)

(۶۳۰۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۶۲۵ (انظر: ۱۵۱۷۶)

(۶۳۰۶) تخريج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۵۹، والنسائي: ۶/ ۲۷۲ (انظر: ۲۱۶۵۱)

(۶۳۰۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۶۲۵ (انظر: ۱۴۱۳۱)



يَقُولُ: هِيَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ، فَأَمَّا إِذَا قَالَ: فَهِيَ لَكَ، فَإِنَّمَا تَرْجِعُ إِلَى صَاحِبِهَا۔ (مسند احمد: ۱۴۱۷۷)

صورت یہ ہے کہ دینے والا آدمی کہے: یہ چیز تیرے لیے اور تیرے ورثاء کے لئے ہے۔ جب وہ صرف اتنا کہے کہ یہ چیز تیرے لئے ہے، تو وہ چیز اصل مالک کی طرف لوٹ آئے گی۔

**فوائد:** ..... کیا ورثاء کی قید لگانا عمری یا رقمی کے لیے ضروری ہے؟ جواب کے لیے اس باب کی آخری حدیث کے فوائد دیکھیں۔

(۶۳۰۸)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَعْطَى أُمَّهَ حَدِيقَةً مِنْ نَخْلٍ حَيَاتَهَا، فَمَاتَتْ فَجَاءَ إِخْوَتُهُ فَقَالُوا: نَحْنُ فِيهِ شَرَعٌ سَوَاءٌ، فَأَبَى فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَسَمَهَا بَيْنَهُمْ مِيرَاثًا۔ (مسند احمد: ۱۴۲۴۶)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک انصاری نے اپنی ماں کو اس کی زندگی بھر کے لیے کھجوروں کا ایک باغ دیا، جب اس کی ماں کی وفات ہوئی تو اس انصاری کے دوسرے بھائی آکر کہنے لگے کہ ہم سب اس باغ میں برابر کے شریک ہیں، لیکن اس نے انکار کر دیا، پس وہ جھگڑا لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آگئے، آپ ﷺ نے اس باغ کو ان کے مابین بطور میراث تقسیم کر دیا۔

**فوائد:** ..... اس حدیث کے مطابق صرف متعلقہ آدمی کی عمر کی قید لگانے سے عمری نافذ ہو جائے گا۔

(۶۳۰۹)۔ عَنِ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ أَنَّ أَمِيرًا كَانَ بِالْمَدِينَةِ يُقَالُ لَهُ: طَارِقٌ، قَضَى بِالْعُمَرِيِّ لِلْوَارِثِ عَلَى قَوْلِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۵۱۴۳)

سلیمان بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مدینہ کے طارق نامی ایک امیر نے عمری میں دی گئی چیز کا فیصلہ وارث کے حق میں کیا تھا، اس کا یہ فیصلہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے بیان کردہ حدیث کی روشنی میں تھا۔

**فوائد:** ..... یہ طارق بن عمرو کی اموی تھا، جو عبد الملک بن مروان کی جانب سے مدینہ کا گورنر تھا۔

(۶۳۱۰)۔ عَنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ الْعُمَرِيَّ (وَفِي لَفْظٍ: قَضَى بِالْعُمَرِيِّ) لِلْوَارِثِ۔ (مسند احمد: ۲۱۹۱۹)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عمری میں دی گئی چیز کا فیصلہ وارث کے حق میں کیا۔

(۶۳۱۱)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَيْدِنَا جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَصْرِيُّ بِإِذْنِهِ بَيَانُ كَرْتِهِ هِيَ كَرْتُهُ رَسُولِ

(۶۳۰۸) تخريج: حديث صحيح - أخرجه ابو داود: ۳۵۵۷ (انظر: ۱۴۱۹۷)

(۶۳۰۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۶۲۵ (انظر: ۱۵۰۷۷)

(۶۳۱۰) تخريج: استاده صحيح - أخرجه ابن ماجه: ۲۳۸۱، والنسائي: ۲۷۱/۶ (انظر: ۲۱۵۸۶)

(۶۳۱۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۶۲۵ (انظر: ۱۵۲۹۰)

اللہ ﷻ نے عمریٰ کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا: ”جو شخص کوئی چیز بطور عمریٰ کسی دوسرے شخص کو اور اس کی نسل کو دیتے ہوئے کہے: میں نے یہ چیز تجھے اور تیری نسل کو دے دی ہے، جب تک تم میں سے کوئی باقی ہو، تو یہ چیز اسی کی ہو جائے گی، جس کو دی جائے گی اور یہ پہلے مالک کی طرف اس لیے نہیں لوٹے گی کہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے کہ جس میں میراث کے قوانین لاگو ہو چکے ہیں۔“

بُكَرٌ قَالَ: أَنْبَأَنَا جُرَيْجٌ، أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابِ الزُّهْرِيُّ عَنْ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى أَيَّمَا رَجُلٍ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمَرَى لَهُ وَلِعَقِيهِ، فَقَالَ: قَدْ أَعْطَيْتُكُمَهَا وَعَقِبُكَ مَا بَقِيَ مِنْكُمْ أَحَدٌ فَإِنَّمَا هِيَ، قَالَ ابْنُ بُكَرٍ: لِمَنْ أُعْطَاهَا، وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: لِمَنْ أُعْطِيَهَا، وَأَنَّهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى صَاحِبِهَا مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ أُعْطَاهَا عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ۔ (مسند احمد: ۱۵۳۶۴)

**فوائد:** ..... عمری اور رحمی کے نفاذ کے لیے نسل کی قید لگانا ضروری نہیں ہے، یہ ایک زائد چیز ہے، جس سے مزید تاکید پیدا ہو جاتی ہے اور یہاں اتفاقی طور پر ذکر کی گئی ہے، وگرنہ صرف عمر کی قید لگانے سے عمری اور رحمی کے احکام نافذ ہو جائیں گے۔



## کِتَابُ الْوَقْفِ

### وقف کی کتاب

**وقف:**..... لغوی تعریف: اس کے لغوی معانی ٹھہرنے اور ٹھہرانے کے ہیں۔  
**اصطلاحی تعریف:**..... قرب الہی کی غرض سے کسی مال کو بعینہ تصرف سے روک دینا اور مباح مصارف میں اس سے نفع پہنچانا وقف کہلاتا ہے۔

**بَابُ مَشْرُوعِيَّةِ الْوَقْفِ وَفَضْلِهِ وَوَقْفِ الْمَشَاعِ وَالْمَنْقُولِ**  
 وقف کے جواز، اس کی فضیلت اور غیر منقسم اور منقول چیز کے وقف کا بیان

(۶۳۱۲)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ، إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ..)) (مسند احمد: ۸۸۳۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب ابن آدم فوت ہو جاتا ہے تو تین اعمال کے علاوہ اس کے تمام اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، ایک صدقہ جاریہ، دوسرا وہ علم جس سے فائدہ اٹھائے جائے اور تیسرا وہ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔“

**فوائد:**..... وقف، صدقہ جاریہ کی ایک صورت ہے۔

(۶۳۱۳)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَصَابَ أَرْضًا مِنْ يَهُودِ بَنِي حَارِثَةَ يُقَالُ لَهَا: ثَمَغٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَصَبْتُ مَا لَا نَفِيسًا أُرِيدُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ، قَالَ: فَجَعَلَهَا صَدَقَةً لَا تُبَاعُ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بنی حارثہ کے یہودیوں سے ثمنغ نامی جو زمین حاصل کی تھی، اس کے بارے میں انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ گزارش کی: اے اللہ کے رسول! مجھے بڑا نفیس اور عمدہ مال ملا ہے، میں اس کو صدقہ کرنا چاہتا ہوں، پھر آپ ﷺ کے حکم

(۶۳۱۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۳۱ (انظر: ۸۸۴۴)

(۶۳۱۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۷۳۷، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ومسلم: ۱۶۳۲ (انظر: ۶۰۷۸)

کے مطابق انھوں نے اس کو اس طرح صدقہ کیا کہ نہ اس کو بیچا جائے گا، نہ ہبہ کیا جائے گا اور نہ یہ کسی کے ورثے میں آئے گی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آل کے سمجھ دار لوگ اس کی سرپرستی کریں گے، جو مال اس کے خرچ سے زائد ہوگا، اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ، مسافروں، غلاموں کو آزاد کرنے، فقراء، رشتہ داروں اور مہمانوں پر خرچ کیا جائے گا۔ اس کا نگران اچھے طریقے سے اس سے خود بھی کھالے اور مہمان کو بھی کھالے، لیکن اس سے مال بنانے کی کوشش نہ کرے۔ حماد کہتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبد اللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ کو اسی زمین سے تحفہ بھیجا کرتے تھے۔ سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے باپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرح اپنی اپنی زمین صدقہ کر دی تھیں، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی زمین کی نگران خود سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔

وَلَا تُوهَبُ وَلَا تُورَثُ، يَلْبِهَا ذُوو الرَّاْيِ  
مِنْ آلِ عُمَرَ، فَمَا عَقَا مِنْ ثَمَرَتِهَا جَعَلَهَا  
فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَابْنِ السَّبِيْلِ وَفِي  
الرِّقَابِ وَالفُقَرَاءِ وَذِي الْقُرْبَى وَالضَّيْفِ،  
وَلَيْسَ عَلَي مَنْ وَلِيهَا جُنَاحٌ اَنْ يَأْكُلَ  
بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ يُوْكَلَ صَدِيْقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ  
مِنْهُ، قَالَ حَمَادٌ: فَرَعَمَ عُمَرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنْ  
عَبَدَ اللّٰهُ بْنُ عُمَرَ كَاَنْ يَهْدِيْ اِلَى عَبْدِ اللّٰهِ  
بْنِ صَفْوَانَ مِنْهُ، قَالَ: فَتَصَدَّقْتَ حَفْصَةُ  
بِأَرْضٍ لَهَا عَلَي ذٰلِكَ وَتَصَدَّقَ ابْنُ عُمَرَ  
بِأَرْضٍ لَهُ عَلَي ذٰلِكَ وَوَلِيْتَهَا حَفْصَةُ۔  
(مسند احمد: 6078)

**فوائد:** ..... یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ انفاق تھا، عمدہ اور نفیس قسم کی زمینیں وقف کر دینا کسی سرمایہ دار کے بس کی بات نہیں ہے، ایسے عظیم عمل کے لیے اللہ تعالیٰ پر مضبوط ایمان اور رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت کی ضرورت ہے، بہر حال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے احکام مرتب کر کے یہ زمین وقف کر دی۔

معین افراد پر صدقہ کرنے کے بجائے عام لوگوں کے لیے وقف کر دینے کے فوائد زیادہ ہیں، پھر بھی ایسا اقدام کرنے والے کو حکمران یا سمجھ دار لوگوں سے مشورہ کر لینا چاہیے کہ علاقے میں عام وقف کی زیادہ ضرورت ہے یا چند افراد کو خاص کر دینے کی، نبی کریم ﷺ دونوں امور کا خیال رکھتے تھے۔

(6314)۔ وَعَنْهُ اَيْضًا قَالَ: اَوَّلُ صَدَقَةٍ  
كَانَتْ فِي الْاِسْلَامِ صَدَقَةُ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ  
رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِحْسِنْ اَصُوْلَهَا وَسَبِّلْ  
ثَمَرَتَهَا۔)) (مسند احمد: 6460)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا صدقہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا کیا ہوا تھا، ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان کھجوروں کی اصل کو روک لو اور ان کے پھلوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خیرات کر دو۔“

**فوائد:** ..... اس سے آپ ﷺ کا مقصود وقف ہی تھا۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفع کی چراگاہ کو گھوڑوں کے لئے خاص کر دیا تھا۔ حماد کہتے ہیں: میں نے پوچھا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھوڑوں کے لئے خاص کی تھی، انھوں نے کہا: جی نہیں، مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے خاص کی تھی۔

(۶۳۱۵)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَمَى النَّقِيعَ لِلخَيْلِ، قَالَ حَمَادٌ: فَقُلْتُ لَهُ: لِحَيْلِهِ؟ قَالَ: لَا، لِحَيْلِ الْمُسْلِمِينَ۔ (مسند حمد: ۶۴۳۸)

**فوائد:** ..... معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفاہ عامہ کے لئے چراگاہ وقف کی تھی، جس سے بلا امتیاز لوگ مستفید ہوتے تھے، مسلمانوں کے خلیفہ کو ایسا کرنے کا حق حاصل ہے، بعض دیہاتی علاقوں میں دیکھا گیا ہے کہ مویشیوں کے چرنے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوتی اور سارے چارے کا انتظام گھر میں ہی کرنا ہوتا ہے، اس سے مالکوں کا خرچ بھی زیادہ ہوتا ہے اور محنت بھی بہت کرنا پڑتی ہے، ایسے علاقوں کے سرمایہ دار لوگوں کو چاہیے کہ ایک دو ایکڑ زمین خرید کر اس میں مختلف درخت لگادیں، گھاس وغیرہ تو خود بخود آگ آتی ہے، اس سے لوگ آگ جلانے کے لیے لکڑیاں بھی کاٹ سکیں گے اور اپنے مویشی بھی چرائیں گے، یہ بہت بڑا صدقہ ہوگا، البتہ متعلقہ لوگوں کا پر خلوص ہونا ضروری ہے اور کہیں ایسا بھی نہ ہو کہ بعد میں آنے والے ان کی نسل کے لوگ احسان جتلانا شروع کر دیں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کے انصاریوں میں سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مال والے تھے اور انہیں بیرحاء والا مال سب سے زیادہ پسند تھا، یہ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں جاتے اور اس کا شیریں پانی پیتے رہتے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ”تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پہنچ سکتے، جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز کو خرچ نہیں کرو گے۔“ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ اور بیرحاء کا مال مجھے سب سے زیادہ پسند ہے، لہذا میں اسے رضائے الہی کے لئے صدقہ کرتا ہوں اور مجھے اس کی نیکی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ذخیرہ آخرت بننے کی امید ہے۔ اے اللہ کے رسول!

(۶۳۱۶)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالًا وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرِحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبَلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءِ فِيهَا طَيِّبٍ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرِحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ، أَرْجُو بِهَا بَرًّا وَذُخْرًا عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى، فَضَعَهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ، فَقَالَ

(۶۳۱۵) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابن حبان: ۴۶۸۳ (انظر: ۶۴۳۸)

(۶۳۱۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۴۶۱، ۲۳۱۸، ۲۷۵۲، ومسلم: ۹۹۸ (انظر: ۱۲۴۳۸)



جہاں آپ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مناسب سمجھتے ہیں، اس کو خرچ کر دیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”واہ، واہ، یہ تو بہت نفع بخش مال ہے، میں نے اس کے بارے میں سن لیا تھا، اب میرا خیال یہ ہے کہ تو اس کو قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دے۔“ یہ سن کر سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی اے اللہ کے رسول! میں ایسے ہی کروں گا، پھر اس باغ کو اپنے رشتہ داروں اور چچوں کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

النَّبِيُّ ﷺ: ((بَخ، بَخِ ذَاكَ مَالٌ رَابِعٌ، ذَاكَ مَالٌ رَابِعٌ وَقَدْ سَمِعْتُ، وَأَنَا أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ۔)) فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَفَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ۔ (مسند احمد: ۱۲۴۶۵)

**فوائد:**..... اب معاشرے کی صورتحال یہ ہے کہ لوگ اپنی مالی صلاحیت کے مطابق خرچ نہیں کرتے، ہر آدمی نے پانچ دس سو پچاس کو ہی کافی سمجھ لیا ہے، بلکہ اس پر مستزاد یہ کہ محتاجوں کا بڑے سرمایہ دار تک پہنچنا ہی ناممکن ہو گیا ہے، یہ مشاہدہ شدہ بات ہے کہ جب کسی مسجد یا اجتماع میں کسی محتاج کا اعلان کیا جاتا ہے تو اس پر صدقہ کرنے والے درمیانی آمدنی والے لوگ ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس پر کیا ہوا صدقہ دس بیس بیس کے نوٹوں پر مشتمل ہوتا ہے، بڑے سرمایہ دار یوں نکلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، جیسے اس محتاج پر صدقہ کرنا ان کے شایان شان نہیں ہے، مگر وہ جس پر میرا رب رحم کر دے، اگر دو ربوت میں ایسی حاجت محسوس کی جاتی تو صدقہ کرنے والے سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما جیسے بڑے لوگ ہوتے یا سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ جیسے سرمایہ دار۔ اب ایسی باتیں سننے کو نہیں ملتیں کہ فلاں نے کسی غریب کو گھر بنا کر دیا ہے، فلاں نے کسی کو کاروبار دیا ہے، فلاں نے غریب کی اولاد کی تعلیم کا خرچ اٹھالیا ہے، فلاں نے کسی کو دو چار ایکڑ زمین دی ہے، جبکہ اس سے بڑی نیکیاں کر سکنے والے کروڑ پتی اور ارب پتی موجود ہیں، یا یوں کہیں کہ اب معاشرے کے کئی افراد کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہ نسبت بہت زیادہ سرمایہ موجود ہے، لیکن نیکی کے معاملے میں صحابہ کے ہزاروں حصے تک بھی پہنچا جا رہا، یہ مقدار کی بات ہو رہی ہے، معیار میں ہمارا خیر القرون کے لوگوں سے موازنہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔

بَابُ مَنْ وَقَفَ مَسْجِدًا أَوْ بَيْتًا لَا يَكُونُ لَهُ فِيهَا إِلَّا مَا لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

مسجد یا کنوئیں کو وقف کرنے اور اللہ تعالیٰ پر اس کے اجر کا ثابت ہونے کا بیان، نیز وقف کرنے والے کا ان اشیاء میں وہی حصہ ہوگا، جو عام مسلمان کا ہوگا

(۶۳۱۷)۔ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنٍ الْقُسَيْرِيِّ ثُمَامَةُ بْنُ حَزْنٍ قَشِيرِي كَقْتَبِي: جَسْ دَن سَيَدِنَا عَثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَو قَال: شَهَدْتُ الدَّارَ يَوْمَ عَثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَطَلَعَ آرْمَاشُ فِي مِثْلَا كَيَا كِيَا، فِي اس دَن مَوْجُودَ تَهَا، دَه مَحَاصِرَه

(۶۳۱۷) تخريج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الترمذی: ۳۷۰۳، والنسائی: ۶/ ۲۳۵ (انظر: ۵۵۵)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کرنے والوں پر جھانکے اور کہا: میرے پاس ان دو آدمیوں کو بلا کر لاؤ، جنہوں نے تمہیں میرے خلاف ابھارا ہے، (ان کی مراد محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ تھی)، چنانچہ انہیں بلایا گیا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مسجد میں نمازیوں کی گنجائش نہ رہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کون ہے جو اپنے خالص مال میں سے یہ زمین خریدے گا اور پھر وہ عام مسلمانوں کی طرح رہے گا، تو اس کے لیے اس کے عوض لیکن اس سے بہتر گھر جنت میں ہوگا۔“ پس میں نے وہ جگہ اپنے خالص مال سے خریدی اور اس کو مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا، لیکن آج تم مجھے اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روک رہے ہو۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس میں بزرگوار کے سوا بیٹھے پانی والا کوئی کنواں نہیں تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اپنے خالص مال سے یہ کنواں خریدے گا اور پھر اس میں دوسروں مسلمانوں کے ڈولوں کی طرح ڈول ڈالے گا، تو اس کے لیے اس سے بہتر چیز جنت میں ہوگی۔“ پھر کہا: کیا تم جانتے ہو تنگی والے لشکر یعنی غزوة تبوک کو تیار کرنے والا میں ہی تھا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

عَلَيْهِمْ اِطْلَاعَةً فَقَالَ: اذْعُوا لِي صَاحِبَيْكُمُ  
الَّذَيْنِ الْبَاكُمَ عَلَيَّ فِدْعِيَا لَهُ، فَقَالَ:  
نَشَدْتُكُمَا اللّٰهَ اَتَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ  
لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ ضَاقَ الْمَسْجِدُ بِاَهْلِهِ  
فَقَالَ: ((مَنْ يَشْتَرِيْ هٰذِهِ الْبُقْعَةَ مِنْ خَالِصِ  
مَالِهِ فَيَكُوْنُ فِيْهَا كَالْمُسْلِمِيْنَ وَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا  
فِي الْجَنَّةِ)) فَاشْتَرَيْتَهَا مِنْ خَالِصِ مَالِي  
فَجَعَلْتُهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَنْتُمْ تَمْنَعُوْنِيْ اَنْ  
اُصَلِّيَ فِيْهَا رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: اَنْشُدْكُمْ اللّٰهَ  
اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ  
الْمَدِيْنَةَ لَمْ يَكُنْ فِيْهَا بِنْرٌ يَسْتَعْدَبُ مِنْهُ اِلَّا  
رُوْمَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ  
يَشْتَرِيْهَا مِنْ خَالِصِ مَالِهِ فَيَكُوْنُ دَلُوْهُ فِيْهَا  
كَدَلِي الْمُسْلِمِيْنَ وَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا فِي  
الْجَنَّةِ؟)) فَاشْتَرَيْتَهَا مِنْ خَالِصِ مَالِيْ فَانْتُمْ  
تَمْنَعُوْنِيْ اَنْ اَشْرَبَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ  
تَعْلَمُوْنَ اَنْبِيَّ صَاحِبُ جَيْشِ الْعُسْرَةِ؟ قَالُوْا:  
اللّٰهُمَّ نَعَمْ۔ (مسند احمد: ۵۵۵)

**فوائد:** یہ کتنی خوبصورت بات ہے کہ مسجد نبوی کی توسیع اور بزرگوار میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا وہی حق تھا، جو دوسرے عام مسلمان کا تھا، جبکہ زمین اور کنویں کو خریدنے کے لیے سرمایہ خرچ کرنے والے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ ہاں جب صرف اللہ تعالیٰ سے اجر لینے کا اور خدمت اسلام کا ارادہ ہو تو ایسی خوبصورت باتیں سننے کو مل جاتی ہیں، لیکن اب جبکہ..... اللہ کی قسم! سمجھ نہیں آرہی کہ کیسے اظہار مافی الضمیر کیا جائے، اب مسجد میں ایک کرسی رکھنے والا جب تک اس پر اپنا نام نہ لکھوا لے، اس کی تسلی نہیں ہوتی، ایک ہزار روپے کی رسید کٹوانے والے کو خصوصی پروٹوکول نہ دیا جائے یا سٹیج پر جگہ نہ دی جائے تو جناب کے خنجرے..... صدقہ وصول کرنے والے صدقہ کرنے والوں کی ہنسیوں کو ترستے

رہتے ہیں، مساجد و مدارس کے منتظمین کی توجہ عمارتوں کی خوبصورتی اور فنڈز دینے والوں کی رضامندی کے حصول پر مرکوز ہو کر رہ گئی ہے، کسی مسجد میں شرعی اصولوں کے مطابق سب سے بڑا عہدہ مسجد کے خادم، امام اور خطیب کا ہوتا ہے، لیکن اب ان عظیم لوگوں کو تنخواہ دار طبقے کے علاوہ کچھ نہیں سمجھا جا رہا، مسجد کے ہر نمازی کو اپنے امام اور خطیب پر اعتراض کرنے کا پورا حق حاصل ہوتا ہے اور پھر سنجیدگی کے ساتھ اس کے اعتراض کا جائزہ بھی لیا جاتا ہے، اب یہ سرے سے کوئی امتیاز ہی نہ رہا کہ فلاں مسجد کے خطیب یا امام میں نیکی کا پہلو غالب ہے۔ یہ اس دور کی مذموم صفات ہیں، جس میں مادیت پرستی اور ظاہر پرستی کا غلبہ ہو اور حقیقت حال کو مخفی رکھا جاتا ہو اور تزکیہ و طہارت کا فقدان ہو۔

گزارش ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی کی توسیع اور بزرگ روئے کی خریداری کے بارے میں جو اذکار فرمائے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما جس انداز میں ان کا مصداق بنے، ان پر غور کیا جائے اور اپنے نیکیوں کے صلے کو آخرت تک مؤخر کر دیا جائے۔



## کِتَابُ الْوَصَايَا

### وصیتوں کے مسائل

**فوائد:** ..... وصیت سے مراد وہ امور ہیں، جو وصیت کرنے والے کی موت کے بعد پیش آئیں، مثلاً: خاص معاہدہ کرنا، معین صدقہ کرنا، نیکیوں کا حکم دینا، برائیوں سے منع کرنا، آدمی اس قسم کے امور کے بارے میں جو خاص ارادہ رکھتا ہو، اس کو چاہیے کہ وہ اس کو تحریری شکل دے دے۔

**بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْوَصِيَّةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْحَيْفِ فِيهَا وَفَضِيلَةِ التَّنَجِيزِ حَالَ الْحَيَاةِ**  
وصیت کرنے پر رغبت دلانے، اس میں ظلم کرنے کی ممانعت اور زندگی میں ہی اس کا اہتمام کر لینے کی فضیلت کا بیان

(۶۳۱۸)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا حَقُّ أَمْرِيءٍ بَيَّنْتُ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ مَالٌ يُرِيدُ أَنْ يُوصِيَ فِيهِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ)) (مسند أحمد: ۵۱۱۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی کے پاس مال ہو اور وہ اس کے بارے میں کوئی وصیت کرنا چاہتا ہو تو اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دو راتیں گزرنے دے، مگر اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہیے۔“

(۶۳۱۹)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنِ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا حَقُّ أَمْرِيءٍ مُسْلِمٍ لَهُ مَالٌ يُوصِي فِيهِ بَيَّنْتُ ثَلَاثًا إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوبَةٌ)) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَمَا بَيَّنْتُ لَيْلَةً مُنْذُ سَمِعْتُهَا إِلَّا وَوَصِيَّتِي عِنْدِي

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس مسلمان کے پاس مال ہو اور وہ اس میں وصیت کرنا چاہتا ہو تو اس کا یہ حق نہیں ہے کہ تین راتیں گزرنے پائیں، مگر اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود ہونی چاہیے۔“ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب سے میں

(۶۳۱۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۷۳۸، ومسلم: ۱۶۲۷ (انظر: ۵۱۱۸)

(۶۳۱۹) تخریج: انظر الحديث السابق

نے یہ حدیث سنی تو میں نے ایک رات بھی نہ گزرنے دی، مگر میری وصیت میرے پاس لکھی ہوئی موجود رہی۔

مکتوبہ۔ (مسند احمد: ۶۱۰۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ کونسا صدقہ سب سے افضل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ضرور ضرور تجھے خبر دی جاتی ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ جب تو صدقہ کرے تو تو صحت مند ہو، لالچی ہو، زندگی کی امید ہو اور فقر و فاقے کا ڈر ہو، اور اس کام میں اتنی تاخیر نہ کر کہ جب جان حلق تک پہنچ جائے تو تو کہنا شروع کر دے کہ فلاں کو اتنا دے دو، فلاں کو اتنا دے دو، خبردار، وہ مال تو فلاں فلاں کا ہو چکا ہوتا ہے۔“

(۶۳۲۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((لَتُنْبَأَنَّ، أَنْ تَتَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَاحِبُ شَحِيحٍ تَأْمَلُ الْبَقَاءَ وَتَخَافُ الْفَقْرَ وَلَا تَمْهَلُ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا، أَلَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ)) (مسند احمد: ۷۴۰۱)

**فوائد:**..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موت کا غرہ طاری ہونے سے پہلے پہل صدقہ کر لینا چاہیے، اسی

طرح خیر و بھلائی والی وصیت اس وقت سے پہلے تیار کر لینی چاہیے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی ستر برس تک نیکو کار لوگوں والے عمل کرتا ہے، مگر جب وہ وصیت کرتا ہے اور اس میں ظلم کر جاتا ہے تو اس کا خاتمہ بدتر عمل پر ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور ایک آدمی ستر برس تک برے لوگوں والے عمل کرتا ہے، مگر وہ وصیت کرنے میں عدل کر جاتا ہے، تو اس کا خاتمہ بہترین عمل پر ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔“ پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ. وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ

(۶۳۲۱)۔ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلٍ أَهْلِ الْخَيْرِ سَبْعِينَ سَنَةً فَإِذَا أَوْصَى حَافٍ فِي وَصِيَّتِهِ فَيُخْتَمُ لَهُ بِشَرِّ عَمَلِهِ فَيَدْخُلُ النَّارَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلٍ أَهْلِ الشَّرِّ سَبْعِينَ سَنَةً فَيَعْدِلُ فِي وَصِيَّتِهِ فَيُخْتَمُ لَهُ بِخَيْرِ عَمَلِهِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ)) قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَأَقْرَأُ وَإِنْ شِئْتُمْ: ﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾ (مسند احمد: ۷۷۲۸)

(۶۳۲۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۴۱۹، ومسلم: ۱۰۳۲ (انظر: ۷۴۰۷)

(۶۳۲۱) تخریج: اسنادہ ضعیف۔ أخرجه مختصراً ابوداود: ۲۸۶۷، والترمذی: ۲۱۱۷ (انظر: ۷۷۴۲)



عَذَابٌ مُّهِينٌ۔” یہ حدیث اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے گا، اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں لے جائے گا، جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدوں سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، ایسوں ہی کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔“ (سورہ نساء: ۱۳، ۱۴)

**فوائد:**..... یہ روایت تو ضعیف ہے، بہر حال وصیت کا شرعی اصولوں کے مطابق ہونا ضروری ہے، وگرنہ وہ ظلم ہوگی اور لو احقین پر فرض ہوگا کہ وہ اس پر عمل نہ کریں، مثلاً: کسی ایک وارث کے حق میں وصیت کرنا، ایک تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنا، قطع رحمی کی وصیت کرنا، یہ سب ظلم کی قسمیں ہیں۔

(۶۳۲۲)۔ عَنِ ابْنِ حَبِيبَةَ الطَّائِيِّ قَالَ: أَوْصَى إِلَيَّ أَخِي بِطَائِفَةٍ مِنْ مَالِهِ قَالَ: فَلَقَيْتُ أَبَ الدَّرْدَاءِ فَقُلْتُ: إِنَّ أَخِي أَوْصَانِي بِطَائِفَةٍ مِنْ مَالِهِ فَأَلَيْنَ أَضَعُهُ؟ أَوْ فِي الْفُقَرَاءِ أَوْ فِي الْمُجَاهِدِينَ أَوْ فِي الْمَسَاكِينِ؟ قَالَ: أَمَّا أَنَا فَلَوْ كُنْتُ لَمْ أَعْدِلْ بِالْمُجَاهِدِينَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَثَلُ الَّذِي يُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ (وَفِي لَفْظٍ: مَثَلُ الَّذِي يُعْتِقُ أَوْ يَتَصَدَّقُ عِنْدَ مَوْتِهِ) مَثَلُ الَّذِي يُهْدِي إِذَا شَبِعَ)) زَادَ فِي رِوَايَةٍ: قَالَ أَبُو حَبِيبَةَ: فَأَصَابَنِي مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ۔ (مسند احمد: ۶۲، ۲۲۰)

ابو حبيبہ طائی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میرے بھائی نے کچھ مال صدقہ کرنے کی وصیت کی، میں نے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ میرے بھائی نے مجھے کچھ مال کا صدقہ کرنے کی وصیت کی تھی، اب میں وہ کس کو دوں، فقیروں کو یا مجاہدوں پر یا مسکینوں کو؟ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر یہ مال میرا ہوتا تو میں کسی کو مجاہدوں کے برابر نہ قرار دیتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص موت کے قریب جا کر غلام آزاد کرتا ہے یا صدقہ کرتا ہے، تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو پہلے خود سیر ہوتا ہے اور پھر دوسروں کو دیتا ہے۔“ ابو حیبہ نے کہا: مجھے بھی اس مال میں سے کچھ ملا تھا۔

**فوائد:**..... موت کے قریب یعنی موت کی علامتیں ظاہر ہونے سے قبل بھی صدقہ کرنا درست ہے، البتہ پسندیدہ قانون وہی ہے جو حدیث نمبر (۶۳۲۰) میں گزر چکا ہے۔

(۶۳۲۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة ابی حبيبَةَ الطائِيِّ۔ أخرجه ابو داود: ۳۹۶۸، والترمذی: ۲۱۲۳، والنسائی: ۶/۲۳۸ (انظر: ۲۱۷۱۹)

(۶۳۲۳)۔ عَنْ حَكِيمِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَوْصَى وَلَدَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ قَالَ: اتَّقُوا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَسَوِّدُوا أَكْبْرَكُمْ، فَإِنَّ الْقَوْمَ إِذَا سَوَّدُوا أَكْبَرَهُمْ خَلَفُوا آبَاهُمْ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، وَإِذَا مِتُّ فَلَا تَنُوحُوا عَلَيَّ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَنْحَ عَلَيْهِ۔

سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ نے موت کے قریب اپنے بیٹوں کو یہ وصیت کی کہ: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اپنے میں سے سب سے بڑے آدمی کو سردار مقرر کرنا، بیشک لوگ جب بڑے کو سردار مقرر کرتے ہیں، تو وہ اپنے باپ کا جانشین بنا لیتے ہیں اور جب مجھے موت آ جائے تو مجھ پر نوحہ نہ کرنا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ پر نوحہ نہیں کیا گیا تھا۔

(مسند احمد: ۲۰۸۸۸)

**فوائد:** ..... سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ موت کے بعد سے متعلقہ امور کے بارے میں وصیت کر رہے ہیں، خاندان کے بڑے لوگ یقیناً بارعب ہوتے ہیں، ان کی باتیں تسلیم کی جاتی ہیں، لیکن بڑے لوگوں کو کبھی بھی درج ذیل حدیث سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلْخَيْرِ، مَغَالِيقَ لِلشَّرِّ، وَإِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلشَّرِّ، مَغَالِيقَ لِلْخَيْرِ، فَطُوبَى لِمَنْ جَعَلَ اللَّهُ مَفَاتِيحَ الْخَيْرِ عَلَى يَدَيْهِ، وَوَيْلٌ لِمَنْ جَعَلَ اللَّهُ مَفَاتِيحَ الشَّرِّ عَلَى يَدَيْهِ)) ..... ”بیشک بعض لوگ ایسے ہیں جو نیکی کا سرچشمہ اور برائی کی راہ روکنے والے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں جو شر کا منبع اور نیکی کی راہ بند کرنے والے ہیں۔ اس آدمی کے لیے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے ہاتھ پر خیر کی راہیں کھول دیں اور ہلاکت ہے اس آدمی کے لیے جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے شر کی راہیں کھول دیں۔“ (ابن ماجہ: ۲۳۷، صحیحہ: ۱۳۳۲)

اللہ تعالیٰ بعض افراد کو ان کے خاندانوں میں خاص مقام و مرتبہ عطا کرتا ہے، خاندان کے افراد ان کو اپنے قبیلے کا سربراہ اور چاہتے نہ چاہتے ہوئے اپنے آپ کو ان کے فیصلوں کا پابند سمجھتے ہیں۔ ایسے معزز لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنے خاندانوں میں اچھے امور کو رواج دیں، شریعت کے مخالف امور کا خاتمہ کریں۔ اس میں تو سربراہ کا کوئی کمال نہیں ہے کہ اس کے ماتحت افراد اپنی من مانیوں کرتے رہیں اور اس کی حیثیت تماشائی کے سوا کچھ نہ ہو۔

اس حدیث میں ایسے سربراہوں کے لیے سخت وعید بیان کی گئی ہے، جن کی قیادت میں شادی بیاہ جیسے موقعوں پر شریعت کے مخالف امور کو بھرپور انداز میں ترجیح دی جاتی ہے۔

بَابُ جَوَازِ تَبْرُعَاتِ الْمَرِيضِ مِنَ الثَّلَاثِ فَأَقْلَ وَمَنْعِهِ مِنَ الزِّيَادَةِ عَلَيْهِ  
 بیمار آدمی کا ایک تہائی مال یا اس سے کم سے صدقات و خیرات کرنے کے جواز اور  
 اس سے زیادہ کرنے کی ممانعت کا بیان

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں  
 حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، ہوا یوں  
 کہ میں بیمار ہو گیا اور ایسے لگا کہ موت قریب آگئی ہے، رسول  
 اللہ ﷺ نے میری تیمارداری کرنے کے لیے تشریف لائے،  
 میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں بہت زیادہ مال والا  
 ہوں اور صرف میری ایک بیٹی میری وارث بننے والی ہے، تو کیا  
 میں اپنے دو تہائی مال کی وصیت نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے  
 فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے کہا: نصف مال کی وصیت کر دوں؟  
 آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے کہا: ایک تہائی مال  
 کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، تیسرے کی ٹھیک ہے  
 اور یہ بھی زیادہ ہے، اے سعد! اگر تو اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑ  
 جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو انہیں ایسی فقیری کی حالت  
 میں چھوڑے کہ وہ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتے  
 پھریں، اے سعد! اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جو بھی خرچ کرو  
 گے، اس کا اجر پاؤ گے، حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کو کھلاتے  
 ہو، اس میں بھی اجر پاؤ گے۔“ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ  
 کے رسول! کیا میں (اس بیماری کی وجہ سے) اپنے ساتھیوں  
 کے بعد مکہ میں رہ جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو باقی  
 رہ بھی جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی تلاش کرنے کے لیے  
 جو عمل بھی کرے گا تو اس کے ذریعے تیرے درجے بلند ہوں  
 گے، ممکن ہے کہ تو زندہ رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے  
 ذریعے بعض لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور بعض کو نقصان۔“ پھر

(۶۳۲۴)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي  
 وَقَاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ  
 اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمَرَضْتُ مَرَضًا  
 أَشَقَيْتُ عَلَى الْمَوْتِ فَعَادَنِي رَسُولُ  
 اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! إِنْ لِي  
 مَا لَا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي،  
 أَفَأَوْصِي بِثُلَاثِي مَالِي؟ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ:  
 بِشَطْرٍ مَالِي؟ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ: بِثُلُثِ  
 مَالِي؟ قَالَ: ((الْثُلُثُ وَالْثُلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ يَا  
 سَعْدُ! أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ  
 أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، إِنَّكَ يَا  
 سَعْدُ! لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ  
 تَعَالَى إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا، حَتَّى اللَّقْمَةَ  
 تَجْعَلُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ)) قَالَ: قُلْتُ: يَا  
 رَسُولَ اللَّهِ! أُخَلِّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟ قَالَ:  
 ((إِنَّكَ لَنْ تَخْلَفَ فَتَعْمَلْ عَمَلًا تَبْغِي بِهِ  
 وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى إِلَّا أزدَدَتْ بِهِ دَرَجَةً  
 وَرِفْعَةً، وَلَعَلَّ تُخَلِّفُ حَتَّى يَنْفَعُ اللَّهُ بِكَ  
 أَقْوَامًا وَيَضْرِبَكَ آخِرِينَ، اللَّهُمَّ امْضِ  
 لِأَصْحَابِي هَجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَيَّ  
 أَعْقَابِهِمْ)) لَيْكِنَ الْبَائِسَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ  
 رَفِي لَهٗ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ مَاتَ بِمَكَّةَ۔

(۶۳۲۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۶، ۳۹۳۶، ۵۶۶۸، ومسلم: ۱۶۲۸ (انظر: ۱۵۲۴)

آپ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت مکمل فرما دے اور ان کو ان کی ایڑیوں کے بل نہ لوٹا، لیکن بیچارہ سعد بن خولہ۔“ دراصل آپ ﷺ کو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ پر اس لیے ترس آتا تھا کہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے تھے۔

**فوائد:**..... نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس بیماری سے شفا یاب ہو کر اتنی طویل زندگی پائی کہ وہ عراق وغیرہ کی فتح میں شریک ہوئے، ان کی وجہ سے کئی مسلمانوں کو دین و دنیا میں فائدہ ہوا اور کئی کافروں کو اسی قسم کا نقصان ہوا، اس وقت تو ان کی صرف ایک بیٹی تھی، لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو کثیر اولاد سے نوازا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کے نو بیٹوں اور بارہ بیٹیوں کا تذکرہ کیا ہے۔

بہر حال اس حدیث مبارکہ سے مسئلہ یہ سمجھ آیا کہ آدمی کو ایک تہائی مال سے زائد وصیت کرنے کا اختیار نہیں ہے، آپ ﷺ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک تہائی کی مقدار بھی زیادہ ہے، اس سے بھی کم وصیت کرنی چاہیے۔

(۶۳۲۵)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ قَالَ: قَالَ سَعْدٌ: فِي سَنِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الثُّلُثُ، أَنَا نِسِي يَعْوُذُنِي قَالَ: فَقَالَ لِي: ((أَوْصَيْتَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، جَعَلْتُ مَالِي كُلَّهُ فِي الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ، قَالَ: ((لَا تَفْعَلْ)) قُلْتُ: إِنَّ وَرَثَتِي أَعْيَاءٌ قُلْتُ: الثُّلُثِيْنَ؟ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ: فَالْشُّطْرُ؟ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ: الثُّلُثُ؟ قَالَ: ((الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ)) (مسند احمد: ۱۵۰۱)

ابو عبد الرحمن سلمی سے مروی ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: مال کے تیسرے حصے سے وصیت کا طریقہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے جاری فرمایا تھا، آپ ﷺ تیار داری کے لئے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”تو نے وصیت کی ہے؟“ میں نے عرض کی: جی کی ہے اور سارا مال فقیروں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے مقرر کر دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس طرح نہ کر۔“ میں نے کہا: میرے سارے وارث مال دار ہیں، تو پھر دو تہائی مال کی کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے کہا: نصف مال کی کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ میں نے کہا: ایک تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں، ایک تہائی کی کر سکتے ہیں، لیکن یہ بھی زیادہ ہے۔“

(۶۳۲۶)۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَوْ أَنَّ النَّاسَ غَضُّوا مِنَ الثُّلُثِ إِلَى الرَّبْعِ فَإِنَّ

(۶۳۲۵) تخریج: انظر الحديث السابق

(۶۳۲۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۲۹ (انظر: ۲۰۳۴)

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الثُّلُثُ كَثِيرٌ)) کرنا اختیار کر لیتے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”تیسرے حصے کی وصیت کرنا بھی زیادہ ہے۔“ (مسند احمد: ۲۰۳۴)

**فوائد:**..... ان احادیث سے رشتہ داروں کے حقوق کا اندازہ کر لینا چاہیے، بعض بے اولاد سرمایہ دار لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنے سرمائے کے بارے میں اس وجہ سے بھی پریشان رہتے ہیں کہ ان کے بعد اس سرمائے کو فلاں فلاں آدمیوں میں تقسیم کر دیا جائے گا، ایسے افراد کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی میں کچھ مقدار اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیں، کچھ مقدار کے بارے میں وصیت کر دیں اور باقی ترکہ کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی ہو کر وارثوں میں تقسیم ہونے دیں، اس مقام پر ان کے دل میں کوئی تنگی نہیں ہونی چاہیے، وگرنہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ آدمی اللہ تعالیٰ کے احکام کو ناپسند کر رہا ہے۔

(۶۳۲۷)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ تَصَدَّقَ عَلَيْكُمْ بِثُلُثِ أَمْوَالِكُمْ عِنْدَ وَفَاتِكُمْ)) (مسند احمد: ۲۸۰۳۰)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں وفات کے وقت اپنے مالوں میں سے ایک تہائی کا صدقہ کر دینے کی اجازت دے دی ہے۔“

(۶۳۲۸)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوكِينَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أُصَلِّيَ عَلَيْهِ)) قَالَ: ثُمَّ دَعَا بِالرَّقِيقِ فَجَزَّاهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرْقَّ أَرْبَعَةَ۔ (مسند احمد: ۲۰۱۰۶)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے موت کے وقت اپنے چھ غلام آزاد کر دیئے، جبکہ ان کے علاوہ اس کا کوئی اور مال بھی نہیں تھا، جب یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے ارادہ کیا کہ اس کی نماز جنازہ ہی نہ پڑھاؤں۔“ پھر آپ ﷺ نے ان غلاموں کو بلایا اور ان کے تین حصے کر کے (قرعہ کے ذریعے) دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام ہی رہنے دیا۔

**فوائد:**..... قرعہ کا ذکر اگلی حدیث مبارکہ میں ہے۔

(۶۳۲۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ عِنْدَ مَوْتِهِ سِتَّةَ رَجُلَةٍ لَهُ، فَجَاءَ وَرَثَتُهُ مِنَ الْأَعْرَابِ فَأَخْبَرُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَمَّا صَنَعَ، قَالَ: قَدْ فَعَلَ ذَلِكَ؟ قَالَ: ((لَوْ

(دوسری سند) ایک آدمی نے موت کے وقت چھ غلام آزاد کئے، اس کے وارث بدو لوگوں نے جب رسول اللہ ﷺ کو اس کے کیے سے آگاہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا واقعی اس نے ایسا کیا ہے؟“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر مجھے

(۶۳۲۷) تخریج: حدیث محتمل للتحسين بشواهدہ۔ أخرجه البزار: ۱۳۸۲ (انظر: ۲۷۴۸۲)

(۶۳۲۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۶۸ (انظر: ۱۹۸۶۶)

(۶۳۲۹) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول



پہلے معلوم ہوتا تو میں نے ان شاء اللہ اس کی نماز جنازہ ہی نہیں پڑھنی تھی۔“ پھر آپ ﷺ نے غلاموں کے درمیان قرعہ ڈالا اور ان میں سے دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام ہی رہنے دیا۔ (مسند احمد: ۲۰۲۵۳)

**فوائد:**..... مرنے والے کی جو وصیت اور شرط شرعی، ایجاب کے مخالف ہوگی، اس کو مردود اور بے اثر سمجھا جائے گا، اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اس میت کے فیصلے کو رد کر دیا اور ایک تہائی کی گنجائش کے مطابق دو غلاموں کو آزاد کر دیا اور چار کو ورثاء میں تقسیم کر دیا۔

(۶۳۳۰)۔ عَنِ أَبِي زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ سَيِّدِنَا ابُو زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ نَبِيِّ كَرِيمٍ ﷺ أَنَّ سَيِّدِنَا ابُو زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ۲۳۲۸۰) حدیث بیان کی ہے۔

**فوائد:**..... اس حدیث مبارکہ میں یہ بات بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر مجھے اس کے دفن سے پہلے پتہ چلتا تو میں اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیتا۔“

(۶۳۳۱)۔ عَنْ ذِيَالِ بْنِ عُيَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ بْنَ جَدِيمٍ جَدِّي أَنَّ جَدَّهُ حَنِيفَةَ قَالَ لِحَدِيمٍ: اجْمَعْ لِي بَنِي فَيَاتِنِي أُرِيدُ أَنْ أَوْصِيَ، فَجَمَعَهُمْ فَقَالَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا أَوْصَى أَنْ لِيَتِمَّ هَذَا الَّذِي فِي حَجْرِي مِائَةً مِنَ الْبَابِلِ الَّتِي كُنَّا نَسْمِيهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ الْمُطْبِيَّةِ، فَقَالَ حَدِيمٌ: يَا أَبْتَ إِنِّي سَمِعْتُ بَيْنَكَ يَقُولُونَ: إِنَّمَا نُقْرُ بِهَذَا عِنْدَ آبِنَا فَإِذَا مَاتَ رَجَعْنَا فِيهِ، قَالَ: بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ حَدِيمٌ: رَضِينَا، فَأَرْتَفَعَ حَدِيمٌ وَحَنِيفَةُ وَحَنْظَلَةُ مَعَهُمْ غَلَامٌ وَهُوَ رَدِيفٌ لِحَدِيمٍ، فَلَمَّا اتَّوَا

حظله بن حذیم کہتے ہیں میرے دادا سیدنا حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سیدنا حذیم رضی اللہ عنہ سے کہا: اے میرے بیٹے! میرے تمام بیٹوں کو ایک جگہ جمع کرو، میں انہیں وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے انہیں اکٹھا کیا، پس سیدنا حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سب سے پہلی وصیت یہ کرتا ہوں کہ جو یتیم میری کفالت میں ہے، میں اسے سواوٹ دیتا ہوں، ہم جاہلیت میں اس عطیہ کو مطبیہ کہتے تھے۔ سیدنا حذیم رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابا جان! میرے بھائی کہہ رہے ہیں کہ جب تک ہمارا باپ زندہ ہے ہم اس چیز پر برقرار رہیں گے، لیکن جب وہ فوت ہو جائے گا تو ہم یہ عطیہ واپس لے لیں گے۔ سیدنا حنیفہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: تو پھر میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ سیدنا حذیم رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اس پر راضی ہو گئے، پس

(۶۳۳۰) تحریج: صحیح لغيره۔ أخرجه سعيد بن منصور في "سننه": ۴۰۹، والطحاوی فی "شرح المشکل": ۷۴۰ (انظر: ۲۲۸۹۲)

(۶۳۳۱) تحریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۳۴۷۷، ۳۵۰۰، وفي "اللاوسط": ۲۹۱۷ (انظر: ۲۰۶۶۵)



حیوان لائے جاتے، جن کے تھن سوچے ہوئے ہوتے تھے، لیکن جب وہ اپنے ہاتھ پر تھوکتے اور بسم اللہ کہتے اور اپنا ہاتھ اپنے سر کے اس مقام پر رکھتے، جس پر رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا اور پھر وہ ہاتھ اس درم والی جگہ پر پھیر دیتے۔ ذیال کہتے ہیں: پس وہ درم ختم ہو جاتا تھا۔

**فوائد:**..... آپ ﷺ نے حقیقی ورثاء کے حق کو مقدم رکھا۔

### بَابُ لَا وَصِيَّةَ لِرِوَارِثٍ

وارث کے لیے وصیت کے نہ ہونے کا بیان

(۶۳۳۲)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ الْحُسَيْنِيِّ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ مَاتَ وَرِثَتُهُ لِرِوَارِثٍ فَارِثُهُ لِرِوَارِثٍ. (مسند احمد: ۱۸۲۵۴)

سیدنا عمرو بن خارجه حُسنی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا، جبکہ آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار تھے اور آپ ﷺ کی سواری جگالی کر رہی تھی اور اس کا لعاب میرے کندھوں پر بہ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میراث سے ہر انسان کا حصہ مقرر کر دیا ہے، اس لیے کسی وارث کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔“

**فوائد:**..... ایک تہائی مال کی وصیت کا تعلق اس آدمی سے ہے، جو وارث نہ بن رہا ہو، مرنے والے کو کسی وارث کے حق میں اس کے شرعی حصے سے زیادہ وصیت کرنے کی اجازت نہیں ہے، اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کی وصیت کو رد کر دیا جائے گا۔

(۶۳۳۳)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ: عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَلَا وَصِيَّةَ لِرِوَارِثٍ.)) (مسند احمد: ۲۲۶۵۰)

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے حجۃ الوداع والے سال خطبہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے، پس وارث کے لئے وصیت جائز نہیں ہے۔“..... الحدیث

(۶۳۳۲) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۷۱۲، والنسائي: ۲/ ۲۷۴ (انظر: ۱۸۰۸۶)

(۶۳۳۳) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداود: ۲۸۷۰، ۳۵۶۵، وابن ماجه: ۲۰۰۷، ۲۲۹۵،

۲۳۹۸، ۲۴۰۵، ۲۷۱۳ (انظر: ۲۲۲۹۴)

## بَابُ حُكْمِ الْوَصِيِّ فِي الْيَتِيمِ

یتیم کے بارے میں وصیت کرنے والے کا بیان

(۶۳۳۴)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! لَا تَوْلِيَنَّ مَالَ يَتِيمٍ وَلَا تَأْتِرَنَّ عَلَيَّ اثْنَيْنِ» (مسند احمد: ۲۱۸۹۶) اور نہ ہی دو شخصوں کے درمیان قاضی بننا۔“

**فوائد:**..... یتیم کی کفالت اور قضا کا شعبہ بہترین اعمال ہیں، لیکن ان کے کمال زہد و تقویٰ اور عدل و انصاف کی ضرورت ہے، ان بڑی ذمہ داریوں کو سامنے رکھ کر آپ ﷺ نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کو ان اعمال سے دور رہنے کا مشورہ دیا، اس چیز کا بڑا امکان ہوتا ہے کہ فیصلہ کرتے وقت قاضی کا رجحان کسی ایک فریق کی طرف ہو جائے اور یتیم کی کفالت کرتے کرتے اس کا مال استعمال کر لیا جائے۔

(۶۳۳۵)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: لَيْسَ لِي مَالٌ وَلِي يَتِيمٌ؟ فَقَالَ: ((كُلُّ مَنْ مَسَّالَ يَتِيمَكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُبَدِّرٍ وَلَا مُتَأْتِلٍ مَالًا وَمِنْ غَيْرِ أَنْ تَقِيَ مَالَكَ)) أَوْ قَالَ: ((تَفْدِي مَالَكَ بِمَالِهِ)) شَكَ حُسَيْنٌ۔ (مسند احمد: ۷۰۲۲)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا اور کہا: میرے پاس کوئی مال نہیں ہے، البتہ ایک یتیم میری سرپرستی میں ہے تو کیا میں اس کا مال لے سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے یتیم کے مال سے کھا سکتے ہو، لیکن نہ اس میں اسراف ہو، نہ فضول خرچی، نہ مال کو جمع کرنے والے ہو اور اپنے مال کو بچانے والے ہو۔“ یا فرمایا: ”نہ اس کے مال کے ذریعے اپنے مال کو بچانے والے ہو۔“

**فوائد:**..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرپرست اپنے یتیم کے مال کے اضافے اور اصلاح کے لیے جو محنت کر رہا ہو، وہ اس مال سے اس کا عوض لے سکتا ہے، لیکن یہ اجرت معروف طریقے کے مطابق ہونی چاہیے، بہتر یہ ہے کہ ایسا سرپرست معاشرے یا خاندان کے عدل و انصاف اور فہم و فراست والے دو افراد سے اپنی اجرت کا تعین کروالے، تاکہ اس کا نفس مختلف حیل و حجت کرنے سے محفوظ ہو جائے، باقی ہدایات حدیث میں ہی بیان کر دی گئی ہیں۔

(۶۳۳۶)۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ﴾ نازل ہوئی کہ ”یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اچھے طریقے

(۶۳۳۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۸۲۶ (انظر: ۲۱۵۶۳)

(۶۳۳۵) اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداود: ۲۸۷۲، والنسائی: ۶/۲۵۶، وابن ماجه: ۲۷۱۸ (انظر: ۷۰۲۲)

(۶۳۳۶) اسنادہ ضعيف، عطاء بن السائب كان قد اختلط۔ أخرجه ابوداود: ۲۸۷۱ (انظر: ۳۰۰۰)

أَحْسَنُ ﴿ عَزَلُوا أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ جَعَلَ  
 الطَّعَامُ يَفْسُدُ وَاللَّحْمُ يَبْتِنُ فَذَكَرَ ذَلِكَ  
 لِسَيِّبِ ۖ فَانزَلَتْ: ﴿وَإِنْ تَخَالَطَوْهُم  
 فَاخْوَانُكُمْ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ  
 الْمَصْلِحِ﴾ قَالَ: فَخَالَطَوْهُم - (مسند احمد: ۳۰۰۰)

کے ساتھ۔“ تو لوگوں نے یتیموں کے مال اپنے مالوں سے  
 علیحدہ کر دیئے، (لیکن اس وجہ سے یہ خرابی پیدا ہو گئی کہ) یتیم  
 کا کھانا خراب ہو جاتا اور گوشت میں بدبو پیدا ہو جاتی اور اس  
 طرح اس کا مال ضائع ہو جاتا، پس جب یہ بات نبی  
 کریم ﷺ کے سامنے پیش کی گئی تو یہ حکم نازل ہوا کہ ”اگر تم  
 ان یتیموں کو اپنے ساتھ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہی تو ہیں اور  
 اللہ تعالیٰ اصلاح کرنے والے میں سے فساد کرنے والے کو  
 جانتا ہے۔“

**فوائد:** ..... حافظ ابن کثیر نے کہا: مجاہد، عطاء، شعبی، ابن ابی لیلیٰ، قتادہ اور کئی سلف و خلف نے ان دو آیتوں کا

یہی شان نزول بیان کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱ / ۳۷۵)

حدیث میں مذکورہ پہلی آیت کا تقاضا یہ ہے کہ جس یتیم کی کفالت تمہاری ذمہ داری قرار پائے، تو اس کی ہر طرح  
 خیر خواہی کرنا تمہارا فرض ہے، اس کو وراثت سے جو مال ملا ہے، اس وقت تک پورے خلوص سے اس کی حفاظت کی  
 جائے، جب تک وہ بلوغت اور شعور کی عمر کو نہ پہنچ جائے، یہ نہ ہو کہ کفالت کے نام پر اس کی عمر شعور سے پہلے ہی اس کے  
 مال یا جائیداد کو ٹھکانے لگا دیا جائے۔ جب صحابہ کرام نے یہ ہدایات سنیں تو انہوں نے اپنے آپ کو ہر قسم کی وعید اور تہمت  
 سے بچانے کے لیے یتیم کا مال و متاع ہی سرے سے الگ الگ کر دیا، لیکن اس سے یتیم کے مال کا نقصان ہونے لگ  
 گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت نازل کر کے وضاحت کی کہ بغرض اصلاح و بہتری ان کے مال کو اپنے مال کے ساتھ  
 ملا لو۔





## كِتَابُ الْفَرَايِضِ

### فَرَايِضُ كِتَابِ الْفَرَايِضِ

**فرائض:** ..... یہ لفظ فریضہ کی جمع ہے، اس سے مراد وہ اعمال، حدود اور قوانین ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر فرض کیے گئے ہیں، اس کتاب میں فرائض سے مراد علم میراث ہے، یہ ایک مفصل اور مستقل بالذات فن ہے، اس کے تمام احکام و مسائل کی معرفت کے لیے اس فن پر لکھی گئی مخصوص کتابوں کی طرف رجوع کرنا پڑے گا، ہم اس کتاب میں صرف مذکورہ احادیث مبارکہ کی توضیح پیش کریں گے اور مسائل کا احاطہ نہیں کریں گے۔

ہم نے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ”الاعوان الناجية في شرح الفرائض السراجية“ کے نام سے اس فن کی ایک کتاب پیش کی ہے۔

### بَابُ مَوَانِعِ الْإِرْثِ

#### میراث کے موانع کا بیان

(۶۳۳۷)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيْنَ تَنْزَلُ عَدَا إِنِ شَاءَ اللَّهُ؟ وَذَلِكَ زَمَنَ الْفَتْحِ، فَقَالَ: ((هَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ مَنْزِلٍ)) ثُمَّ قَالَ: ((لَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ وَلَا الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ)) وَفِي لَفْظٍ: ((الْمُسْلِمُ)) بَدَلَ الْمُؤْمِنِ۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ کل مکہ میں کہاں اتریں گے؟ یہ فتح مکہ کے زمانے کی بات تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی جگہ چھوڑی ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کافر مؤمن کا اور مؤمن کافر کا وارث نہیں بن سکتا۔“

(مسند احمد: ۲۲۰۹۵)

**فوائد:** ..... جب ابوطالب فوت ہوا تو اس کے دو بیٹے مسلمان ہونے کی وجہ سے اس کے ترکہ سے محروم رہے، ایک سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ اور اس کے دو بیٹے عقیل اور طالب اس کے ساتھ کفر پر قائم تھے، سوسارا

ترکہ ان دونوں میں تقسیم کر دیا گیا، پھر جب غزوہ بدر میں طالب مارا گیا تو عقیل ساری جائیداد کا وارث بن گیا اور پھر اس کو بیچ دیا، بعد میں سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی کافر مسلمان کا اور کوئی مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا، کل موافق ارث تین ہیں: کفر، غلامی، قتل۔

(۶۳۳۸)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ سَيْدِنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَاصِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتَّى)) (مسند احمد: ۶۶۶۴) دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے۔

**فوائد:** ..... امام عظیم آبادی نے کہا: جمہور اہل علم کے نزدیک دو دینوں سے مراد اسلام اور کفر ہیں، اس طرح یہ حدیث سابق حدیث کے ہم معنی ہے، مختلف کفریہ ادیان والوں کا ایک دوسرے کا وارث بننا ثابت ہے، صرف امام اوزاعی اس حدیث کے عموم کے قائل ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہودی عیسائی کا اور عیسائی یہودی کا وارث نہیں بنے گا، اسی طرح باقی ادیان والوں کی صورتحال ہوگی۔ (عون المعبود: ۲ / ۱۳۱۴)

(۶۳۳۹)۔ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ قَالَ: كَانَ مُعَاذُ بِالْيَمَنِ فَاذْتَمَعُوا إِلَيْهِ فِي يَهُودِيٍّ مَاتَ وَتَرَكَ أَحَاهُ مُسْلِمًا فَقَالَ مُعَاذٌ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الْإِسْلَامَ يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ)) (مسند احمد: ۲۲۳۵۵)

ابو اسود دلی کہتے ہیں کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں تھے، لوگ ان کے پاس ایک یہودی کا مقدمہ لے کر آئے، وہ مر گیا تھا اور ایک مسلمان بھائی کو بطور وارث چھوڑا، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”اسلام اضافہ کرتا ہے، کمی نہیں کرتا۔“ پھر انھوں نے اس مسلمان کو یہودی کا وارث بنایا۔

**فوائد:** ..... راجح مسلک یہی ہے کہ مسلمان یہودی کا وارث نہیں بن سکتا، جیسا کہ اس باب کی پہلی دو احادیث سے پتہ چل رہا ہے۔

(۶۳۴۰)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ سَيْدِنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَاصِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ جَدِّهِ قَالَ: قَتَلَ رَجُلٌ ابْنَهُ عَمْدًا فَرَفَعَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَعَلَ عَلَيْهِ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنے بیٹے کو جان بوجھ کر قتل کر دیا، جب اس کا مقدمہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پیش ہوا تو انہوں نے بطور دیت

(۶۳۳۸) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابو داود: ۲۹۱۱، وابن ماجه: ۲۷۳۱ (انظر: ۶۶۶۴)

(۶۳۳۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، ابو الاسود الدیلی لایعرف له سماع من معاذ۔ أخرجه ابو داود: ۲۹۱۲ (انظر: ۲۲۰۰۵)

(۶۳۴۰) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۶۶۲، و الترمذی: ۱۴۰۰ (انظر: ۳۴۶)

اس قاتل پر تمیں حقوں، تمیں جذعوں اور چالیس دو دانے اونٹوں کا تعین کیا اور کہا: قاتل وارث نہیں بنتا، پھر کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ ”والد کو اولاد کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔“ تو میں نے تجھے قصاصاً قتل کر دینا تھا۔

مِنَ الْإِبِلِ ثَلَاثِينَ حِقَّةً وَثَلَاثِينَ جَذَعَةً وَأَرْبَعِينَ نَسِيَةً، وَقَالَ: لَا يَرِثُ الْقَاتِلُ، وَلَوْ لَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يُقْتَلُ وَالِدٌ بِوَلَدِهِ)) لَقَتَلْتُكَ. (مسند احمد: ۳۴۶)

(احمد: ۳۴۶)

**فوائد:**..... اگر باپ بیٹے کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کو قصاصاً قتل نہیں کیا جاسکتا ہے، البتہ وہ دیت ادا کرے گا، جو قتل ہونے والے کے وارثوں میں تقسیم ہوگی اور ایسے باپ کو مقتول کے ترکہ اور دیت سے محروم کر دیا جائے گا، کیونکہ قاتل قتل کی وجہ سے اپنے مقتول کی میراث سے محروم ہو جاتا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ ”قاتل کو وراثت سے کچھ نہیں ملتا۔“ تو میں تجھے مقتول بیٹے کا وارث قرار دیتا، پھر انھوں نے مقتول کے بھائی کو باپا اور اسے اونٹ دے دیئے۔

(۶۳۴۱) - وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ عُمَرُ: لَوْ لَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَيْسَ لِقَاتِلٍ شَيْءٌ)) لَوَرِثْتُكَ، قَالَ: وَدَعَا أَخَا الْمَقْتُولِ فَأَعْطَاهُ الْإِبِلَ. (مسند احمد: ۳۴۷)

(۳۴۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تمیں تجھے، تمیں جذعے اور چالیس ایسی اونٹیاں لیں جو دو دانے سے نوے سال میں داخل ہونے تک تھیں اور وہ ساری کی ساری حاملہ تھیں، پھر انھوں نے مقتول کے بھائی کو باپا یہ سارے اونٹ اسے دے دیئے اور باپ کو کچھ نہ دیا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”میراث میں سے قاتل کے لیے کچھ نہیں ہوتا۔“

(۶۳۴۲) - وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: أَخَذَ عُمَرُ مِنَ الْإِبِلِ ثَلَاثِينَ حِقَّةً وَثَلَاثِينَ جَذَعَةً وَأَرْبَعِينَ نَسِيَةً إِلَى بَازِلٍ عَامِهَا كُلُّهَا خَلْفَةٌ، قَالَ: ثُمَّ دَعَا أَخَا الْمَقْتُولِ فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ دُونَ أَبِيهِ، وَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَيْسَ لِقَاتِلٍ شَيْءٌ)) وَفِي لَفْظٍ: ((مِيرَاثٌ)) - (مسند احمد: ۳۴۸)

(میراث۔) - (مسند احمد: ۳۴۸)

**فوائد:**..... ”بازل“ ایسے اونٹ کو کہتے ہیں جو اپنی عمر کے نوے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

(۶۳۴۱) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه البيهقي: ۶ / ۲۱۹، ومانك في "الموطأ": ۲ / ۸۶۷، والنسائي في "الكبرى": ۶۳۶۸ (انظر: ۳۴۷)

(۶۳۴۲) تخریج: حسن لغیرہ، وانظر الحديث السابق - أخرجه (انظر: ۳۴۸)

بَابُ أَنَّ دِيَةَ الْمَقْتُولِ لِجَمِيعِ وَرَثَتِهِ، وَمَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْحَمْلِ بَعْدَ وَضْعِهِ إِنْ اسْتَهْلَّ  
مَقْتُولٌ كِي دیت تمام ورثاء کے لیے ہونے کا اور اس حمل کی میراث کا بیان، جس نے پیدا ہونے  
کے بعد حیج ماری ہو

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب  
رضی اللہ عنہ نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ دیت صرف عصبہ کو دی  
جائے، کیونکہ یہی لوگ دیت بھرتے ہیں، کیا تم میں سے کسی  
نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کوئی بات سنی ہے؟  
سیدنا ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ نے ان کو  
بدلوگوں کا عامل بنایا تھا، وہ کھڑے ہوئے اور کہا: رسول  
اللہ ﷺ نے مجھے یہ تحریری حکم بھیجا تھا کہ میں اشیم ضبابی کی  
بیوی کو ان کے خاوند کی دیت سے وارث قرار دوں۔

(۶۳۴۳)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ عُمَرَ  
بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا أَرَى الدِّيَةَ إِلَّا  
لِلْعَصْبَةِ لِأَنَّهُمْ يَعْقِلُونَ عَنْهُ، فَهَلْ سَمِعَ  
أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي ذَلِكَ  
شَيْئًا؟ فَقَامَ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ الْكَلَابِيُّ  
وَكَانَ اسْتَعْمَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى  
الْأَعْرَابِ: كَتَبَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ  
أُورِثَ امْرَأَةً أَشِيمَ الضَّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ  
زَوْجِهَا، فَأَخَذَ بِذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔

(مسند احمد: ۱۰۸۲۷)

**فوائد:** ..... خاوند بحیثیت خاوند اپنی بیوی کا عصبہ نہیں ہوتا، اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ مقتولہ کی دیت  
میں سے خاوند کو کچھ نہ دیا جائے، کیونکہ قاتل کی دیت ادا کرنے والے عصبہ ہوتے ہیں، لیکن جب ان کو حدیث مبارکہ کا  
علم ہوا کہ آپ ﷺ نے مقتولہ بیوی کی دیت میں سے اس کے خاوند کو اس کا حصہ دیا تھا، تو انھوں نے اپنے ارادے کو  
ترک کر دیا۔

(دوسری سند) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: دیت مرد کے عصبہ میں  
تقسیم ہوگی اور بیوی اپنے خاوند کی دیت میں سے کسی حصے کی  
وارث نہیں ہوگی، لیکن جب سیدنا ضحاک بن سفیان کلابی  
رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تحریری فرمان  
بھیجا تھا کہ میں اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کی دیت کا وارث  
بنائوں، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی رائے سے رجوع کر لیا تھا۔

(۶۳۴۴)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) أَنَّ عُمَرَ  
قَالَ: الدِّيَةُ لِلْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ  
زَوْجِهَا حَتَّىٰ أَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ  
الْكَلَابِيُّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَتَبَ إِلَيَّ أَنْ  
أُورِثَ امْرَأَةً أَشِيمَ الضَّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا  
فَرَجَعَ عُمَرُ عَنْ قَوْلِهِ۔ (مسند احمد: ۱۰۸۲۸)

(۶۳۴۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین

أخرجه ابوداود: ۲۹۲۷، والترمذی: ۱۴۱۵، وابن ماجه: ۲۶۴۲ (انظر: ۱۰۷۴۵)

(۶۳۴۴) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حمل بن مالک ہزلی رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی سے، جسے ان کی دوسری بیوی نے قتل کیا تھا، اس مقتولہ بیوی کی دیت سے وارث بنایا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پٹھ کا بچہ قتل کر دینے کی وجہ سے ایک غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ کیا تھا، اس طرح اس مقتولہ کا خاوند اور اس کے بیٹے اس کے وارث بن گئے، سیدنا حمل رضی اللہ عنہ کی دونوں بیویوں سے اولاد تھی۔ الحدیث۔

(۶۳۴۵)۔ عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى لِحَمَلِ بْنِ مَالِكِ الْهَذَلِيِّ بِمِيرَاثِهِ عَنِ امْرَأَتِهِ الَّتِي قَتَلَهَا الْآخَرَى وَقَضَى فِي الْجَنِينِ الْمَقْتُولِ بِغُرَّةِ عَبْدِ أَوْ أَمَةٍ، قَالَ: فَوَرَّثَهَا بَعْلُهَا وَبَنُوهَا قَالَ: وَكَانَ لَهُ مِنْ امْرَأَتَيْهِ كِلْتَيْهِمَا وَلَدٌ، الْحَدِيثُ۔ (مسند احمد: ۲۳۱۵۹)

**فوائد:**..... سیدنا حمل بن مالک رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں، ایک بیوی نے دوسری کو قتل کر دیا، قتل ہونے والی خاتون حاملہ تھی، اس طرح اس کا بچہ بھی ضائع ہو گیا، اب مقتول عورت کی دیت الگ تھی اور اس کے ضائع ہو جانے والے بچے کی دیت الگ تھی، بچے کی دیت ایک غلام یا لونڈی تھی، ان دونوں کی دیت مقتول بیوی کے خاوند اور بیٹوں میں تقسیم کر دی گئی۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ دیت، مقتول کے ورثاء کے حصوں کے بقدر ان کے درمیان تقسیم ہوگی۔

(۶۳۴۶)۔ عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى أَنَّ الْعَقْلَ مِيرَاثٌ بَيْنَ وَرَثَةِ الْقَتِيلِ عَلَى فَرَأْنِصِهِمْ۔ (مسند احمد: ۷۰۹۱)

**فوائد:**..... جس طرح میت کا ترکہ اس کے ورثاء میں ان کے حصوں کے بقدر تقسیم کیا جاتا ہے، اسی طرح مقتول کی دیت اس کے ورثاء میں تقسیم کی جاتی ہے۔

### بَابُ فِي أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَا يُورَثُونَ

اس چیز کا بیان انبیاء کرام عليهم السلام کا وارث نہیں بنایا جاتا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہم جو انبیاء کی جماعت ہیں، ہمارا کوئی وارث نہیں بنا، میں اپنے عالموں اور بیویوں کے اخراجات کے بعد جو کچھ چھوڑوں، وہ صدقہ ہوگا۔“

(۶۳۴۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُورَثُ، مَا تَرَكَتُ بَعْدَ مَوْتِي عَامِلِي وَنَفَقَةِ نِسَائِي صَدَقَةٌ))۔ (مسند احمد: ۹۹۷۳)

(۶۳۴۵) تخريج: صحيح بالشواهد۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۶۴۳ (انظر: ۲۲۷۷۸)

(۶۳۴۶) تخريج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۶۴۷ (انظر: ۷۰۹۱)

(۶۳۴۷) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۷۷۶، ۳۰۹۶، ۶۷۲۹، و مسلم: ۱۷۶۰ (انظر: ۹۹۷۲)



(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے وارث دینار و درہم کی صورت میں میری میراث سے حاصل نہیں کر سکتے، میں اپنی بیویوں اور زمین کے عاملوں کے خرچے کے بعد جو کچھ ترک کر کے جاؤں، وہ صدقہ ہوگا۔“

سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: جب آپ فوت ہوں گے تو آپ کا وارث کون ہوگا؟ انہوں نے کہا: میری اولاد اور میری بیوی، سیدہ نے کہا: پھر ہم نبی کریم ﷺ کے وارث کیوں نہیں بن سکتے؟ انہوں نے کہا: کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”بیشک نبی کا وارث نہیں بنا جاتا۔“ ہاں میں (ابوبکر) ان کی کفالت کروں گا کہ جن کی کفالت رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے اور میں ہر اس شخص پر خرچ کروں گا کہ رسول اللہ ﷺ جس پر خرچ کیا کرتے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نے چاہا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجیں، تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی میراث کا مطالبہ کر سکیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ”ہمارے وارث نہیں بنتے، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔“

سیدنا مالک بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

(۶۳۴۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَتَّقِسُمُ وَرَثَتِي دِينَارًا وَفِي لَفْظٍ: وَلَا دِرْهَمًا) مَا تَرَكَتُهُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمُؤْنَةِ عَامِلِي (بِعْنَى عَامِلٍ أَرْضِهِ) فَهُوَ صَدَقَةٌ.)) (مسند احمد: ۸۸۷۹)

(۶۳۴۹)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَنْ يَرِثُكَ إِذَا مِتَّ؟ قَالَ: وَلَدِي وَأَهْلِي، قَالَتْ: فَمَا لَنَا لَا نَرِثُ النَّبِيَّ ﷺ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ نِسِيَّ لَا يُورَثُ)) وَلَكِنِّي أَعُولُ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعُولُ وَأَنْفِقُ سَلَى مَنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُنْفِقُ. (مسند احمد: ۶۰)

(۳۵۰)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ زَوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوْفِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أُرْدَنَ أُرْسِلْنَ نَسَمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلُهُنَّ مِيرَاثَهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ لِهَرِ عَائِشَةَ: أَوْ لَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُورَثُ، مَا رَكَنَاهُ فَهُوَ صَدَقَةٌ.)) (مسند احمد: ۲۶۷۹۰)

(۶۳۵۱)۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ

(۶۳۴۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۳۴۹) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه الترمذی: ۱۶۰۹ (انظر: ۶۰)

(۶۳۵۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۷۳۰، ومسلم: ۱۷۵۸ (انظر: ۲۶۲۶۰)

(۶۳۵۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۰۰۴، ۴۰۳۳، ۵۳۵۸، ومسلم: ۱۷۵۷ (انظر: ۱۵۵۰)

نے سیدنا عبد الرحمن بن عوف، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر کہا: میں تمہیں اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ جس کے حکم کے آسرے پر آسمان و زمین قائم ہیں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ”ہماری وراثت نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔“ ان سب نے کہا: جی ہاں، ہم نے سنا ہے۔

**فوائد:** ..... تمام احادیث مبارکہ کا تقاضا یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کا ترکہ ان کے ورثاء میں تقسیم نہیں کیا جاتا، وہ سارے کا سارا از خود صدقہ ہو جاتا ہے، البتہ اس ترکہ میں سے ان افراد کی کفالت کی جائے گی، جن کے رسول اللہ ﷺ کفیل تھے۔

### بَابُ الْبَدْءِ بِذَوِي الْفُرُوضِ وَإِعْطَاءِ الْعَصَبَةِ مَا بَقِيَ

اصحاب الفروض سے ابتداء کرنے اور ان سے بچ جانے والی میراث کو عصبہ میں تقسیم کرنے کا بیان

(۶۳۵۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْحَقُّوْا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ)) (مسند احمد: ۲۶۵۷) وہ قریبی مذکر رشتہ دار کے لیے ہوگا۔

**فوائد:** ..... اس حدیث میں اصحاب الفروض اور عصبہ کی ترتیب بیان کی گئی ہے، ترکہ سب سے پہلے اصحاب الفروض میں تقسیم کیا جائے گا، ان سے جو مال بچ جائے گا، وہ عصبہ میں تقسیم ہوگا۔

اصحاب الفروض وہ رشتہ دار ہیں کہ شریعت نے جن کے حصے مقرر کر دیئے ہیں، یہ کل بارہ افراد ہیں، مثلاً بیٹی، بہن، ماں، بیوی، خاوند، باپ وغیرہ۔

(۶۳۵۳)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَقْسِمُوا الْمَالَ بَيْنَ أَهْلِ الْفَرَائِضِ عَلَيَّ كِتَابِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلَى ذَكَرٍ)) (مسند احمد: ۲۸۶۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق مال کو اصحاب الفروض میں تقسیم کرو، مقررہ حصوں سے جو کچھ بچ جائے، وہ قریبی مذکر رشتہ دار کے لیے ہوگا۔“

(۶۳۵۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۷۴۶، و مسلم: ۱۶۱۵ (انظر: ۲۶۵۷)

(۶۳۵۳) تخریج: انظر الحديث السابق

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی اپنی دو بیٹیاں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! یہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو دو بیٹیاں ہیں، ان کا باپ جنگ احد میں آپ ﷺ کے ساتھ شہید ہو چکا ہے، اب ان کے چچا نے تمام مال سمیٹ لیا ہے، ظاہر ہے اگر ان بیٹیوں کے پاس مال نہ ہوا تو کوئی آدمی ان سے نکاح کرنے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارے میں اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ فرمائے گا۔“ پھر میراث والی آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے ان بچیوں کے چچا کو بلایا اور فرمایا: ”سعد کی بیٹیوں کو دو تہائی اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دے، پھر جو کچھ بچ جائے وہ تیرا ہے۔“

(۶۳۵۴)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةً سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ قُتِلَ أَبُوهُمَا مَعَكَ فِي أُحُدٍ شَهِيدًا وَإِنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ مَالَهُمَا فَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا وَلَا يُنْكَحَانِ إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ، قَالَ: فَقَالَ: ((يَقْضَى اللَّهُ فِي ذَلِكَ)) فَتَزَلَّتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْ عَمَّهُمَا: ((أَعْطِ ابْنَتِي سَعْدِ الثَّلَاثِينَ وَأُمَّهُمَا الثُّمْنَ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ)) (مسند

احمد: ۱۴۸۵۸)

**فوائد:** ..... جب میت کی دو یا زائد بیٹیاں ہوں تو ان کو دو تہائی ملتا ہے، جب خاوند کی اولاد ہو تو اس کی بیوی کو آٹھواں حصہ ملتا ہے، چچا عصبہ ہے، اس لیے دو قسم کے اصحاب الفروض سے جو کچھ بچے گا، وہ چچا کو ملے گا۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے میت کے خاوند اور حقیقی بہن کے بارے میں سوال کیا گیا، پس انھوں نے نصف خاوند کو اور نصف بہن کو دیا اور جب ان سے اس بارے میں بات کی گئی تو انھوں نے کہا: ہمارے سردار رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی فیصلہ کیا تھا۔

(۶۳۵۵)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ زَوْجٍ وَأَخْتِ لِأُمٍّ وَأَبٍ فَأَعْطَى الزَّوْجَ النِّصْفَ، وَالْأَخْتِ النِّصْفَ، فَكَلِمَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ: سَيِّدُنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِذَلِكَ۔ (مسند احمد: ۲۱۹۷۸)

**فوائد:** ..... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن مسئلہ ایسے ہی ہے کہ جب کسی مسئلہ میں خاوند اور یعنی بہن جمع ہو جائیں تو خاوند کو بھی نصف ملے گا اور بہن کو بھی نصف۔

(۶۳۵۴) اسنادہ محتمل للتحسين۔ أخرجه ابوداود: ۲۸۹۱، ۲۸۹۲، وابن ماجه: ۲۷۲۰ (انظر: ۱۴۷۹۸)

(۶۳۵۵) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابی بکر بن عبد اللہ، ولانقطاعه فان مکحولاً وعطية وضمرة

وراشدالم یسمع واحد منهم من زید بن ثابت (انظر: ۲۱۶۳۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## بَابُ الْأَخْوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةٌ، وَفَرَضُ الْبِنْتِ مَعَ الْبِنْتِ الْإِبْنِ

بہنوں کا بیٹیوں کی وجہ سے عصب بننے اور پوتی کے ساتھ بیٹی کا حصہ مقرر ہونے کا بیان

ہزریل بن شرحبیل کہتے ہیں ایک آدمی نے سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ایک عورت فوت ہو گئی ہے اور اس نے اپنے درتاء میں ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک بہن چھوڑی ہے، ان کو اس کی وراثت سے کتنا حصہ ملے گا؟ انھوں نے کہا: مال کا ایک نصف بیٹی کو اور ایک نصف بہن کو ملے گا اور پوتی محروم رہے گی، اور ساتھ ہی کہنے لگے کہ تم سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ، وہ بھی میرے ساتھ اتفاق کریں گے، پس وہ گیا اور جب سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے آگاہ کیا تو انہوں نے کہا: اگر میں بھی یہی فیصلہ کروں تو میں تو گمراہ ہو جاؤں گا اور راہ راست والا نہ رہوں گا، میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں گا اور وہ یہ ہے کہ بیٹی کو جائیداد کا نصف، پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا، تاکہ اولاد میں مال کا دو تہائی پورا ہو جائے اور جو مال باقی بچے گا، وہ بہن کو دیا جائے، پھر سائل نے آکر سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ والے فتویٰ سے آگاہ کیا، یہ سند کر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تک یہ علم کا سمندر تمہارے اندر موجود ہے، مجھ سے کوئی سوال نہ کیا کرو۔

ہزریل بن شرحبیل سے روایت ہے کہ ایک آدمی سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور سیدنا سلمان بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے سوال کیا کہ وارثین میں ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک علاتی بہن ہے؟ انہوں نے کہا: نصف مال بیٹی کو اور نصف بہن کو ملے گا اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، وہ بھی ہمارے اس فتویٰ کی موافقت کریں گے۔ لیکن جب سائل سیدنا ابن مسعود

(۶۳۵۶)۔ عَنْ هُرَيْلِ بْنِ شَرْحِبِيلٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ عَنْ امْرَأَةٍ نَزَكَتْ ابْنَتُهَا وَابْنَتَ ابْنِهَا وَأُخْتَهَا، فَقَالَ: النِّصْفُ لِلْبِنْتِ وَاللَّأُخْتِ النِّصْفُ وَقَالَ: ابْنُ ابْنِ مَسْعُودٍ فَإِنَّهُ سَيَتَابِعُنِي، قَالَ: فَاتُوا ابْنَ مَسْعُودٍ فَأَخْبَرُوهُ بِقَوْلِ أَبِي مُوسَى، فَقَالَ: لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذَا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ لِأَفْضِينَ فِيهَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (قَالَ شُعْبَةُ: وَجَدْتُ هَذَا الْحَرْفَ مَكْتُوبًا، لِأَفْضِينَ فِيهَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ) لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَابْنَةِ ابْنِ السُّدُسِ تَكْمِلَةَ الثَّلَاثِينَ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ، فَاتُوا أَبَا مُوسَى فَأَخْبَرُوهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ مَا دَامَ هَذَا الْحَبْرُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ۔ (مسند احمد: ۴۴۲۰)

(۶۳۵۷)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي مُوسَى وَسَلَّمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ فَسَأَلَهُمَا عَنِ ابْنَةِ وَابْنَةِ ابْنِ وَأُخْتِ لِأَبٍ فَقَالَ: لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَ لِلَّأُخْتِ النِّصْفُ، وَأْتِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَإِنَّهُ سَيَتَابِعُنَا، قَالَ: فَاتَى ابْنَ مَسْعُودٍ فَسَأَلَهُ وَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَا، فَقَالَ ابْنُ

(۶۳۵۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۷۳۶ (انظر: ۴۴۲۰)

(۶۳۵۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۷۴۲ (انظر: ۴۱۹۵)

مَسْعُودٌ: لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذَا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ، سَأَقْضِي بِمَا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، لِلْإِبْنَةِ النِّصْفُ وَالْإِبْنَةُ الْإِبْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةً لِلثَّلَاثِينَ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأَخْتِ - (مسند احمد: ٤١٩٥)

نبی ﷺ کے پاس آیا اور ان کو ان دونوں کے فتویٰ کی خبر دی تو سیدنا ابن مسعود نبی ﷺ نے کہا: اگر میں بھی اسی طرح فیصلہ کروں تو میں راہ راست سے بھٹک جاؤں گا، میں تو رسول اللہ ﷺ والا فیصلہ کروں گا اور وہ یہ ہے کہ نصف بیٹی کو، چھٹا حصہ پوتی کو، تاکہ دو تہائی پورا ہو جائے اور جو مال بچے گا، وہ بہن کو ملے گا۔

**فوائد:**..... اس مسئلہ میں بہن عصبہ مع الغیر ہے، اس لیے بیٹی اور پوتی سے بیچ جانے والا ترکہ اس کو مل جائے گا۔

### بَابُ سُقُوطِ وَلَدِ الْأَبِ بِالْإِخْوَةِ مِنَ الْأَبَوَيْنِ

یعنی بھائیوں کی وجہ سے علاقائی بھائیوں کے ساقط ہو جانے کا بیان

سیدنا علی نبی ﷺ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: تم لوگ یہ آیت پڑھتے ہو کہ ”(ترکہ تقسیم کیا جائے گا) میت کی طرف سے کی گئی وصیت یا قرض کے بعد“ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے وصیت کو نافذ کرنے سے پہلے قرض ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ (جب عینی اور علاقائی بہن بھائی جمع ہو جائیں تو) حقیقی بہن بھائی وارث ہوں گے، نہ کہ علاقائی، آدمی اپنے عینی بھائی کا وارث بنے گا، نہ کہ علاقائی۔

(٦٣٥٨)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّا نَحْمَدُ تَقَرُّوْنَ: ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِالذَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَأَنَّ أَعْيَانَ بَنِي الْأُمِّ يَتَوَارَثُونَ دُونَ بَنِي الْعَلَاتِ ، يَرِثُ الرَّجُلُ أَحَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ دُونَ أَحِيهِ لِأَبِيهِ - (مسند احمد: ١٢٢٢)

**فوائد:**..... عینی اور علاقائی بھائی عصبہ ہیں اور عصبہ کے وارث بننے کے دو قوانین ہیں، ایک درجہ قرابت اور دوسرا قوت قرابت، سب سے پہلے درجہ قرابت کو دیکھا جائے گا، ہر قریبی دور والے کو محبوب کر دے گا، اگر دو یا زائد فریقوں کا درجہ قرابت ایک ہو تو قوت قرابت کو دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا، اگر سب افراد قوت میں برابر ہوئے تو سب کو وارث بنایا جائے گا، بصورت دیگر ہر قوی القرابہ، ضعیف القرابہ کو محبوب کر دے گا۔ یعنی بھائی قوی القرابہ ہیں اور علاقائی ضعیف القرابہ۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدَّةِ وَالْجَدَّاتِ

دادیوں اور نانیوں کی میراث کا بیان

(٦٣٥٩)۔ عَنْ قَبِيصَةَ بِنِ ذُوَيْبٍ قَالَتْ: جَاءَتِ سَيِّدَنَا قَبِيصَةَ بِنِ ذُوَيْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ مَرُوءِيٍّ هِيَ كَمَا أَنَّكَ جَدَّةٌ، سَيِّدَنَا

(٦٣٥٨) تخريج: اسنادہ ضعیف لضعف الحارث الاعور۔ أخرجه الترمذی: ٢٠٩٥، ٢١٢٢، وابن

ماجہ: ٢٧٣٩ (انظر: ١٢٢٢)

(٦٣٥٩) ان حدیث صحیح بالشواہد۔ أخرجه ابو داود: ٢٨٩٤، والترمذی: ٢١٠١، وابن ماجہ: ٢٧٢٤

(انظر: ١٧٩٨٠)



ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اپنی میراث کا مطالبہ کیا، لیکن انہوں نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں تو کوئی ایسی دلیل نہیں جانتا تو تیرے حق میں ہو، البتہ میں اس بارے میں لوگوں سے دریافت کرتا ہوں، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا، سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے جدہ کے لئے چھٹا حصہ مقرر فرمایا تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس پر تیرے ساتھ کون گواہی دے گا، پس سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وہی بات کی جو سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کی، پس سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے یہ حصہ نافذ کر دیا۔

**فوائد:** ..... عربی زبان میں دادی اور نانی دونوں کو ”جدّہ“ کہتے ہیں، علم میراث میں ”جدّہ“ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) جدہ صحیحہ اور (۲) جدہ فاسدہ، صرف اول الذکر یعنی جدہ صحیحہ وارث بن سکتی ہے۔

**جدہ صحیحہ:** ..... وہ جدہ کہ میت کی طرف جس کی وساطت میں جد فاسد نہ آئے۔ مثلاً: نانی، دادی، پڑدادی  
**جدہ فاسدہ:** ..... وہ جدہ کہ میت کی طرف جس کی وساطت میں جد فاسد آجائے۔ مثلاً نانی کے ماں۔ اگلے باب کے شروع میں جد فاسد کی وضاحت دیکھیں۔

(دوسری سند) اس میں ہے: سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا، آپ ﷺ نے جدہ کے لیے چھٹے حصے کا فیصلہ کیا، پس سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے چھٹا حصہ نافذ کر دیا۔

(۶۳۶۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ بْنِ حَوْرِهِ وَفِيهِ) فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْضِي لَهَا بِالسُّدُسِ فَأَعْطَاهَا أَبُو بَكْرٍ السُّدُسَ۔ (مسند

احمد: ۱۸۱۴۱)

سیدنا عبادہ بن مسامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دادی اور نانی دونوں کو وراثت میں سے چھٹا حصہ برابر

(۶۳۶۱)۔ عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى لِلْجَدَّتَيْنِ مِنَ الْمِيرَاثِ

(۶۳۶۰) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۳۶۱) تخریج: اسنادہ ضعیف، الفضیل بن سلیمان النمیری لین الحديث، واسحاق بن یحییٰ بن الولید مجهول الحال، ثم روايته عن جدہ عبادة مرسله۔ أخرجه الحاكم: ۴/ ۳۴۰، والبيهقي: ۶/ ۲۳۵ (انظر: ۲۲۷۷۸)

بِالسُّدُسِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوَاءِ - (مسند برابر تقسیم کر کے دینے کا فیصلہ فرمایا۔

احمد: ۲۳۱۰۹)

**فوائد:**..... ان روایات سے معلوم ہوا کہ جدہ صحیحہ کا حصہ چھٹا ہے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدِّ

#### جد کی وراثت کا بیان

(۶۳۶۲)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ ابْنِي مَاتَ فَمَالِي مِنْ مِيرَاثِهِ؟ قَالَ: ((لَكَ السُّدُسُ)) قَالَ: ((فَلَمَّا أَدْبَرَ دَعَاهُ)) قَالَ: ((لَكَ سُدُسٌ آخَرُ)) فَلَمَّا أَدْبَرَ دَعَاهُ قَالَ: ((إِنَّ السُّدُسَ الْآخَرَ طَعْمَةٌ)) (مسند احمد: ۲۰۱۰۷)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میرا پوتا فوت ہو چکا ہے، مجھے اس کی میراث سے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے لئے چھٹا حصہ ہے۔“ جب وہ واپس جانے کے لئے مڑا تو آپ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا: ”تجھے چھٹا حصہ بھی ملے گا۔“ پھر جب وہ جانے لگا تو آپ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا: ”یہ چھٹا حصہ تیرے لیے زائد ہے، (یہ حصہ کے طور پر نہیں دیا گیا)۔“

**فوائد:**..... عربی زبان میں دادے اور تانے دونوں کو ”جد“ کہتے ہیں، علم میراث میں ”جد“ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) جد صحیح اور (۲) جد فاسد، صرف اول الذکر یعنی جد صحیح وارث بن سکتا ہے۔

**جد صحیح:**..... وہ جد کہ میت کی طرف جس کی وساطت میں عورت نہ آئے۔ مثلاً: دادا، پڑدادا۔

**جد فاسد:**..... وہ جد کہ میت کی طرف جس کی وساطت میں کوئی عورت آجائے۔ مثلاً نانا، دادی کا باپ۔

باپ اور جد صحیح اصحاب الفروض بھی ہیں اور عصبہ بھی، یہ پہلے اپنا مقررہ حصہ لیتے ہیں، اس کے بعد ترکہ کی کچھ

مقداران کو بطور عصبہ بھی مل سکتی ہے۔

مسئلے کی صورت یہ ہے کہ سائل کا پوتا فوت ہوا ہے اور اس نے دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ ان دو بیٹیوں کے لیے دو

تہائی (۲/۳) حصہ ہے اور (سائل) دادے کے لیے چھٹا (۱/۶) حصہ ہے۔ عصبہ چونکہ اور کوئی نہیں، اس لیے دادا

(سائل) باپ کی جگہ پر ہو کر عصبہ بھی بن رہا ہے اور اسے باقی (۱/۶) بھی مل جائے گا اس بعد والے چھٹے حصہ کے

بارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ زائد ہے یعنی یہ مقررہ فرض حصے کے علاوہ عصبہ کے طور پر دیا گیا ہے۔

(عبداللہ رفیق)

(۶۳۶۲) تخریج: اسنادہ ضعیف، الحسن البصری لم یسمع من عمران بن حصین۔ أخرجه ابوداود:

۲۸۹۶، والترمذی: ۲۰۹۹ (انظر: ۱۹۹۱۵)

(۶۳۶۳)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا) أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: أَسْتَدُّ اللَّهُ رَجُلًا سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْجَدِّ شَيْئًا؟ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ الثُّلُثَ، قَالَ: مَعَ مَنْ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي، قَالَ: لَا دَرَيْتَ۔ (مسند احمد: ۲۰۲۳۶)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس آدمی کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، جس نے جد کی میراث کے بارے میں آپ ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہو؟ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: جی میں نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھا، آپ ﷺ نے اس کو ایک تہائی حصہ دیا تھا، انھوں نے کہا: کن وارثوں کے ساتھ؟ اس نے کہا: یہ تو میں نہیں جانتا، آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر تو نے سمجھا ہی نہیں۔

**فوائد:** ..... جد صحیح کا حصہ چھٹا ہے، نہ کہ ایک تہائی، البتہ یہ ممکن ہے کہ جب جد صحیح کو دو طرف سے ترکہ ملے، یعنی فرضی حصہ بھی اور بطور عصبہ بھی، تو اس کا مجموعی حصہ ایک تہائی بن جائے۔

(۶۲۶۴) عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ شَهِدْتُ عُمَرَ قَالَ: وَقَدْ كَانَ جَمَعَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَيَاتِهِ وَصِحَّتِهِ فَنَاشَدَهُمُ اللَّهُ مَنْ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ فِي الْجَدِّ شَيْئًا، فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ فَقَالَ: قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُتِيَ بِفَرِيضَةٍ فِيهَا خَدْفٌ فَأَعْطَاهُ ثُلُثًا أَوْ سُدُسًا، قَالَ: وَمَا الْفَرِيضَةُ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي، قَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْرِي۔ (مسند احمد: ۲۰۵۷۵)

عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی اور صحت کی حالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور ان کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھا کہ آیا کسی نے جد کی میراث کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہے؟ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک مسئلہ لایا گیا اور اس میں داد ابھی تھا، تو آپ ﷺ نے دادے کو چھٹا یا تیسرا حصہ دیا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ مسئلہ کیا تھا، یعنی اس مسئلے کے افراد کون تھے؟ انھوں نے کہا: یہ تو میں نہیں جانتا، آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: تجھے یہ جاننے سے کس چیز نے منع کر دیا تھا؟

**فوائد:** ..... کسی وارث کا حصہ معلوم ہونے کے ساتھ ساتھ یہ ضروری ہے کہ وہ حصہ اس کو دوسرے کن وارثوں کی موجودگی میں ملتا ہے، وگرنہ بات ادھوری رہ جائے گی اور کوئی علمی فائدہ نہیں ہوگا، مثلاً دادے کی مندرجہ ذیل مختلف صورتیں ہیں:

(۶۳۶۳) تخريج: اسنادہ ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان۔ أخرجه الحميدي: ۸۳۳، والنسائي في "الكبرى": ۶۳۳۶ (انظر: ۱۹۹۹۴)

(۶۳۶۴) تخريج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۷۲۲ (انظر: ۲۰۳۰۹)

- (۱) جب باپ موجود ہو تو جد کو کچھ نہیں ملتا۔  
 (۲) ہر قریبی جد و والدے جد کو ساقط کر دیتا ہے۔  
 (۳) جب باپ موجود نہ ہو اور میت کی وارث بننے والی زینہ اولاد ہو تو جد کو چھٹا حصہ ملے گا۔  
 (۴) جب باپ موجود نہ ہو اور میت کی وارث بننے والی صرف مؤنث اولاد ہو تو جد کو چھٹا حصہ بھی ملے گا اور وہ عصبہ بھی بنے گا۔

(۵) جب نہ باپ موجود ہو اور نہ میت کی وارث بننے والی اولاد تو جد صرف عصبہ بنے گا۔

آپ غور کریں کہ پانچ صورتوں میں سے صرف ایک صورت میں جد صرف چھٹے حصے کا مستحق ٹھہرتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ وارث کے حصے کا بھی علم ہو اور اس چیز کا بھی علم ہو کہ دوسرے کن وارثوں کی موجودگی میں یہ حصہ ملے گا۔

(۶۳۶۵)۔ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ عَنْ فَرِيضَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْجِدِّ، فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارِ الْمَزْنِيُّ، فَقَالَ: قُضِيَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: مَاذَا؟ قَالَ: السُّدُسُ، قَالَ: مَعَ مَنْ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي، قَالَ: لَا دَرَيْتَ فَمَا تُغْنِي إِذَا۔ (مسند احمد: ۲۰۵۷۶)

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے وراثت سے جد کے فرضی حصے کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا، سیدنا معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ نے کہا: اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ایک فیصلہ کیا تھا۔ انھوں نے کہا: کیا؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے چھٹا حصہ دیا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کن افراد کے ساتھ؟ انہوں نے کہا: یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے مسئلہ سمجھا ہی نہیں، تجھے یہ کیا کفایت کرے گا۔

(۶۳۶۶)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ جَعَلَهُ عَلَى الْقَضَاءِ إِذْ جَاءَ هُوَ كِتَابُ ابْنِ الزُّبَيْرِ: سَلَامٌ عَلَيْكَ، أَمَا بَعْدُ: فَإِنَّكَ كَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنِ الْجِدِّ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ كُنْتُ مَتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ ابْنَ أَبِي فُحَافَةَ وَلَكِنَّهُ أُخِي فِي الدِّينِ وَصَاحِبِي فِي))

سعید بن جبیر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کے پاس بیٹھا ہوا تھا، سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے قضاء کا عہدہ ان کے سپرد کیا ہوا تھا، ان کو سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا یہ خط موصول ہوا: السلام علیکم، اما بعد! تم نے جد کی میراث معلوم کرنے کے لیے مجھے خط لکھا ہے، تو گزارش ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ”اگر میں نے اس امت سے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو میں ابن ابی قحافہ کا انتخاب کرتا، لیکن وہ میرا دینی بھائی اور غار کا ساتھی ہے۔“ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۶۳۶۵) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه ابو داود: ۲۸۹۷، وابن ماجه: ۲۷۲۳ (انظر: ۲۰۳۱۰)

(۶۳۶۶) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه مختصرا البخاری: ۳۶۵۸ (انظر: ۱۶۱۰۷)

الغَارِ)) جَعَلَ الْجَدَّ أَبَا وَ أَحَقُّ مَا أَخَذْنَاهُ  
 قَوْلُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضي الله عنه - (مسند احمد:  
 جد کو باپ کے قائم مقام قرار دیا تھا اور سیدنا ابوبکر صدیق  
 رضی اللہ عنہ کا قول اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ ہم اس پر عمل  
 کریں۔ (۱۶۲۰۶)

**فوائد:**..... سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث کی روشنی میں جد کو چھٹا حصہ دیا تھا۔

(۶۳۶۷)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَسَانِ) عَنِ ابْنِ  
 الزُّبَيْرِ قَالَ: إِنَّ الَّذِي قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
 ((لَوْ كُنْتُ مَتَّحِدًا خَلِيلًا سِوَى اللَّهِ حَتَّى  
 آفَاقَهُ لَا تَخَذُتُ أَبَا بَكْرٍ)) جَعَلَ الْجَدَّ أَبَا-  
 (دوسری سند) سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: بیشک وہ شخصیت کہ  
 رسول اللہ ﷺ نے جس کے بارے میں فرمایا تھا: ”اگر میں  
 نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کو بناتا۔“ اس  
 ذات نے جد کو باپ کے قائم مقام قرار دیا۔

(مسند احمد: ۱۶۲۱۹)

### بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ ذَوِي الْأَرْحَامِ ذَوِي الْأَرْحَامِ كِي مِيرَاثِ كَابِيَانِ

(۶۳۶۸)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ  
 الْبَكِنْدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ  
 مَا لَا فِلْوَ رَثْتِهِ، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيْعَةً  
 فَبِأْسَى، وَأَنَا وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ، أَفْكَ عَنْهُ  
 وَأَرِثُ مَالَهُ، وَالْخَالَ وَوَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ،  
 بَفْكَ عَنْهُ وَيَرِثُ مَالَهُ (وَفِي لَفْظٍ) وَالْخَالَ  
 بَارِثٌ مَنْ لَا وَاثِرَ لَهُ وَأَنَا وَاثِرٌ مَنْ  
 لَا وَاثِرَ لَهُ أَرْتُهُ وَأَعْقِلُ عَنْهُ)) (مسند  
 احمد: ۱۷۳۳۱)

سیدنا مقدم بن معدیکرب  
 کریم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جو ترکہ میں مال چھوڑ جائے وہ اس  
 کے ورثاء کا ہوگا اور جس نے قرض یا چھوٹے چھوٹے بچے  
 چھوڑے، تو میں اس کا ذمہ دار ہوں گا، جس کا کوئی سرپرست  
 نہیں ہوگا، میں اس کا سرپرست ہوں، میں اس کی طرف سے  
 ادائیگی کروں گا اور اس کا وارث بنوں گا، اور جس کا کوئی  
 وارث نہیں ہوگا، اس کا ماموں اس کا وارث بنے گا اور وہی  
 اس کی طرف سے ادائیگی کرے گا، اور اس کا وارث بنے گا۔“  
 ایک روایت میں ہے: ماموں اس کا وارث ہوگا، جس کا کوئی  
 وارث نہیں ہوگا اور جس کا بالکل کوئی وارث نہیں ہوگا، میں اس  
 کا وارث بنوں گا اور اس کی طرف سے دیت ادا کروں گا۔“

**فوائد:**..... ”میں اس کی طرف سے ادائیگی کروں گا۔“ سے مراد یہ ہے کہ میت کے بعض جرائم کی وجہ سے جو  
 ادائیگیاں اس کے ذمے تھیں اور عصبہ نے جن کو ادا کرنا ہوتا ہے، وہ آپ ﷺ ادا کریں گے۔

(۶۳۶۷) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۳۶۸) تخریج: حدیث جید۔ أخرجه ابوداود: ۲۸۹۹، وابن ماجه: ۲۷۳۸ (انظر: ۱۷۱۹۹)



**فوائد:** ..... ذوی الارحام وہ رشتہ دار ہیں جو نہ اصحاب الفروض ہوں اور نہ عصبہ، مثلاً: ماموں، خالہ، پھوپھی، نواسی وغیرہ۔ جب میت کے رشتہ داروں میں اصحاب الفروض، عصبہ نسبی اور عصبہ سہمی میں سے کوئی بھی نہ ہو تو اس کا ترکہ ذوی الارحام میں تقسیم کیا جائے گا، ان کی کیفیت تو ریٹ میں بڑا اختلاف ہے، اس فن سے متعلقہ کسی کتاب کا مطالعہ کریں۔

اس حدیث مبارکہ میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ جب میت کا کوئی وارث موجود نہ ہو تو اس کا ترکہ ماموں کو دے دیا

جائے گا، جبکہ ماموں ذوی الارحام میں سے ہے۔

سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو طرف یہ تحریری حکم بھیجا کہ اپنے لڑکوں کو تیرا کی اور جنگجوؤں کو تیرا اندازی کی تعلیم دو، پس وہ لوگ اپنے اہداف کو سامنے رکھ کر نشانہ بازی کرتے تھے، ایک دن ایک تیرا ایک لڑکے کو لگا اور وہ فوت ہو گیا، کوئی پتہ نہ چل سکا کہ وہ کس کی نسل سے ہے، البتہ وہ اپنے ایک ماموں کی پرورش میں تھا، سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس لڑکے کی دیت کس کے سپرد کروں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جوابی خط میں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا کوئی سرپرست نہ ہو، اللہ اور اس کا رسول اس کے سرپرست ہوں گے اور ماموں اس کا وارث بنے گا، جس کا کوئی وارث نہ ہو۔“

(۶۳۶۹)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ أَنْ عَلِّمُوا غِلْمَانَكُمْ الْعَوْمَ وَمَقَاتِلَتَكُمْ الرَّمْيَ، فَكَانُوا يَخْتَلِفُونَ إِلَى الْأَغْرَاضِ فَجَاءَ سَهْمٌ غَرِبَ إِلَى غَلَامٍ فَقَتَلَهُ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهُ أَصْلٌ وَكَانَ فِي حَجَرٍ خَالٍ لَهُ فَكَتَبَ فِيهِ أَبُو عُبَيْدَةَ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى مَنْ أَدْفَعُ عَقْلَهُ؟ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((اللَّهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ وَالْخَالُ وَارِثٌ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ))

(مسند احمد: ۳۲۳)

**بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْمَوْلَى مِنْ أَسْفَلٍ وَمَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدِهِ رَجُلٌ**

غلام کی اور اس شخص کی میراث کا بیان جو کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہو

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عہد نبوی میں ایک آدمی فوت ہو گیا اور کوئی وارث نہیں چھوڑا، البتہ اس کا ایک آزاد کیا ہوا غلام تھا، پس آپ ﷺ نے اس کی میراث اس کو دے دی۔

(۶۳۷۰)۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَجُلٌ مَاتَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَتْرُكْ وَارِثًا إِلَّا عَبْدًا هُوَ أَعْتَقَهُ فَأَعْطَاهُ مِيرَاثَهُ۔ (مسند

احمد: ۱۹۳۰)

(۶۳۶۹) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۷۳۷، والترمذی: ۲۱۰۳ (انظر: ۳۲۳)

(۶۳۷۰) تخریج: اسنادہ ضعیف، عوسجه لا يعرف۔ أخرجه ابوداود: ۲۹۰۵، وابن ماجه: ۲۷۴۱،

والترمذی: ۲۱۰۶ (انظر: ۱۹۳۰)



المُسْلِمِينَ؟ قَالَ: ((هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِحَيَاتِهِ طَرِيقَهُ هُوَ؟)) آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ مسلمان دوسروں کی بہ و مَوْتِهِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۰۷۷)

نسبت اس کی زندگی اور موت میں اس کا سب سے زیادہ حقدار ہوگا۔“

**فوائد:** ..... سعید بن منصور کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: ((بِرْتُهُ وَيَعْقِلُ عَنْهُ))..... ”وہ اس کا وارث بنے گا اور اس کی طرف سے دیت ادا کرے گا۔“ لیکن اس کی سند میں احوص بن حکیم راوی ضعیف الحفظ ہے، لیکن اس کے بارے میں امام البانی نے کہا: فیستشهد به۔ (صحیحہ: ۲۳۱۶)

امام عبد اللہ بن مبارک نے کہا: دوسرے ورثاء کی عدم موجودگی میں ایسا شخص وارث بنے گا۔ امام ثوری نے کہا: یہ وارث بنے گا اور یہ دوسروں سے زیادہ حقدار ہوگا۔ (مصنف عبد الرزاق: ۶/۲۰، ۳۹/۹)

یاد رہے کہ سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ ۹ھ میں مسلمان ہوئے، اس لیے اس حدیث کے منسوخ ہونے کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے۔

**بَابُ مِيرَاثِ ابْنِ الْمَلَاعِنَةِ وَالزَّانِيَةِ مِنْهُمَا وَمِيرَاثِهِمَا مِنْهُ وَإِنْ قَطَاعِهِ مِنَ الْآبِ**  
لعان اور زنا والی اولاد کا اپنی ماؤں کا اور ان کی ماؤں کا ان کا وارث بننا اور ایسی اولاد کا باپ سے منقطع ہو جانا

(۶۳۷۴)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والے میاں بیوی کی اولاد کے بارے میں فیصلہ کیا کہ وہ اپنی ماں کی وارث بنے گی اور اس کی ماں اس اولاد کی، لیکن جس نے اس عورت پر زنا کی تہمت لگائی، اس کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے اور جس نے اس کی اولاد کو زنا کی اولاد کہا، اس کو بھی اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۶۳۷۴)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والے میاں بیوی کی اولاد کے بارے میں فیصلہ کیا کہ وہ اپنی ماں کی وارث بنے گی اور اس کی ماں اس اولاد کی، لیکن جس نے اس عورت پر زنا کی تہمت لگائی، اس کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے اور جس نے اس کی اولاد کو زنا کی اولاد کہا، اس کو بھی اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۶۳۷۵)۔ عَنْ وَائِلَةَ بِنْتِ الْأَسَدِ اللَّيْثِي قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْمَرْأَةُ تَحُوزُ ثَلَاثَ مَوَارِيثَ، عَتِيقَهَا وَلَقِيطَهَا وَوَلَدَهُ سیدنا وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت تین قسم کی میراثیں سمیٹتی ہے، اپنے آزاد کردہ غلام کی، گرے پڑے بچے کی اور اس بچے کی جس پر اس نے

(۶۳۷۴) تخریج: اسنادہ ضعیف، محمد بن اسحاق مدلس وقد عنعن (انظر: ۷۰۲۸)

(۶۳۷۵) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف عمرو بن روبة، وفيه بقية بن الوليد مدلس تدليس التسوية۔

آخرجه ابوداود: ۲۹۰۶، والترمذی: ۲۱۱۵، وابن ماجه: ۲۷۴۲ (انظر: ۱۶۰۱۱)



کریم ﷺ نے ان کو فرمایا: ”تم ان میں سے کل چار بیویاں منتخب کر لو۔“ عہد فاروقی میں سیدنا غیلان رضی اللہ عنہ نے تمام بیویوں کو طلاق دے دی اور سارا مال بیٹوں میں تقسیم کر دیا، جب یہ بات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انھوں نے ان کو بلایا اور کہا: میرا خیال ہے کہ شیطان نے فرشتوں سے تیری موت کی خبر سن کر تیرے دل میں ڈال دی ہے، اب شاید تیری تھوڑی زندگی باقی رہ گئی ہو۔ اللہ کی قسم ہے! یا تو تو اپنی بیویوں سے رجوع کر کے ان کو مال واپس کرے گا، یا میں خود ان بیویوں کو تیرا وارث بناؤں گا اور تیری قبر کے بارے میں حکم دوں گا کہ اس کو ایسے رجم کیا جائے، جیسے ابو رغال کی قبر کو کیا گیا تھا۔“

فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اخْتَرِ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا...))  
فَلَمَّا كَانَ فِي عَهْدِ عُمَرَ طَلَّقَ نِسَاءَهُ وَقَسَمَ  
مَالَهُ بَيْنَ بَنِيهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ عُمَرَ، فَقَالَ: إِنِّي  
لَأَظُنُّ الشَّيْطَانَ فِيمَا يَسْتَرْقِي مِنَ السَّمْعِ  
سَمِعَ بِمَوْتِكَ فَقَذَفَهُ فِي نَفْسِكَ وَلَعَلَّكَ أَنْ  
لَا تَمُكُّ إِلَّا قَلِيلًا، وَآيْمُ اللَّهِ! لَتَرَجِعَنَّ  
نِسَائِكَ وَتَلْتَرِجِعَنَّ فِي مَالِكَ أَوْ لَأَوْرِثُهُنَّ  
مِنْكَ، وَلَا مَرْنَ بِقَبْرِكَ فَيُرْجَمَ كَمَا رُجِمَ  
قَبْرُ أَبِي رِغَالٍ - (مسند احمد: ٤٦٣١)

**فوائد:**..... سیدنا غیلان رضی اللہ عنہ دراصل جاہلیت کی عادات و اطوار کی طرف لوٹنا چاہتے تھے۔

ابو رغال کون تھا؟ اس کے بارے میں دو اقوال ہیں: (ا) یہ ثمود سے تھا، جب اس کی قوم پر عذاب نازل ہوا تو یہ حرم میں تھا، لیکن جب حرم سے نکلا تو قوم کے عذاب میں پھنس گیا۔ (ب) ابتدائے زمانہ میں ٹیکس وصول کرنے والا ایک آدمی تھا، اس کی قبر مکہ اور طائف کے درمیان ہے، کہا جاتا ہے کہ اس کی قبر کو رجم کیا جائے گا۔

### بَابُ الْمِيرَاثِ بِالْوَلَاءِ

ولاء کی وجہ سے میراث کا بیان

(٦٣٧٨)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
قَالَ: ((الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ...)) (مسند  
نے فرمایا: ”ولاء، آزاد کرنے والے کے لیے ہے۔“

(احمد: ٤٨١٧)

**فوائد:**..... ولاء وہ رشتہ وراثت ہے، جس کے ذریعے آزاد کنندہ یا اس کے عصبہ بنفسہ آزاد شدہ کے وارث بنتے ہیں۔ آزاد کنندہ اور اس کے عصبہ بنفسہ کو عصبہ سہمی کہتے ہیں، جب اصحاب الفروض سے مال بچ جائے یا اصحاب الفروض سرے سے موجود نہ ہوں تو عصبہ نسبی وارث بنتے ہیں، اگر عصبہ نسبی نہ ہوں تو عصبہ سہمی ترکہ کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ یہ ولاء، نسب کی طرح کا ایک حق ہے، اس لیے نسب کی طرح ہی نہ اس کی خرید و فروخت کی جاسکتی ہے اور نہ اس کو ہبہ کیا جاسکتا ہے۔



سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

(۶۳۷۹)۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ (مسند احمد: ۲۴۶۵۱)

سیدہ سلمیٰ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کا آزاد کردہ غلام فوت ہو گیا اور اس نے ایک بیٹی وارث چھوڑی، نبی کریم ﷺ نے نصف مال کا اس کی بیٹی کو اور نصف مال کا یعلیٰ کو وارث بنایا۔ یہ یعلیٰ، سلمیٰ کا بیٹا تھا۔

(۶۳۸۰)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَلْمَى بِنْتِ حَمْزَةَ بِنِّ مَوْلَاهَا مَاتَ وَتَرَكَ ابْنَةً، فَوَرَّثَ النَّبِيُّ ﷺ ابْنَتَهُ النِّصْفَ وَوَرَّثَ يَعْلى النِّصْفَ وَكَانَ ابْنُ سَلْمَى۔ (مسند احمد: ۲۷۸۲۷)

**فوائد:**..... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن ایسی صورت میں مسئلہ ایسے ہی ہوگا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”اولاد کے عوض والد سے قصاص نہ لیا جائے۔“ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو ولاء کا وارث ہوگا، وہی مال کا وارث بنے گا۔“

(۶۳۸۱)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُقَادُ وَالِدٌ مِنْ وَلَدِهِ)) وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَرِثُ الْمَالَ مَنْ يَرِثُ الْوَلَاءَ)) (مسند احمد: ۱۴۷)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ (شام سے) واپس آئے تو معمر بن حبیب کے بیٹے ان کے پاس آ کر اپنی بہن کی ولاء کے بارے میں جھگڑنے لگے، مقدمہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیا گیا اور انہوں نے کہا: میں تمہارے درمیان رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق فیصلہ کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اولاد یا والدین جس مال کا احاطہ کر لیں، وہ ان کے عصبہ کو ملے گا، خواہ وہ کوئی بھی ہو۔“ پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسی حدیث کی روشنی میں ہمارے حق میں فیصلہ کر دیا۔

(۶۳۸۲)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: فَلَمَّا رَجَعَ عَمْرُو جَاءَ بَنُو مَعْمَرِ بْنِ حَبِيبٍ يُخَاصِمُونَهُ فِي وِلَاءٍ أَخْتِهِمْ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ: أَقْضِي بَيْنَكُمْ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِقَوْلٍ: ((مَا أَحْرَزَ الْوَالِدُ وَالْوَالِدُ فَهُوَ لِعَعْصِيَّتِهِ مَنْ كَانَ)) فَقَضَى لَنَا بِهِ۔ (مسند احمد: ۱۸۳)

**فوائد:**..... اس کا پس منظر یہ ہے کہ رباب بن حذیفہ نے ام وائل سے شادی کی، اس سے تین بچے پیدا ہوئے، پھر ام وائل وفات پا گئی، اس کے بیٹے اس کے وارث تھے۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ان کو لے کر شام چلے گئے،

(۶۳۷۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۵۶، ومسلم: ۱۵۰۴ (انظر: ۲۴۱۵۰)

(۶۳۸۰) اسنادہ ضعیف لانقطاعه، قتادة لم يسمع من سلمى۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۷۳۴ (انظر: ۲۷۲۸۴)

(۶۳۸۱) حدیث حسن۔ أخرجه مختصراً وبنحوه ابن ماجه: ۲۶۶۲، والترمذی: ۱۴۰۰ (انظر: ۱۴۷)

(۶۳۸۲) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداود: ۲۹۱۷، وابن ماجه: ۲۷۳۲ (انظر: ۱۸۳)

جہاں وہ طاعون کی وجہ سے فوت ہو گئے، سیدنا عمرو بن العاصؓ ان کے عصبہ کی حیثیت سے ان کے وارث ہوئے، جب اس متوفی خاتون کے قبیلہ والے دعویٰ لے کر سیدنا عمرو بن العاصؓ کی عدالت پہ پہنچے تو تب انھوں نے اس حدیث کی روشنی میں فیصلہ کیا اور عصبہ کی حیثیت سے سیدنا عمرو بن العاصؓ کو مستحق قرار دیا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَلَالَةِ

#### کلالہ کا بیان

(۶۳۸۳)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْكَلَالَةِ، فَقَالَ: ((تَكْفِيكَ آيَةُ الصَّنِيفِ)) فَقَالَ: لِأَنْ أَكُونَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي حُمْرُ النَّعَمِ - (مسند احمد: ۲۶۲)

سیدنا عمر بن خطابؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کلالہ کے بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس بارے میں موسم گرما میں نازل ہونے والی آیت تجھے کفایت کرتی ہے۔“ پھر سیدنا عمرو بن العاصؓ نے کہا: یہ یقینی بات ہے کہ میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لیا ہوتا تو یہ چیز مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پسند ہوتی۔

**فوائد:** ..... کلالہ سے مراد وہ میت ہے، جس کے والدین ہوں نہ اولاد۔ یہ اکلیل سے مشتق ہے، اکلیل ایسی چیز کو کہتے ہیں جو کہ سر کو اس کے اطراف یعنی کناروں سے گھیر لے، کلالہ کو بھی کلالہ اس لیے کہتے ہیں کہ اصول و فروع کے اعتبار سے تو اس کا وارث نہ بنے، لیکن اطراف و جوانب سے وارث قرار پاجائے، جیسے بہن بھائی وغیرہ۔

سورہ نساء میں دو مقامات پر کلالہ کا ذکر ہے، آیت نمبر (۱۲) اور آیت نمبر (۱۷۶) میں، اول الذکر آیت موسم سرما میں اور آخر الذکر موسم گرما میں نازل ہوئی تھی۔

(۶۳۸۴)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: إِنِّي لَا أَدْعُ شَيْئًا أَهَمَّ إِلَيَّ مِنَ الْكَلَالَةِ، وَمَا أَغْلَظَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي شَيْءٍ مُنْذُ صَاحَبْتُهُ مَا أَغْلَظَ لِي فِي الْكَلَالَةِ، وَمَا رَاجَعْتُهُ فِي شَيْءٍ مَا رَجَعْتُهُ فِي الْكَلَالَةِ حَتَّى طَعَنَ بِإِضْبَعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ: ((يَا عُمَرُ! أَلَا تَكْفِيكَ آيَةُ الصَّنِيفِ الَّتِي فِي آخِرِ سُورَةِ النَّسَاءِ)) فَإِنْ

سیدنا عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑوں گا، جو میرے نزدیک کلالہ کی بہ نسبت زیادہ اہم ہو، دوسرے آپ ﷺ نے اس مسئلے کے بارے میں مجھ پر اتنی سختی کی کہ جب سے میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ ملا، آپ ﷺ نے مجھ پر اتنی سختی نہیں کی تھی اور میں نے آپ ﷺ سے جتنا مراجعہ کلالہ کے بارے میں کیا، اتنا کسی اور مسئلے میں نہیں کیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے میرے سینے میں اپنی انگلی ماری

(۶۳۸۳) تخریج: صحیح لغيره (انظر: ۲۶۲)

(۶۳۸۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۵۶۷، ۱۶۱۷ (انظر: ۱۸۶)

اور فرمایا: ”اے عمر! کیا تجھے سورہ نساء کے آخر والی آیت کافی نہیں ہے، جو موسم گرما میں نازل ہوئی تھی؟“ پھر انھوں نے کہا: اگر میری زندگی رہی تو میں کلالہ کے بارے میں ایسا فیصلہ بیان کروں گا کہ ہر شخص اس کو سمجھ جائے گا، وہ قرآن پڑھتا ہو یا نہ پڑھتا ہو۔

**فوائد:** ..... سورہ نساء کی آیت نمبر (۱۲) میں کلالہ کے اخیانی بہن بھائیوں کا اور آیت نمبر (۱۷۶) میں عینی اور عاتی بہن بھائیوں کا ذکر ہے، اگر دونوں مقامات کو غور کے ساتھ پڑھا جائے تو کلالہ سے متعلقہ مسائل سمجھ آ جاتے ہیں۔

(۶۳۸۷)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْكَلَالَةِ، فَقَالَ: ((تَكْفِيكَ آيَةُ الصَّيْفِ))

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے کلالہ کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”موسم گرما والی آیت تیرے لیے کافی ہے۔“

(مسند احمد: ۱۸۷۹۰)

(۶۳۸۵) تخریج: اسنادہ ضعیف، سماع ابی بکر بن عیاش من ابی اسحاق لیس بذالك القوی وثبت الحدیث عن عمر رضی اللہ عنہما کما سلف۔ أخرجه ابوداود: ۲۸۸۹، والترمذی: ۳۰۴۲ (انظر: ۱۸۵۸۹)

## النوع الثالث من الفقه الأفضية والأحكام

فقہ کی تیسری نوع: افضیہ احکام

کتاب القضاء والشهادات

فیصلوں اور شہادتوں کے مسائل

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَاضِي يُصِيبُ وَيُخْطِئُ وَأَجْرُ الْقَاضِي الْمُجْتَهِدِ وَكَيْفَ يَقْضِي  
قاضی کے فیصلے میں درستی اور خطا دونوں کے امکان، مجتہد قاضی کے اجر اور اس کے فیصلہ کرنے کی

کیفیت کا بیان

(۶۳۸۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ  
عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: جَاءَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
خَضَمَانٌ يَخْتَصِمَانِ فَقَالَ لِعَمْرٍو: ((أَقْضِ  
بَيْنَهُمَا يَا عَمْرٍو!)) فَقَالَ: أَنْتَ أَوْلَى بِذَلِكَ  
مِنِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((وَإِنْ كَانَ))  
قَالَ: فَإِذَا قَضَيْتَ بَيْنَهُمَا فَمَا لِي؟ قَالَ: ((إِذَا  
أَنْتَ قَضَيْتَ فَأَصَبْتَ الْقَضَاءَ فَلَكَ عَشْرُ  
حَسَنَاتٍ وَإِنْ أَنْتَ اجْتَهَدْتَ فَأَخْطَأْتَ  
فَلَكَ حَسَنَةٌ.)) (مسند احمد: ۱۷۹۷۸)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: دو آدمی  
آپس کا ایک جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر  
ہوئے، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”اے عمرو! ان کے درمیان  
فیصلہ کرو۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس امر کے  
زیادہ حقدار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگرچہ میں  
ہوں۔“ میں نے کہا: اگر میں ان کے مابین فیصلہ کروں تو مجھے  
کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم نے فیصلہ کیا اور  
درست صورت تک پہنچ گئے تو دس نیکیاں ملیں گی اور اگر اجتہاد  
میں خطا اور غلطی ہوگئی تو ایک نیکی ملے گی۔“

(۶۳۸۶) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، الفرغ بن فضالة ضعيف، محمد بن عبد الاعلی و ابوہ لا يعرفان۔

آخر جہ الدار قطنی: ۴ / ۲۰۳ (انظر: ۱۷۸۲۴)

**فوائد:**..... حدیث نمبر (۶۳۸۹)، اس باب کی پہلی تین احادیث سے کفایت کرتی ہے۔

(۶۳۸۷)۔ وَعَنْ عُقَبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((فَإِنْ اجْتَهَدْتَ فَأَصَبْتَ الْقَضَاءَ فَلَكَ عَشْرَةٌ أُجُورٍ وَإِنْ اجْتَهَدْتَ فَأَخْطَأْتَ فَلَكَ أَجْرٌ وَاحِدٌ))

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ کی اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم نے اجتہاد کیا اور فیصلہ درست کر لیا تو دس اجر ملیں گے اور اگر تم نے اجتہاد کیا اور خطا ہو گئی تو ایک اجر ملے گا۔“

(مسند احمد: ۱۷۹۷۹)

(۶۳۸۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عمرو رضي الله عنه عن عاصم بن عمرو بن العاص قال: ((فَإِنْ اجْتَهَدْتَ فَأَصَبْتَ فَلَهُ عَشْرَةٌ أُجُورٍ وَإِذَا اجْتَهَدْتَ فَأَخْطَأَ كَانَ لَهُ أَجْرٌ أَوْ أَجْرَانِ)) (مسند احمد: ۶۷۵۵)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی اپنا مقدمہ لے کر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، انہوں نے ان کے درمیان فیصلہ کیا اور جس کے خلاف فیصلہ ہوا، وہ ناراض ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور شکایت کی، آپ ﷺ نے اس سے کہا: ”جب قاضی فیصلہ کرتا ہے اور پوری جدوجہد کرتا ہے اور درست فیصلہ کر لیتا ہے تو اسے دس اجر ملتے ہیں اور اگر پوری محنت کے باوجود اس سے خطا ہو جائے تو اس کو ایک یا دو اجر پھر بھی ملتے ہیں۔“

(۶۳۸۹)۔ عَنِ ابْنِ قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ)) قَالَ: فَحَدَّثْتُ بِهِذَا الْحَدِيثِ أَبَا بَكْرٍ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزِيمٍ قَالَ هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - (مسند احمد: ۱۷۹۲۶)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب حاکم پوری محنت کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اور درست کو پہنچ جاتا ہے تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور جب پوری محنت کے باوجود اس سے خطا ہو جاتی ہے تو اس کو ایک اجر ملتا ہے۔“ یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(۶۳۸۷) - تخريج: اسنادہ ضعيف لضعف الفرغ ابن فضالة - أخرجه الدارقطني: ۴ / ۲۰۳، والطبرانی في "الصغير": ۱۳۱، وفي "اللاوسط": ۱۶۰۶ (انظر: ۱۷۸۲۵)

(۶۳۸۸) - تخريج: اسنادہ ضعيف لضعف ابن لهيعة، وجهالة سلمة بن اكسوم - أخرجه الحاكم: ۴ / ۸۸، والطبرانی في "اللاوسط" (انظر: ۶۷۵۵)

(۶۳۸۹) - تخريج: أخرجه البخاری: ۷۳۵۲، ومسلم: ۱۷۱۶ (انظر: ۱۷۷۷۴)



**فوائد:**..... حاکم، شرعی علمِ دہم میں اتنا بلند مقام رکھتا ہو کہ اس میں اجتہاد کرنے کی صلاحیت ہو، جس آدمی میں اجتہاد کرنے کی صلاحیت نہ ہو، اس کو حاکم بننے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے، ایسا شخص خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کرے گا، ایسے شخص کی قرآن و حدیث کی نصوص میں سخت مذمت کی گئی ہے، مثال کے طور پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ أَقْتَسَى بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَتْ إِثْمُهُ عَلَيَّ مِنْ أَفْتَاهُ))..... ”جس آدمی کو بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا، اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔“ (ابوداؤد: ۳۶۵۷)

ہمارے معاشرے میں جہاں دینی و شرعی علم کی قدر بہت کم ہوئی ہے، وہاں اس علم کے حاملین بھی بے وقعت ہو کر رہ گئے ہیں، اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ اب خاندانوں اور بازاروں کے فیصلے کرنے والی پنچائتیں ایسے ایسے افراد پر مشتمل ہوتی ہیں، جو بے نماز اور بدکردار ہوتے ہیں اور کوئی ایک سورت یا حدیث ترجمہ کے ساتھ سنانے پر بھی قادر نہیں ہوتے، صرف وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ سرمایہ دار ہوتے ہیں یا رہ چکے ہوتے ہیں، ایسی پنچائتوں کے چند فیصلے یہ ہیں:

ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں، صاحبوں نے عدت کے اندر ہی اسی خاوند کے ساتھ دوبارہ نکاح کر دیا، جبکہ ایسا کرنے والے لوگ حنفی تھے، جن کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں، ان لوگوں نے ایک ظلم تو یہ کیا کہ تین طلاقیں کے بعد اسی خاوند سے نکاح کر دیا، جبکہ ایسا نکاح قبول ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے اور دوسرا ظلم یہ کیا کہ عدت کے اندر نکاح کر دیا، جبکہ عدت کے اندر خاتون کا نکاح نہیں کیا جاسکتا۔

اس سے زیادہ قابلِ افسوس فیصلہ کہ ایک اور خاوند نے اپنی بیوی کو اسی طرح تین طلاقیں دے دیں، بیوی اور اس کے سرال والے بیوی کے والدین کو اس وقوعہ کی اطلاع نہیں دینا چاہتے تھے، سو جاہلوں نے اس کا حل کیا نکالا کہ سرال نے اپنی اس بہو سے کہا: تم مجھے ولی تسلیم کر لو، میں اپنے بیٹے کے ساتھ تمہارا دوبارہ نکاح کر دیتا ہوں، پس ایسے ہی ہوا، اوپر والی مثال والے دو مظالم بھی تھے اور تیسرا ظلم یہ بھی تھا کہ ولی کے بغیر رسم نکاح رچا دی گئی۔

حمید نے کسی کا حق دینا تھا، جبکہ وہ انکار پر تلا ہوا تھا، پنچائت نے فیصلہ کیا کہ حمید نے قسم اٹھانی ہے، لیکن حقدار اس کی قسم پر اعتبار کرنے کے لیے تیار نہ تھا، اس نے کہا کہ حمید کی بجائے اس کا بھائی حامد قسم اٹھائے، جبکہ حامد کو اس معاملے کی کوئی خبر نہ تھی، لیکن پنچائت نے یہ فیصلہ دینا چاہا کہ چلو حامد قسم اٹھالے۔ یہ علم شرعی سے محرومی اور شرعی علوم کے حاملین کی بے وقعتی کے نتائج ہیں۔

(۶۳۹۰)۔ عَنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جِئَ بِعَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((كَيْفَ تَصْنَعُ إِنْ عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟))  
سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو عامل بنا کر یمن کی طرف بھیجا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ”جب کوئی مقدمہ پیش ہو تو کس طرح فیصلہ کرے“

(۶۳۹۰) اسنادہ ضعیف لابیہام اصحاب معاذ و جہالة الحارث بن عمرو، لكن مال الى القول بصحته غير واحد من المحققين من اهل العلم۔ أخرجه ابوداؤد: ۳۵۹۳، والترمذی: ۱۳۲۸ (انظر: ۲۲۰۰۷)

گا؟“ انھوں نے کہا: جی میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ مسئلہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ ہو تو؟“ انھوں نے کہا: تو پھر اللہ کے رسول کی سنت کی روشنی میں کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر رسول اللہ کی سنت میں بھی نہ ملے تو؟“ انھوں نے کہا: تو پھر میں اجتہاد کروں گا اور اس میں کوئی کمی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے سینے پر تھکی دی اور فرمایا: ”اس اللہ کے لئے تعریف ہے، جس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس چیز کی توفیق بخشی کہ جس کو اس کا رسول پسند کرتا ہے۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث سنداً ضعیف ہے، اگرچہ شریعت کا سرسری مطالعہ رکھنے والوں کی زبانوں پر بہت مشہور ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کا قاضی مقرر کر کے بھیجا، جبکہ میں ابھی نو عمر تھا، اس لیے میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایک ایسی قوم کے ہاں بھیج رہے ہیں، جن کے درمیان نت نئے معاملات جنم لیتے ہیں اور مجھے تو قضا کا علم ہی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تیری زبان کی رہنمائی کرے گا اور تیرے دل میں مضبوطی پیدا کر دے گا۔“ اس کے بعد دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرتے مجھے کبھی کوئی شک و شبہ نہیں ہوا۔

**فوائد:**..... یہ نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی تھی، جو اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ پوری کی۔

بَابُ كَرَاهَةِ الْحِرْصِ عَلَى الْقَضَاءِ وَالْوَلَايَةِ وَنَحْوِهَا

قضا اور امارت کی حرص رکھنے کی کراہت کا بیان

یزید بن مویب سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: لوگوں کے مابین فیصلہ کرو، انھوں نے کہا: میں دو آدمیوں کے مابین قاضی بنوں گا نہ دو آدمیوں کا امام

قَالَ: أَقْضِي بِمَا فِي كِتَابِ اللَّهِ، قَالَ: ((فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟)) قَالَ: فَيُسْتَنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟)) قَالَ: اجْتَهَدُ رَأْيِي، لَا أَلُو، قَالَ: فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَدْرِي ثُمَّ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ لِمَا يُرِضِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ)) - (مسند احمد: 22307)

**فوائد:**..... یہ حدیث سنداً ضعیف ہے، اگرچہ شریعت کا سرسری مطالعہ رکھنے والوں کی زبانوں پر بہت مشہور ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کا قاضی مقرر کر کے بھیجا، جبکہ میں ابھی نو عمر تھا، اس لیے میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایک ایسی قوم کے ہاں بھیج رہے ہیں، جن کے درمیان نت نئے معاملات جنم لیتے ہیں اور مجھے تو قضا کا علم ہی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تیری زبان کی رہنمائی کرے گا اور تیرے دل میں مضبوطی پیدا کر دے گا۔“ اس کے بعد دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرتے مجھے کبھی کوئی شک و شبہ نہیں ہوا۔

**فوائد:**..... یہ نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی تھی، جو اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ پوری کی۔

بَابُ كَرَاهَةِ الْحِرْصِ عَلَى الْقَضَاءِ وَالْوَلَايَةِ وَنَحْوِهَا

قضا اور امارت کی حرص رکھنے کی کراہت کا بیان

یزید بن مویب سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: لوگوں کے مابین فیصلہ کرو، انھوں نے کہا: میں دو آدمیوں کے مابین قاضی بنوں گا نہ دو آدمیوں کا امام

عَنْ يَزِيدَ بْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْوَلِيدِ قَالَ لِبْنِ عُمَرَ: أَقْضِ بَيْنَ النَّاسِ، فَقَالَ لَهُ: لَا أَقْضِي بَيْنَ اثْنَيْنِ وَلَا أَوْمٌ رَجُلَيْنِ، أَمَا

(6391) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: 2310 (انظر: 636)

(6392) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابن حبان: 5056 (انظر: 475)

بنوں گا، اے عثمان! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا تھا کہ ”جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگی، اس نے بہت بڑی پناہ مانگی۔“؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جی، کیوں نہیں، انھوں نے کہا: تو پھر میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے عامل بنائیں، پس سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو معاف کر دیا، لیکن کہا: کسی اور کو یہ حدیث بیان نہ کرنا۔

سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ عَاذَ بِاللَّهِ فَقَدْ عَاذَ بِمَعَاذِ)) قَالَ عُمَانُ: بَلَى، قَالَ: فَإِنِّي أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ تَسْتَعْمِلَنِي، فَأَعْفَاهُ وَقَالَ: لَا تُخْبِرَ بِهَذَا أَحَدًا۔ (مسند احمد: ٤٧٥)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہ حججاج نے ان کے بیٹے کو بصرہ پر قاضی مقرر کرنا چاہا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے عہدہ قضا طلب کیا اور دوسرے کے تعاون سے اسے حاصل کرنے کی کوشش کی تو اسے اس عہدے کے سپرد کر دیا جائے گا اور جو آدمی نہ اس کو طلب کرتا ہے اور نہ اس کے حصول کے لئے دوسروں کا تعاون لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے فرشتہ نازل کرے گا، جو درستی کی طرف اس کی رہنمائی کرے گا۔“

(٦٣٩٣)۔ عَنْ بِلَالِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَرَادَ الْحَجَّاجُ أَنْ يَجْعَلَ ابْنَهُ عَلِيَّ قَضَاءَ الْبَصْرَةِ، قَالَ: فَقَالَ أَنَسٌ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ طَلَبَ الْقَضَاءَ وَاسْتَعَانَ عَلَيْهِ وَكَلَّ إِلَيْهِ، وَمَنْ لَمْ يَطْلُبْهُ وَلَمْ يَسْتَعِنْ عَلَيْهِ أَنْزَلَ اللَّهُ مَلَكًا يَسُدُّهُ)) (مسند احمد: ١٣٣٥)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے عہدہ قضا خود طلب کیا وہ اس کے سپرد کر دیا جائے گا اور جسے زبردستی دیا گیا، اس پر ایک فرشتہ نازل ہوگا، جو بہتری کی طرف اس کی رہنمائی کرے گا۔“

(٦٣٩٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ عَنْ أَنَسِ) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ سَأَلَ الْقَضَاءَ وَكَلَّ إِلَيْهِ، وَمَنْ أُجْبِرَ عَلَيْهِ نَزَلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ فَيُسِدُّهُ)) (مسند احمد: ١٢٢٠٨)

**فوائد:**..... درج ذیل حدیث سے یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے:

سیدنا عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمْرَةَ! لَا تَسْأَلِ الْأَمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُوْتِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وَكَلْتِ إِلَيْهَا، وَإِنْ أُوْتِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعْنَتَ عَلَيْهَا)) (صحیح بخاری: ٦٦٢٢، صحیح مسلم: ١٦٥٢) ”اے عبدالرحمن بن سمرہ! تو خود امارت کا سوال

(٦٣٩٣) تخریج: اسنادہ ضعیف، لضعف عبد الاعلی الثعلبی، وضعف بلال بن ابی موسی۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٨٧، والترمذی: ١٣٢٣، وابن ماجه: ٢٣٠٩ (انظر: ١٣٣٠٢) (٦٣٩٤) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

نہ کر، کیونکہ اگر یہ تجھے سوال کرنے کی بنا پر دی گئی تو تجھے اس کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر یہ تجھے سوال کے بغیر دی گئی تو تیری مدد کی جائے گی۔“

(۶۳۹۵)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَذَكَرْتُهَا حَتَّى ذَكَرْنَا الْقَاضِيَّ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى الْقَاضِي الْعَدْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَاعَةً يَتَمَنَّى أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ بَيْنَ اثْنَيْنِ فِي تَمْرَةٍ قَطُّ)) (مسند احمد: ۲۴۹۶۸)

عمران بن حطان کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور ان سے مذاکرہ کرنے لگا، یہاں تک کہ قاضی کے عہدے کا ذکر ہونے لگا، اس موقع پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قاضی پر قیامت کے روز ایک گھڑی ایسی آئے گی کہ وہ یہ آرزو کرے گا کہ کاش کہ اس نے دو آدمیوں کے درمیان ایک کھجور کا بھی فیصلہ نہ کیا ہوتا۔“

(۶۳۹۶)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ)) (مسند احمد: ۸۷۶۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے لوگوں پر قاضی مقرر کیا گیا، اسے گویا چھری کے بغیر ذبح کر دیا گیا۔“

**فوائد:**..... یقیناً امت مسلمہ کے لیے قاضی اور حاکم کا ہونا ضروری ہے اور وہ لوگ بڑے خوش بخت اور سعادت مند ہیں جو عہدہ قضا پر فائز ہونے کے بعد عدل و انصاف کے ترازو کو تھامے رکھتے ہیں، جبکہ ایسے لوگ بہت کم ہیں، حکمرانوں اور قاضیوں کی اکثریت عدل و انصاف کے تقاضے پورے نہ کر سکی اور ان کی وجہ سے عوام الناس پر بڑا ظلم و ستم ڈھایا گیا۔

عدل و انصاف والے پہلو کو دیکھ کر شریعت مطہرہ میں اس شعبے کی مدح سرائی کی جاتی ہے اور ظلم و تعدی والے پہلو کو دیکھ کر اس کی مذمت کی جاتی ہے۔

### بَابُ التَّشْدِيدِ عَلَى الْحُكَّامِ الْجَائِرِينَ وَفَضْلِ الْمُقْسِطِينَ ظالم حاکموں کی مذمت اور منصف حکمرانوں کی فضیلت کا بیان

(۶۳۹۷)۔ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ يَقُولُ: ((مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ)) (مسند احمد: ۸۷۶۲)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک یا دو مرتبہ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو حاکم اور فیصل لوگوں کے درمیان

(۶۳۹۵) تخریج: اسنادہ ضعیف، صالح بن سرج وعمرو بن العلاء الشنی من رجال التعجیل۔ أخرجه الطيالسی: ۱۵۴۶، والبیہقی: ۱۰ / ۹۶ (انظر: ۲۴۴۶۴)

(۶۳۹۶) اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۷۱، والترمذی: ۱۳۲۵، وابن ماجہ: ۲۳۰۸ (انظر: ۸۷۷۷)

(۶۳۹۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف مجالد الهمدانی، وروی مرفوعاً و موقوفاً، والموقوف اصح۔ أخرجه ابن ماجہ: ۲۳۱۱ (انظر: ۴۰۹۷)

فیصلہ کرتا ہے، قیامت والے دن اسے روک لیا جائے گا اور فرشتہ اسے گردن سے پکڑ کر دوزخ کے بالکل قریب لا کر کھڑا کر دے گا، پھر وہ فرشتہ سر اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی جانب دیکھے گا، اگر اللہ تعالیٰ یہ کہہ دے گا کہ اس کو پھینک دے تو وہ فرشتہ اسے دوزخ میں پھینک دے گا اور وہ چالیس سال تک گرتا رہے گا۔“

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قاضی جب فیصلہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اس کے ساتھ ہوتا ہے اور اسی طرح جب کوئی آدمی مال تقسیم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔“

(یعنی جب تک وہ انصاف کرتے رہتے ہیں۔)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون لوگ ہیں جو روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سائے کی طرف سبقت لے جانے والے ہوں گے؟“ لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ وہ لوگ ہیں جب انہیں حق ملے تو اسے قبول کرتے ہیں اور جب ان سے حق کا سوال کیا جائے تو وہ اس کو خرچ کرتے ہیں اور جب لوگوں کے لئے فیصلہ کرتے ہیں تو ایسے فیصلہ کرتے ہیں، جیسے وہ اپنے نفسوں کے لیے کر رہے ہوں۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا میں انصاف کرنے والے روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے موتیوں کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے، اس وجہ سے کہ انہوں نے دنیا میں انصاف کیا تھا۔“

حَكْمٍ يَحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ إِلَّا حِسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَلَكٌ آخِذٌ بِقَفَاهُ حَتَّى يَقِفَهُ عَلَى جَهَنَّمَ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنْ قَالَ: أَلْقِهِ، أَلْقَاهُ فِي جَهَنَّمَ يَهُوِي أَرْبَعِينَ خَرِيفًا.)) (مسند احمد: ٤٠٩٧)

(٦٣٩٨)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَدُ اللَّهِ مَعَ الْقَاضِي حِينَ يَقْضِي، وَيَدُ اللَّهِ مَعَ الْقَاسِمِ حِينَ يَقْسِمُ.)) (مسند احمد: ٢٣٩٠٨)

(٦٣٩٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((أَتَذَرُونَ مِنَ السَّابِقُونَ إِلَى ظِلِّ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((الَّذِينَ إِذَا أُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوهُ وَإِذَا سُئِلُوهُ بَدَّلُوهُ وَحَكَمُوا لِلنَّاسِ كَحُكْمِهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ.)) (مسند احمد: ٢٤٨٨٣)

(٦٤٠٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمُقْسِطِينَ فِي الدُّنْيَا عَلَى مَنَابِرٍ مِنْ لَوْلُو يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمَنِ بِمَا أَفْسَطُوا

(٦٣٩٨) اسنادہ ضعیف، عبد اللہ بن لہیعہ سیء الحفظ۔ أخرجه البيهقي: ١٠ / ١٣٢ (انظر: ٢٣٥١١)

(٦٣٩٩) تخريج: اسنادہ ضعیف، ابن لہیعہ سیء الحفظ (انظر: ٢٤٣٧٩)

(٦٤٠٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٢٧ (انظر: ٦٤٨٥)



فی الدنیا۔)) (مسند احمد: ۶۴۸۵)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”انصاف کرنے والے قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے، جبکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہی ہیں، یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے فیصلوں میں، اپنے اہل و عیال کے حق میں اور اپنے ماتحت امور اور افراد کے حق میں انصاف کرتے ہوں گے۔“

(۶۴۰۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْمُقْسِطُونَ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى مَنَابِرٍ مِنْ نُورٍ عَلَى يَمِينِ الرَّحْمَنِ وَكَلَّمْنَا يَدَيْهِ يَمِينًا، الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا.)) (مسند احمد: ۶۴۹۲)

سیدنا معقل بن یسار مزیؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے لوگوں کے مابین کوئی فیصلہ کرنے کا حکم دیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اچھے انداز میں فیصلہ نہیں کر سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس وقت تک قاضی کے ساتھ ہوتا ہے، جب تک وہ ظلم نہ کرے۔“

(۶۴۰۲)۔ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارِ الْمَزِينِيِّ قَالَ: أَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَقْضِيَ بَيْنَ قَوْمٍ، فَقُلْتُ: مَا أَحْسِنَ أَنْ أَقْضِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((اللَّهُ مَعَ الْقَاضِي مَا لَمْ يَحْفَ عَمْدًا.)) (مسند احمد: ۲۰۵۷۱)

**فوائد:**..... سیدنا عبد اللہ بن ابی اونیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْقَاضِي مَا لَمْ يَجْرُ، فَإِذَا جَارَ تَحَلَّى عَنْهُ وَلَزِمَهُ الشَّيْطَانُ.))..... ”یہ تک اللہ تعالیٰ اس وقت تک قاضی کے ساتھ ہوتا ہے، جب تک وہ ظلم نہیں کرتا، جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ہٹ جاتا ہے اور شیطان اس کو چمٹ جاتا ہے۔“ (ترمذی: ۱۳۳۰، ابن ماجہ: ۲۳۱۲)

اس موضوع سے متعلقہ احادیث صحیحہ کا تقاضا یہ ہے کہ حکمرانوں اور حاکموں کو عدل و انصاف کی روش اختیار کرنی چاہیے، جبکہ عدل کے تقاضے اتنے زیادہ ہیں کہ ان کو پورا کرنا بہت مشکل ہے، مسلم حکمران طبقے کو خلفائے راشدین کے طرز خلافت کا مطالعہ کرنا چاہیے اور یہ نکتہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ اس شعبے کا چودھراہٹ کے اظہار اور دنیوی مال و زر کے حصول کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۶۴۰۱) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۴۰۲) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، نفع بن الحارث الاعمی متروک الحدیث، وقد کذبہ ابن دعین۔

أخرجه الطبرانی فی ”الکبیر“: ۲۰ / ۵۳۹ (انظر: ۲۰۳۰۵)

## بَابُ نَهْيِ الْحَاكِمِ عَنِ الرِّشْوَةِ حاکم کو رشوت سے منع کرنے کا بیان

(۶۴۰۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَعَنَ اللَّهُ الرَّاشِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ)) (مسند احمد: ۹۰۱۹) پر۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللَّهُ ﷻ: ((لَعَنَ اللَّهُ الرَّاشِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ)) (مسند احمد: ۹۰۱۹) پر۔

**نوٹ:**..... رشوت: وہ رقم جو باطل حق یا احقاقِ باطل یا اپنے مفاد کو پورا کرنے کے لیے کسی کو دی جائے، مثال کے طور پر قاتل کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے جج کو رقم دینا، کسی امتحان میں زیادہ نمبر لگوانے کے لیے ممتحن کو روپیہ پیسہ دینا، رقم لے کر اپنی کمپنی سے کیے گئے معاہدے کی خلاف ورزی کرنا، رقم لے کر اپنی ذمہ داری کو پورا نہ کرنا، وغیرہ وغیرہ۔

جو اسباب کسی شخص کو اس کی ذمہ داری اور ڈیوٹی کے تقاضے پورے نہیں کرنے دیتے، ان میں سے ایک بڑا سبب رشوت ہے اور یہ ایسی منحوس بیماری ہے کہ جو غیر محسوس انداز میں اکثر ملازمین میں سرایت کر گئی ہے، خاص طور پر قضا سے متعلقہ عہدوں میں، اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال ہے۔

(۶۴۰۴)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّاشِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ)) (مسند احمد: ۶۵۳۲)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے رشوت دینے والے پر اور لینے والے پر لعنت کی ہے۔

(۶۴۰۵)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ: ((لَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى الرَّاشِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ)) (مسند احمد: ۶۹۸۴)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رشوت دینے والے پر اور لینے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔“

(۶۴۰۶)۔ عَنْ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷻ يَقُولُ: ((مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الرِّبَا إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنَةِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الرِّشْوَا إِلَّا أُخِذُوا

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس قوم میں سود پھیل جائے، ان پر قسط سالی مسلط کر دی جاتی ہے اور جس قوم میں رشوت عام ہو جائے، وہ خوف اور رعب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔“

(۶۴۰۳) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الترمذی: ۱۳۳۶ (انظر: ۹۰۳۱)

(۶۴۰۴) اسنادہ قوی۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۸۰، والترمذی: ۱۳۳۷، وابن ماجه: ۲۳۱۳ (انظر: ۶۵۳۲)

(۶۴۰۵) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۴۰۶) تخريج: اسنادہ ضعيف جدا، عبد الله بن لهيعة سنيء الحفظ، ومحمد بن راشد المرادي

مجهول غير معروف، ويبدو أنه سقط رجل بين محمد بن راشد وعمرو (انظر: ۱۷۸۲۲)

بِالرُّعْبِ۔)) (مسند احمد: ۱۷۹۷۶)

**فوائد:**..... اس حدیث کا پہلا جملہ شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

(۶۴۰۷)۔ عَنِ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّائِشِيَّ وَالْمُرْتَشِيَّ، وَالرَّائِشُ يَعْنِي الَّذِي يَمِشِي بَيْنَهُمَا۔ (مسند احمد: ۲۲۷۶۲)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے، رشوت لینے والے اور ان دونوں کے درمیان دلالی کرنے والے، تینوں پر لعنت کی ہے۔

**فوائد:**..... ریش (دلال) وہ ہے جو رشوت خور اور رشوت دینے والے میں رشوت میں کمی بیشی کرا کر شریک ہوتا ہے۔

### أَبْوَابُ آدَابِ الْقَضَاءِ وَالْقَاضِي

قضا اور قاضی کے آداب کا بیان

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحُكْمِ إِلَّا بَعْدَ سَمَاعِ كَلَامِ الْخَصْمَيْنِ  
فریقین کا کلام سن لینے سے پہلے فیصلہ کر دینے سے ممانعت کا بیان

(۶۴۰۸)۔ عَنِ عَلِيٍّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ (زَادَ فِي رِوَايَةِ قَاضِيًا) فَقُلْتُ: تَبْعَثُنِي إِلَى قَوْمٍ أَسَنَ مِنِّي وَأَنَا حَدَثٌ لَا أَبْصِرُ الْقَضَاءَ؟ قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْ لِسَانَهُ وَاهْدِ قَلْبَهُ يَا عَلِيُّ! إِذَا جَلَسَ إِلَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِ بَيْنَهُمَا حَتَّى تَسْمَعَ مِنَ الْآخِرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ، فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ تَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ)) قَالَ: فَمَا اخْتَلَفَ عَلِيٌّ قَضَاءَ بَعْدَ أَوْ مَا أَشْكَلَ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بطور قاضی بھیجا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایک جہاندیدہ قوم کی جانب بھیج رہے ہیں، جبکہ میں ابھی نوخیز جوان ہوں اور قضا کا تجربہ بھی نہیں ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا: ”اے میرے اللہ! اس کی زبان کو ثابت قدم رکھ اور اس کے دل کو راہ ہدایت دے۔ اے علی! جب جھگڑے والے دو آدمی تیرے پاس آئیں تو پہلے کی طرح دوسرے کی بات سنے بغیر فیصلہ نہ کر، اگر تو اس طرح دونوں کی بات سنے گا تو تیرے لیے فیصلہ کرنا واضح ہو جائے گا۔“ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے

(۶۴۰۷) تخریج: صحیح لغیرہ دون قولہ: ”الریش.....“ وهذا اسناد ضعيف، ليث بن أبي سليم ضعيف، وقد اضطرب في هذا الحديث، وشيخه ابو الخطاب مجهول، ابو زرعة رواه عن ثوبان مرسله۔ أخرجه ابن أبي شيبة: ۶ / ۵۴۹، والبزار: ۱۳۵۳، والحاكم: ۴ / ۱۰۳ (انظر: ۲۲۳۹۹)

(۶۴۰۸) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۸۲، والترمذی: ۱۳۳۱، (انظر: ۸۸۲) کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

عَلَى قَضَاءٍ بَعْدُ۔ (مسند احمد: ۸۸۲) ہیں: اس کے بعد فیصلہ کرتے وقت میں کبھی بھی کسی اختلاف اور اشکال میں نہیں پڑا۔

**فوائد:**..... کسی بھی قاضی اور حاکم کے لیے یہ بہت بڑا اصول ہے کہ جھگڑا سے متعلقہ تمام فریقوں کی باتیں سن کر تحقیق کرے اور صرف پہلے فریق کا دعویٰ سننے کے بعد کسی کے ظالم یا مظلوم ہونے کا فیصلہ نہ کرے۔

### بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحُكْمِ فِي حَالَةِ الْغَضَبِ غصے کی حالت میں فیصلہ کرنے سے ممانعت کا بیان

(۶۴۰۹)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَمَرَهُ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى ابْنِ لَهُ وَكَانَ قَاضِيًا بِسَجِسْتَانَ أَمَا بَعْدُ: فَلَا تَحْكُمَنَّ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانٌ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَحْكُمُ أَحَدٌ (وَفِي لَفْظٍ: لَا يَقْضِي الْحَاكِمُ) بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانٌ))۔

ابن ابی بکرہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بیٹے، جو کہ سجستان کے علاقے میں قاضی تھا، کو یہ خط لکھا: اما بعد! جب تو غصہ کی حالت میں ہو تو دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہیں کرنا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی یا کوئی حاکم غصے کی حالت میں دو افراد کے مابین فیصلہ نہ کرے۔“

(مسند احمد: ۲۰۷۴۱)

**فوائد:**..... دو یا زائد افراد یا فریقوں کے مابین فیصلہ کرنے کے لیے صبر و تحمل کی اشد ضرورت ہے، بلکہ یہ صفت تو قاضی اور حاکم کا زیور ہے، غیظ و غضب کسی مسئلے کا حل نہیں ہے، ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ ظالم فرد یا فریق کے ظلم کی نوعیت کو دیکھ اس کے سامنے غصے کا اظہار کیا جاسکتا ہے، تاکہ اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے، لیکن فیصلہ کرتے وقت حاکم کو غصے کی حالت میں نہیں ہونا چاہیے۔

(۶۴۱۰)۔ عَنِ عُرْوَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتَسْطَاطَ السُّلْطَانُ تَسَلَّطَ الشَّيْطَانُ))۔ (مسند احمد: ۱۸۱۴۷)

سیدنا عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب سلطان انتہائی غصے میں ہوتا ہے تو اس وقت شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔“

(۶۴۰۹) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین (انظر: ۲۰۴۶۷)

(۶۴۱۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة حال محمد بن عطية۔ أخرجه الطبرانی فی ”الکبیر“: ۱۷ / ۴۴۴

(انظر: ۱۷۹۸۴)

## بَابُ مَا جَاءَ فِي جُلُوسِ الْخَصْمَيْنِ أَمَامَ الْقَاضِي فَرِيقَيْنِ كَاتِقِضِي كَالْبَيَانِ

(۶۴۱۱)۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أُخِيهِ عَمْرٍو بْنِ الزُّبَيْرِ خُصُومَةٌ فَدَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ عَلَى سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَعَمْرٍو ابْنِ الزُّبَيْرِ مَعَهُ عَلَى السَّرِيرِ، فَقَالَ سَعِيدٌ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: هَاهُنَا، فَقَالَ: لَا، قَضَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَوْ سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، إِنَّ الْخَصْمَيْنِ يَقْعُدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَكَمِ۔ (مسند احمد: ۱۶۲۰۳)

سیدنا مصعب بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی سیدنا عمرو بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی جھگڑا ہو گیا، سیدنا عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ، سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جبکہ سیدنا عمرو بن الزبیر رضی اللہ عنہ چارپائی پر ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، سیدنا سعید رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ بن الزبیر سے کہا: یہاں تشریف لے آؤ، لیکن انہوں نے کہا: جی نہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کی قضا کا طریقہ یا آپ ﷺ کی سنت کو اپنائیں گے اور وہ یہ ہے کہ دونوں فریق حاکم کے سامنے بیٹھیں۔

**فوائد:**..... جب حاکم کسی کو اپنے سامنے بٹھا کر بات سننے کا تو حقیقت تک رسائی حاصل کرنا زیادہ ممکن ہو جائے گا، بہر حال یہ روایت ضعیف ہے، لیکن عام طور پر جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس آ کر اپنے جرائم کا اعتراف کرتے تو وہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوتے تھے۔

## بَابُ اِثْمٍ مِنْ خَاصِمٍ فِي بَاطِلٍ وَاِنْ حُكِمَ لَهُ بِهِ فِي الظَّاهِرِ وَهَلْ يُحْكَمُ القَاضِي بِعِلْمِهِ اَمْ لَا

باطل چیز پر جھگڑنے والے کے گناہ کا بیان، اگرچہ بظاہر اس کے لیے فیصلہ کر دیا گیا ہو اور اس چیز کا بیان کہ کیا قاضی اپنے علم کی روشنی میں فیصلہ کر سکتا ہے یا نہیں

(۶۴۱۲)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ) لَعَلَّ بَعْضَكُمْ الْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ وَإِنَّمَا أَقْضِي لَهُ بِمَا يَقُولُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ

زوجہ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ایک بشر ہوں اور تم میرے پاس اپنے مقدمات لے کر آتے ہو، اس لیے ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی دوسروں کی بہ نسبت دلائل کے نشیب و فراز سے زیادہ واقف ہے اور میں تو اس کے بیان کے مطابق ہی فیصلہ کروں

(۶۴۱۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف مصعب بن ثابت، ولا نقطاعہ۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير":

۲۴۶، والحاكم: ۴ / ۹۴، وأخرجه ابوداود مختصراً: ۳۵۸۸ (انظر: ۱۶۱۰۴)

(۶۴۱۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۶۸۰، ۷۱۶۹، ومسلم: ۱۷۱۳ (انظر: ۲۵۶۷۰)



مِنْ حَقِّ أَخِيهِ بِقَوْلِهِ، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً  
 مِنَ النَّارِ، فَلَا يَأْخُذْهَا.)) (مسند احمد: ۲۶۱۸۹)  
 گا، لہذا اگر میں کسی کے حق میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ  
 کر دوں تو وہ اس کو نہ لے، کیونکہ ایسی صورت میں اسے  
 آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں گا۔“

**فوائد:**..... حاکم نے گواہوں اور دلیلوں کی روشنی میں فیصلہ کرنا ہوتا ہے، اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حاکم  
 کے فیصلے کا حرام کو حلال کرنے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، یعنی اگر وہ کسی چیز کا غیر مستحق آدمی کے حق میں فیصلہ کر دیتا  
 ہے تو اس فیصلے سے وہ چیز اس آدمی کے لیے حلال نہیں ہو جائے گی، جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے، بلکہ وہ حرام ہی  
 رہے گی۔

(۶۴۱۳)۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ  
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس قسم کی ایک حدیث نبوی بیان  
 کی ہے۔ (مسند احمد: ۸۳۷۵)

(۶۴۱۴)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ  
 سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ  
 نے فرمایا: ”جو علم ہونے کے باوجود ناحق جھگڑا کرے تو وہ اس  
 سے دستبردار ہونے تک اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں ہوگا۔“  
 (مسند احمد: ۵۳۸۵) حَتَّى يَنْزِعَ.))

**فوائد:**..... ہمارے ہاں خاندانی اور مذہبی تعصب کی بنا پر ایسی مثالیں موجود ہیں کہ لوگ ظالم کا ساتھ دینے پر  
 تل جاتے ہیں اور عدالتوں اور پچھریوں میں جا کر اس کے حق میں جھوٹی گواہیاں دینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

### أَبْوَابُ الدَّعَاوَى وَالْبَيِّنَاتِ وَصُورَةُ الْيَمِينِ وَغَيْرِ ذَلِكَ

دعووں، گواہیوں اور قسم کی صورتوں وغیرہ کے ابواب

بَابُ اسْتِحْلَافِ الْمُدَّعَى عَلَيْهِ فِي الْأَمْوَالِ وَالْدِّمَاءِ وَغَيْرِهِمَا إِذَا لَمْ تَوْجَدْ بَيِّنَةً لِلْمُدَّعَى  
 مالوں اور خونوں جیسے معاملات میں جب مددعی کے پاس گواہ نہ ہو تو مددعی علیہ سے قسم لینے کا بیان  
 (۶۴۱۵)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كَتَبَ  
 ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا ابن عباس  
 إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:  
 رضی اللہ عنہ سے مجھے یہ تحریر بھیجی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر  
 (لَوْ أَنَّ النَّاسَ أُعْطُوا بِدَعْوَاهُمْ، إِدَّعَى  
 لوگوں کو ان کے دعووں کے مطابق دیا جائے تو وہ لوگوں کے  
 نَاسٌ مِنَ النَّاسِ دِمَاءٌ نَاسٍ وَأَمْوَالِهِمْ وَلَكِنَّ  
 خونوں اور مالوں کا دعویٰ کر دیں، لیکن قسم مددعی علیہ پر ہو

(۶۴۱۳) تخريج: صحيح لغيره - أخرج ابن ماجه: ۲۳۱۸ (انظر: ۸۳۹۴)

(۶۴۱۴) تخريج: اسنادہ صحيح أخرج الحاكم: ۲/ ۲۷، والبيهقي: ۶/ ۸۲ (انظر: ۵۳۸۵)

(۶۴۱۵) تخريج: أخرج البخاري: ۲۵۱۴، ۲۶۶۸، ومسلم: ۱۷۱۱ (انظر: ۳۱۸۸)

الْيَمِينِ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ)) (مسند - گئی۔“

(احمد: ۳۱۸۸)

**فوائد:**..... یہ شریعت اسلامیہ کا بڑا اہم اور سادہ قانون ہے کہ مدعی اپنے دعوے پر گواہ پیش کرے، وگرنہ مُدْعَى عَلَيْهِ قسم اٹھا کر اس کے دعوے سے بری ہو جائے گا، لیکن اس کو چاہیے کہ وہ جھوٹی قسم سے مکمل اجتناب کرے، وگرنہ اگلی حدیث کا مصداق بن جائے گا، ایسے موقع پر حاکم کو چاہیے کہ وہ وعظ و نصیحت کرے اور آخرت کی اہمیت اور دنیا کی بے ثباتی بیان کرے۔

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی آئے، ان کا زمین کا جھگڑا تھا، ایک امرء القیس بن عابس کندی تھا اور اس کا مقابل ربیعہ بن عبدان تھا، اول الذکر نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے جاہلیت میں میری زمین زبردستی چھین لی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کندی سے فرمایا: ”دلیل پیش کرو۔“ وہ کہنے لگا: دلیل تو کوئی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تو پھر مدعا علیہ قسم اٹھائے گا۔“ اس نے کہا: وہ تو پھر میرا مال ہتھیالے گا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس کے علاوہ تیرے حق میں کچھ ہے ہی نہیں۔“ پھر جب وہ قسم اٹھانے کے لیے کھڑا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو ظلم کرتے ہوئے کسی کی زمین ہتھیالے گا تو وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔“

سیدنا اشعث بن قیس کہتے ہیں: میرا ایک کنویں تھا اور اس کے معاملے میں میرا اپنے چچا زاد بھائی سے جھگڑا تھا، اس نے یہ کنواں مجھے واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا، میں یہ مقدمہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ”دلیل لاؤ کہ یہ کنواں تمہارا ہے، وگرنہ وہ قسم اٹھا

(۶۴۱۶)۔ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي أَرْضٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: إِنَّ هَذَا إِنْتزَى عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ (وَهُوَ أَمْرُ الْقَيْسِ بْنِ عَابِسٍ لِكِنْدِيِّ وَخَصَمُهُ رَبِيعَةُ بْنُ عَبْدِانٍ) فَقَالَ لَهُ: ((بَيْتُكَ)) قَالَ: لَيْسَ لِي بَيْتٌ، قَالَ: ((بَيْمِنُهُ)) قَالَ: إِذَا يَذْهَبُ، قَالَ: ((لَيْسَ لَكَ إِلَّا ذَلِكَ)) فَلَمَّا قَامَ لِيخْلِفَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ اقْتَطَعَ أَرْضًا ظَالِمًا لِقِيَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانٌ)) (مسند احمد: ۱۹۰۶۹)

(۶۴۱۷)۔ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: خَاصَمْتُ ابْنَ عَمِّ لِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنِي بِئْرٍ كَانَتْ لِي فِي يَدِهِ، فَجَحَدَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْتُكَ أَنَهَا بئْرُكَ وَإِلَّا فِيمِنُهُ)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ

(۶۴۱۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۳۹ (انظر: ۱۸۸۶۳)

(۶۴۱۷) أخرجه بنحوه البخاری: ۲۳۵۶، ۴۵۴۹، ۶۶۷۶، ۶۶۷۷، و مسلم: ۱۳۸ (انظر: ۲۱۸۴۸)

لے گا۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس دلیل تو نہیں ہے اور میرا مقابل فاجر اور فاسق آدمی ہے، اس لیے اگر آپ ﷺ قسم کی روشنی میں فیصلہ کیا تو وہ میرا کنواں ہتھیا لے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی مسلمان کا مال تا حق ہتھیائے گا وہ اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾..... ”بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں، ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نہ تو ان سے بات چیت کرے گا نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

### بَابُ مَنْ قَضَىٰ بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ

ایک گواہ اور ایک قسم کے ساتھ فیصلہ کرنے والے کا بیان

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک گواہ اور ایک قسم کے ساتھ فیصلہ کیا۔ زید بن حباب کہتے ہیں: میں نے سیدنا مالک بن انس سے قسم اور گواہ کے متعلق پوچھا کیا یہ طلاق اور غلام کی آزادی میں بھی کافی ہے؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، یہ تو صرف خرید و فروخت جیسے معاملات میں ہے۔

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے گواہ کے ساتھ ایک قسم کی روشنی میں فیصلہ کیا، عمرو نے کہا: یہ مالوں کے معاملات کے لیے

اللَّهُ ﷻ! مَا لِي بَيْنَهُ، إِنْ تَجْعَلَهَا بِيَمِينِهِ تَذْهَبُ بِشْرِي، إِنْ خَضَمْتِي أَمْرًا فَاجِرًا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ: ((مَنْ افْتَتَحَ مَالَ أَمْرٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّ لِقَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ)) وَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ﴾ (آل عمران: ۷۷) الآية۔ (مسند احمد: ۲۲۱۹۱)

(۶۴۱۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَىٰ بِيَمِينٍ وَشَاهِدٍ، قَالَ زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّاهِدِ هَلْ يَجُوزُ فِي الطَّلَاقِ وَالْعِتَاقِ، فَقَالَ: لَا، إِنَّمَا هَذِهِ فِي الشَّرَاءِ وَالْبَيْعِ وَأَشْبَاهِهِ۔ (مسند احمد: ۲۹۶۷)

(۶۴۱۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَىٰ بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ، قَالَ عَمْرُو:

(۶۴۱۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷۱۲ (انظر: ۲۹۶۷)

(۶۴۱۹) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

وَأَنَّمَا ذَاكَ فِي الْأَمْوَالِ - (مسند احمد: ۶۹۲۹) ہے۔

**فوائد:**..... مذہبی اپنے دعویٰ پر دو گواہ پیش کرے گا، اگر دو گواہ میسر نہ ہوں تو وہ ایک گواہ پیش کر دے، لیکن اس کے ساتھ اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے ایک قسم اٹھائے، آپ ﷺ نے ایک گواہ اور ایک قسم کی روٹڑا میں فیصلہ کیا، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد کا یہی مسلک ہے، البتہ امام ابو حنیفہ کی رائے یہ ہے کہ دو گواہ ہی ضروری ہے، لیکن یہ رائے درست نہیں ہے۔ اگر مذہبی کے پاس ایک گواہ بھی نہ ہو تو پھر اس کو قسم اٹھانے کا کوئی اختیار نہیں ہوگا اور مذہبی علیہ اپنے حق میں قسم اٹھا کر بری ہو جائے گا۔

(۶۴۲۰)۔ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ قَالَ جَعْفَرُ: قَالَ أَبِي: وَقَضَى بِهِ عَلِيٌّ بِالْعِرَاقِ - (مسند احمد: ۱۴۳۲۹)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ اور ایک قسم کے ساتھ فیصلہ کیا؛ جعفر کہتے ہیں: میرے والد صاحب نے کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عراق میں اسی طرح فیصلہ کیا تھا۔

(۶۴۲۱)۔ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُمْ وَجَدُوا فِي كُتُبِ أَوْ كِتَابِ سَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ - (مسند احمد: ۲۲۸۲۷)

عمرو بن قیس کہتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی تحریروں میں یہ چیز بھی لکھی ہوئی پائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ کے ساتھ ایک قسم کی روشنی میں فیصلہ کیا تھا۔

بَابُ الْقَضَاءِ بِالْقُرْعَةِ فِيمَا إِذَا ادَّعَا الْخَصْمَانِ مِلْكَ شَيْءٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ وَمَاذَا يَفْعَلُ إِذَا كَانَ لَهُمَا بَيِّنَةٌ وَتَعَارَضَتِ الْبَيِّنَاتُ

جب فریقین کسی چیز کی ملکیت کا دعویٰ کریں اور ان کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو قرعہ کے ذریعے فیصلہ کرنے کا بیان، اسی طرح اس چیز کی وضاحت کہ اگر دونوں کے پاس گواہ تو ہوں، لیکن متعارض ہوں

(۶۴۲۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلَيْنِ تَدَارَا فِي دَابَّةٍ لَيْسَ لِرِوَاكِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، فَأَمَرَهُمَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَسْتَهْمَا عَلَى الْيَمِينِ، أَحَبَّ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی ایک جانور کے بارے میں جھگڑ پڑے، جبکہ کسی کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی، پس نبی کریم ﷺ نے انہیں قسم اٹھانے پر قرعہ ڈالنے کا حکم

(۶۴۲۰) اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۳۶۹، و الترمذی: ۱۳۴۴ (انظر: ۱۴۲۷۸)

(۶۴۲۱) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه الترمذی: ۱۳۴۳ (انظر: ۲۲۴۶۰)

(۶۴۲۲) تخريج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ۳۶۱۶، ۳۶۱۸، وابن ماجه: ۲۳۲۹ (انظر: ۱۰۳۴۷)

دیا، یہ حکم ان کو پسند ہو یا نہ ہو۔

أَوْ كَرِهًا - (مسند احمد: ۱۰۳۵۲)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مدعی اور مدعا علیہ دونوں قسم پر مجبور کئے جائیں اور وہ اس کو پسند بھی کریں تو ان میں قسم پر قرعہ ڈالا جائے گا۔“

(۶۴۲۳) - (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانِي) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أُكْرِهَ الْإِثْنَانِ عَلَى الْيَمِينِ وَاسْتَحَبَّاهَا فَلَيْسَتْهُمَا عَلَيْهِمَا)) (مسند احمد: ۸۱۹۴)

**فوائد:** ..... صحیح بخاری، نسائی اور بیہقی میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((عَرَضَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَوْمِ الْيَمِينِ فَاسْرَعَ الْفَرِيقَانِ جَمِيعًا فِي الْيَمِينِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُسْهِمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِينِ أَيُّهُمْ يَخْلِفُ)) ..... ”نبی کریم ﷺ نے ایک قوم پر قسم پیش کی، لیکن جب آپ ﷺ نے فریقین کو قسم اٹھانے کے لیے جلدی کرتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پہلے قسم کے معاملے میں یہ قرعہ ڈالا جائے کہ قسم کون اٹھائے گا۔“ ان احادیث میں بڑا اہم قانون بیان کیا گیا کہ جب مدعی اور مدعا علیہ کا پتہ نہ چل رہا ہو اور دونوں آدمی قسم اٹھانے پر بھی تل جائیں تو دونوں سے قسم نہیں لی جائے گی، بلکہ قرعہ ڈالا جائے گا اور جس کے حق میں قرعہ نکلے گا، صرف وہ قسم اٹھائے گا، اگر اس نے قسم اٹھالی تو اس کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا۔

(۶۴۲۴) - عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي دَابَّةٍ لَيْسَ لِرِوَادِهِ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَجَعَلَهُ بَيْنَهُمَا يَضْفَيْنِ - (مسند احمد: ۱۹۸۳۲)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو آدمی ایک چوپائے کا مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، جبکہ دونوں میں سے کسی کے پاس کوئی دلیل نہ تھی، پس آپ ﷺ نے اس سواری کو ان کے درمیان نصف تقسیم کر دیا۔

**بَابُ جَامِعٍ فِي قَضَايَا حَكَمَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ**

رسول اللہ ﷺ کے کیے ہوئے چند متفرق فیصلہ جات

(۶۴۲۵) - قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَمَامِ أَحْمَدَ: سِيدَانَا عِمَادَةُ بْنُ صَامِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَيِّدَانَا عِمَادَةُ بْنُ صَامِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَيِّدَانَا عِمَادَةُ بْنُ صَامِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَيِّدَانَا عِمَادَةُ بْنُ صَامِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

(۶۴۲۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۴۲۴) تخريج: حديث معلول بين اهل الحديث مع الاختلاف في اسناده على قتادة - أخرجه ابو داود: ۳۶۱۳، والنسائي: ۸/ ۲۴۸، وابن ماجه: ۲۳۳۰ (انظر: ۱۹۶۰۳)

(۶۴۲۵) تخريج: اسنادہ ضعیف، الفضیل بن سلیمان النمری لین الحديث، واسحاق بن یحیی الولید مجهول الحال، ثم روايته عن جده عبادة مرسله، لكن القصص والقضايا التي يأتي ذكرها فيما يلي صحيحة بالشواهد: قصة المعدن جبار.....، قصة الرکاز، قصة تأبير النخل وقصة مال المملوك، قصة الولد للفراش، قصة الشفعة، قصة حمل بن مالك، قصة الرحبة، قصة حيز النخلة، قصة شرط النخل، قصة عطية المرأة، قصة توريث الجدتين، قصة عتق المملوك، لا ضرر ولا ضرار، لبس لعرق ظالم حق، منع فضل الماء، قصة الدية الكبرى - (انظر: ۲۲۷۷۸)



نے فیصلہ فرمایا کہ کان بھی رائیگاں ہے، کنواں بھی رائیگاں ہے، چوپائے کا زخم بھی رائیگاں ہے۔ ”عَجْمَاء“ سے مراد چوپایہ ہے اور ”جُبَار“ سے مراد ہدر ہو جانے والی وہ چیز ہے، جس کی چٹی نہیں بھری جاتی۔ رکاز میں پانچویں حصے کا فیصلہ فرمایا۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ کھجور کے درخت کا پھل اس کا ہے جس نے اس کو پیوند لگایا ہے، الا یہ کہ خریدار خریدتے وقت لینے کی شرط لگالے۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ فروخت ہونے والے غلام کا مال بیچنے والے کی ملکیت ہوگا، الا یہ کہ خریدار سودا کرتے وقت اس کی شرط لگا لے۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ اولاد اس کی ہے، جس کے بستر پر پیدا ہوئی ہو، اور زانی کیلئے پتھر ہیں۔ آپ ﷺ نے زمین اور گھروں میں حصہ داروں کیلئے شفعہ کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ سیدنا حمل بن مالک رضی اللہ عنہ کو اس کی بیوی کی میراث سے حصہ دیا جائے گا، جس کو اس کی دوسری بیوی نے قتل کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے پیٹ کے مقتول بچے کی دیت کا فیصلہ دیا کہ ایک لونڈی یا غلام دیا جائے اور فرمایا کہ قتل ہونے والی عورت کا خاندان اور اسکے بیٹے وارث ہوں گے اور حمل بن مالک رضی اللہ عنہ کی دونوں بیویوں سے اولاد تھی، قتل کرنے والی کے باپ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کی چٹی کیسے بھروں، جس نے نہ تو آواز نکالی، نہ چیخا، نہ پرا اور نہ کھایا۔ اس قسم کا معاملہ تو باطل اور ہدر ہو جانا چاہیے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کاہنوں کی قافیہ بندی ہے۔“ آپ ﷺ نے اس چبوترے کے بارے میں فیصلہ کیا جو راستے میں تھا اور اس کے مالکوں نے عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ”سات سات ہاتھ راستہ چھوڑ کر عمارت بنائی جائے۔“ اور وہ چلنے کا عام راستہ ہوگا۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ جب لوگ ایک یا دو یا تین کھجوروں کے درختوں میں اختلاف کریں تو

حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ ثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبَّادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عَبَّادَةَ قَالَ: إِنَّ مِنْ قَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّ الْمَعْدِنَ جُبَارًا وَالْبَثْرُ جُبَارٌ وَالْعَجْمَاءُ جَرَحُهَا جُبَارٌ، وَالْعَجْمَاءُ الْبَهِيمَةُ مِنَ الْأَنْعَامِ وَغَيْرَهَا، وَالْجُبَارُ: هُوَ الْهَذْرُ وَالَّذِي لَا يُعْرَمُ، (وَقَضَى) فِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ، (وَقَضَى) أَنَّ تَمْرَ النَّخْلِ لِمَنْ أَبْرَهَا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، (وَقَضَى) أَنَّ مَالَ الْمَمْلُوكِ لِمَنْ بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، (وَقَضَى) أَنَّ الْوَالِدَ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ، (وَقَضَى) بِالسُّفْعَةِ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ فِي الْأَرْضَيْنِ وَالذُّورِ، (وَقَضَى) لِحَمَلٍ (بِفَتْحِ الْحَاءِ وَالْوَسِيمِ) بِنِ مَالِكِ الْهَذَلِيِّ بِمِيرَاثِهِ عَنْ إِمْرَأَتِهِ الَّتِي قَتَلَتْهَا الْأُخْرَى، (وَقَضَى) فِي الْجَنِينِ الْمَقْتُولِ بِغُرَّةِ عَبْدٍ أَوْ أَمِيَةٍ، قَالَ: فَوَرَّثَهَا بَعْلُهَا وَبَنُوهَا، قَالَ: وَكَانَ لَهُ مِنْ إِمْرَأَتِهِ كِلْتَيْهِمَا وَوَلَدٌ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو الْقَاتِلَةِ الْمَقْتُولِ عَلَيْهِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ أَعْرَمُ مَنْ لَا صَاحَ وَلَا اسْتَهْلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ فَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَذَا مِنَ الْكُفْهَانِ))، قَالَ: (وَقَضَى) فِي الرَّحْبَةِ تَكُونُ بَيْنَ الطَّرِيقِ ثُمَّ يُرِيدُ أَهْلُهَا الْبُلْبَانَ فِيهِمَا فَقَضَى أَنْ يَتْرَكَ لِلطَّرِيقِ فِيهَا

ہر درخت کی ٹہنیوں کی مقدار تک کی جگہ مالک کی ملکیت قرار پائے گی۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ نالوں میں بہتے ہوئے پانی سے کھجوروں کو سیراب کرتے وقت نیچے والی زمین سے پہلے اوپر والی زمین اس طرح سیراب کی جائے کہ پانی ٹخنوں تک آجائے، پھر اس کو اس سے متصل نیچے والی زمین کی طرف چھوڑا جائے، پھر اسی طریقے سے پانی آگے کی طرف پہنچایا جائے، یہاں تک کہ باغات ختم ہو جائیں یا پانی ختم ہو جائے۔ آپ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ عورت اپنا مال بھی خاوند کی اجازت کے بغیر نہیں دے گی۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ دو جدات کو میراث سے چھٹا حصہ ملے گا، وہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ یہ فیصلہ فرمایا کہ جس نے مشترک غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اگر اس کے پاس مال ہو تو اسے سارا غلام آزاد کرنا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا (اپنے بھائی کو اس کے حق میں کمی کر دینے والا) نقصان پہنچانا اور (پہنچائی گئی اذیت سے) زیادہ ضرر پہنچانا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ ظالم جڑ کا کوئی حق نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے درمیان کھجوروں کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ کنوئیں کا زائد پانی نہ روکا جائے۔ آپ ﷺ نے دیہات والوں کے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ زائد پانی اس لیے نہ روکا جائے کہ زائد گھاس سے لوگوں کو روک دیا جائے۔ آپ ﷺ نے فیصلہ کیا دیت کبریٰ میں تیس اونٹنیاں دو دو سالوں کی، تیس تین تین سالوں کی اور چالیس حاملہ اونٹنیاں ہونی چاہئیں۔ آپ ﷺ نے دیت صغریٰ میں فیصلہ کیا کہ تیس دو دو سال کی اونٹنیاں، تیس تین تین سال کی، بیس ایک ایک سال کی اونٹنیاں اور بیس ایک ایک سال کے اونٹ ہونے چاہئیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اونٹ مہنگے ہو گئے اور درہم سستے

سَبْعَةُ أَذْرُعٍ وَقَالَ: وَكَانَتْ تِلْكَ الطَّرِيقُ سُمِّيَ الْمَيْتَاءُ، (وَقَضَى) فِي النَّخْلَةِ أَوْ النَّخْلَتَيْنِ أَوْ الثَّلَاثِ فَيَخْتَلِفُونَ فِي حُقُوقِ ذَلِكَ فَقَضَى أَنَّ لِكُلِّ نَخْلَةٍ مِنْ أَوْلِيكَ مَبْلَغُ جَرِيدَتِهَا حَيْرَ لَهَا، (وَقَضَى) فِي شُرْبِ النَّخْلِ مِنَ السَّيْلِ أَنَّ الْأَعْلَى يُشْرَبُ قَبْلَ الْأَسْفَلِ وَيَتْرَكُ الْمَاءَ إِلَى الْكُغْبِيِّنَ ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَاءُ إِلَى الْأَسْفَلِ الَّذِي يَلِيهِ وَكَذَلِكَ تَنْقُضِي الْحَوَائِطُ أَوْ يَفْتِي الْمَاءَ، (وَقَضَى) أَنَّ الْمَرْأَةَ لَا تُعْطَى مِنْ مَالِهَا شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا، (وَقَضَى) لِلْجَدَّتَيْنِ مِنَ الْمِيرَاثِ بِالسُّدُسِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوَاءِ، (وَقَضَى) أَنَّ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكَاءَ لَهُ فِي مَمْلُوكٍ فَعَلَيْهِ جَوَازُ عِتْقِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، (وَقَضَى) أَنَّ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ، (وَقَضَى) أَنَّهُ لَيْسَ لِعِرْقِ ظَالِمٍ حَقٌّ، (وَقَضَى) بَيْنَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فِي النَّخْلِ لَا يُمْنَعُ نَقْعُ بَثْرٍ، (وَقَضَى) بَيْنَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَنَّهُ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ مَاءٍ لِيَمْنَعَ فَضْلُ الْكَلَاءِ، (وَقَضَى) فِي دِيَةِ الْكُبْرَى الْمُعْلَظَةِ ثَلَاثِينَ ابْنَةَ لَبُونٍ وَثَلَاثِينَ حِقَّةً وَارْبَعِينَ خَلِيفَةً، (وَقَضَى) فِي دِيَةِ الصَّغْرَى ثَلَاثِينَ ابْنَةَ لَبُونٍ وَثَلَاثِينَ حِقَّةً وَعِشْرِينَ ابْنَةَ مَخَاضٍ وَعِشْرِينَ بَنِي مَخَاضٍ دُكُورًا، ثُمَّ عَلَتْ الْإِبِلُ بَعْدَ وِفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهَانَتِ الدَّرَاهِمُ فَقَوْمَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ إِبِلَ الْمَدِينَةِ سِتَّةَ آلَافٍ دِرْهَمٍ حِسَابِ أَوْ قَبِيَّةِ

ہو گئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیت کے اونٹوں کی قیمت چھ ہزار درہم مقرر کی، ایک اونٹ کی ایک اوقیہ کے برابر قیمت لگائی، بعد میں پھر جب اونٹ مہنگے ہوئے اور درہم گر گئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہر اونٹ کے دو دو اوقیہ قیمت لگا کر دو ہزار درہم کی قیمت بڑھادی، پھر جب تیسری مرتبہ اونٹ مہنگے ہو گئے اور درہم گر گئے تو ہر اونٹ کی تین اوقیہ قیمت لگا کر بارہ ہزار درہم کر دی۔ دیت کے ایک تہائی حصے کا اضافہ حرمت والے مہینے میں کیا اور مزید ایک تہائی کا حرمت والے شہر میں کیا، ان دو حرمتوں کی دیت بیس ہزار درہم ہو گئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ دیہاتوں سے ان کے مویشیوں میں سے دیت لی جائے، انہیں سونے اور چاندی کا پابند نہ بنایا جائے، ہر قوم کے مال سے اندازہ لگا کر وہی چیز دیت میں لی جائے، جو ان کے پاس ہے۔

**فوائد:**..... ان فیصلوں کی تفصیل ان سے متعلقہ موضوعات میں دیکھیں۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ کان رائیگاں ہے،..... پھر ابو کمال والی سابقہ روایت مکمل طور پر ذکر کی، البتہ دو راویوں کا اختلاف ذکر کیا، ایک نے ”مِنْ قَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ“ کہا اور ایک نے ”إِنَّ مِنْ قَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ“ کہا اور پھر ساری حدیث بیان کی۔

وَنَصْفِ لِكُلِّ بَعِيرٍ، ثُمَّ غَلَّتِ الْإِبِلُ وَهَانَتِ الْوَرَقُ فَزَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْفَيْنِ حِسَابَ أَوْقِيَّتَيْنِ لِكُلِّ بَعِيرٍ، ثُمَّ غَلَّتِ الْإِبِلُ وَهَانَتِ الدَّرَاهِمُ فَأَتَمَّهَا عُمَرُ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا حِسَابَ ثَلَاثِ أَوْاقٍ لِكُلِّ بَعِيرٍ، قَالَ: فَزَادَ ثُلُثُ الدِّيَةِ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَثُلُثُ آخَرُ فِي الْبَلَدِ الْحَرَامِ قَالَ: فَتَمَّتْ دِيَةُ الْحَرَمَيْنِ عَشْرِينَ أَلْفًا، قَالَ: فَكَانَ يُقَالُ: يُؤْخَذُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ مِنْ مَا شِئْتِهِمْ لَا يَكْلَفُونَ الْوَرَقَ وَلَا الذَّهَبَ، وَيُؤْخَذُ مِنْ كُلِّ قَوْمٍ مَالَهُمْ قِيَمَةُ الْعَدْلِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ. (مسند احمد: ۲۳۱۵۹)

(۶۴۲۶)۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مَسْعُودٍ ثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْسَانَ ثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عَبَّاسَةَ قَالَتْ: إِنَّ مِنْ قَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ مَعْدِنُ جِبَارٍ، وَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي كَامِلٍ بِطَوِيلِهِ غَيْرَ أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا فِي الْإِسْنَادِ، فَقَالَ أَبُو كَامِلٍ فِي حَدِيثِهِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبَادَةَ أَنَّ عَبَّادَةَ قَالَ: مِنْ قَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالصَّلْتُ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبَادَةَ عَنْ عَبَّادَةَ: إِنَّ مِنْ قَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ. (مسند احمد: ۲۳۱۶۰)

(۶۴۲۶) تخریج: انظر الحديث السابق (انظر: ۲۲۷۷۹)

## أَبْوَابُ الشَّهَادَاتِ

### شہادتوں کے ابواب

بَابُ مَنْ يَجُوزُ الْحُكْمُ بِشَهَادَتِهِ وَمَنْ لَا يَجُوزُ

اس چیز کا بیان کہ کس کی شہادت پر حکم لگانا جائز ہے اور کس کی شہادت پر ناجائز

(۶۴۲۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَجُوزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ وَلَا ذِي غِمْرٍ عَلَى أُخِيهِ، وَلَا تَجُوزُ شَهَادَةُ الْقَانِعِ لِأَهْلِ الْبَيْتِ وَيَجُوزُ شَهَادَتُهُ لِغَيْرِهِمْ)) وَالْقَانِعُ الَّذِي يُنْفِقُ عَلَيْهِ أَهْلُ الْبَيْتِ (وَفِي لَفْظٍ: وَرَدَّ شَهَادَةَ الْقَانِعِ الْخَادِمِ التَّابِعِ لِأَهْلِ الْبَيْتِ وَأَجَازَهَا لِغَيْرِهِمْ)۔ (مسند احمد: ۶۸۹۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہ خیانت کرنے والے مرد و زن کی شہادت جائز ہے اور نہ اس کی جس کے دل میں بھائی کے خلاف کینہ ہو، اسی طرح اس شخص کی شہادت بھی جائز نہیں ہے جو کسی خاندان کا خادم اور تابع ہو، ان کے علاوہ باقی سب افراد کی شہادت جائز ہوگی۔“ ”الْقَانِعِ“ سے مراد وہ شخص ہے، جس پر گھر والے خرچ کرتے ہوں۔ ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے وہ فرد جو کسی گھر والوں کا خادم اور تابع ہو گھر والوں کے حق میں اس کی گواہی رد کی ہے اور باقی افراد کے حق میں جائز قرار دی ہے۔

**فوائد:**..... خائن کا معاملہ واضح ہے، کینہ سے مراد وہ افراد ہیں کہ جن کے درمیان بظاہر دشمنی والا معاملہ ہو، زیادہ

ترایے ہوتا ہے کہ کسی خاندان کا خادم اور تابع اس خاندان کے بارے میں عدل و انصاف کا ترازو قائم نہیں رکھ سکتا۔

(۶۴۲۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا يَجُوزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا مَخْدُودٍ فِي الْإِسْلَامِ وَلَا ذِي غِمْرٍ عَلَى أُخِيهِ))۔ (مسند احمد: ۶۹۴۰)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہ خیانت کرنے والے کی شہادت جائز ہے، نہ اس شخص کی جس کو اسلام میں حد لگائی گئی ہو اور نہ اس کی جو اپنے بھائی کے خلاف کینہ رکھتا ہو۔“

(۶۴۲۷) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابو داود: ۳۶۰۰، ۳۶۰۱، ابن ماجه: ۲۳۶۶ (انظر: ۶۸۹۹)

(۶۴۲۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاون

**فوائد:**..... اگر واضح طور پر معلوم ہو رہا ہو کہ خائن اور حد والے آدمی نے توبہ کر لی ہے اور ان پر توبہ کے آثار دکھائی دے رہے ہوں تو ان شاء اللہ ان کی گواہی قبول کی جائے گی، بہر حال اس مسئلہ میں اختلاف موجود ہے۔

### بَابُ شَهَادَةِ النِّسَاءِ

#### عورتوں کی گواہی کا بیان

(۶۴۲۹)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: نَزَوْتُ جُنَّةَ ابْنَةِ أَبِي إِبَاهِبٍ، فَجَاءَتِ امْرَأَةً سَوْدَاءُ فَذَكَرَتْ أَنَّهَا أَرْضَعَتْنَا، فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُمْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَكَلَّمْتُهُ فَأَعْرَضَ عَنِّي فَقُمْتُ عَنْ يَمِينِهِ فَأَعْرَضَ عَنِّي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّمَا هِيَ سَوْدَاءُ قَالَ: ((وَكَيْفَ وَقَدْ قِيلَ)) (مسند احمد: ۱۹۶۴۴)

سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ابو اہاب کی بیٹی سے شادی کی، لیکن ہوا یوں کہ ایک سیاہ فام عورت آئی اور اس نے کہا کہ اس نے ہم (میاں بیوی) کو دودھ پلایا ہے، یہ سن کر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی بات بتلائی، لیکن آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض کیا، پھر میں آپ ﷺ کی دائیں جانب آ گیا، اور یہی بات کہی، لیکن آپ ﷺ نے پھر مجھ سے اعراض کیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ سیاہ فام عام سی عورت ہے، (اس کا کیا اعتبار ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”اب تم کیسے اکٹھے رہ سکتے ہو، جبکہ یہ بات کہی جا چکی ہے۔“

**فوائد:**..... عورت کے خاص مسائل میں اس اکیلی کی گواہی قبول کی جائے گی، مثلاً: حمل، حیض اور رضاعت وغیرہ۔ مسلمانوں کے دوسرے معاملات میں اگر دو مرد گواہ نہ مل رہے ہوں تو ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی، یعنی دو عورتیں، ایک مرد کے قائم مقام ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رَجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتٌ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى﴾..... ”اور اپنے میں سے دو مرد گواہ رکھ لو، اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کر لو، تاکہ ایک عورت کی بھول چوک کو دوسری یاد دلا دے۔“ (سورہ بقرہ: ۲۸۲)

بَابُ نَهْيِ الشَّاهِدِ عَنْ كِتْمَانِ الْحَقِّ خَشْيَةَ النَّاسِ وَمَا جَاءَ فِي شَهَادَةِ الْحِسْبَةِ

گواہی دینے والے کو لوگوں کے ڈرگی وجہ سے حق چھپانے سے ممانعت کا بیان اور (بغیر مطالبے کے) ثواب حاصل کرنے کے لیے شہادت دینے والے کی گواہی کا بیان

(۶۴۳۰)۔ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ سَيْدِنَا الْبُؤْسَعِيدِ خَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

(۶۴۲۹) تخريج: أخرجه البخاری: ۸۸، ۲۰۵۲، ۲۶۶۰، (انظر: ۱۹۴۲۴)

(۶۴۳۰) اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه الترمذی: ۲۱۹۱، وابن ماجہ: ۴۰۰۷، (انظر: ۱۱۰۱۷)



نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی حق کو دیکھ لے یا اس پر موجود ہو یا اس کو سن لے تو لوگوں کی ہیبت اس کو اس چیز سے نہ روکنے پائے کہ وہ حق بات بیان کرے۔“ ابو سعید نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نہ سنی ہوتی۔

الْحُدْرِي قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ هَيْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُولَ فِي حَقِّ (وَفِي لَفْظٍ: أَنْ يَتَكَلَّمَ بِالْحَقِّ) إِذَا رَأَهُ أَوْ شَهِدَهُ أَوْ سَمِعَهُ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: وَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَسْمَعُهُ. (مسند احمد: ۱۱۰۳۰)

**فوائد:** ..... ابو سعید یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس حدیث پر عمل کرنا بہت مشکل کام ہے، اس لیے اگر ان کو اس

حدیث کا علم نہ ہوتا تو بہتر تھا۔

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں بتلا نہ دوں کہ سب سے بہتر گواہ کون ہے، وہ وہ ہے جو مطالبہ کیے جانے سے پہلے گواہی دے دے۔“

(۶۴۳۱)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَلَهَا أَوْ يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَلَهَا)) (مسند احمد: ۲۲۰۲۵)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین گواہی وہ ہے جو گواہ مطالبے سے پہلے خود ہی پیش کر دے۔“

(۶۴۳۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خَيْرُ الشُّهَادَةِ مَا شَهِدَ بِهَا صَاحِبُهَا قَبْلَ أَنْ يُسْتَلَهَا)) (مسند احمد: ۲۲۰۱۳)

**فوائد:** ..... آپ ﷺ نے ان احادیث میں جس شہادت کو بہتر قرار دیا ہے، اس کے دو عمل ہیں:

(۱) جب کسی کا حق غصب ہو رہا ہو، جبکہ اس کے پاس کوئی اور گواہ نہ ہو تو جس آدمی کو معاملے کا علم ہو، وہ از خود گواہی

دے دے۔

(۲) اس شہادت کا تعلق طلاق، آزادی، وقف، عام وصیتوں اور حدود وغیرہ سے ہے، یعنی جس شخص کو امور کا علم ہو

اور حاکم کے ہاں وضاحت کی ضرورت پڑ جائے تو وہ از خود حاکم کے پاس گواہی دے۔

جس شہادت کا تعلق محض کسی کے عیب کو ظاہر کرنے کے ساتھ ہو، وہاں خاموشی اختیار کرنی چاہیے، البتہ جہاں تک

ممکن ہو، اس آدمی کو سمجھا دینا چاہیے۔

(۶۴۳۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷۱۹ (انظر: ۲۱۶۸۳)

(۶۴۳۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

## بَابُ ذَمِّ مَنْ أَدَّى شَهَادَةَ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ

بغیر مطالبے کے گواہی دینے والے کی مذمت کا بیان

(۶۴۳۳)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي بَعَثْتُ فِيهِمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ وَاللَّهِ أَعْلَمُ! أَقَالَ الثَّالِثَةَ أَمْ لَا)) ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ يُجْبِزُونَ السَّمَانَةَ، يَشْهَدُونَ قَبْلَ أَنْ يُسْتَشْهَدُوا.)) (مسند احمد: ۷۱۲۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں بہترین زمانہ وہ ہے، جس میں میں موجود ہوں، پھر اس کے بعد والے لوگوں کا زمانہ، پھر اس کے بعد والے لوگوں کا زمانہ، (راوی کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا تھا یا نہیں)، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر ایسے لوگ آئیں گے، جو موٹاپے کو پسند کریں گے اور وہ گواہی کے مطالبے سے پہلے گواہی دیں گے۔“

**فوائد:**..... موٹاپے کو پسند کرنے سے مراد عیش پرستی اور زیادہ مقدار میں کھانا پینا ہے، جس کا نتیجہ موٹاپے کی

صورت میں نکلتا ہے۔

پچھلے باب کی احادیث میں مطالبے سے پہلے گواہی دینے کو سراہا گیا ہے، جبکہ اس حدیث میں مذمت کی جا رہی ہے۔ جمع و تطبیق یہ ہے کہ جب ایک آدمی کو اپنے حق کے بارے میں علم ہو، لیکن پھر بھی اس کے مطالبے کے بغیر اس کے حق میں گواہی دے دی جائے، یہ مذموم گواہی ہوگی، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ آدمی اپنا حق معاف کرنا چاہتا ہو، یا کم از کم لوگوں کے سامنے اس کا ذکر نہ کرنا چاہتا ہے۔ بعض لوگوں نے اس حدیث میں مذموم گواہی سے مراد جھوٹی گواہی لی ہے۔

(۶۴۳۴)۔ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)) (مسند احمد: ۳۵۹۴)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں میں سب سے بہترین میرا زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا جو میرے بعد ہوں گے، پھر ان کا جو ان کے بعد ہوں گے، پھر ان کا جو ان کے بعد ہوں گے، پھر ایسے لوگ آئیں گے کہ ان کی گواہیاں ان کی قسموں سے آگے بڑھیں گی اور ان کی قسمیں ان کی گواہیوں سے آگے۔“

**فوائد:**..... اس حدیث کے آخری جملے کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ گواہی کے ساتھ قسم اٹھانا مذموم ہے اور دوسرا یہ کہ قسم و شہادت میں غیر محتاط انداز اختیار نہ کیا جائے، بلکہ پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ ان امور کی ضرورت بھی ہے یا

(۶۴۳۳)۔ تخریج: أخرجه مسلم: ۲۵۳۴ (انظر: ۷۱۲۳)

(۶۴۳۴)۔ تخریج: أخرجه البخاری: ۶۴۲۹، ومسلم: ۲۵۳۳ (انظر: ۳۵۹۴)

نہیں، یا صرف قسم کی ضرورت یا صرف شہادت کی، نیز کون سے مواقع پر قسم اور شہادت مذموم ہیں اور کہا ممدوح۔

## بَابُ التَّغْلِيظِ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ

### جھوٹی گواہی کی قباحت کا بیان

(۶۴۳۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ شَهِدَ عَلَى مُسْلِمٍ شَهَادَةً لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ فَلْيَتَّبِعُوا مَفْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) (مسند احمد: ۱۰۶۲۵) سے تیار کر لے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی مسلمان کے خلاف ایسی گواہی دیتا ہے کہ وہ مسلمان اس گواہی کا اہل نہیں ہوتا تو ایسا شخص اپنا ٹھکانہ دوزخ سے تیار کر لے۔“

**فوائد:**..... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمان کے بارے میں فاسق یا بدکار ہونے کی گواہی دی جائے،

جبکہ وہ اس سے بری ہو۔

(۶۴۳۶)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا الْجُرَيْرِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذُكِرَ الْكَبَائِرُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَلَا إِشْرَاكَ بِاللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَعُقُوقُ الْوَالِدِينَ)) وَكَانَ مَتَّكِنًا فَجَلَسَ فَقَالَ: ((وَشَهَادَةُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ أَوْ قَوْلُ الزُّورِ)) فَمَا زَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكْرِرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ، وَقَالَ مَرَّةً: أَنَا الْجُرَيْرِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَلَا أَنْتُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ! الْإِشْرَاكَ بِاللَّهِ تَعَالَى)) فَذَكَرَهُ۔ (مسند احمد: ۲۰۶۶۵)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کبیرہ گناہوں کا تذکرہ کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا کبیرہ گناہ ہیں۔“ آپ یہ بات ٹیک لگا کر بیان کر رہے تھے، پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ”اور جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹی بات کہنا (بھی کبیرہ گناہ ہے)۔“ پھر آپ ﷺ نے اس کلمے کو اتنی دفعہ دوہرایا کہ ہم یہ کہنے لگ گئے کہ کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔ ایک مرتبہ یوں بیان کیا کہ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کی اطلاع نہ دے دوں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا،.....“ الحدیث

**فوائد:**..... قابل غور بات ہے کہ آپ ﷺ نے شرک اور والدین نافرمانی کا ذکر ایک بار کیا اور جھوٹی گواہی

(۶۴۳۵) تخریج: اسنادہ ضعیف لابہام الراوی عن ابی ہریرۃ ولضعف خداس بن عیاش العبیدی البصری۔ أخرجه الطيالسی: ۲۵۹۴ (انظر: ۱۰۶۱۷)

(۶۴۳۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۹۱۹، ومسلم: ۸۷ (انظر: ۲۰۳۹۴)

کی مذمت کو واضح کرنے کے لیے اس کا بار بار ذکر کیا۔

(۶۴۳۷)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكِبَائِرَ أَوْ سُئِلَ عَنِ الْكِبَائِرِ فَقَالَ: ((الشِّرْكُ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَقَتْلُ النَّفْسِ وَ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)) وَقَالَ: ((أَلَا أُتَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ؟)) قَالَ: ((قَوْلُ الزُّورِ)) أَوْ قَالَ: ((شَهَادَةُ الزُّورِ)) قَالَ شُعْبَةُ: أَكْبَرُ ظَنَنِي أَنَّهُ قَالَ: ((شَهَادَةُ الزُّورِ))۔ (مسند احمد: ۱۲۳۶۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا یا کسی نے آپ ﷺ سے پوچھا، بہر حال آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، کسی جان کو قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ سے آگاہ نہ کر دوں اور وہ ہے جھوٹی بات کرنا یا جھوٹی گواہی دینا۔“ امام شعبہ کہتے ہیں: میرا زیادہ خیال یہی ہے کہ آپ ﷺ نے جھوٹی گواہی کی بات کی تھی۔

ایمن بن خریم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے خطاب کیا اور فرمایا: ”اے لوگو! جھوٹی گواہی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔“ یہ جملہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ”بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو۔“

(۶۴۳۸)۔ عَنْ أَيْمَانَ بْنِ خُرَيْمٍ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَاطِبِيًّا فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! عُدَلْتُ شَهَادَةَ الزُّورِ إِشْرَآكَا بِاللَّهِ)) ثَلَاثًا ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ (الحج: ۳۰)۔ (مسند احمد: ۱۸۲۰۸)

سیدنا خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز ادا کی، پس جب نماز سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر فرمایا: ”جھوٹی گواہی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ”جھوٹی بات سے بچو، اللہ تعالیٰ کے لئے یکطرفہ ہو جاؤ اور اس کے ساتھ شرک کرنے والے نہ بن

(۶۴۳۹)۔ عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكِ الْأَسَدِيِّ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ: ((عُدَلْتُ شَهَادَةَ الزُّورِ الْإِشْرَآكَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ آيَةَ: ﴿وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُنْفَاءً بِلَّهِ غَيْرِ مُشْرِكِينَ بِهِ﴾ (الحج: ۳۰)

(۶۴۳۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۹۷۷، ومسلم: ۸۸ (انظر: ۱۲۳۳۶)

(۶۴۳۸) تخریج: اسنادہ ضعیف، ایمن بن خریم مختلف فی صحبتہ، وفاتک بن فضالہ مجهول۔ أخرجه الترمذی: ۲۲۹۹ (انظر: ۱۸۰۴۴)

(۶۴۳۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة والد سفیان العصفری وحیب بن النعمان الاسدی۔ أخرجه ابوداود: ۳۵۹۹، والترمذی: ۲۳۰۰، وابن ماجه: ۲۳۷۲ (انظر: ۱۸۸۹۸)

”جاؤ۔“

(مسند احمد: ۱۹۱۰۵)

تَمَّ الْجُزْءُ الْخَامِسُ عَشَرَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَوْلَا وَآخِرًا، وَاللَّهُ نَسْأَلُ أَنْ يَنْفَعَ بِهِ الْمُسْلِمِينَ  
وَأَنْ يُضَاعِفَ الْأَجْرَ لِمَنْ سَاهَمَ فِي نَشْرِهِ بِمَالِهِ مِنَ الْإِخْوَانِ الْمُخْلِصِينَ، وَصَلَّى اللَّهُ  
وَسَلَّمَ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، وَمَنْ تَبَعَ هُدَاهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى  
يَوْمِ الدِّينِ، سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

پندرھویں جلد پوری ہوئی اور اول و آخر میں اللہ تعالیٰ کے لیے تعریف ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے  
ہیں کہ وہ اس کے ذریعے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور جن مخلص بھائیوں نے اس کو نشر کرنے میں مالی  
تعاون کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے اجر کو بڑھائے اور اللہ تعالیٰ رحمت اور سلامتی بھیجے ہمارے سردار محمد ﷺ  
پر، آپ ﷺ کی آل پر، آپ ﷺ کے تمام صحابہ پر اور قیامت کے دن تک احسان کے ساتھ ان کی  
پیروی کرنے والوں پر، تیرا عزت والا رب پاک ہے، اس چیز سے، جو وہ لوگ بیان کرتے ہیں، سلام ہو  
رسولوں پر اور ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، جو جہانوں کا پروردگار ہے۔





## كِتَابُ الْقَتْلِ وَالْجَنَائِدِ وَأَحْكَامِ الدِّمَاءِ

### قتل اور دوسرے جرائم کے مسائل اور خونوں کے احکام

#### بَابُ التَّغْلِيظِ وَالْوَعِيدِ الشَّدِيدِ فِي قَتْلِ الْمُؤْمِنِ

#### مؤمن کے قتل پر سخت وعید اور سختی کا بیان

(۶۴۴۰) عَنْ شَقِيقِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: سَيَدْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رضي الله عنه مِنْ رِوَايَةٍ هِيَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ» ((مسند حمد: ۳۶۷۴))

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روز قیامت لوگوں کے درمیان سب سے پہلے جو فیصلہ کیا جائے گا، وہ خونوں کے بارے میں ہوگا۔“

**فوائد:** ..... حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا اور حقوق العباد میں سب سے پہلے خون کا محاسبہ کیا جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے سامنے اس پر کئے گئے احسانات کا تذکرہ کرے گا تو سب سے پہلے صحت اور ٹھنڈے پانی کے بارے میں محاسبہ ہوگا، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يُقَالَ لَهُ: أَلَمْ أَصْحَحْ لَكَ جِسْمَكَ، وَأَرْوِكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ؟)) ..... ”روز قیامت بندے کا سب سے پہلے محاسبہ یوں ہوگا کہ اسے کہا جائے گا: کیا میں نے تیرے جسم کو تندرست نہیں کیا تھا، کیا میں نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا۔“ (ترمذی: ۲/۲۴۰، صحیحہ: ۵۳۹)

(۶۴۴۱) عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ (يَعْنِي ابْنَ أَبِي سُفْيَانَ) وَكَانَ قَلِيلَ الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: ((كُلُّ ذَنْبٍ سَيَدْنَا معاوية بن ابی سفیان رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ معاف کر دے، مگر وہ آدمی جو کفر کی حالت میں مرتا ہے اور جو جان بوجھ کر مؤمن کو قتل کرتا

(۶۴۴۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۵۳۳، ۶۸۶۶، ومسلم: ۱۶۷۸ (انظر: ۳۶۷۴)

(۶۴۴۱) تخریج: حدیث صحیح لغيره۔ أخرجه النسائي: ۷/۸۱ (انظر: ۱۶۹۰۷)

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَغْفِرَهُ اِلَّا الرَّجُلَ يَمُوْتُ  
كَافِرًا وَالرَّجُلَ يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا))

(مسند احمد: ۱۷۰۳۱)

**فوائد:**..... ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفٰرًاۙ اُولٰٓئِكَ عَلٰٓيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾..... ”بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور وہ اس حال میں ہی مر گئے کہ وہ کافر تھے، یہ وہ لوگ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔“ (سورہ بقرہ: ۱۶۱)

مومن کو قتل کرنا سنگین جرم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًاۙ فَجَزَاۗءُ كَآءِ جَهَنَّمَ خَالِدًاۙ فِيْهَاۙ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾..... ”اور جس نے مومن کو قصداً قتل کیا اس کا بدلہ دوزخ ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور اس کی لعنت ہے اور اس نے اس کے لے بہت بڑا عذاب تیار کیا ہے۔“ (سورہ نساء: ۹۳)

مذکورہ بالا دو جرائم میں اس اعتبار سے یکسانیت پائی جاتی ہے کہ توبہ تا تب ہو جانے کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں، لیکن اسی حالت میں مرجانے کی صورت میں کفرنا قابل معافی جرم ہے اور قتل قابل معافی، مومن کا قاتل ابدی جہنمی نہیں ہوگا، دوسری نصوص کی روشنی میں اس آیت کو سخت وعید پر محمول کیا جائے گا۔

(۶۴۴۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((اَيُّ يَوْمٍ اَعْظَمُ حُرْمَةً؟)) قَالُوْا: يَوْمُنَا هٰذَا. قَالَ: ((قَاىُّ شَهْرٍ اَعْظَمُ حُرْمَةً؟)) قَالُوْا: شَهْرُنَا هٰذَا. قَالَ: ((قَاىُّ بَلَدٍ اَعْظَمُ حُرْمَةً؟)) قَالَ: بَلَدُنَا هٰذَا. قَالَ: ((فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ عَلٰٓيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا.))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں سے پوچھا: ”وہ کون سا دن ہے، جس کی حرمت سب سے زیادہ ہے؟“ انہوں نے کہا: یہی ہمارا دن۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ کون سا مہینہ ہے، جس کی حرمت سب سے زیادہ ہے۔“ انہوں نے کہا: یہی ہمارا ذوالحجہ کا مہینہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ کون سا شہر ہے، جس کی حرمت سب سے زیادہ ہے؟“ انہوں نے کہا: یہی ہمارا شہر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر تمہارا خون اور تمہارا مال تم پر اسی طرح حرام ہیں، جس طرح تمہارے اس شہر میں اور تمہارے

(مسند احمد: ۱۴۴۱۸)

اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے۔“

**فوائد:**..... شریعتِ مطہرہ کے نزدیک مسلمان کے خون، عزت اور مال کی جس قدر عظمت و حرمت زیادہ تھی، اتنا ہی ہمارے معاشرے کے افراد نے اس عظمت کو خوب پامال کیا ہے، آج مسلمان کی شان اس کے اسلام میں نہیں

(۶۴۴۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابن ابی شیبۃ: ۱۵ / ۲۷ (انظر: ۱۴۳۶۵)

ہے، بلکہ ساری کی ساری عزت و غیرت کو مال و زر میں پنہاں سمجھ لیا گیا ہے، درہم و دینار والے کا وقار ہے اور سکرانوں کے تبادلے ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہمارے معیار میں سب سے پہلے اسلام کی رورعایت ہو، پھر دوسرے امور کو ترجیح دی جائے۔

سالم بن ابی جعد سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے دریافت کیا کہ ایک آدمی ایک مومن کو قتل کرتا ہے، لیکن پھر توبہ کر لیتا ہے، ایمان لے آتا ہے، نیک عمل کرتا ہے اور ہدایت یافتہ ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا: بڑا افسوس ہے تجھ پر، ایسے قاتل کے لئے ہدایت کہاں سے آئے گی؟ میں نے تمہارے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ”مقتول اپنے قاتل کے ساتھ چمٹ کر آئے گا اور کہے گا: اے میرے رب! اس سے پوچھ کہ اس نے کس وجہ سے مجھے قتل کیا تھا۔“ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی پر اس آیت کو نازل کیا اور اس کو نازل کرنے کے بعد منسوخ نہیں کیا۔ بڑا افسوس ہے تجھ پر، ایسے قاتل کو ہدایت کہاں سے ملے گی؟

(۶۴۴۳) عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ سُنِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ قَتَلَ مُؤْمِنًا ثُمَّ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى؟ قَالَ: وَيْحَكَ وَأَنْتَى لَهُ الْهُدَى؟ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ: ((يَجِيءُ الْمَقْتُولُ مُتَعَلِّقًا بِالْقَاتِلِ يَقُولُ: يَا رَبِّ! سَلْ هَذَا فِيمَ قَتَلْتَنِي)) وَاللَّهِ! لَقَدْ أَنْزَلَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى نَبِيِّكُمْ وَمَا نَسَخَهَا بَعْدَ إِذْ أَنْزَلَهَا، قَالَ: وَيْحَكَ وَأَنْتَى لَهُ الْهُدَى؟ (مسند احمد: ۱۹۴۱)

**فوائد:** ..... سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد یہ آیت ہے: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَدِّيًا فَجَزَاءُ لَهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَةُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا﴾ ..... ”اور جس نے مومن کو قتل کیا اس کا بدلہ دوزخ ہے اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور اس کی لعنت ہے اور اس نے اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کیا ہے۔“ (سورہ نساء: ۹۳)

(دوسری سند) ایک آدمی، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا: اے ابن عباس! اس آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، جو مومن کو قتل کر دیتا ہے؟ انہوں نے کہا: اس کی ماں اسے گم پائے، اس کے لیے توبہ کہاں سے آئے گی، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے کہ ”بیشک مقتول قیامت والے

(۶۴۴۴) - (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ) قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسِ! أَرَأَيْتَ رَجُلًا قَتَلَ مُؤْمِنًا؟ قَالَ: ثَكَلْتَهُ أُمُّهُ، وَأَنْتَى لَهُ التَّوْبَةُ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمَقْتُولَ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَعَلِّقًا

(۶۴۴۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه النسائي: ۸۵ / ۷، وابن ماجه: ۲۶۲۱، وأخرج بنحوه الترمذی: ۳۰۲۹ (انظر: ۱۹۴۱) (۶۴۴۴) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

رَأْسُهُ بِيَمِينِهِ، أَوْ قَالَ: بِشِمَالِهِ، آخِذًا  
صَاحِبَهُ بِيَدِهِ الْأُخْرَى تَشْخَبُ أَوْ دَاجُهُ دَمًا  
فِي قَبْلِ عَرْشِ الرَّحْمَنِ فَيَقُولُ: رَبِّ اسْلُنْ  
هَذَا فِيمَ قَتَلْتَنِي؟)) (مسند احمد: ۲۶۸۳)

و ان اپنے دائیں یا بائیں کے ساتھ اپنے سر کو پکڑ کر اور دوسرے ہاتھ سے اپنے قاتل کو پکڑ کر رحمن کے عرش کی طرف لائے گا، جبکہ اس کی رگیں خون بہا رہی ہوں گی، اور وہ کہے گا: اے میرے رب! اس سے پوچھو، اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا۔“

**فوائد:** ..... یہ نظریہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تھا، لیکن بعد والے اہل علم نے ان کے ساتھ اتفاق نہیں کیا اور کہا کہ توبہ سے قاتل کا گناہ زائل ہو سکتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ توبہ کے ذریعے تو کفر و شرک جیسے جرائم معاف ہو جاتے ہیں، ان سے ہلکے درجے کے گناہ معاف کیوں نہیں ہوں گے۔ اہل سنت نے سورہ نساء کی اس آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنے کے بعد اور توبہ کیے بغیر مر جاتا ہے تو اس کی معافی پھر بھی ممکن ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (النساء: ۴۸) ”بیشک اللہ تعالیٰ اس جرم کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اس کے علاوہ جو گناہ ہو، وہ جس کیلئے چاہے معاف کر دیتا ہے۔“

(۶۴۴۵) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَبَابُ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ فُسُوقٌ وَقَتَالُهُ كُفْرٌ وَحُرْمَةُ مَالِهِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ.)) (مسند احمد: ۴۲۶۲)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کا اپنے بھائی کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے اور مسلمان کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی مانند ہے۔“

(۶۴۴۶) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ ، - (مسند احمد: ۱۰۱۹)

(۶۴۴۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَنْ يَزَالَ الْمَرْءُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا.)) (مسند احمد: ۵۶۸۱)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی ایک حدیث نبوی بیان کی ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”آدمی اس وقت تک دین کے معاملے میں یعنی نیکیاں کرنے میں وسعت میں رہتا ہے، جب تک حرام خون بہانے کا ارتکاب نہیں کرتا۔“

**فوائد:** ..... ویسے تو ہر قسم کے شتر سے خیر والے معاملات متاثر ہو جاتے ہیں، لیکن قتل ایسا سنگین جرم ہے کہ اس سے نیکیوں کا سلسلہ تنگ ہو جاتا ہے، الا یہ کہ خلوص دل سے توبہ کر لی جائے، جیسا کہ سوا فراد کے قاتل کا واقعہ مشہور ہے۔

(۶۴۴۵) تخریج: أخرجه دون الفقرة الاخيرة البخاری: ۴۸، ومسلم: ۶۴، وهذه الفقرة صحيحة بالشواهد (انظر: ۴۲۶۲)

(۶۴۴۶) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه النسائی: ۷/ ۱۲۱، ابن ماجه: ۳۹۴۱ (انظر: ۱۰۱۹)

(۶۴۴۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۸۶۲ (انظر: ۵۶۸۱)

مرثد بن عبد اللہ یزنی ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے قاتل اور قتل کا حکم دینے والے کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”دوزخ کو ستر حصوں میں تقسیم کی گیا، قتل کا حکم دینے والے کے لئے انہتر حصے ہوں گے اور قاتل کے لئے ایک حصہ ہوگا اور وہی اس کے لیے کافی ہوگا۔“

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اے جریر! لوگوں کو خاموش کراؤ۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: ”میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو۔“

**فوائد:** ..... مسلمان کا قتل، ترک نماز کی طرح کفریہ عمل ہے، اس سے ایمان اور اسلام میں بہت بڑا نقص پیدا ہو جاتا ہے، لیکن ایسا کرنے والا اعتقادی کافر نہیں ہوگا، جس کی سزا ہمیشہ کے لیے آگ ہوگی۔

سیدنا خرشہ بن حارث رضی اللہ عنہ، جو کہ صحابہ میں سے تھے، سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی بھی کسی کے قتل کے وقت حاضر نہ ہو، کیونکہ ہو سکتا ہے اسے ظلماً قتل کیا جا رہا ہو اور اس طرح حاضر ہونے والے کو بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی پہنچ جائے۔“

**فوائد:** ..... اس موضوع سے متعلقہ اسلامی ہدایات واضح ہیں، اگر اسلام کے قوانین کے مطابق قتل کیا جا رہا ہو، تو وہاں ٹھہرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسے قاتل اور مرتد کو قتل کرنا اور اگر ظلماً قتل کیا جا رہا ہے تو ایسا کرنے سے عملی طور پر اور یہ طاقت نہ ہونے کی صورت میں زبان سے روکا جائے، وگرنہ دل سے برا سمجھا جائے اور جس مقام میں یہ ظلم کیا جا رہا ہے، اس شتر والی جگہ سے دور رہا جائے۔

(۶۴۴۸) تخریج: اسنادہ ضعیف، محمد بن اسحاق مدلس وقد عنعنه۔ أخرجه البيهقي في "الشعب": ۵۳۶۰ (انظر: ۲۳۰۶۶)

(۶۴۴۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۲۱، ۴۴۰۵، ۷۰۸۰، ومسلم: ۶۵ (انظر: ۱۹۱۶۷)

(۶۴۵۰) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابن لہیعۃ سیء الحفظ۔ أخرجه البزار: ۳۳۳۷، والطبرانی في "الكبير":

۴۱۸۱ (انظر: ۱۷۵۲۲)



(۶۴۵۱) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَنَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دِمَهِهَا لِأَنَّهُ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ.)) (مسند احمد: ۳۶۳)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نفس کو بھی ظلماً قتل کیا جاتا ہے، اس کے ناحق خون کا حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر بھی ہوتا ہے، کیونکہ وہ پہلا شخص ہے، جس نے سب سے پہلے ناحق قتل کا طریقہ جاری کیا۔“

**فوائد:**..... سورہ مائدہ میں ہاتیل اور قاتیل کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، قاتیل وہ پہلا شخص ہے، جس نے سب سے پہلے ناحق قتل کیا، چونکہ اس نے اس جرم کا آغاز کیا، اس لیے اس قسم کے ہر مجرم کی وجہ سے قاتیل بھی گنہگار ہوتا ہے۔ اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ ہم کسی شتر والے کام کا سبب نہ بنیں، بلکہ امور خیر کو رواج دے کر اپنے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔

(۶۴۵۲) وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ قَتَلَهُ نَبِيٌّ أَوْ قَتَلَ نَبِيًّا وَإِمَامًا ضَلَالَةً وَمُمَثِّلٌ مِنَ الْمُمَثِّلِينَ.)) (مسند احمد: ۳۸۶۸)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روز قیامت لوگوں میں سے سب سے زیادہ سخت عذاب اس آدمی کو ہوگا، جسے نبی نے قتل کیا یا جس نے نبی کو قتل کیا ہو اور ضلالت و گمراہی کا پیشوا اور تصویریں بنانے والا۔“

**فوائد:**..... انبیائے کرام کا سلسلہ منقطع ہو جانے کی وجہ سے ہم مستقل طور پر پہلے دو جرائم سے محفوظ ہو گئے ہیں، ہاں مسلمان کو چاہیے کہ وہ کسی کی گمراہی کا سبب نہ بنے، اگر خیر و بھلائی والے امور کو نافذ کر سکتا ہے تو ٹھیک، وگرنہ خاموشی اور لوگوں کے امور سے کنارہ کشی اختیار کرے، اس طرح تصویریں بنانے سے بھی باز رہے جو کہ اس دور کا سب سے بڑا فتنہ ہے، ہمارے بچوں کی تعلیم کے آغاز میں ہی یہ سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور آگے چل کر ایک مستقل شعبہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے، فَالَى اللَّهِ الْمُسْكِي (بس اللہ تعالیٰ کی طرف ہی شکوہ ہے)، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

### بَابُ وَعَيْدٍ مَنْ حَمَلَ السِّلَاحَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ

مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانے والے کی وعید کا بیان

(۶۴۵۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ سَيِّدًا ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا)) (مسند احمد: ۳۳۳۵، ۷۳۲۱، ۱۶۷۷ (انظر: ۳۶۳۰))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے

(۶۴۵۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۳۵، ۷۳۲۱، ۱۶۷۷ (انظر: ۳۶۳۰)

(۶۴۵۲) تخریج: اسنادہ حسن (انظر: ۳۸۶۸)

(۶۴۵۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۸۷۴، ۱۶۷۷، ۹۸ (انظر: ۴۴۶۷)

نہیں۔

(مسند احمد: ۴۴۶۷)

**فوائد:** ..... قتل کی سنگینی کا تقاضا یہی ہے کہ کسی مسلمان پر ہتھیار نہ اٹھایا جائے، وہ ازراہ مذاق ہو یا کسی

دوسرے ناپاک ارادے کی وجہ سے، اس کی ایک وجہ درج ذیل حدیث میں بیان کی گئی ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَىٰ أَحِيهِ بِالسَّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنْ نَارٍ)) ..... ”تم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی کی طرف اسلحہ کے ساتھ اشارہ نہ کرے، کیونکہ وہ اس بات کو تو نہیں جانتا ہے کہ ممکن ہے کہ شیطان اس کے ہاتھ سے کھینچ کر (اس کے بھائی کو مار دے) اور اس طرح وہ جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔“ (صحیح بخاری:

۷۰۷۲، صحیح مسلم: ۲۶۱۷)

(۶۴۵۴) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔ (مسند احمد: ۸۳۴۱)

(۶۴۵۵) عَنْ أَيَّاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ۔ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔ (مسند احمد: ۱۶۶۱۴)

**فوائد:** ..... اس روایت میں ”سَلَّ“ کے الفاظ ہیں، جس کے معانی سوتنے کے ہیں۔

(۶۴۵۶) عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ، بَابٌ مِنْهَا لِمَنْ سَلَّ سَيْفَهُ عَلَىٰ أُمَّتِي)) أَوْ قَالَ: ((أُمَّةٌ مُحَمَّدٍ ﷺ)) (مسند احمد: ۵۶۸۹)

(۶۴۵۷) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سُمَيْرَةَ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَإِذَا نَحْنُ بِرَأْسِ مَنْصُوبٍ عَلَىٰ خَشَبَةٍ، قَالَ: فَقَالَ: شَقِي قَاتِلُ هَذَا، قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ

عبدالرحمن بن سمیرہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا، اچانک ہم نے ایک سردیکھا، جس کو ایک لکڑی پر لٹکا یا گیا تھا، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کا قاتل بد بخت ہوا، میں نے کہا: اے ابو عبدالرحمن! کیا تم یہ کہہ رہے ہو؟

(۶۴۵۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۰۱ (انظر: ۸۳۵۹)

(۶۴۵۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۹۹ (انظر: ۱۶۵۰۰)

(۶۴۵۶) تخریج: اسنادہ ضعیف، جنید مجهول الحال، وذكر: بو حاتم ان روايته عن ابن عمر مرسله۔ أخرجه الترمذی: ۲۱۲۳ (انظر: ۵۶۸۹)

(۶۴۵۷) تخریج: اسنادہ ضعیف، عبد الرحمن بن سمیرہ: لم یرو عنه غیر عون بن ابی جحیفہ، ولم یؤثر توثیقه عن احد غیر ابن حبان۔ أخرجه ابوداود: ۴۲۶۰ (انظر: ۵۷۰۸)

انہوں نے اپنا ہاتھ مجھ سے چھڑاتے ہوئے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”میری امت میں سے جب کوئی آدمی دوسرے کو قتل کرنے چلتا ہے تو قتل ہونے والا (آدم ﷺ کے بیٹے کی طرح) اس طرح کہے (اور ہاتھ نہ بڑھائے)، کیونکہ وہ مقتول جنت میں ہوگا اور قاتل دوزخ میں۔“

تَقُولُ هَذَا، يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ فَشَدَّ يَدَهُ مِثْنِي، وَقَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا مَشَى الرَّجُلُ مِنْ أُمَّتِي إِلَى الرَّجُلِ لِيَقْتُلَهُ فَلْيَقُلْ هَكَذَا فَالْمَقْتُولُ فِي الْجَنَّةِ وَالْقَاتِلُ فِي النَّارِ.)) (مسند احمد: ۵۷۰۸)

**فوائد:** ..... ممکن ہے ہاتھیل کے طرز عمل کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو۔ اس نے کہا تھا: اگر تو اپنا ہاتھ میری طرف اس لیے پھیلائے گا کہ تو مجھے قتل کرے تو میں کبھی بھی اپنا ہاتھ تیری طرف پھیلانے والا نہیں تاکہ میں تجھے قتل کروں۔ (مائدہ: ۲۸) (عبداللہ رفیق)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سردیکھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی تم میں سے کسی کو قتل کرنے کا ارادہ کر لے تو کون سی چیز اس کے لیے اس سے مانع ہوگی کہ وہ آدم کے بیٹے کی طرح ہو جائے، کیونکہ قاتل دوزخ میں ہوگا اور مقتول جنت میں۔“

(۶۴۵۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَأَى رَأْسًا فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ إِذَا جَاءَهُ مَنْ يُرِيدُ قَتْلَهُ أَنْ يَكُونَ مِثْلَ ابْنِ آدَمَ، الْقَاتِلُ فِي النَّارِ وَالْمَقْتُولُ فِي الْجَنَّةِ.)) (مسند احمد: ۵۷۵۴)

**فوائد:** ..... حدیث کا آخری جملہ ”مقتول جنت میں ہوگا اور قاتل دوزخ میں“ شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

ایسی احادیث کا تعلق فتوں کے زمانے سے ہے، جن میں ظلم و ستم سبب جانے میں عافیت ہوگی اور انتقامی کارروائی کرنے سے بڑا فساد پھیل جائے گا۔

ہماری شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان کو حکیم، دانا اور عاقبت اندیش ہونا چاہیے اور ہر اقدام سے پہلے اس کے انجام پر بار بار غور کرنا چاہیے، غیرت صرف اس چیز کا نام نہیں ہے کہ ایک وقت میں غیظ و غضب کے تمام تقاضے پورے کر دیئے جائیں اور پھر نسلیں اس کا انجام بد بھگتی رہیں۔ یہ اسلامی تعلیمات ہی ہیں کہ مال و جان کے تحفظ کے لیے لڑنا درست ہے اور ایسے میں کام آجانے والا شہید ہے، لیکن پر فتن دور میں صبر کر لینا بھی اسلامی احکام کا تقاضا ہی ہے، کئی افراد کو دیکھا گیا ہے کہ انہوں نے ایک گالی اور طعن پر صبر نہ کر سکنے کی وجہ سے خاندانوں کو اجاڑ دیا اور اپنی عزتوں کو اپنے ہاتھوں لٹا دیا۔

(۶۴۵۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ سَيِّدُنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُوْلَهُ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا مَشَى الرَّجُلُ مِنْ أُمَّتِي إِلَى الرَّجُلِ لِيَقْتُلَهُ فَلْيَقُلْ هَكَذَا فَالْمَقْتُولُ فِي الْجَنَّةِ وَالْقَاتِلُ فِي النَّارِ.)) (مسند احمد: ۵۷۵۴)

(۶۲۵۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۴۵۹) تخریج: أخرجه مسلم: (انظر:)

فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی لوہے کے ساتھ دوسرے کی طرف اشارہ کرتا ہے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں، اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو۔“

عبد الرحمن بن عائد، جو کہ اہل شام میں سے تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لے گئے، کچھ اور لوگ ان کے پیچھے ہو لیے، انھوں نے کہا: تم کیوں آئے ہو؟ لوگوں نے کہا: ہمیں لانے والی چیز تمہاری اللہ کے رسول کی صحبت ہے، ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ چلیں اور تم پر سلام کریں، انھوں نے کہا: اترو اور نماز ادا کرو، لوگ اتر پڑے اور انھوں نے نماز پڑھائی اور لوگوں نے ان کے ساتھ پڑھی، پھر سلام پھیرنے کے بعد سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بنا: ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانے والا جو آدمی اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ کسی حرام خون سے ملوث نہیں ہوگا تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گا، داخل ہو جائے گا۔“

قَالَ: ((الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُ أَحَدَكُمْ إِذَا أَشَارَ بِحَدِيدَةٍ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَيِّهِ وَأُمِّهِ)) (مسند احمد: ۱۰۵۶۵)

(۶۴۶۰) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِدٍ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ قَالَ: انْطَلَقَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِيُّ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى لِيُصَلِّيَ فِيهِ فَاتَّبَعَهُ نَاسٌ فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكُمْ؟ قَالُوا: صُحْبَتُكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، أَحْبَبْنَا أَنْ نَسِيرَ مَعَكَ وَنُسَلِّمَ عَلَيْكَ، قَالَ: انزَلُوا فَصَلُّوا، فَتَزَلُّوا فَصَلُّوا وَصَلُّوا مَعَهُ فَقَالَ جِئْنَا سَلَّمَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَيْسَ عَبْدٌ يَلْقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا لَمْ يَتَنَدَّ بِدَمٍ حَرَامٍ إِلَّا دَخَلَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ)) (مسند احمد: ۱۷۴۷۲)

**فوائد:** ..... یہ مسلمان کے خون کی حفاظت کا اجر و ثواب ہے۔

### بَابُ مَا يُبِيحُ دَمَ الْمُسْلِمِ

مسلمان کا خون کو جائز قرار دینے والے امور کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جو آدمی یہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور میں محمد اللہ کا رسول ہوں، اس کا خون حلال نہیں ہے، ماسوائے تین افراد کے: (۱) اسلام

(۶۴۶۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ نَسَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، لَا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ

(۶۴۶۰) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه مختصراً دون ذكر القصة ابن ماجه: ۲۶۱۸ (انظر: ۱۷۳۳۹)

(۶۴۶۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۸۷۸، ومسلم: ۱۶۷۶ (انظر: )

کو چھوڑنے والا اور جماعت سے علیحدہ ہو جانے والا، (۲) شادی شدہ زانی اور (۳) جان کے عوض قتل کیا جانے والا۔“

أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَآتَى مُحَمَّدَ رَسُولَ اللَّهِ،  
إِلَّا ثَلَاثَةً نَفَرٍ، التَّارِكُ الْإِسْلَامَ، وَالْمُفَارِقُ  
لِلْجَمَاعَةِ، وَالنَّبِيَّ الزَّانِي، وَالنَّفْسُ  
بِالنَّفْسِ-)) قَالَ: الْأَعْمَشُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ  
إِبْرَاهِيمَ فَحَدَّثَنِي عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ  
بِمِثْلِهِ- (مسند احمد: ۲۵۹۸۹)

**فوائد:** ..... معلوم ہوا کہ اسلام تین افراد کو قتل کرنے کا حکم دیتا ہے: مرتد، شادی شدہ زانی اور مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنے والا، لیکن ان حدود کے نفاذ کا تعلق اسلامی حکمران اور خلیفہ سے ہے، کوئی آدمی انفرادی طور پر یہ کاروائی نہیں کر سکتا۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو مسلمان یہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس کا خون حلال نہیں ہے، ماسوائے تین صورتوں کے: (۱) شادی شدہ زانی، (۲) قتل کے عوض قتل کیا جانے والا اور (۳) دین کو چھوڑ کر جماعت سے الگ ہو جانے والا۔“

(۶۴۶۲) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَجِلُّ دَمُ امْرِيءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ  
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَآتَى رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا  
بِأَخْدَى ثَلَاثٍ، التَّيْسِبُ الزَّانِي، وَالنَّفْسُ  
بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ  
لِلْجَمَاعَةِ-)) (مسند احمد: ۴۲۴۵)

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کسی مسلمان آدمی کا خون بہانا حلال نہیں ہے، ماسوائے اس آدمی کے جو کسی مسلمان کو قتل کر دے، تو اس کو قصاص میں قتل کیا جائے یا اس آدمی کے جو شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرتا ہے، یا اس آدمی کے جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جاتا ہے۔“

(۶۴۶۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَجِلُّ دَمُ امْرِيءٍ مُسْلِمٍ  
إِلَّا رَجُلٌ قَتَلَ فَقْتِلَ، أَوْ رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ مَا  
أُخْصِنَ، أَوْ رَجُلٌ إِزْتَدَّ بَعْدَ إِسْلَامِهِ-))  
(مسند احمد: ۲۶۳۱۴)

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان کی جانب قتل کے ارادہ سے لوہے

(۶۴۶۴) وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: ((مَنْ أَشَارَ بِحَدِيدَةٍ إِلَى

(۶۴۶۲) تخریج: انظر الحديث السابق

(۶۴۶۳) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه النسائي: ۷ / ۹۱ (انظر: ۲۵۷۹۴)

(۶۴۶۴) تخریج: اسنادہ ضعیف۔ أخرجه الحاکم: ۲ / ۱۵۸ (انظر: ۲۶۲۹۴)



أَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُرِيدُ قَتْلَهُ فَقَدْ وَجِبَ دَمُهُ)) (مسند احمد: ۲۶۸۲۵)

کے ساتھ اشارہ کیا تو اس کے خون کا ضیاع ثابت ہو جائے گا (یعنی اس کی حرمت ختم ہو جائے اور دفاع میں اس کو قتل کرنا جائز ہو جائے گا)۔“

**فوائد:** ..... ممکن ہے کہ جس آدمی کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہو، وہ اپنے دفاع کے ارادے سے آگے بڑھے اور اشارہ کرنے والا قتل ہو جائے اور اس کے جسم کا کوئی اور نقصان ہو جائے، ایسی صورت میں اس کا خون یا نقصان رائیگاں ہو جائے گا اور اس کو دیت یا قصاص لینے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔

(۶۴۶۵) عَنْ أَبِي سَوَّارٍ الْقَاضِي يَقُولُ عَنْ سَيِّدِنَا ابُو بَرزَه اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بڑے سخت لہجے میں بات کی، سیدنا ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں۔ لیکن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ چیز کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔ (مسند احمد: ۵۴)

**فوائد:** ..... اس موثوق حدیث کا پس منظر یہ ہے: عَنْ أَبِي بَرزَه، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَتَغَيَّبَ عَلَيَّ رَجُلًا، فَاشْتَدَّ عَلَيَّ، فَقُلْتُ: تَأْذَنُ لِي يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ! أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: فَأَذْهَبْتَ كَلِمَتِي غَضَبُهُ، فَقَامَ، فَدَخَلَ، فَأَرْسَلَ إِلَيَّ، فَقَالَ: مَا الَّذِي قُلْتَ أَنْفًا؟ قُلْتُ: إِثْنَدَن لِي أَضْرِبُ عُنُقَهُ، قَالَ: أَكُنْتُ فَاعِلًا لَوْ أَمَرْتُكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: لَا وَاللَّهِ، مَا كُنَّا نَلْبَسُ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا لَفْظُ يَزِيدَ، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: أَيُّ لَمْ يَكُنْ لِأَبِي بَكْرٍ أَنْ يَقْتُلَ رَجُلًا إِلَّا بِأَحَدِي الثَّلَاثِ الَّتِي قَالَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُفْرٌ بَعْدَ إِيْمَانٍ، أَوْ زِنَا بَعْدَ إِحْصَانٍ، أَوْ قَتْلُ نَفْسٍ بَعِيْرَ نَفْسٍ)) وَكَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْتُلَ۔

سیدنا ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ان کو ایک شخص پر غصہ آیا، اس نے جواباً سخت جملے کہے، میں نے کہا: اے خلیفہ رسول! کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں اس کو قتل کر دوں؟ میری اس بات سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غصہ تھم گیا اور وہ کھڑے ہو کر گھر چلے گئے، پھر مجھے بلا بھیجا اور کہا: تو نے ابھی کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: جی میں نے کہا تھا کہ آپ مجھے اجازت دیں، میں اس کی گردن اڑا دیتا ہوں، انھوں نے کہا: اگر میں تجھے حکم دے دیتا تو کیا تو نے ایسا کر دینا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! محمد ﷺ کے بعد یہ حق کسی کو حاصل نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اس جملے کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہا: یعنی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ حق

حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی کو قتل کرے، ماسوائے ان تین صورتوں کے، جو رسول اللہ ﷺ نے بیان کی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان کے بعد کفر، شادی کے بعد زنا اور کسی نفس کے بغیر کسی جان کو ناحق قتل کرنا۔“ یہ حق صرف نبی کریم ﷺ کا تھا کہ آپ ﷺ ایسے شخص کو قتل کر سکتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کی سزا قتل ہے۔

### بَابُ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْمُعَاهِدِ وَاهْلِ الدِّمَّةِ وَالتَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ

ذمیوں اور معاہدہ والوں کے قتل کے حرام ہونے اور اس معاملے میں سختی کا بیان

(۶۴۶۶) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا مِنْ أَهْلِ الدِّمَّةِ لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا)) (مسند احمد: ۶۷۴۵)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے معاہدہ والوں میں سے کسی کو قتل کر دیا، وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا اور چالیس سال کی مسافت تک جنت کی خوشبو پائی جاتی ہے۔“

**فوائد:**..... اسلام نے معاہدوں کی پاسداری کرنے پر بڑا زور دیا ہے اور اس معاملے میں کافر اور مسلمان کی بھی کوئی تمیز نہیں کی، اگر کوئی ادنی مسلمان بھی کسی کافر سے کوئی معاہدہ کر لیتا ہے یا اس کو پناہ دے دیتا ہے تو تمام مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس معاہدے کے تقاضوں کو پورا کریں۔

(۶۴۶۷) عَنْ هِلَالِ بْنِ سَيَافٍ عَنْ رَجُلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَيَكُونُ قَوْمٌ لَهُمْ عَهْدٌ فَمَنْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْهُمْ لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ عَامًا)) (مسند احمد: ۲۳۵۶۶)

ہلال بن سیاف ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب ایسی قومیں آئیں گی، جن کے ساتھ تمہارے معاہدے ہوں گے، جس نے ان میں سے کسی کو قتل کر دیا تو وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا اور جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت پر پائی جاتی ہے۔“

(۶۴۶۸) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدَةً بِغَيْرِ حِلِّهَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ أَنْ يَجِدَ رِيحَهَا)) (مسند احمد: ۲۰۶۵۴)

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے معاہدے والے انسان کو بغیر کسی جواز کے قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو کو پانا بھی حرام کر دے گا۔“

(۶۴۶۶) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۶۸۶، والنسائي: ۸/۲۵ (انظر: ۶۷۴۵)

(۶۴۶۷) تخریج: اسنادہ صحیح (انظر: ۲۳۱۷۹)

(۶۴۶۸) اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابن ابی شیبہ: ۹/۴۲۵، وابن حبان: ۴۸۸۲، والحاكم: ۱/۴۴ (انظر: ۲۰۳۸۳)

(۶۴۶۹) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الحاكم: ۲/۱۲۶، والبيهقي: ۸/۱۳۳، والنسائي في

”الكبرى“: ۸۷۴۴ (انظر: ۲۰۴۶۹)

(دوسری سند) سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک جنت کی خوشبو ایک سو سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے اور جو بندہ جب کسی معاہدے والے کو قتل کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو اور جنت کی خوشبو پانے کو حرام کر دے گا۔“ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہو تو اللہ تعالیٰ میرے کانوں کو بہرا کر دے۔“

(۶۴۶۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ رِيحَ لِنَجْتَةِ يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ مِائَةِ عَامٍ، وَمَا مِنْ عَبْدٍ يَقْتُلُ نَفْسًا مُعَاهِدَةً إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَرَائِحَتَهَا أَنْ يَجِدَهَا)) قَالَ أَبُو بَكْرَةَ: أَصَمَّ اللَّهُ أُذُنِي إِنْ نَمَّ أَكُنْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُهَا۔ (مسند احمد: ۲۰۷۴۳)

### بَابُ وَعِيدِ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ خودکشی کرنے پر وعید کا بیان، وہ جس چیز سے مرضی خودکشی کرے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی لوہے کے ساتھ خودکشی کی، تو اس کا وہ لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اسے اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا، جس نے زہر سے خودکشی کی، تو اس کا وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کو پیتا رہے گا اور جس نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کی تو وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پہاڑ سے گرتا ہی رہے گا۔“

(۶۴۷۰)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ بِنَدِيهِ يَجَابُهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسَمٍّ فَسُمُّهُ بِيَدِهِ يَتَحَسَّهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَانْتَلَّ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدَّى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا)) (مسند احمد: ۷۴۴۱)

**فوائد:**..... خودکشی حرام ہے، دنیا میں کوئی ایسی تکلیف اور آزمائش نہیں ہے، جس کی بنا پر خودکشی کو جائز سمجھا جائے، جن صحابہ کو اسلام کے جرم کی وجہ سے سنگین آزمائشوں کی بھینوں سے گزرنا پڑا، ان کی مثالیں واضح ہیں، اللہ تعالیٰ بناتِ اسلام کی عزت و حرمت کو محفوظ فرمائے، جب ان کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے تو وہ خودکشی کو ترجیح دینے لگتی ہیں، لیکن ایسا کرنا درست نہیں ہے، اس زیادتی میں سرے سے ان کا گناہ ہی نہیں ہے، ان کو اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے صبر کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ایسے مجرموں کو ہدایت دے دے، وگرنہ ان کو ہلاک و برباد کر دے۔ (آمین)

دوسری نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ خودکشی مسلمان کے لیے قابل معافی جرم ہے، ایک دلیل درج ذیل ہے:

فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ

(۶۴۷۰) (تخریج: أخرجه البخاری: ۵۷۷۸، و مسلم: ۱۰۹ (انظر: ۷۴۴۸)

فَاجْتَوُوا الْمَدِينَةَ فَمَرِضٌ فَجَزَعٌ فَأَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَّعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ فَشَحَبَتْ يَدَاهُ حَتَّى مَاتَ فَرَأَهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرِوٍ فِي مَنَامِهِ فَرَأَهُ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةً وَرَأَهُ مُعْطِيًا يَدَيْهِ۔ فَقَالَ لَهُ: ((مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ؟)) فَقَالَ عَفْرَلِي بِهِجْرَتِي إِلَى نَبِيِّهِ ﷺ، فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكَ مُعْطِيًا يَدَيْكَ؟ قَالَ: قِيلَ لِي: لَنْ نُضْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ، فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللَّهُمَّ وَلِيدِيهِ فَاغْفِرْ...))..... ”جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو سیدنا طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اور ان کے ساتھ ایک آدمی بھی تھا، پس ان لوگوں نے مدینہ منورہ کی آب و فضا کو ناموافق پایا اور وہ آدمی بیمار ہو گیا اور بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے پھل پکڑا اور اپنی انگلیوں کے جوڑوں کو کاٹ دیا، خون بہتا رہا، یہاں تک کہ وہ بندہ مر گیا، اس کے بعد سیدنا طفیل نے اس کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ اس کی حالت بہت اچھی تھی، لیکن اس نے دونوں ہاتھوں کو ڈھانپا ہوا تھا، سیدنا طفیل رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا: نبی کریم ﷺ کی طرف میری ہجرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے، سیدنا طفیل نے کہا: ہاتھوں کو کیوں ڈھانپا ہوا ہے؟ انھوں نے کہا: مجھے کہا گیا کہ جو چیز تو نے خود خراب کی ہے، ہم اس کی اصلاح نہیں کریں گے۔“ پھر جب سیدنا طفیل نے نبی کریم کو خواب والا یہ واقعہ سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔“ (صحیح مسلم: ۱۱۶)

ہم جس حدیث کی شرح بیان کر رہے ہیں، اس کی اور اس طرح کی دوسری احادیث کی درج ذیل تاویلات کی جا سکتی ہیں:

- (۱) ان میں زجر و توبخ کا بیان ہے تاکہ خودکشی کی قباحت و شناعت واضح ہو سکے۔
- (۲) اگر اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو کامل سزا دینا چاہے تو وہ اسی سزا کا مستحق ہوگا، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے موحّد بندوں پر کرم کرے گا اور ان کو کچھ عرصہ کے بعد جہنم سے نکال لے گا۔
- (۳) ہیٹلنگ سے مراد طویل زمانہ ہے۔

(۶۴۷۱) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الَّذِي يَطْعَنُ نَفْسَهُ إِنَّمَا يَطْعَنُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِي يَتَّقِمُ فِيهَا يَتَّقِمُ فِي النَّارِ وَالَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ)) (مسند احمد: ۹۶۱۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے خود کو نیزہ مار کر قتل کیا، وہ دوزخ میں نیزہ مارتا ہی رہے گا، جس نے آگ میں کود کر خودکشی کر لی، وہ آگ میں گھستا ہی رہے گا اور جس نے اپنا گلہ خود گھونٹ دیا، وہ دوزخ میں اس کو گھونٹتا ہی رہے گا۔“

سیدنا ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے جس چیز کے ساتھ خودکشی کی، اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ میں اسی چیز کے ساتھ عذاب دے گا۔“

سیدنا جناب بکلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی زخمی ہو گیا، اسے اٹھا کر گھرایا گیا، اس کے زخموں نے اسے بے تاب کر دیا اور اس نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اور اپنے حلق میں پھوس کر دیا، جب لوگوں نے اس بات کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: ”میرے بندے نے اپنے نفس کے معاملے میں مجھ سے سبقت لی ہے۔“

**فوائد:** ..... یہ حدیث صحیح بخاری (۳۳۶۳) اور صحیح مسلم (۱۱۳) میں سیدنا جناب رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَزَعٌ فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ فَمَارَقًا الدَّمَ حَتَّى مَاتَ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حَرَمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) ..... ”تم سے پہلے ایک آدمی تھا، اس کو کوئی زخم آ گیا، لیکن اس نے بے صبری کی اور چھری لے کر اپنے ہاتھ کو کاٹ دیا، پس خون نہ رکا، یہاں تک کہ وہ مر گیا، اللہ تعالیٰ نے کہا: میرے بندے نے اپنے نفس کے معاملے میں مجھ سے سبقت لینا چاہا ہے، پس میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔“

سیدنا جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عہد رسالت میں ایک آدمی فوت ہو گیا، ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں آدمی فوت ہو گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ ابھی تک نہیں مرا۔“ پھر وہ آدمی دوسری مرتبہ اور پھر تیسری مرتبہ آیا اور وہی بات کہی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ”وہ کس طرح مرا ہے؟“ اس نے

(۶۴۷۲) عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَدَبَهُ اللَّهُ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ)) (مسند احمد: ۱۶۵۰۵)

(۶۴۷۳) - عَنْ جُنْدُبِ بْنِ الْبَجَلِيِّ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَحَمِلَ إِلَى بَيْتِهِ فَأَلَمَتْ جِرَاحَتُهُ فَاسْتَخْرَجَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ فَطَعَنَ بِهِ فِي لَبَّتِهِ فَذَكَرُوا ذَلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ فِيمَا يَرَوْنِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ((سَابَقَنِي بِنَفْسِهِ)) (مسند احمد: ۱۹۰۰۷)

(۶۴۷۴) - عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَاتَ فُلَانٌ، قَالَ: ((لَمْ يَمُتْ)) ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةُ ثُمَّ الثَّالِثَةُ فَأَخْبِرَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَيْفَ مَاتَ؟)) قَالَ: نَحَرَ نَفْسَهُ بِمَشْقَصٍ، قَالَ: فَلَمْ يُصَلِّ

(۶۴۷۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۰۴۷، ومسلم: ۱۱۰ (انظر: ۱۶۳۹۲)

(۶۴۷۳) تخریج: حدیث ضعیف بهذه السیاقه لضعف عمران القطان (انظر: ۱۸۸۰۰)

(۶۴۷۴) تخریج: أخرجه مطولا ومختصرا مسلم: ۹۷۸ (انظر: ۲۰۸۱۶)



عَلَيْهِ، وَفِي لَفْظٍ: قَالَ: ((إِذَا لَا أُصَلِّيَ كَمَا جِي اس نے خود کو نیزہ مار کر ذبح کر دیا ہے، پس آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی، ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تب میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔“

**فوائد:**..... آپ ﷺ کا نماز جنازہ نہ پڑھنا، یہ ایک تادیبی کارروائی تھی، آپ ﷺ اس مقام پر اپنے عمل کے ذریعے اس فعل کی سنگینی کو بیان کرنا چاہتے تھے، تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں، وگرنہ حدیث نمبر (۶۳۷۰) کے فوائد میں دی گئی حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے ایسے شخص کے لیے مغفرت کی دعا کی تھی۔

(۶۴۷۵)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ زُرَّارَةَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ سِمَاكٍ (يَعْنِي ابْنَ حَرْبٍ)۔  
(مسند احمد: ۲۱۱۰۱)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی زخمی ہو گیا اور اس زخم نے اس کو اس قدر اذیت دی کہ وہ ریٹکتا ہوا تیروں تک پہنچا اور اپنے آپ کو ذبح کر دیا، پھر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کی۔ آپ ﷺ کا نماز جنازہ نہ پڑھنا ایک ادبی کارروائی تھی، عبد اللہ بن عامر نے ہمیں اسی طرح لکھوایا ہے، لیکن میرا خیال ہے کہ ادب والی یہ بات شریک کا قول ہے۔

(۶۴۷۶)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَّارَةَ نَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكٍ (يَعْنِي ابْنَ حَرْبٍ) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ جُرِحَ فَأَذَتْهُ الْجِرَاحَةُ فَدَبَّ إِلَى مَشَاقِصَ فَدَبَّ بِهٖ نَفْسُهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَقَالَ: كُلُّ ذَٰلِكَ أَدَبٌ مِنْهُ هَكَذَا أَمَلَاهُ عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ مِنْ كِتَابِهِ، وَلَا أَحْسِبُ هَذِهِ الزِّيَادَةَ إِلَّا مِنْ قَوْلِ شَرِيكٍ، قَوْلُهُ ذَٰلِكَ أَدَبٌ مِنْهُ۔  
(مسند احمد: ۲۱۱۷۵)

(۶۴۷۷)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ بَعْضُ مَنْ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خیبر میں شریک ہونے والے ایک صحابی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے

(۶۴۷۵) تخریج: انظر الحديث السابق

(۶۴۷۶) تخریج: انظر الحديث السابق

(۶۴۷۷) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین (انظر: ۱۷۲۱۸)

اپنے ساتھ والے ایک آدمی کے متعلق یہ فرمایا کہ ”یہ آدمی دوزخیوں میں سے ہے۔“ لیکن جب لڑائی شروع ہوئی تو اس آدمی نے بڑی زبردست لڑائی لڑی اور اس کو بہت زیادہ زخم آئے۔ کچھ صحابہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! جس آدمی کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی لوگوں میں سے ہے، اس نے تو اللہ کی قسم! بہت شاندار لڑائی لڑی ہے اور اس کو بہت زیادہ زخم بھی آئے ہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے پھر وہی بات دوہرا دی کہ ”وہ شخص دوزخیوں میں سے ہے۔“ اس بات سے ممکن تھا کہ بعض صحابہ اپنے دین کے معاملے میں شک میں پڑ جاتے، لیکن اسی دوران ہی اس آدمی نے زخم کی تکلیف محسوس کی اور اپنا ہاتھ ترکش کی طرف جھکایا، اس میں سے ایک تیر نکلا اور اپنے آپ کو ذبح کر دیا، ایک مسلمان دوڑتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بات کو سچا ثابت کر دیا ہے، اس آدمی نے خود کو ذبح کر کے خودکشی کر لی ہے۔

شَهِدَ النَّبِيُّ ﷺ بِخَيْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ: ((إِنَّ هَذَا لِمِنْ أَهْلِ اسْنَارٍ)) فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْقِتَالِ حَتَّى كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَأَتَاهُ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ الَّذِي ذَكَرْتَ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَدْ وَاللَّهِ! قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَشَدَّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) وَكَادَ بَعْضُ الصَّحَابَةِ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيَّنَمَا هُمْ عَلَيَّ ذَلِكَ وَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحِ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ فَانْتَزَعَ مِنْهَا سَهْمًا فَانْتَحَرَهُ بِهِ، فَاشْتَدَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! قَدْ صَدَقَ اللَّهُ حَدِيثَكَ، قَدْ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ. (مسند احمد: ۱۷۳۵۰)

**فوائد:** ..... یہ واقعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا گیا ہے کہ یہ آدمی منافق تھا اور اپنے مفاد کی خاطر جنگ میں شریک ہوا تھا، اس کی شجاعت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی حیرت زدہ کر دیا تھا، تاہم ان کی حیرت رسول اللہ ﷺ کی صداقت دیکھ کر کافور ہو گئی۔

لیکن اس تاویل کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ وہ اعتقادی منافق تھا، جہنمی ہونے کے لیے یہ لازم نہیں کہ وہ اعتقادی منافق ہو، کیونکہ ایسے جہنمی بھی ہوں گے، جو اپنے ایمان کی وجہ سے بالآخر جہنم سے نکال دیئے جائیں گے۔

(عبداللہ رفیق)

یہ نقطہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ نفس انسانی مطلق طور پر انسان کی ملکیت نہیں ہے، اس کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے، انسان اس میں اتنا تصرف کر سکتا ہے، جتنی اللہ تعالیٰ نے اس کو اجازت دی ہے، انسان کو تو یہ حق بھی نہیں دیا گیا کہ وہ اس وجود کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی معصیت والا کام کرے، چہ جائیکہ وہ اس وجود کو ہی ختم کر ڈالے۔

## بَابُ وَجُوبِ الْمُحَافَظَةِ عَلَى النَّفْسِ وَتَجَنُّبِ مَا يُظَنُّ فِيهِ هَلَاكُهَا نفس کی حفاظت کرنے اور اسے ہلاکت سے بچانے کے واجب ہونے کا بیان

(۶۴۷۸)۔ عَنْ أَبِي عَمْرَانَ الْجَوْنِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَزَوْنَا نَحْوَ فَارِسَ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ بَاتَ فَوْقَ بَيْتٍ لَيْسَ لَهُ إِجَارٌ تَوَقَّعَ فَمَاتَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الدِّمَةُ، وَمَنْ رَكِبَ الْبِئْسَرَ عِنْدَ إِرْتِجَاجِهِ فَمَاتَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الدِّمَةُ.)) (مسند احمد: ۲۱۰۲۸)

ایک صحابی رسول بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ فارس کی جانب ایک غزوہ میں تھے، اس دوران رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ”جو شخص ایسے گھر کی چھت پر سوئے، جس پر کوئی پردہ (اور آڑ) وغیرہ نہ ہو، اور اگر وہ گر مر جائے تو اس کی کوئی ذمہ نہ ہو گا۔ اسی طرح جو سمندری سفر کرے، اس حال میں کہ سمندر ظالم خیز ہو، اور وہ (ڈوب کر) مرے جائے تو اس کا بھی کوئی ذمہ نہ ہوگا۔“

**شرح:**..... معلوم ہوا کہ انسان اپنی حفاظت کا خود ذمہ دار ہے، اگر بظاہر اسے اپنی ہلاکت کا خطرہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی قسم کی حفاظت کی ضمانت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے لیے جو شرعی قوانین وضع کئے ہیں، ان میں انسانوں کی جان، مال اور عزت، غرضیکہ ہر چیز کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ میں دو آدمیوں کو جانتا ہوں۔ جو نیند کی حالت میں چھت پر باڑ نہ ہونے کی وجہ سے گر کر شدید زخمی ہو گئے تھے۔

(۶۴۷۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِجِدَارٍ أَوْ حَائِطٍ مَائِلٍ فَأَسْرَعَ الْمَشْيَ فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: ((إِنِّي أَكْرَهُ مَوْتَ الْفَوَاتِ.)) (مسند احمد: ۸۶۵۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک ایسی دیوار کے پاس سے گزرے جو ایک جانب جھکی ہوئی تھی، آپ ﷺ وہاں سے تیزی سے گزر گئے، جب آپ ﷺ سے اس جلدی کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”میں اچانک موت کو ناپسند کرتا ہوں۔“

**فوائد:**..... بظاہر تو کہا جاسکتا ہے کہ اچانک موت اللہ تعالیٰ کے غضب کی نشانی ہے، کیونکہ اس طرح سے توبہ تائب ہونے کا موقع نہیں ملتا اور آدمی بیماری کی وجہ ملنے والی بلندی درجات سے محروم ہو جاتا ہے، لیکن چونکہ مؤمن ہر وقت موت کی تیاری میں ہوتا ہے، اس لیے اچانک موت اس کے لیے غضب الہی کا باعث نہیں ہوتی، درج ذیل روایت پر غور کریں:

سیدنا عبید اللہ بن خالد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَوْتُ الْفُجَاءَةِ أَخَذَةُ الْأَسْفِ.))

(۶۴۷۸) تخریج: قال الالبانی فی ”الصحيحه“: صحيح (انظر: ۲۰۷۴۸)

(۶۴۷۹) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، ابراہیم بن اسحاق المدنی ضعفه غیر واحد من الائمة، وقال البخاری: منکر الحدیث، وقال الدارقطنی: متروک۔ أخرجه ابو یعلی: ۶۶۱۲ (انظر: ۸۶۶۶)

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَزَادَ النَّيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَرَزَيْنٌ فِي كِتَابِهِ: ((أَخَذَةُ الْأَسْفِلَ لِلْكَافِرِ وَرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِ)). ..... "اچانک موت ناراضی کی پکڑ ہے۔" (ابوداؤد: ۳۱۱۰) امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں اور رزین نے اپنی کتاب میں اس روایت کو زیادہ الفاظ کے ساتھ یوں بیان کیا ہے: "اچانک کافر کے لیے ناراضی کی پکڑ ہے، لیکن مؤمن کے لیے رحمت ہے۔" (قال الالبانی فی المشکوۃ: صحیح)

ہاں یہ الگ بات ہے کہ ایسے اسباب سے مکمل گریز کرنا چاہیے، جو اچانک موت کا واضح طور پر سبب بن سکتے ہوں۔

(۶۴۸۰) عَنْ حَدِيقَةَ بَنِ الْيَمَانِ عَنِ سَيِّدِنَا حَذِيفَةَ بْنِ يَمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنْ رَوَايَةِ هِيَ كَمَا فِي كِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْبَغِي لِمُسْلِمٍ أَنْ يُدَلََّ نَفْسَهُ)) قِيلَ وَكَيْفَ يُدَلََّ نَفْسَهُ؟ قَالَ: ((يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيقُ)). میں ڈالتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ایسی بلاؤں اور آزمائشوں کے درپے ہو جاتا ہے، جن کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔" (مسند احمد: ۲۴۸۳۷)

**فوائد:** ..... مسلمان کو ہمیشہ عافیت کا سوال کرنا چاہیے اور اپنے آپ کو روحانی اور جسمانی آزمائشوں اور ہلاکت

گاہوں سے بچانا چاہیے۔

أَبْوَابٌ مَا يَجُوزُ قَتْلُهُ مِنَ الْحَيَوَانِ وَمَا لَا يَجُوزُ  
اس چیز کے ابواب کہ کون سے حیوان قتل کرنا جائز ہیں اور کون سے ناجائز

بَابُ الْأَمْرِ بِقَتْلِ الْفَوَاسِقِ مِنَ الْحَيَوَانِ  
فاسق حیوانات کو قتل کرنے کے حکم کا بیان

(۶۴۸۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((حَمْسٌ فَوَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْحُدَيَا، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْعُرَابُ)) وَفِي لَفْظٍ: (الْعُرَابُ الْأَبْقَعُ)). (مسند احمد: ۲۴۵۵۳)

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچ فاسق اور موزی جانور ہیں، ان کو حرم میں بھی مار دیا جائے، بچھو، چوہیا، چیل، کلب عقور اور کوا۔" ایک روایت میں ہے: "مختلف رنگ والا کوا۔"

**فوائد:** ..... "العقور" کا معنی بہت زیادہ کانٹے والا بھی ہے۔

(۶۴۸۰) تخریج: اسنادہ ضعیف من اجل علی بن زید بن جدعان۔ أخرجه الترمذی: ۲۲۵۴، واب: ماجہ:

۴۰۱۶ (انظر: ۲۳۴۴۴)

(۶۴۸۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۸۲۹، ومسلم: ۱۱۹۸ (انظر: ۲۴۰۵۲)

(۶۴۸۲) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه البيهقی: ۵ / ۲۱۰، والدارقطنی: ۲ / ۲۳۲ (انظر: ۴۷۳۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا نے چوہیا، کوئے اور بھیڑیے کو قتل کرنے کا حکم دیا، کسی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: بچھو اور سانپ کو بھی قتل کیا جائے گا؟ انہوں نے کہا: ان کے بارے میں بھی ایسی ہی بات کی جاتی ہے۔

(دوسری سند) سے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”پانچ جانور ایسے ہیں کہ ان کو قتل کرنے میں محرم پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے، سانپ، بچھو، چوہیا، کلب عقور اور چیل۔“

(۶۴۸۲) عَنْ وَبْرَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَتْلِ الْفَأْرَةِ وَالْغُرَابِ وَالذَّنْبِ، قَالَ: قِيلَ لِابْنِ عُمَرَ: فَالْحَيَّةُ وَالْعُقْرَبُ؟ قَالَ: قَدْ كَانَ يُقَالُ ذَلِكَ. (مسند احمد: ۴۷۳۷)

(۶۴۸۳) - (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خَمْسٌ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ وَهُوَ حَرَامٌ، أَنْ يَقْتُلَهُنَّ، الْحَيَّةُ وَالْعُقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعُقُورُ وَالْحِدَاةُ.))

(مسند احمد: ۵۱۰۷)

**فوائد:** ..... ”الْكَلْبُ الْعُقُورُ“: حقیقت میں اس لفظ کا اطلاق ہرزخی کرنے والے اور چیر پھاڑ کرنے والے درندے پر بھی ہوتا ہے، جیسے شیر، چیتا، بھیڑیا۔ درندگی میں اشتراکیت کی وجہ سے ان کو بھی ”کَلْب“ کہتے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی) ہر کائے ہوئے اور باڈے کتے کا بھی یہی حکم ہوگا۔

امام مالک نے ”الموطا“ میں کہا: ہر وہ جانور جو لوگوں کو کالٹے، ان پر حملہ کرے اور ان کو ڈرائے، مثلاً: شیر، چیتا، فہد، بھیڑیا، وہ عقور ہے۔ (فہد، چیتے کی طرح کا ایک درندہ ہوتا ہے)

ابوعبیدہ نے سفیان سے یہی قول نقل کیا ہے اور یہی جمہور اہل علم کی رائے ہے۔

ان جانوروں کے لیے لفظ ”فَسَائِقُ“ استعمال ہوا، اس کا لفظی معنی ہے نکلنے والا، یہاں اس سے مراد وہ جانور ہیں کہ تکلیف پہنچانے اور افساد انگیزی کی وجہ سے جن کا حکم دوسرے جانوروں کے حکم سے خارج ہو گیا ہے۔

اس باب کی احادیث صحیحہ میں درج ذیل کل سات جانوروں کا ذکر ہوا ہے:

بچھو، کوا، چیل، چوہا، کلب عقور، سانپ، بھیڑیا

کیا ان کے علاوہ کسی جانور کو قتل نہیں کیا جاسکتا؟ حافظ ابن حجر کہتے ہیں: روایات کے مطابق پانچ جانوروں کو مقید کرنا، اگرچہ اس کے مفہوم میں خصوصیت پائی جاتی ہے، لیکن یہ مفہوم العدد ہے، جو اکثر اہل علم کے نزدیک حجت نہیں ہے، اگر اس کی حجت تسلیم کر لیں تو اس کو اس معنی پر محمول کیا جائے گا کہ شروع شروع میں آپ ﷺ نے پانچ جانوروں کے بارے میں ہی حکم دیا، بعد میں ان میں اضافہ کر دیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے بعض طرق میں ”چار“ کا اور بعض میں ”چھ“ کا لفظ روایت کیا گیا ہے، ”چار“ کی روایت صحیح مسلم میں ہے، اس میں بچھو کا ذکر نہیں ہے اور ”چھ“ کی



روایت مستخرج ابوعمانہ میں ہے، اس میں بچھو کا ذکر موجود ہے اور سانپ کا اضافہ کیا گیا ہے، صحیح مسلم کی شیبان کی روایت اس روایت کا شاہد ہے، اگرچہ اس میں کسی عدد کا ذکر نہیں ہے،..... (فتح الباری: ۴ / ۴۴)

جن روایات میں خون خوار درندے اور چیتے وغیرہ کے الفاظ ہیں، ان پر نقد کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ نے مذکورہ بالا جن جانوروں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے یہ جانور انسان کے لیے ضرر، نقصان، تکلیف، خوف اور فساد کا سبب بن سکتے ہیں، بلکہ ان کی وجہ سے انسان کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے، اس لیے جس جانور میں یہ وصف پایا جائے، محرم و غیر محرم کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس کو حرم میں قتل کر دے، جبکہ کلبِ عتور کا مفہوم بھی یہی بنتا ہے۔

(۶۴۸۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ، قَالَ يَحْيَى: وَالْأَسْوَدَانِ الْحَيَّةُ وَالْعَقْرَبُ۔  
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو کالی رنگت والوں کو مارنے کا حکم دیا ہے یحییٰ بن حزمہ کہتے ہیں کاگی رنگت والوں سے مراد سانپ اور بچھو ہے۔

(مسند احمد: ۷۴۶۳)

**فوائد:**..... سیاہ سانپ کو ”اَسْوَد“ کہتے ہیں اور ہر قسم کے سانپ کو ”اَسْوَد“ کہتے ہیں، یہاں مطلق سانپ مراد

ہے، سانپ اور بچھو دونوں کو ”اَسْوَدَيْنِ“ کہہ دینا ”باب التغليب“ میں سے ہے۔

(۶۴۸۵) - عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا فِي مَسْجِدِ الْحَيْفِ لَيْلَةَ عَرَفَةَ الَّتِي قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ إِذْ سَمِعْنَا حَسَّ الْحَيَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اقْتُلُوا))، قَالَ: فَقُمْنَا فَدَخَلْتُ شَقَّ جُحْرٍ، فَأَتَيْتُ بِسَعَفَةٍ فَأَضْرَمْتُ فِيهَا نَارًا وَأَخَذْنَا عَوْدًا فَقَلَعْنَا عَنْهَا بَعْضَ الْجُحْرِ فَلَمْ نَجِدْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((دَعُوهَا وَقَاهَا اللَّهُ شَرَّكُمْ كَمَا وَقَاهُمْ شَرَّهَا)) (مسند احمد: ۳۶۴۹)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ عرفہ کے دن سے پہلے والی رات کو مسجدِ حیف میں بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ہم نے سانپ کی حرکت محسوس کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے مار ڈالو۔“ ہم اسے مارنے کے لئے کھڑے ہوئے تو وہ ایک پتھر کی دراڑ میں گھس گیا، پس کھجوروں کی شاخیں لائی گئیں اور اس میں آگ جلائی گئی، پھر ہم نے ایک لکڑی لی اور پتھر کو اس کی جگہ سے کچھ ہٹایا، لیکن وہ سانپ نہ مل سکا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اب اسے چھوڑ دو، اللہ نے اس کو تمہارے شر سے اور تمہیں اس کے شر سے بچا لیا ہے۔“

(۶۴۸۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۱۹۹ (انظر: ۵۱۰۷)

(۶۴۸۴) أخرجه ابوداود: ۹۲۱، والترمذی: ۳۹۰، والنسائی: ۱۰/۳، وابن ماجه: ۱۲۴۵ (انظر: ۷۴۶۹)

(۶۴۸۵) تخريج: أخرجه البخاری: ۱۸۳۰، ۴۹۳۱، ۴۹۳۴، ومسلم: ۲۲۳۴، ۲۲۳۵ (انظر: )

**فوائد:**..... سانپ کو مارنا شرعی حکم ہے، لیکن سانپ کے لیے یہ کسی شتر سے کم نہیں ہے کہ اس کو مار دیا جائے، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سانپ کو تمہارے شتر سے محفوظ کر لیا ہے۔ ممکن ہے کہ آگ جلانے کا مقصد یہ ہو کہ سانپ با نکل آئے گا، بہر حال آگ سے عذاب دینا ممنوع ہے۔

(۶۴۸۶)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانٍ) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ) قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِنَى قَالَ: فَخَرَجَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اقتلوهما۔)) فابتدرناها فسبقتنا۔ (مسند احمد: ۳۵۸۶)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اچانک ایک سانپ نکل آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے مار ڈالو۔“ پس ہم اسے مارنے کے لئے دوڑے، لیکن وہ نکل گیا۔

(۶۴۸۷) عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَارٍ (وَفِي لَفْظٍ: بِحِرَاءٍ) فَأُنزِلَتْ عَلَيْهِ: ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ فَجَعَلْنَا نَتَلَقَّهَا مِنْهُ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ مِنْ جَانِبِ الْغَارِ فَقَالَ: ((اقتلوهما۔)) فبتادرناها فسبقتنا فقال: ((إنها وقيت شرككم كما وقيتم شرها۔)) (مسند احمد: ۴۰۶۳)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار حراء میں بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت آپ ﷺ پر سورت ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ نازل ہوئی، ہم آپ ﷺ سے وہ سورت سیکھ رہے تھے کہ اچانک ایک سانپ غار کی جانب سے نمودار ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے مار ڈالو۔“ ہم اس کی طرف لپکے لیکن وہ ہم سے نکل گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تمہارے شر سے محفوظ رہا اور تم اس کے شر سے۔“

(۶۴۸۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ تَرَكَ الْحَيَّاتِ مَخَافَةَ طَلِبِهِنَّ فَلَيْسَ مِنَّا، مَا سَأَلْنَا مِنْهُنَّ حَارِبًا نَاهُنَّ۔)) (مسند احمد: ۲۰۳۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے سانپ کی انتقامی کارروائی سے ڈرتے ہوئے اس کو چھوڑا، وہ ہم میں سے نہیں ہے، جب سے ہماری ان سے لڑائی ہوئی ہے، اس وقت سے ہم نے ان کوئی صلح نہیں کی۔“

**فوائد:**..... انسان اور سانپ، دونوں جبلی اور فطرتی طور پر ایک دوسرے کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں، اسی عداوت کو اس حدیث میں بیان کیا جا رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آدم علیہ السلام اور سانپ کے مابین اس دشمنی کا آغاز اس وقت ہوا تھا، جب

(۶۴۸۶) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۴۸۷) تخریج: انظر الحديث السابق

(۶۴۸۸) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۵۲۵۰ (انظر: ۲۰۳۷)

ابلیس کو جنت کے دربانوں نے آدم علیہ السلام کے پاس پہنچنے سے روکا تو سانپ نے اس کو جنت میں داخل کیا تھا، پھر اس نے آدم اور حوا علیہما السلام کو ممنوعہ درخت کا پھل کھانے پر آمادہ کیا اور اس طرح ان کو جنت سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔

سانپ کی انتقامی کارروائی سے ڈرنا محض توہم پرستی ہے، دور جاہلیت میں کہا جاتا تھا کہ سانپ کو قتل نہ کرو، وگرنہ اس کا خاندان یا بیوی انتقام لینے کے لیے قتل کرنے والے کو ڈسے گی۔ پاکستان کے بعض علاقوں میں ابھی تک اس قسم کی وہمی باتیں پائی جاتی ہیں، مثلاً ایک مخصوص سانپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کے پیچھے سات سات آتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ سانپوں میں اس قسم کا کوئی سلسلہ نہیں پایا جاتا، لہذا ان کو قتل کرنے کی ہی کوشش کرنی چاہیے۔

(۶۴۸۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔ (مسند احمد: ۱۷۰۷۴)

(۶۴۹۰) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ حَيَّةً فَلَهُ سَبْعُ حَسَنَاتٍ، وَمَنْ قَتَلَ وَزَعًا فَلَهُ حَسَنَةٌ، وَمَنْ تَرَكَ حَيَّةً مَخَافَةَ عَاقِبَتِهَا فَلَيْسَ مِنَّا))۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو سانپ کو قتل کرے، اسے سات نیکیاں ملتی ہیں اور جو چھپکلی کو مارے، اسے ایک نیکی ملتی ہے اور جس نے سانپ کو اس کے انتقام کے خوف کی وجہ سے چھوڑ دیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“ (مسند احمد: ۳۹۸۴)

**فوائد:** ..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ قَتَلَ وَزَعًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهُ مِائَةٌ حَسَنَةٍ وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذَلِكَ وَفِي الثَّلَاثَةِ دُونَ ذَلِكَ))۔ ”جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں قتل کر دیا، اس کے لیے سو نیکیاں ہیں اور جس نے دوسری ضرب میں قتل کیا، اس کے لیے اس سے کم نیکیاں ہیں اور جس نے تیسری ضرب میں قتل کیا، اس کے لیے اس سے کم نیکیاں ہیں۔“ (صحیح مسلم: ۲۲۴۰)

(۶۴۹۱) عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ الْجُشَمِيِّ ابوالاحوص جشمی کہتے ہیں: ایک مرتبہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود قَالَ: بَيْنَا ابْنُ مَسْعُودٍ يَخْطُبُ ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا هُوَ بِحَيَّةٍ تَمْسُشِي عَلَى الْجِدَارِ، فَفَطَعُ سانپ دیوار پر چل رہا ہے، انھوں نے اپنے خطاب کو روک دیا

(۶۴۸۹) تخریج: أخرجه (انظر:)

(۶۴۹۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، المسیب بن رافع لم یلق ابن مسعود۔ أخرجه الطبرانی فی ”الکبیر“: ۱۰۴۹۲ (انظر: ۳۹۸۴)

(۶۴۹۱) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابو الاعین العبدی ضعفه یحییٰ بن معین، وقال ابو حاتم: مجهول، وقال ابن حبان: لا یجوز الاحتجاج به، وورد هذا الحدیث موقوفاً واسنادہ صحیح۔ أخرجه الطیالسی: ۳۱۰، وابویعلی: ۵۳۲۰، وابن ابی شیبہ: ۵/ ۴۰۵ (انظر: ۳۹۹۶)

اور اپنی چھڑی کے ساتھ اس کو مارنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا اور پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”جس نے سانپ کو مارا، گویا کہ اس نے اس مشرک کو قتل کر دیا، جس کا خون بہانا جائز ہو چکا تھا۔“

خُطِبَتْهُ ثُمَّ ضَرَبَهَا بِقَضِيْبِهِ أَوْ بِقَصْبِيْبَةٍ ، قَالَ يُوْنُسُ: بِقَضِيْبِهِ ، حَتَّى قَتَلَهَا ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَتَلَ حَيَّةً فَكَأَنَّمَا قَتَلَ رَجُلًا مُشْرِكًا قَدْ حَلَّ دَمُهُ)) (مسند احمد: ۳۹۹۶)

عکرمہ کہتے ہیں: میرا یہی خیال یہ کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سانپوں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ”جس نے ان کو ان کی انتقامی کارروائی سے ڈرتے ہوئے چھوڑا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“ پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بیشک سانپ، جنوں کی مسخ شدہ شکلیں ہیں، جیسا کہ بنو اسرائیل کو بندروں کی شکلوں میں مسخ کیا گیا تھا۔

(۶۴۹۲) عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا رَفَعَ الْحَدِيثَ ، قَالَ: كَانَ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ وَيَقُوْلُ: مَنْ تَرَكَهِنَّ خَشِيَّةً أَوْ مَخَافَةً تَأْتِيْرُ فَلَيْسَ مِنَّا ، قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ الْحَيَّاتِ مَسِيْخُ الْجِنِّ كَمَا مُسِخَتْ الْفِرْدَوْسُ مِنْ إِسْرَائِيْلَ - (مسند احمد: ۳۲۵۴)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بعض سانپ جنوں سے مسخ شدہ ہیں۔“

(۶۴۹۳) وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((الْحَيَّاتُ مَسِيْخُ الْجِنِّ)) (مسند احمد: ۳۲۵۵)

**فوائد:** ..... آپ کو علم ہونا چاہیے کہ اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ موجودہ سانپ جنوں کی مسخ شدہ شکلیں ہیں۔ اس کا مفہوم تو یہ ہے کہ بعض جنوں کو سانپوں کی شکل میں مسخ کیا گیا تھا، جیسا کہ یہودیوں کو بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں مسخ کیا گیا تھا، لیکن ایسی حالت میں ان کی نسل نہیں ہوئی تھی، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی مجلس میں یہ بات ہونے لگی کہ بندر اور خنزیر کس کی مسخ شدہ شکلیں ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَمْسَخْ شَيْئًا فَيَدَعْ لَهُ نَسْلًا أَوْ عَاقِبَةً ، وَقَدْ كَانَتْ الْفِرْدَوْسُ وَالْحَنَازِيرُ قَبْلَ ذَٰلِكَ)) (صحیح مسلم) ..... ”جب اللہ تعالیٰ کسی مخلوق کو (دوسری مخلوق کی شکل میں) مسخ کرتے ہیں تو اس کی آگے نسل اور اولاد نہیں ہوتی (یعنی وہ اسی مسخ شدہ شکل میں ہلاک ہو جاتی ہے) اور بندر اور خنزیر (جن کے بارے میں تم باتیں کر رہے ہو، یہ تو مسخ شدہ قوموں سے) پہلے بھی تھے۔“

(۶۴۹۲) تخریج: أخرجه ابو داود: ۵۲۵۰ (انظر: ۳۲۵۴)

(۶۴۹۳) تخریج: صحیح موفوفا۔ أخرجه البزار: ۱۲۳۲ ، وابن حبان: ۵۶۴۰ (انظر: ۳۲۵۵)

## بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ حَيَاتِ الْبُيُوتِ إِلَّا بَعْدَ تَحْذِيرِهَا إِلَّا الْأَبْتَرُ وَذَا الطَّفِيَّتَيْنِ فَإِنَّهُمَا يُقْتَلَانِ

گھریلو سانپوں کو مارنے کی ممانعت کا بیان، الا یہ کہ پہلے ان کو متنبہ کیا جائے، مگر چھوٹی دم والا موزی سانپ اور وہ سانپ جس کی پشت پر دو دھاریاں ہوں، ان دونوں کو ہر صورت میں قتل کیا جائے گا

(۶۴۹۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ قَتْلِ حَيَاتِ الْبُيُوتِ إِلَّا الْأَبْتَرُ وَذَا الطَّفِيَّتَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَخْتَطِفَانِ (وَفِي لَفْظٍ: يَطْمِسَانِ) الْأَبْصَارَ وَيَطْرَحَانِ الْحَمْلَ مِنْ بُطُونِ النِّسَاءِ وَمَنْ تَرَكَهُمَا فَلَيْسَ مِنَّا۔

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھریلو سانپوں کو مارنے سے منع کیا ہے، ماسوائے ان دو سانپوں کے، چھوٹی دم والا موزی سانپ اور جس کی پشت پر دو دھاریاں ہوں، کیونکہ یہ نظر کا نور اچک لیتے ہیں اور عورتوں کے پیٹ سے حمل گرا کر دیتے ہیں، جو ان دونوں کو چھوڑے گا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (مسند احمد: ۲۴۵۱۱)

**فوائد:** ..... ممکن ہے کہ ان سانپوں کی نظر میں زہریلا مواد ہو اور اس چیز کا بھی احتمال ہے کہ ان کے ڈسنے سے نظر ختم ہو جاتی ہو اور حاملہ عورتوں کے حمل گر جاتے ہیں، ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ جب حاملہ عورت ان کی طرف دیکھتی ہے اور ڈرتی ہے تو اس کا حمل گر جاتا ہے۔

(۶۴۹۴) عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ عَوَامِرِ الْبُيُوتِ إِلَّا مَنْ كَانَ مِنَ ذَوِي الطَّفِيَّتَيْنِ وَالْأَبْتَرِ فَإِنَّهُمَا يَكْمِهَانِ الْأَبْصَارَ وَتُخَدِّجُ مِنْهُنَّ النِّسَاءُ۔ (مسند احمد: ۲۲۶۱۷)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع کیا ہے، ماسوائے دو سانپوں کے، ایک جس کی پشت پر دو دھاریاں ہوں اور دوسرا چھوٹی دم والا موزی سانپ، یہ دونوں نظر کو ختم کر دیتے ہیں اور ان کی وجہ سے حاملہ عورتوں کے حمل گر جاتے ہیں۔

(۶۴۹۶) عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((اقْتُلُوا الْحَيَاتِ وَأَقْتُلُوا ذَا الطَّفِيَّتَيْنِ وَالْأَبْتَرِ فَإِنَّهُمَا يُسْقِطَانِ الْحَبْلَ وَيَطْمِسَانِ الْبَصَرَ)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَرَأَيْتُ أَبُو لُبَابَةَ أَوْ زَيْدُ بْنُ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سانپوں کو قتل کرو اور خاص طور پر پشت پر دو دھاریوں والے کو اور چھوٹی دم والے موزی سانپ کو، کیونکہ یہ دونوں حمل گرا دیتے ہیں اور نظر مٹا دیتے ہیں۔“ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم کہتے ہیں: سیدنا ابولبابہ نے یا سیدنا زید بن خطاب

(۶۴۹۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۰۸، ومسلم: ۲۲۳۲ (انظر: ۲۴۰۱۰)

(۶۴۹۵) تخریج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۷۷۲۶ (انظر: ۲۲۲۶۲)

(۶۴۹۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۲۹۷، ۳۲۹۸، ومسلم: ۲۲۳۳ (انظر: ۱۵۷۴۸)



ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں ایک سانپ کو مارنے کے لئے اس کا پیچھا کر رہا تھا تو اس نے مجھے ایسا کرنے سے منع کر دیا، میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مارنے کا حکم دیا ہے، لیکن انہوں نے کہا کہ بعد میں آپ ﷺ نے گھریلو سانپوں کو قتل کرنے سے روک دیا تھا۔

امام نافع روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما تمام قسم کے سانپوں کو مارنے کا حکم دیا کرتے تھے، ایک دن سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ان سے ان کی کھڑکی سے مسجد میں آنے کی اجازت طلب کی اور ان کو دیکھا کہ وہ ایک سانپ قتل کر رہے تھے، پس سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمہیں یہ بات نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے گھریلو سانپوں کو مارنے سے منع کیا اور اس سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے، جس کی پشت پر دو دھاریاں ہوں۔ (دوسری سند) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر قسم کے سانپ مارنے کا حکم دیا کرتے تھے اور کسی کو نہیں چھوڑتے تھے، یہاں تک کہ سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے گھریلو سانپوں کو مارنے سے منع کر دیا تھا۔

سیدنا زید بن اسلم کہتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی ایک کھڑکی کھولی، ان کے پاس سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، اچانک ایک سانپ نکلا، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مارنے کا حکم دیا، لیکن سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا کہ ان کو قتل کرنے سے پہلے اطلاع دی جائے۔

الْحَطَّابِ وَأَنَا أَطَارِدُ حَيَّةً لَأَقْتُلَهَا فَتَهَانِي، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ بِقَتْلِهِنَّ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ نَهَى بَعْدَ ذَلِكَ عَنْ قَتْلِ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَهِيَ الْعَوَامِرُ۔ (مسند احمد: ۱۵۸۴۰)

(۶۴۹۷)۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ كُلِّهِنَّ، فَاسْتَأْذَنَهُ أَبُو لُبَابَةَ أَنْ يَدْخُلَ مِنْ خَوْخَةٍ لَهُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَرَأَاهُمْ يَقْتُلُونَ حَيَّةً، فَقَالَ لَهُمْ أَبُو لُبَابَةَ: أَمَا بَلَّغَكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ قَتْلِ أَوْلَادِ الْبُيُوتِ وَالذُّوْرِ وَأَمَرَ بِقَتْلِ ذَوِي الطُّفَيْتَيْنِ؟ (مسند احمد: ۱۵۸۴۳)

(۶۴۹۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ كُلِّهِنَّ لَا يَدْعُ مِنْهُنَّ شَيْئًا، حَتَّى حَدَّثَهُ أَبُو لُبَابَةَ الْبَدْرِيُّ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذَرِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ قَتْلِ جِنَانِ الْبُيُوتِ۔ (مسند احمد: ۱۵۶۳۲)

(۶۴۹۹)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَتَحَ خَوْخَةَ لَهُ وَعِنْدَهُ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَخَرَجَتْ عَلَيْهِمْ حَيَّةٌ فَأَمَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بِقَتْلِهَا، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ أَنْ يُؤْذَنَهُنَّ قَبْلَ أَنْ يَقْتُلَهُنَّ۔ (مسند احمد: ۱۱۱۰۶)

(۶۴۹۷) تخريج: انظر الحديث السابق

(۶۴۹۸) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۴۹۹) تخريج: اسنادہ حسن فی الشواہد (انظر: ۱۱۰۹۰)

(۶۵۰۰)۔ عَنْ أَبِي السَّائِبِ أَنَّهُ قَالَ: أَتَيْتُ  
 أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَهُ  
 إِذْ سَمِعْتُ تَحْتَ سَرِيرِهِ تَحْرِيكَ شَيْءٍ  
 فَظَنَرْتُ فَإِذَا حَيَّةٌ فَقُمْتُ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ:  
 مَا لَكَ؟ قُلْتُ: حَيَّةٌ هَاهُنَا، فَقَالَ: فَتْرِيدُ  
 مَاذَا؟ قُلْتُ: أُرِيدُ قَتْلَهَا، فَأَشَارَ لِي إِلَى  
 بَيْتٍ فِي دَارِهِ تَلْقَاءَ بَيْتِهِ، فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ عَمِّ  
 لِي كَانَ فِي هَذَا الْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ  
 الْأَحْزَابِ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَهْلِهِ  
 وَكَانَ حَدِيثٌ عَهْدٍ بِعُرْسٍ فَأَذِنَ لَهُ وَأَمَرَهُ  
 أَنْ يَتَأَهَّبَ بِسَلَاحِهِ مَعَهُ فَأَتَى دَارَهُ فَوَجَدَ  
 إِمْرَأَةً قَائِمَةً عَلَى بَابِ الْبَيْتِ فَأَشَارَ إِلَيْهَا  
 بِالرُّمْحِ فَقَالَتْ: لَا تَعْجَلْ حَتَّى تَنْظُرَ مَا  
 آخَرَ جَنِي، فَدَخَلَ الْبَيْتَ فَإِذَا حَيَّةٌ مُنْكَرَةٌ  
 فَطَعَنَهَا بِالرُّمْحِ ثُمَّ خَرَجَ بِهَا فِي الرُّمْحِ  
 تَرْتِكِضٌ، ثُمَّ قَالَ: لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا كَانَ  
 أَسْرَعُ مَوْتًا، الرَّجُلُ أَوْ الْحَيَّةُ، فَأَتَى قَوْمَهُ  
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَرُدَّ  
 صَاحِبِنَا، قَالَ: ((اسْتَغْفِرُوا لِصَاحِبِكُمْ))  
 مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ نَفْسًا مِنَ النَّجَنِ  
 أَسْلَمُوا فَإِذَا رَأَيْتُمْ أَحَدًا مِنْهُمْ فَحَدِّرُوهُ  
 ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ إِنْ بَدَأَ لَكُمْ بَعْدُ أَنْ تَقْتُلُوهُ  
 فَاقْتُلُوهُ بَعْدَ الثَّالِثَةِ)) (مسند

احمد: ۱۱۳۸۹)

ابو سائب کہتے ہیں: میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا  
 اور ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے ان کی چارپائی کے  
 نیچے کسی چیز کی حرکت محسوس کی، میں نے دیکھا کہ ایک سانپ  
 تھا، پس میں کھڑا ہو گیا، سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا بات  
 ہے؟ میں نے کہا کہ یہاں سانپ ہے، انہوں نے کہا: کیا  
 ارادہ؟ میں نے کہا: اس کو مار دینے کا۔ انہوں نے اپنے گھر  
 کے سامنے ایک گھر کی طرف اشارہ کیا اور کہا: میرا ایک بھتیجا  
 اس گھر میں رہائش پذیر تھا، جب وہ غزوہ احزاب سے واپس  
 آیا تو اس نے آپ ﷺ سے اپنے گھر آنے کی اجازت  
 طلب کی، اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے اسے  
 اجازت دے دی اور یہ حکم دیا کہ مسلح ہو کر جانا، پس جب وہ  
 اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ اس کی بیوی دروازے پر کھڑی ہے،  
 اس نے غیرت کے مارے نیزہ اس کی طرف سیدھا کیا، لیکن  
 اتنے میں اس نے کہا: جلد بازی میں نہ پڑ، پہلے وہ چیز دیکھ جس  
 نے مجھے نکال دیا، جب وہ گھر کے اندر داخل ہوا تو اس نے  
 دیکھا تو ایک مکروہ قسم کا سانپ تھا، اس نوجوان نے اس کو نیزہ  
 مارا اور نیزے کے ساتھ اس کو باہر نکالنا چاہا، وہ سانپ تڑپ رہا  
 تھا، میں نہیں جانتا کہ بندہ پہلے مرے گا یا سانپ۔ پھر اس کی  
 قوم کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض  
 کی: اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارا ساتھی واپس لوٹا دے۔  
 آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: ”اپنے ساتھی کے لئے مغفرت  
 طلب کرو۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”جنوں میں سے کچھ  
 افراد اسلام لا چکے ہیں، جب تم انہیں دیکھو تو انہیں تین مرتبہ  
 یعنی تین دن تک ڈراؤ آگاہ کرو۔ اگر پھر بھی نظر آئیں تو تین  
 دن کے بعد اگر انہیں مارنا چاہو تو مار سکتے ہو۔“

(۶۵۰۰) تخریج: أخرجه بنحوه مسلم: ۲۲۳۶، و ابوداود: ۵۲۵۷ (انظر: ۱۱۳۶۹)

**فوائد:**..... یہ سانپ دراصل جن تھا۔

مطلب یہ ہے بہت جلد سانپ مر گیا اور وہ نوجوان بھی فوت ہو گیا۔ ان دونوں کے بہت جلد مرنے کی صراحت صحیح مسلم میں ہے۔ زیر مطالعہ حدیث سے بھی یہی بات سمجھ آ رہی ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(۶۵۰۱)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانَ) عَنْ صَنِيفِي  
عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: وَجَدَ رَجُلٌ  
فِي مَنْزِلِهِ حَيَّةً فَأَخَذَ رُمَحَهُ فَشَكَّهَا فِيهِ فَلَمْ  
تَمُتِ الْحَيَّةُ حَتَّى مَاتَ الرَّجُلُ، فَأُخْبِرَ بِهِ  
النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ مَعَكُمْ عَوَامِرَ فَإِذَا  
رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَحَرِّجُوا عَلَيْهِ ثَلَاثًا، فَإِنْ  
رَأَيْتُمُوهُ بَعْدَ ذَلِكَ فَاقْتُلُوهُ)) (مسند  
احمد: ۱۱۲۳۳)

(دوسری سند) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنے گھر میں سانپ دیکھا اور اس نے نیزہ لے کر اس میں پیوست کر دیا، تو سانپ نہ مرا، حتیٰ کہ وہ بندہ فوت ہو گیا، جب نبی کریم ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے ساتھ گھروں میں جن بھی آباد ہیں، اس لیے جب تم ان میں سے کوئی چیز دیکھو تو تین دن تک ان پر تنگی پیدا کرو، اگر تم تین دن کے بعد بھی ان کو دیکھو تو پھر انہیں قتل کر دو۔“

**فوائد:**..... ان احادیث مبارکہ میں گھریلو سانپوں کو قتل سے منع کیا گیا ہے، صرف دو قسم کے سانپوں کو مستثنیٰ

کیا گیا، یعنی ان کو ہر صورت میں قتل کر دیا جائے۔

صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ((فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَادْنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ))..... ”جب تم ان گھریلو سانپوں میں سے کوئی دیکھو تو تین دنوں تک اس کو آگاہ کرو، پس اگر وہ اس مدت کے بعد بھی نظر آجائے تو اس کو قتل کر دو، کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

صحیح مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ لِهَذِهِ الْبَيُوتِ عَوَامِرَ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْهَا فَحَرِّجُوا عَلَيْهَا ثَلَاثًا فَإِنْ ذَهَبَ وَإِلَّا فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ))..... ”بیشک ان گھروں میں رہنے والے جن بھی ہوتے ہیں، لہذا جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین (دنوں) تک ان پر تنگی کرو، اگر وہ چلا جائے تو ٹھیک، وگرنہ اس کو قتل کر دو، کیونکہ وہ کافر ہے۔“

گھروں میں رہنے والے سانپ عموماً گھر والوں کو نقصان نہیں پہنچاتے، بچوں تک کو نہیں کاٹتے، ان کے بارے میں قتل نہ کرنے کا حکم اس بنا پر ہے کہ شاید یہ جن کی کوئی قسم ہوں اور جنوں کو مارنا جائز نہیں، نیز قتل کی وجہ ایذا ہے، جب وہ ہمیں کچھ نہیں کہتے تو ہم انہیں کیوں کچھ کہیں، البتہ آبادی سے باہر رہنے والے سانپ موذی ہوتے ہیں، لہذا انہیں فوراً مار دینا چاہیے۔

تنگی کرنے سے اور آگاہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کو کہا جائے کہ تیرے لیے ہمارے ذمہ تنگی ہے، اگر تو نہ گیا یا

واپس آ گیا تو ہم تیرا پیچھا کر کے یا تجھے دھکاکر کر یا تجھے قتل کر کے تجھ پر تنگی کر دیں گے، مزید اس قسم کا انداز اختیار کر کے اس کو آگاہ کیا جاسکتا ہے۔

اگر ہم اپنے معاشرے کے افراد کی طبع اور جلد بازی کو دیکھیں تو ان احادیث مبارکہ پر عمل کرنا خاصا مشکل نظر آتا ہے، کیونکہ آجکل اگر کسی گھر میں سانپ نظر آجائے تو گھر کے سارے افراد اس وقت تک بے سکون رہیں گے اور اس گھر میں چین سے نہ بیٹھیں گے، نہ سوئیں گے، جب تک اس سانپ کو قتل نہیں کر دیں گے۔ بہر حال اگر آپ ﷺ کے ارشادات پر کامل ایمان ہو تو ایسے احکام پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے، اصل محافظہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے، دیکھیں حدیث نمبر (۶۵۰۰) کے مطابق جس نوجوان نے سانپ کو سانپ سمجھ کر مارنا چاہا، وہ خود بھی مر گیا، کیونکہ وہ سانپ دراصل جن تھا۔

### بَابُ اسْتِحْبَابِ قَتْلِ الْوَزَغِ وَ ثَوَابِ قَاتِلِهِ

چھپکلی کو قتل کرنے کے مستحب ہونے اور اس کو مارنے والے کے اجر و ثواب کا بیان

(۶۵۰۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ الْوَزَغَ فِي الضَّرْبَةِ الْأُولَى فَلَهُ كَذَا وَكَذَا مِنْ حَسَنَةٍ وَمَنْ قَتَلَهُ فِي الثَّانِيَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا مِنْ حَسَنَةٍ، وَمَنْ قَتَلَهُ فِي الثَّلَاثَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ سُهَيْلٌ: الْأُولَى أَكْثَرُ۔ (مسند احمد: ۸۶۴۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارا، اسے اتنی اتنی نیکیاں ملیں گی، جس نے دوسری ضرب سے مارا اسے اتنی اتنی ملیں گی اور جس نے تیسری ضرب میں مارا، اسے اتنی اتنی ملیں گی۔“ سہیل کہتے ہیں: پہلی ضرب زیادہ اجر و ثواب والی ہے۔

**فوائد:** ..... صحیح مسلم کی ایک روایت میں پہلی ضرب میں مارنے والے کے لیے سو نیکیوں اور ایک روایت میں ستر نیکیوں کا ذکر ہے، دوسری یا تیسری ضرب میں مارنے والے کے لیے اس سے کم ثواب ہوگا۔

(۶۵۰۳)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سَيْدَنَا سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيَانُ كَرْتِهِ هِيَ كَرْمُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنِ ابْنِهِ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَ سَمَاءُ فُوَيْسِقًا۔ (مسند احمد: ۱۵۲۳)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے اور اسے موزی اور فاسق قرار دیا ہے۔

**فوائد:** ..... چونکہ دوسرے حشرات کی بہ نسبت چھپکلی زیادہ مضر اور تکلیف دہ ہے، اس لیے اس کو فاسق قرار دیا گیا ہے۔

(۶۵۰۴)۔ عَنْ سَائِبَةَ مَوَالِيَةِ لِلْفَاكِهِ بْنِ فَاكِهَ بْنِ مَغِيْرَةَ كِيْ آزَاد كَرْدَه لُونْدِي سَائِبَه سَه مَرُوِي هِي كَه وَه

(۶۵۰۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۴۰ (انظر: ۸۶۵۹)

(۶۵۰۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۳۸ (انظر: ۱۵۲۳)

(۶۵۰۴) تخریج: الأمر بقتل الوزغ، وإنه كان ينفخ على إبراهيم عليه السلام صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور ان کے گھر میں ایک نیزہ دیکھا اور اس کے بارے میں پوچھا: اے ام المؤمنین! آپ اس نیزے کو کیا کرتی ہیں؟ انھوں نے کہا: ہم اس کے ساتھ یہ چھپکلیاں مارتی ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان کیا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو روئے زمین کا ہر جانور آگ بجھاتا تھا، ماسوائے اس چھپکلی کے کہ یہ آگ پر پھونک مارتی تھی، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

الْمُؤْمِرَةَ أَنهَا دَخَلَتْ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَرَأَتْ فِي بَيْتِهَا رُمْحًا مَوْضُوعًا، فَقَالَتْ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! مَاذَا تَصْنَعِينَ بِهَذَا الرُّمْحِ؟ قَالَتْ: هَذَا لِهَذِهِ الْأَوْرَاعِ، تَقْتُلُهُنَّ بِهِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَدَّثَنَا أَنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ لَمْ تَكُنْ فِي الْأَرْضِ دَابَّةٌ إِلَّا تُنْفِخُ النَّارَ عَنْهُ غَيْرَ الْوَزَغِ كَانَ يَنْفِخُ عَلَيْهِ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَتْلِهِ۔ (مسند احمد: ۲۵۲۸۹)

**فوائد:** ..... چھپکلی کی پھونک آتش نمرود میں کوئی اشتعال پیدا نہ کر سکتی تھی، اس سے اس کی بدی اور خبیث باطن کا اظہار ہو رہا ہے۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کو موزی اور فاسق جانور قرار دیا، لیکن انھوں نے نبی کریم ﷺ سے اس قسم کی حدیث نہیں سنی کہ جس میں آپ ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا ہو۔

(۶۵۰۵)۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِلْوَزَغِ: ((فَوَيْسِقُ)) وَكَمْ أَسْمَعُهُ أَمْرَ بِقَتْلِهِ۔ (مسند احمد: ۲۵۰۷۵)

**فوائد:** ..... چھپکلی کو قتل کرنے کی روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سمیت کئی صحابہ سے مروی ہے، ممکن ہے سیدہ کی مراد یہ ہو کہ انھوں نے بنفس نفیس نبی کریم ﷺ کو ایسے فرماتے ہوئے نہیں سنا۔

مولائے ابن عمر امام نافع سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”چھپکلی کو قتل کر دیا کرو، کیونکہ یہ ابراہیم علیہ السلام پر جلانی گئی آگ پر پھونک مارتی تھی۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خود بھی چھپکلیوں کو مار دیا کرتی تھیں۔

(۶۵۰۶)۔ عَنْ نَافِعِ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اقتُلُوا الْوَزَغَ فَإِنَّهُ كَانَ يَنْفِخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ النَّارَ)) قَالَ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقْتُلُهُنَّ۔ (مسند احمد: ۲۶۱۶۲)

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا بیان

(۶۵۰۷)۔ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أُمَّ شَرِيكٍ

(۶۵۰۵) تخريج: أخرجه البخاری: (۱۸۳۱، ۳۳۰۶، ۳۳۰۹، ۲۲۳۹) (انظر: ۲۴۵۶۸)

(۶۵۰۶) تخريج: حديث صحيح (انظر: ۲۵۶۴۳)

(۶۵۰۷) تخريج: أخرجه البخاری: (۳۳۰۹، ۳۳۰۹، ۲۲۳۷) (انظر: ۲۷۳۶۵)



أَخْبَرَنَاهُ أَنَّهَا اسْتَأْمَرَتِ النَّبِيَّ ﷺ قَتَلَ  
الْوَزَغَاتِ فَأَمَرَهَا بِقَتْلِ الْوَزَغَاتِ - (مسند  
احمد: ٢٧٩٠٩)

کرتی ہیں کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے چھپکیوں کو قتل  
کرنے کا حکم دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے انہیں چھپکیاں  
مارنے کا حکم دیا۔

**فوائد:**..... چھپکی زہریلا جانور ہے، اگر کسی کھانے پینے کی چیز میں گر جائے تو اسے زہریلا کر دیتا ہے، حتیٰ کہ  
موت کا سبب بھی بن سکتا ہے، لہذا اس کو مارنے کا حکم ہے۔

أَبْوَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْكِلَابِ وَاقْتِنَائِهَا  
كَتُونَ كَوَقْتِ كَرْنِ وَأَوْرَانِمْ پَالْنِ كَابِيَانِ  
بَابُ الْأَمْرِ بِقَتْلِهَا وَ سَبَبُ ذَلِكَ  
كَتُونَ كَوَقْتِ كَرْنِ كَءِ كَلْمِ أَوْرَاسِ كَءِ سَبَبِ كَابِيَانِ

(٦٥٠٨)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
قَالَتْ: وَأَعَدَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَبْرِيْلُ فِي  
سَاعَةٍ أَنْ يَأْتِيَهُ فِيهَا فَرَأَتْ عَلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهُ فِيهَا  
فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدَهُ بِالْبَابِ  
قَائِمًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي  
انْتَهَرْتُكَ لِمِيعَادِكَ۔ فَقَالَ: إِنَّ فِي الْبَيْتِ  
كَلْبًا وَلَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا  
صُورَةٌ)) وَكَانَ تَحْتَ سَرِيرِ عَائِشَةَ جِرْوُ  
كَلْبٍ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأُخْرِجَ ثُمَّ  
أَمَرَ بِالْكِلَابِ حِينَ أَصْبَحَ فَقَتَلَتْ۔ (مسند  
احمد: ٢٥٦١٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام نے رسول  
اللہ ﷺ سے ایک مقررہ وقت میں آنے کا وعدہ کیا، پھر  
انہوں نے تاخیر کر دی، جب رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تو  
جبریل علیہ السلام باہر دروازے پر کھڑے تھے، آپ ﷺ نے ان  
سے فرمایا: ”میں تو آپ کے وعدے کے مطابق آپ کا انتظار  
کرتا رہا، سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا: گھر میں ایک کتا ہے اور  
جس گھر میں کتا اور تصویر ہوں، ہم اس میں داخل نہیں ہوتے۔“  
دراصل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی چار پائی کے نیچے کتے کا ایک پلا  
تھا، آپ ﷺ نے اس کو باہر نکالنے کا حکم دیا، پس اس کو نکال  
دیا گیا، اور پھر صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے کتوں کو مار  
ڈالنے کا حکم دے دیا اور ان کو قتل کیا جانے لگا۔

**فوائد:**..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاں تصویر اور کتا ہو اس گھر میں فرشتے نہیں آتا، آج مسلمانوں کے  
گھروں میں ان دونوں چیزوں کی بھرمار ہے۔ حفاظت، شکار وغیرہ کی ضرورت کے تحت کتا رکھنا اس سے مستثنیٰ ہیں۔ شاید  
اسی وجہ سے آج گھروں سے برکت و رحمت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے، وگرنہ کاتب، محافظ  
اور موت کے فرشتے تو ہر گھر میں جاتے ہیں۔ تصویر سے مراد ذی روح چیز کی تصویر ہے، خواہ وہ آدمی کی ہو یا حیوان کی،

(٦٥٠٨) تخریج: أخرجه مسلم: ٢١٠٤ دون امر قتل الكلاب، وامره ﷺ بقتل الكلاب ورد من حدیث  
میمونة عند مسلم (انظر: ٢٥١٠٠)

قتل، جرائم اور خونوں کے احکام

اس سے وہ تصویریں مستثنیٰ ہیں، جو ناگزیر مقاصد کے لیے ہوں اور جن کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو، مثلاً پاسپورٹ، شناختی کارڈ، لائسنس وغیرہ کے لیے، لیکن بہتر یہ ہے کہ ان کو بھی محفوظ یا بند جگہ میں رکھا جائے اور آویزاں نہ کیا جائے۔

(۶۵۰۹)۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَا أَبَا رَافِعٍ! أَقْتُلْ كُلَّ كَلْبٍ بِالْمَدِينَةِ)) قَالَ: فَوَجَدْتُ نِسْوَةً مِنَ الْأَنْصَارِ بِالصُّورِ مِنَ الْبَقِيعِ لَهُنَّ كَلْبٌ فَقُلْنَ: يَا أَبَا رَافِعٍ! إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَغْرَى رِجَالَنَا وَإِنَّ هَذَا الْكَلْبَ يَمْنَعُنَا بَعْدَ اللَّهِ، وَاللَّهِ! مَا يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ أَنْ يَأْتِينَا حَتَّى تَقُومَ امْرَأَةٌ مِنَّا فَتَحُولُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَأَذْكَرُهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَهُ أَبُو رَافِعٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أَبَا رَافِعٍ! أَقْتُلْهُ فَإِنَّمَا يَمْنَعُهُنَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ)) (مسند احمد: ۲۴۳۶۷)

مولائے رسول سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو رافع! مدینہ کے ہر کتے کو مار ڈال۔“ وہ کہتے ہیں: میں نے بقیع کے قریب صورین جگہ میں چند انصاری عورتوں کو پایا، ان کے ساتھ ایک کتا تھا، انھوں نے کہا: اے ابو رافع! رسول اللہ ﷺ نے ہمارے مردوں کو جنگ میں بھیج رکھا ہے اور اللہ کے بعد اب یہ کتا ہماری حفاظت کرتا ہے، اللہ کی قسم! اس کتے کے خوف کی وجہ سے کوئی مرد ہم تک اس وقت تک آنے کی کوئی جرأت نہیں کرتا، جب تک ہم میں کوئی اٹھ کر اس کتے کو پیچھے نہ بٹھا دے، تم جاؤ اور نبی کریم ﷺ کو یہ ساری بات بتلاؤ، چنانچہ سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو ان کی بات بتلائی، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو رافع! تو اس کتے کو قتل کر دے، اللہ تعالیٰ خود ان خواتین کی حفاظت کرے گا۔“

(۶۵۱۰)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَقْتُلَ الْكِلَابَ فَخَرَجْتُ أَقْتُلُهَا، لَا أَرَى كَلْبًا إِلَّا قَتَلْتُهُ فَإِذَا كَلْبٌ يَدُورُ بَيْتٍ فَذَهَبْتُ لِأَقْتُلَهُ فَنَادَانِي إِنْسَانٌ مِنْ جَوْفِ الْبَيْتِ يَا عَبْدَ اللَّهِ! مَا تُرِيدُ أَنْ تَصْنَعَ؟ قُلْتُ: أُرِيدُ أَنْ أَقْتُلَ هَذَا الْكَلْبَ،

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، پس میں ان کو قتل کرنے کے لیے نکلا، جو کتا بھی مجھے نظر آتا، میں اسے قتل کر دیتا، ایک کتا ایک گھر کے گرد گھوم رہا تھا، جب میں اسے مارنے لگا تو گھر کے اندر سے ایک انسان نے مجھے آواز دی اور کہا: اواللہ کے بندے! تو کیا کرنا چاہتا ہے؟ میں نے کہا: میں

(۶۵۰۹) تخریج: اصل الحدیث صحیح لغيره بغير هذه السياقة كما سيأتي بالرقم الآتي، وهذا اسناد ضعيف، الفضل بن عبيد الله لم يدرك جده ابا رافع، والعباس بن ابي خداس من رجال "التعجيل"۔ أخرجه البزار: ۳۸۶۹، وابن ابي شيبة: ۴۰۵ / ۵، والحاكم: ۳۱۱ / ۲، والطبرانی في "الكبير": ۹۷۱ (انظر: ۲۳۸۶۵)

(۶۵۱۰) تخریج: اسنادہ صحیح ان ثبت سماع سالم بن عبد اللہ من ابي رافع۔ أخرجه الطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۴۶۶۸ (انظر: ۲۷۱۸۸)

اس کتے کو مارنا چاہتا ہوں، اس عورت نے کہا: میں اس جنگل بیاباں میں رہتی ہے، (جو کہ ضیاع و ہلاکت کا سبب ہے) اور یہ کتا درندوں کو مجھ سے دفع کرتا ہے اور اس کی وجہ سے آنے جانے والوں کی مجھے اطلاع ہو جاتی ہے، اس لیے تو نبی کریم ﷺ کے پاس جا اور میری یہ بات بتلا، پس میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور یہ بات بتلائی، لیکن آپ ﷺ نے مجھے اس کتے کو قتل کرنے کا ہی حکم دیا۔

سیدنا جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میرا گھر آبادی سے دور ہے اور میرا ایک کتا ہے جو اس کی رکھوالی کرتا ہے، آپ ﷺ نے چند دن کے لئے ان کو رخصت دی، لیکن پھر اس کتے کو بھی مارنے کا حکم دے دیا۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا (اور ہم نے کتے مارنے شروع کر دیے) یہاں تک کہ ہم نے دیہات سے آنے والی ایک عورت کا کتا بھی مار ڈالا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کشادہ آنکھوں والے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں موجود تھا، انھوں نے اپنے خطبے میں کتوں کو قتل کرنے

فَقَالَتْ: إِنِّي أَمْرَأَةٌ مَضِيعَةٌ وَإِنَّ هَذَا الْكَلْبَ يَطْرُدُ عَنِّي السَّبُعَ وَيُوذِّنُنِي بِالْجَائِنِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَذْكُرُ ذَلِكَ لَهُ، قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَأَمَرَنِي بِقَتْلِهِ۔

(مسند احمد: ۲۷۷۳۰)

(۶۵۱۱)۔ عَنْ جَابِرِ الْأَنْصَارِيِّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِكَلَابِ الْمَدِينَةِ أَنْ تُقْتَلَ فَحَاءَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَقَالَ: إِنَّ مَنَزِلِي شَاسِعٌ وَلِي كَلْبٌ فَرَخَّصَ لَهُ أَيَّامًا ثُمَّ أَمَرَ بِقَتْلِ كَلْبِهِ۔ (مسند احمد: ۱۴۵۴۸)

(۶۵۱۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتَّى قَتَلْنَا كَلْبَ امْرَأَةٍ جَاءَتْ مِنَ الْبَادِيَةِ۔ (مسند احمد: ۴۷۴۴)

(۶۵۱۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ الْعَيْنِ۔ (مسند احمد: ۲۵۲۹۵)

(۶۵۱۴)۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: شَهِدْتُ عُثْمَانَ يَأْمُرُ فِي خُطْبَتِهِ بِقَتْلِ الْكِلَابِ

(۶۵۱۱) اسنادہ ضعیف لضعف عیسی بن جاریہ۔ أخرجه ابويعلى: ۱۸۰۴، ۱۸۸۶ (انظر: ۱۴۴۹۴)

(۶۵۱۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۵۷۰، ۱۵۷۱ (انظر: )

(۶۵۱۳) تخريج: صحيح لغيره دون قوله "العين"، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، ابراهيم بن يزيد النخعي لم يسمع من عائشة، والمغيرة ابن مقسم ضعيف في روايته عن ابراهيم النخعي (انظر: ۲۴۷۸۵)

(۶۵۱۴) اسنادہ ضعیف، مبارك بن فضالة ضعفه النسائي۔ أخرجه عبد الرزاق: ۱۹۷۳۳ (انظر: ۵۲۱)

وَذَبِحَ الْحَمَامِ - (مسند احمد: ۵۲۱) اور کبوتروں کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔

**فوائد:**..... اس باب میں کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، مزید تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے۔

بَابُ الرُّحْصَةِ فِي عَدَمِ قَتْلِ الْكِلَابِ إِلَّا الْأَسْوَدَ الْبَيْهِيمَ  
کالے سیاہ کتے کے علاوہ باقی کتوں کو قتل نہ کرنے کی رخصت کا بیان

(۶۵۱۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتَّىٰ إِنَّمَا الْمَرْأَةُ تَقْدُمُ مِنَ الْبَادِيَةِ بِكَلْبِهَا فَتَقْتُلُهُ ثُمَّ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ قَتْلِهَا وَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ الْبَيْهِيمِ ذِي النُّقْطَتَيْنِ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ)) (مسند احمد: ۱۴۶۲۹)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں کتے مارنے کا حکم دیا اور (پھر ہم نے کتوں کا قتل کیا) یہاں تک کہ ہم دیہات سے آنے والی عورت کے کتے بھی قتل کر دیتے، لیکن بعد میں نبی کریم ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا: ”آنکھوں پر سفید رنگ کے دو نقطوں والے سیاہ رنگ کے کتے کو مار دو، کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

(۶۵۱۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ لَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا، فَأَقْتُلُوا مِنْهَا كُلَّ أَسْوَدٍ بَيْهِيمٍ)) (مسند احمد: ۲۰۸۲۱)

سیدنا عبد اللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کتے بھی مختلف امتوں میں سے ایک امت نہ ہوتے تو میں ان کو مکمل طور پر قتل کرنے کا حکم دے دیتا، اب تم ان میں سے ہر سیاہ کالے کو قتل کر دیا کرو۔“

**فوائد:**..... نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سے ہر ایک کو پیدا کرنے میں کوئی نہ کوئی حکمت اور مصلحت رکھی ہوتی ہے، اس لئے اس کی مخلوق میں سے ایک تو م کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا مناسب نہیں، تاہم ان میں سے شریعت کے کتے جو کالی سیاہ رنگت والے ہیں انہیں مار دو، باقیوں کو قتل نہ کرو۔

(۶۵۱۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ الْبَيْهِيمُ شَيْطَانٌ)) (مسند احمد: ۲۰۷۵۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کالا سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔“

**فوائد:**..... کالے سیاہ کتے کو شیطان قرار دینے کا مقصد یہ ہے کہ اس کا ضرر دوسرے کتوں سے زیادہ ہوتا ہے، مجازی طور پر اس کو شیطان کہا گیا ہے، ویسے بھی عربوں کے کلام میں ہر سرکش کو شیطان کہہ دیتے ہیں۔ جیسے برے اور

(۶۵۱۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۷۲ (انظر: ۱۴۵۷۵)

(۶۵۱۶) تخریج: حسن۔ أخرجه ابوداود: ۲۸۴۵، والترمذی: ۱۴۸۶، والنسائی: ۷/ ۱۸۵، وابن ماجه:

۳۲۰۵ (انظر: ۲۰۵۴۷)

(۶۵۱۷) تخریج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطبرانی في "الوسط" (انظر: ۲۵۲۴۳)

شرارتی انسان کو شیطان کہہ دیا جاتا ہے، اسی طرح ڈراؤنے اور موذی کتے کو بھی شیطان کہا گیا ہے، شیطان کسی کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ وصف ہے، جس میں بھی پایا جائے گا، اس کو شیطان کہیں گے۔

(۶۵۱۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْقَلٍ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا لَكُمْ وَالْكِلَابِ)) ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّبِيدِ وَالْغَنَمِ۔ (مسند احمد: ۲۰۸۴۰)

سیدنا عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو مار دینے کا حکم دیا اور پھر فرمایا: ”تمہارا کتوں کے ساتھ کیا تعلق ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے شکاری کتے اور بکریوں کی حفاظت کرنے والے کتوں کی اجازت دے دی۔

**فوائد:** ..... اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ کتوں کو قتل کرنے کا عام حکم منسوخ ہو چکا ہے، البتہ کالے سیاہ کتے کو قتل کرنے کا حکم باقی ہے، رہا مسئلہ کہ گھر کے اندر کتا رکھا جاسکتا ہے یا نہیں، اس کی تفصیل اگلے باب میں آرہی ہے۔

### بَابُ مَا يَجُوزُ اقْتِنَاؤُهُ مِنَ الْكِلَابِ بَعْدَ الرُّخْصَةِ وَمَا لَا يَجُوزُ

اس چیز کا بیان کہ اس رخصت کے بعد کون سے کتے پالنا جائز ہیں اور کون سے ناجائز

(۶۵۱۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: سَيِّدُنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَيِّدُنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطًا، إِلَّا كَلْبَ حَرْبٍ أَوْ مَاشِيَةٍ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کتا پالا، روزانہ اس کے عمل میں سے ایک قیراط کی کمی ہو جاتی ہے، لہذا یہ کہ وہ کتا کھیتی اور مویشیوں کی حفاظت کے لئے ہو۔“ (مسند احمد: ۱۰۱۱۹)

**فوائد:** ..... کھیتی اور جانوروں کی حفاظت کے لئے اور شکار کرنے کی خاطر کتا رکھا جاسکتا ہے، اسی طرح اشد ضرورت کی بنا پر گھر کی رکھوالی کے لئے بھی اس کی اجازت ہو سکتی ہے، جس نے مذکورہ صورتوں کے علاوہ کتا رکھا تو وہ شخص خسارے میں ہے، اس کے نیک اعمال سے روزانہ ایک قیراط وزن کم کر دیا جائے گا۔ اگلی حدیث میں دو قیراط کا ذکر ہے۔

قیراط کا اطلاق دو طرح کے وزن پر ہوتا ہے:

- (۱) معمولی وزن پر اور وہ اس طرح کہ ایک دینار بیس قیراط کا ہوتا ہے اور دینار ساڑھے چار ماشے (یعنی: ۳.۳۷۳ گرام) کا ہوتا ہے، گویا ایک قیراط کا وزن تقریباً (۲۲۰) ملی گرام بنتا ہے۔
  - (۲) غیر معمولی وزن پر، رسول اللہ ﷺ نے مخصوص احادیث میں قیراط کو احد پہاڑ کے برابر قرار دیا ہے۔
- اب سوال یہ ہے کہ اس باب کی احادیث میں قیراط سے مراد کیا ہے؟ تو اس کی بابت اہل علم کی آراء مختلف ہیں، بعض نے معمولی وزن مراد لیا اور بعض نے غیر معمولی۔

(۶۵۱۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۸۰، ۱۵۷۳ (انظر: ۲۰۵۶۶)

(۶۵۱۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۷۵ (انظر: ۱۰۱۱۵)



درج ذیل دو نکات کی وجہ سے اس مقام پر مطلق قیراط کو معمولی مراد لینا چاہیے:

(۱) اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور رحمت و مغفرت بڑی وسیع ہے، بلکہ اس کے غصے اور سزا سے زیادہ ہے، اس لیے اس کا تقاضا یہ ہے کہ کم نیکیاں کاٹی جائیں۔

(۲) شریعتِ مطہرہ کا مزاج نرمی ہے، نہ سختی اور نرمی معمولی قیراط مراد لینے میں ہے۔

(۶۵۲۰)۔ عَنْ نَافِعِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ اتَّخَذَ (أَوْ قَالَ: إِفْتَنَى كَلْبًا) لَيْسَ بِضَارٍ وَلَا كَلَبَ مَاثِيَةٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قَبْرَاطَانَ)) فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ أَبَاهُ رِيْرَةَ يَقُولُ: أَوْ كَلَبَ حَرْثٍ، فَقَالَ: أُنْسَى لِأَبِي هُرَيْرَةَ حَرْثٌ. (مسند احمد: ۴۴۷۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایسا کتا پالا، جو نہ شکاری ہو اور نہ مویشیوں کی حفاظت کرنے والا، تو ہر روز اس کے اجر سے دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔“ جب ان سے کہا گیا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما تو کھیتی والے کتے کا بھی ذکر کرتے ہیں، تو انھوں نے کہا: ابو ہریرہ کی کھیتی کہاں سے آگئی۔

(۶۵۲۱)۔ عَنْ أَبِي الْحَكَمِ الْبَجَلِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ اتَّخَذَ كَلْبًا غَيْرَ كَلَبِ زَرْعٍ أَوْ صَيْدٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قَبْرَاطًا)) فَقُلْتُ لِأَبْنِ عُمَرَ: إِنْ كَانَ فِي دَارٍ وَأَنَا لَهُ كَارِهِ؟ قَالَ: هُوَ عَلَى رَبِّ الدَّارِ الَّذِي يَمْلِكُهَا. (مسند احمد: ۴۸۱۳)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کھیتی، مویشیوں کی حفاظت اور شکار کے مقصد کے علاوہ کتا پالا تو اس کے اعمال میں سے روزانہ ایک قیراط کا نقصان ہوگا۔“ ابو الحکم کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: اگر وہ کتا کسی گھر میں ہو، اور میں اسے ناپسند کروں؟ انھوں نے کہا: یہ وعید گھر کے مالک کے لیے ہے۔

(۶۵۲۲)۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ ثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اتَّخَذَ كَلْبًا لَيْسَ بِكَلَبِ زَرْعٍ وَلَا صَيْدٍ وَلَا مَاثِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قَبْرَاطًا)) قَالَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایسا کتا پالا، جو کھیتی، شکار اور مویشیوں کیلئے نہ ہو تو اس کے اجر سے روزانہ ایک قیراط کم ہوتا ہے۔“ سلیم راوی کہتا ہے: میرا خیال ہے کہ انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ قیراط احد پہاڑ کی مانند ہوتا ہے۔

(۶۵۲۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۷۴ (انظر: ۴۴۷۹)

(۶۵۲۱) تخریج: انظر الحديث السابق

(۶۵۲۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۷۵ (انظر: ۸۵۴۷)

سَلِيمٌ: وَأَحْسَبُهُ قَدْ قَالَ: وَالْقَيْرَاطُ مِثْلُ

أَحُدٍ۔ (مسند احمد: ۸۵۲۸)

**فوائد:** ..... قیراط کو احد پہاڑ کی مانند قرار دینا، یہ راوی کو شبہ ہوا ہے، دراصل جنازے میں شرکت کرنے والے

کے ثواب کے لیے جس قیراط کا ذکر کیا گیا، وہ احد پہاڑ کی مانند ہے۔

سلیم بن حیان راوی کے یہ الفاظ صحیح مسلم میں نہیں ہیں۔

سیدنا سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہما، جو شنوءہ قبیلے سے تعلق رکھنے والے صحابی تھے، سے مروی ہے کہ انھوں نے مسجد کے دروازے کے پاس یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایسا کتا رکھا جو اسے کھیتی اور جانوروں سے کفایت نہیں کرتا تو اس کے عمل میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہوگا۔“ کسی نے کہا: کیا تم نے خود یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: جی بالکل، اس مسجد کے رب کی قسم ہے۔

(۶۵۲۳)۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ شَنْوَاءَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُحَدِّثُ نَاسًا مَعَهُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قَيْرَاطًا)) قَالَتْ: أَنْتَ سَمِعْتِ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: إِي وَرَبِّ هَذَا

الْمَسْجِدِ۔ (مسند احمد: ۲۲۲۶۳)

**فوائد:** ..... اس باب کی پہلی حدیث کی شرح میں تمام احادیث کا خلاصہ بیان کیا جا چکا ہے، کسی بڑے مقصد

کے بغیر کتے کو پالنا باعثِ خسارہ ہے۔ جو لوگ گھروں کی رکھوالی کے لیے کتا پالنے کا اہتمام کرتے ہیں، ان کو بار بار غور کرنا چاہیے کہ کیا وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے معذور ثابت کر سکیں گے۔

بَابُ عَدَمِ دُخُولِ الْمَلَائِكَةِ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ أَوْ صُورَةٌ

جس گھر میں کتا یا تصویر ہو، اس میں فرشتوں کے داخل نہ ہونے کا بیان

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک صبح کو یوں لگ رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ کی طبیعت بوجھل ہے، کسی نے آپ ﷺ سے دریافت کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آج آپ کی طبیعت بوجھل کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

(۶۵۲۴)۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَائِرًا فَقِيلَ لَهُ: مَا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! أَصْبَحْتَ خَائِرًا؟ قَالَ: ((وَعَدَنِي جِبْرِيلُ أَنْ يَلْقَانِي

(۶۵۲۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۲۳، ومسلم: ۱۵۷۶ (انظر: ۲۱۹۱۸)

(۶۵۲۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۱۰۵ (انظر: ۲۶۸۰۰)

”دراصل جبریل علیہ السلام نے مجھے ملنے کا وعدہ کیا تھا، اب نہ وہ مجھے ملے ہیں اور نہ انھوں نے کبھی وعدہ خلافی کی ہے۔“ بہر حال جبریل علیہ السلام اس رات کونہ آئے اور اگلی دو راتوں کو بھی تشریف نہ لائے، پھر آپ ﷺ نے کتے کے ایک پلے کو اس کا سبب قرار دیا، وہ ہماری ایک چارپائی کے نیچے پڑا تھا، پھر آپ ﷺ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا اور پانی لے کر اس جگہ پر چھڑکا، اتنے میں جبریل علیہ السلام آگئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”آپ نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا، لیکن پھر آئے نہیں؟“ انھوں نے کہا: جی ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں کتا اور تصویر ہو۔ اس دن سے آپ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا، (اور اس معاملے میں اتنی سختی برتی گئی کہ) جب چھوٹے باغ کے کتے کے بارے میں اجازت طلب کی جاتی تو آپ ﷺ اس کو بھی قتل کرنے کا حکم دیتے۔

**فوائد:**..... ”تضد“ ایسی چارپائی کو کہتے ہیں، جس پر تہہ بہ تہہ کپڑے رکھے گئے ہوں۔

صحیح مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے چھوٹے باغ کے کتے کو قتل کرنے کا حکم دیتے اور بڑے باغ کے کتے کو چھوڑ دیتے۔ بڑے اور چھوٹے باغ کا فرق اس لیے ہے کہ چھوٹے باغ کی حفاظت اتنی مشکل نہیں۔ ہاں بڑے باغ کو سب اطراف سے محفوظ کرنا کتے کی مدد سے آسان ہے۔ (عبداللہ رفیق)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ پر غمگین ہونے کے آثار دیکھے اور پوچھا کہ آپ ﷺ کو کیا ہو گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تین دنوں سے جبریل علیہ السلام میرے پاس نہیں آئے ہیں۔“ جب دیکھا گیا تو کتے کا ایک بچہ آپ ﷺ کے گھر میں پایا گیا، آپ ﷺ نے اسے مارنے کا حکم دیا، اتنے میں جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے سامنے آگئے، جب آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تو خوشی میں ان کی جانب لپکے اور فرمایا: ”آپ

فَلَمْ يَلْقِنِي، وَمَا أَخْلَفْنِي-) فَلَمْ يَأْتِهِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَلَا الثَّانِيَةَ وَلَا الثَّلَاثَةَ، ثُمَّ أَتَهُمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَرَوْهُ كَلْبٌ كَانَ تَحْتَ نَضْدِنَا فَأَمَرِيهِ فَأَخْرَجَ ثُمَّ أَخَذَ مَاءً فَرَشَّ مَكَانَهُ فَجَاءَ جِبْرِيلُ فَقَالَ: ((وَعَدْتَنِي فَلَمْ أُرْكَ-)) قَالَ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ، فَأَمَرَ يَوْمَئِذٍ بِقَتْلِ الْكِلَابِ، قَالَ: حَتَّى كَانَ يُسْتَأْذَنُ فِي كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِيرِ فَيَأْمُرُ بِهِ أَنْ يُقْتَلَ- (مسند احمد: 217326)

(6525)۔ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ الْكَأَبَةُ فَسَأَلْتُهُ مَا لَهُ؟ فَقَالَ: ((لَمْ يَأْتِنِي جِبْرِيلُ مِنْذُ ثَلَاثٍ-)) قَالَ: فَيَاذَا جَرَوْهُ كَلْبٌ بَيْنَ بَيْتَيْهِ فَأَمَرِيهِ فَقَتَلَ فَبَدَأَهُ جِبْرِيلُ فَبَهَشَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ رَأَاهُ فَقَالَ: ((لَمْ تَأْتِنِي؟)) فَقَالَ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيرٌ- (مسند احمد: 21115)

میرے پاس تشریف نہیں لائے؟“ انہوں نے کہا: جس گھر میں کتا اور تصاویر ہوں، ہم اس میں داخل نہیں ہوتے۔“

سیدنا بریدہ السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام، نبی کریم ﷺ سے کچھ دیر رکے رہے، پھر جب وہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کس چیز نے آپ کو روک رکھا؟“ انہوں نے کہا: ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوا کرتے جس میں کتا ہو۔

**فوائد:**..... جو لوگ نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب قرار دیتے ہیں، معلوم نہیں وہ ان صورتوں کا کیا جواب دیں گے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس گھر میں کتا یا تصویر ہو، اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“

سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر اور کتا ہو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے گھر تشریف لے جاتے تھے، اور اس کے گھر سے پہلے کچھ اور لوگوں کا گھر بھی پڑتا تھا، یہ بات اس گھر والوں پر بڑی گراں گزری اور انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بڑا تعجب ہے کہ آپ فلاں کے گھر تو جاتے ہیں اور ہمارے گھر تشریف نہیں لاتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے گھر میں کتا ہے۔“ دراصل ان کے گھر میں بلی تھی، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”بلی بھی تو ایک درندہ ہے۔“

(۶۵۲۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: إِحْتَبَسَ جَبْرِيلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَ: ((مَا أَحْبَبَّكَ؟)) قَالَ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ. (مسند احمد: ۲۳۳۷۵)

**فوائد:**..... جو لوگ نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب قرار دیتے ہیں، معلوم نہیں وہ ان صورتوں کا کیا جواب دیں گے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس گھر میں کتا یا تصویر ہو، اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“

(۶۵۲۷)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ.)) (مسند احمد: ۸۱۵)

(۶۵۲۸)۔ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ.)) (مسند احمد: ۱۶۴۶۶)

(۶۵۲۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِي دَارَ قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَدُونَهُمْ دَارٌ، قَالَ: فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! سُبْحَانَ اللَّهِ تَأْتِي دَارَ فُلَانٍ وَلَا تَأْتِي دَارَنَا، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَإِنَّ فِي دَارِكُمْ كَلْبًا.)) قَالُوا: فَإِنَّ فِي دَارِهِمْ سِنُورًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ السِّنُورَ سَبْعٌ.)) (مسند احمد: ۸۳۲۴)

(۶۵۲۶) صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ابی شیبہ: ۵/ ۴۱۰، و ابو یعلیٰ فی "مسندہ الکبیر": ۷۳۲۲ (انظر: ۲۲۹۸۷) (۶۵۲۷) تخریج: حدیث حسن لغیرہ۔ أخرجه ابو داود: ۲۲۷، ۴۱۵۲، والنسائی: ۱/ ۱۴۱، وابن ماجه: ۳۶۵۰ (انظر: ۸۱۵)

(۶۵۲۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۱۰۶ (انظر: ۱۶۳۵۳)

(۶۵۲۹) تخریج: استاده ضعیف لضعف عیسیٰ بن المسیب۔ أخرجه الحاکم: ۱/ ۱۸۳، والدارقطنی: ۱/ ۶۳، والبیہقی: ۱/ ۲۴۹ (انظر: ۸۳۴۲)

**فوائد:** ..... کاٹنے والے درندے کو بھی ”کَلْب“ کہا جاتا ہے، اس لیے لمبی پر ”کَلْب“ کے لفظ کا اطلاق کیا گیا۔ لمبی حرام ہے، لیکن پاک ہے اور اس کا جوٹھا بھی پاک ہے، اس کو گھروں میں رکھنا جائز ہے۔ کتے کا معاملہ تو واضح ہے، پچھلے باب میں چار قسم کے کتوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، ان کے علاوہ ہر کتا فرشتوں کے دخول کو مانع ہوگا۔ تصویر سے مراد ذی روح چیز کی تصویر ہے، خواہ وہ آدمی کی ہو یا حیوان کی، مجسم ہو یا نقش و نگار کی صورت میں ہو، کپڑے پر بنائی گئی ہو یا وہ شمشی تصویر ہو، یہ سب اقسام حرام ہیں، لیکن اس سے وہ تصویریں مستثنیٰ ہیں، جو ناگزیر مقاصد کے لیے ہوں اور جن کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو، مثلاً پاسپورٹ، شناختی کارڈ، لائسنس وغیرہ کے لیے، لیکن بہتر یہ ہے کہ ان کو بھی محفوظ یا بند جگہ میں رکھا جائے اور آویزاں نہ کیا جائے۔ جو فرشتے کتے اور تصویر کی وجہ سے گھروں میں نہیں آتے، ان سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں۔ اعمال لکھنے والے، موت والے اور حفاظت کرنے والے فرشتے انسان کے ساتھ ہی رہتے ہیں۔

### بَابُ مَا لَا يَجُوزُ قَتْلُهُ مِنَ الْحَيَوَانَ

ان حیوانات کا بیان، جن کا قتل کرنا جائز نہیں ہے

(۶۵۳۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَيِّدَنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنْ رِوَايَةٍ هِيَ أَنَّ نَبِيَّ كَرِيمٍ ﷺ نَهَى عَنْ قَتْلِ أَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِّ وَالنَّمَلَةِ وَالنَّحْلَةِ وَالْهَذْهَدِ وَالصُّرَدِ۔ (مسند احمد: ۳۰۶۶) مکھی، ہد ہد اور مولہ۔

**فوائد:** ..... ”صُرَد“ (مولہ) ایک پرندہ ہے، جو کیڑوں کو کھاتا اور چڑیا کا شکار کرتا ہے، اس کو لٹورا بھی کہتے ہیں۔ چیونٹی اور شہد کی مکھی کا قتل بلا مقصد ہوگا، اس لیے ان کو قتل کرنے سے منع کر دیا گیا، جب یہ نقصان پہنچا رہی ہوں تو ان کے نقصان سے بچنے کے لیے ان کو قتل کرنا جائز ہوگا، اس معاملے میں چیونٹی کے بارے میں واضح نص موجود ہے۔ رہا مسئلہ ہد ہد اور مولہ کا، تو یاد رہے کہ جب کسی حیوان کو قتل کرنے سے روک دیا جائے اور یہ اس کی حرمت اور ضرر کی بنا پر نہ ہو تو اس حکم کی وجہ اس جانور کا حرام ہونا ہے۔

(۶۵۳۱)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ: ذَكَرَ طَبِيبٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ دَوَاءً أَوْ دَوَّارَةً وَذَكَرَ فِيهِ الضَّفَدَعُ يُجْعَلُ فِيهِ، فَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ الضَّفَدَعِ۔ (مسند احمد: ۱۰۸۴۹)

سیدنا عبد الرحمن بن عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایسی دوا کا ذکر کیا، جس میں وہ مینڈک ملا تھا، لیکن آپ ﷺ نے مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

**فوائد:** ..... مینڈک کے متعلق شرعی حکم یہ ہے کہ یہ حرام ہے، کیونکہ بوقتِ ضرورت بھی رسول اللہ ﷺ نے

(۶۵۳۰) اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابو داود: ۵۲۶۷، وابن ماجه: ۳۲۲۴ (انظر: ۳۰۶۶)

(۶۵۳۱) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۳۸۷۱، ۵۲۶۹، والنسائی: ۷/ ۲۱۰ (انظر: ۱۰۷۵۷)



اس کے استعمال کی اجازت نہیں دی، آپ ﷺ کا اجازت نہ دینا ہی اس کی حرمت کی دلیل ہے۔ مینڈک اگر چہ آبی جانور ہے، لیکن یہ پانی سے باہر بھی زندہ رہ سکتا ہے، بلکہ عرصہ دراز تک باہر پھرتا رہتا ہے، لہذا اس کو آبی جانوروں والا حکم نہیں دیا جاسکتا۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ قَتْلِ الْحَيَوَانَ أَوْ الْإِنْسَانَ صَبْرًا أَوْ بِشَيْءٍ فِيهِ تَعْدِيبٌ وَعَنِ التَّمْثِيلِ بِهِ  
حيوان یا انسان کو باندھ کر قتل کرنے یا اذیت والی چیز سے قتل کرنے اور پھر انسان کا مثلہ کرنے سے  
ممانعت کا بیان

اس باب سے متعلقہ احادیث کا خلاصہ یہ ہیں:

- (۱)۔ حلال جانور کو کسی مقصد کی خاطر ذبح کیا جائے، نشانہ بازی کے لیے بے جان چیزوں کا استعمال کیا جائے۔
- (۲)۔ جن حلال جانوروں کو پکڑنا ممکن ہے، ان کو پکڑ کر اسلامی طریقے کے مطابق ذبح یا نحر کیا جائے، مثلاً بکری، گائے، اونٹ، مرغی وغیرہ۔
- (۳)۔ وہ جانور جو عام طور پر شکار کیے جاتے ہیں اور آج کل ان کو بندوق وغیرہ سے مارا جاتا ہے، اگر وہ پکڑے ہوئے ہوں تو ان کو بھی ذبح کیا جائے، مثلاً نیل گائے، خرگوش اور پرندے وغیرہ۔
- (۴)۔ جن جانوروں کو آسانی نہ پکڑا جاسکتا ہو، ان کو کتے، بندوق، تلوار اور تیر وغیرہ کے ذریعے شکار کیا جاسکتا ہے، لیکن اگر وہ صرف زخمی ہو سکیں تو شکاری کو چاہیے کہ حسب استطاعت ان کو جلدی پکڑ کر ذبح کرے، اگر پکڑنا مشکل ہو تو دوسرا فارغ کر دیا جائے۔ شکار کے احکام کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔
- (۵)۔ ذبح کے لیے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے، جس میں جانور کے لیے تکلیف کم سے کم ہو۔
- (۶)۔ کسی حلال چیز کا ذبح مکمل کرنے سے پہلے اس کا کوئی عضو نہ کاٹا جائے۔
- (۷)۔ جانور کے سامنے اس انداز میں چھری تیز نہ کی جائے کہ اسے یہ احساس ہو جائے کہ یہ کاروائی اس کے لیے کی جا رہی ہے، مثلاً جانور کو لٹا کر اس کے سامنے چھری تیز کرنا۔
- (۸)۔ شریعت نے جن حرام جانور کو مارنے کا حکم دیا، ان کو مارنے کے لیے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے، جس سے ان کو زیادہ تکلیف اور اذیت نہ ہو۔

(۶۵۳۲)۔ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلَى يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَغُلَامٌ مِنْ بَنِيهِ رَابِطٌ دَجَاجَةٌ يَزِمُهَا، فَمَشَى إِلَى الدَّجَاجَةِ فَحَلَّهَا ثُمَّ أَقْبَلَ بِهَا

سعید بن عمرو کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، یحییٰ بن سعید کے پاس گئے اور ان کا ایک بیٹا مرغی کو باندھ کر اس کو نشانہ بنا رہا تھا، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جا کر مرغی کھول دی اور مرغی اور اس لڑکے کو سامنے لا کر یحییٰ سے کہا: اپنے اس لڑکے کو منع کرو

کہ یہ اس پرندے کو باندھ کر قتل کا نشانہ نہ بنائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جانور کو باندھ کر قتل کرنے سے منع فرمایا ہے، اگر تم اس کو ذبح کرنا چاہتے ہو تو ذبح کے طریقے کے مطابق ذبح کر لو۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی، جو اس چیز پر نشانہ بازی کرتا ہے، جس میں روح ہو۔

سیدنا شریذ بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی چڑیا کو بے مقصد قتل کر دیا تو وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چلا کر کہے گی: بیشک فلاں آدمی نے مجھے کسی مقصد کے بغیر قتل کر دیا اور اس نے مجھے کسی منفعت کے لیے قتل نہیں کیا۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قتل کرتے وقت سب سے زیادہ رحم کرنے والے اہل ایمان ہوتے ہیں۔“

**فوائد:**..... معلوم ہوا کہ ہمیں ذبح کرنے کے لیے ایسا انداز اختیار کرنا چاہیے، جس میں جانور کے لیے تکلیف کم سے کم ہو۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی ذی روح چیز کا مثلہ کیا اور پھر تو بہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا مثلہ کرے گا۔“

وَيَا غُلَامَ وَقَالَ لِيْحِي: اَزْجُرُوا غُلَامَكُمْ هَذَا مِنْ أَنْ يَصْبِرَ هَذَا الطَّيْرَ عَلَى الْقَتْلِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى أَنْ تُصْبَرَ بِهِيْمَةٌ أَوْ غَيْرَهَا لِقَتْلِ، وَإِذَا أَرَدْتُمْ ذَبْحَهَا فَادْبَحُوهَا۔ (مسند احمد: ۵۶۸۲)

(۶۵۳۳)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ مَنْ اتَّخَذَ شِبْثًا فِيهِ الرُّوحَ غَرَضًا۔ (مسند احمد: ۵۵۸۷)

(۶۵۳۴)۔ عَنِ الشَّرِيدِ بْنِ سُؤَيْدِ الثَّقَفِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا عَبَثًا، عَجَّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْهُ يَقُولُ: إِنَّ فُلَانًا قَتَلَنِي عَبَثًا وَلَمْ يَقْتُلْنِي لِمَنْفَعَةٍ)) (مسند احمد: ۱۹۶۹۹)

(۶۵۳۵)۔ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((أَعْفُ) وَفِي لَفْظٍ: إِنَّ أَعْفُ) النَّاسِ قِتْلَةَ أَهْلِ الْإِيمَانِ)) (مسند احمد: ۳۷۲۸)

(۶۵۳۶)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ مَثَلَ بِذِي رُوحٍ ثُمَّ لَمْ يَتَّبِ مَثَلُ اللَّهِ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ۵۶۶۱)

(۶۵۳۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۹۵۸ (انظر: ۵۵۸۷)

(۶۵۳۴) اسنادہ ضعیف لجهالة صالح بن دينار الجعفی۔ أخرجه النسائی: ۲۳۹/۷ (انظر: ۱۹۴۷۰)

(۶۵۳۵) تخريج: حدیث حسن۔ أخرجه ابوداود: ۲۶۶۶، وابن ماجه: ۲۶۸۲ (انظر: ۳۷۲۸)

(۶۵۳۶) تخريج: حدیث صحیح۔ أخرجه الطبرانی فی "الاوسط" (انظر: ۵۶۶۱)

**فوائد:** ..... حیوان کا مثلہ کرنے کی صورت یہ ہے کہ اس کو ذبح کرنے سے پہلے اس کے اعضا کاٹ لیے جائیں، شریعت مطہرہ کا قانون ہے کہ زندہ جانور کا جو حصہ کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے، وہ حرام ہوگا۔

ابواحوص اپنے باپ سیدنا مالک بن نھله رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے مجھے اوپر سے نیچے تک بغور دیکھا اور فرمایا: ”تم اونٹوں کے مالک ہو یا بکریوں کے؟“ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال سے نواز رکھا ہے، بہت زیادہ اور عمدہ مال دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جانور پوری آنکھوں اور کانوں والے بچے جنم دیتے ہیں اور تم لوگ ان کے کان وغیرہ کاٹ دیتے ہیں اور پھر ان کو کان کٹے کا نام دے دیتے ہو اور یہ کہنا شروع کر دیتے ہو کہ یہ اللہ کا بچہ ہے، پس اللہ تعالیٰ کا بازو بہت طاقتور ہے اور اس کا استرا بہت تیز دھار ہے، اگر اس نے تجھے کان کٹا جانور دینا چاہا تو وہ دے دے گا۔“ میں نے کہا: آپ ﷺ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اور صلہ رحمی کی طرف۔“ الحدیث

(۶۵۳۷)۔ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَصَعَّدَ فِي النَّظَرِ وَضَوَّبَ وَقَالَ: ((أَرَبُ إِبِلٍ أَنْتَ أَوْ رَبُّ غَنَمٍ؟)) قَالَ: مِنْ كُلِّ قَدْ أَتَانِي اللَّهُ فَأَكْتَرَّ وَأَطْيَبَ، قَالَ: ((فَتُنَجِّهَهَا وَافِيَةً أَعْيُنُهَا وَآذَانُهَا فَتَجِدُ هَذِهِ فَتَقُولُ صَرْمَاءَ) ثُمَّ تَكَلَّمَ سُفْيَانَ بِكَلِمَةٍ لَمْ أَفْهَمَهَا) وَتَقُولُ بِحَجِيرَةٍ اللَّهُ فَسَاعِدُ اللَّهُ أَشَدُّ، وَمُوسَاءَ أَحَدٌ، وَلَوْ شَاءَ أَنْ يَأْتِيكَ بِهَا صَرْمَاءَ آتَاكَ)) قُلْتُ: إِلَى مَا تَدْعُو؟ قَالَ: ((إِلَى اللَّهِ وَإِلَى الرَّحِمِ)) الحدیث۔ (مسند احمد: ۱۷۳۶۰)

**فوائد:** ..... کان کاٹ کر چھوڑی ہوئی اونٹنی کو ”بحجیرہ“ کہتے ہیں۔

سیدنا یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ، زیاد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اسی اثناء میں ایک آدمی کو لایا گیا، اس نے گواہی دی اور اپنی گواہی کو بدل دیا، زیاد نے کہا: میں تیری زبان کاٹ دوں گا، لیکن سیدنا یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے فرمایا کہ میرے بندوں کا مثلہ نہ کیا کرو۔“ یہ

(۶۵۳۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَفْصِ بْنِ يَعْلَى بْنِ مِرَّةٍ أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ زِيَادِ جَالِسًا فَأَتَى بِرَجُلٍ شَهِدَ فَنَغَرَ شَهَادَتَهُ، فَقَالَ: لَأَقْطَعَنَّ لِسَانَكَ، فَقَالَ لَهُ يَعْلَى: أَلَا أَحَدَيْتُكَ حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ:

(۶۵۳۷) تخريج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه النسائي: ۷ / ۱۱ (انظر: ۱۷۲۲۸)

(۶۵۳۸) تخريج: اسنادہ ضعیف لجهالة عبد الله بن حفص، ثم ان عطاء كان قد اختلط بآخره، ورواية محمد بن فضيل عنه بعد الاختلاط۔ أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۲۲ / ۶۹۸، ورواه ابن أبي شيبة: ۹ /

لا تُمَيَّلُوا بِعِبَادِي..)) قَالَ: فَتَرَكَهُ. (مسند احمد: ۱۷۷۰۰)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا کہ کسی جانور کو باندھ کر قتل کیا جائے۔

(۶۵۳۹)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُقْتَلَ شَيْءٌ مِنَ الدَّوَابِّ صَبْرًا. (مسند احمد: ۱۴۷۰۰)

عبید بن تعلی کہتے ہیں: ہم نے عبد الرحمن بن خالد بن ولید کے ساتھ غزوہ کیا، جب ان کے پاس چار بچے دشمن لائے گئے، تو انہوں نے حکم دیا کہ ان کو باندھ کر تیروں سے قتل کر دیا جائے، جب یہ بات سیدنا ابویوب رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے باندھ کر قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۶۵۴۰)۔ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ تَعْلَى قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَأْتِيَ بِأَرْبَعَةِ أَعْلَاجٍ مِنَ الْعَدُوِّ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُتِلُوا صَبْرًا بِالنَّبْلِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ أَبَا أَيُّوبَ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ قَتْلِ الصَّبْرِ. (مسند احمد: ۲۳۹۸۸)

(دوسری سند) سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانور کو باندھ کر قتل کرنے سے منع فرمایا ہے، پھر سیدنا ابویوب رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میرے پاس مرغی بھی ہو تو میں اسے باندھ کر قتل نہیں کروں گا۔

(۶۵۴۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَبْرِ الدَّابَّةِ، قَالَ أَبُو أَيُّوبَ: لَوْ كَانَتْ لِي دَجَاجَةٌ مَا صَبَّرْتُهَا. (مسند احمد: ۲۳۹۸۷)

### بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَحْرِيقِ كُلِّ ذِي رُوحٍ بِالنَّارِ ہر روح والی چیز کو آگ سے جلانے کی ممانعت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک نبی نے ایک درخت کے نیچے پڑاؤ ڈالا اور ایک چیونٹی نے اس کو کاٹ لیا، پاس اس وجہ سے اس نے حکم دیا کہ اس کا سامان اس درخت کے نیچے سے ہٹا لیا جائے، پھر ان چیونٹیوں کو جلانے کا حکم دیا، اُدھر اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی یہ وحی

(۶۵۴۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجَهَارِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ أَمَرَهَا فَأُخْرِقَتْ بِالنَّارِ، فَأَوْحَى اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَيْهِ فَهَلَا نَمْلَةٌ

(۶۵۳۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۹۵۹ (انظر: ۱۴۶۶۶)

(۶۵۴۰) المرفوع منه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف، فان فيه على الصواب بين بكير بن عبد الله وبين ابن تعلقى والد بكير عبد الله بن الاشج، وهو مجهول. أخرجه ابوداود: ۲۶۸۷ (انظر: ۲۳۵۹۰)

(۶۵۴۱) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۵۴۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۱۹، ومسلم: ۲۲۴۱ (انظر: ۹۷۹۹)

وَاحِدَةً)) (مسند احمد: ۹۸۰۰) کردی کہ صرف ایک چوٹی کو کیوں نہیں جلایا۔“

**فوائد:** ..... صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے: ((فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَخْرَفَتْ أُمَّةً مِّنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ اللَّهَ)) ..... ”پس اللہ تعالیٰ اس نبی کی طرف وحی کہ ایک چوٹی نے تجھے کاٹا تھا، لیکن تو نے ایک ایسی امت کو جلادیا، جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی تھی۔“

ممکن ہے کہ اس نبی کی شریعت کے مطابق آگ کا عذاب دینا جائز ہو، اس لیے جلانے پر سرزنش نہیں کی گئی، بلکہ دوسری چیونٹیوں کو جلانے پر ڈانٹا گیا۔

(۶۵۴۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَنزِلًا فَانطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَجَاءَ وَقَدْ أَوْقَدَ رَجُلٌ عَلَى قَرْيَةٍ نَمْلٌ إِمَّا فِي الْأَرْضِ وَإِمَّا فِي شَجَرَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَبْكُمْ فَعَلْ هَذَا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((أَطْفَهَا أَطْفَهَا)) (مسند احمد: ۳۷۶۳)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک جگہ اترے اور قضائے حاجت کے لئے کہیں تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ واپس آئے تو دیکھا کہ ایک آدمی زمین یا درخت پر موجود چیونٹیوں کے گھر جلا رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے یہ کام کس نے کیا ہے؟“ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے یہ کام کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے بجھاؤ بجھاؤ۔“

(۶۵۴۴)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ) قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَمَرَرْنَا بِقَرْيَةٍ نَمْلٌ فَأَخْرَفَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَنْبَغِي لِبَشَرٍ أَنْ يُعَذِّبَ بِعَذَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) (مسند احمد: ۴۰۱۸)

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، ہم چیونٹیوں کی بلوں کے پاس سے گزرے اور دیکھا کہ انہیں جلا دیا گیا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کسی بشر کے لیے لائق نہیں ہے کہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مانند عذاب دے۔“

**فوائد:** ..... آگ کا عذاب بہت سخت، خوفناک اور اذیت ناک ہے، یہ کسی انسان کے لائق نہیں ہے کہ وہ اس کے ذریعے کسی کو اذیت دے، مزید دیکھیں: احادیث نمبر (۵۰۰۸، ۵۰۰۹)۔

(۶۵۴۳) تخریج: حسن لغیرہ (انظر: ۳۷۶۳)

(۶۵۴۴) تخریج: صحیح۔ آخر جہ مطرولا ابوداؤد: ۲۶۷۵، ۵۲۶۸ (انظر: ۴۰۱۸)



## أَبْوَابُ الْقِصَاصِ

### قصاص کے ابواب

بَابُ إِجْبَابِ الْقِصَاصِ بِالْقَتْلِ الْعَمْدِ وَأَنَّ مُسْتَحَقَّهُ بِالْخِيَارِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الدِّيَةِ

قتل عمد پر قصاص کے ثابت ہونے اور اس کے مستحق کو قصاص اور دیت میں اختیار دینے کا بیان

(۶۵۴۵)۔ عَنْ أَبِي شُرَيْحِ بْنِ الْخَزَاعِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (وَفِي لَفْظٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ): ((مَنْ أُصِيبَ بِدَمٍ أَوْ خَبَلٍ وَالْخَبَلُ الْجِرَاحُ، فَهُوَ بِالْخِيَارِ بَيْنَ إِحْدَى ثَلَاثٍ، إِمَّا أَنْ يَقْتَصَّ أَوْ يَأْخُذَ الْعَقْلَ أَوْ يَغْفُو، فَإِنْ أَرَادَ رَابِعَةً فَخُذُوا عَلَيَّ يَدِيهِ، فَإِنْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ عَدَا بَعْدُ، فَلَهُ النَّارُ خَالِدًا فِيهَا مُخَلَّدًا))

سیدنا ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا قتل ہو جائے یا جس کو کوئی زخم لگ جائے، اس کو تین باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے: (۱) وہ قصاص لے لے، یا (۲) دیت لے لے یا پھر (۳) معاف کر دے، اگر کوئی چوتھی صورت چاہے تو اسے روک دو، اگر کوئی آدمی ان تین میں سے ایک چیز اختیار کر لے اور پھر اس کے بعد زیادتی کرے، تو اس کے لئے دوزخ ہے، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔“

(مسند احمد: ۱۶۴۸۸)

**فوائد:**..... اس حدیث کا بعض مضمون اس آیت میں بیان کیا گیا ہے: ﴿فَمَنْ عَتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ

الْبِئْسَ﴾ ”پس جس نے (قبول دیت) کے بعد زیادتی کی، اس کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔“ (بقرہ: ۱۷۸) شریعت مطہرہ نے مظلوم کے حق کا بھی تعین کر دیا ہے، ظالم کے ظلم کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے ساتھ زیادتی ہو جائے۔

(۶۵۴۶)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ مُتَعَمِّدًا دُفِعَ إِلَىٰ أَوْلِيَاءِ الْقَتِيلِ فَإِنْ شَاءَ وَآ قَتَلُوهُ، وَإِنْ شَاءَ وَآ أَخَذُوا الدِّيَةَ وَهِيَ ثَلَاثُونَ حِقَّةً وَثَلَاثُونَ جَذَعَةً وَأَرْبَعُونَ خَلْفَةً وَذَلِكَ عَقْلُ الْعَمْدِ وَمَا صَالِحُوا عَلَيْهِ فَهُوَ لَهُمْ وَذَلِكَ تَشْدِيدُ الْعَقْلِ)) (مسند احمد: ۶۷۱۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قصداً قتل کیا، اسے مقتول کے لواحقین کے حوالے کر دیا جائے گا، اگر وہ چاہیں تو اس کو قتل کر دیں، چاہیں تو دیت لے لیں، جس کی تفصیل یہ ہے: تیس بٹھے، تیس جذعے اور چالیس گابھن اونٹنیاں، یہ قتل عمد کی دیت ہے، نیز وہ جس چیز پر صلح کر لیں، وہ ان کی ہوگی، یہ سخت ترین دیت ہے۔“

(۶۵۴۵) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف سفیان بن ابی العوجاء السلمی۔ أخرجه ابو داود: ۴۴۹۶، وابن ماجه: ۲۶۲۳ (انظر: ۱۶۳۷۵)

(۶۵۴۶) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الترمذی: ۱۳۸۷، وابن ماجه: ۲۶۲۶ (انظر: ۶۷۱۷)

**فوائد:** ..... حَقُّہ: وہ اونٹنی جو چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہو، جذعہ: وہ اونٹنی جو پانچویں سال میں داخل ہو چکی ہو، خَلْفَہ: حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں قتلِ عمد کی دیت بیان کی گئی ہے۔

”نیز وہ جس چیز پر صلح کر لیں“ اس سے مراد مذکورہ دیت کے علاوہ کوئی چیز ہو سکتی ہے، یعنی جب مظلوم قصاص ہی کا مطالبہ کر رہا ہو تو اس کو اس کی دیت سے زیادہ دے دلا کر اس کو راضی کیا جاسکتا ہے، اسی طرح دیت کی ادائیگی کا وقت اور مقام بھی اس میں شامل ہیں، دونوں فریق ان امور کے پابند ہوں گے۔

مسلمان کے خون کا اندازہ لگائیں کہ اگر اولیائے مقتول قصاص معاف کر کے دیت لینے پر راضی ہو جائیں تو ان کو (۱۰۰) اونٹ دیئے جائیں اور وہ بھی عام اونٹ نہیں ہیں، بلکہ تیس ہفتے، تیس جذعے اور چالیس گا بھن اونٹنیاں ہیں۔ کاش ہم بھی اسلام کی وجہ سے مسلمان کے وجود کی معرفت حاصل کر لیتے۔

(۶۵۴۷)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ سَيِّدَنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا أُعْفَى مَنْ قَتَلَ اللَّهُ ﷻ لِيَلْمُوْهُ)) نے فرمایا: ”جس نے دیت وصول کر لینے کے بعد بَعْدَ أَخْذِهِ الدِّيَةِ۔)) (مسند احمد: ۱۴۹۷۳) بھی قاتل کو قتل کر دیا، میں اس کو معاف نہیں کروں گا۔“

**بَابُ لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ، وَمَا جَاءَ فِي قِتْلِ الْحَرِّ بِالْعَبْدِ**

اس چیز کا بیان کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا اور آزاد کو غلام کے بدلے قتل کیے جانے کا مسئلہ

(۶۵۴۸)۔ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا رضي الله عنه هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَيْءٌ بَعْدَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: لَا، وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِلَّا فَهْمٌ يُؤْتِيهِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلًا فِي الْقُرْآنِ أَوْ مَا فِي الصَّحِيفَةِ، قُلْتُ: وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ وَفِكَاكَ الْأَسِيرِ وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ۔ (مسند احمد: ۵۹۹)

سیدنا ابو جحیفہ رضي الله عنه سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا علی رضي الله عنه سے سوال کیا کہ قرآن پاک کے علاوہ رسول اللہ صلى الله عليه وسلم نے تم لوگوں کو کوئی اور چیز بھی دی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا ہے! کوئی چیز نہیں دی، ماسوائے اس فہم و بصیرت کے جو اللہ تعالیٰ کسی آدمی کو قرآن میں عطا کر دیتا ہے، یا پھر وہ چیز ہے جو اس صحیفے میں ہے۔ میں نے کہا: اس میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا: دیت کے مسائل، قیدی کو آزاد کرنا اور یہ کہ مسلمان کو

(۶۵۴۷) تخریج: اسنادہ ضعیف، الحسن البصری لم یسمع من جابر، ومطر بن طهمان ضعفه غیر

واحد۔ أخرجه ابوداود: ۴۵۰۷ (انظر: ۱۴۹۱۱)

(۶۵۴۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۱، ۳۰۴۷، ۶۹۱۵ (انظر:)

کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔

**فوائد:** ..... ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کے سوال کا پس منظر یہ تھا کہ شیعہ کے ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ اہل بیت کے پاس خصوصاً سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے خاص علم کی خبر دی ہے، جو ابابا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بڑے جامع انداز میں اس نظریہ کی تردید کر دی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان کافر کو قتل کر دے تو قصاصاً مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہی لوگوں کے اندر یہ غلط فہمی عام ہو رہی تھی کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو کوئی خاص علم سکھایا ہے۔ جس کا ازالہ انہوں نے کیا ہے۔

(۶۵۴۹)۔ عَنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُونَ تَنَكَّافًا دِمَاؤُهُمْ وَهُمْ يَدَّ عَلِيٍّ مَنْ سَوَّاهُمْ يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، أَلَا لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ)) (مسند احمد: ۹۹۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مؤمنوں کے خون آپس میں برابر ہیں، یہ اپنے دشمنوں کے خلاف تعاون میں سب ایک جیسے ہیں، ادنیٰ مسلمان بھی تمام مسلمانوں کے عہد و پیمان کا حق رکھتا ہے، خبردار! مؤمن کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا اور کسی ذمی کو اس کے معاہدے کے دوران قتل نہیں کیا جائے گا۔“

**فوائد:** ..... اسلام نے احکام کو مرتب کرتے وقت ادنیٰ و اعلیٰ کی تمیز ختم کر دی ہے، جو دنیا پر راجح کرنے کا سب سے بڑا ہتھیار ہے، لیکن اہل اسلام اس قانون کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔

”ادنیٰ مسلمان بھی تمام مسلمانوں کے عہد و پیمان کا حق رکھتا ہے“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان مرد یا عورت کسی حربی کافر کو امان دے دے، تو تمام مسلمانوں کو اس امان کو قبول کرنا پڑے گا اور کسی کو اجازت نہیں ہوگی کہ وہ اس کو توڑ سکے۔

ذمی اس شخص کو کہتے ہیں، جس کا تعلق دار الحرب سے ہو، لیکن وہ امان لے کر مسلمانوں کے ملک میں آیا ہوا ہو، ایسے شخص کو قتل کرنا حرام ہے، معاہدے کے مطابق اس کی امان برقرار رہے گی۔

(۶۵۵۰)۔ عَنِ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى أَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) وَدِيَّةُ الْكَافِرِ نِصْفُ دِيَّةِ الْمُسْلِمِ۔ (مسند احمد: ۷۰۱۲)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا، ایک روایت میں ہے: کافر کی دیت مسلمان کی نصف دیت کے برابر ہے۔

(۶۵۴۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۱۷۲، ۶۷۵۵، ۷۳۰۰، ومسلم: ۱۳۷۰ (انظر: ۹۹۱)

(۶۵۵۰) تخریج: صحیح۔ أخرجه الترمذی: ۱۵۸۵ (انظر: ۷۰۱۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

**فوائد:**..... مسلمان اور کافر کی شان برابر نہیں ہو سکتی، لیکن اسلام زیادتی کو بھی پسند نہیں کرتا، اس لیے اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو قتل کر دیتا ہے، تو اس کے لواحقین کو نصف دیت دینا ہوگی۔

(۶۵۵۱)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمْرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتْلَانَهُ وَمَنْ جَدَعَهُ جَدَعْنَاهُ)) قَانَ يَخِي: ثُمَّ نَسِيَ الْحَسَنُ بَعْدَ فَقَالَ: لَا يُقْتَلُ بِهِ۔ (مسند احمد: ۲۰۴۷۷)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے غلام کو قتل کیا، ہم اس کے بدلے اس کو قتل کریں گے اور جس نے اس کا کوئی عضو کاٹا، ہم بھی اس کا وہ عضو کاٹیں گے۔“ اس کے بعد حسن راوی بھول گئے اور کہا: غلام کے بدلے مالک کو قتل نہیں کیا جائے۔

(۶۵۵۲)۔ (وَمِنْ طَرِيقِي ثَان) عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمْرَةَ أَيْضًا قَالَ: ((وَمَنْ أَخْصَى عَبْدَهُ أَخْصَيْنَاهُ)) (مسند احمد: ۲۰۴۶۱)

(دوسری سند) سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اپنے غلام کو خسی کرے گا، ہم قصاصاً اس کو خسی کریں گے۔“

**فوائد:**..... مالک یا آزاد سے غلام کا قصاص لیا جائے گا یا نہیں؟

اس موضوع سے متعلقہ واضح روایات تو ضعیف ہیں اور غلام کے حقوق کم ہونے کی وجہ سے اس مسئلے پر مختلف جہات سے بحثیں بھی بہت زیادہ کی گئی ہیں، ہم اس رائے کے قائل ہیں کہ اگر غلام مسلمان ہے تو قصاص والے معاملات میں آقا کے مقابلے میں اس کی حیثیت بھی مسلم ہوگی، یعنی غلام کو قتل کرنے والے مالک سے قصاص لیا جائے گا، اس رائے کی دلیل حدیث نمبر (۶۵۳۹) ہے، اس حدیث کے مطابق نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((الْمُؤْمِنُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ))..... ”مؤمنوں کے خون آپس میں برابر ہیں۔“ امام نسائی نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: ”باب القود بين الاحرار والممالک فی النفس“ (آزاد اور غلام کے درمیان قصاص کا بیان) یہی موقف سعید بن مسیب، ابراہیم نخعی، قتادہ، سفیان ثوری اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم کا تھا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی موقف کو ترجیح دی ہے، اس کے برعکس اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا، لیکن اول الذکر مسلک راجح نظر آتا ہے۔

(۶۵۵۱) تخریج: اسنادہ ضعیف، الحسن البصری لم یسمع من سمرۃ۔ أخرجه ابو داود: ۴۵۱۵، والترمذی: ۱۴۱۴، والنسائی: ۲۰/۸ (انظر: ۲۰۲۱۴)

(۶۵۵۲) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابو امیہ شیخ مجهول لم یتبینہ، وفيه الحسن البصری مدلس ولم یسمع هذا الحدیث من سمرۃ۔ انظر الحدیث السابق (انظر: ۲۰۱۹۸)

## بَابُ قَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةِ بِمِثْلِهَا وَالْقَتْلُ بِالْمِثْقَلِ وَالْقِصَاصِ مِنَ الْقَاتِلِ بِالصِّفَةِ الَّتِي قَتَلَ بِهَا

مرد کو عورت کے بدلے اور عورت کو عورت کے بدلے قتل کرنے اور بھاری آلے سے قتل کرنے اور قاتل کو اسی انداز میں قتل کرنے کا بیان، جس میں اس نے کیا ہو

(۶۵۵۳)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا  
مِنَ الْيَهُودِ قَتَلَ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى  
حُلِيِّ لَهَا ثُمَّ أَلْقَاهَا فِي قَلْبِ وَرَضَخَ  
رَأْسَهَا بِالْحِجَارَةِ فَأَخَذَ فَأَتَى بِهِ النَّبِيَّ ﷺ  
فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ حَتَّى يَمُوتَ فُرْجَمَ حَتَّى  
مَاتَ۔ (مسند احمد: ۱۲۶۹۶)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے  
ایک انصاری کی لونڈی کو اس کے زیورات کے لالچ میں قتل کر  
دیا، پھر اس کو کنویں میں پھینک دیا، اس نے اس کا سر پتھر سے  
کچل دیا تھا، پھر اس آدمی کو گرفتار کر کے نبی کریم ﷺ کے  
پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا، پس  
اس کو سنگسار کیا گیا، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

(۶۵۵۴)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) أَنَّ  
جَارِيَةَ خَرَجَتْ، عَلَيْهَا أَوْصَاحٌ، فَأَخَذَهَا  
يَهُودِيٌّ فَرَضَخَ رَأْسَهَا وَأَخَذَ مَا عَلَيْهَا،  
فَأَتَى بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ  
لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَكَ فُلَانٌ؟))  
فَقَالَتْ: بِرَأْسِهَا لَا، فَقَالَ: ((فُلَانٌ؟))  
فَقَالَتْ: بِرَأْسِهَا لَا، قَالَ: ((فُلَانٌ  
الْيَهُودِيُّ؟)) فَقَالَتْ: بِرَأْسِهَا نَعَمْ، فَأَخَذَهُ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَضَخَ رَأْسَهُ بَيْنَ حَجْرَيْنِ۔  
(مسند احمد: ۱۳۱۳۸)

(دوسری سند) ایک لونڈی باہر نکلی، اس نے زیور پہنا ہوا تھا، ایک  
یہودی نے اس کو پکڑ لیا اور اس کا سر کچل کر اس کا زیور اتار کر  
لے گیا، جب اس لونڈی کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا تو  
اس میں ابھی تک جان باقی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے  
فرمایا: ”تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ کیا فلاں نے قتل کیا ہے؟“  
اس نے سر سے اشارہ کر کے نہیں میں جواب دیا، آپ ﷺ  
نے فرمایا: ”تو پھر فلاں نے قتل کیا ہے؟“ اس نے سر سے  
اشارہ کرتے ہوئے نہیں میں جواب دیا۔ پھر آپ ﷺ نے  
کہا: ”کیا فلاں یہودی نے قتل کیا ہے؟“ اس نے سر سے اشارہ  
کر کے ہاں میں جواب دیا، پس نبی کریم ﷺ نے اس یہودی  
کو پکڑا اور اس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا۔

(۶۵۵۵)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَالِثِ) عَنْ قَتَادَةَ  
عَنْ أَنَسِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ الطَّرِيقِ الثَّانِيَةِ

(تیسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، یہ دوسری  
سند کی حدیث کی مانند ہے، البتہ اس میں قتادہ نے کہا ہے: اس

(۶۵۵۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۸۸۵، و مسلم: ۱۶۷۲ (انظر: ۱۲۶۶۷)

(۶۵۵۴) تخریج: انظر الحديث السابق

(۶۵۵۵) تخریج: انظر الحديث السابق



إِلَّا أَنْ فَسَادَةً قَالَ فِي حَدِيثِهِ: فَاعْتَرَفَ  
الْيَهُودِيُّ - (مسند احمد: ۱۲۱۳۹)

(۶۵۵۶)۔ عَنْ حَمَلِ بْنِ النَّبِغَةَ قَالَ: كُنْتُ  
بَيْنَ بَيْتِي امْرَأَتِي فَضْرَبْتِ إِحْدَاهُمَا  
الْأُخْرَى بِمِسْطَاحٍ فَقَتَلْتَهَا وَجَنِينَهَا،  
فَقَضَى النَّبِيُّ ﷺ فِي جَنِينِهَا بِغُرَّةٍ وَأَنْ تُقْتَلَ  
بِهَا - (مسند احمد: ۱۶۸۴۹)

سیدنا حمل بن نابغہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنی  
دو بیویوں کے گھروں کے درمیان میں تھا، ان میں سے ایک  
نے دوسری کو ایک لکڑی ماری، جس سے وہ خاتون بھی مر گئی اور  
اس کے پیٹ کا بچہ بھی ضائع ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے فیصلہ  
کیا کہ اس کے پیٹ کے بچے کے عوض ایک لونڈی یا غلام دیا  
جائے گا اور عورت کو قصاص میں قتل کر دیا جائے گا۔

**نوٹ:**..... ان احادیث سے دو مسئلے تو بالخصوص ثابت ہوئے: (۱) عورت کے غیر مسلم قاتل کو قصاصاً قتل کیا  
جائے گا، اور (۲) عورت کی قاتل عورت کو بھی قصاصاً قتل کیا جائے گا۔

رہا یہ مسئلہ کہ جب مسلمان مرد، مسلمان عورت کو قتل کر دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا یا نہیں، تو جمہور اہل علم  
کے نزدیک ایسے مرد سے عورت کا قصاص لیا جائے گی، اس رائے کی دلیل حدیث نمبر (۶۵۳۹) ہے، جس میں  
آپ ﷺ نے تمام اہل اسلام کے خونوں کو برابر قرار دیا ہے۔

امام ابن منذر رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ، امام حسن بصری اور امام عطاء سے منقول روایت کے علاوہ عورت کے  
بدلے مرد کو قتل کرنے پر اجماع ہے۔ (الاجماع لابن المنذر: ص ۱۴۴، رقم: ۶۵۳)

بَابُ لَا يُقْتَلُ وَالِدٌ بَوْلَدِهِ، وَمَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْإِثْنَيْنِ بِالْوَأْحِدِ

والدین کو اولاد کے بدلے میں قتل نہ کرنے اور ایک مقتول کے قصاص میں دو افراد کو قتل کرنے کا بیان  
مجاہد کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے تلوار سے اپنے بیٹے کی گردن  
اڑا کر اسے مار ڈالا، جب یہ مقدمہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت  
میں لایا گیا تو انہوں نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ  
سے یہ نہ سنا ہوتا کہ ”والد سے اولاد کے بدلے قصاص نہیں لیا  
جاتا“ تو میں تجھے اسی جگہ قتل کر دیتا۔

(۶۵۵۷)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: حَدَفَ رَجُلٌ  
إِسْنَالَهُ بِسَيْفِهِ فَقَتَلَهُ فَرَفَعَ إِلَى عُمَرَ فَقَالَ:  
لَوْ لَا أُنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:  
(لَا يُقَادُ الْوَالِدُ مِنْ وَلَدِهِ) لَقَتَلْتُكَ قَبْلَ  
أَنْ تَبْرَحَ - (مسند احمد: ۹۸)

(۶۵۵۶) تخریج: صحیح، قاله الالبانی۔ أخرجه ابوداود: ۴۵۷۲، والنسائی: ۲۱/۸، وابن ماجه:

۲۶۴۱ (انظر: ۱۶۷۲۹)

(۶۵۵۷) تخریج: حسن لغیره۔ أخرجه الترمذی: ۱۴۰۰، وابن ماجه: ۲۶۶۲ (انظر: ۹۸)

(۶۵۵۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يُقَادُ لَوْلَادٍ مِنَ الْوَالِدِ)) (مسند احمد: ۱۴۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اولاد کا والدین سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔“

**فوائد:**..... ان روایات سے ثابت ہوا کہ والدین کو بیٹے کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ والدین ہی اس بچے کے وجود کا سبب تھے، اس لیے اگر وہ اس کی زندگی ختم کر دیں تو اس کے عوض ان کی زندگی کو ختم نہ کیا جائے، دوسری وجہ والدین کا احترام بھی ہو سکتا ہے۔

لیکن ایسی صورت میں باپ سے دیت لی جائے گی اور اس کو بیٹے کی میراث سے محروم کر دیا جائے گا، کیونکہ قاتل اپنے قتل کی وجہ سے مقتول کا وارث نہیں بن سکتا۔

(۶۵۶۰)۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ: ثنا الوليدُ بنُ جَمِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ خَلَادٍ الْأَنْصَارِيُّ وَجَدْتَنِي عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ بنِ الْحَارِثِ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَزُورُهَا كُلَّ جُمُعَةٍ وَأَنَّهَا قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! يَوْمَ بَدْرٍ أَتَأْذَنُ فَأَخْرُجُ مَعَكَ أَمْرِيضُ مَرَضَاكُمْ وَأَدَاوِي جِرْحَاكُمْ لَعَلَّ اللَّهَ يُهْدِي لِي شَهَادَةً؟ قَالَ: ((قَرِيٌّ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُهْدِي لَكَ شَهَادَةً)) وَكَانَتْ أَعْتَقَتْ جَارِيَةً لَهَا وَعُغْلَامًا عَنْ دُبُرٍ مِنْهَا فَطَالَ عَلَيْهِمَا فَغَمَّاهَا فِي الْقَطِيفَةِ حَتَّى مَاتَتْ وَهَرَبًا، فَأَتَى عُمَرُ فَوَيْلَ لَهُ: إِنَّ أُمَّ وَرَقَةَ قَدْ قَتَلَهَا عُغْلَامُهَا وَجَارِيَتُهَا وَهَرَبًا، فَقامَ عُمَرُ فِي النَّاسِ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَزُورُ أُمَّ وَرَقَةَ يَقُولُ: انطلقوا

سیدہ ام ورقہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ ہر جمعہ کو ان کی ملاقات کے لیے تشریف لاتے تھے، ایک دن میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا بدر کے دن آپ مجھے اجازت دیں گے، تاکہ میں بھی آپ کے ہمراہ جاؤں اور بیماروں کی تیمارداری کروں اور زخمیوں کا علاج معالجہ کروں، شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت عطا کر دے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے گھر ہی ٹھہری رہو، اللہ تعالیٰ تجھے شہادت عطا کریں گے۔“ سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے بعد ایک غلام اور ایک لونڈی کو آزاد کر رکھا تھا، جب ان دونوں کے لیے یہ مدت طویل نظر آئی تو انھوں نے ایک چادر کے ذریعے اس کو ڈھانپ دیا، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں اور وہ دونوں بھاگ گئے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی گئی کہ ام ورقہ کو اس کے غلام اور لونڈی نے قتل کر دیا ہے اور وہ بھاگ گئے ہیں، تو وہ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ سیدہ ام ورقہ کی ملاقات کے لیے تشریف لے

(۶۵۵۸) تخریج: انظر الحديث السابق

(۶۵۶۰) تخریج: حسن، قاله الالبانی۔ أخرجه ابو داود: ۵۹۱، ۵۹۲ (انظر: ۲۷۲۸۲)

قتل، جرائم اور خونوں کے احکام

نَزُورُ الشَّهِيدَةِ وَأَنَّ فُلَانَةَ جَارِيَتَهَا وَقُلَانَا  
عُلَامَهَا عَمَاهَا ثُمَّ هَرَبَا فَلَا يُؤْوِيَهُمَا  
أَحَدٌ، وَمَنْ وَجَدَهُمَا فَلْيَأْتِ بِهِمَا، فَأْتِيَ  
بِهِمَا فَصُلِبَا فَكَانَا أَوَّلَ مَصْلُوبَيْنِ - (مسند

احمد: ۲۷۸۲۵)

جاتے تھے، پھر انھوں نے کہا: چلو، اس شہید خاتون کی زیارت کرتے ہیں، فلاں لونڈی اور فلاں غلام نے اس کو ڈھانپ کر مار دیا اور وہ خود بھاگ گئے ہیں، کوئی آدمی ان کو جگہ نہ دے، بلکہ جو بھی ان کو پائے، وہ ان کو میرے پاس لے آئے، پس ان دونوں کو لایا گیا اور ان کو سولی پر لٹکا دیا گیا، یہ اسلام میں پہلے دو افراد تھے، جن کو سولی پر چڑھایا گیا۔

**فوائد:** ..... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی موجودگی میں ایک مقتول کے عوض دو قاتل افراد سے قصاص لیا، اسی طرح ایک اور روایت ہے: سعید بن مسیب کہتے ہیں: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَتَلَ نَفْرًا خَمْسَةَ أَوْ سَعَةَ بَرَجُلٍ وَاحِدٍ قَتَلُوهُ قُتِلَ غِيْلَةً وَقَالَ عُمَرُ: لَوْ تَمَالَا عَلَيْهِ أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ جَمِيعًا..... "سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پانچ یا سات افراد کو ایک آدمی کے بدلے میں قتل کیا، انھوں نے اس آدمی کو دھوکہ دیتے ہوئے قتل کیا اور انھوں نے کہا: اگر اہل صنعاء سارے اس قتل پر جمع ہوتے تو میں ان سب کو قتل کر دیتا۔" (موطا امام مالک)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ عُلَامًا قُتِلَ غِيْلَةً فَقَالَ عُمَرُ لَوْ اشْتَرَكْتَ فِيهَا أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ..... "ایک لڑکا دھوکے سے قتل کر دیا گیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اہل صنعاء سارے اس قتل کرنے میں شریک ہوتے تو میں ان سب کو قتل کر دیتا۔" (صحیح بخاری)

بَابُ الْقِصَاصِ مِنْ وِلَاةِ الْأُمُورِ إِلَّا إِذَا اصْطَلَحَ الْمُسْتَحِقُّ أَوْ عَفَا

حکمرانوں سے قصاص لیے جانے کا بیان، الا یہ کہ مستحق صلح کر لے یا معاف کر دے

(۶۵۶۱)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيَّنَّا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْسِمُ شَيْئًا أَقْبَلَ رَجُلٌ فَأَلْبَّ عَلَيْهِ فَطَعَنَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِعُرْجُونٍ كَانَ مَعَهُ فَجُرِحَ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَعَالَ فَاَسْتَقِدْ)) قَالَ: قَدْ عَفَوْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! - (مسند احمد: ۱۱۲۴۷)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مال تقسیم کر رہے تھے، ایک آدمی آگے بڑھا اور آپ ﷺ کے سامنے آ گیا، آپ ﷺ کے پاس کھجور کی ایک ٹہنی تھی، آپ ﷺ نے اس کو وہ ماردی، جس سے اس کا چہرہ زخمی ہوگا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آگے آ اور مجھ سے قصاص لے لے۔" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے۔

**فوائد:** ..... معلوم ہوا کوئی فرد قصاص کے قانون سے مستثنی نہیں ہے، اگر سید الانبیاء کی یہ صورت حال ہے تو اوروں

کا اندازہ از خود ہو جانا چاہیے۔

ابو فراس سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، جس میں انھوں نے ایک لمبی حدیث ذکر کی اور کہا: خبردار! میں تم پر حکومتی کارندوں کو اس لیے نہیں بھیجتا کہ وہ تمہارے جسموں پر ضربیں لگائیں اور تمہارے مال چھین لیں، میں تو ان کو تمہارے پاس اس لیے بھیجتا ہوں کہ وہ تمہیں دین اور سنت کی تعلیم دیں، جس کے ساتھ کوئی اور کاروائی کی جائے، وہ مجھے بتائے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اس سے ضرور ضرور قصاص دلوؤں گا، سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اچھل کر کھڑے ہوئے اور کہا: اے امیر المؤمنین، آپ بتائیں کہ ایک آدمی رعایا پر مقرر ہوتا ہے اور اسے ادب سکھانے کے لیے سزا دیتا ہے، کیا آپ اس سے بھی قصاص لیں گے؟ انھوں نے کہا: جی بالکل، اس ذات قسم جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے! میں اس کو ضرور قصاص دلوؤں گا، میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ ﷺ اپنے نفس سے قصاص دلواتے تھے۔

(۶۵۶۲)۔ عَنْ أَبِي فِرَاسٍ قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا فِيهِ: أَلَا إِنِّي وَاللَّهِ! مَا أُرْسِلُ عُمَّالِي إِلَيْكُمْ لِيَضْرِبُوا أَبْشَارَكُمْ وَلَا لِيَأْخُذُوا أَمْوَالَكُمْ، وَلَكِنْ أُرْسِلُهُمْ إِلَيْكُمْ لِيُعَلِّمُوكُمْ دِينَكُمْ وَسُنَّتَكُمْ فَمَنْ فَعَلَ بِهِ شَيْءٌ سِوَى ذَلِكَ فَلْيَرْفَعْهُ إِلَيَّ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِذَا لَأَقْصَنَّهُ مِنْهُ، فَوَتَّبِعَ عُمَرُ بْنُ الْعَاصِ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَوْ رَأَيْتَ إِنْ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى رَعِيَّةٍ فَأَدَّبَ بَعْضَ رَعِيَّتِهِ أَنْتَ لَمَقْتَضِهِ مِنْهُ؟ قَالَ: إِي وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ! إِذَا لَأَقْصَنَّهُ مِنْهُ، وَقَدْ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُقْصُ مِنْ نَفْسِهِ۔)

(مسند احمد: ۲۸۶)

**فوائد:** ..... عبد اللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: إِنَّ أَنْسَا كَانُوا يُؤْخَذُونَ بِالْوَحْيِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ الْوَحْيَ قَدْ انْقَطَعَ، وَإِنَّمَا نَأْخُذُكُمْ الْآنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ، فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا، أَمِنَاهُ، وَقَرَّبَنَا، وَلَيْسَ إِلَيْنَا مِنْ سَرِيرَتِهِ شَيْءٌ اللَّهُ يُحَاسِبُهُ فِي سَرِيرَتِهِ، وَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا سُوءَ أَلَمٍ نَأْمَنُهُ، وَلَمْ نُصَدِّقْهُ، وَإِنْ قَالَ: إِنَّ سَرِيرَتَهُ حَسَنَةٌ..... بیشک عہد نبوی میں وحی کے ذریعے لوگوں کا مواخذہ ہو جاتا تھا، اب وحی تو منقطع ہو چکی ہے، پس اب ہم تمہارے ظاہری اعمال کی روشنی میں تمہاری گرفت کریں گے، جو ہمارے لیے خیر و بھلائی کا اظہار کرے گا، ہم اس کو امین سمجھیں گے اور اس کو اپنے قریب کریں گے، جبکہ اس کے باطن سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کے باطن کا محاسبہ کرے گا، اور جو آدمی ہمارے لیے برے اعمال کو ظاہر کرے گا، ہم اس کو امین سمجھیں گے نہ اس کی تصدیق کریں گے، اگرچہ اس کا باطن پاک ہو۔ (صحیح بخاری: ۲۶۴۱)

(۶۵۶۲) تخريج: ابو فراس النهدي، وقال ابو زرعه: لا اعرفه۔ أخرجه ابو داود: ۴۵۳۷، والنسائي:

(انظر: ۲۸۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو جہم رضی اللہ عنہ کو صدقہ کی وصولی کے لیے بھیجا، ایک آدمی نے صدقہ دینے میں ان سے جھگڑا کیا، جواباً ابو جہم نے اسے مار کر اس کا سر زخمی کر دیا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور قصاص کا مطالبہ کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اتنا کچھ لے لو۔“ لیکن وہ راضی نہ ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”چلو تمہیں اتنا کچھ مل جائے گا۔“ لیکن وہ پھر بھی راضی نہ ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”چلو، تم کو اتنا کچھ دے دیتے ہیں۔“ پس اب کی بار وہ راضی ہو گئے، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ”میں لوگوں سے خطاب کرتا ہوں اور ان کو تمہاری رضا مندی سے آگاہ کرتا ہوں؟ انہوں نے کہا: جی ٹھیک ہے، پس آپ ﷺ نے لوگوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: ”لیٹ قبیلے کے یہ افراد میرے پاس آئے، انہوں نے قصاص کا مطالبہ کیا، میں نے ان پر اتنا مال پیش کیا اور ان سے پوچھا: کیا اب راضی ہو گئے ہوں؟ انہوں نے کہا: جی نہیں، مہاجرین نے ان کو کچھ کہنا چاہا، لیکن جب آپ ﷺ نے ان کو رکنے کا حکم دیا تو وہ رک گئے، پھر آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور مزید دے کر فرمایا: ”اب راضی ہو گئے ہو؟“ انہوں نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”پس بیشک میں لوگوں کو خطاب کر کے ان کو تمہاری رضا کے بارے میں بتلانے والا ہوں۔“ پھر آپ ﷺ نے مخاطب ہوئے اور فرمایا: ”کیا تم لوگ اب راضی ہو گئے ہو؟“ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

(۶۵۶۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَنَتْ أَبَا جَهْمٍ مُصَدِّقًا فَلَا جَهْرَ لِرَجُلٍ فِي صَدَقَتِهِ فَضْرَبَهُ أَبُو جَهْمٍ فَشَجَّهُ فَأَتُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: الْقَوْدَ، يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَكُمْ كَذَا وَكَذَا)) فَلَمْ يَرْضُوا، قَالَ: ((فَلَكُمْ كَذَا وَكَذَا)) فَلَمْ يَرْضُوا، قَالَ: ((فَلَكُمْ كَذَا وَكَذَا)) فَرَضُوا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي خَاطِبٌ عَنِ النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ)) قَالُوا: نَعَمْ، فَخَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ هَؤُلَاءِ السَّلِيئِينَ أَتَوْنِي يُرِيدُونَ الْقَوْدَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِمْ كَذَا وَكَذَا فَرَضُوا، أَرْضَيْتُمْ؟)) قَالُوا: لَا، فَهَمَّ الْمُهَاجِرُونَ بِهِمْ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَكْفُوا فَكَفُّوا ثُمَّ دَعَاهُمْ فَزَدَهُمْ وَقَالَ: ((أَرْضَيْتُمْ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ((فَأِنِّي خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ)) فَخَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ قَالُوا: ((أَرْضَيْتُمْ؟)) قَالُوا: نَعَمْ۔ (مسند احمد: ۲۶۴۸۵)

**فوائد:** ..... اگر بادشاہ اور کوئی صاحب اختیار و اقتدار عسکران کسی کے ساتھ اس قسم کی زیادتی اور مار کٹائی والا معاملہ کرے، جیسا کہ سیدنا ابو جہم رضی اللہ عنہ نے کیا تھا تو اس سے قصاص لیا جائے گا، تاہم فریق ثانی کو کچھ دے دلا نہ جی معاملہ رفع دفع کیا جا سکتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب مظلوم قصاص کا ہی مطالبہ کر رہا ہو تو اس کو اس کی (۶۵۶۳) اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۴۵۳۴، والنسائی: ۳۵ / ۸، وابن ماجه: ۲۶۳۸، (الخطیب: ۱۲۰۰۰)



دیت سے زیادہ دے کر اس کو راضی کیا جا سکتا ہے۔ دیہاتی طبعاً سخت مزاج اور لاعلم ہوتے ہیں، اسی بنا پر انھوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ یہ رویہ اختیار کیا، آپ ﷺ نے اپنی وسعتِ ظرفی اور حسنِ اخلاق کی روشنی میں ان کے اس رویے سے درگزر فرمایا۔

### يَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَحَقَّ الْقِصَاصَ وَعَفَا قصاص لینے کا مستحق ہونے کے بعد معاف کر دینے والے کی فضیلت کا بیان

(۶۵۶۴)۔ عَنْ أَبِي السَّفَرِ قَالَ: كَسَرَ رَجُلٌ مِنْ فُرَيْشٍ سِنَّ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَاسْتَعْذَى عَلَيْهِ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: إِنَّ هَذَا ذُو سِنِّي، قَالَ مُعَاوِيَةَ: كَلَّا إِنَّا سَنُرْضِيكَ، قَالَ: فَلَمَّا أَلَحَّ عَلَيْهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ مُعَاوِيَةُ: شَأْنُكَ بِصَاحِبِكَ؟ وَأَبُو الدَّرْدَاءِ جَالِسٌ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَابُ بِشَيْءٍ فِي جَسَدِهِ يَتَصَدَّقُ بِهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ بِهِ دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهِ خَبْطِيئَةٌ)) قَالَ: فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، يَعْنِي فَعَفَا عَنْهُ۔ (مسند احمد: ۲۸۰۸۴)

ابو سرفر کہتے ہیں: قریش کے ایک آدمی نے ایک انصاری آدمی کا دانت توڑ دیا، وہ فریادری کے لیے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، انصاری نے کہا: اس نے میرا دانت توڑ دیا ہے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً ہم تجھے راضی کر دیں گے، جب انصاری نے قصاص لینے پر اصرار کیا تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرا معاملہ تیرے ساتھی کے سپرد ہے، سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان بھی اپنے جسم میں لگ جانے والے زخم کو معاف کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کا گناہ خطا مٹا دیتا ہے۔“ انصاری نے کہا: کیا تم نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! میرے کانوں نے سنی ہے اور میرے دل نے اس کو یاد کیا ہے، پس اس انصاری نے قریشی کو معاف کر دیا۔

(۶۵۶۵)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يُجْرَحُ فِي جَسَدِهِ جَرَا حَةً فَيَتَصَدَّقُ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی کو اس کے جسم میں زخم لگایا جاتا اور وہ معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی معافی کے بقدر

(۶۵۶۴) تخریج: المرفوع منه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، ابو السفر، قال احمد: لا اعرف له سماعا من ابى الدرداء، بل قال الحافظ: ما اظنه ادرکه، فان ابا الدرداء قديم الموت۔ أخرجه الترمذی: ۱۳۹۳، وابن ماجه: ۲۶۹۳ (انظر: ۲۷۵۳۴)

(۶۵۶۵) تخریج: صحيح بشواهده۔ أخرجه الطيالسي: ۵۸۷، والبيهقي: ۵۶ / ۸، والنسائي في "الكبرى" ۱۱۱۴۶ (انظر: ۲۲۷۰۱)

بِهَا إِلَّا كَفَرَ اللَّهُ عَنْهُ مِثْلَ مَا تَصَدَّقَ بِهِ۔)) اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔“

(مسند احمد: ۲۳۰۷۷)

(۶۵۶۶)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا رُفِعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَمْرٌ فِيهِ الْقِصَاصُ إِلَّا أَمَرَ فِيهِ بِالْعَفْوِ۔ (مسند احمد: ۱۳۲۵۲)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب بھی قصاص والا معاملہ پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ پہلے معاف کرنے کا حکم دیتے۔

**فوائد:** ..... معلوم ہوا کہ قصاص کو معاف کر دینا باعثِ اجر عمل ہے اور یہ معافی کی بڑی قسموں میں سے ہے، اگر دیت کو بھی معاف کر دیا جائے تو یہ وسعتِ ظہن کی اعلیٰ مثال ہوگی۔

### بَابُ الْقِصَاصِ فِي كُسْرِ السِّنِّ

دانت توڑنے کے قصاص کا بیان

(۶۵۶۷)۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ الرَّبِيعَ بِنْتَ النَّضْرِ عَمَّةَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ فَعَرَضُوا عَلَيْهِمُ الْأَرْضَ فَابُوا، طَلَبُوا الْعَفْوَ فَابُوا، فَأَتُوا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ فَجَاءَ أَخُوهَا أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمَّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةَ الرَّبِيعِ؟ لَا، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا أَنَسُ! كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ)) قَالَ: فَعَفَا الْقَوْمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبْرَهُ)) (مسند احمد: ۱۲۷۳۴)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی پھوپھی ربیع بنت نصر نے ایک لونڈی کا دانت توڑ دیا، جب انہوں نے اس لونڈی کے درتاء کے سامنے دیت پیش کی تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، انہوں نے معافی کا مطالبہ کیا، لیکن وہ معاف کرنے پر بھی راضی نہ ہوئے، پس نبی کریم ﷺ نے قصاص لینے کا حکم جاری کر دیا، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی کا بھائی اور ان کا چچا سیدنا انس بن نصر رضی اللہ عنہ آیا اور کہا: اے اللہ کا رسول ﷺ! کیا میری بہن ربیع کے دانت توڑے جائیں گے، نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! اس کے دانت نہیں توڑے جائیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے انس بن نصر! اللہ تعالیٰ کی کتاب کا مطالبہ قصاص کا ہے۔“ اتنے میں مظلوم لوگوں نے معاف کر دیا، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھادیں تو وہ اس کو پورا کر دیتا ہے۔“

(۶۵۶۶) اسنادہ قوی۔ أخرجه ابوداود: ۴۴۹۷، والنسائی: ۸/ ۳۷، وابن ماجه: ۲۶۹۲ (انظر: ۱۳۲۲۰)

(۶۵۶۷) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۷۰۳، ۴۴۹۹، ۶۸۹۴، ومسلم: ۱۶۷۵ (انظر: ۱۲۷۰۴)

(دوسری سند) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع کی بہن ام حارثہ نے ایک انسان کو زخمی کر دیا، وہ جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قصاص ہوگا، قصاص۔“ لیکن ام ربیع نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا فلاں عورت سے قصاص لیا جائے گا، نہیں، اللہ کی قسم! اس سے کبھی بھی قصاص نہیں لیا جائے گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! اے ام ربیع! اللہ تعالیٰ کی کتاب کا مسئلہ ہے۔“ لیکن ام ربیع نے پھر کہا: نہیں، میں کہہ رہی ہوں کہ اللہ کی قسم ہے اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، وہ یہ کہتی رہیں، یہاں تک کہ وہ لوگ دیت قبول کرنے پر رضا مند ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھادیں تو وہ اس کی قسم پوری کر دیتا ہے۔“

(۶۵۶۸)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانَ) عَنْ ثَابِتٍ  
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أُخْتِ الرَّبِيعِ أُمَّ  
حَارِثَةَ جَرَحَتْ إِنْسَانًا فَأَخْتَصَمُوا إِلَى  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
(الْقِصَاصُ، الْقِصَاصُ) فَقَالَتْ أُمُّ  
الرَّبِيعِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيْقِنْتُمْ مِنْ فُلَانَةٍ،  
لَا وَاللَّهِ! لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا أَبَدًا، قَالَ  
النَّبِيُّ ﷺ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ! يَا أُمَّ رَبِيعَ،  
كِتَابُ اللَّهِ)) قَالَتْ: لَا وَاللَّهِ! لَا يُقْتَصُّ  
مِنْهَا أَبَدًا، قَالَ: فَمَا زَالَتْ حَتَّى قَبِلُوا مِنْهَا  
الدِّيَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ عِبَادِ  
اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لِأَبْرَةٍ)) (مسند  
احمد: ۱۴۰۷۳)

**فوائد:**..... ان دو احادیث میں جو مسئلہ پیش کیا گیا ہے، اس میں قصاص ہی ہے، آپ ﷺ نے بھی قصاص کا ہی مطالبہ کیا، حقیقت میں اس باب میں قسم اٹھانا مفید نہیں ہوتا، سارا اختیار مظلوم کے ہاتھ میں ہوتا ہے، وہ قصاص لے، یا دیت لے، یا معاف کر دے، لیکن جب ان صحابہ نے قسم اٹھالی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا لحاظ کیا اور متاثرہ لوگوں نے قصاص کا مطالبہ چھوڑ دیا اور دیت لینے پر راضی ہو گئے۔

پہلی سند کے مطابق ربیع بنت نضر نے دانت توڑا اور دوسری سند کے مطابق یہ کام ربیع کی بہن ام حارثہ نے کیا، امام نووی رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں، دوسری رائے یہ ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اور ام حارثہ، ربیع بنت نضر کی ہی کنیت ہے، نہ کہ اس کی بہن کی۔

دوسرا اشکال یہ ہے کہ ایک روایت میں دانت نہ توڑنے کی قسم سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کھائی تھی اور دوسری روایت میں ہے کہ یہ قسم سیدہ ام ربیع رضی اللہ عنہا نے کھائی تھی، اس کا حل یہ ہے کہ دونوں نے ہی قسم اٹھالی تھی، دو روایتوں میں علیحدہ علیحدہ ذکر کیا گیا۔

## بَابُ الْقِصَاصِ فِي قَطْعِ شَيْءٍ مِنَ الْأُذُنِ كان کا بعض حصہ کاٹنے میں قصاص لینے کا بیان

بنو سہم کے ماجدہ نامی آدمی سے روایت ہے، وہ کہتا ہے: میں مکہ میں ایک غلام سے جھگڑ پڑا، اب اس نے میرے کان پر کاٹا جس سے اس کا ایک حصہ کٹ کر علیحدہ ہو گیا، یا میں نے اس کے کان پر کاٹا تھا، جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ حج کے لیے ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہمارے اس معاملے کو ان کی عدالت میں پیش کیا گیا، انہوں نے کہا: ان کو عمر بن خطاب کی طرف لے چلو، اگر زخم قصاص لینے کے قابل ہے تو وہ قصاص دلو! میں، جب ہم کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو انہوں نے دیکھا اور کہا: جی یہ زخم قصاص کی حد تک پہنچ چکا، ایک حجام کو بلاؤ، جب انہوں نے حجام کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام دیا اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے غلام میں برکت کرے گا اور میں نے اس کو اس سے منع کیا کہ وہ اس کو سیگی لگانے والا، قصاب یا سنا بناے۔“

(٦٥٦٩)۔ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي سَهْمٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ: مَا جَدَّةٌ، قَالَ: عَارَمْتُ غُلَامًا بِمَكَّةَ فَعَضَّ أُذُنِي فَقَطَعَ مِنْهَا أَوْ عَضَّتْ أُذُنَهُ فَقَطَعْتُ مِنْهَا، فَلَمَّا قَدِمَ إِلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ ﷺ حَاجًّا رُفِعْنَا إِلَيْهِ فَقَالَ: انْطَلِقُوا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَإِنْ كَانَ الْجَارِحُ بَلَغَ أَنْ يُقْتَصَّ مِنْهُ فَلْيَقْتَصَّ قَالَ: فَلَمَّا انْتَهَى بِنَا إِلَى عُمَرَ نَظَرَ إِلَيْنَا فَقَالَ: نَعَمْ قَدْ بَلَغَ هَذَا أَنْ يُقْتَصَّ مِنْهُ، أَدْعُوْنِي حَجَّامًا، فَلَمَّا ذَكَرَ الْحَجَّامَ قَالَ: أَمَا إِنِّي قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((قَدْ أَعْطَيْتُ خَالَتِي غُلَامًا وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يُبَارِكَ اللَّهُ لَهَا فِيهِ وَقَدْ نَهَيْتُهَا أَنْ تَجْعَلَهُ حَجَّامًا أَوْ قِصَابًا أَوْ صَائِعًا)) (مسند احمد: ١٠٢)

**فوائد:** ..... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالْأُذُنَ بِالسَّالْمِ﴾ ..... ”اور کان کے

بدلے کان کا (بدلہ ہے)۔“ (سورہ مائدہ: ٤٥)

اس لیے کان کا جو زخم قصاص کے قابل ہوگا، اس کا قصاص لیا جائے گا۔

(٦٥٦٩) تخریج: استنادہ ضعیف لجهالة الرجل الذي من بني سهم، وجهالة ماجدة، ويقال: ابن ماجدة و أبو ماجدة ايضاً۔ أخرجه ابو داود: ٣٤٣٠، ٣٤٣١ (انظر: ١٠٢)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ عَصَّ يَدَ رَجُلٍ فَأَنْتَزَعَهَا فَسَقَطَتْ نَيْبَتُهُ

اس چیز کا بیان کہ ایک آدمی کسی کا ہاتھ کاٹنے کے لیے منہ میں ڈالے اور وہ اپنا ہاتھ کھینچے جس کے نتیجے میں اس کے سامنے والا دانت گر جائے

سیدنا یعلیٰ بن امیہ اور سلمہ بن امیہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، ہمارے ساتھ ایک اور دوست بھی تھا، اس کی اور ایک مسلمان کی آپس میں لڑائی ہو گئی، اس آدمی نے دوسرے کے بازو پر کاٹا، اس نے اس کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچا اور اس کا اگلا دانت گر دیا، اس آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر دیت کا مطالبہ کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کو سانڈ کی طرح کاٹتا ہے اور پھر آ کر دیت کا مطالبہ کرتا ہے، اس کے لیے کوئی دیت نہیں۔“ آپ ﷺ نے اس کی دیت کو باطل قرار دیا۔

(۶۵۷۰)۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمِيَّةَ وَسَلْمَةَ بْنِ أُمِيَّةَ قَالَا: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، مَعَنَا صَاحِبٌ لَنَا، فَاقْتَتَلَ هُوَ وَرَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَعَصَّ ذَلِكَ الرَّجُلُ بِدِرَاعِهِ فَاجْتَبَدَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ فَطَرَحَ نَيْبَتَهُ فَذَهَبَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَسْأَلُهُ الْعَقْلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ يَعْضُهُ عَضِيضَ الْفَحْلِ ثُمَّ يَأْتِي يَلْتَمِسُ الْعَقْلَ، لِأَدِيَةِ لَكَ)) فَاطْلَقَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْنِي فَاَبْطَلَهَا۔

(مسند احمد: ۱۸۱۱۷)

(دوسری سند) سیدنا یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تنگی والے لشکر یعنی غزوہ تبوک میں شریک ہوا، یہ غزوہ میرے ان اعمال میں سے ہے، جن پر مجھے سب سے زیادہ اعتماد ہے، میرا ایک مزدور تھا، وہ ایک آدمی سے لڑ پڑا، ان میں سے ایک نے دوسرے کو کاٹا، دوسرے نے اپنی انگلی کھینچی، جس سے اس کا دانت گر گیا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس شکایت لے کر گیا لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں دیئے رکھتا اور تو سانڈ کی طرح اس کو چباتا رہتا۔“

(۶۵۷۱)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانَ) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمِيَّةَ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ جَيْشَ الْعُسْرَةِ وَكَانَ مِنْ أَوْثِقِ أَعْمَالِي فِي نَفْسِي وَكَانَ لِي أَجِيرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَصَّ أَحَدَهُمَا صَاحِبَهُ فَأَنْتَزَعَ إِصْبَعَهُ فَأَنْدَرَّ نَيْبَتَهُ، وَقَالَ: ((أَقِيدُ يَدَهُ فِي فَيْكٍ تَقْضُمُهَا؟)) قَالَ: أَحْسِبُهُ قَالَ: ((كَمَا يَقْضُمُ الْفَحْلُ)) (مسند احمد: ۱۸۱۲۹)

(۶۵۷۰) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۶۵۶، والنسائی: ۸/ ۳۰، وانظر الحديث بالطريق الثاني الآتي (انظر: ۱۷۹۵۳)

(۶۵۷۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۶۵، ومسلم: ۱۶۷۴ (انظر: ۱۷۹۶۶)



سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یعلیٰ بن عینیہ یا ابن امیہ کی ایک آدمی سے لڑائی ہوگئی، ایک نے دوسرے کے ہاتھ پر کاٹا، اس نے بچانے کے لیے اپنا ہاتھ کھینچا، جس کی وجہ سے کانٹے والے کا ایک یا دو دانت گر پڑے، جب یہ دونوں بھگڑا لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کو سانڈ کی مانند کاٹتا ہے، کوئی دیت نہیں ہے ایسے آدمی کے لیے۔“ ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے اس کی دیت کو باطل قرار دیا اور فرمایا: ”کیا تو چاہتا تھا کہ سانڈ کی طرح اپنے بھائی کے گوشت کو چبائے؟“

(۶۵۷۲)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَاتَلَ يَعْلى بن مَنِيَّةٍ أَوْ ابْنَ أُمِيَّةٍ رَجُلًا فَعَضَّ نَحْدَهُمَا يَدَ صَاحِبِهِ فَانْتَرَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ فَانْتَرَعَ نَيْبَتَهُ، وَقَالَ حَجَّاجٌ: نَيْبَتِهِ، شَاخَتْصَمًا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَعَضُّ أُجْدُكُمْ مَا أَخَاهُ كَمَا يَعْضُّ الْفَحْلُ لِأَدِيَّةٍ لَهُ)) وَفِي لَفْظٍ: فَأَبْطَلَهَا وَقَالَ: ((أَرَدْتُ أَنْ تَقْضِمَ لَحْمَ أَخِيكَ كَمَا يَقْضِمُ الْفَحْلُ)) (مسند احمد: ۲۰۰۶۷)

**فوائد:**..... کسی شخص پر حملہ ہو تو اسے اپنا دفاع کرنے کا حق حاصل ہے، اگر دفاعی کارروائی کے دوران حملہ آور کا کوئی نقصان ہو جائے، حتیٰ کہ وہ مر بھی جائے تو کوئی قصاص، دیت یا معاوضہ یا تاوان نہیں ہوگا، البتہ اگر دفاع کرنے والا کوئی جارحانہ کارروائی کرے گا تو وہ ذمہ وار ہوگا، یہ فیصلہ عدالت کرے گی کہ فلاں آدمی کی کارروائی جارحانہ ہے یا دفاعی۔ ان احادیث کے مطابق ایک آدمی نے دوسرے کی انگلیاں کاٹنا شروع کر دیں، وہ دفاع کرنے کے لیے یہی کچھ کر سکتا ہے کہ اپنا ہاتھ اس کے منہ سے باہر کھینچے، لیکن کانٹے والے نے انگلیاں اتنی مضبوطی سے پکڑی ہوئی تھیں کہ اس کے دانت بھی باہر آگئے، ایسے میں دفاعی کارروائی کرنے والا ذمہ دار نہیں ہے۔

### بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِقْتِصَاصِ فِي الطَّرْفِ قَبْلَ الْإِنْدِمَالِ زخم کے درست ہونے سے پہلے قصاص لینے کی ممانعت کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو سینگ مار کر اس کے پاؤں کو زخمی کر دیا، زخمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اس سے قصاص دلو! آپ ﷺ نے فرمایا: ”جلدی نہ کر، یہاں تک کہ تیرا زخم ٹھیک ہو جائے۔“ لیکن جب اس آدمی نے قصاص لینے پر ہی اصرار کیا تو

(۶۵۷۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي رَجُلٍ طَعَنَ رَجُلًا بِقَرْنٍ فِي رِجْلِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَقْدِنِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَعْجَلْ حَتَّى يَبْرَأَ جُرْحُكَ))

(۶۵۷۲) تخريج: أخرجه البخاری: ۶۸۹۲، ومسلم: ۱۶۷۳ (انظر: ۱۹۸۲۹)

(۶۵۷۳) تخريج: اسنادہ ضعیف، ابن اسحاق مدلس، وقد عنعن۔ أخرجه البيهقي: ۸ / ۶۷، والدارقطني: ۳ / ۸۸ (انظر: ۷۰۳۴)

آپ ﷺ نے اس کو قصاص دلوا دیا، لیکن اس کے بعد قصاص لینے والا لنگڑا ہو گیا اور جس سے قصاص لیا گیا تھا وہ صحت مند ہو گیا، اب وہ قصاص لینے والا پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں لنگڑا ہو گیا ہوں اور میرے متعلقہ آدمی صحت یاب ہو گیا ہے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ اپنے زخم کے درست ہونے تک قصاص نہ لے، لیکن تو نے میری نافرمانی کی، پس اللہ تعالیٰ نے تجھے شفا سے محروم کر دیا اور تیرا زخم رازبگاہاں ہو گیا۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے لنگڑا ہو جانے والے اس آدمی کے واقعہ کے بعد یہ حکم دیا ہے کہ ”جس کو کوئی زخم لگ جائے، وہ اس وقت تک قصاص نہ لے، جب تک اس کا زخم درست نہ ہو جائے، جب اس کا زخم درست ہو جائے تو تب وہ قصاص لے۔“

قَالَ: فَأَبَى الرَّجُلُ إِلَّا أَنْ يَسْتَقِيدَ فَأَقَادَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْهُ، قَالَ: فَعَرَجَ الْمُسْتَقِيدُ وَبَرَأَ الْمُسْتَقَادَ مِنْهُ، فَأَتَى الْمُسْتَقِيدَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَرَجْتُ وَبَرَأَ صَاحِبِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَمْ أَمُرْكَ أَنْ لَا تَسْتَقِيدَ حَتَّى يَبْرَأَ جُرْحُكَ فَعَصَيْتَنِي فَأَبْعَدَكَ اللَّهُ وَبَطَلَ جُرْحُكَ-)) ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الرَّجُلِ الَّذِي عَرَجَ ((مَنْ كَانَ بِهِ جُرْحٌ أَنْ لَا يَسْتَقِيدَ حَتَّى تَبْرَأَ جِرَاحَتَهُ، فَإِذَا بَرِئْتَ جِرَاحَتَهُ اسْتَقَادَ-)) (مسند احمد: ۷۰۳۴)

**فوائد:** ..... ملا علی قاری نے اس حکم کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ زخموں میں انجام کو دیکھا جاتا ہے، نہ ان کی حالیہ

صورت حال کو، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ زخم جان لیوا ثابت ہو جائے۔ بہر حال یہ روایت ضعیف ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح)

بَابُ هَلْ يُسْتَوْفَى الْقِصَاصُ وَالْحُدُودُ فِي الْحَرَمِ وَالْمَسَاجِدِ أَمْ لَا؟

کیا حرم یا دیگر مساجد میں قصاص یا حدیں لگائی جاسکتی ہیں؟

(۶۵۷۴) - عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَزَامٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُقَامُ الْحُدُودُ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَا يُسْتَقَادُ فِيهَا-)) (مسند احمد: ۱۵۶۶۴)

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسجدوں میں نہ حدیں لگائی جائیں اور نہ قصاص لیا جائے۔“

**فوائد:** ..... یہ روایت درج ذیل الفاظ کے ساتھ صحیح ہے:

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسْتَقَادَ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ الْأَشْعَارُ، وَأَنْ تُقَامَ فِيهِ الْحُدُودُ- ..... رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ مسجد میں قصاص لیا جائے، اس میں اشعار پڑھے جائیں اور اس میں حدیں لگائی جائیں۔ (ابوداؤد: ۴۴۹۰)

(۶۵۷۴) - تخريج: اسنادہ ضعيف لجهالة العباس بن عبد الرحمن المدني - أخرجه ابن أبي شيبة: ۱۰ /

۴۲، والطبرانی في "الكبير": ۳۱۳۱، والدارقطني في "السنن": ۸۶ / ۳ (انظر: ۱۵۵۷۹)

معلوم ہوا کہ مسجد میں نہ کوئی حد لگائی جائے اور نہ قصاص لیا جائے، کیونکہ مسجد کی تعمیر کا مقصد اللہ تعالیٰ کا ذکر، تلاوت اور نماز ہے۔

ابن نطل کو قتل کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ یہ مرتد ہو گیا تھا، یہ نبی کریم ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا، اس نے آپ ﷺ کے ایک خادم مسلمان کو قتل کیا تھا اور اس کی دو لونڈیاں بھی نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کی مذمت کیا کرتی تھیں۔ (عبداللہ رفیق)

(۶۵۷۵)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَعْدَى النَّاسِ عَلَيَّ السُّلَّةُ مَنْ قَتَلَ فِي الْحَرَمِ، أَوْ قَتَلَ غَيْرَ قَاتِلِهِ، أَوْ قَتَلَ بِدُحُولِ الْجَاهِلِيَّةِ)) (مسند احمد: ۶۹۳۳)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ زیادتی کرنے والا وہ شخص ہے جو حرم میں قتل کرے، یا غیر قاتل کو قتل کر دے، یا جاہلیت کا انتقام لے۔“

**فوائد:**..... آپ ﷺ نے جاہلیت کی تمام زیادتیوں کی معافی کا اعلان کر دیا تھا اور عملاً معاف کیا بھی تھا۔

(۶۵۷۶)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ وَقَالَ: ابْنُ حَظَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكُعْبَةِ فَقَالَ: ((اقتلوه)) (مسند احمد: ۱۲۹۶۲)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ ﷺ کے سر پر خود تھا، جب آپ ﷺ نے اس کو اتارا تو ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: ابن نطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے، آپ نے فرمایا: ”اس کو قتل کر دو۔“

**فوائد:**..... نبی کریم ﷺ نے ابن نطل کو کعبہ میں اس وقت قتل کروایا تھا، جب آپ ﷺ نے اس کے لیے کچھ وقت کے لیے لڑائی جائز قرار دی گئی تھی، فتح مکہ کے موقع پر جب لڑائی کا معینہ وقت گزر گیا تو پھر آپ ﷺ نے اس کی حرمت کا اعلان کر دیا، جو روز قیامت تک برقرار رہے گی۔

وعظ و نصیحت، کافروں کی مذمت اور دیگر کسی اچھے مقصد کے لیے اشعار مسجد میں پڑھنے جائز ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حسان بن علیؓ کو فرمایا تھا مشرکوں کو میری طرف سے جواب دے پھر آپ نے اس کے لیے دعا کی ”السلہم ایده بروح القدس“ اے اللہ! جبریل کے ساتھ اس کی مدد فرما۔ (بخاری: ۶۱۵۰/۶۰۵۱) (عبداللہ رفیق)

(۶۵۷۵) تخریج: اسنادہ حسن (انظر: ۶۹۳۳)

(۶۵۷۶) أخرجه البخاری: ۱۸۴۶، ۳۰۴۴، ومسلم: ۱۳۵۷، وابوداؤد: ۲۶۸۵ (انظر: ۱۲۹۳۲)

## بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَسَامَةِ

## قسامہ کا بیان

سیدنا سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بنو حارثہ کے بھائی عبداللہ، بنو حارثہ کے چند افراد کے ہمراہ کھجوروں کا غلہ لینے خیبر کی جانب نکلے، سیدنا عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کی گردن توڑ دی گئی (یعنی ان کو قتل کر دیا گیا اور خیبر کے چشموں میں سے ایک چشمہ کے پانی کے بہاؤ کی جگہ پر پھینک دیا گیا، جب انہوں نے اپنے ساتھی کو گم پایا تو اس کی تلاش میں نکلے، یہاں تک کہ اسے مقتول پایا، پھر انہوں نے اس کو دفن کیا اور بعد ازاں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عبداللہ کا بھائی عبد الرحمن بن سہل اور اس کے دو چچا کے بیٹے حویصہ اور محیصہ جو کہ عبد الرحمن سے بڑے تھے، مگر عبد الرحمن ان سب سے بڑھ کر جرأت مند تھا اور مقتول کے خون کا وارث بھی تھا، یہ افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عبد الرحمن نے اپنے چچا کے بیٹوں حویصہ اور محیصہ سے پہلے آپ سے بات کرنا شروع کی، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”بڑے کو بات کرنے دو، بڑے کو بات کرنے دو۔“ سو عبد الرحمن پیچھے ہٹ گئے اور حویصہ نے بات کی، اس کے بعد محیصہ نے اور آخر میں عبد الرحمن نے صورت حال بتائی اور انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے بھائی پر حملہ ہوا ہے اور خیبر میں ہمارے دشمن صرف یہودی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے قاتل کو اس طرح نامزد کرو کہ تم میں سے پچاس آدمی قسمیں اٹھائیں کہ ہم اس قاتل کو تم لوگوں کے حوالے کر دیں گے۔“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم جس واقعہ پر حاضر نہیں تھے، اس کے بارے میں قسمیں کیسے اٹھائیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

(۶۵۷۷)۔ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَتْمَةَ قَالَ: خَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهْلِ أَخُو بَنِي حَارِثَةَ يَغْنِي فِي نَفَرٍ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ إِلَى خَيْبَرَ يَمْتَارُونَ مِنْهَا تَمْرًا، قَالَ: فَعُدِي عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَهْلِ فَكَسِرَتْ عُنُقُهُ ثُمَّ طُرِحَ فِي مَنْهَرٍ مِنْ مَنَاهِرِ عِيُونِ خَيْبَرَ وَفَقَدَهُ أَصْحَابُهُ فَالْتَمَسُوهُ حَتَّى وَجَدُوهُ فَغَيَّبُوهُ، قَالَ: ثُمَّ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَقْبَلَ أَخُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَهْلِ وَأَبْنَا عَمَّهُ حُوَيْصَةَ وَمُحَيصَةَ وَهُمَا كَانَا أَسَنَّ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ذَا قَدَمٍ مِنَ الْقَوْمِ وَصَاحِبُ الدِّمِّ فَتَقَدَّمَ لِدَلِّكَ، فَكَلَّمَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ ابْنِي عَمِّهِ حُوَيْصَةَ وَمُحَيصَةَ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْكَبِيرَ الْكَبِيرَ)) فَاسْتَأْخَرَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَتَكَلَّمَ حُوَيْصَةَ، ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيصَةَ، ثُمَّ تَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عُدِي عَلَى صَاحِبِنَا فَقْتِلْ وَلَيْسَ بِخَيْرٍ عَدُوًّا إِلَّا يَهُودٌ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تُسْمُونَ قَاتِلَكُمْ تَحْلِفُونَ عَلَيْهِ خَمْسِينَ يَمِينًا ثُمَّ سُلِّمَهُ؟)) قَالَ: فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا كُنَّا لِنَحْلِفَ عَلَى مَا لَمْ نَشْهَدْ،

”تو پھر یہودی لوگ پچاس قسمیں اٹھائیں گے اور تمہارے ساتھی کے خون سے بری ہجہ جائیں گے۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم تو یہودیوں کی قسمیں قبول کرنے والے نہیں ہیں، جس کفر میں وہ مبتلا ہیں، وہ گناہ والی قسم سے براجرم ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے سواونٹیوں کی صورت میں اس مقتول کی دیت ادا کر دی، سہل کہتے ہیں: میں ابھی تک یہ بات نہیں بھولا کہ ان میں ایک سرخ رنگ کی اونٹنی تھی، اس نے مجھے لات ماری تھی، جبکہ میں اس کوزی سے ہانک رہا تھا۔

ایک انصاری صحابی سے مروی ہے کہ جاہلیت میں خون بہنے کی صورت میں قسامہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسی طرح برقرار رکھا، جیسے وہ جاہلیت میں تھا، اور بنو حارثہ کے چند انصاری لوگوں نے اپنے ایک مقتول کی تہمت یہودیوں پر لگا دی تھی، آپ ﷺ نے قسامہ کی روشنی میں فیصلہ کیا تھا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو بستوں کے درمیان ایک مقتول پایا، آپ ﷺ نے ان دونوں بستوں کے درمیان فاصلہ کو ماپنے کا حکم دیا، گویا کہ میں اب بھی رسول اللہ ﷺ کی بالشت کو دیکھ رہا ہوں، پھر آپ نے قریب والی بستی کو اس قتل کا ذمہ دار قرار دیا۔

**فوائد:** ..... نبی کریم ﷺ نے اسلام سے پہلے کے کچھ اصول و ضوابط برقرار رکھے، ان میں ایک ضابطہ قسامہ

قَالَ: ((فَيَخْلِفُونَ لَكُمْ خَمْسِينَ يَمِينًا وَيَبْرُونَ مِنْ دَمِ صَاحِبِكُمْ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا كُنَّا لِنَقْبَلَ إِيمَانَ يَهُودَ، مَا هُمْ فِيهِ مِنَ الْكُفْرِ أَعْظَمُ مِنْ أَنْ يَخْلِفُوا عَلَيَّ إِثْمًا، قَالَ: فَوَدَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ مِائَةٌ نَاقَةٌ، قَالَ: يَقُولُ سَهْلٌ: مَا أَنْسَى بَكْرَةَ مِنْهَا حَمْرَاءَ رَكَّضْتَنِي وَأَنَا أَحْوَزُهَا۔ (مسند احمد: ۱۶۱۹۴)

(۶۵۷۸)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ إِنْسَانٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ الْقَسَامَةَ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَسَامَةَ الدَّمِ، فَأَقْرَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَقَضَى بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ نَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ فِي قَيْلٍ إِدْعَوْهُ عَلَى الْيَهُودِ۔ (مسند احمد: ۱۶۷۱۵)

(۶۵۷۹)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَيْلًا بَيْنَ قَرَبَتَيْنِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِدْرِعَ مَا بَيْنَهُمَا، قَالَ: وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى شِبْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَلْقَاهُ عَلَى أَقْرَبِيهِمَا۔ (مسند احمد: ۱۱۳۶۱)

(۶۵۷۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۶۷۰ (انظر: ۱۶۵۹۸)

(۶۵۷۹) تخريج: اسنادہ ضعیف جدا، لضعف ابی اسرائیل الملائی، و عطیة العوفی۔ أخرجه البزار:

۱۵۳۴، والبیہقی فی "السنن": ۸/ ۱۲۶ (انظر: ۱۱۳۴۱)



ہے، قسامہ قسم کی ایک خاص صورت ہے اور وہ یہ کہ جب کوئی شخص کسی علاقے میں مقتول پایا جائے، لیکن اس کے قاتل کا پتہ نہ چلے یا کچھ لوگوں پر شک ہو کہ وہ قتل میں ملوث ہیں، مگر کوئی ثبوت نہ ہو تو مدعی لوگوں سے پچاس قسمیں لی جائیں گی، اگر وہ پچاس قسمیں اٹھالیں تو وہ دیت کے مستحق قرار پائیں گے، اور اگر وہ یہ قسمیں نہ دیں تو مدعی علیہ لوگوں کے پچاس معتبر آدمیوں سے قسم لی جائے کہ نہ انہوں نے اس کو قتل کیا ہے اور نہ وہ اس کے قاتل کو جانتے ہیں، ایسی صورت میں اس علاقے کے لوگ قتل کے الزام سے بری ہو جائیں گے۔

### أَبْوَابُ الدِّيَةِ

دیت کے ابواب

بَابُ جَامِعِ دِيَةِ النَّفْسِ وَأَعْضَائِهَا وَمَنَافِعِهَا وَمَا جَاءَ فِي الْخَطَا وَالْعَمَدِ وَشِبْهِ الْعَمَدِ

نفس، اعضاء اور اعضاء کی منفعتوں کی دیت کا جامع تذکرہ اور اس میں قتل خطا، قتل عمد

اور قتل شبہ عمد کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قصداً قتل کیا، اسے مقتول کے لواحقین کے حوالے کر دیا جائے گا، اگر وہ چاہیں تو اس کو قتل کر دیں، چاہیں تو دیت لے لیں، جس کی تفصیل یہ ہے: تیس ہتھے، تیس جڑے اور چالیس گا بھن اونٹنیاں، یہ قتل عمد کی دیت ہے، نیز وہ جس چیز پر صلح کر لیں، وہ ان کے لیے ہوگی، یہ سخت ترین دیت ہے، شبہ عمد قتل کی دیت بھی قتل عمد کی طرح مغلط ہے، البتہ شبہ عمد والے قاتل کو قصاصاً قتل نہیں کیا جائے گا، یہ اس لیے ہے کہ شیطان لوگوں کے درمیان فساد برپا کر دیتا ہے اور پھر کینہ اور ہتھیاروں کے بغیر قتل ہو جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا، وہ ہم میں سے نہیں۔“ اور نہ ایسے قتل کے لیے گھات لگایا جاتا ہے، جو ان صورتوں کے علاوہ قتل کیا جائے وہ شبہ عمد ہے، اس کی دیت مغلط (سخت) ہے، شبہ عمد کے قاتل کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا، اس کا یہ حکم ہوگا اگرچہ حرمت والا مہینہ ہو، یا

(۶۵۸۰)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ أَبِي عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ فَذَكَرَ حَدِيثَنَا، قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَذَكَرَ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَإِنَّهُ يَدْفَعُ إِلَى أَوْلِيَاءِ الْقَتِيلِ فَإِنْ شَاءَ وَاقْتُلُوا، وَإِنْ شَاءَ وَأَخَذُوا الدِّيَةَ)) وَهِيَ ثَلَاثُونَ حِقَّةً وَثَلَاثُونَ جَذَعَةً وَأَرْبَعُونَ خَلْفَةً فَذَلِكَ عَقْلُ الْعَمْدِ وَمَا صَلَحُوا عَلَيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ لَهُمْ وَذَلِكَ شِدِيدُ الْعَقْلِ، وَعَقْلُ شِبْهِ الْعَمْدِ مُغْلَطَةٌ مِثْلُ عَقْلِ الْعَمْدِ، وَلَا يُقْتَلُ صَاحِبُهُ وَذَلِكَ أَنْ يَنْزِعَ الشَّيْطَانُ بَيْنَ النَّاسِ فَتَكُونَ دِمَاءٌ فِي غَيْرِ صُغْيَتِهِ وَلَا حَمْلُ سَلَاحٍ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ

(۶۵۸۰) تخریج: حدیث حسن (انظر: ۷۰۳۳)

حرمت والی جگہ ہو یا پڑوسی ہو اور جو غلطی سے قتل ہو گیا، اس کی دیت سواونٹ ہے، اس کی تفصیل یہ ہے: تیس بنتِ مخاض، تیس بنتِ لبون، تیس بچے اور دس ابنِ لبون، جو کہ مذکر ہوں، رسول اللہ ﷺ بستی والوں پر اس دیت کے عوض چار سو دینار یا اس کے برابر چاندی مقرر کرتے تھے، آپ ﷺ اونٹوں کی قیمتوں کو دیکھ کر سونے چاندی کی مقدار کا تعین کرتے تھے، جب اونٹوں کی قیمت بڑھ جاتی تو سونے چاندی کی مقدار بھی زیادہ کر دی جاتی اور جب ان کی قیمت کم ہو جاتی تو نقدی کی مقدار بھی کم کر دی جاتی، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہ قیمت چار سو دینار سے آٹھ سو دینار تک یا اس کے برابر چاندی آٹھ ہزار درہم رہی ہے، نیز آپ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ جس نے دیت میں گائیں دینی ہوں تو وہ دو سو گائے دے اور بکریوں کے مالک دو ہزار بکریاں دیں۔ جب کوئی کسی کی مکمل ناک کاٹ دے تو اس کی پوری دیت یعنی سواونٹ ہوں گے اور جب کوئی کسی کے ناک کا کنارہ کاٹ دے تو نصف دیت یعنی پچاس اونٹ ہوں گے، ایک آنکھ کی نصف دیت ہو گی، جو کہ پچاس اونٹ ہے یا ان کے برابر سونا یا چاندی یا سو گائے یا ہزار بکری ہے، پاؤں کی دیت نصف ہے، ایک ہاتھ کی دیت نصف ہے، مامومہ (یعنی دماغ تک اتر جانے والے زخم) کی دیت کل دیت کا ایک تہائی ہے، یعنی تینتیس اونٹ یا سونے اور چاندی کی صورت میں ان کی قیمت یا گائیں یا بکریاں، وہ زخم جو پیٹ تک پہنچ جائے اس کی دیت کل دیت کا ایک تہائی ہے، ٹوٹ جانے والی ہڈی کی دیت پندرہ اونٹ ہے، جس زخم سے ہڈی ننگی ہو جائے، اس کی دیت پانچ اونٹ ہے اور ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے۔

يَعْنِي: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)) وَلَا رَصَدَ بِطَرِيقِي، فَمَنْ قُتِلَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ فَهُوَ شِبْهُ الْعَمْدِ وَعَقْلُهُ مُعْلَظَةٌ، وَلَا يُقْتَلُ صَاحِبُهُ وَهُوَ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَلِلْحُرْمَةِ وَلِلْجَارِ، وَمَنْ قُتِلَ خَطَاءً فَدَيْتُهُ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، ثَلَاثُونَ إِبْنَةً مَخَاضٍ وَثَلَاثُونَ إِبْنَةً لَبُونٍ وَثَلَاثُونَ حِقَّةً، وَعَشْرُ نَكَارَةَ بَنِي لَبُونٍ ذُكُورٍ، قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُقِيمُهَا عَلَى أَهْلِ الْفُرَى أَرْبَعِمِائَةَ دِينَارٍ أَوْ عِدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ، وَكَانَ يُقِيمُهَا عَلَى أَثْمَانِ الْإِبِلِ، فَإِذَا غَلَّتْ رَفَعَ فِي قِيمَتِهَا وَإِذَا هَانَتْ نَقَصَ مِنْ قِيمَتِهَا عَلَى نَهْدِ الزَّمَانِ مَا كَانَ، فَبَلَّغَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا بَيْنَ أَرْبَعِمِائَةِ دِينَارٍ إِلَى ثَمَانِمِائَةِ دِينَارٍ أَوْ عِدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ ثَمَانِيَةَ آلَافٍ دِرْهَمٍ، وَقَضَى أَنْ مَنْ كَانَ عَقْلُهُ عَلَى أَهْلِ الْبَقَرِ فِي الْبَقْرِ مَاتَى بَقْرَةً، وَقَضَى أَنْ مَنْ كَانَ عَقْلُهُ عَلَى أَهْلِ الشَّاءِ فَالْفَى شَاةً، وَقَضَى فِي الْأَنْفِ إِذَا جُدِعَ كُلُّهُ بِالْعَقْلِ كَامِلًا، وَإِذَا جُدِعَتْ أَرْبَعَةُ فَنِصْفُ الْعَقْلِ، وَقَضَى فِي الْعَيْنِ نِصْفَ الْعَقْلِ خَمْسِينَ مِنَ الْإِبِلِ أَوْ عِدْلَهَا ذَهَبًا أَوْ وَرِقًا أَوْ مِائَةَ بَقْرَةٍ أَوْ أَلْفَ شَاةٍ، وَالرَّجُلِ نِصْفُ الْعَقْلِ، وَالْيَدِ نِصْفُ الْعَقْلِ، وَالْمَأْمُومَةَ ثُلُثُ الْعَقْلِ ثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ مِنَ الْإِبِلِ أَوْ قِيمَتِهَا مِنَ الذَّهَبِ أَوْ الْوَرِقِ أَوْ

الْبَقْرِ أَوْ الشَّاءِ، وَالْجَائِفَةَ ثُلُثُ الْعَقْلِ،  
وَالْمُنْقَلَةَ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الْإِبِلِ،  
وَالْمَوْضِحَةَ خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ، وَالْأَسْنَانَ  
خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ۔ (مسند احمد: ۷۰۳۳)

**فوائد:** ..... یہ حدیث، دیت کے کئی مسائل پر مشتمل ہے، اگر اس کا بار بار مطالعہ کیا جائے تو تمام احکام سمجھ آ

جائیں گے۔

قتل کی تین صورتیں ہیں:

(۱) **قتل عمد:** ..... ایسا قتل ہے، جس سے مکلف شخص کسی آدمی کو ایسے آلے سے قتل کرنے کی نیت کرے، جس میں اغلب گمان یہی ہو کہ وہ اسے قتل کر دے گا، مثلاً ہندوق، تلوار یا تیر وغیرہ۔

صرف اس قتل میں قصاص ہے، وگرنہ دیتِ مغلظہ (بھاری دیت) لی جائے گی اور وہ ہے: تمیں تھے، تمیں جدے اور چالیس گا بھن اونٹنیاں

(۲) **قتل شبه عمد:** ..... لڑائی وغیرہ میں کسی کو قتل کرنے کی نیت نہ ہو اور نہ اسلحہ استعمال کیا گیا ہو، ڈنڈے سونے وغیرہ چلائے گئے ہوں، لیکن اس سے کوئی شخص مر گیا ہو۔

اس قتل میں قصاص نہیں ہے، البتہ دیتِ قتل عمد کی دیت کی طرح بھاری ہی ہوگی۔

(۳) **قتل خطا:** وہ قتل ہے کہ مارنا کسی اور کو تھا، لیکن قتل کوئی اور ہو گیا، مثلاً شکار کی طرف گولی چلائی، لیکن کسی انسان کو لگ گئی۔

اس قتل میں قصاص نہیں ہے اور دیت بھی ہلکی ہوگی، یعنی تمیں بنتِ مخاض، تمیں بنتِ لبون، تمیں تھے اور دس ابن لبون، ایسے قاتل کو ایک غلام یا لونڈی کو آزاد کر کے کفارہ بھی دینا پڑے گا، اگر گردن آزاد کرنے کی طاقت نہ ہو تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے جائیں گے، ملاحظہ ہو: سورہ نساء: آیت نمبر ۹۲

(۶۵۸۱)۔ عَنِ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: سَيِّدُنَا عَبَادَةُ بْنُ صَامِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي دِيَةِ الْكُبْرَى الْمَعْلُوظَةَ ثَلَاثِينَ أِنَّةً لِبُؤْنٍ وَثَلَاثِينَ حِقَّةً وَأَرْبَعِينَ خَلْفَةً، وَقَضَى فِي دِيَةِ الصُّغْرَى

سیدنا عباده بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بڑی اور مغلظہ دیت کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ اس میں تمیں بنتِ لبون، تمیں تھے اور چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں، چھوٹی دیت میں آپ کا فیصلہ یہ ہے کہ تمیں بنتِ لبون،

(۶۵۸۱) تخریج: اسنادہ ضعیف، الفضیل بن سلیمان النمیری لین الحدیث، واسحاق بن یحیی الولید مجہول الحال، ثم روايته عن جده عبادة مرسله، لكن قصة دية الكبرى صحيحة بالشواهد۔ أخرج الدية الكبرى والصغرى البيهقي: ۸ / ۷۴ (انظر: ۲۲۷۷۸)

تیس تھے، بیس بنت مخاض اور بیس ابن مخاض یعنی مذکر اونٹ۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اونٹ مہنگے ہو گئے اور درہم سستے ہو گئے، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے اونٹوں کی قیمت چھ ہزار درہم مقرر کی، ہر اونٹ کی قیمت ایک اوقیہ تھی، پھر اونٹ مہنگے ہو گئے اور چاندی کی قیمت گر گئی تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیت میں اضافہ کر کے دو ہزار اور بڑھادیے اور ہر اونٹ کی قیمت دو اوقیوں کے حساب سے لگائی، اونٹ پھر مہنگے ہو گئے اور درہم گر گئے، اس بار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بارہ ہزار درہم پورے کر دیے، ہر اونٹ کی قیمت تین اوقیوں کے حساب سے لگائی اور حرمت والے مہینے میں دیت کی ادائیگی میں دیت کا تیسرا حصہ زیادہ وصول کرتے تھے اور حرمت والے شہر میں ایک اور تیسرے حصہ کا اضافہ کر دیتے تھے، اس طرح حرمین شریفین (مکہ و مدینہ) کی دیت بیس ہزار درہم مکمل ہو گئی تھی، دیہات والوں سے ان کے مویشیوں سے دیت لی جاتی تھی انہیں سونایا چاندی دینے کا ہی مکلف نہ کیا جاتا تھا، اور ہر قوم سے ان کے مالوں سے دیت عادلانہ قیمت لگا کر وصول کی جاتی تھی۔

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے باپ اور میرے دادا، جو کہ جنگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز ظہر پڑھائی اور ایک درخت کے سائے میں تشریف لے گئے، اقرع بن حابس آپ کے سامنے کھڑے ہوئے، وہ اور عیینہ بن حصن بن بدر دونوں قیس قبیلہ کے سردار عامر بن اضبط اشجعی کے خون کا مطالبہ کرنے لگے، اقرع بن حابس خندق کی وجہ سے محکم

ثَلَاثِينَ اِسْتَةَ لُبُونٍ وَثَلَاثِينَ حِقَّةً وَعِشْرِينَ اِسْتَةَ مَخَاضٍ وَعِشْرِينَ بَنِي مَخَاضٍ ذُكُورًا، ثُمَّ غَلَّتِ الْاِبِلُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهَانَتِ الدَّرَاهِمُ، فَقَوَّمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِبِلِ الْمَدِينَةِ سِتَّةَ اَلْفِ دِرْهَمٍ حِسَابَ اَوْقِيَةٍ لِكُلِّ بَعِيرٍ، ثُمَّ غَلَّتِ الْاِبِلُ وَهَانَتِ الدَّرَاهِمُ فَتَمَّتْهَا عُمَرُ اِثْنَيْ عَشَرَ اَلْفًا حِسَابَ ثَلَاثِ اَوْاقٍ لِكُلِّ بَعِيرٍ، قَالَ: فَزَادَ ثُلُثَ الدِّيَةِ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَثُلُثًا اٰخَرَ فِي الْبَلَدِ الْحَرَامِ، قَالَ: فَتَمَّتْ دِيَةُ الْحَرَمَيْنِ عِشْرِينَ اَلْفًا، قَالَ: فَكَانَ يُقَالُ: يُؤْخَذُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ مَا شِئْتُمْ لَا يَكْلَفُونَ السُّورِقَ وَلَا الدَّهَبَ، وَيُؤْخَذُ مِنْ كُلِّ قَوْمٍ مَا لَهُمْ قِيَمَةُ الْعَدْلِ مِنْ اَمْوَالِهِمْ۔ (مسند

احمد: ۲۳۱۵۹)

(۶۵۸۲)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ زِيَادَ بْنَ صُمَيْرَةَ بْنَ سَعْدِ السُّلَيْمِيِّ يُحَدِّثُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي وَجَدِّي وَكَانَا قَدْ شَهِدَا حُنَيْنًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ، ثُمَّ جَلَسَ اِلَى ظِلِّ شَجَرَةٍ فَقَامَ اِلَيْهِ الْاَفْرَعُ بْنُ حَابِسٍ وَعَعِيْنَةُ بْنُ

(۶۵۸۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة زیاد بن ضمیرہ۔ أخرجه ابو داود: ۴۵۰۳، وابن ماجه:

۲۶۲۵ (انظر: ۲۱۰۸۱)

بن جثامہ کا دفاع کر رہا تھا، یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے سامنے مقدمہ لے کر پیش ہوئے، ہم نے سنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم پچاس اونٹ اب دوران سفر لے لو اور پچاس واپس جا کر لے لینا۔“ عینہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم میں اسے نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ اس کی عورتوں کو وہ غم نہ پہنچاؤں، جو اس نے ہماری عورتوں کو پہنچایا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دیت لے لو۔“ مگر عینہ نے انکار کر دیا، لیث قبیلہ کا مکلیل نامی ایک آدمی کھڑا ہوا، وہ چھوٹے قد کا آدمی تھا اور مختلف ہتھیاروں سے مسلح تھا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسلام کی ابتداء میں اس جیسا مقتول آپ کو نہ ملا ہوگا، مگر بکریوں کی مانند جو پانی کے گھاٹ پر وارد ہوں، ان سے پہلے بکریوں پر تیر پھینکا جائے تو آخر والی بھی بھاگنے لگتی ہیں، (یعنی ہم قصاص لیں گے، چھوڑیں گے نہیں) آج طریقہ جاری کیجیے، کل کلاں اسے بدل لینا، یعنی آج تو قصاص کے حکم پر عمل ہوگا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دعاء کے لیے ہاتھ اٹھا لیے آپ نے فرمایا: ”نہیں، بلکہ ایسا کرو کہ دیت قبول کر لیں، پچاس اونٹ اب لے لو اور پچاس واپسی پر۔“ آپ انہیں نرم کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ لوگ دیت قبول کرنے پر رضا مند ہو گئے، جب انہوں نے دیت قبول کر لی تو کہنے لگے: وہ تمہارا قاتل کہاں ہے، تاکہ رسول اللہ ﷺ اس کے لیے استغفار کر دیں، پس گندمی رنگ کا دراز قد آدمی کھڑا ہوا، اس نے پوشاک پہنی ہوئی تھی، ایسے لگ رہا تھا کہ وہ قتل کے لیے تیار ہو رہا ہے، جب وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا، آپ نے پوچھا: ”تمہارا نام کیا ہے؟“ اس نے کہا: میں محلم بن جثامہ ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے میرے اللہ! محلم کو معاف نہ کر۔“ آپ نے تین مرتبہ یہ بددعا کی، وہ

حِصْنِ بْنِ بَدْرِ يَطْلُبُ بَدْمَ الْأَشْجَعِيِّ عَامِرِ بْنِ الْأَضْبَطِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ سَيِّدُ قَيْسِ، وَالْأَفْرَعُ بْنُ حَابِسٍ يَدْفَعُ عَنْ مُحَلِّمِ بْنِ جَثَامَةَ لِحَنْدِفٍ (وَفِي لَفْظٍ: بِمَكَانِهِ مِنْ حَنْدِفٍ) فَاخْتَصَمَا بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَمِعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَأْخُذُونَ الدِّيَةَ حَمْسِينَ فِي سَفَرِنَا هَذَا وَحَمْسِينَ إِذَا رَجَعْنَا)) قَالَ: يَقُولُ عَيْنَةُ: وَاللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَا أَدْعُهُ حَتَّى أَذِيقَ نِسَائِهِ مِنَ الْحُزْنِ مَا ذَاقَ نِسَائِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَلْ تَأْخُذُونَ الدِّيَةَ)) فَأَبَى عَيْنَةُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ لَيْثٍ يُقَالُ لَهُ مُكَيْبِلٌ رَجُلٌ قَصِيرٌ مَجْمُوعٌ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا وَجَدْتُ لِهَذَا الْقَتِيلِ شَيْئًا فِي عُرَّةِ الْإِسْلَامِ إِلَّا كَعَنَمٍ وَرَدَّتْ فَرُمِي أَوْلَهَا فَفَرَّ آخِرُهَا، اسْنُنِ الْيَوْمَ وَغَيْرَ غَدَا، قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ ثُمَّ قَالَ: ((بَلْ تَقْبَلُونَ الدِّيَةَ فِي سَفَرِنَا هَذَا حَمْسِينَ وَحَمْسِينَ إِذَا رَجَعْنَا)) فَلَمْ يَزَلْ بِالْقَوْمِ حَتَّى قَبِلُوا الدِّيَةَ، فَلَمَّا قَبِلُوا الدِّيَةَ، قَالَ: قَالُوا: أَيْنَ صَاحِبِكُمْ يَسْتَغْفِرُ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَامَ رَجُلٌ آدَمٌ طَوِيلٌ ضَرَبَ عَلَيْهِ حُلَّةٌ كَأَنَّ تَهَيَّأَ لِنَقْتَلِ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا جَلَسَ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: أَنَا مُحَلِّمُ بْنُ جَثَامَةَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اللَّهُمَّ لَا



تَغْفِرُ لِمُحْلِمٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَمَامٌ مِنْ بَيْنِ  
بَدَيْهِ وَهُوَ يَتَلَقَّى دَمْعُهُ بِفَضْلِ رِدَائِهِ، فَأَمَّا  
نَحْنُ بَيْنَنَا فَنَقُولُ: قَدْ اسْتَغْفَرَ لَهُ وَلَكِنَّهُ  
أَظْهَرَ مَا أَظْهَرَ لِيَدَعَ النَّاسَ بَعْضُهُمْ مِنْ  
بَعْضٍ - (مسند احمد: ۲۱۳۹۶)

آپ ﷺ کے سامنے سے کھڑا کر چلنے لگا اور وہ اپنی چادر  
کے ایک کنارے سے اپنے آنسو صاف کر رہا تھا، ہم نے آپس  
میں ایک دوسرے سے کہا کہ آپ ﷺ نے اس کے لیے  
استغفار ہی کیا تھا، بس ان الفاظ کا اظہار کیا کہ لوگ ایک  
دوسرے کو چھوڑ دیں۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ قَتِيلٍ شَبِهَ الْعَمْدَ

#### شبہ عمد کے مقتول کی دیت کا بیان

**قتل شبہ عمد:**..... لڑائی وغیرہ میں کسی کو قتل کرنے کی نیت نہ ہو اور نہ اسلحہ استعمال کیا گیا ہو، ڈنڈے سونے  
اور چھوٹے پتھر وغیرہ چلائے گئے ہوں، لیکن اس سے کوئی شخص مر گیا ہو۔

(۶۵۸۳)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ: ((أَلَا إِنَّ دِيَةَ  
النَّخْطِ الْعَمْدِ بِالسُّوْطِ أَوْ الْعَصَا مُغْلَطَةٌ  
مِائَةً، مِنْهَا أَرْبَعُونَ خَلْفَةً فِي بُطُونِهَا  
أَوْلَادُهَا، أَلَا إِنَّ كُلَّ دَمٍ وَمَالٍ وَمَأْتِرَةٌ كَانَتْ  
فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِي إِلَّا مَا كَانَ مِنْ  
سِقَايَةِ الْحَاجِّ وَسِدَانَةِ الْبَيْتِ فَإِنِّي قَدْ  
أَمْضَيْتُهَا لِأَهْلِهَا)) (مسند احمد: ۵۸۰۵)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ  
نے فتح مکہ کے روز لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: ”کوڑے یا لاشی  
وغیرہ سے ہو جانے والے نخط عمد کے قتل کی دیت مغلطہ ہے،  
کل سواونٹ ہوں گے، ان میں چالیس اونٹنیاں گابھن ہوں  
گی، خبردار! ہر خون، مال، جاہلیت کا فخر میرے قدموں کے  
نیچے پھل دیا گیا ہے، ہاں میں حاجیوں کو پانی پلانے اور بیت  
اللہ کی خدمت کرنے کا عہدہ ان ہی کے سپرد کرتا ہوں، جو پہلے  
سے یہ خدمت کر رہے ہیں۔“

**فوائد:**..... قتل شبہ عمد میں صرف سواونٹ دیت ہے، اس حدیث میں چالیس کی کیفیت تو بتادی گئی ہے کہ وہ  
حاملہ اونٹنیاں ہوں، باقی ساٹھ اونٹوں کی تفصیل حدیث نمبر (۶۵۸۰) میں بیان کی گئی ہے، ان دو احادیث کے مطابق کل  
(۱۰۰) اونٹوں کی دیت یہ بنتی ہے: تیس جھے، تیس جڈے اور چالیس گابھن اونٹنیاں اس قتل میں قصاص نہیں ہے، البتہ  
دیت قتل عمد کی طرح بھاری ہے۔

(۶۵۸۴)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ سَيِّدَنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَدْنِ سَعَةَ رَوَيْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

(۶۵۸۳) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف علی بن زید بن جدعان۔ أخرجه ابوداود معلقا باثر الحديث:  
۴۵۴۹، والدارقطنی: ۳/ ۱۰۴، والبيهقی: ۸/ ۶۸ (انظر: ۵۸۰۵)؛  
(۶۵۸۴) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۴۵۴۷، ۴۵۴۸، ۴۵۸۸، وابن ماجه: ۲۶۲۷،  
والنسائی: ۸/ ۴۰ (انظر: ۶۵۵۲)

فرمایا: ”کوڑے یا لاشی وغیرہ سے ہو جانے والا قتل خطاً شبہ عمد ہے، اس کی دیت سواونٹ ہے، ان میں چالیس اونٹنیاں گا بھن ہوں گی۔“

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ قَتِيلَ الْخَطَأِ شِبْهُ الْعَمْدِ قَتِيلُ السُّوْطِ وَالْعَصَا، فِيهِ مِائَةٌ مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بَطُونِهَا أَوْلَادُهَا.)) (مسند

احمد: 6502)

سیدنا عقبہ بن اوس رضی اللہ عنہما ایک صحابی رسول سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک خطبہ دیا اور اس میں فرمایا: خبردار! خطا عمد کا مقتول جو کہ کوڑے، لاشی یا پتھر سے مارا جائے، اس کی دیت مغلظہ (سخت) ہے جو کہ سواونٹ ہے، ان میں چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں گی، ایک روایت میں ہے: چالیس اونٹنیاں ثمیہ سے بازل کے درمیان درمیان ہوں گی اور سب کی سب حاملہ ہوں گی۔“

(6585). عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَذَكَرَ حَدِيثًا وَفِيهِ: ((أَلَا وَإِنَّ قَتِيلَ خَطَأٍ الْعَمْدِ بِالسُّوْطِ وَالْعَصَا وَالْحَجَرِ دِيَةٌ مَغْلَظَةٌ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بَطُونِهَا أَوْلَادُهَا (وَفِي لَفْظٍ) أَرْبَعُونَ مِنْ ثَمِيَّةٍ إِلَى بَازِلٍ عَامِهَا كُلُّهُنَّ خَلِيقَةٌ.)) (مسند احمد: 10463)

**فوائد:** ..... ساتویں سال میں داخل ہونے والی اونٹنی کو ثمیہ کہتے ہیں اور عمر کے نویں سال میں داخل ہونے والی اونٹنی کو بازل کہتے ہیں۔

قاسم بن ربیعہ نے اس حدیث کو یوں بیان کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوڑے، لاشی اور پتھر سے ہو جانے والے خطا عمد کے مقتول کی دیت سواونٹ ہے، ان میں سے چالیس اونٹنیاں گا بھن ہوں گی، جس نے ایک اونٹ بھی زائد طلب کیا، وہ جاہلیت والوں میں سے ہوگا۔“

(6586). عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: ((وَإِنَّ قَتِيلَ الْخَطَأِ الْعَمْدِ بِالسُّوْطِ وَالْعَصَا وَالْحَجَرِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بَطُونِهَا أَوْلَادُهَا فَمَنْ إِزْدَادَ بَعِيرًا فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ.)) (مسند احمد: 10464)

یہ بھی مذکورہ بالا حدیث کے قریب قریب ہی ہے، البتہ اس میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ”کل سواونٹ ہوں گے، ان میں

(6587). وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِقَرْنِيبٍ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((مِائَةٌ مِنْ

(6585) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه النسائي: 8 / 41 (انظر: 10388)

(6586) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه النسائي: 8 / 42 (انظر: 10389)

(6587) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، القاسم بن ربیعہ، یروی عن عقبہ بن اوس، عن رجل من اصحاب النبي ﷺ (انظر: 10390)

سے تیس تھے، تیس جذعے، تیس بنت لبون اور چالیس اونٹنیاں  
ثبیت سے بازل تک ہوں، لیکن ہوں گا بھن۔“

الْإِبِلِ ثَلَاثُونَ حِقَّةً وَثَلَاثُونَ جَذَعَةً  
وَثَلَاثُونَ بِنَاتِ لَبُونٍ وَأَرْبَعُونَ ثَبِيَّةً خَلْفَةً  
إِلَى بَازِلٍ عَامٍ۔)) (مسند احمد: ۱۰۶۷۵)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قتل عمد کی دیت کی طرح قتل شبہ عمد کی  
دیت بھی سخت ہے، البتہ شبہ عمد میں قاتل کو قتل نہیں کیا جاسکتا،  
یہ اس طرح ہوتا ہے کہ شیطان لوگوں کے درمیان شراکتی کرنا  
ہے۔“ ابونضر کہتے ہیں: پھر اندھا دھند لڑائی (لاٹھی، کوڑا اور پتھر  
جیسی چیزوں) کو پھینکا جاتا ہے، جبکہ بیچ میں نہ کوئی فتنہ ہوتا ہے  
اور نہ السلحہ۔

(۶۵۸۸)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((عَقْلُ  
شِبْهِ الْعَمْدِ مُغْلَظٌ مِثْلُ عَقْلِ الْعَمْدِ وَلَا  
يُقْتَلُ صَاحِبُهُ، وَذَلِكَ أَنْ يَنْزُو الشَّيْطَانُ  
بَيْنَ النَّاسِ)) قَالَ أَبُو النَّضْرِ: فَيَكُونُ رِمِيًّا  
فِي عَمِيًّا فِي غَيْرِ فِتْنَةٍ وَلَا حَمَلِ سَلَاحٍ۔  
(مسند احمد: ۶۷۱۸)

### بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ الْخَطَا الْمُحْضِ محض قتل خطا کی دیت کا بیان

**قتل خطا:** ..... وہ قتل ہے کہ مارنا کسی اور کو تھا، لیکن قتل کوئی اور ہو گیا، مثلاً شکار کی طرف گولی چلائی، لیکن کسی  
انسان کو لگ گئی، اسی طرح کسی جانور یا بے جان سمجھ کر تیر یا کوئی اسلحہ چلایا، لیکن بعد میں پتا چلا کہ وہ تو زندہ انسان تھا۔  
سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تلوار کے علاوہ ہر چیز میں خطا ہوتی ہے  
اور ہر خطا میں دیت ہے۔“

(۶۵۸۹)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لِكُلِّ شَيْءٍ خَطَاٌ إِلَّا  
السَّيْفَ وَلِكُلِّ خَطَاٍ أَرْشٌ۔)) (مسند احمد:

(۱۸۵۸۵)

**فوائد:** ..... قتل خطا میں قصاص نہیں ہے اور دیت بھی ہلکی ہوگی، یعنی تیس بنت مخاض، تیس بنت لبون، تیس  
تھے اور دس ابن لبون، اس دیت کی تفصیل حدیث نمبر (۶۵۸۰) میں گزر چکی ہے۔ ایسے قاتل کو ایک غلام یا لونڈی کو آزاد  
کر کے کفارہ بھی دینا پڑے گا۔

(۶۵۹۰)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ  
سَيِّدِنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

(۶۵۸۸) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابو داود: ۴۵۶۵ (انظر: ۶۷۱۸)

(۶۵۸۹) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا لضعف جابر الجعفی۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۶۶۷ (انظر: ۱۸۳۹۵)

(۶۵۹۰) اسنادہ ضعیف، الحجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن، وخشف بن مالك مجهول۔ أخرجه  
الدارمی: ۲۳۶۷، والدارقطنی فی ”السنن“: ۱۷۵/۳، والبیہقی فی ”السنن“: ۷۵/۸ (انظر: ۳۶۳۵)

اللَّهُ ﷻ جَعَلَ الدِّيَةَ فِي الْخَطَايَا أَحْمَاسًا۔  
 اللہ ﷻ نے قتل خطا کی دیت کی پانچ قسم بنائی ہیں۔  
 (مسند احمد: ۳۶۳۵)

(۶۵۹۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ:  
 قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي دِيَةِ الْخَطَايَا  
 عَشْرِينَ بِنْتِ مَخَاضٍ، وَعَشْرِينَ ابْنِ  
 مَخَاضٍ، وَعَشْرِينَ ابْنَةَ لُبُونٍ، وَعَشْرِينَ  
 حِقَّةً؛ وَعَشْرِينَ جَذَعَةً۔ (مسند احمد: ۴۳۰۳)

**فوائد:** ..... پہلے دیت میں جو جانور بیان ہوئے تھے وہ شبہ عمد قتل میں تھے۔ یہ قتل خطا کی دیت ہے۔ اس لئے اس میں جانوروں کی عمریں ان سے الگ ہیں، لہذا کوئی تعارض نہیں، لیکن یہ حدیث ہی ضعیف ہے، لہذا جمع و تطبیق کی ضرورت ہی نہیں۔

(۶۵۹۲)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ  
 عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى أَنَّ مَنْ قُتِلَ  
 خَطَاً قَدِيئَةً مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ ثَلَاثُونَ بِنْتِ  
 مَخَاضٍ، وَثَلَاثُونَ بِنْتِ لُبُونٍ، وَثَلَاثُونَ  
 حِقَّةً، وَعَشْرَةَ بَنُو لُبُونٍ ذُكُورًا۔ (مسند  
 احمد: ۶۶۶۳)

**بَابُ جَامِعٍ لِدِيَةِ مَا دُونَ النَّفْسِ مِنَ الْأَعْضَاءِ وَالْجِرَاحِ وَغَيْرِ ذَلِكَ**  
**قتل کے علاوہ اعضا اور زخموں وغیرہ کی دیت کا بیان**

(۶۵۹۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ  
 عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى فِي  
 الْأَنْفِ إِذَا جُدِعَ كُلُّهُ الدِّيَةُ كَامِلَةً، وَإِذَا  
 جُدِعَتْ أَرْبَعَةٌ فَيُصْفَ الدِّيَةُ، وَفِي الْعَيْنِ

(۶۵۹۱) نخريج: اسنادہ ضعیف، الحجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن، وخشف بن مالك مجهول۔  
 أخرجه ابوداود: ۴۵۴۵، والترمذی: ۱۳۸۶، والنسائی: ۴۳ / ۸، وابن ماجه: ۲۶۳۱ (انظر: ۴۳۰۳)  
 (۶۵۹۲) اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداود: ۴۵۴۱، والنسائی: ۴۲ / ۸، وابن ماجه: ۲۶۳۰ (انظر: ۶۶۶۳)  
 (۶۵۹۳) اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداود: ۴۵۶۴، والنسائی: ۴۳ / ۸، وابن ماجه: ۲۶۴۷ (انظر: ۷۰۹۲)

میں نصف دیت ہے اور ایک پاؤں میں نصف دیت ہے، نیز آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ عورت کی دیت اس کے عصبہ ادا کریں گے اور وہ جو بھی ہوں اور یہ عصبہ اس عورت کے اصحاب الفروض سے بچنے والے مال کے وارث بنیں گے، اور اگر خاتون قتل ہو جائے تو اس کی دیت اس کے وارثوں کو ملے گی اور وہی اس کے قاتل کو قتل کریں گے، اور آپ ﷺ نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کی دیت مسلمانوں کی دیت کی یہ نسبت نصف ہے۔

نِصْفَ الدِّيَةِ، وَفِي الْيَدِ نِصْفَ الدِّيَةِ، وَفِي الرَّجْلِ نِصْفَ الدِّيَةِ، وَقَضَى أَنْ يَعْقِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ عَصَبَتَهَا مَنْ كَانُوا، وَلَا يَرْتُونَ مِنْهَا إِلَّا مَا فَضَلَ عَنْ وَرَثَتِهَا، وَإِنْ قُتِلَتْ فَعَقَلَهَا بَيْنَ وَرَثَتِهَا وَهُمْ يَقْتُلُونَ قَاتِلَهَا، وَقَضَى أَنْ عَقَلَ أَهْلَ الْكِتَابِ نِصْفَ عَقْلِ الْمُسْلِمِينَ وَهُمْ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى - (مسند احمد: ۷۰۹۲)

**فوائد:**..... حدیث مبارکہ میں مذکورہ احکام واضح ہیں، بعض اعضا کی دیت بیان کی گئی ہے، اس حدیث میں ایک اہم مسئلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ قتل خطا اور قتل شبہ عمد والے قاتل پر جو دیت پڑے گی، وہ یہ دیت خود ادا نہیں کرے گا، بلکہ یہ دیت اس کے ”عاقلہ“ (عصبہ) ادا کریں گے، بعض روایات میں ”عاقلہ“ کے الفاظ ہیں اور بعض میں عصبہ کے۔

”عاقلہ“:..... کسی کے باپ کی طرف سے وہ رشتہ دار جو دیت کی ادائیگی میں شریک ہوں، مثلاً بھائی، بھتیجے، چچے، چچا زادے وغیرہ۔

لیکن ان رشتہ داروں میں اس قاتل کا بیٹا داخل ہے نہ باپ، جب قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کو قتل کیا تو ہر ایک کا خاوند بھی تھا اور اولاد بھی تھی، لیکن راوی کہتے ہیں: فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دِيَةَ الْمَقْتُولَةِ عَلَى عَاقِلَةِ الْقَاتِلَةِ وَبِزَأْرَ وَجْهَهَا وَوَلَدَهَا..... رسول اللہ ﷺ نے مقتول خاتون کی دیت قاتل خاتون کے عاقلہ پر ڈال دی اور اس کے خاوند اور اولاد کو دیت کی ادائیگی سے مستثنیٰ کر دیا۔ (ابوداؤد: ۴۵۷۵، ابن ماجہ: ۲۲۴۸)

یہ مسئلہ شریعت کے عام قوانین سے ہٹ کر ہے، عام قانون یہ ہے کہ مجرم اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہوگا، لیکن قتل خطا کی دیت میں شریعت مطہرہ نے یہ رخ اختیار کیا ہے، دراصل شریعت کا مقصود یہ ہے کہ قتل خطا والا قاتل مجرم نہیں ہے اور قتل شبہ عمد والا مجرم تو ہے کہ اس کے ہاتھ سے مسلمان قتل ہو گیا، لیکن اس کا ارادہ قتل کا نہیں تھا، اس لیے اگر ساری دیت ان پر ڈال دی جائے تو ممکن ہے کہ ان کا سارا مال ختم ہو جائے یا وہ مقروض ہو جائیں اور پھر دست سوال پھیلاتا شروع کر دیں، لیکن جن لوگوں کا قتل ہو گیا ہے، ان کے مقتول کے خون کو بھی رازیاں نہیں چھوڑا جاسکتا، پس شریعت نے نرمی کرتے ہوئے ایک نئی راہ نکالی کہ ایسے قاتل کے مخصوص رشتہ دار اس کی طرف سے دیت ادا کریں۔ علم میراث میں ”عصبہ“ کی جو تعریف کی جاتی ہے وہ اور ہے، اس میں باپ، بیٹا اور پوتا داخل ہیں۔ ایک میراث کا مسئلہ بیان کیا گیا کہ اگر کوئی عورت قتل ہو جائے تو اس کے اپنے ترکہ کی طرح اس کی دیت کا مال بھی علم میراث کے قوانین کے مطابق اس



کے درثناء میں تقسیم کیا جائے گا، عصبہ کو اصحاب الفروض سے بچا ہوا مال ملتا ہے، اس حدیث میں اسی نقطے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(۶۵۹۴)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فِي كُلِّ إِصْبَعٍ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي كُلِّ سِنَّ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ وَالْأَصَابِعُ سَوَاءٌ، وَالْأَسْنَانُ سَوَاءٌ))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر ایک انگلی کی دیت دس اونٹ اور ہر ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے، انگلیاں اور دانت سب دیت میں برابر ہیں۔“

(مسند احمد: ۶۷۱۱)

**فوائد:**..... دانت اور داڑھ اور انگوٹھے اور چھنگلی انگلی میں دیت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔

(۶۵۹۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَوَى بَيْنَ الْأَسْنَانِ وَالْأَصَابِعِ فِي الدِّيَةِ۔ (مسند احمد: ۲۶۲۱)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دانتوں اور انگلیوں کو دیت میں برابر قرار دیا ہے۔

(۶۵۹۶)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((هَذِهِ وَهَذِهِ سَوَاءٌ)) الْخِنْصَرُ وَالْإِبْهَامُ۔ (مسند احمد: ۱۹۹۹)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ چھنگلی انگلی اور یہ انگوٹھا دیت میں برابر ہیں (یعنی ہر ایک کی دیت دس اونٹ ہوگی)۔“

(۶۵۹۷)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ حَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى فِي الْأَصَابِعِ عَشْرًا عَشْرًا مِنَ الْإِبِلِ۔ (مسند احمد: ۱۹۸۳۹)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انگلیوں کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ ہر ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہے۔

(۶۵۹۸)۔ عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((فِي

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مامومہ (یعنی دماغ تک اتر جانے

(۶۵۹۴) تخریج: صحیح۔ أخرجه النسائي: ۵۵ / ۸ (انظر: ۶۷۱۱)

(۶۵۹۵) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابو داود: ۴۵۶۰ ، وأخرجه بنحوه ابو داود: ۴۵۶۱ ، والترمذی: ۱۳۹۱ (انظر: ۲۶۲۱)

(۶۵۹۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۸۹۵ (انظر: ۱۹۹۹)

(۶۵۹۷) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابو یعلی: ۷۳۳۴ (انظر: ۱۹۶۱۰)

(۶۵۹۸) تخریج: حدیث حسن، وهو حدیث طویل یشتمل علی کثیر من الاحکام، انظر لتخریجه المفصل الحدیث رقم ۷۰۳۳

والے زخم) کی دیت کل دیت کا ایک تہائی ہے، یعنی تینتیس اونٹ یا سونے اور چاندی کی صورت میں ان کی قیمت یا گائیں یا بکریاں، وہ زخم جو پیٹ تک پہنچ جائے اس کی دیت کل دیت کا ایک تہائی ہے، ٹوٹ جانے والی ہڈی کی دیت پندرہ اونٹ ہے، جس زخم سے ہڈی ٹگی ہو جائے، اس کی دیت پانچ اونٹ ہے اور ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے۔“

الْمَأْمُومَةُ ثُلُثُ الْعَقْلِ ثَلَاثٌ وَتَلَاثُونَ مِنَ الْإِبِلِ أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ أَوْ الْوَرِقِ أَوْ الْبَقْرِ أَوْ الشَّاءِ، وَالْجَائِفَةُ ثُلُثُ الْعَقْلِ، وَالْمُنْقَلَةُ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الْإِبِلِ، وَالْمُوضِحَةُ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ وَالْأَسْنَانُ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ۔ (مسند احمد: ۷۰۳۳)

### بَابُ دِيَةِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْمُكَاتِبِ

#### زمیوں اور مکاتب کی دیت کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کی دیت مسلمانوں کی دیت سے نصف ہے۔

(۶۵۹۹)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَىٰ أَنَّ عَقْلَ أَهْلِ الْكِتَابِ نِصْفُ عَقْلِ الْمُسْلِمِينَ وَهُمْ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ۔ (مسند احمد: ۶۷۱۶)

**فوائد:**..... یہود و نصاریٰ کا حکم غیر مسلم والا ہے، حدیث نمبر (۶۵۵۰) میں یہ مسئلہ گزر چکا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے تو لوگوں کے سامنے آپ ﷺ خطاب کرنے کیلئے کھڑے ہوئے،..... یہ ایک طویل حدیث ہے..... اس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ”کافر کی دیت مسلمان کی دیت سے نصف ہے۔“

(۶۶۰۰)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيبًا (فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا فِيهِ): ((دِيَةُ الْكَافِرِ نِصْفُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ))۔ (مسند احمد: ۶۶۹۲)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مکاتب کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ اگر اس کو قتل کر دیا جائے تو وہ اپنی مکاتب میں سے جتنا حصہ ادا کر چکا تھا، اس کی اتنی دیت آزاد آدمی کی ادا کی جائے گی، اور جتنا

(۶۶۰۱)۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَضَىٰ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمُكَاتِبِ يُقْتَلُ يُؤَدَّى لِمَا أَدَّى مِنْ مُكَاتَبَتِهِ دِيَةَ الْحُرِّ، وَمَا بَقِيَ دِيَةَ الْعَبْدِ۔ (مسند احمد: ۳۴۲۳)

(۶۵۹۹) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه النسائي: ۸ / ۴۵ (انظر: ۶۷۱۶)

(۶۶۰۰) تخریج: صحیح۔ أخرجه الترمذی: ۱۵۸۵ (انظر: ۶۶۹۲)

(۶۶۰۱) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری۔ أخرجه ابوداود: ۴۵۸۱، والنسائي: ۸ / ۴۶،

والترمذی: ۱۲۵۹ (انظر: ۳۴۲۳)

حصہ باقی تھا، اتنی دیت غلام کی ہوگی۔“

**فوائد:** ..... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر مکاتب قتل ہو جائے تو اس کے قاتل کے لیے ضروری ہے کہ وہ مکاتب کتابت کا جتنا حصہ ادا کر چکا تھا، اس کے مطابق اس کے وارثوں کو آزاد کی دیت ادا کرے اور اس کا جتنا حصہ ابھی تک غلام تھا، اس کے مطابق اس کے مالک کو غلام کی دیت ادا کرے۔ مثلاً جو غلام نصف رقم ادا کر چکا ہو، وہ نصف آزاد ہوگا اور نصف غلام، اس حالت میں اگر وہ قتل ہو جائے تو نصف آزاد حصے کی دیت پچاس اونٹ ہوگی اور باقی نصف غلام کی دیت دی جائے گی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ غلام کی دیت کیسے دی جائے گی؟ تو گزارش ہے کہ اس مسئلے میں نبی کریم ﷺ کوئی مرفوع روایت نہیں ملتی، لیکن یہ مسئلہ اہل علم کے درمیان اس طرح مشہور ہے کہ غلام کی دیت میں اس کی قیمت ادا کرنا ہوگی، آگے اختلاف کی ایک اور صورت بھی ہے کہ اگر غلام کی قیمت آزاد آدمی کی دیت سے بھی زیادہ ہو جائے تو کیا اس کی قیمت کی ادائیگی لازم ہوگی یا نہیں؟ راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ قیمت لازم ہوگی۔ واللہ اعلم۔

**مکاتب:** ..... اس غلام کو کہا جاتا ہے جو اپنا معاوضہ ادا کرنے کا معاہدہ اپنے مالک سے کر لے، ایسا غلام جب تک معاوضہ ادا نہ کر دے، وہ اس مالک کا غلام ہی رہتا ہے۔

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مکاتب جتنی ادائیگی کر چکا ہو، اس کی اتنی آزاد کی دیت ادا کی جائے گی اور جتنی قسطیں باقی ہوں، اتنی غلام کی دیت دی جائے گی۔“

(۶۶۰۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُودَى الْمُكَاتَبُ بِحِصَّةِ مَا أَدَى دِيَةَ الْحُرِّ وَمَا بَقِيَ دِيَةَ عَبْدٍ)) (مسند احمد: ۳۴۸۹)

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مکاتب کی ادائیگی کے مطابق آزاد کی دیت ادا کی جائے گی اور جتنا حصہ وہ غلام ہوگا، اتنے حصے کی غلام کی دیت ادا کی جائے گی۔“

(۶۶۰۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُودَى الْمُكَاتَبُ بِقَدْرِ مَا أَدَى دِيَةَ الْحُرِّ وَبِقَدْرِ مَا رَقَّ دِيَةَ الْعَبْدِ)) (مسند احمد: ۲۳۵۶)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مکاتب کو اس کی ادائیگی کی مقدار کے مطابق دیت ادا کی جائے گی۔“

(۶۶۰۴)۔ (عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُودَى الْمُكَاتَبُ بِقَدْرِ مَا أَدَى)) (مسند احمد: ۷۲۳)

(۶۶۰۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۶۰۳) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۶۰۴) تخریج: صحيح - أخرجه البيهقي: ۱۰ / ۳۲۵، والنسائي في "الكبرى": ۵۰۲۲ (انظر: ۷۲۳)

## بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ الْجَنِينِ جنین کی دیت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو ہذیل کی دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مارا اور اس کا جنین گرا دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنین کی دیت کے طور پر ایک لونڈی یا غلام کا فیصلہ کیا۔

(دوسری سند) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین کی دیت کے طور پر ایک غلام یا لونڈی کا فیصلہ کیا، جس پر یہ فیصلہ کیا گیا، اس نے کہا: کیا اس کی دیت دی جائے گی، جس نے نہ کھایا، نہ پیا، نہ چیخا، نہ چلایا، اس قسم کا نفس تو رائیگاں ہو جاتا ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ باتیں تو شاعروں والی ہیں، میں کہہ رہا ہوں کہ جنین میں ایک غلام یا ایک لونڈی دیت ہے۔“

(٦٦٠٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ بَنِي هَذِيلٍ رَمَتَا إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى فَأَلْقَتَا جَنِينًا، فَقَضَى فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَغْرَةً عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ۔ (مسند احمد: ٧٢١٦)

(٦٦٠٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْجَنِينِ بَغْرَةَ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ، فَقَالَ الَّذِي قَضَى عَلَيْهِ: أَيْعَقَلُ مَنْ لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا صَاحَ وَلَا اسْتَهَلَ فَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ؟ فَقَالَ: ((إِنَّ هَذَا الْقَوْلَ لَقَوْلُ شَاعِرٍ فِيهِ غَرَّةٌ عَبْدًا أَوْ أَمَةً))۔ (مسند

احمد: ١٠٤٧٢)

**فوائد:** ..... جنین: رحم مادر میں رہنے والے بچے کو جنین کہتے ہیں، وہ بھی ایک نفس ہوتا ہے، لیکن اس کی دیت دوسری جانوں سے کم ہوتی ہے، ایک غلام یا لونڈی اس بچے کی دیت ہے۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل بن مالک ہذلی کے لئے ان کی اس بیوی سے وراثت حاصل کرنے کا فیصلہ دیا تھا، جسے ان کی دوسری بیوی نے قتل کر دیا تھا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ بھی فرمایا تھا کہ قتل ہونے والے جنین کی دیت ایک لونڈی یا ایک غلام ہو گی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس مقتولہ عورت کے بیٹے اور خاندان اس کے وارث بنیں گے۔“ حمل بن مالک کی دونوں

(٦٦٠٧)۔ عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى لِحَمَلِ بْنِ مَالِكِ الْهَذَلِيِّ بِمِيرَاتِهِ عَنِ امْرَأَتِهِ الَّتِي قَتَلَتْهَا الْأُخْرَى، وَقَضَى فِي الْجَنِينِ الْمَقْتُولِ بَغْرَةً عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ، قَالَ: ((فَوَرِثَهَا بَعْلُهَا وَبَنُوهَا))۔ قَالَ: وَكَانَ لَهُ مِنْ امْرَأَتَيْهِ كِلْتَيْهِمَا وَلَدٌ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو الْقَاتِلَةِ

(٦٦٠٥) تخریج: أخرجه البخاری: ٥٧٥٩، ٦٩٠٤، ومسلم: ١٦٨١ (انظر: ٧٢١٧)

(٦٦٠٦) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(٦٦٠٧) تخریج: اسنادہ ضعیف، الفضیل بن سلیمان النمیری لین الحدیث، واسحاق بن یحییٰ بن الولید مجهول الحال، ثم روايته عن جده عبادة مرسله، لكن قصة حمل بن مالك هذه صحيحة بالشواهد۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٦٤٣ (انظر: ٢٢٧٧٨)

بیویوں سے اولاد تھی، قاتلہ کے باپ، جس نے ایک غلام یا ایک لونڈی دینی تھی، نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کی چٹی کس طرح بھروں، جو نہ چمچا، نہ چلایا، نہ اس نے پیا اور نہ کھایا، اس قسم کے نفس تو رائیگاں ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو نجومیوں میں سے ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے جنین کی دیت کے بارے میں ایک غلام یا ایک لونڈی کا فیصلہ کیا، آپ ﷺ نے حمل بن مالک بن نابذ ہندی کی بیوی کے بارے میں یہی فیصلہ دیا تھا، نیز آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ”اسلام میں شغار نہیں ہے۔“

المُقْضَى عَلَيْهِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَعْرَمُ مَنْ لَا صَاحَ وَلَا اسْتَهْلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ فَمِثْلُ ذَلِكَ بَطْلٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَذَا مِنَ الْكُفْهَانِ)) (مسند احمد: ۲۳۱۵۹)

(۶۶۰۸)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي عَقْلِ الْجَنِينِ إِذَا كَانَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ بِعُرَّةٍ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ، فَقَضَى بِذَلِكَ فِي امْرَأَةٍ حَمَلَتْ بِنِ مَالِكِ بْنِ النَّبِيعَةِ الْهُذَلِيِّ وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ)) (مسند احمد: ۷۰۲۶)

### فوائد:..... شغار کی تفصیل نکاح والے ابواب میں دیکھیں۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں مشورہ کیا کہ جب عورت (کسی کے چوٹ وغیرہ مارنے سے) قبل از وقت بچہ گرا دے، تو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ ایک لونڈی یا غلام دینا ہوگا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ سچے ہیں تو ایسا گواہ پیش کرو جو اس معاملے کو جانتا ہو، پھر سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ نبی کریم ﷺ نے یہی فیصلہ دیا تھا۔

(۶۶۰۹)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ حَدَّثَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ، فَقَالَ لَهُ الْمُغِيرَةُ: قَضَى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْعُرَّةِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: إِنْ كُنْتُ صَادِقًا فَأَنْتِ بِأَحَدٍ يَعْلَمُ ذَلِكَ، فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِهِ۔ (مسند احمد: ۱۸۳۱۶)

(۶۶۰۸) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۷۰۲۶)

(۶۶۰۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۹۰۸، ومسلم: ۱۶۸۳ (انظر: ۱۸۱۳۶)



بَابُ مَنْ قَتَلَ وَالِدَهُ خَطَاً فَتَصَدَّقَ بِدَيْتِهِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ  
اس شخص کا بیان کہ جس کے والد کو ازراہِ خطا قتل کر دیا گیا اور پھر اس نے اس کی دیت  
کو مسلمانوں پر خیرات کر دیا

(٦٦١٠)۔ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَيْدٍ قَالَ: سیدنا محمود بن لید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ احد کے دن مسلمانوں  
اِخْتَلَفَتْ سُيُوفُ الْمُسْلِمِينَ عَلَى الْيَمَانِ کی تلواریں سیدنا یمان پر چل گئیں، جبکہ وہ ان کو جانتے نہیں  
أَبَى حُدَيْفَةَ يَوْمَ أُحُدٍ وَلَا يَعْرِفُونَهُ فَقَتَلُوهُ، تھے، سوانھوں نے ان کو قتل کر دیا، پس نبی کریم ﷺ نے ان  
فَأَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَدِيَهُ فَتَصَدَّقَ کی دیت دینا چاہی لیکن سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ دیت  
حُدَيْفَةَ بِدَيْتِهِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ۔ (مسند مسلمانوں پر خیرات کر دی۔

(احمد: ٢٤٠٣٩)

**فوائد:** ..... غزوہ احد کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد سیدنا یمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا ثابت  
بن قس رضی اللہ عنہ کو عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے پیچھے چھوڑا تھا، یہ دونوں بہت بوڑھے تھے، لیکن ان دونوں نے  
آئیں میں مشورہ کیا اور شوقِ شہادت میں میدانِ جنگ میں پہنچ گئے، لیکن یہ اس وقت کی بات ہے، جب مسلمانوں کو  
شکست ہو رہی تھی، سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ کو تو مشرکوں نے قتل کر دیا اور سیدنا یمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی زد میں آگئے اور  
شہید ہو گئے، دراصل مسلمان ان کو پہچان نہ سکے تھے۔

بَابُ وَجُوبِ الدِّيَةِ بِالسَّبَبِ وَقِصَّةِ أَصْحَابِ الزُّبْيَةِ

قتل کا سبب بننے کی وجہ سے دیت کے واجب ہونے کا بیان اور گڑھے میں گرنے والوں کا واقعہ

(٦٦١١)۔ عَنْ حَنْشِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ  
بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَانْتَهَيْنَا نے مجھے یمن بھیجا، میں ان لوگوں کے پاس پہنچا جنہوں نے  
إِلَى قَوْمٍ قَدَبْنَا زُبْيَةَ لِلْأَسَدِ، فَبَيْنَمَا هُمْ شیر کے لئے ایک گڑھا کھود رکھا تھا، اسی دوران وہاں بھیڑ ہو گئی  
كَذَلِكَ يَتَدَاْفَعُونَ إِذَا سَقَطَ رَجُلٌ فَتَعَلَّقَ اور لوگ ایک دوسرے کے ذریعے بچنے لگے، ایک آدمی گڑھے  
بِأَخْرَ، ثُمَّ تَعَلَّقَ رَجُلٌ بِأَخْرَ حَتَّى صَارُوا میں گرا تو وہ دوسرے سے چمٹ گیا، دوسرے نے تیسرے کو پکڑ  
فِيهَا أَرْبَعَةٌ فَجَرَحَهُمُ الْأَسَدُ فَانْتَدَبَ لَهُ لیا، یہاں تک کہ چار آدمی گڑھے میں جا گئے، شیر نے ان  
رَجُلٌ بِسَحْرِيَّةٍ فَقَتَلَهُ وَمَاتُوا مِنْ جِرَاحَتِهِمْ سب کو زخمی کر دیا، ایک آدمی نے جلدی سے نیزہ مار کر شیر کو مار

(٦٦١٠) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الحاكم: ٢٠٢ / ٣، والبيهقي: ١٣٢ / ٨ (انظر: ٢٣٦٣٩)

(٦٦١١) تخریج: اسنادہ ضعیف، حنش بن المعتمر يتكلمون في حديثه۔ أخرجه البيهقي: ٨ / ١١١،

وابن ابی شیبہ: ٤٠٠ / ٩، والطیالسی: ١١٤، والبخاری: ٧٣٢ (انظر: ٥٧٣)

دیا، لیکن وہ چاروں افراد زمنوں کی تاب نہ لا سکے اور وفات پا گئے، اب ان مقتولین کے درء مسلح ہو کر لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو گئے، جب وہ لڑائی کی تیاری کر رہے تھے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اسی وقت ان کے پاس تشریف لائے اور کہا: ”تم لڑائی پہ کمر بستہ ہو رہے ہو، جبکہ اللہ کے رسول ﷺ ابھی تمہارے درمیان بقید حیات ہیں، میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں، اگر وہ تمہیں پسند آجائے تو ٹھیک، بصورت دیگر تم ایک دوسرے سے باز رہنا اور اس وقت تک کوئی قدم نہ اٹھانا، جب تک کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ نہ جاؤ، پھر آپ ﷺ تمہارے مابین فیصلہ کر دیں گے اور جو اس فیصلے کے بعد زیادتی کرے گا، اس کا کوئی حق باقی نہ رہے گا، اب سنو! میرا فیصلہ یہ ہے کہ جو قبائل کنویں کے پاس ہجوم کیے ہوئے تھے، ان سب سے ایک چوتھائی دیت، ایک تہائی دیت، نصف دیت اور مکمل دیت جمع کرو، جو سب سے پہلا گڑھے میں گرا تھا، اس کو دیت کا چوتھا حصہ دیا جائے، کیونکہ وہ اپنے سے اوپر والوں کی ہلاکت کا سبب بنا ہے، گرنے والے دوسرے آدمی کو دیت کا تیسرا حصہ دیا جائے اور گرنے والے تیسرے آدمی کو نصف دیت دی جائے اور چوتھے کو پوری دیت دی جائے، لیکن لوگوں نے یہ فیصلہ قبول کرنے سے انکار کر دیا، جب وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ اس وقت مقام ابراہیم کے قریب تشریف فرما تھے، انہوں نے یہ واقعہ آپ کے سامنے بیان کیا، آپ نے فرمایا: ”میں ابھی تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔“ پھر آپ ﷺ گوٹھ مار کر بیٹھ گئے، احنے میں ایک آدمی نے کہا: بیشک سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے درمیان فیصلہ کیا تھا، پھر انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا، پس رسول

كُلُّهُمْ ، فَقَامَ أَوْلِيَاءُ الْأَوَّلِ إِلَى أَوْلِيَاءِ الْآخِرِ  
فَأَخْرَجُوا السَّلَاحَ لِيَقْتِيلُوا ، فَآتَاهُمْ  
عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى تَفِيئِهِ ذَلِكَ فَقَالَ : تُرِيدُونَ  
أَنْ تُقَاتِلُوا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَيٌّ ، إِنِّي  
أَقْضِي بَيْنَكُمْ قَضَاءً إِنْ رَضِيتُمْ فَهُوَ الْقَضَاءُ  
وَالْأَحْزَابُ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ حَتَّى تَأْتُوا  
النَّبِيَّ ﷺ فَيَكُونَ هُوَ الَّذِي يَقْضِي بَيْنَكُمْ ،  
فَمَنْ عَدَا بَعْدَ ذَلِكَ فَلَا حَقَّ لَهُ ، إِجْمَعُوا  
مِنْ قَبَائِلِ الَّذِينَ حَضَرُوا الْبُثْرُوعَ الدِّيَةِ  
وَتُلْثُ الدِّيَةِ وَنِصْفَ الدِّيَةِ وَالذِّيَّةَ كَامِلَةً ،  
فَلِأَوَّلِ الرُّبْعِ لِأَنَّهُ هَلَكَ مِنْ فَوْقِهِ ، وَلِلثَّانِي  
تُلْثُ الدِّيَةِ ، وَلِلثَّلَاثِ نِصْفَ الدِّيَةِ ، فَأَبُوا  
أَنْ يَرْضُوا ، فَآتُوا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ عِنْدَ مَقَامِ  
إِبْرَاهِيمَ فَقَضُوا ، فَقَالَ : ((أَنَا أَقْضِي  
بَيْنَكُمْ)) وَاحْتَبَى فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ :  
إِنَّ عَلِيًّا قَضَا فِينَا فَقَضُوا عَلَيْهِ الْقِصَّةَ ،  
فَأَجَازَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - (مسند احمد:

**فوائد:**..... اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی دوسرے کی ہلاکت کا سبب بنا ہے تو اس پر بھی دیت واجب ہے، اس لئے جو بھی جتنا سبب بنا تھا، اسی حساب سے دیت میں کمی بیشی کر دی گئی۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَاقِلَةِ وَمَا تَحْمِلُهُ

عاقلہ اور دیت کی ذمہ داری اٹھانے والوں کا بیان

(۶۶۱۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ تحریر کروایا کہ قبیلہ کی ہر شاخ پر دیت ادا کرنا واجب ہے، نیز آپ نے یہ بھی لکھوایا کہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ بغیر اجازت کے کسی کا سر پرست بنے، روح راوی کے الفاظ یہ ہیں: یہ حلال نہیں ہے کہ ایک مسلمان آدمی کا (آزاد کردہ) غلام اس کی اجازت کے بغیر کسی اور کو سر پرست بنا لے۔

(مسند احمد: ۱۴۴۹۹)

**فوائد:**..... حدیث نمبر (۶۵۹۳) کے فوائد میں یہ وضاحت کی جا چکی ہے قتل خطا اور قتل شبہ عمد میں دیت کون ادا کرے گا اور کیوں۔ آزاد شدہ غلام اپنی آزادی کی نسبت اپنے آزاد کنندہ کے علاوہ کسی اور کی طرف نہیں کر سکتا، اس حدیث میں ”اجازت کے بغیر“ کی قید ڈالنے کے طور پر ہے، ورنہ اجازت لے کر بھی کسی دوسرے کی طرف منسوب نہیں ہوا جاسکتا۔

(۶۶۱۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَىٰ أَنْ يَعْقِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ عَصَبَتُهَا مَنْ كَانُوا۔ (مسند احمد: ۷۰۹۲)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ عورت کی طرف سے اس کے عصبہ دیت ادا کریں گے، وہ جو بھی ہوں۔

(۶۶۱۴)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: إِفْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُدَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ بِحَجَرٍ فَأَصَابَتْ بَطْنَهَا فَفَقَتَلَتْهَا وَأَلْقَتْ جَنِينًا فَقَضَىٰ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِدَيْتِهِمَا عَلَى الْعَاقِلَةِ وَفِي جَنِينِهَا عُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ، فَقَالَ قَائِلٌ: كَيْفَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہذیل قبیلہ کی دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں، ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مارا، وہ اس کے پیٹ پر لگا اور وہ خاتون بھی قتل ہو گئی اور اس نے اپنا جنین بھی گرا دیا، نبی کریم ﷺ نے فیصلہ کیا اس کی دیت اس کے عاقلہ نے ادا کرنا ہوگی اور جنین کی دیت ایک غلام یا ایک لونڈی ہوگی، ایک آدمی نے کہا: جس بچے نے نہ کھایا، نہ پیا، نہ

(۶۶۱۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۰۷ (انظر: ۱۴۴۴۵)

(۶۶۱۳) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه ابوداود: ۴۵۶۴، وابن ماجه: ۲۶۴۷ (انظر: ۷۰۹۲)

(۶۶۱۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۷۵۸، ومسلم: ۱۶۸۱ (انظر: ۷۷۰۳)

بولتا اور نہ چیخا، اس طرح قتل باطل اور رائیگاں ہو جاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کابھوں اور نجومیوں کا بھائی لگتا ہے۔“

يُعْقَلُ مَنْ لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهْلَ فَمِثْلُ ذَلِكَ بَطْلٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا زَعَمَ أَبُو هُرَيْرَةَ: ((هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُفَّانِ)) (مسند احمد: ۷۶۸۹)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو سونئیں آپس میں لڑ پڑیں ان میں سے ایک نے دوسری کو خیمہ کی لکڑی دے ماری اور اسے قتل کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے قاتلہ کے خاندان کو دیت ادا کرنے کا حکم فرمایا: ”اور جو مقتولہ کے پیٹ کا بچہ فوت ہوا تھا اس کے عوض لوٹڈی یا غلام کا فیصلہ دیا۔ ایک دیہاتی نے کہا: کیا آپ مجھے اس بچے کی چٹی ڈال رہے ہیں جس نے نہ کچھ کھایا اور نہ پیا اور نہ آواز نکالی اور نہ ہی چیخا۔ اس طرح کا بچہ تو بغیر کسی تاوان ہونا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کیا بدوؤں کی طرح یہ قافیہ بندی کی جا رہی ہے، (کوئی جو مرضی کہے مگر) اس عورت کے پیٹ میں قتل ہونے والے بچے کی دیت لوٹڈی یا غلام دینا پڑے گی۔“

(۶۶۱۵)۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ ضَرَّتَيْنِ ضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا بِعَمُودٍ فَسَطَّاطِ فَقَتَلَتْهَا، فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْيَدِيَةِ عَلَى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَفِيمَا فِي بَطْنِهَا عُرَّةٌ، فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: اتَّعَرَّمْنِي مَنْ لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا صَاحَ فَاسْتَهْلَ فَمِثْلُ ذَلِكَ بَطْلٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَسْجَعُ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ وَلِمَا فِي بَطْنِهَا عُرَّةٌ)) (مسند احمد: ۱۸۳۶۱)

**فوائد:** ..... ان احادیث میں قتل کرنے والی عورت ہے، مسئلہ کی وضاحت پہلے کی جا چکی ہے۔ ماں کے پیٹ کا بچہ بھی ایک نفس ہے، لیکن شریعت نے اس کی دیت میں نرمی رکھی ہے، بدو کی جمع کلامی میں محض قافیہ بندی ہے، اس سے شرعی احکام متاثر نہیں ہوتے۔

یہ لوٹڈی یا غلام پیٹ کے بچے کی دیت ہے، اس کے حقدار بچے کے ورثاء ہوں گے جیسے کسی بھی مقتول کی دیت کے حقدار اس کے وارث بننے والے لوگ ہوتے ہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(۶۶۱۶)۔ عَنِ عَمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ غُلَامًا لِأَنْاسٍ فُقْرَاءَ قَطَعَ أُذُنَ غُلَامٍ لِأَنْاسٍ أَعْيِيَاءَ، فَأَتَى أَهْلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنَّا نَأْسُ فُقْرَاءُ فَلَمْ يَجْعَلْ عَلَيْهِ شَيْئًا۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فقیر لوگوں کے غلام نے مالدار لوگوں کے غلام کا کان کاٹ دیا، اس کے مالک نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور شکایت کی، لیکن کان کاٹنے والے غلام کے مالکوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم فقیر

(۶۶۱۵) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه مسلم: ۱۶۸۲ (انظر: ۱۸۱۷۷)

(۶۶۱۶) اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابوداود: ۴۵۹۰، والنسائی: ۸/۲۵ (انظر: ۱۹۹۳۱)

لوگ ہیں، ہمارے پاس کچھ نہیں، پس آپ نے ان پر کوئی دیت نہ ڈالی۔ (مسند احمد: ۲۰۱۷۳)

**فوائد:**..... ترجمہ میں ہم نے غلام کا معنی غلام کیا ہے، جبکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے معنی بیچ اور لڑکے کے ہوں، بہر حال اگر بچہ مراد لیں تو اس پر قصاص نہیں ہوتا، اور اگر غلام مراد لیں تو اس کو خطا والے معاملے پر محمول کریں گے، دونوں صورتوں میں دیت آتی تھی، لیکن وہ لوگ خود کنگال تھے، ان سے کیا وصول ہونا تھا، لہذا آپ ﷺ نے ان کو مستثنیٰ قرار دیا۔

**بَابُ لَا يُؤْخَذُ الْمَرْءُ بِجِنَايَةِ غَيْرِهِ وَلَوْ مِنْ أَقْرَبِ النَّاسِ إِلَيْهِ**  
کسی شخص کا دوسرے کے جرم کی وجہ سے مواخذہ نہیں ہوگا، اگرچہ وہ اس کا سب سے قریبی رشتہ دار ہو

(۶۶۱۷)۔ عَنْ أَبِي رَمَثَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ وَيَقُولُ: ((يَدُ النَّعْطِيِّ الْعَلِيًّا أَمْكُ وَأَبَاكَ وَأَخْتِكَ وَأَخَاكَ وَأُذُنَاكَ فَأَذْنَاكَ)) قَالَ: فَدَخَلَ نَفْرًا مِنْ بَنِي ثَعْبَةَ بْنِ يَرْبُوعٍ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هُوَ لَاءِ النَّفْرِ الْيَرْبُوعِيُّونَ الَّذِينَ قَتَلُوا قُلَانَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلَى أُخْرَى)) مَرَّتَيْنِ - (مسند احمد: ۱۷۶۳۴)

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جبکہ آپ ﷺ خطاب کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: ”دینے والے کا ہاتھ اوپر والا ہاتھ ہوتا ہے۔ اپنی ماں، باپ، بہن، بھائی اور زیادہ سے زیادہ نزدیکی رشتہ داروں پر صرف کرو۔“ اتنی دیر میں بنو ثعلبہ بن یربوع کے کچھ افراد آگئے، انصار میں سے ایک آدمی نے ان کے بارے میں کہا: اے اللہ کے رسول! یہ بنو یربوع کے افراد آگئے ہیں، انہوں نے فلاں کو قتل کیا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! کوئی جان دوسرے کے جرم کی ذمہ دار نہیں۔“ آپ ﷺ نے یہ بات دوبار ارشاد فرمائی۔

(۶۶۱۸)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ قَالَ: أَبِي: هَلْ تَدْرِي مَنْ هَذَا؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: هَذَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: فَأَقْشَعْرَزْتُ حِينَ قَالَ ذَلِكَ، وَكُنْتُ أَظُنُّ

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے ابو جان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، جب میں نے آپ کو دیکھا تو میرے ابا جان نے کہا: ابو رمثہ! تو آپ ﷺ کو جانتا ہے؟ میں نے کہا: جی نہیں، انھوں نے کہا: یہ محمد رسول ﷺ ہیں، پس میرے رونگٹے

(۶۶۱۷) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۲۲ / ۷۲۵ (انظر: ۱۷۴۹۵)

(۶۶۱۸) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۴۲۰۶، ۴۴۹۵ (انظر: ۷۱۱۶)



کھڑے ہو گئے، میرا خیال تھا کہ آپ کی ذات گرامی کی عام انسانوں سے الگ تھلگ حیثیت ہوگی، مگر آپ ایک انسان تھے، آپ ﷺ کے بال کانوں تک آرہے تھے، بالوں پر مہندی کے نشان تھے اور آپ ﷺ نے سبز رنگ کی دو چادریں پہن رکھی تھیں، میرے ابو نے آپ ﷺ پر سلام کیا اور ہم بیٹھ گئے، آپ نے کچھ دیر تک ہم سے باتیں کیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تمہارا بیٹا ہے؟“ میرے ابا جان نے کہا: جی ہاں، کعبہ کے رب کی قسم! یہی بات درست ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے، میں اس پر گواہی دیتا ہوں۔ یہ ساری باتیں سن کر آپ ﷺ کھل کر مسکرا پڑے، کیونکہ میری اپنے باپ کے ساتھ مشابہت بالکل واضح تھی، لیکن اس کے باوجود وہ قسم اٹھا رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! یہ تیرے حق میں جرم نہیں کرے گا اور تو اس کے حق میں جرم نہیں کرے گا۔“ ساتھ ہی آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی: ”کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔“..... الحدیث۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَيْتًا لَا يُشْبِهُ النَّاسَ فَإِذَا بَشُرْ دُوْ وَفَرَعًا وَبِهَارِ دَعُ مِنْ حِنَاءٍ وَعَلَيْهِ بُرْدَانٌ أَخْضَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ أَبِي، ثُمَّ جَلَسْنَا فَتَحَدَّثْنَا سَاعَةً، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَبِي: ((ابْنُكَ هَذَا؟)) قَالَ: إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! قَالَ: حَقًّا، قَالَ: لَا شَهْدُ بِهِ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ضَاحِكًا فِي تَشْيِيبِ شَبْهِهِ بِأَبِي وَمِنْ حَلْفِ أَبِي عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ لَا يَجْنِي عَلَيْكَ وَلَا تَجْنِي عَ أَيِّهِ)) وَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ [الاسراء: ۱۰] الحديث۔  
(مسند احمد: ۷۱۱۶)

**فوائد:** ..... حدیث مبارکہ کے پہلے حصے سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ سید الانبیاء ہونے کے باوجود سادہ زندگی بسر کرنے اور اپنے آپ کو ظاہری امتیازات اور خصوصیات سے دور رکھنے والے تھے۔ معلوم ہوا کہ سبز لباس جائز ہے۔  
(۶۶۱۹)۔ عَنِ الْحَشْحَاشِ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَمَعِيَ ابْنُ لِي، قَالَ: فَقَالَ: ((ابْنُكَ هَذَا؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((لَا يَجْنِي عَلَيْكَ وَلَا تَجْنِي عَلَيْهِ))  
(مسند احمد: ۱۹۲۴۰)

سیدنا حشاش انبیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میرے ساتھ میرا بیٹا بھی تھا، آپ نے فرمایا: ”کیا یہ تیرا بیٹا ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں، یہ میرا بیٹا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تیرے حق میں جرم نہیں کرے گا اور تو اس کے حق میں جرم نہیں کرے گا (بلکہ ہر کوئی اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہوگا)۔“

(۶۶۲۰)۔ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَيِّدُنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک آدمی نے اپنے باپ

(۶۶۱۹) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۶۷۱ (انظر: ۱۹۰۳۱)

(۶۶۲۰) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ (انظر: ۱۵۹۳۷)

أَبُو النَّضْرِ عَنْ رَجُلٍ كَانَ قَدِيمًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، قَالَ: كَانَ فِي عَهْدِ عَثْمَانَ رَجُلٌ يُخْبِرُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اكْتُبْ لِي كِتَابًا أَنْ لَا أُؤَاخَذَ بِجَرِيرَةٍ غَيْرِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ ذَلِكَ لَكَ وَلِكُلِّ مُسْلِمٍ)) (مسند

سے روایت کی کہ وہ نبی کریم ﷺ کو ملے اور آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لئے ایک تحریر لکھوادیں کہ مجھے غیر کے جرم میں نہ پکڑا جائے گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ تیرا حق بھی ہے اور ہر مسلمان کا بھی ہے (کہ کسی کو کسی کے جرم میں نہیں پکڑا جائے گا)۔“

احمد: ۱۶۰۳۳)

**فوائد:**..... دور جاہلیت میں باپ بیٹا تو ایک طرف، پورے قبیلے کے افراد کو ایک دوسرے کے جرم کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا، قبیلے کے کسی شخص نے قتل کیا ہوتا تو قبیلے کے کسی بھی شخص کو پکڑ کر قتل کر دیا جاتا اور دعویٰ کر دیا جاتا کہ ہم نے قصاص لے لیا ہے، اسلام نے اس بد رسم کو نہ صرف ختم کیا، بلکہ یہ اعلان کیا کہ گنہگار وہی ہے، جس نے جرم کیا، سوسزا بھی اسے ہی دی جائے گی، کسی اور کو نہیں۔ لیکن بڑا افسوس ہے کہ اسلام کی ان واضح تعلیمات کے باوجود اہل اسلام نے اپنی جہالت کی بنا پر پھر سے جاہلیت والے رسم و رواج کو اپنا لیا ہے اور ایک قاتل کے قتل کی وجہ سے دو خاندانوں میں ایسی دشمنی کا آغاز ہو جاتا ہے، جو دونوں خاندانوں کے اجڑ جانے اور کئی افراد کے قتل ہو جانے کا سبب بنتی ہے۔



## کِتَابُ الْحُدُودِ

### حدود کے مسائل

بَابُ الْحَدِّ عَلَى إِقَامَةِ الْحَدِّ وَالنَّهْيِ عَنِ الشَّفَاعَةِ فِيهِ إِذَا بَلَغَ الْإِمَامُ  
حد قائم کرنے کی ترغیب اور جب مقدمہ حکمران تک پہنچ جائے تو اس کی معافی  
کے لیے سفارش کرنے کی ممانعت کا بیان

(۶۶۲۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((حَدٌّ يُعْمَلُ (وَفِي لَفْظٍ: يُقَامُ) فِي الْأَرْضِ خَيْرٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ أَنْ يُمَطَّرُوا ثَلَاثِينَ)) (أَوْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا))۔ (مسند احمد: ۹۲۱۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک حد جس کو زمین میں نافذ کر دیا جائے، وہ اہل زمین کے لئے تیس روز کی بارش سے بہتر ہے۔“ ایک روایت میں چالیس روز کی بارش کا ذکر ہے۔

**فوائد:**..... اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانوں کی حفاظت کے لیے قتل کی حد، ان کے مالوں کی حفاظت کے لیے چوری کی حد اور ان کی عزتوں کی حفاظت کے لیے زنا اور تہمت کی حد کو شروع قرار دیا ہے۔ بارش کے فوائد اپنی جگہ پر مسلم ہیں، بلکہ نظام زندگی کے قیام کے لیے ضروری ہے، لیکن بارش جس رزق کا سبب بنے گی، اگر وہی چوروں اور ڈاکوؤں کے ہتھے لگتا رہے تو سب کچھ رائیگاں ہوتا رہے گا۔ اگر ایک دفعہ خاندان کی عزت لٹ جائے تو مال و دولت کی ریل پیل کے باوجود نظریں جھکا کر اور گردنیں خم زدہ کر کے زندگیاں گزارنی پڑتی ہیں، اگر کسی قبیلے کا ایک فرد قتل کر دیا جائے تو جہاں صدیوں کے لیے قاتل و مقتول کے خاندانوں کا سکون غارت ہوتا ہے، وہاں سینکڑوں افراد کو قتل و غارت گری کے بازار میں جھکننا پڑتا ہے۔ ان سب امور کا حل یہی ہے کہ اگر کسی کا جرم حد کے قابل ہے تو نرم دلی اور بزدلی کا مظاہرہ نہ کرتے ہوئے اسے نافذ کر دیا جائے۔

(۶۶۲۱) صحیح، قالہ الابانی فی صحیحہ۔ أخرجه ابن ماجہ: ۲۵۳۸، والنسائی: ۸/ ۷۵ (انظر: ۹۲۲۶)

(۶۶۲۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُونَ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ ضَادَّ اللَّهَ فِي أَمْرِهِ)) (مسند احمد: ۵۳۸۵) وری کی ہے۔“

**فوائد:**..... اللہ تعالیٰ کی حدود کے سامنے آڑے آنا، یہ نہ صرف اللہ تعالیٰ کی حکم عدلی ہے، بلکہ یہ جرم امتوں کی ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مخزوم قبیلہ کی ایک خاتون سامان ادھار لیتی اور پھر انکار کر دیتی، نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا، اس کے گھر والے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اس خاتون کے حق میں سفارش کرنے کی درخواست کی، جب سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے یہ سفارش کی تو آپ ﷺ نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا: ”اے اسامہ! تیرے بارے میں میرا یہ خیال تو نہیں تھا کہ تو اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کے بارے میں سفارش کرے گا۔“ پھر نبی کریم ﷺ نے خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”تم سے پہلے والے لوگ اس وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ جب ان میں کوئی کمزور چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب ان میں کوئی کمزور چوری کرتا تو اس کے ہاتھ کاٹ دیتے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر فاطمہ بنت محمد نے یہ جرم کیا ہوتا تو میں ان کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔“ پھر آپ ﷺ نے مخزومی عورت کا ہاتھ کٹوا دیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مخزوم قبیلہ کی عورت سامان ادھار لیتی تھی اور پھر انکار کر دیتی، نبی کریم ﷺ نے

(۶۶۲۳)۔ عَنِ عُرْوَةَ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ امْرَأَةً مَخْزُومِيَّةً تَسْتَعِيرُ لِمَتَاعٍ وَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَطْعِ يَدِهَا، فَأَتَى أَهْلَهَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَكَلَّمُوهُ فَكَلَّمَ أُسَامَةُ النَّبِيَّ ﷺ فِيهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أُسَامَةُ! لَا أَرَاكَ تَكَلِّمُنِي فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ خَطِيبًا فَقَالَ: ((إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكَوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ قَطَعُوهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)) فَقَطَعَ يَدَ الْمَخْزُومِيَّةِ۔ (مسند احمد: ۲۵۸۱۱)

(۶۶۲۴)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ مَخْزُومِيَّةً تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ

(۶۶۲۲) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه الحاكم: ۲ / ۲۷، والبيهقي في "السنن": ۶ / ۸۲ (انظر: ۵۳۸۵)  
 (۶۶۲۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۴۷۵، ۶۷۸۸، ۱۶۸۸ (انظر: ۲۵۲۹۷)  
 (۶۶۲۴) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه النسائي: ۸ / ۷۱ (انظر: ۶۳۸۳)

اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

بِقَطْعِ يَدِهَا۔ (مسند احمد: ۶۳۸۳)

**فوائد:** ..... بظاہر اس حدیث مبارکہ سے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ عاریۃ لی ہوئی چیز کا انکار کر دینے کی وجہ سے اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا، لیکن جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ ایسے انکار کی وجہ سے تو ہاتھ نہیں کاٹا جاسکتا، جبکہ بعض احادیث صحیحہ میں اس امر کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ اس عورت نے چوری کی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اس چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹا تھا، اس حدیث کو اختصار پر محمول کیا جائے گا۔

مطلب یہ ہے کہ اس عورت کے اندر دو برائیاں تھیں اس نے چوری کی تھی اور عاریۃ سامان لے کر وہ انکار بھی کر دیا کرتی ہے اس کا ہاتھ پہلے جرم کی وجہ سے کاٹا گیا۔ (عبداللہ رفیق)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی اور سفارش کیلئے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی پناہ حاصل کی، یہ نبی کریم ﷺ کے محبوب تھے، پھر اس خاتون کو لایا گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میری بیٹی فاطمہ بھی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔“ پھر مخزومی خاتون کا ہاتھ کاٹ دیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا، آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، لوگوں نے کہا: ہمیں معلوم نہ تھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی اس مقام پر ہوتی تو میں ان کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔“ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: مجھے جرائی گئی چیز کی کیفیت معلوم نہیں ہو سکی۔

سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا، چور آیا اور اس نے میرے سر کے نیچے سے کپڑا چرا لیا، میں نے اسے پکڑ لیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس لے آیا اور کہا: اس نے میرا کپڑا چوری کر لیا ہے، جب آپ ﷺ نے اس چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو میں نے کہا: اے

(۶۶۲۵)۔ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ سَرَقَتْ فَعَاذَتْ بِأَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حِبِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَى بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا))۔ (مسند احمد: ۱۵۲۱۶)

(۶۶۲۶)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى بِسَارِقٍ فَأَمَرَ بِهِ فَقَطَعَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا كُنَّا نَرَى أَنْ يَبْلُغَ مِنْهُ هَذَا؟ قَالَ: ((لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُهَا))۔ ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ: لَا أَدْرِي كَيْفَ هُوَ۔ (مسند احمد: ۲۴۶۳۹)

(۶۶۲۷)۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا رَاقِدٌ إِذْ جَاءَ السَّارِقُ فَأَخَذَ ثَوْبِي مِنْ تَحْتِ رَأْسِي فَأَذْرَكْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ هَذَا سَرَقَ ثَوْبِي فَأَمَرَ بِهِ ﷺ أَنْ يُقَطَعَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَيْسَ هَذَا

(۶۶۲۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۸۹، وفيه انها عاذت بام سلمة زوج النبي ﷺ۔ (انظر: ۱۵۱۴۹)

(۶۶۲۶) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرج البخاری نحوه: ۳۷۳۳، وفيه انها سرقت (انظر: ۲۴۱۳۸)

(۶۶۲۷) حدیث صحیح بطرقه وشواهد۔ أخرجه ابوداود: ۴۳۹۴، والنسائی: ۸/ ۶۸ (انظر: ۲۷۶۳۷)



اللہ کے رسول! میرا ارادہ یہ تو نہیں تھا، میں یہ کپڑا اس پر صدقہ کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو میرے پاس لانے سے پہلے اس طرح کیوں نہیں کیا۔“

أَرَدْتُ، هُوَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، قَالَ: ((فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ.)) (مسند احمد: ۲۸۱۸۹)

(دوسری سند) سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں مسجد میں اپنی چادر پر سویا ہوا تھا، کسی نے اس کو چوری کر لیا اور ہم نے چور پکڑ لیا اور اس کو نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے، جب آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس چادر کے عوض اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا، جس کی قیمت صرف تیس درہم ہے؟ میں یہ چادر اس آدمی کو ہبہ کرتا ہوں یا بیع دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو میرے پاس لانے سے پہلے اس طرح کیوں نہیں کیا۔“

(۶۶۲۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ عَلَى حَمِيصَةٍ لِي فَسُرِقَتْ فَأَخَذْنَا السَّارِقَ فَرَفَعْنَاهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أِفِي حَمِيصَةٍ ثَمَنُهَا ثَلَاثُونَ دِرْهَمًا، أَنَا أَهْبُهَا لَهُ أَوْ أُبَيْعُهَا لَهُ قَالَ: ((فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ.)) (مسند احمد: ۱۵۳۸۴)

**فوائد:**..... آخری حدیث سے معلوم ہوا کہ حاکم تک معاملہ پہنچنے سے پہلے رعایا کو حدود والے معاملات کو معاف کردینے کا حق حاصل ہے، لیکن اگر حدود والا معاملہ حاکم کے پاس پہنچ گیا تو اس کو معاف کرنے کا حق نہیں ہوگا، اگرچہ حقدار معافی کا اعلان کرتا پھرے۔ جب ایک آدمی کسی مسلمان کو قتل کر دیتا ہے تو اس سے ایک جان تو ضائع ہو ہی جاتا ہے، جب لواحقین کو قصاص لینے کا حق دیا جاتا ہے اور وہ یہ حق استعمال کرتے ہیں تو اس سے دوسری جان بھی ضائع ہو جاتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس ضیاع کے بارے میں فرماتے ہیں: ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَاۤأُولِيۤالْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾..... ”عقلندو! قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے اس کے باعث تم (ناحق قتل سے) روک گے۔“ (سورہ بقرہ: ۱۷۹)

جب قاتل کو یہ خوف ہوگا کہ میں بھی قصاص میں قتل کر دیا جاؤں گا تو پھر اسے کسی کو قتل کرنے کی جرأت نہیں ہوگی اور جس معاشرے میں یہ قانون قصاص نافذ ہو جاتا ہے، وہاں یہ خوف معاشرے کو قتل و خرنریزی سے محفوظ رکھتا ہے، جس سے معاشرے میں نہایت امن اور سکون رہتا ہے، عرب کے جس معاشرے میں نبی کریم ﷺ نے اپنی تہذیب کو جنم دیا تھا، وہ معاشرہ قتل و خونریزی میں اپنی مثال آپ تھا، جب ایک لڑائی چھڑ جاتی تو وہ سینکڑوں برسوں تک ختم ہونے کا نام نہیں لیتی تھی، لیکن نبی کریم ﷺ کی قائم کردہ مدینہ منورہ دس سالہ تہذیب میں کتنے قتل ہوئے اور پھر ان کی وجہ سے کتنا شر پھیلا؟ موازنہ کیا جاسکتا ہے۔

در اصل اسلامی حدود و امن کی ضامن ہیں اور قابل رشک معاشرے کی تشکیل کے لیے ناگزیر اور حیات بخش ہیں،

ان کا مقصد یہ نہیں کہ ظالم کو تکلیف پہنچائی جائے، بلکہ ان کی غرض و غایت یہ ہے کہ معاشرے کو پرسکون اور باامن بنایا جائے اور ایک شخص کو سزا دے کر سب افراد کو سمجھا دیا جائے کہ خبردار کوئی دوسرے کی عزت و عظمت، مال و دولت اور جان کو متاثر نہ کرے، وگرنہ اس کا بھی یہی حشر ہوگا، اس طرح قصاص اور حدود کا نفاذ امن و سلامتی کا پیغام ہے۔

(۶۶۲۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ ۚ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَقِيلُوا ذَوِي الْهَيْبَاتِ عَثْرَاتِهِمْ إِلَّا الْحُدُودَ)) (مسند احمد: ۲۵۹۸۸) مگر یہ کہ وہ حدود ہوں۔“

**فوائد:** ..... دنیا کا ہر وہ معاشرہ جس کو تہذیب و شائستگی سے ادنیٰ سا تعلق بھی رہا ہو، اپنے اندر موجود باوقار، شریف النفس اور رذائل سے دور رہنے والے افراد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کی چھوٹی چھوٹی کوتاہیوں اور فرد گذاشتوں کو نظر انداز کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ کیونکہ شریعت کا مقصد تربیت کرنا ہے، تربیت کے لیے ضروری نہیں کہ زبرد توخ سے ہی کام لیا جائے یا تعزیر ہی لگائی جائے، کیونکہ بعض صاحب حیثیت لوگوں کو شرم دلانے کے لیے اور آئندہ ایسے جرائم سے محفوظ کرنے کے لیے یہی کافی ہوتا ہے کہ لوگوں پر ان کا پول کھل جائے، جبکہ عام لوگوں کو سمجھانے کے لیے یہ کلیہ کافی نہیں ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں اسی اخلاقی خوبی کو سراہنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، ہاں اگر جرم کی نوعیت حدود اللہ کی پامالی تک جا پہنچتی ہے تو پھر قانون منادات سب کے لیے ہے۔

### بَابُ عَدَمِ قَبُولِ الْفِدْيَةِ فِي الْحُدُودِ أَنَّهُ مُكْفَرٌ بِالذَّنْبِ

اس چیز کا بیان کہ حدود میں فدیہ قبول نہ کرنے کا عمل گناہوں کا کفارہ بنتا ہے

(۶۶۳۰)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَّانَةَ أَنَّ خَالَتَهُ أُخْتَ مَسْعُودِ بْنِ الْعَجْمَاءِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أَبَاهَا قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ قَطِيفَةً: نَفِدِيهَا يَعْنِي بَارَبَعِينَ أَوْقِيَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَأَنْ تَطَهَّرَ خَيْرٌ لَهَا)) فَأَمَرَ بِهَا فُقِطِعَتْ يَدَاهَا وَهِيَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَسَدِ۔ (مسند احمد: ۲۳۸۷۵)

محمد بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ان کی خالہ کے باپ سے مردی ہے، وہ کہتا ہے: چادر چوری کرنے والی مخزوم قبیلہ کی عورت کے بارے میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: میں اس کے فدیہ کے طور پر چالیس اوقیہ دیتا ہوں، اس کے عوض اسے چھوڑ دیا جائے، لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس کو پاک کر دیا جائے تو یہی اس کے لئے بہتر ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، یہ عورت بنو عبد الاسد سے تھی۔

**فوائد:** ..... پچھلے باب کے مضمون سے ثابت ہوا کہ جب کوئی معاملہ حاکم کی عدالت میں پہنچ جائے تو حد کے

(۶۶۲۹) تخریج: حدیث جید بطرقہ و شواہدہ۔ أخرجه ابوداؤد: ۴۳۷۵ (انظر: ۲۵۴۷۴)

(۶۶۳۰) اسنادہ ضعیف، ابن اسحاق مدلس وقد عنعن۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۵۴۸ (انظر: ۲۳۴۷۹)

نفاذ سے بچنے کے لیے سفارش کرنا کروانا اور ذیے اور رشوتیں دینا حرام ہیں۔

(۶۶۳۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَ بِهَا الَّذِينَ سَرَقْتَهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ هَذِهِ الْمَرْأَةَ سَرَقَتْنَا، قَالَ قَوْمُهَا: فَتَحْنُ نَفْدِيهَا بِخَمْسِ مِائَةِ دِينَارٍ، قَالَ: ((افْطَعُوا يَدَهَا)) قَالَ: فَفُطِعَتْ يَدُهَا الْيُمْنَى، فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: هَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ، يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((نَعَمْ، أَنْتِ الْيَوْمِ مِنْ خَطِيئَتِكَ كَيَوْمٍ وَلَدْتِكِ أُمًّا)) فَانزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ: ﴿فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ﴾ الْآيَةَ۔ (مسند احمد: ۶۶۵۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چوری کی، جن لوگوں کی چوری کی گئی تھی، وہ اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس عورت نے ہماری چوری کی ہے۔ اس عورت کے خاندان والے کہنے لگے: ہم اس چوری کے عوض پانچ سو دینار دیتے ہیں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا ہاتھ کاٹ دو“ سو اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا، وہ عورت کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! کیا میرے لئے توبہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، بلکہ تو آج اپنی غلطی سے اس طرح صاف ہو گئی ہے، جس طرح تیری ماں نے آج تجھے جنم دیا ہو۔“ پس اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ کی یہ آیت اتاری: ”جس نے ظلم کے بعد توبہ کی اور اپنی اصلاح کی، پس بیشک اللہ تعالیٰ اس پر رجوع کرتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا بہت مہربان ہے۔“

(۶۶۳۲)۔ عَنِ ابْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا أُؤْتِمَّ عَلَيْهِ حَدٌّ ذَلِكَ الذَّنْبِ فَهُوَ كَقَارَتِهِ))۔ (مسند احمد: ۲۲۲۲۰)

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور پھر اس پر اس گناہ کی حد نافذ کر دی گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ ثابت ہو گی۔“

**فوائد:** ..... کوئی کسی حد کے قابل گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور حد اس پر قائم کر دی جائے تو یہ حد اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے گی۔

(۶۶۳۳)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَيِّدُنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي تَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ رِوَايَتِهِ أَنَّ نَبِيَّ كَرِيمٍ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا أُؤْتِمَّ عَلَيْهِ حَدٌّ ذَلِكَ الذَّنْبِ فَهُوَ كَقَارَتِهِ))۔ (مسند احمد: ۲۲۲۲۰)

(۶۶۳۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابن لهیعة وحیی بن عبد اللہ المعافری۔ أخرجه الطبري في "تفسیره" المائدة ۳۹ (انظر: ۶۶۵۷)

(۶۶۳۲) تخریج: صحیح لغيره۔ أخرجه ابن ابی شیبہ في "مسنده": ۴۷۸۰، وابو یعلی: ۴۷۸۱، والطبرانی: ۳۷۲۸، والبیہقی: ۸ / ۳۲۸ (انظر: ۲۱۸۷۶)

(۶۶۳۳) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الترمذی: ۲۶۲۶، وابن ماجه: ۲۶۰۴ (انظر: ۷۷۵)

”جس نے دنیا میں کوئی گناہ کیا اور پھر اسے یہیں اس کی سزا دی گئی تو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ انصاف والا ہے کہ وہ ایسے بندے کو دوبارہ سزا دے، اور جس نے دنیا میں کوئی گناہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی اور اس کو معاف کر دیا تو وہ اس سے زیادہ فضل و کرم والا ہے کہ وہ اس گناہ پر گرفت کرے، جس کو وہ معاف کر چکا ہو۔“

اللَّهُ (مَنْ أَذْنَبَ فِي الدُّنْيَا ذَنْبًا فَعُوقِبَ بِهِ فَاللَّهُ أَعْدَلُ مِنْ أَنْ يُثْنِيَ عُقُوبَتَهُ عَلَى عَبْدِهِ، وَمَنْ أَذْنَبَ ذَنْبًا فِي الدُّنْيَا فَسَتَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَفَا عَنْهُ فَاللَّهُ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يَعُودَ فِي شَيْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ)) (مسند احمد: ۷۷۵)

**فوائد:** ..... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حد سے متعلقہ جرم معاف ہو جاتا ہے، آپ ﷺ نے عملاً حدود کے نفاذ کے بعض مواقع پر بھی بخشش کی نویدیں سنائی ہیں۔ اور کوئی مجرم حد سے بچ جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، اگر اس نے چاہا تو اس کو معاف کر دے گا اور چاہا تو عذاب دے گا، آخری حدیث میں دنیا میں گناہ کی پردہ پوشی کا اللہ تعالیٰ کا جو قانون بیان کیا گیا ہے، یہ قانون ہر جرم کے بارے میں علی الاطلاق نہیں ہے کہ دنیا میں جس مجرم کی پردہ پوشی کی گئی، اس کو آخرت میں بخش دیا جائے، بلکہ اس خاص آدمی کے حق میں کہ جس کی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں پردہ پوشی کی اور اس کو بخش بھی دیا تو قیامت کے دن اس کے اس جرم کی سزا نہیں دی جائے گی۔ دوسری کئی نصوص سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کسی مجرم کے گناہ پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ شخص یہ سمجھے کہ اس کا گناہ تو معاف کیا جا چکا ہے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے اور اس چیز کا امکان بھی ہے کہ اس سے اس کے گناہ کا انتقام لیا جائے، مؤخر الذکر بات مؤمن کو ستاتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ نیکیاں کرنے اور توبہ تائب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

بَابُ مَنْ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ وَمَا جَاءَ فِي دَرِّءِ الْحُدُودِ بِالشُّبُهَاتِ  
ان افراد کا بیان جن پر حد واجب نہیں ہوتی، نیز شبہات کی بنا پر حدود نہ لگانے کا بیان

(۶۶۳۴)۔ عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ النَّجْبِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أُمِّيَ بِأَمْرٍ قَدْ زَنَتْ فَأَمَرَ بِرَجْمِهَا فَذَهَبُوا بِهَا لِيُرْجَمُوهَا فَلَقِيَهُمْ عَلِيُّ ﷺ فَقَالَ: مَا هِذِهِ؟ قَالُوا: زَنَتْ فَأَمَرَ عُمَرُ بِرَجْمِهَا فَانْتَزَعَهَا عَلِيُّ مِنْ أَيْدِيهِمْ وَرَدَّهْمَ، فَرَجَعُوا إِلَى عُمَرَ ﷺ، فَقَالَ: مَا رَدَّكُمْ؟ فَقَالُوا: رَدَّنَا عَلِيُّ، فَقَالَ: مَا فَعَلَ

ابو ظبیان نجبی سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی، اس نے زنا کا ارتکاب کیا تھا، پس انہوں نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا، لوگ اسے رجم کرنے کے لیے لے گئے، جب ان کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے پوچھا: یہ کیا کرنے جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا: اس نے زنا کیا ہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وہ عورت ان کے ہاتھوں سے چھڑائی

اور لے جانے والوں کو واپس لوٹا دیا، جب وہ لوٹ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: کیوں واپس آگئے ہو؟ انہوں نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں واپس بھیج دیا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کسی سبب کے علم کی بنا پر ایسا کیا ہوگا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، جب وہ آئے تو ایسے لگ رہا تھا کہ وہ غصے میں ہیں، انہوں نے کہا: اے علی! تمہیں کیا ہوا ہے کہ ان کو واپس لوٹا دیا ہے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے، (۱) سوئے ہوئے سے جب تک کہ وہ بیدار نہ ہو جائے، (۲) بچے سے جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے اور (۳) پاگل سے جب تک وہ عقلمند نہ ہو جائے۔“ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں ضرور سن رکھی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ بنی فلاں قبیلہ کی کم عقل خاتون ہے، ممکن ہے متعلقہ مرد نے اس سے اس وقت زنا کیا ہو جب یہ جنون کی حالت میں ہو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے تو معلوم نہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے رجم نہ کیا تھا۔

**فوائد:** ..... سونے والا، نابالغ بچہ اور پاگل مرفوع القلم ہیں، کسی شخص پر حد نافذ کرنے کی بنیاد یقین پر رکھی جاتی

ہے، اور اس حدیث میں مذکورہ خاتون کا معاملہ یقینی نہیں ہے، بلکہ اس کے اس جنون کا قوی شبہ ہے، جس کی بنا پر اس کو حد سے مستثنیٰ کیا جائے گا اور خلیفہ راشد نے ایسے ہی کیا۔

(۶۶۳۵)۔ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجَتْ امْرَأَةٌ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَقِيَهَا رَجُلٌ فَتَجَلَّلَهَا بِبِشَابِهِ فَقَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا وَذَهَبَ، وَانْتَهَى إِلَيْهَا رَجُلٌ فَقَالَتْ

(۶۶۳۵) تخریج: اسنادہ ضعیف، سماک بن حرب تفرد بہ، وهو ممن لا یحتمل تفردہ، ثم انه قد اضطرب فی متنہ۔ أخرجه ابوداود: ۴۳۷۹، والترمذی: ۱۴۵۴ (انظر: ۲۷۲۴۰)



اس عورت نے اس سے کہا: فلاں آدمی نے مجھ سے برائی کی ہے، وہ آدمی اس کی تلاش میں گیا اور لوگ اس کو پکڑ کر نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے، اس عورت نے بھی (غلطی سے) کہہ دیا کہ وہ یہی ہے، جب نبی کریم ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا تو وہ آدمی، جس نے واقعی اس عورت سے برائی کی تھی، کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس سے برائی کرنے والا میں ہوں، آپ ﷺ نے اس خاتون سے فرمایا: ”تو چلی جا، اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے۔“ اور آپ ﷺ نے اس آدمی کے حق میں اچھے کلمات ارشاد فرمائے، آپ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ اس کو رجم کیوں نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر اس کی توبہ کو مدینہ والوں پر تقسیم کیا جائے تو ان سے بھی قبول کر لی جائے۔“

سیدنا واکل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک عورت سے زنا بالجبر کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس سے حد روک لی اور جس مرد نے یہ برائی کی تھی، اس پر حد قائم کی، راوی نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ اس خاتون کے لیے مہر مقرر کیا تھا یا نہیں۔

**فوائد:** ..... لیکن یہ قانون شرعی ہے اور دوسری نصوص سے ثابت ہے کہ جس مرد و زن کو گناہ والے کسی کام پر مجبور کر دیا جائے، اس کو نہ اس کی سزا دی جائے گی اور نہ وہ گنہگار ہوگا۔

لَهُ: إِنَّ الرَّجُلَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا، فَذَهَبَ الرَّجُلُ فِي طَلْبِهِ، فَجَاءَ وَابِ الرَّجُلِ الَّذِي ذَهَبَ فِي طَلْبِ الرَّجُلِ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا، فَذَهَبُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: هُوَ هَذَا فَلَمَّا أَمَرَ النَّبِيُّ بِرَجْمِهِ، قَالَ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنَا هُوَ، فَقَالَ لِمَرْأَةٍ: ((أَذْهَبِي فَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ)) وَقَالَ لِلرَّجُلِ قَوْلًا حَسَنًا، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا تَرَجُمُهُ؟ فَقَالَ: ((لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَقَبِلَ مِنْهُمْ)) (مسند احمد: 27782)

(6636)۔ عَنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنِ أَبِيهِ قَالَ: اسْتُكْرِهَتْ امْرَأَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَدَرَأَ عَنْهَا الْحَدَّ وَأَقَامَهُ عَلَى الَّذِي أَصَابَهَا وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ جَعَلَ لَهَا مَهْرًا۔ (مسند احمد: 19078)

(6636) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف حجاج بن ارطاة ثم انه لم يسمع من عبد الجبار۔ أخرجه ابن ماجه: 2598، والترمذی: 1453 (انظر: 18872)

بَابِ اسْتِحْبَابِ السَّتْرِ عَلَى مَنْ ارْتَكَبَ مَا يُوجِبُ الْحَدَّ قَبْلَ تَبْلِيغِهِ الْإِمَامَ  
حکمران تک پہنچانے سے پہلے حد کو ثابت کرنے والے گناہ کا ارتکاب کرنے والے شخص  
پر پردہ ڈالنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۶۶۳۷)۔ عَنْ أَبِي مَاجِدٍ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ  
ابْنَ مَسْعُودٍ بِابْنِ أَخٍ لَهُ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا ابْنُ  
أَخِي وَقَدْ شَرِبَ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَقَدْ  
عَلِمْتُ أَوْلَّ حَدٍّ كَانَ فِي الْإِسْلَامِ، امْرَأَةٌ  
سَرَقَتْ فَقَطَّعَتْ يَدَهَا فَتَغَيَّرَ لِدَالِكَ وَجْهُ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَغْيِيرًا شَدِيدًا ثُمَّ قَالَ:  
﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ  
لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ - (النور: ۲۲)

(مسند احمد: ۳۷۱۱)

ابو ماجد کہتے ہیں: ایک آدمی اپنے بھتیجے کو لے کر سیدنا عبد اللہ  
بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: یہ میرا بھتیجا ہے، اس نے  
شراب پی ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جانتا  
ہوں کہ اسلام میں سب سے پہلی حد اس عورت پر لگائی گئی تھی  
جس نے چوری کی تھی اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا، اس پر نبی  
کریم ﷺ کا چہرہ سخت متغیر ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا تھا:  
”لوگوں کو چاہیے کہ وہ درگزر کریں اور معاف کر دیں، کیا تم  
پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور اللہ تعالیٰ بخشے  
والا مہربان ہے۔“

(۶۶۳۸) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا مَعَ عَبْدِ  
اللَّهِ قَالَ: إِنِّي لَأَذْكَرُ أَوْلَّ رَجُلٍ قَطَعَهُ، أَتَى  
بِسَارِقٍ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ وَكَأَنَّمَا أَسِفَّ وَجْهُ رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ، قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَأَنَّكَ  
كَرِهْتَ قَطْعَهُ؟ قَالَ: ((وَمَا يَمْنَعُنِي، لَا  
تَكُونُوا عَوْنَا لِلشَّيْطَانِ عَلَى أَحْيَاكُمْ، إِنَّهُ يَنْبَغِي  
لِلْإِمَامِ إِذَا انْتَهَى إِلَيْهِ حَدٌّ أَنْ يُقِيمَهُ، إِنْ اللَّهُ  
عَزَّ وَجَلَّ عَفْوٌ يُحِبُّ الْعَفْوَ ﴿وَلْيَعْفُوا  
وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ  
غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾)) (مسند احمد: ۴۱۶۸)

ابو ماجد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن  
مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے کہا: مجھے وہ پہلا  
آدمی یاد ہے کہ آپ ﷺ نے جس کا ہاتھ کاٹا تھا، ایک چور کو  
لایا گیا اور آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، لیکن اس  
سے نبی کریم ﷺ کا چہرہ متغیر تھا، لوگوں نے کہا: اے اللہ  
کے رسول! ایسے لگ رہا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے  
ہاتھ کے کٹنے کو ناپسند کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بھلا  
کون سے مجھے اس سے روک سکتی ہے، تم اپنے بھائی کے خلاف  
شیطان کی مدد نہ کرو، امام کے لئے یہی زیب دیتا ہے کہ جب  
اس تک حد کا معاملہ پہنچے تو وہ اسے قائم کر دے، بیشک اللہ تعالیٰ

(۶۶۳۷) تخریج: اسنادہ مسلسل بالضعفاء، یزید بن ہارون سمع من المسعودی بعد الاختلاط، ویحیی  
بن الحارث ضعیف، و ابو ماجد الحنفی مجهول، وقال البخاری والنسائی: منکر الحدیث۔ أخرجه  
ابو یعلیٰ: ۵۱۵۵ (انظر: ۳۷۱۱)

(۶۶۳۸) تخریج: حسن بشواهد۔ أخرجه الحاكم: ۴ / ۳۸۲ (انظر: ۴۱۶۸)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معاف کرنے والا اور معافی کو پسند کرتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”لوگوں کو چاہیے کہ وہ درگزر کریں اور معاف کر دیں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا بہت مہربان ہے۔“

(۶۶۳۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ) فَذَكَرَ مَعْنَاهُ (دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: ایسے لگ رہا تھا کہ آپ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا ہے اور آپ کے چہرے پر اکھ ڈال دی گئی ہے۔ (مسند احمد: ۴۱۶۹)

**فوائد:**..... اس حدیث میں ایک دو باتیں وضاحت طلب، دوسری حدیث کا مفہوم تو عیاں ہے۔

۱۔ بات یہ ہے کہ اس میں ایک روایت میں آتا ہے کہ آدمی نے سب سے پہلے چوری کی اور اس پر حد لگائی گئی جبکہ دوسری روایت میں آتا ہے وہ جس پر چوری کی سب سے پہلے حد لگائی گئی وہ عورت تھی تو ان میں مطابقت اس طرح ہے کہ عورتوں میں اسلام میں سب سے پہلے چوری میں جسے حد لگائی گئی وہ عورت تھی جس کا ذکر ہوا ہے اور جس میں یہ آیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے جو چوری کی حد لگائی گئی وہ مرد تھا تو یہ مردوں کے اعتبار سے سب سے پہلے تھا۔

۲۔ بظاہر اس حدیث سے احساس ابھرتا ہے کہ حد قائم کرنا کوئی اچھا کام نہیں اور اس پر نبی کریم ﷺ نے ایسے انداز میں غصے کا اظہار فرمایا کہ یوں لگ رہا ہے کہ حد لگانے سے درگزر سے کام لینا چاہیے، حالانکہ ہرگز ایسا نہیں۔ آپ ﷺ نے آیت مبارکہ اس لئے تلاوت فرمائی تھی کہ امام وقت کی عدالت تک پہنچنے سے پہلے پہلے معاف کر کے پردہ پوشی کی جائے اس کے خلاف فوراً عدالت میں معاملہ لانے کو نبی کریم ﷺ نے ناپسند کیا ہے مگر جب معاملہ حد امام وقت کی عدالت میں پیش ہو جائے تو پھر تو حد قائم کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ضرور بھر ضرور قائم ہوگی۔

حدیث نمبر (۶۶۲۷) میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ حاکم کی عدالت میں پہنچنے سے پہلے حد کو معاف کرنا یا کروالینا درست ہے، تاہم شریعت نے جس چیز کو مستثنیٰ قرار دیا ہے، اس میں حاکم کے پاس لانے کے بعد بھی معافی ہو سکتی ہے، جیسے مقتول کے ورثاء، قاتل کو بعد میں بھی معاف کر سکتے ہیں۔

(۶۶۴۰)۔ عَنْ دُخَيْنِ كَاتِبِ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے منشی دُخَيْنِ سے مروی ہے، وہ کہتا ہے: قَالَ: قُلْتُ لِعُقْبَةَ: إِنَّ لَنَا جِيرَانًا يَشْرَبُونَ الخمرَ وَأَنَا دَاعٍ لَهُمُ الشَّرْطَ فَيَأْخُذُوهُ، میں نے عقبہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمارے کچھ پڑوسی ہیں، وہ شراب نوشی کرتے ہیں، میں پولیس کو اطلاع کرنے والا ہوں

(۶۶۳۹) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۶۶۴۰) اسنادہ ضعیف لا اضطراب فی اسنادہ، ولجهالة ابی الہیثم۔ أخرجه ابو داود: ۴۸۹۲ (انظر: ۱۷۳۹۵)

تاکہ وہ انہیں گرفتار کر لے۔ سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا نہ کرو، انہیں نصیحت کرو اور ڈانٹ ڈپٹ کرو، اس نے ایسے ہی کیا مگر وہ باز نہ آئے، چنانچہ دھن دہارہ آ گیا اور کہا: میں نے انہیں روکا تو ہے، مگر وہ باز نہیں آتے، اب تو میں پولیس کو ضرور بلاؤں گا، سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اوتیرے لیے ہلاکت ہو، اس طرح نہ کر، میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو مومن کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے، وہ گویا کہ قبر میں زندہ درگور بچی کو زندہ کر دیتا ہے۔“ ایک روایت میں ہے: ”وہ اس شخص کی مانند ہے، جو قبر میں زندہ درگور کی گئی بچی کو زندہ کر دیتا ہے۔“

فَقَالَ: لَا تَفْعَلْ وَلَكِنْ عَظْمُهُمْ وَتَهَدَّدَهُمْ قَالَ: فَفَعَلَ فَلَمْ يَنْتَهُوا، قَالَ: فَجَاءَهُ دُخَيْنٌ فَقَالَ: إِنِّي نَهَيْتُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوا وَأَنَا دَاعٍ لَهُمُ الشَّرَطُ، فَقَالَ عُقْبَةُ: وَنَحَكَ لَا تَفْعَلْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ مُؤْمِنٍ فَكَأَنَّمَا اسْتَحْيَا مَوْوُودَةَ مِنْ قَبْرِهَا.)) وَفِي لَفْظٍ: ((كَأَنَّ كَمَنْ أَحْيَا مَوْوُودَةَ مِنْ قَبْرِهَا.)) (مسند احمد: ۱۷۵۳)

### بَابُ حَدِّ مَنْ ارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ وَمَا جَاءَ فِي الزَّنَادِقَةِ اسلام سے مرتد ہونے والے کی حد اور زنادقہ کا بیان

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یمن میں تھے اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے، ان کے پاس ایک آدمی تھا، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ آدمی یہودی تھا، پھر مسلمان ہوا اور اب پھر یہودی ہو گیا ہے، دو ماہ ہو گئے ہیں کہ ہم اس سے اسلام پر کار بند رہنے کا مطالبہ کر رہے ہیں، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! جب تک تم اس کی گردن نہیں اڑاؤ گے، میں نہیں بیٹھوں گا، پس اس کو قتل کر دیا گیا، پھر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ ”جو شخص اپنے دین کو ترک کر دے یا اپنے دین کو بدل ڈالے، اس کو قتل کر دو۔“

(۶۶۴۱)۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: قَدِمَ عَلَيَّ أَسَى مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِلَيْمَنٍ فَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ قَالَ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: رَجُلٌ كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ وَنَحْنُ نُرِيدُ عَلَى الْإِسْلَامِ مُنْذُ قَالَ أَحْسَبُهُ شَهْرَيْنِ، فَقَالَ: وَاللَّهِ! لَا أَقْعُدُ حَتَّى تَضْرِبُوا عُنُقَهُ، فَضْرِبَتْ عُنُقُهُ، فَقَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَنْ ((مَنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ فَأَقْتُلُوهُ.)) أَوْ قَالَ: ((مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَأَقْتُلُوهُ.)) (مسند احمد: ۲۲۳۶۵)

(۶۶۴۲)۔ عَنْ عِكْرَمَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَرَ بِمَنْ هُوَ لِأَنَّ الزَّنَادِقَةَ وَمَعَهُمْ كُتُبٌ، فَأَمَرَ بِنَارٍ فَأَجِجَتْ ثُمَّ أَحْرَقَهُمْ وَكُتِبَهُمْ،

(۶۶۴۱) تخریج: اسنادہ صحیح (انظر: ۲۲۰۱۶)

(۶۶۴۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۹۲۲ (انظر: ۲۵۵۱)

فَقَالَ عِكْرِمَةُ: فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ بَدَلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ)) وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ)) (مسند احمد: ۲۵۵۱)

پھر انھوں نے انہیں اور ان کی کتابوں کو جلا دیا، جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انھوں نے کہا: اگر میں ہوتا تو انہیں نہ جلاتا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جلانے سے منع فرمایا ہے، البتہ میں ان کو قتل کر دیتا، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کر دو۔“ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے ساتھ عذاب نہ دیا کرو۔“

**فوائد:** ..... زندگی اس کو کہتے ہیں جو بظاہر اسلام کا اظہار کرے، مگر باطن میں کفر رکھے اور احکام شریعت کو باطل تصور کرے، یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کا کفر کرنے والے اور اسلام سے مرتد ہونے والے ہوتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس جن زنادقہ کو لایا گیا، یہ دراصل عبداللہ بن سبا کے پیروکار تھے اور یہ ابن سبا یہودی تھا اور اس نے امت محمدیہ میں فتنہ برپا کرنے کے لیے بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا تھا، اسی نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا، پھر وہ کچھ ہوا، جو ہوا، پھر اس نے اپنے خبیث نفس کو شیعہ لوگوں میں لاکھڑا کیا اور جاہلوں کی ایک جماعت سے یہ نعرہ لگانے میں کامیاب ہو گیا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی معبود ہیں۔ (تخصیص از السمل والنخل)

(۶۶۴۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَرَّقَ نَاسًا ارْتَدُوا عَنِ الْإِسْلَامِ فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: لَمْ أَكُنْ لِأُحْرِقْهُمْ بِالنَّارِ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ)) وَكُنْتُ قَاتِلَهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ بَدَلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ)) فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ فَقَالَ: وَيْحَ ابْنِ عَبَّاسٍ - (مسند احمد: ۱۸۷۱)

(دوسری سند) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسلام سے مرتد ہونے والے چند لوگوں کو آگ میں جلا دیا، جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انھوں نے کہا: اگر میں ہوتا تو انہیں آگ میں نہ جلاتا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے ساتھ عذاب نہ دیا کرو۔“ میں نے ان کو قتل کرنا تھا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو بندہ اپنا دین بدل دے، اسے قتل کر دو۔“ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہما کو اس بات کا علم ہوا تو انھوں نے کہا: ابن عباس کے لیے افسوس۔

**فوائد:** ..... اسلام کو اپنانے کے بعد اس سے مرتد ہو جانے والی کی سزا قتل ہے۔

”وَيْحٌ“ لفظ کسی پر افسوس کے لیے استعمال ہوتا ہے اور بعض دفعہ تعریف اور تعجب کے لیے بھی آتا ہے۔ پہلا معنی اگر مراد ہو تو مفہوم ہوگا: افسوس، اس نے وقت سے پہلے کیوں نہ بتایا تاکہ حدیث کی مخالفت نہ ہوتی۔ اگر دوسرا معنی ہو تو پھر مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ابن عباس کی بات کو پسند کیا اور تعجب کا اظہار کیا۔ (بلوغ الامانی) (عبداللہ رفیق)



## أَبْوَابُ حَدِّ الزَّانَا

### زنا کی حد کے ابواب

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّنْفِيهِ مِنَ الزَّانَا وَوَعِيدِ فَاعِلِهِ لِاسِمَا بِحَلِيلَةِ الْجَارِ وَالْمُغِيبَةِ  
 زنا سے نفرت دلانے کا اور زانی کی وعید کا بیان، بالخصوص جب وہ اپنے پڑوسی کی بیوی اور  
 اس عورت سے زنا کرے، جس کا خاوند غائب ہو

(: ٦٦٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ  
 قَانَ: ((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ  
 وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ  
 الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ  
 مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ)) (مسند احمد: ١٠٢٢٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے  
 فرمایا: ”زانی جس وقت زنا کرتا ہے، وہ اس وقت مؤمن نہیں  
 ہوتا، چور جب چوری کرتا ہے، وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا اور  
 شرابی جس وقت شراب پیتا ہے، وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا  
 اور (ان جرائم کے بعد بھی) توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔“

**فوائد:**..... اس حدیث میں زانی، چور اور شرابی کی سخت سرزنش کی گئی ہے۔

”وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا“ اس سے نبی کریم ﷺ کی مراد یہ ہے کہ یہ امور ایمان کے منافی ہیں، ایمان ان  
 سے روکتا ہے، جب کوئی شخص ان برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ ایمان کے تقاضے پر عمل نہیں کر رہا ہوتا، اس معنی میں گویا  
 کہ وہ مؤمن نہیں ہوتا، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ کلی طور پر ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور کافر بن جاتا ہے،  
 کیونکہ اہل سنت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی بھی گناہ، خواہ وہ کبیرہ ہی ہو، کے ارتکاب سے مسلمان کافر نہیں بنتا، یہ اصول  
 بہت سی آیات و احادیث سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ لیکن اس اصول کا مطلب ایسے مجرموں سے نرمی برتنا نہیں ہے، بلکہ  
 یہ بتلانا مقصود ہے کہ یہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوئے اور ابدی طور پر جہنم کے مستحق نہیں ہیں۔

(٦٦٤٥)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

(٦٦٤٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٨١٠، ومسلم: ٥٧ (انظر: ١٠٢١٧)

(٦٦٤٥) تخريج: حديث صحيح - أخرجه النسائي: ٨٦/٥ (انظر: )

((ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ بِغَيْرِ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَلِيَامًا الْكَذَّابُ، وَالشَّيْخُ الزَّانِي، وَالْعَائِلُ الْمَزْهُوُّ)) (مسند احمد: ۹۵۹۲)

نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ روزِ قیامت تین قسم کے افراد کی طرف نہیں دیکھے گا: جھوٹا امام، بوڑھا زانی اور مستکبر فقیر۔“

**فوائد:** ..... زمان و مکاں اور شخصیت کی وجہ سے نیکی یا برائی کی نوعیت میں فرق آ جاتا ہے، جیسے نوجوانی کی عمر میں نیکی کو زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اسی طرح بڑھاپے کی عمر میں برائی کو سخت ناپسند کیا جاتا ہے، ایسے تین مجرموں کا ذکر اس حدیث میں کیا گیا ہے، امام و حکمران ہو کر جھوٹ بولنا، بوڑھا ہو جانے کے بعد بھی زنا کرنا اور فقر و فاقہ کے باوجود تکبر کرنا۔ جھوٹ، زنا اور تکبر گناہ کے کام ہیں، لیکن جب یہ تین افراد ان امور کا ارتکاب کریں گے تو زیادہ ناپسند کیا جائے گا، کیونکہ ان افراد کا عہدہ، عمر اور ظاہری حالت کے تقاضے کچھ اور ہیں۔

((۶۶۶۶))۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَكْثَرِ مَا يَلِجُ النَّاسُ بِهِ النَّارَ، قَالَ: ((الْأَجْوَفَانِ، الْفَمُّ وَالْفَرْجُ)) وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يَلِجُ بِهِ النَّاسُ الْجَنَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((حُسْنُ الْخُلُقِ)) (مسند احمد: ۷۸۹۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اس چیز کے بارے میں پوچھا گیا کہ زیادہ تر جس کی وجہ سے لوگ جہنم میں داخل ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”پیٹ سے متعلقہ دو چیزیں یعنی منہ اور شرمگاہ۔“ پھر آپ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ زیادہ تر جس کی وجہ سے لوگ جنت میں جائیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ حسن اخلاق ہے۔“

((۶۶۶۷))۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ حَفِظَ مَا بَيْنَ فُجْمَيْهِ وَفَرْجِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) (مسند احمد: ۱۹۷۸۸)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے دو جبروں کے درمیان والی چیز اور شرمگاہ کی حفاظت کی، وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

**فوائد:** ..... یعنی اپنی زبان کو غیبت، چغلی، جھوٹی بات اور لغویات سے محفوظ رکھا اور شرمگاہ کو زنا اور ناجائز شہوات سے بچایا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

((۶۶۶۸))۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: إِنَّ فَتَى مِنْ سَيِّدِنَا ابُوَامَامَةَ النَّصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ عَنْ رَأْيِ النَّبِيِّ ﷺ فِي رَأْيِ النَّصَارِيِّ

((۶۶۶۶)) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ۴۲۴۶، والترمذی: ۲۰۰۴ (انظر: ۷۹۰۷)

((۶۶۶۷)) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابو یعلیٰ: ۷۲۷۵، والحاکم: ۴/۳۵۸، والبیہقی فی ”شعب الایمان“: ۵۷۵۵ (انظر: ۱۹۵۵۹)

((۶۶۶۸)) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه الطبرانی فی ”الکبیر“: ۷۷۵۹ (انظر: ۲۲۲۱۱)

نوجوان، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے زنا کی اجازت دیں، لوگ اس پر پل پڑے اور کہا: خاموش ہو جا، خاموش ہو جا تو، لیکن آپ ﷺ نے اس نوجوان سے فرمایا: ”قرب ہو جا۔“ پس وہ آپ ﷺ کے قریب ہو کر بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو اپنی ماں کیلئے اس چیز کو پسند کرتا ہے؟“ اس نے کہا: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسی طرح لوگ بھی اپنی ماؤں کیلئے اس برائی کو پسند نہیں کرتے۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اچھا کیا تو اپنی بیٹی کے لئے اس چیز کو پسند کرے گا؟“ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کر دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ بھی اس برائی کو اپنی بیٹیوں کے لئے پسند نہیں کرتے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اچھا کیا تو زنا کو اپنی بہن کے لئے پسند کرتا ہے؟“ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر خدا کرے، میں اپنی بہن کے لیے اس کو کبھی بھی پسند نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ بھی اپنی بہنوں کے لئے اس برائی کو پسند نہیں کرتے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو اس کو اپنی پھوپھی کے لئے پسند کرے گا؟“ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم میں اس کو پسند نہیں کروں گا، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر لوگ بھی اپنی پھوپھیوں کے لئے پسند نہیں کرتے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اچھا یہ بتاؤ کہ کیا تو اس برائی کو اپنی خالہ کے لئے پسند کرے گا؟“ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اس کو پسند نہیں کروں گا، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر لوگ بھی اپنی خالوں کے لئے اس برائی کو پسند نہیں کرتے، آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا اور اس کے حق

الْأَنْصَارِ آتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِذْذَنْ لِي بِالزَّيْنَا، فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ فزَجَرُوهُ وَقَالُوا: مَهْ مَهْ، فَقَالَ: ((إِذْنُهُ)) فَدَنَا مِنْهُ قَرِيْبًا قَالَ: فَجَلَسَ، قَالَ: ((أَتَجِبُهُ لِأَمِّكَ)) قَالَ: لَا، وَاللَّهِ! جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ، قَالَ: ((وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ)) قَالَ: ((أَفْتَجِبُهُ لِابْنَتِكَ؟)) قَالَ: لَا، وَاللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ! جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ، قَالَ: ((وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِبَنَاتِهِمْ)) قَالَ: ((أَفْتَجِبُهُ لِأُخْتِكَ؟)) قَالَ: لَا، وَاللَّهِ! جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ، قَالَ: ((وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ)) قَالَ: ((أَفْتَجِبُهُ لِعَمَّتِكَ؟)) قَالَ: لَا، وَاللَّهِ! جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ، قَالَ: ((وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِعَمَّاتِهِمْ)) قَالَ: ((أَفْتَجِبُهُ لِخَالَاتِكَ؟)) قَالَ: لَا، وَاللَّهِ! جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ، قَالَ: ((وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِخَالَاتِهِمْ)) قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ، وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ وَحَصِّنْ فَرْجَهُ)) فَلَمْ يَكُنْ بَعْدَ ذَلِكَ الْفَتَى يَلْتَمِثُ إِلَى شَيْءٍ - (مسند احمد:

(۲۲۵۶۴)

میں یہ دعا فرمائی: ”اے میرے اللہ! اس کے گناہ بخش دے، اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کو محفوظ کر دے۔“ اس کے بعد وہ نوجوان کسی چیز کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتا تھا۔

**فوائد:** ..... نبی کریم ﷺ کا حکیمانہ انداز ہے، جس کا استعمال بعض افراد کے لیے مناسب سمجھا گیا۔ بعض لوگ ایسے مزاج کے ہوتے ہیں کہ صرف لفظ ”حرام“ ان کی صحت پر کوئی خاص اثر نہیں رکھتا، ایسے لوگوں کو ان کی ذات سے متعلقہ مثالیں دے کر بات سمجھائی جاسکتی ہے، جیسا حکمت و دانائی جیسی صفات سے متصف محمد رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر کیا۔

(۶۶۴۹-) عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَفْشُ فِيهِمْ وَلَدُ الزَّانَا فَإِذَا فَشَا فِيهِمْ وَلَدُ الزَّانَا فَيُوشِكُ أَنْ يَعْصَهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِعِقَابٍ)) (مسند احمد: ۲۷۳۶۷)

ام المومنین سیدہ ميمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میری امت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی، جب تک ان میں زنا کی اولاد کی کثرت نہ ہوگی، جب ان میں ولد الزنا کی کثرت ہو جائے گی تو قریب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان پر عام عذاب مسلط کر دے۔“

**فوائد:** ..... ولد الزنا کی کثرت کا مطلب ہے کہ زنا عام ہو جائے، جس سے ناجائز بچے جنم لیں گے اور حسب و نسب کا نظام خراب ہو جائے گا۔

اگرچہ دور حاضر کے لوگوں میں بڑی بڑی اور کئی خرابیاں پائی جاتی ہیں، لیکن منصوبہ بندی کے اسباب اور الیکٹرانک، سوشل اور پرنٹ میڈیا کی وجہ سے جو بے غیرتی زنا اور اس سے متعلقہ گناہوں کی وجہ سے پھیلی ہے، اس کی مثال ماضی میں کہیں نہیں ملتی، غیرت و حمیت کی وجہ سے جن افراد اور خاندانوں کے بارے میں اس برائی کا سوچا ہی نہیں جاسکتا تھا، ان کے وڈیرے زنا کی دلدل میں پھنس گئے اور ان کی بیویوں اور بچیوں نے اپنے لیے کرائے پر سائڈ لیے رکھے ہیں، ایسے خاندانوں کے پچاس ساٹھ ساٹھ برس عمر کے لوگوں کی نگاہیں تو شرم و حیا کا پیکر ہونی چاہیے تھیں، لیکن اب وہ چورنگا ہوں سے اور نمکنکی باندھ کر ایسی بے پردہ لڑکیوں کو دیکھتے نظر آتے ہیں، جو ان کی بچیوں کی ہم عمر یا ان سے چھوٹی ہوتی ہیں۔ (اللہ کی پناہ) کیا کوئی چھٹی حس میں جا کر سوچ سکتا ہے کہ مائیں اپنی بچیوں کی عزتیں لٹانے کے لیے ذیل کریں گی؟ کیا کسی میں یہ چیز برداشت کرنے کی ہمت ہے کہ بچیاں پابندی لگانے والے باپ کے سامنے واقعی ننگا ہو کر یہ کہیں گی کہ پھر تم خود ہماری ضرورت پوری کرو، نہیں تو ہمیں باہر جانے دو، کیا کسی کے دماغ میں یہ بات سمالینے کی

(۶۶۴۹) تخريج: اسنادہ ضعيف، ابن اسحاق مدلس وقد عنعن، ومحمد بن عبد الله و محمد بن عبد الرحمن ضعيفان، وعبيد الله بن ابي رافع لين الحديث. أخرجه ابو يعلى: ۷۰۹۱، والطبرانی في الكبير: ۲۴ / ۵۵ (انظر: ۲۶۸۳۰)

مغناش ہے کہ خاوند کمائی کرنے کے لیے دوسرے ممالک میں چلے جائیں اور ان کی بیویاں ان کی ہی آمدنیاں خرچ کر کے کرائے پر ساکنہ رکھ لیں۔ جبکہ ایسا ہو رہا ہے اور ہر ملک کے ہر شہر میں ہو رہا ہے۔ لوگو! آؤ، شریعتِ مطہرہ کو تھام لیں، اسی میں ہماری عزتوں کا دفاع ہے، یہی حیثیت و غیرت والی زندگی کا دوسرا نام ہے۔

(۶۶۵۰)۔ عَنِ الْجَمْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((مَا تَسْأَلُونَ فِي الزَّانَا؟)) قَالُوا: حَرَمَهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَهُوَ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَتَسْأَلُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((لَأَنْ يَزْنِيَ الرَّجُلُ بِعَشْرٍ نِسْوَةٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَزْنِيَ بِامْرَأَةٍ جَارِهِ)) قَالَ: ((فَمَا تَقُولُونَ فِي السَّرْقَةِ؟)) قَالُوا: حَرَمَهَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَهِيَ حَرَامٌ، قَالَ: ((لَأَنْ يَسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرَةِ آيَاتٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَسْرِقَ مِنْ جَابِهِ)) (مسند احمد: ۲۴۳۵۵)

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ”تم لوگ زنا کے بارے میں کیا کہتے ہو؟“ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اس کو حرام قرار دیا ہے اور یہ قیامت کے دن تک حرام ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی کا دس عورتوں سے زنا کرنا، اس کا جرم ہمسائے کی بیوی سے زنا کرنے کے جرم سے کم ہے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اچھا تم لوگ چوری کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟“ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اس کو حرام قرار دیا ہے، پس یہ حرام ہے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی کا دس گھروں سے چوری کرنا، اس کا جرم پڑوسی کے گھر سے چوری کرنے کے جرم سے کم ہے۔“

**فوائد:** ..... پڑوسی کو اپنے پڑوسی پر حسن ظن ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا پڑوسی اس کی عزتوں کا محافظ ہے، اُدھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے پڑوسی کے بہت زیادہ حقوق بیان کیے ہیں، جو آدمی ان سب حد بندیوں کو پامال کر جاتا ہے تو آپ ﷺ اس کے جرم کو دس گنا سے بھی بڑھا کر بیان کرتے ہیں۔

(۶۶۵۱)۔ عَنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَعَدَ عَلَى فِرَاشِ مُغَيَّبَةٍ قَبِضَ اللَّهُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُعْبَانًا)) (مسند احمد: ۲۲۹۲۴)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس عورت کے بستر پر بیٹھا، جس کا خاوند گھر سے غائب ہو، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس پر ایک سانپ مقرر کرے گا۔“

(۶۶۵۰) تخریج: اسنادہ جید۔ أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۲۰ / ۶۰۵، وفي "الاوسط": ۶۳۲۹ (انظر: ۲۳۸۵۴)

(۶۶۵۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف عبد الله بن لهيعة۔ أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۳۲۷۸، وفي "الاوسط": ۳۲۳۷ (انظر: ۲۲۵۵۷)



(۶۶۵۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ لَسَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَلْجُوا عَلَى الْمُعْتَبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ)) قُلْنَا: وَمِنْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((وَمِثْنِي وَلَكِنَّ اللَّهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ)) (مسند احمد: ۱۴۳۷۵)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہم سے فرمایا: ”جن عورتوں کے خاوند موجود نہ ہوں، ان پر داخل نہ ہوا کرو، کیونکہ شیطان تمہارے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے۔“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے شیطان کا تعلق آپ سے بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے ساتھ بھی تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی، پس وہ میرا مطیع ہو گیا۔“

**فوائد:** ..... صحیح مسلم (۲۱۷۱) میں سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((أَلَا لَا يَبْتَئِنَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ تَيْبٍ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَاكِحًا أَوْ ذَا مَحْرَمٍ))..... ”خبردار کوئی آدمی کسی بیوہ عورت کے پاس رات نہ گزارے، الا یہ کہ وہ اس کا خاوند ہو یا محرم رشتہ دار۔“

کنواری اور غیر شادی شدہ عورتوں کی بہ نسبت شادی شدہ خواتین کے لیے برائی پر آمادہ ہو جانا قدرے آسان ہوتا ہے، ان میں غیرت کے تقاضوں کے معاملے نرمی آ جاتی ہے، جبکہ عیب کے چھپ جانے کا بھی امکان ہوتا ہے، بیوہ کا معاملہ بھی اسی قسم کا ہوتا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے خاص طور پر ان خواتین کے ساتھ بیٹھنے یا ان کے ساتھ رات گزارنے سے منع کیا، وگرنہ کسی غیر محرم خاتون کے ساتھ خلوت میں بیٹھنا ہی منع ہے، رات گزارنا تو درکنار۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي وِلْدِ الزَّانَا زنا کی اولاد کا حکم

(۶۶۵۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((وَلَدُ الزَّانَا شُرُ الثَّلَاثَةِ)) (مسند احمد: ۸۰۸۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”زنا کی اولاد تین افراد میں سے زیادہ برا ہے۔“

(۶۶۵۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هُوَ أَشْرُ الثَّلَاثَةِ إِذَا عَمِلَ بِعَمَلِ أَبِيهِ)) يَعْنِي وَلَدَ الزَّانَا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”زنا کی اولاد اس وقت تینوں میں سے سب سے بدتر ہوتی ہے، جب وہ اپنے ماں باپ جیسا کام کرتی ہے۔“

(مسند احمد: ۲۵۲۹۴)

(۶۶۵۲) تخریج: هذه ثلاثة احاديث، وهي صحيحة، لكن جمعها مجالد في هذا المتن الواحد، واستناد هذا الحديث ضعيف لضعف مجالد بن سعيد۔ أخرجه الترمذی: ۱۱۷۲ (انظر: ۱۴۳۲۴)

(۶۶۵۳) تخریج: استنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۳۹۶۳ (انظر: ۸۰۹۸)

(۶۶۵۴) تخریج: استناد: ضعيف جدا، فيه ابراهيم ابن اسحاق، وهو ابراهيم بن الفضل، وهو متروك (انظر: ۲۴۷۸۴)

**فوائد:** ..... امام سفیان کہتے ہیں: ..... إِذَا عَمَلَ بِعَمَلِ أَبِيهِ - ..... اس حدیث کو اس کے مفہوم پر اس وقت محمول کیا جائے گا جب وہ بیٹا بھی اپنے والدین والافعل کرے گا۔ اس قول کی تائید درج ذیل مرفوع روایت سے ہوتی ہے:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَلَدُ الزَّوْنَا شَرُّ الشَّلَاثَةِ إِذَا عَمَلَ بِعَمَلِ أَبِيهِ -)) ..... ”زنا کا بیٹا تین افراد میں سے ہے، جب وہ بھی اپنے والدین والی کاروائی شروع کر دے۔“ اس کی سند میں محمد بن عبد الرحمن بن ابولیلی سوء حفظ کی بنا پر ضعیف ہے۔

امام البانی نے بھی یہی مفہوم پسند کیا ہے۔ (صحیحہ: ۶۷۲)

لیکن فی الحقیقت زنا کی وجہ سے ہونے والی اولاد، اپنے والدین کے کیے سے بری ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَيْسَ عَلَى وَلَدِ الزَّوْنَا مِنْ وِزْرِ أَبِيهِ شَيْءٌ ﴿وَلَا تَزْرُ وَازِرَةً وَزْرَ أُخْرَى﴾ -)) [فاطر: ۱۸] (صحیحہ: ۲۱۸۶) ”زنا کی اولاد پر اپنے والدین کے گناہ کا کوئی وبال نہیں ہوگا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”(اور قیامت کے دن) کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔“

زنا سنگین جرم ہے، لیکن اس کی وجہ سے پیدا ہونے والی اولاد بے قصور ہے، ایسے بچوں کو ان کے والدین کے کئے کا کبھی بھی طعنہ نہیں دینا چاہئے۔

(۶۶۵۵) - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌ، وَلَا مُذْمَنٌ خَمِيرٌ، وَلَا مَنَانٌ، وَلَا وَلَدٌ احسان جتانے والا اور ولد الزنا جنت میں داخل نہ ہوں گے۔  
سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”والدین کا نافرمان اور ہمیشہ کا شرابی اور  
زنیۃ۔)) (مسند احمد: ۶۸۹۲)

**فوائد:** ..... کوئی شک نہیں کہ ولد الزنا اپنا سبب بننے والے دو افراد کی برائی کا ذمہ دار نہیں ہے، نہ اس کو اس چیز کا طعنہ دیا جاسکتا ہے، لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ ایسے بچے معاشرے کے قیمتی افراد نہیں بنتے، ان کا رجحان گھٹیا افراد کی طرف ہوتا ہے۔

(۶۶۵۵) تخریج: صحیح لغیرہ دون قولہ: ”ولا ولد زنیۃ“ وھذا اسناد ضعیف، علته جابان، وھو لا یدری من ھو، وقال ابو حاتم: لیس بحجۃ، وقال البخاری: لا یعرف لجابان سماع من عبد اللہ۔ أخرجه السنائی فی ”الکبری“: ۴۹۱۵، والدارمی: ۱۱۲ / ۲، وابن حبان: ۳۳۸۳، والطیالسی: ۲۲۹۵ (انظر: ۶۸۹۲)

## بَابُ تَحْرِيمِ النَّظْرِ إِلَى الْمَرْأَةِ الْأَجْنَبِيَّةِ لِأَنَّهُ مِنْ مُقَدِّمَاتِ الزَّانَا

اجنبی عورت کو دیکھنے کے حرام ہونے کا بیان، کیونکہ یہ زنا کے مقدمات میں سے ہے

(۶۶۵۶)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُتَّبِعِ النَّظْرَ النَّظْرَ، فَإِنَّ الْأُولَى لَكَ وَلَيْسَ لَكَ الْآخِرَةُ)) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”نظر کے پیچھے نظر نہ لگانا، پہلی نظر تو معاف ہے، جبکہ دوسری کی تجھے اجازت نہیں۔“

(مسند احمد: ۱۳۶۹)

**فوائد:**..... پہلی نظر سے مراد بلا ارادہ پڑ جانے والی نظر ہے، اگر آدمی ان احادیث پر عمل کرتے ہوئے غیر محرم خاتون پر پڑنے والی نظر کو فوراً پھیر لے تو اس خاتون کی شکل دماغ میں محفوظ نہیں ہو سکتی، جبکہ اس عمل کی وجہ سے وجود میں برکت آجاتی ہے، اس طرح سے آدمی گندے خیالات سے مکمل طور پر بچ جاتا ہے۔

(۶۶۵۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِي ثَانٍ) أَنْ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((يَا عَلِيُّ! إِنَّ لَكَ كَنْزًا مِنَ الْجَنَّةِ وَأَنْتَ ذُو قَرْنَيْنَهَا فَلَا تُتَّبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّمَا لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَ لَكَ الْآخِرَةُ)) (مسند احمد: ۱۳۷۳)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے علی! آپ کے لئے جنت میں ایک خزانہ ہے، تم جنت کے دونوں کناروں میں رہو گے، لہذا نظر کے پیچھے نظر نہ ڈالنا، بے شک تجھے پہلی نظر کی اجازت ہے، دوسری کی اجازت نہیں ہے۔“

(۶۶۵۸)۔ عَنْ ابْنِ بَرِيدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِعَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((لَا تُتَّبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ)) (مسند احمد: ۲۳۳۷۹)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”نظر کے پیچھے نظر نہ لگانا، پہلی نظر تو معاف ہے، جبکہ دوسری کی تجھے اجازت نہیں۔“

(۶۶۵۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيئُهُ مِنَ الزَّانَا أَدْرَكَ لَا مَحَالَةَ، فَالْعَيْنُ زَيْنَتُهَا النَّظْرُ وَيَصِدْقُهَا الْأَعْرَاضُ وَاللِّسَانُ زَيْنَتُهُ النَّطْقُ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”آدم کے بیٹے پر اللہ تعالیٰ نے اس کے زنا کا حصہ لکھ دیا ہے، وہ اس کو لامحالہ طور پر پائے گا، آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، پھر مختلف (روحانی) بیماریاں اس کی تصدیق کرتی ہیں، زبان کا زنا

(۶۶۵۶) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه الدارمی: ۲۷۰۹، والبزار: ۹۰۷، وابن حبان: ۵۵۷۰، والحاکم: ۱۲۳ / ۳ (انظر: ۱۳۶۹)

(۶۶۵۷) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۶۵۸) تخریج: حسن لغیرہ (انظر:). أخرجه ابو داود: ۲۱۴۹، والترمذی: ۲۷۷۷ (انظر: ۲۲۹۹۱)

(۶۶۵۹) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابن حبان: ۴۴۲۱ (انظر: ۸۲۱۵)

وَالْقَلْبُ الْمَتَمَنَّى وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ مَا تَمَّ وَيُكَذِّبُ۔) (مسند احمد: ۸۱۹۹)

تصدیق کرتی ہے یا پھر تکذیب۔“

**فوائد:**..... اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں وہ نیکیاں اور برائیاں بھی لکھ دی ہیں، جو ہر انسان نے کرنی ہیں، اسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا علم یا تقدیر کہتے ہیں، لیکن اس ریکارڈ کا یہ معنی نہیں کہ انسان برے اعمال کر کے گنہگار نہیں ہوگا، اگر اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ فلاں بندے نے بدکاری کرنی ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس معاملے میں بندے کو معذور سمجھا جائے۔

(۶۶۶۰)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْعَيْنَانِ تَزَيَّانِ، وَالْيَدَانِ تَزَيَّانِ، وَالرِّجْلَانِ تَزَيَّانِ، وَالْفَرْجُ يَزِينُ۔)) (مسند احمد: ۳۹۱۲)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”دونوں آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں، دونوں ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں، دونوں پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور شرمگاہ بھی زنا کرتی ہے۔“

(۶۶۶۱)۔ عَنِ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ ابْنِ آدَمَ لَهُ حَظٌّ مِنَ الزَّانَا، فَرِئَانِ الْعَيْنَيْنِ النَّظْرُ، وَزَنَا الْيَدَيْنِ الْبَطْشُ، وَزَنَا الرَّجْلَيْنِ الْمَشْيُ، وَزَنَا النَّمَقِ الْقَبْلُ وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى وَيُصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ الْفَرْجُ۔)) وَحَلَّقَ عَشْرَةَ ثُمَّ أَدْخَلَ أَضْبَعَهُ السَّبَابَةَ فِيهَا، يَشْهَدُ عَلَى ذَلِكَ أَبُو هُرَيْرَةَ، لَحْمُهُ وَدَمُهُ۔ (مسند احمد: ۱۰۹۳۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”آدم کے ہر بیٹے کا زنا میں حصہ ہے، آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے، منہ کا زنا بوسہ لینا ہے اور دل اس کی خواہش اور تمنا کرتا ہے اور پھر شرمگاہ ان امور کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔“ پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دس کے عدد کا حلقہ بنایا اور دوسرے ہاتھ کی انگشت شہادت کو اس میں داخل کیا اور کہا: ابو ہریرہ کا گوشت اور خون اس پر گواہی دیتا ہے۔

(۶۶۶۲)۔ عَنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ۔)) (مسند احمد: ۱۹۹۸۶)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہر آنکھ سے زنا سرزد ہوتا ہے۔“

(۶۶۶۰) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابو يعلى: ۵۳۶۴، والبزار: ۱۵۵۰، والطبراني في "الكبير": ۱۰۳۰۳ (انظر: ۳۹۱۲)

(۶۶۶۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۶۵۷ (انظر: ۱۰۹۲۰)

(۶۶۶۲) تخريج: اسنادہ جيد۔ أخرجه ابن خزيمة: ۱۶۸۱، وابن حبان: ۴۴۲۴، والبيهقي: ۲۴۶ / ۳ (انظر: ۱۹۷۴۸)

**فوائد:**..... ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ مرد کا غیر محرم عورت کو دیکھنا حرام ہے، آنکھ ہی زنا کا مقدمہ ہے، جو آدمی اپنی نظر کی حفاظت کرے گا، وہ بدکاری کے تمام متعلقات سے محفوظ رہے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الْعَفْوِ عَنْ نَظَرَةِ الْفُجْأَةِ وَثَوَابِ الْغَضِّ عَنِ النَّظَرِ بَعْدَهَا وَقَوْلِهِ ۷: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ امْرَأَةً فَأَعْجَبَتْهُ فَلْيَاتِ أَهْلَهُ))

اجنبی عورت پر اچانک پڑ جانے والی نگاہ کی معافی کا اور ایسی نگاہ کے بعد نظر جھکا لینے کے ثواب بیان اور آپ ﷺ کا فرمان کہ ”جب کوئی آدمی کسی عورت کو دیکھے اور وہ اس کو پسند آجائے تو وہ اپنی بیوی کے پاس پہنچے (اور جماع کرے)

(۶۶۶۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۱۵۹ (انظر: ۱۹۱۶۰)

(۶۶۶۳)۔ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ نَظَرَةِ الْفُجْأَةِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصْرِي۔ (مسند احمد: ۱۹۳۷۳)

سیدنا جریر بن عبد اللہ بجلي رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اچانک پڑ جانے والی نظر کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں نظر پھیر لیا کروں۔

**فوائد:**..... ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ. وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾..... (النور: ۳۰، ۳۱) ”مؤمنوں کو کہہ دیجئے کہ وہ اپنی آنکھوں کو پست رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں، یہی ان کے لیے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے باخبر ہے۔ اور مسلم خواتین سے بھی کہہ دیں کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں۔“ پہلا حکم تو یہی ہے کہ خواتین و حضرات اپنی نگاہیں پست رکھیں، لیکن خدا نخواستہ اگر نگاہ کسی ایسی چیز پر پڑ جاتی ہے، جس کو شریعت نے دیکھنے سے منع کیا تو فوراً نظر کو پھیر لینا چاہیے، فی الفور نظر کو ہٹانے سے یا تو شہوت کے اثرات پیدا ہی نہیں ہوتے یا پھر جلد ہی کم پڑ جاتے ہیں۔

(۶۶۶۴)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ إِلَى مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَوْ لَمْرَةٍ ثُمَّ يَغْضُ بَصْرَهُ إِلَّا أَحَدَّثَ اللَّهُ لَهُ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوتَهَا.)) (مسند احمد: ۲۲۶۳۴)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس مسلمان کی پہلی مرتبہ کسی عورت کے محاسن پر نظر پڑتی ہے، لیکن پھر وہ اپنی نظر کو پست کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسی عبادت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ اس کی مٹھاس محسوس کرتا ہے۔“

(۶۶۶۴) اسنادہ ضعیف جدا، علی بن یزید بن ابی ہلال الالہانی واہی الحدیث وعبید اللہ بن زحر ضعیف یعتبر بہ۔ أخرجه البيهقي في ”شعب الایمان“: ۵۴۳۱، والطبرانی في ”الکبیر“: ۷۸۴۲ (انظر: ۲۲۲۷۸)



**فوائد:**..... بہر حال اس قسم کے حرام کردہ امور سے بچتے وقت مؤمن کو اپنے مزاج میں لذت اور حلاوت محسوس ہوتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ حرام سے اجتناب کرنا عبادت گزاری کی بڑی اقسام میں سے ہے، اس لیے ایسا کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے قرب کا احساس ہوتا ہے اور نبی کریم ﷺ سے محبت بڑھ جاتی ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مزاج فرحت و مسرت محسوس کریں۔

(۶۶۶۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّيْتِ عَنْ رِوَايَةِ أَبِي جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ رَأَى امْرَأَةً فَأَعْجَبْتَهُ فَاتَى زَيْنَبَ وَهِيَ تَمْعَسُ مَيِّتَةً فَقَضَى مِنْهَا حَاجَتَهُ، وَقَالَ: ((إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبَلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ فَإِذَا رَأَى أَحَدَكُمْ امْرَأَةً فَأَعْجَبْتَهُ فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ فَإِنَّ ذَاكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ)) (مسند احمد: ۱۴۵۹۱)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا، وہ آپ ﷺ کو اچھی لگی، اس لیے آپ ﷺ اپنی حرم پاک سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، جبکہ وہ چھڑا مل رہی تھیں، پھر آپ ﷺ نے ان سے اپنی حاجت پوری کی اور فرمایا: ”بے شک عورت شیطان کی صورت میں متوجہ ہوتی ہے اور شیطان کی صورت میں ہی پیٹھ پھیر کر جاتی ہے، اس لیے جب کوئی آدمی کسی عورت کو دیکھے اور وہ اس کو اچھی لگے تو وہ اپنی بیوی کے پاس جائے اور (اپنی حاجت پوری کر لے)، یہ چیز اس کے نفس کے برے خیال کو ختم کر دے گی۔“

**فوائد:**..... انسان پاکباز اور پاکدامن رہنے کی فکر رکھتا ہو، تو اس حدیث میں بیان کیا ہوا اصول اس کا سب سے بڑا معاون ہوگا، کیونکہ پاکدامنی اسی وقت متاثر ہوتی، جب آدمی غیر محرم خواتین کے پیچھے پڑتا ہے اور پھر دن بدن شیطان اس کے دل میں گھر کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اگر کوئی اس قانون پر عمل کرے گا تو اس کو دو برکتوں کا حصول ہوگا، ایک غیر محرم عورت سے بے رخی اختیار کرنا اور دوسرا اپنی بیوی سے مجامعت کرنا، مؤخر الذکر کو آپ ﷺ باعث اجر قرار دیا ہے، شیطان ابسے آدمی سے بہت دور ہو جاتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ کے شروع والے حصے میں ایک بات قابل توجہ ہے کہ وہ خاتون نبی کریم ﷺ کو اچھی لگی، اس کے بارے میں ابن عربی لکھتے ہیں: آپ ﷺ کو اپنے دل میں جو خیال آیا، یہ ایسا معاملہ ہے، جس پر نہ شرعاً مواخذہ ہوگا اور نہ آپ ﷺ کی رفعت و منزلت میں کوئی کمی آئے گی، آپ ﷺ نے جو چیز محسوس کی ہے، یہ آدمی کی جبلت ہے، جبکہ آپ ﷺ معصوم اور حکیم تھے، اس کے باوجود آپ ﷺ نے حق زوجیت ادا کر کے پاکدامنی کے ساتھ اس جبلی اور فطرتی خیال کو ختم کر دیا۔

قارئین کو نبی کریم ﷺ کی عصمت و عظمت کا اعتراف کرنے کے بعد ان امور میں فرق کرنا چاہیے: محض کسی چیز کا خیال آجانا، برائی کا باقاعدہ ارادہ کرنا اور پھر اس کو نافرمانی سمجھ کر اس سے باز رہنے کا ارادہ کرنا، برائی کا عزم کرنا اور

اس کا ارتکاب کرنے کی کوشش میں رہنا، عملی طور پر برائی کرنا۔ مؤخر الذکر تین امور عصمت کے منافی ہیں، پہلی چیز قابل مواخذہ نہیں ہے، بالخصوص جب اس کے اثر کو تنگی کے ذریعے زائل کر دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۶۶۶۶)۔ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ جَالِسًا فِي أَصْحَابِهِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَقَدْ اغْتَسَلَ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ كَانَ شَيْءٌ؟ قَالَ: ((أَجَلٌ قَدْ مَرَّتْ بِي فَلَانَهُ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي شَهْوَةٌ النِّسَاءِ فَأَتَيْتُ بَعْضَ أَزْوَاجِي فَأَصَبْتُهَا فَكَذَلِكَ فَافْعَلُوا، فَإِنَّهُ مِنْ أَمَانِلِ أَفْعَالِكُمْ إِيْتَانُ الْحَلَالِ)) (مسند احمد: ۱۸۱۹۱)

سیدنا ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرماتھے کہ اچانک آپ گھر داخل ہوئے اور پھر باہر تشریف لائے، جبکہ آپ ﷺ نے غسل بھی کیا ہوا تھا، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں، فلاں عورت میرے پاس سے گزری، اس سے میرے دل میں عورتوں کی خواہش بیدار ہوئی، اس لیے میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور حق زوجیت ادا کیا، تم بھی اسی طرح کیا کرو، حلال کو اختیار کرنا تمہارے افضل اعمال میں سے ہے۔“

### بَابُ مَا جَاءَ فِي نَظَرِ الْمَرْأَةِ إِلَى الرَّجُلِ الْأَجْنَبِيِّ عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنے کا بیان

(۶۶۶۷)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمِيمُونَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْنُومٍ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ أَمَرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِحْتَجِبَا مِنْهُ)) فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَيْسَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا؟ قَالَ: ((أَفَعْمِيَا وَإِنْ أَنْتُمَا؟ أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِي)) (مسند احمد: ۲۷۰۷۲)

سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہما دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس داخل ہوئے، یہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کی بات ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”اس سے پردہ کرو۔“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو نابینا آدمی ہیں، نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہمیں پہچان سکتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، کیا تم اس کو دیکھ نہیں رہی ہو۔“

**فوائد:** ..... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے: ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾..... (النور: ۳۰) ”اور ایماندار عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگائیں جھکا کر

(۶۶۶۶) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۲۲ / ۸۴۸، والبخاری: في "التاريخ": ۶ / ۱۳۹ (انظر: ۱۸۰۲۸)

(۶۶۶۷) اسنادہ ضعیف لجهالة حال نبهان۔ أخرجه ابوداود: ۴۱۱۲، والترمذی: ۲۷۷۸ (انظر: ۲۶۵۳۷)

اس مسئلہ کے معارض جتنی روایات پیش کی جاتی ہیں، ان میں احتمال پایا جاتا ہے۔

### بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخُلُوةِ بِالْمَرْأَةِ الْأَجْنَبِيَّةِ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کی ممانعت کا بیان

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ اس عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے، جس کا محرم موجود نہ ہو، کیونکہ ان دو کا تیسرا شیطان ہوگا۔“

(٦٦٦٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَخْلُونَ بِامْرَأَةٍ لَيْسَ مَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ)) (مسند احمد: ١٤٧٠٥)

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! ہرگز کوئی آدمی بھی کسی ایسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے، جو اس کے لئے حلال نہ ہو، کیونکہ تیسرا شیطان آجاتا ہے، ماسوائے محرم کے، شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دو سے زیادہ دور ہو جاتا ہے اور جس شخص کو اس کی برائی بری لگے اور اس کو اس کی اچھائی اچھی لگے، تو وہ مؤمن ہوگا۔“

(٦٦٦٩)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ لَا تَحِلُّ لَهُ فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ إِلَّا مَحْرَمٌ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْإِنْسَانِ أَبْعَدُ، مَنْ سَأَلْتَهُ سَيِّئَةً وَسَرَّتَهُ حَسَنَةً فَهُوَ مُؤْمِنٌ)) (مسند احمد: ١٥٧٨٥)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہرگز کوئی آدمی بھی کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے، کیونکہ ان کا تیسرا شیطان ہوتا ہے، اور جس شخص کو اس کی اچھائی اچھی لگے اور اس کی برائی بری لگے تو وہ مؤمن ہوگا۔“

(٦٦٧٠)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَخْلُونَ أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهَا وَمَنْ سَرَّتَهُ حَسَنَةً وَسَأَلْتَهُ سَيِّئَةً فَهُوَ مُؤْمِنٌ)) (مسند احمد: ١١٤)

**فوائد:** ..... اچھائی کا اچھا لگنا اور برائی کا برا لگنا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ گہرے تعلقات کے بعد مومن کو یہ سعادت نصیب ہوتی ہے، اس سعادت کے بعد دن بدن نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور برائیوں کی مقدار کم ہونے لگتی ہے۔

(٦٦٦٨) تخريج: حسن لغيره - أخرجه الترمذی: ٢٨٠١ (انظر: ١٤٦٥١)

(٦٦٦٩) تخريج: صحيح لغيره - أخرجه البزار و ابو يعلى و الطبرانی (انظر: ١٥٦٩٦)

(٦٦٧٠) تخريج: اسنادہ صحيح - أخرجه الترمذی: ٢١٦٥ (انظر: ١١٤)

(۶۶۷۱)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالذُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَرَأَيْتَ الْحَمُو؟ قَالَ: ((الْحَمُوُ الْمَمُوتُ)) (مسند احمد: ۱۷۵۳۱)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم عورتوں پر داخل ہونے سے خصوصی طور پر بچو۔“ ایک انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کا دیور کے متعلق کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دیور تو موت ہے۔“

**فوائد:** ..... یعنی دیور سے خصوصی اجتناب کی ضرورت ہے، کیونکہ اگر اس سے مانوسیت ہوگئی تو ایک گھر ہونے کی وجہ سے یا ہمسایہ ہونے کی وجہ سے یا بھائی کے گھر میں آمد و رفت کی وجہ سے ایک دوسرے تک رسائی حاصل کرنا پہلے سے ہی آسان ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں بعض خاندانوں میں مردوں کے نزدیک ان کی بھابیوں کی اتنی قدر اور تقدس ہوتا ہے کہ وہ کبھی بھی ان کے ساتھ بد فعلی کا نہیں سوچ سکتے، اس لیے ان لوگوں کو اس حدیث مبارکہ پر تعجب ہوتا ہے کہ جب طبع اور مزاج کا تقاضا یہ ہے تو شریعت نے اس معاملے میں اس قدر سختی کیوں کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت چند خاندانوں یا چند باضمیر افراد کے مزاج کو نہیں دیکھتی، بلکہ اس کی نظر متوقع شر پر بھی ہوتی ہے، جبکہ ہمارے ہی معاشرے میں عملی طور پر ایسے بد کردار لوگ موجود ہیں، جن کی بد نگاہوں سے ان کی بھابھیاں سالم نہ رہ سکیں اور انھوں نے دوسرے افراد کے ذریعے ان کو ورغلا یا اور منہ کالا کیا۔ (نَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَنَتُوبُ إِلَيْهِ) ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ غیر محرم مرد و زن کا علیحدگی اختیار کرنا منع ہے، نظر کی طرح خلوت بھی بدکاری کے پھیل جانے کا بہت بڑا سبب ہے، ہمارے معاشرے میں اکثر فتنے اسی علیحدگی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اگر کسی خاتون کو غیر محرم مردوں کے تعلقات سے بچانا ہو تو اس کا موبائل اور نیٹ کا استعمال بھی محدود ہونا چاہیے، کیونکہ موبائل اور نیٹ نے لڑکوں اور لڑکیوں کو گفتگو کے ذریعے خلوت کے جو مواقع مہیا کیے ہیں، وہی شر اور فساد کی بنیاد ہیں، اگر ایک لڑکی بظاہر تو گھر میں ہی بیٹھی ہے، لیکن موبائل وغیرہ کے ذریعے اس کے غیر محرم لڑکوں کے ساتھ رابطے جاری ہیں، تو یہ بھی وہی چیز ہوگی، جس کو نبی کریم ﷺ نے ان احادیث میں حرام قرار دیا ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ مَبَاشَرَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ بِغَيْرِ حَائِلٍ

بغیر کسی اوٹ کے مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ لیٹنے سے ممانعت کا بیان

(۶۶۷۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَبَاشِرُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي الشُّوبِ الْوَاحِدِ)) ملائے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ایک ہی کپڑے میں مرد، مرد کے ساتھ اپنا جسم نہ ملائے۔“

(مسند احمد: ۱۴۸۹۷)

(۶۶۷۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۲۳۲، ومسلم: ۲۱۷۲ (انظر: ۱۷۳۹۶)

(۶۶۷۲) صحیح لغیرہ۔ أخرجه الحاكم: ۴/۲۸۷، والطبرانی فی "الاوسط": ۵۲۱۴ (انظر: ۱۴۸۳۶)

**فوائد:** ..... عورت کا عورت کے ساتھ اور مرد کا مرد کے ساتھ ننگے ہو کر ایک لحاف یا کپڑے میں لیٹنا منع ہے، کیونکہ یہ بے پردگی، بدتہذیبی اور گندے خیالات کے پیدا ہونے کا سبب ہے اور بعض صورتوں میں اس سے کسی بڑے حرام کام کے ارتکاب کا خطرہ ہو سکتا ہے۔

(٦٦٧٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: وَلَا تَبَاشِرُ الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَبَاشِرُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ إِلَّا الْوَالِدَ وَالْوَالِدَةَ)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((أَلَا لَا يُفْضِيَنَّ رَجُلٌ إِلَى رَجُلٍ وَلَا امْرَأَةٌ إِلَى امْرَأَةٍ إِلَّا إِلَى وَلَدٍ أَوْ وَالِدٍ)) (مسند احمد: ٩٧٧٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عورت عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں مباشرت نہ کرے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ نہ لیٹے، ماسوائے اولاد اور والدین کے۔“ ایک روایت میں ہے: ”ہرگز کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ اور کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ نہ لیٹے، ماسوائے اولاد اور والدین کے۔“

**فوائد:** ..... اگرچہ اولاد اور والدین کے باہمی تقدس کی وجہ سے حرام کام کے ارتکاب کا خطرہ تو نہیں ہوتا، لیکن اس کے باوجود ان کے لیے بھی اس طرح لیٹنا ممنوع ہے، کیونکہ یہ بھی بے پردگی، بدتہذیبی اور گندے خیالات کے پیدا ہونے کا مستلزم ہے۔ اس حدیث میں اولاد اور والدین کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، لیکن استثناء والے یہ الفاظ ضعیف ہے۔

(٦٦٧٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ حَتَّى نَصِفَهَا لَزُوجِهَا كَأَنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا)) زَادَ فِي رِوَايَةٍ: ((أَلَا أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُمَا ثَوْبٌ)) (مسند احمد: ٣٦٠٩)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورت، عورت کے ساتھ مل کر نہ سوتے حتیٰ کہ وہ اپنے خاوند کے لیے اس خاتون کا حلیہ بیان کرے گی گویا کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔“ ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: ”الا یہ کہ ان دونوں کے درمیان کپڑا ہو۔“

**فوائد:** ..... کسی خاتون کے لیے منع ہے کہ وہ اپنے خاوند کے سامنے دوسری خواتین کا حسن بیان کرے، ظاہر بات ہے کہ اس سے خاوند کے اندر غلط جذبات ابھر سکتے ہیں۔

(٦٦٧٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَبَاشِرُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ وَلَا وَالِدَهُ)) (مسند احمد: ٣٦٠٩)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”آدمی، آدمی کے ساتھ اور عورت، عورت کے ساتھ

(٦٦٧٣) تحریج: حدیث صحیح دون قولہ: ”الا الولد والوالد“، وهذا اسناد ضعيف لجهالة الطفاوى شيخ ابى نصره۔ أخرجه ابوداود: ٢١٧٤، والترمذی: ٢٧٨٧ (انظر: ٩٧٧٥)

(٦٦٧٤) تحریج: أخرجه البخاری: ٥٢٤١ (انظر: ٣٦٠٩)

(٦٦٧٥) تحریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الطبرانی فی ”الكبير“: ١١٧٢٨، وابن ابى شیبة: ٤/ ٣٩٨، والبخاری: ٢٠٧٤ (انظر: ٢٨٧١)



آپس میں مل کر نہ سوسیں۔“

الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ)) (مسند احمد: ۲۸۷۱)

ابوہشم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک بے کار سا آدمی تھا، ایک دن مدینہ منورہ کے کسی راستہ پر ایک لونڈی میرے پاس سے گزری، میں اس کے پہلو کی طرف جھکا، ایک روایت میں ہے: میں نے اس کا پہلو پکڑ لیا، اگلے دن جب لوگ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے کے لیے آئے تو میں بھی آیا اور بیعت کے لئے اپنا ہاتھ پھیلا یا، لیکن آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بند کر لیا، اگلے دن پھر ایسے ہی ہوا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر رہے تھے، میں بھی آیا اور اپنا ہاتھ پھیلا یا، لیکن آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بند کر لیا، لیکن اس بار فرمایا: ”میں تجھے جزیہ والا ساتھی گمان کر رہا ہوں۔“ آپ ﷺ کی مراد یہ سوال تھا کہ کیا کل تو جزیہ والا ساتھی نہیں تھا؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھ سے بیعت لے لیں، اللہ کی قسم! میں کبھی بھی یہ جرم نہیں کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر ٹھیک ہے۔“

(۶۶۷۶)۔ عَنْ أَبِي شَهْمٍ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا بَطَّالًا، قَالَ: فَمَرَّتْ بِي جَارِيَةٌ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ إِذْ هَوَيْتُ إِلَى كَسْحِهَا (وَفِي لَفْظٍ: أَخَذْتُ بِكَسْحِهَا) فَلَمَّا كَانَ الْعَدُوُّ قَالَ: فَآتَى النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَبَايِعُونَهُ فَاتَيْتُهُ فَبَسَطْتُ يَدِي لِأَبَايَعَهُ فَفَبَضَّ، فَلَمَّا كَانَ الْعَدُوُّ قَالَ: فَآتَى النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَبَايِعُونَهُ فَاتَيْتُهُ فَبَسَطْتُ يَدِي لِأَبَايَعَهُ فَبَضَّ يَدَهُ وَقَالَ: ((أَجِبْكَ صَاحِبَ الْجُبَيْدَةِ)) يَعْنِي أَمَا إِنَّكَ صَاحِبُ الْجُبَيْدَةِ أَمْسِ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَا بَايَعْنِي فَوَاللَّهِ! لَا أَعُوذُ أَبَدًا قَالَ: ((فَتَعَمَّ إِذَا)) (مسند احمد: ۲۲۸۷۹)

**فوائد:**..... ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کے الفاظ ”أَجِبْكَ“ کی اصل شکل ”أَحْسِبْكَ“ تھی، کسی کا تب

سے غلطی ہوگئی ہے، ہم نے اصل لفظ کو سامنے رکھ کر ترجمہ کیا ہے۔

”الْجُبَيْدَةُ“ کا لفظ ”جبد“ سے مشتق ہے اور یہ ”جذب“ کی ایک لغت ہے، جس کے معانی کھینچنے کے ہیں، آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ تو ہی وہ آدمی ہے، جو کل لونڈی کے پہلو کو پکڑ کر اس کو کھینچ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ابوہشم کے اس جرم کی وجہ سے بیعت نہیں لی تھی، پھر جب انہوں نے توبہ تاب ہو جانے کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے بیعت لے لی۔

بَابُ نَهْيِ الْمُخَنَّثِينَ عَنِ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ

ہیجڑوں کا عورتوں پر داخل ہونے سے ممانعت کا بیان

(۶۶۷۷)۔ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ سَيِّدَاتِ امِّ سَلَمَةَ نَوَيْلِيَّهَا مِنْ رِوَايَتِهَا عَنْ نَبِيِّ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ كَرِيمِ اللَّهِ ﷺ مِيرَةَ يَأْسَ تَشْرِيفَ لَائِي، وَجَبَّ مِيرَةَ يَأْسَ

(۶۶۷۶) حدیث صحیح۔ أخرجه ابو یعلیٰ: ۱۵۴۳، والطبرانی فی ”الکبیر“: ۲۲ / ۹۳۲ (انظر: ۲۲۵۱۲)

(۶۶۷۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۳۲۴، ۵۲۳۵، ومسلم: ۲۱۸۰ (انظر: ۲۶۴۹۰)

ایک بیچرا بیٹھا ہوا تھا، لیکن میرا بھائی سیدنا عبد اللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، اس بیچرے نے عبد اللہ سے کہا: اے عبد اللہ بن زعمرا! اگر کل اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے طائف کو فتح کر لیا تو غیلان کی بیٹی کو تو نے لازمی طور پر پکڑ لینا ہے، کیونکہ وہ چار کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ کے ساتھ جاتی ہے، جب رسول اللہ ﷺ نے اس کے یہ الفاظ سنے تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”آئندہ یہ بیچرا ہرگز تجھ پر داخل نہ ہونے پائے۔“

اللَّهُ ﷻ عِنْدَهَا مُخِنِّتٌ وَعِنْدَهَا أَخُوهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمِيَّةٍ وَالْمُخِنِّتُ يَقُولُ لِعَبْدِ اللَّهِ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ ابْنِ أَبِي أُمِيَّةٍ إِنْ فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ الطَّائِفَ عَدَا فَعَلَيْكَ يَا بِنْتَهُ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُنْفِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانَ، قَالَتْ: فَسَمِعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ فَقَالَ لِأُمِّ سَلَمَةَ: ((لَا يَدْخُلَنَّ هَذَا عَلَيْكَ.)) (مسند احمد: ۲۷۰۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بیچرا، نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس آتا رہتا تھا، لوگ سمجھتے تھے کہ وہ شہوانی خواہشات سے عاری ہے، ایک دن نبی کریم ﷺ جب تشریف لائے تو وہ بیچرا آپ ﷺ کی کسی اہلیہ کے پاس موجود تھا، وہ ایک عورت کا حسن یوں بیان کرنے لگا کہ وہ جب آتی ہے تو چار تین کے ساتھ آتی ہے اور جب وہ جاتی ہے تو آٹھ بل کے ساتھ جاتی ہے، یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ اتنا کچھ جانتا ہے، یہ آئندہ تمہارے پاس نہ آنے پائے۔“ پس لوگوں نے اس کو منع کر دیا۔

(۶۶۷۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَجُلٌ يَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ مُخِنِّتٌ وَكَانُوا يَعُدُّونَهُ مِنْ غَيْرِ أَوْلَى الْإِرْبَةِ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ وَهُوَ يَنْعَتُ امْرَأَةً فَقَالَ: إِنَّهَا إِذَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَتْ بِأَرْبَعٍ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ أَدْبَرَتْ بِثَمَانَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا أَرَى هَذَا يَعْلَمُ مَا هَاهُنَا، لَا يَدْخُلُ عَلَيْكَ هَذَا.)) فَحَجَبُوهُ۔ (مسند احمد: ۲۵۷۰۰)

**فوائد:** ..... عام طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ بیچروں میں سنجیدگی اور شرم و حیا کم ہوتا ہے، بلکہ پایا ہی نہیں جاتا، یہ لوگ مردوں سے بھی شہوانی باتیں کرتے ہیں اور عورتوں سے بھی، درج بالا احادیث سے پتہ چلا کہ یہ مردوزن کی کیفیت بھی بتلا سکتے ہیں، جبکہ ایسا کرنے سے پردہ بے معنی ہو جاتا ہے، پھر آگے سے ان کے مخاطب افراد بھی غیر سنجیدہ ہو کر شرارت والی باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں اور شہوانی جذبات ابھرنا شروع ہو جاتے ہیں، ایسے بیچروں کو خواتین و حضرات دونوں کے پاس آنے سے منع کر دینا چاہیے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو بیچرا پن اپناتے ہیں اور ان

(۶۶۷۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُخِنِّتِينَ مِنَ الرِّجَالِ

(۶۶۷۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۱۸۱، وابدواودا: ۴۱۰۹ (انظر: ۲۵۱۸۵)

(۶۶۷۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۸۸۶، ۶۸۳۴، وابدواودا: ۴۹۳۰ (انظر: )

عورتوں پر بھی لعنت کی ہے جو مردانہ پن اپناتی ہیں اور فرمایا:  
”ہیجڑوں کو اپنے گھروں سے نکال دو“ آپ ﷺ نے  
فلاں کو اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں کو گھر سے نکال دیا تھا۔

وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ:  
(«أَخْرَجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِكُمْ»-) فَأَخْرَجَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَانًا وَأَخْرَجَ عُمَرُ فَلَانًا۔

(مسند احمد: ۱۹۸۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے  
مردوں کے ان ہیجڑوں پر لعنت کی ہے، جو عورتوں سے  
مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر بھی لعنت کی، جو  
مردوں کا سا انداز اپناتی ہیں اور ان کی مشابہت اختیار کرتی ہیں  
اور اس پر بھی لعنت کی ہے جو جنگل میں تنہا سفر کرتا ہے۔

(۶۶۸۰)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَعَنَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُخْتَبِي الرِّجَالِ الَّذِينَ  
يَتَشَبَّهُونَ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ  
الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ، وَرَاكِبِ الْفَلَاةِ  
وَخَدَهُ۔ (مسند احمد: ۷۸۴۲)

**فوائد:**..... اللہ تعالیٰ نے مردوزن دونوں کی وضع قطع، بول چال، چلن پھرن، نقل و حرکت اور دیگر کئی صفات  
علیحدہ علیحدہ بنائی ہیں اور ہر جنس کے لیے بعض خاص احکام نافذ کیے ہیں، مثلاً لباس، خوشبو، سر کے بال، وغیرہ۔ ہر جنس کو  
چاہیے کہ وہ اپنی فطرتی صفات پر پابند رہے اور تکلف اختیار کرتے ہوئے مرد، عورت کی اور عورت، مرد کی صفات اختیار نہ  
کرے، وگرنہ وہ آپ ﷺ کی لعنت کے مستحق ٹھہریں گے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے  
مردوں میں سے بہ تکلف ہیجڑا پن اختیار کرنے والوں پر  
لعنت کی ہے اور عورتوں میں سے جو مردوں کا سا پن اپناتی  
ہیں، ان پر بھی آپ ﷺ نے لعنت کی ہے۔

(۶۶۸۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
ﷺ لَعَنَ الْمُخْتَبِينَ مِنَ الرِّجَالِ  
وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ۔ (مسند احمد:  
۵۳۲۸)

(۶۶۸۰) تخریج: صحیح دون قولہ ”وراکب الفلاة وحده“، وهذا اسناد ضعيف لجهالة طيب بن محمد۔  
أخرجه البيهقي في ”الشعب“: ۴۷۲۸، وابن أبي شيبة: ۹/ ۶۳ (انظر: ۷۸۵۵)  
(۶۶۸۱) تخریج: حدیث صحیح، وهذا اسناد ضعيف لضعف ثوير۔ أخرجه البزار: ۲۰۷۵، والطبرانی  
في ”الكبير“: ۱۳۴۷۷ (انظر: ۵۳۲۸)

## أَبْوَابُ رَجْمِ الزَّانِي الْمُحْصَنِ وَجَلْدِ الْبُكَرِ وَتَغْرِيبِهِ

### شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے اور کنوارے زانی کو

### کوڑے مارنے اور جلا وطن کرنے کے ابواب

#### بَابُ دَلِيلِ رَجْمِ الزَّانِي الْمُحْصَنِ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

#### قرآن مجید سے شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کی دلیل

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا اور اس اللہ نے آپ ﷺ پر جو کتاب نازل کی، اس میں رجم والی آیت بھی تھی، ہم نے اس کو پڑھا تھا، سمجھا تھا اور خوب یاد کیا تھا، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ لوگ یہ کہنا شروع کر دیں گے کہ ہم قرآن مجید میں رجم کی آیت نہیں پاتے، اس طرح اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ ایک فریضے کو چھوڑ دیا جائے گا، جبکہ رجم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ثابت ہے، اس مرد اور عورت کو رجم کیا جائے گا، جو شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرے، جب گواہی ہو، یا حمل ظاہر ہو جائے، یا مجرم اعتراف کر لے۔“

(۶۶۸۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، فَكَانَ فِيهَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَةُ الرَّجْمِ فَقَرَأْنَا بِهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا فَأَخْشَى أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ عَهْدٌ فَيَقُولُوا: إِنَّا لَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فَتُرِكَ فَرِيضَةٌ أَنْزَلَهَا اللَّهُ تَعَالَى وَأَنَّ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى حَقٌّ عَلَى مَنْ زَانَا إِذَا أَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبْلُ أَوْ الْإِعْتِرَافُ۔ (مسند احمد: ۲۷۶)

(۶۶۸۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۸۲۹، ومسلم: ۱۶۹۱ (انظر: ۲۷۶)

(۶۶۸۳) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(دوسری سند) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہم سے خطاب کیا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور پھر رجم کا ذکر کرتے ہوئے کہا: اس معاملے میں ہمیں دھوکہ نہیں ہونا چاہیے، بیشک یہ حد و الہی میں سے ایک حد ہے، خبردار! نبی کریم ﷺ نے رجم کیا اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا، اگر کسی کہنے والے کے اس کہنے کا ڈر نہ ہوتا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ تعالیٰ میں اضافہ کر دیا ہے، تو میں قرآن پاک کے کنارے پر رجم کی آیت تحریر کر دیتا، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما اور فلاں فلاں یہ گواہی دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رجم کیا اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ خبردار! تمہارے بعد کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے، جو رجم، دجال، شفاعت اور عذاب قبر کو جھٹلائیں گے۔ اور حدیث کے مطابق کچھ لوگ جھلنے کے بعد جہنم سے نکالے جائیں گے، یہ لوگ اس واقعہ کو بھی جھٹلا دیں گے۔

(مسند احمد: ۱۵۶)

**فوائد:**..... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رجم کی جس آیت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، اس سے مراد یہ آیت ہے: ((الْشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَانَا فَاَرْجُمُوهُمَا أَلْبَتَّةَ))..... ”جب شادی شدہ مرد اور عورت زنا کریں تو انہیں بہر صورت سنگسار کر دو۔“ یہ الفاظ منسوخ ہو گئے ہیں، لیکن ان کا حکم باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا﴾ اور متعلقہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس آیت کا تعلق رجم سے بھی ہے۔

(۶۶۸۴)۔ (عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ الرَّجْمَ سُنَّةٌ مِنْ سُنَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ كَانَتْ نَزَلَتْ آيَةُ الرَّجْمِ فَهَلْكَ مَنْ كَانَ يَقْرُوهَا وَأَيَا مِنَ الْقُرْآنِ بِالْيَمَامَةِ)۔ (مسند احمد: ۱۲۱۰)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رجم کرنا نبی کریم ﷺ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے، رجم کی آیت بھی نازل ہوئی تھی، جو لوگ اس کی اور قرآن کی دوسری آیات کی تلاوت کرتے تھے، وہ یمامہ میں شہید ہو گئے تھے۔

**فوائد:**..... دراصل رجم سے متعلقہ واضح آیت کی تلاوت منسوخ ہو گئی تھی، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے واضح ہو رہا ہے۔

(۶۶۸۴) تخريج: اسنادہ ضعيف لضعف مجالد بن سعيد ، وفي الخبر الفاظ منكورة (انظر: ۱۲۱۰)



## بَابُ مَا جَاءَ فِي رَجْمِ الزَّانِي الْمُحْصَنِ وَجَلْدِ الْبِكْرِ وَتَغْرِيْبِهِ عَامًا

### شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے اور کنوارے زانی کو کوڑے لگانے اور ایک سال تک جلاوطن کرنے کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا زید بن خالد جہنی اور سیدنا شبل بن حنیس سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں، اس کا مد مقابل بھی کھڑا ہوا جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا اور اس نے کہا: یہ سچ کہہ رہا ہے، آپ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیں اور مجھے گفتگو کرنے کی اجازت دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کرو بات۔“ اس نے کہا: میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا، اُس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کر لیا، میں نے اس سے ایک سو بکریاں اور خادم فدیہ کے طور پر دیئے ہیں، پھر جب میں نے اہل علم سے دریافت کیا ہے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کی جلاوطنی ہوگی اور اس آدمی کی بیوی کو سنگسار کر دیا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا، سو بکریاں اور خادم تجھ کو لوٹا دیئے جائیں گے اور تیرے بیٹے پر ایک سال کی جلاوطنی اور اس کو سو کوڑے بھی لگائیں جائیں گے، اور اے انیس! تو اس کی بیوی کے پاس جا، اگر وہ زنا کا اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دینا۔“ جب سیدنا انیس اس عورت کے پاس گئے تو اس نے اعتراف کر لیا، پس انھوں سے رجم کر دیا۔ سیدنا انیس رضی اللہ عنہ بنو اسلم قبیلہ کے آدمی تھے۔

(۶۶۸۵)۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدِ الْجُهَنِيَّ وَشَبْلًا قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِبْنُ مَعْبِدٍ وَالَّذِي حَفِظْتُ: شَبْلًا، قَالُوا: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَشُدُّكَ اللَّهُ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهُ مِنْهُ فَقَالَ: صَدَقَ، إِفْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَنْذِنْ لِي فَاتَّكَلَّمْتُ، قَالَ: ((قُلْ-)) قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا وَإِنَّ زَوْجِي بِأَمْرٍ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَعَلَى امْرَأَةِ هَذَا الرَّجْمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا قَضِيْنَ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدُّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ، وَأَعْدُ يَا أُنَيْسُ! (رَجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ) عَلَى امْرَأَةٍ هَذَا فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمِهَا-))، فَعَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَارْجَمَهَا- (مسند احمد:

(۱۷۱۶۸)

(۶۶۸۵) أخرجه البخاری: ۶۸۲۷، ۶۸۲۸، ومسلم: ۱۶۹۷، وابدوداود: ۴۴۴۵ (انظر: ۴۲: ۱۷۰)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

**فوائد:**..... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کنوارے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے اور شادی شدہ کی سزا یہ ہے کہ اس کو سنگسار کر دیا جائے، یعنی پتھر مار مار اس کی زندگی ختم کر دی جائے، ان معاملات میں فدیے نفع مند ثابت نہیں ہوتے۔

قارئین کرام! آپ غور کریں کہ آپ ﷺ نے اپنے فیصلے میں ان چیزوں کا ذکر کیا: سو بکریوں اور خادم کا لوٹا دیا جانا، بیٹے پر ایک سال کی جلا وطنی اور سو کوڑے، اعتراف کی صورت میں خاتون کو رجم کرنا۔ ان چیزوں میں سے قرآن مجید میں صرف سو کوڑوں کا ذکر ہے، لیکن آپ ﷺ تمام امور کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ ”میں تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔“ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے دراصل قرآن مجید کی تفسیر ہیں اور ان کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ فیصلے کتاب اللہ کے مطابق ہیں۔ جو لوگ احادیث مبارکہ کی حجیت پر طعن کرتے ہیں، یا ان کے ذریعے قرآن مجید پر زیادتی قبول نہیں کرتے، ان کو ایسی احادیث نبویہ پر غور کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے قول و فعل کو حجت اور آپ ﷺ کو اپنی کتاب کا مفسر اور شارح قرار دیا۔

(۶۶۸۶)۔ عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَيْهِ كَرَبَ لِذَلِكَ وَتَرَبَّدَ، فَأَوْحَى إِلَيْهِ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَقِيَ كَذَلِكَ فَلَمَّا سَرَى عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خُذُوا عَنِّي قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا، النَّيْبُ بِالنَّيْبِ وَالْبِكْرُ بِالنَّيْبِ، النَّيْبُ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ رُجِمَ بِالنَّيْبِ، وَالْبِكْرُ بِالنَّيْبِ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ نَفَى سَنَةً)) (مسند احمد: ۲۳۱۱۴)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کرب و اذیت کا سامنا کرتے اور آپ ﷺ کی رنگت تبدیل ہو جاتی، ایک دن جب آپ پر وحی کا نزول ہوا تو آپ پر یہی کیفیت طاری ہو گئی، جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سکھو مجھ سے سکھو، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے راستہ بیان کر دیا ہے، جب شادی شدہ خاتون کے ساتھ شادی شدہ مرد اور کنواری عورت کے ساتھ کنوارا مرد زنا کرے گا تو شادی شدہ کو سو کوڑے لگا کر رجم کیا جائے گا اور کنواروں کو سو کوڑے لگا کر

ایک سال کے لیے جلا وطن کیا جائے گا۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث دراصل اس آیت کی تفسیر تھی: ﴿وَالَّذِي يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَقَّعَنَّ الْمَوْتَ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا﴾..... ”تمہاری عورتوں میں جو بے حیائی کا کام کریں، ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو، اگر وہ گواہی دیں تو

(۶۶۸۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۹۰ (انظر: ۲۲۷۳۴)

(۶۶۸۷) حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۴۴۱۷، وأخرجه مسلم (۱۶۹۰) عن عبادة بن الصامت، وقال

ابو حاتم: هذا الحديث عن سلمة بن المحبق خطأ، والصحيح عن عبادة بن الصامت (انظر: ۱۵۹۱۰)

ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو، یہاں تک کہ موت ان کی عمریں پوری کر دے، یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راستہ نکالے۔“ (سورہ نساء: ۱۵) اس حدیث میں آپ ﷺ زانیوں کی سزائیں بیان کر کے اسی راستے کی وضاحت کر رہے ہیں۔

(۶۶۸۷)۔ عَنْ سَلَمَةَ بِنِ الْمُحَيِّقِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خُذُوا عَنِّي خُذُوا عَنِّي قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَيِّلًا، الْبِكْرُ بَا لِبِكْرٍ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفَى سَنَةٍ وَالْتَيْبُ بِالتَّيْبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ)) (مسند احمد: ۱۶۰۰۵)

سیدنا سلمہ بن محیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سیکھو مجھ سے سیکھو، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے راستہ بیان کر دیا ہے، جب کنوارا مرد کنواری عورت سے زنا کرے گا تو ان کو سو کوڑے لگائیں جائیں گے اور ایک سال کی جلا وطنی ہوگی اور جب شادی شدہ خاتون کے ساتھ شادی شدہ مرد برائی کرے گا تو ان کو سو کوڑے لگا کر سنگسار کر دیا جائے گا۔“

**فوائد:**..... اس حدیث میں ایک زائد حکم کا ذکر ہے، اور وہ ہے کہ شادی شدہ زانی کو رجم کرنے سے پہلے سو کوڑے لگانا، عام احادیث میں اس شادی شدہ کے لیے صرف رجم کا ذکر ہے، امام احمد، امام اسحاق اور امام داؤد ظاہری کی رائے یہی ہے کہ پہلے کوڑے لگائے جائیں، کیونکہ اس حدیث میں رجم کے ساتھ کوڑے لگانے کا ذکر موجود ہے، یہی مملک راجح ہے، جن احادیث میں کوڑے لگانے کا ذکر نہیں ہے تو ان کے بارے میں گزارش ہے کہ کسی چیز کا عدم ذکر، اس کے معدوم ہونے کو مستلزم نہیں ہے۔

امام مالک اور امام شافعی سمیت جمہور اہل علم ایسے زانی کے لیے سو کوڑوں کے قائل نہیں ہے، لیکن درج بالا حدیث میں ان کا ذکر موجود ہے۔ کنوارے مرد و زن، دونوں کے لیے سو کوڑوں اور جلا وطنی کا حکم ہے، عورت کو جلا وطن کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت کا انتظام بھی کیا جائے گا، عورت کو جلا وطنی سے مستثنیٰ قرار دینا بلا دلیل ہے۔

اگر بعض احادیث میں کوڑوں کا ذکر نہیں تو کئی ثابت، صحیح احادیث میں ان کا ذکر ہے، وہ ایک زائد بات ہے لہذا زائد بات کا بھی اعتبار کیا جائے گا۔ مطلق کو مفید پر محمول کرنے کا قاعدہ بھی معروف ہے۔ اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ شادی شدہ زانی کی سزا دو طرح کی ہے، سو کوڑے اور پھر رجم۔ (عبداللہ رفیق)

(۶۶۸۸)۔ عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ: أَتَى عَلِيَّ بْنَ زَانَ مُحْصَنٍ فَجَلَدَهُ يَوْمَ الْخَمِيسِ مِائَةَ جَلْدَةٍ ثُمَّ رَجَمَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقِيلَ لَهُ: جَمَعْتَ عَلَيْهِ حَدِيثَيْنِ، فَقَالَ: جَلَدْتُهُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَرَجَمْتُهُ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (مسند)

امام شعبی کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شادی شدہ زانی کو لایا گیا، انھوں نے اس کو جمعرات کے دن سو کوڑے لگائے اور پھر جمعہ کے دن اس کو رجم کر دیا، کسی نے ان سے کہا: آپ نے تو اس پر دو حدیں جمع کر دیں ہیں؟ انھوں نے کہا: میں نے کتاب اللہ کی روشنی میں اس کو کوڑے مارے ہیں اور

(۶۶۸۸) اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابو يعلى: ۲۹۰، والدارقطني: ۱۲۳ / ۳ (انظر: ۹۴۱)

سنت رسول کی روشنی میں رجم کیا ہے۔

(احمد: ۹۴۱)

**فوائد:**..... الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سیدنا علیؑ کا اجتہاد تھا، لیکن سابق حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ایسا

کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

(۶۶۸۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَضَى فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصِنِ أَنْ يُنْفَى عَامَا مَعَ الْحَدِّ عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۹۸۴۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غیر شادی شدہ زانی کے بارے میں یہ فیصلہ کیا اسے حد کے ساتھ ساتھ ایک سال کے لئے جلاوطن بھی کیا جائے گا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي قِصَّةِ مَا عَزَبَ بِنِ مَالِكِ الْأَسْلَمِيِّ وَرَجْمِهِ ما عز بن مالک اسلمی کے قصے اور رجم کا بیان

(۶۶۹۰)۔ عَنْ مُسَاوِرِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا بَرزَةَ فَقُلْتُ: هَلْ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، رَجَلًا مَنَا يُقَالُ لَهُ: مَا عَزَبُ بْنُ مَالِكٍ۔ (مسند احمد: ۲۰۰۳۵)

مساور بن عبید کہتے ہیں: میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو رجم کیا تھا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، ہم میں سے ایک آدمی کو رجم کیا تھا، اس کا نام ما عز بن مالک تھا۔

(۶۶۹۱)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا هَلْ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، رَجَمَ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ وَرَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ وَأَمْرًا وَقَالَ لِلْيَهُودِيِّ: ((نَحْكُمُ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ))۔ (مسند احمد: ۱۵۲۱۸)

ابوزبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو رجم کیا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! اسلم قبیلہ کے ایک آدمی کو، ایک یہودی کو اور ایک عورت کو رجم کیا تھا اور آپ ﷺ نے یہودی سے فرمایا تھا: ”ہم آج تمہارا فیصلہ کریں گے۔“

(۶۶۹۲)۔ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ ثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ نَعِيمٍ بِنِ هَزَالٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ مَا عَزَبُ بْنُ مَالِكٍ فِي حِجْرِ أَبِي قَاصَبٍ جَارِيَةً مِنَ الْحَيِّ فَقَالَ لَهُ أَبِي:

نعیم بن ہزال کہتے ہیں: ما عز بن مالک میرے ابا جان کی زیر پرورش تھا، اس نے قبیلہ کی ایک لونڈی سے زنا کر لیا، میرے ابا جان نے اس سے کہا: تو نبی کریم ﷺ کے پاس چل اور آپ کو اپنے کیے پر مطلع کر، ممکن ہے کہ آپ ﷺ تیرے

(۶۶۸۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۶۸۳۳ (انظر: ۹۸۵۶)

(۶۶۹۰) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن أبي شيبة: ۷۸ / ۱۰، وأبو يعلى: ۷۴۳۱ (انظر: ۱۹۷۹۷)

(۶۶۹۱) حديث صحيح دون قوله: وقال لليهودي: ”نحن نحكم عليكم اليوم“، وهذا الاسناد ضعيف من

اجل عبد الله بن لهيعة۔ أخرجه مسلم: ۱۷۰۱ دون لفظة: ”نحن نحكم عليكم اليوم“ (انظر: ۱۵۱۵۱)

(۶۶۹۲) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه أبو داود: ۴۴۱۹ (انظر: ۲۱۸۹۰)

لیے بخشش کی دعا کر دیں، ان کا مقصد یہ تھا کہ شاید بچاؤ کی کوئی صورت نکل آئے، چنانچہ ماعز آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے، آپ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کا حکم جاری فرمائیں، آپ ﷺ نے اس سے اعراض کر لیا، وہ دوسری جانب آ گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں زنا کر بیٹھا ہوں، آپ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کا حکم جاری فرمائیں، (آپ ﷺ نے رخ پھیر لیا)، وہ تیسری بار سامنے آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے زنا سرزد ہوا ہے، آپ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کا حکم نافذ کریں، (آپ ﷺ نے اعراض کیا)، پھر چوتھی مرتبہ وہ آپ ﷺ کے سامنے آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے زنا سرزد ہوا ہے، آپ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کا حکم جاری کریں، اب کی بار نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تو نے چار مرتبہ اعتراف کر لیا ہے، اب مجھے بتا کہ تو نے کس کے ساتھ زنا کیا ہے؟“ اس نے کہا: فلاں عورت سے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو اس کے ساتھ لیٹا ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو نے اس کے ساتھ مباشرت کی ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا آپ نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں! پس آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کو رجم کر دیا جائے، پس اس کو حراہ کی طرف لے جایا گیا، جب اسے پتھر زنی کی تکلیف ہوئی تو وہ بے سے ہو کر وہاں سے نکل کر بھاگا، آگے سے سیدنا عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ اس کو ملے، ادھر اس کو رجم کرنے والے اب عاجز آ چکے تھے، چنانچہ سیدنا عبد اللہ نے اونٹ کی پنڈلی کی ایک ہڈی لی اور اس کو مار دی، پس وہ فوت ہو گیا، پھر جب نبی کریم ﷺ کو اس کے بھاگ جانے کا واقعہ بیان کیا گیا تو

إِنِّي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبِرُهُ بِمَا صَنَعْتَ لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ لَكَ، وَإِنَّمَا يُرِيدُ بِذَلِكَ رَجَاءً أَنْ يَكُونَ لَهُ مَخْرَجٌ، فَأَتَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي زَنَيْتُ فَأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللَّهِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي زَنَيْتُ فَأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللَّهِ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّلَاثَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي زَنَيْتُ فَأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللَّهِ، ثُمَّ أَتَاهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي زَنَيْتُ فَأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّكَ قَدْ قُلْتَهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فِيمَنْ؟)) قَالَ: بِفُلَانَةٍ، قَالَ: ((هَلْ ضَاغَعْتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((هَلْ بَاشَرْتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((هَلْ جَامَعْتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُرْجَمَ، قَالَ: ((فَأُخْرِجْ بِهِ إِلَى الْحَرَّةِ)) فَلَمَّا رُجِمَ فَوَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ جَزَعٌ فَخَرَجَ يَشْتَدُ فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَنَيْسٍ وَقَدْ أَعْجَزَ أَصْحَابُهُ فَتَرَعَّ لَهُ بِوِطْئِيفٍ بَعِيرٍ فَرَمَاهُ بِهِ فَقَتَلَهُ، قَالَ: ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((هَلَا تَرَ كُتْمُوهُ لَعَلَّهُ يَتُوبُ فَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَيْهِ)) قَالَ هِشَامٌ: فَحَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ نُعَيْمٍ بِنِ هَزَالٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَبِي جِينٍ رَأَاهُ: ((وَاللَّهِ يَا هَزَالُ! لَوْ كُنْتَ سَتَرْتَهُ بِتُوبِكَ كَانَ خَيْرًا مِمَّا صَنَعْتَ بِهِ)) (مسند احمد: 22235)



آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا، شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا۔“ نعیم بن ہزال نے اپنے ابا جان سے روایت کہ جب نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: ”اے ہزال! اگر تم نے اس کی پردہ پوشی کی ہوتی تو بہتر ہوتا، بہ نسبت اس کے جو آپ نے اس کو مشورہ دے کر اس کے ساتھ سلوک کیا ہے۔“

**نوٹ:**..... ماعز بن مالک شادی شدہ تھے، انھوں نے زنا کیا اور نبی کریم ﷺ نے ان کو رجم کرنے کا حکم دیا اور صحابہ کرام نے رجم کر دیا۔ اس حدیث میں دو امور غور طلب ہیں: آپ ﷺ کا فرمانا کہ ”تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا، شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا“ اس جملے کی وضاحت درج ذیل روایت سے ہوگی:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں ان افراد میں تھا، جنہوں نے ماعز کو سنگسار کیا تھا، جب ہم نے اس کو سنگسار کیا اور اس نے پتھروں کی تکلیف محسوس کی تو کہا: اَیُّ قَوْمٍ! رُدُّونِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّ قَوْمِي قَتَلُونِي وَعَرَفُونِي مِنْ نَفْسِي وَقَالُوا: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ غَيْرُ قَاتِلِكَ، قَالَ: فَلَمْ نَنْزِعْ عَنْهُ حَتَّى فَرَعْنَا مِنْهُ، قَالَ: فَلَمَّا رَجَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَكَرْنَا لَهُ قَوْلَهُ، فَقَالَ: ((أَلَا تَرَ كُتْمَ الرَّجُلِ وَجِئْتُمُونِي بِهِ؟)) إِنَّمَا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَتَشَبَّهَ فِي أَمْرِهِ -..... لوگو! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹاؤ، کیونکہ میری قوم نے مجھے قتل کیا ہے، انھوں نے مجھے دھوکہ دیا ہے، لوگوں نے کہا: بیشک اللہ کے رسول تو تجھے قتل کرنے والے نہیں ہیں، پس ہم اس سے باز نہ آئے، یہاں تک کہ اس کو رجم کرنے سے فارغ ہو گئے، پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹے اور اس کی بات آپ ﷺ کو سنائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا تھا اور اسے میرے پاس کیوں نہیں لے آئے تھے؟“ دراصل آپ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ آپ ﷺ اس کے معاملے میں مزید تحقیق کر لیتے، ممکن تھا کہ وہ رجم کا حقدار نہ ہوتا۔ (ابوداؤد: ۴۴۲۰، مسند احمد: ۱۵۰۸۹، وسیاتی برقم ۶۷۱۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ تھا کہ ممکن ہے کہ وہ آدمی اپنے اقرار سے انکار کرنا چاہتا ہو، یا اس کی کوئی ایسی تفصیل ہو، جس کی وجہ سے وہ حد سے بچ جاتا۔

چار دفعہ اقرار کرنا صرف تحقیق و تفتیش کے لیے ہے، وگرنہ آپ ﷺ نے ایک دفعہ اقرار کرنے پر بھی حد نافذ کی ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: ((عَلَىٰ إِنْكَارِكَ جَلْدُ مِائَةٍ، وَتَغْرِيْبُ عَامٍ، وَأَمَّا أَنْتَ يَا أَيُّسُّ! فَاعْدُ عَلَيَّ أَمْرًا هَذَا فَإِنِ اغْتَرَفْتَ فَارْجُمَهَا -))..... ”تیرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے، انیس! تو نے صبح کو اس کی بیوی کے

پاس جانا ہے، اگر وہ (زنا کا) اعتراف کرے تو اسے رجم کر دینا ہے۔“ (صحیح بخاری: ۲۳۱۴، ۱۶۹۵)

اس حدیث میں اعتراف کا بلا قید ذکر ہے، جس کو ایک دفعہ پر محمول کیا جائے گا، اسی طرح سیدنا لجلال بنی اللہ نے روایت کے مطابق ایک عورت کو ایک مرتبہ اقرار کرنے پر رجم کروا دیا تھا۔ (ابوداؤد: ۴۴۳۵) اسی طرح آپ ﷺ نے ایک دو اور واقعات پر بھی صرف ایک مرتبہ اعتراف کرنے پر حد نافذ کی تھی۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ مجرم کی کیفیت کو سامنے رکھ کر اس سے ایک یا زائد بار جرم کا اعتراف کروایا جائے، اسی طرح وہ جس جرم کا اعتراف کر رہا ہو، اس کے بارے میں بھی یقین دہانی کر لی جائے کہ کیا اس مجرم کو اپنے جرم کی حقیقت کا علم بھی ہے یا نہیں، مثلاً حدیث نمبر (۶۷۰۷) کے مطابق زنا کا اعتراف کرنے والے سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”شاید تو نے بوسہ لیا ہو یا ویسے ہاتھ لگایا ہو؟“ یہی معاملہ چوری، ڈاکہ زنی، تہمت اور دوسرے تعزیر اور حد والے جرائم کا ہے۔

حدیث کا آخری جملہ ”لَوْ سَتَرْتَهُ.....“ محتاج وضاحت ہے، کیونکہ اس کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے، امام باہجی نے (المنتقى: ۱۳۵/۷) میں اس کی تفسیر یوں کی: ہزال، جس نے نبی کریم ﷺ، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہم کو اس کے جرم پر مطلع کیا، کو چاہیے تھا کہ اس کو توبہ کرنے کی تلقین کرتا اور اس کے گناہ پر پردہ ڈالتا، چادر کا ذکر مبالغہ کے طور پر کیا گیا ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ اگر اس کے گناہ پر پردہ ڈالنے کے لیے اس کے پاس کوئی ذریعہ نہ ہوتا، سوائے اس کے کہ اس پر چادر کی اوٹ کر لیتا تاکہ گواہوں کی نگاہ اس پر نہ پڑ سکتی، تو اس کو آپ ﷺ کے پاس بھیجنے اور اس پر حد کے نفاذ کا سبب بننے سے بہتر تھا۔

حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۱۲/۱۲۵) میں یہی تفسیر نقل کی اور اس کو برقرار رکھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس حدیث کو ماعز جیسے لوگوں پر محمول کیا جائے، جو زنا کے عادی نہیں ہوتے اور مرتکب ہونے کی صورت میں نام و پشیمان ہو جاتے ہیں، ایسے لوگوں کے جرائم پر پردہ ڈالا جائے اور ان کی تشہیر نہ کی جائے۔ لیکن جو آدمی تسلسل اور ڈھٹائی اور بے حیائی کے ساتھ ان جرائم کا ارتکاب کر رہا ہو، ایسے آدمی کا کوئی لحاظ نہ کیا جائے اور اس کا معاملہ حاکم تک پہنچایا جائے تاکہ وہ اس پر حد نافذ کرے، جس کا حکیم شارع نے حکم دیا۔ اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے (المرقاة: ۷۶/۴) دیکھیں۔

(دوسری سند) نعیم بن ہزال سے روایت ہے کہ سیدنا ہزال رضی اللہ عنہ نے ماعز بن مالک کو کرائے پر رکھا اور ہزال کی فاطمہ نامی ایک لونڈی تھی، اس نے خاندان سے طلاق لے رکھی تھی اور وہ بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ماعز نے اس سے برائی کر لی اور پھر سیدنا ہزال رضی اللہ عنہ کو بھی بتا دیا، انھوں نے اس کو دھوکہ دیا اور کہا: تو نبی کریم ﷺ

(۶۶۹۳)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانَ) عَنْ نَعِيمِ بْنِ هَزَالٍ أَنَّ هَزَالَ كَانَ إِسْتَأْجَرَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ، يُقَالُ لَهَا: فَاطِمَةُ، قَدْ أَمْلَكْتَ وَكَانَتْ تَرْعَى عَنْمَا لَهُمْ وَأَنَّ مَاعِزًا وَقَعَ عَلَيْهَا فَأَخْبَرَ هَزَالَ فَخَدَعَهُ فَقَالَ:

(۶۶۹۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

کے پاس جا اور آپ کو اس وقوعے پر مطلع کر، ممکن ہے کہ تیرے بارے میں قرآن مجید نازل ہو اور اس طرح کوئی بہتر سبیل نکل آئے، جب اس نے تفصیل بتائی تو نبی کریم ﷺ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دے دیا، پس اس کو رجم کیا جانے لگا، جب اس کو پتھر لگے تو وہ بھاگ پڑا، آگے سے ایک آدمی اونٹ کے بھڑے کی یا پنڈلی کی ایک ہڈی لے کر آ رہا تھا، اس نے اس کو وہ ہڈی مار کر گرا دیا، بعد میں آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ہزال! تیرے لیے ہلاکت ہو، اگر تو نے اپنے کپڑے سے اس پر پردہ کیا ہوتا تو یہ تیرے لیے بہتر تھا۔“

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماعز بن مالک کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، یہ ایک چھوٹے قد کا آدمی تھا اور اس نے صرف تہبند باندھا ہوا تھا، اس پر اوپر والی چادر نہیں تھی، ادھر نبی کریم ﷺ نے نیکی پر اپنی بائیں جانب سے ٹیک لگائی ہوئی تھی، پس اس نے آپ ﷺ سے کلام کیا، لیکن میں دور تھا اور میرے اور آپ ﷺ کے درمیان لوگ بھی حائل تھے، اس لیے مجھے پتہ نہ چل سکا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ”اس کو لے جاؤ۔“ پھر فرمایا: ”اس کو واپس لاؤ۔“ اس نے پھر بات کی اور میں سن رہا تھا، اب کی بار آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو لے جاؤ اور سٹسار کر دو۔“ پھر نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر خطاب کیا اور فرمایا: ”جب ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جاتے ہیں اور لوگوں میں سے ایک آدمی پیچھے رہ جاتا ہے تو وہ اپنی خواہش کی شدت کو پورا کرنے کے لئے بکرے کی سی آواز نکالتا ہے اور معمولی سا دورہ دے کر ایک عورت کو پھنسا لیتا ہے، اللہ کی قسم! جب کسی ایسے شخص پر قدرت پالوں گا تو اسے عبرت ناک سزا دوں گا۔“

إِنْطَلِقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبِرُهُ، عَسَى أَنْ يَنْزِلَ فِيكَ قُرْآنٌ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُجِمَ، فَلَمَّا عَظَّتْهُ مَسُّ الْحِجَارَةِ انْطَلَقَ يَسْعَى فَاسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ بِلُحْيٍ جَزُورٍ أَوْ سَاقٍ بَعِيرٍ فَضْرَبَهُ بِهِ فَضْرَعَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَيْلَكَ يَا هَزَالُ! لَوْ كُنْتَ سَتَرْتَهُ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَكَ.)) (مسند احمد: ۲۲۲۳۶)

(۶۶۹۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ رَجُلٍ قَصِيرٍ فِي إِزَارِهِ، مَا عَلَيْهِ رِذَاءٌ قَالَ: وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَّكِيٌّ عَلَى وَسَادَةٍ عَلَى يَسَارِهِ، فَكَلَّمَهُ وَمَا أَدْرِي مَا يَكَلِّمُهُ وَأَنَا بَعِيدٌ مِنْهُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ قَوْمٌ، فَقَالَ: ((أَذْهَبُوا بِهِ.))، ثُمَّ قَالَ: ((رُدُّوهُ.)) فَكَلَّمَهُ وَأَنَا أَسْمَعُ فَقَالَ: ((أَذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ.))، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَاطِبِيًّا وَأَنَا أَسْمَعُهُ فَقَالَ: ((أَكَلَّمَا نَفَرْنَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَلَفَ أَحَدُهُمْ لَهُ نَيْبٌ كَنَيْبِ التَّيْسِ يَمْنَحُ إِحْدَاهُمَا الْكُتْبَةَ مِنَ اللَّبَنِ، وَاللَّهِ! لَا أَقْدِرُ عَلَى أَحَدِهِمْ إِلَّا نَكَلْتُ بِهِ.)) (مسند احمد: ۲۱۰۸۴)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی روایت ہے کہ معز بن مالک، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور زنا کا اعتراف کیا، آپ ﷺ نے اپنا چہرہ پھیر لیا، لیکن وہ اُس طرف سے آگیا اور پھر زنا کا اعتراف کیا اور پھر بار بار اعتراف کیا، پس آپ ﷺ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا، پھر آپ ﷺ کو بتلایا گیا کہ اس کو سنگسار کیا جا چکا ہے، پس آپ کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور پھر فرمایا: ”ان لوگوں کا کیا بنے گا کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جاتے ہیں تو کوئی آدمی پیچھے رہ جاتا ہے تو وہ اپنی خواہش کی شدت کو پورا کرنے کے لئے بکرے کی سی آواز نکالتا ہے اور تھوڑا سا دورہ دے کر ایک عورت کو پھنسا لیتا ہے، اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی ایسے شخص پر قدرت دی تو میں اس کو لوگوں کے لیے عبرت بناؤں گا۔“

(٦٦٩٥-) وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَعْتَرَفَ عِنْدَهُ بِالزَّانَا، قَالَ: فَحَوْلَ وَجْهَهُ، قَالَ: فَجَاءَ فَأَعْتَرَفَ مِرَارًا فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ فَرُجِمَ، ثُمَّ أُتِيَ فَأَخْبِرَ، فَغَامَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا بَالُ رِجَالٍ كُلَّمَا نَفَرْنَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تَخَلَّفَ عِنْدَهُنَّ أَحَدُهُمْ، لَهُ نَيْبٌ كَنَيْبِ التَّيْسِ يَمْنَعُ إِحْدَاهُنَّ الْكُتْبَةَ، لَئِنْ أَمَكْنَسْنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُمْ لَأَجْعَلَنَّهُمْ نَكَالًا-)) (مسند احمد: ٢١٢٨٩)

**فوائد:** ..... آپ ﷺ کا اعراض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ اس اعتراف سے باز آجائے اور اس طرح سزا سے بچ جائے۔ معلوم ہوا کہ جو آدمی مجاہدین کے گھر والوں کا لحاظ بھی نہیں کرتا، وہ سخت سزا کا مستحق ہے، غور کیا جائے کہ کسی کو پتھر مار مار کر موت کے گھاٹ اتار دینا بڑی سخت سزا ہے، لیکن نبی کریم ﷺ ایسے مجرم کو اس سے بھی سخت سزا دینے کا ارادہ کرتے ہیں۔

اضافی سزا دینے کی بات تو نہیں کی گئی۔ کسی شادی شدہ انسان کو سو کوڑے لگا کر پھر اسے رجم کیا جائے تو یہی بڑی سخت سزا ہے اور لوگوں کے لیے عبرت کا سامان ہے۔ (عبداللہ رفیق)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک کوتاہ قد آدمی لایا گیا، اس کی حالت پراگندہ تھی، وہ مضبوط پھوں اور گٹے بدن والا تھا، اس نے تہبند پہنا ہوا تھا اور اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہوا تھا، آپ ﷺ نے دو مرتبہ اس کو روڈ کر دیا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا اور اس کو رجم کیا

(٦٦٩٦-) عَنْ سَمَاءِ بِنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرَجُلٍ قَصِيرٍ أَشْعَثَ ذِي عَضَلَاتٍ، عَلَيْهِ إِزَارٌ وَقَدْ زَنَى فَرَدَّهُ مَرَّتَيْنِ قَالَ: ثُمَّ أَمَرِيهِ فَرُجِمَ (فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيثِ

(٦٦٩٥) تخریج: انظر الحديث السابق - أخرجه (انظر:)

(٦٦٩٦) تخریج: أخرجه مسلم: ١٦٩٢ (انظر: ٢٠٩٨٣)

السَّابِقِ وَنَسِيَ آخِرَهُ) قَالَ: فَحَدَّثَنِيهِ سَعِيدُ  
بن جبير فقال: إِنَّهُ رَدَّهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ۔ (مسند  
احمد: ۲۱۲۹۴)

گیا،..... سابقہ روایت کی طرح کی روایت ذکر کی..... سعید  
بن جبیر نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ نقل کیے کہ آپ ﷺ  
نے اس کو چار مرتبہ رد کیا تھا۔

**فوائد:**..... مقصد چار مرتبہ ان سے اعتراف کروانا تھا جو چار گواہیوں کے قاسم مقام ہو جاتا اس لئے لوٹا دیا جب  
یہ اصول پورا ہوا تو پھر رحم کا حکم دیا۔ یہ آدمی سیدنا ماعز ہی تھے۔ نبی ﷺ۔

فوائد کے تحت یہ بات پہلے واضح کر دی گئی ہے کہ چار دفعہ اعتراف و اقرار کرانا ضروری نہیں ہے یہ صرف احتیاط  
کے پیش نظر ہے۔ ورنہ ایک دفعہ اعتراف پر بھی حد لگائی جائے گی۔ (عبداللہ رفیق)

(۶۶۹۷)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ رَجَمَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ وَلَمْ يَذْكُرْ  
جَلْدًا۔ (مسند احمد: ۲۱۳۵۵)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے  
ماعز بن مالک کو رجم کیا، راوی نے کوزوں کا ذکر نہیں کیا۔

**فوائد:**..... ہم پہلے یہ وضاحت کر آئے ہیں کہ کسی چیز کے عدم ذکر کا یہ مفہوم نہیں ہوتا ہے کہ سرے سے اس  
چیز کا وجود نہیں ہے، حدیث نمبر (۶۶۸۷) میں یہ بات گزر چکی ہے کہ شادی شدہ زانی کو پہلے سو (۱۰۰) کوڑے لگائے  
جائیں گے، پھر اس کو رجم کیا جائے گا۔

(۶۶۹۸)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ أَنَّ أَبَاهُ  
حَدَّثَهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي السُّوقِ إِذْ مَرَّتْ  
امْرَأَةٌ تَحْمِلُ صَبِيًّا فَتَارَ النَّاسُ وَتُرْتُ  
مَعَهُمْ، فَانْتَهَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ  
يَقُولُ لَهَا: ((مَنْ أَبُو هَذَا؟)) فَسَكَتَتْ،  
فَقَالَ: ((مَنْ أَبُو هَذَا؟)) فَسَكَتَتْ، فَقَالَ  
شَابٌّ بِحَدِيثِهَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهَا حَدِيثُ  
السِّنِّ، حَدِيثُ عَهْدِ بَحْرِيَّةٍ، وَإِنَّهَا لَمْ  
تُخْبِرْكَ وَأَنَا أَبُوهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! فَالْتَمَتَ  
إِلَى مَنْ عِنْدَهُ كَأَنَّهُ يَسْأَلُهُمْ عَنْهُ، فَقَالُوا: مَا

لجلاج سے روایت ہے، وہ کہتا ہے: ہم بازار میں تھے،  
وہاں سے ایک عورت گزری، اس نے ایک بچہ اٹھائے ہوئے  
تھا، لوگ اس کی طرف کود پڑے اور میں بھی ان کے ساتھ کود  
پڑا، جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے  
اس خاتون سے پوچھ رہے تھے: ”اس بچے کا باپ کون ہے۔“  
وہ خاموش رہی، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”بتا اس کا باپ کون  
ہے؟“ وہ پھر خاموش رہی، اتنے میں اس کے سامنے کھڑے  
ہوئے ایک نوجوان نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ خاتون نوحہ  
ہے اور اس کا رسوا کن معاملہ بھی ابھی ابھی پیش آیا ہے، اے  
اللہ کے رسول! میں اس بچے کا باپ ہوں، مجھ سے اس کے

(۶۶۹۷) تخریج: صحیح لغیرہ، وانظر الحديث رقم (۶۶۹۴)

(۶۶۹۸) اسنادہ ضعیف، محمد بن عبد اللہ بن علائہ مختلف فیہ، قال البخاری: فی حفظہ نظر، وقال  
ابو حاتم: یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ، وقال الدارقطنی: متروک۔ أخرجه ابو داود: ۴۴۳۵ (انظر: ۱۵۹۳۴)



ساتھ برائی ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے، گویا کہ آپ ﷺ ان سے اس کے متعلق مشورہ لے رہے تھے، لوگوں نے کہا: ہم تو اس کے بارے میں صرف خیر و بھلائی کی بات ہی جانتے ہیں، آپ ﷺ نے اس نوجوان سے پوچھا: ”کیا تو شادی شدہ ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں میں شادی شدہ ہوں، آپ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا، پس ہم گئے، اس کے لئے گڑھا کھودا اور جب ہم نے اس پر قدرت پالی تو اس پر پتھر برسائے، یہاں تک کہ اس کا دم نکل گیا، پھر ہم واپس آ کر اپنی مجلس میں بیٹھ گئے، اس دوران میں نے ایک بوڑھا آدمی دیکھا، وہ اس نوجوان کے متعلق پوچھ رہا ہے، ہم نے اسے اس کے گریبان سے پکڑ لیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے اور ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ بوڑھا اس خبیث نوجوان کے بارے میں پوچھتا پھرتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسی باتوں سے باز آ جاؤ، وہ جو ان تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ عمدہ مہک والا ہے۔“ جو نبی ہم نے آپ ﷺ کی یہ بات سنی تو ہم گئے اور اس کے غسل اور کفن میں تعاون کیا، پھر اس کے لیے قبر تیار کی، یہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے کا ذکر کیا تھا یا نہیں۔

**فوائد:** ..... لیکن یہ بات درست ہے کہ جس شخص کو رجم کیا جائے، اس پر طعن نہ کیا جائے، کیونکہ اس کی حد اس کے گناہ کا کفارہ بنتی ہے اور جو توبہ واجب ہو کر اپنے آپ کو اس حد کے لیے پیش کر دے، وہ با فضیلت آدمی ہوگا۔

عَلِمْنَا إِلَّا خَيْرًا أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَخَصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ ، فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ فَذَهَبْنَا فَحَفَرْنَا لَهُ حَتَّى أَمَكْنَا وَرَمَيْنَاهُ بِالْحِجَارَةِ حَتَّى هَدَأَ ، ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى مَجَالِسِنَا فَبَيْنَمَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذَا أَنَا بِشَيْخٍ يَسْأَلُ عَنِ الْفَتَى فَقُمْنَا إِلَيْهِ فَأَخَذْنَا بِتَلَابِيهِ فَجِئْنَا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ هَذَا جَاءَ يَسْأَلُ عَنِ الْحَبِيْبَةِ ، فَقَالَ: ((مَهْ لَهُوَ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ رِيحًا مِنَ الْمِسْكِ.)) قَالَ: فَذَهَبْنَا فَأَعْنَاهُ عَلَى غُسْلِهِ وَتَكْفِينِهِ وَحَفَرْنَا لَهُ ، وَلَمْ أَذِرْ أَذْكَرَ الصَّلَاةِ أَمْ لَا - (مسند احمد: ۱۶۰۳۰)

## أَبْوَابُ الْإِقْرَارِ بِالزَّنَا

### زنا کا اقرار کرنے کے بارے میں ابواب

#### بَابُ إِعْتِبَارِ تَكَرَّرِ الْإِقْرَارِ بِالزَّنَا أَرْبَعًا چار مرتبہ زنا کا اقرار تکرار کرانے کا اعتبار

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ماعز بن مالک آیا اور ایک دفعہ زنا کا اعتراف کیا، آپ ﷺ نے اس کو واپس لوٹا دیا، وہ پھر آیا اور دوسری مرتبہ زنا کا اعتراف کیا، آپ ﷺ نے اس کو واپس لوٹا دیا، وہ پھر آیا اور تیسری بار اعتراف کیا، آپ ﷺ نے اس کو واپس لوٹا دیا، میں نے ماعز سے کہا: اگر تو نے چوتھی مرتبہ اعتراف کیا تو آپ ﷺ تجھے رجم کر دیں گے، لیکن اس کے باوجود وہ آیا اور چوتھی دفعہ اعتراف کر لیا، آپ ﷺ نے اسے روک لیا اور پھر اس کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا، انہوں نے کہا: ہم تو اس کے بارے میں صرف خیر و بھلائی کا علم رکھتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دے دیا۔

(۶۶۹۹)۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ جَالِسًا فَجَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ مَرَّةً فَرَدَّهُ، ثُمَّ جَاءَ فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ الثَّانِيَةَ فَرَدَّهُ، ثُمَّ جَاءَ فَاعْتَرَفَ الثَّلَاثَةَ فَرَدَّهُ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّكَ إِنْ اعْتَرَفْتَ الرَّابِعَةَ رَجَمَكَ، قَالَ: فَاعْتَرَفْتُ الرَّابِعَةَ فَجَسَّهُ ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْهُ فَقَالُوا: مَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا، قَالَ: فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ۔ (مسند احمد: ۴۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماعز بن مالک سلمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے

(۶۷۰۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ الْأَسْلَمِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

(۶۶۹۹) صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ابی شیبہ: ۱۰ / ۷۲، والبزار: ۵۵، وابی یعلیٰ: ۴۰، ۴۱ (انظر: ۴۱)

(۶۷۰۰) حدیث صحیح۔ أخرجه البخاری: ۵۲۷۱، ۶۸۱۵، ۶۸۱۶، ومسلم: ۱۶۹۱ (انظر: ۹۸۰۹)

رسول! میں نے زنا کیا ہے، آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا، وہ بائیں جانب سے آگیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے، یہاں تک کہ اس نے آپ ﷺ کے سامنے چار بار اقرار کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو لے جاؤ اور رجم کر دو۔“ لوگ اس کو رجم کرنے کے لئے لے گئے۔ جب اس کو پتھر لگا تو وہ پیٹھ پھیر کر تیزی سے بھاگ گیا، اتنے میں سامنے سے ایک آدمی آیا، اس کے ہاتھ میں ادنٹ کے جڑے کی بڈی تھی، اس نے اس کو یہی مار دی، جب نبی کریم ﷺ کو یہ بتلایا گیا کہ وہ پتھر لگنے سے اس طرح بھاگ گیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر تم لوگوں نے اس کو چھوڑ کیوں نہیں دیا تھا۔“

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ فَاعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ جَاءَ مِنَ الشِّقِّهِ الْأَيْمَنِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ فَاعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ جَاءَ مِنَ الشِّقِّهِ الْأَيْسَرِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ، فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ.))، قَالَ: فَانْطَلَقُوا بِهِ، فَلَمَّا مَسَّتْهُ الْحِجَارَةُ أَدْبَرَ وَاشْتَدَّ، فَاسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ فِي يَدِهِ لَحْيُ جَمَلٍ فَضْرَبَهُ، فَذَكَرَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِرَارَهُ حِينَ مَسَّتْهُ الْحِجَارَةُ، قَالَ: ((فَهَلَّا تَرَكَتُمُوهُ.))

(مسند احمد: ۹۸۰۸)

(دوسری سند) مسلمانوں میں سے ایک آدمی کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، اس نے آواز دی: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے، آپ ﷺ نے اعراض کرتے ہوئے اس کے سامنے سے اپنا رخ پھیر لیا۔ وہ آپ ﷺ کے چہرے کے سامنے آیا اور پھر کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے، آپ ﷺ نے پھر اعراض کرتے ہوئے اپنا چہرہ اس کی جانب سے پھیر لیا، یہاں تک کہ اس نے چار مرتبہ تکرار کیا اور اپنے خلاف چار گواہیاں دے دیں، اب کی بار نبی کریم ﷺ نے اس کو بلایا اور پوچھا: ”کیا تو پاگل ہے؟“ اس نے کہا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو شادی شدہ ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس کو لے جاؤ اور رجم کر دو۔“ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی اسے رجم کرنے والوں میں شامل تھا، ہم

(۶۷۰۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ) أَنَّهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! إِنِّي زَنَيْتُ فَاعْرَضَ عَنْهُ، فَتَنَحَّى تَلْقَاءَ وَجْهِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! إِنِّي زَنَيْتُ فَاعْرَضَ عَنْهُ، حَتَّى ثَنَى ذَلِكَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَبْكَ جُنُونٌ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَهَلْ أَحْصَيْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ.)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: كُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ فِي الْمُصَلَّى فَلَمَّا

(۶۷۰۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول.

نے اسے عید گاہ میں رجم کیا، جب اسے پتھر لگے تو وہ بھاگ نکلا، لیکن ہم نے اسے حہ میں پالیا اور رجم کر دیا۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ماعز بن مالک نامی آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں نے زنا کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ”واپس چلا جا۔“ وہ دوسرے دن پھر آگیا اور آپ ﷺ کے پاس زنا کا اعتراف کیا، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ”واپس چلا جا۔“ پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا اور فرمایا: ”تم لوگ ماعز بن مالک اسلمی کے بارے میں کیا جانتے ہو، کیا وہ تمہارے خیال کے مطابق ایسا ویسا ہے، یا تمہیں اس کی عقل پر کوئی اعتراض ہے؟“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم اس میں کوئی ایسی ویسی چیز محسوس نہیں کرتے اور نہ ہی ہمیں اس کی عقل پر کوئی اعتراض ہے، ادھر وہ تیسری مرتبہ پھر نبی کریم ﷺ کے پاس لوٹ آیا اور زنا کرنے کا اعتراف کیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! آپ مجھے پاک کریں، نبی کریم ﷺ نے پھر اس کی قوم کو بلا بھیجا اور اس کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے وہی پہلے والا جواب دیا ہمارے خیال میں کوئی ایسی ویسی بات نہیں ہے اور نہ ہی اس کی عقل میں کوئی خرابی ہے، ادھر ماعز چوتھی بار نبی کریم ﷺ کے پاس لوٹ کر آیا اور زنا کا اعتراف کیا۔ اب کی بار نبی کریم ﷺ نے حکم دیا اور ہم نے اس کے لیے ایک گڑھا کھودا اور اسے سینہ تک اس میں گاڑ دیا، پھر لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اسے رجم کر دیں۔ سیدنا

أَذَلَقْتَهُ الْحِجَارَةَ هَرَبَ فَأَدْرَكَنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَا۔ (مسند احمد: ۹۸۴۴)

(۶۷۰۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: مَا عِزُّ بْنُ مَالِكٍ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ! إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْجِعْ)) فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعِدَاتَاهُ أَيْضًا فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ بِالزَّيْنَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْجِعْ)) ثُمَّ أَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى قَوْمِهِ فَسَأَلَهُمْ عَنْهُ فَقَالَ لَهُمْ: ((مَا تَعْلَمُونَ مِنْ مَا عِزُّ بْنُ مَالِكٍ الْأَسْلَمِيِّ، هَلْ تَرَوْنَ بِهِ بَأْسًا أَوْ تُنْكِرُونَ مِنْ عَقَلِهِ شَيْئًا؟)) قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ! مَا نَرَى بِهِ بَأْسًا وَمَا تُنْكِرُ مِنْ عَقَلِهِ شَيْئًا، ثُمَّ عَادَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الثَّلَاثَةَ فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ بِالزَّيْنَا أَيْضًا فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ! طَهِّرْنِي، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى قَوْمِهِ أَيْضًا فَسَأَلَهُمْ عَنْهُ فَقَالُوا لَهُ كَمَا قَالُوا لَهُ الْمَرَّةَ الْأُولَى: مَا نَرَى بِهِ بَأْسًا وَمَا تُنْكِرُ مِنْ عَقَلِهِ شَيْئًا، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّابِعَةَ أَيْضًا فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ بِالزَّيْنَا، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَفَرْنَا لَهُ حُفْرَةً، فَجُعِلَ فِيهَا إِلَى صَدْرِهِ ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَرْجُمُوهُ، وَقَالَ بُرَيْدَةُ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَنَا، أَنَّ

(۶۷۰۲) تخريج: حدیث صحیح، وقول بریدة الذي في آخر الحديث تفرد به بشير بن المهاجر الغنوي، وهو مختلف فيه، وهو الى الضعف اقرب۔ أخرجه مسلم: ۱۶۹۵ دون قول بریدة ﷺ (انظر: ۲۲۹۴۲)

مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ لَوْ جَلَسَ فِي رَحْلِهِ بَعْدَ  
اِعْتِرَافِهِ ثَلَاثَ مَرَارٍ لَمْ يَطْلُبْهُ وَاِنَّمَا رَجَمَهُ  
عِنْدَ الرَّابِعَةِ۔ (مسند احمد: ۲۳۳۳۰)

بریدہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں: ہم لوگ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے  
کہ اگر ماعز تین بار زنا کا اعتراف کرنے کے بعد اپنے گھر میں  
بیٹھ جاتا تو آپ ﷺ اس کو طلب نہ کرتے، لیکن جب اس  
نے چوتھی مرتبہ اعتراف کیا تھا تو آپ نے اسے رجم کرنے کا  
حکم دے دیا۔

**فوائد:**..... اگرچہ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کے قول کی سند ضعیف ہے، لیکن اگر یہ صحابی چلا جاتا تو آپ ﷺ نے اس  
کا پیچھا کر کے اس سے مزید تحقیق نہیں کرنی تھی، بلکہ پچھلے باب میں ہم یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ اگر اعتراف کرنے والا  
شخص چار دفعہ اعتراف کرنے کے بعد یا سزا کے شروع ہو جانے کے بعد بھی اپنی برائی کا انکار کر دے، یا ایسے انداز میں  
حقیقت حال بیان کرے کہ جس کے مطابق وہ رجم کی سزا سے بچتا ہو تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا۔

(۶۷۰۳)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ مَاعِزًا  
جَاءَ فَاقْرَأَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ  
بِرَجْمِهِ۔ (مسند احمد: ۲۱۱۴۴)

سیدنا جابر بن سمروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماعز آیا اور اس نے  
نبی کریم ﷺ کے پاس چار مرتبہ زنا کا اقرار کیا، تب آپ  
ﷺ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔

(۶۷۰۴)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَجُلًا  
مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَعْتَرَفَ بِالزَّانَا  
فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ اعْتَرَفَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ  
اعْتَرَفَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، حَتَّى شَهِدَ عَلَى  
نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ:  
(أَبَيْكَ جُنُونٌ؟) قَالَ: لَا، قَالَ:  
(أَخْصَنْتُ؟) قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَ بِهِ  
النَّبِيُّ ﷺ فَرَجِمَ بِالصُّلِيِّ فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ  
الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأَذْرَكَ فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ،  
فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرًا وَلَمْ يُصَلِّ  
عَلَيْهِ۔ (مسند احمد: ۱۴۵۱۶)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو اسلم قبیلے کا  
ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور زنا کا اعتراف کیا،  
آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا، اس نے پھر اعتراف کیا،  
آپ ﷺ نے بھی اس سے اعراض کر لیا، اس نے پھر  
اعتراف کیا، آپ ﷺ نے بھی اس سے اعراض کر لیا، یہاں تک  
کہ جب اس نے اپنے خلاف چار مرتبہ گواہی دی تو نبی  
کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ”کیا تجھے جنون کی بیماری تو  
نہیں ہے؟“ اس نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا  
تو شادی شدہ ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں، پس آپ ﷺ  
نے حکم دیا اور اس کو عید گاہ میں رجم کیا گیا، جب اس کو پتھر لگے  
تو وہ بھاگا، لیکن پھر اس کو پالیا گیا اور پتھر مارے گئے، یہاں  
تک کہ وہ فوت ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں خیر و

(۶۷۰۳) تخریج: صحیح لغیرہ، وانظر الحدیث رقم (۶۶۹۴)

(۶۷۰۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۸۲۰، ومسلم: ۱۶۹۱، (انظر: ۱۴۴۶۲)



بھلائی کی باتیں کیں، لیکن اس کی نماز جنازہ ادا نہ کی۔

**فوائد:**..... ایسے آدمی کی نماز جنازہ پڑھنا درست ہے، آپ ﷺ اسی قسم کے بعض افراد کی نماز جنازہ ادا کی تھی، اس موقع پر آپ ﷺ نے لوگوں کو سرزنش کرنے کے لیے خود شرکت نہیں کی۔

(۶۷۰۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ: ((أَحَقُّ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ؟)) قَالَ: وَمَا يَبْلُغُكَ عَنِّي؟ قَالَ: ((بَلَغَنِي أَنَّكَ فَجَرْتِ بِأَمَةِ آلِ فُلَانٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَرَدَّهُ حَتَّى شَهِدَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فُرْجَمَ۔ (مسند احمد: ۲۲۰۲)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ ماعز بن مالک کو ملے اور اس سے پوچھا: ”اے ماعز! جو بات مجھ تک پہنچی ہے، کیا وہ سچ ہے؟“ اس نے کہا: کون سی بات آپ کو میرے بارے میں معلوم ہوئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ تو نے فلاں کی لونڈی کے ساتھ زنا کیا ہے۔“ اس نے کہا: جی ہاں، ایسے ہوا ہے، پھر آپ ﷺ نے اس کو لوٹا دیا، یہاں تک کہ اس نے چار بار گواہی دی، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کو رجم کیا گیا۔

(۶۷۰۶)۔ عَنِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَاتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ الْأَخِرَ قَدْ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ ثَلَّثَ ثُمَّ رَبَّعَ فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ، وَقَالَ مَرَّةً فَاقْرَأْ عِنْدَهُ بِالزَّيْنِ فَرَدَّهُ أَرْبَعًا ثُمَّ نَزَلَ فَأَمَرْنَا فَحَفَرْنَا لَهُ حَفِيرَةً لَيْسَتْ بِالطَّوِيلَةِ فُرْجَمَ فَارْتَحَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَتِيبًا حَزِينًا فَمِرْنَا حَتَّى نَزَلَ مِنْهَا فَسُرِّيَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَلَمْ تَرَ إِلَى صَاحِبِكُمْ عُصْرُكُهُ وَأَدْخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (مسند احمد: ۲۱۸۸۷)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اس بدنصیب نے زنا کیا ہے، آپ ﷺ نے اس سے رخ موڑ لیا، پھر اس نے دوسری، تیسری، حتیٰ کہ چوتھی مرتبہ اقرار کر لیا، تب نبی کریم ﷺ سواری سے نیچے اترے۔ ایک روایت میں ہے: اس آدمی نے ایک مرتبہ اقرار کیا اور آپ ﷺ نے اس کو رد کر دیا، یہاں تک کہ اس نے چار بار اقرار کیا، پھر آپ ﷺ نیچے اترے اور ہمیں حکم دیا، پس ہم نے اس کے لئے ایک چھوٹا سا گڑھا کھودا، وہ کوئی زیادہ گہرا نہ تھا اور اسے سنگسار کر دیا گیا، پھر آپ ﷺ نے غم و حزن کے عالم میں سفر کو جاری کیا، ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ جب آپ ﷺ ایک مقام پر اترے تو آپ ﷺ

(۶۷۰۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۹۳ (انظر: ۲۲۰۲)

(۶۷۰۶) تخریج: اسنادہ ضعیف، حجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن، وعبد الله بن المقدم مجهول۔

أخرجه الطحاوی فی ”شرح معانی الآثار“: ۱۴۲ / ۳ (انظر: ۲۱۵۵۴)

کی وہ کیفیت چھٹ گئی، پس آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:  
”اے ابو ذر! کیا تم نے اپنے ساتھ کی طرف نہیں دیکھا، اس کو  
بخش دیا گیا ہے اور جنت میں داخل کر دیا گیا ہے۔“

**فوائد:**..... اس باب کی احادیث میں چار بار زنا کا اعتراف کرنے کا ذکر ہے، لیکن یہ صرف تحقیق و تفتیش کے  
یہ ہے، جرم کے ثبوت کے لیے شرط نہیں ہے، حدیث نمبر (۶۶۹۲) کی شرح دیکھیں، نبی کریم ﷺ نے ایک بار  
اعتراف کرنے والے کو بھی حد لگائی ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس تحقیق کی بنیاد متعلقہ شخص کی کیفیت پر ہے۔

### بَابُ اسْتِغْفَارِ الْمُقْرِئِ بِالزَّانَا وَاعْتِبَارِ تَصْرِيحِهِ بِمَا لَا تَرَدُّدٌ فِيهِ

زنا کا اقرار کرنے والے سے مزید استفسار کرنا اور ایسی وضاحت طلب کرنا کہ جس میں کوئی تردد نہ ہو  
(۶۷۰۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ حِينَ أَنَاهُ فَأَقْرَّ  
عِنْدَهُ بِالزَّانَا: ((لَعَلَّكَ قَبَلْتَ أَوْ لَمَسْتَ؟))  
قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَنِكَحْتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ،  
فَأَمَرَ بِهِ فُرْجَمَ۔ (مسند احمد: ۲۱۲۹)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ماعز بن  
مالک، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور زنا کا اقرار کیا تو  
آپ ﷺ نے فرمایا: ”شاید تو نے بوسہ لیا ہو یا ویسے ہاتھ لگایا  
ہو؟“ اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے دخول  
کیا ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں، پس آپ ﷺ نے حکم دیا  
اور اس کو رجم کر دیا گیا۔

(۶۷۰۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: زَنَيْتُ،  
((لَعَلَّكَ غَمَزْتَ أَوْ قَبَلْتَ أَوْ نَظَرْتَ  
إِلَيْهَا)) قَالَ: كَأَنَّهُ يَخَافُ أَنْ لَا يَذْرَى مَا  
الزَّانَا۔ (مسند احمد: ۳۰۰۰)

(دوسری سند) جب ماعز نے کہا کہ اس نے زنا کیا ہے، تو نبی  
کریم ﷺ نے فرمایا: ”شاید تو نے آنکھ سے اشارہ کیا ہو (یا  
مطلب یہ ہے کہ تو نے ہاتھ کے ساتھ چھیر چھار کی ہو) یا بوسہ  
لیا ہو یا دیکھا ہو؟“ راوی کہتا ہے: ایسے لگتا ہے کہ آپ ﷺ  
کو یہ ڈرتھا کہ ممکن ہے کہ یہ شخص زنا کی تعریف سے نا آشنا ہو۔

**فوائد:**..... راوی نے ان سوالات کی وجہ بیان کر دی ہے، حدیث نمبر (۶۶۵۹) اور اس کے بعد والی احادیث  
میں زنا کی مختلف قسموں کا ذکر گزر چکا ہے، مثلاً آنکھ، ہاتھ، پاؤں اور زبان کا زنا، اس لیے ممکن ہے کہ کوئی آدمی ان کو وہ زنا  
سمجھ لے، جس کی وجہ سے حد لگتی ہے، سو جرم کا اقرار کرنے والے کی کیفیت کو دیکھ کر مختلف انداز میں شک و شبہ کو دور کیا جا  
سکتا ہے۔

(۶۷۰۷) تخریج: أخرجه البخاری، ۶۸۲۴ (انظر: ۲۱۲۹)

(۶۷۰۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

## بَابُ مَنْ أَقْرَبَ بِحَدِّهِ وَلَمْ يُسَمِّهِ لَمْ يُحَدِّ

اس چیز کا بیان کہ اس شخص کو حد نہیں لگائی جائے گی، جو کسی حد کا اقرار تو کرے اور اس کا نام نہ لے

(۶۷۰۹)۔ عَنْ وَائِلَةَ بِنِ الْأَسْقَعِ قَالَتْ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا مِنْ حُدُودِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَأَقِمْ فِيَّ حَدَّ اللَّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّلَاثَةَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ أُفِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَتَاهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ: إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا مِنْ حُدُودِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَأَقِمْ فِيَّ حَدَّ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: قَدَعَاهُ فَقَالَ: ((أَلَمْ تُحْسِنِ الطُّهُورَ أَوْ الْوُضُوءَ ثُمَّ شَهِدْتَ الصَّلَاةَ مَعَنَا إِنْفَاءً؟)) قَالَ: بَلَى، قَالَ: ((فَاذْهَبْ فِيهَا كَفَّارَتُكَ)) (مسند احمد: ۱۶۱۱۰)

سیدنا وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھا، آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کو پہنچا ہوں، لہذا آپ اللہ تعالیٰ کی حد کو مجھ پر قائم کر دیں۔ آپ ﷺ نے اس سے اپنا رخ پھیر لیا، پھر اس نے دوسری بار آکر اقرار کیا، لیکن اس بار بھی آپ ﷺ نے اپنا چہرہ پھیر لیا، پھر اس نے تیسری بار آکر اعتراف کیا، لیکن اس بار بھی آپ ﷺ نے اس سے اپنا رخ موڑ لیا، اتنے میں نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی، جب اس نے نماز ادا کر لی تو وہ چوتھی مرتبہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد کو پہنچا ہوں، آپ اللہ کی اس حد کو مجھ پر نافذ کریں، آپ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: ”کیا تو نے ابھی ابھی اچھی طرح وضو کر کے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟“ اس نے کہا: جی کیوں نہیں، یہ عمل کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر تو چلا جا، یہ عمل تیرا کفارہ ہے۔“

(۶۷۱۰)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِسَخْوِهِ (وَفِيهِ) فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَرَجْتَ مِنْ مَنْزِلِكَ تَوَضَّأْتَ فَأَحْسَنْتِ الْوُضُوءَ وَصَلَّيْتَ مَعَنَا؟)) قَالَ الرَّجُلُ: بَلَى، قَالَ: ((فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ عَفَرَ لَكَ حَدَّكَ أَوْ ذَبَبَكَ)) (مسند احمد: ۲۲۵۱۶)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، پھر سابقہ حدیث سے ملتی جلتی حدیث بیان کی، البتہ اس میں ہے: ”کیا اس طرح ہوا کہ تو اپنے گھر سے نکلا، وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا اور ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟“ اس آدمی نے کہا: جی کیوں نہیں، ایسے ہی کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تیرا گناہ یا تیری حد کو معاف کر دیا ہے۔“

(۶۷۰۹) تخريج: اسنادہ ضعيف لضعف ليث بن ابي سليم- أخرجه الطبراني في "الكبير": ۱۹۱ / ۲۲،

والنسائي في "الكبرى": ۷۳۱۲ (انظر: ۱۶۰۱۴)

(۶۷۱۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۷۶۵ (انظر: ۲۲۱۶۳)

**فوائد:**..... اس حدیث مبارکہ کا صحیح مسلم میں پورا متن درج ذیل ہے:

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَنَحْنُ فُعُودٌ مَعَهُ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمَهُ عَلَيَّ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَعَادَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمَهُ عَلَيَّ فَسَكَتَ عَنْهُ وَأُبَيِّمَتِ الصَّلَاةُ فَلَمَّا انصَرَفَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو أُمَامَةَ: فَاتَّبَعَ الرَّجُلُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ انصَرَفَ وَاتَّبَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْظَرُ مَا يَرُدُّ عَلَى الرَّجُلِ، فَلَحِقَ الرَّجُلُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمَهُ عَلَيَّ، قَالَ أَبُو أُمَامَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَرَأَيْتَ حِينَ خَرَجْتَ مِنْ بَيْتِكَ أَلَيْسَ قَدْ تَوَضَّأْتَ فَأَحْسَنْتَ الْبُرْصُوءَ؟)) قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((ثُمَّ شَهَدْتَ انصَلَاةً مَعَنَا؟)) فَقَالَ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَفَرَ لَكَ حَدَّكَ أَوْ قَالَ ذَنْبَكَ..))..... رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، ہم بھی آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے حد والے جرم کا ارتکاب کیا ہے، لہذا آپ مجھ پر وہ حد قائم کریں، رسول اللہ ﷺ خاموش رہے، اس نے پھر وہی بات دوہرائی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں حد کو پہنچا ہوں، لہذا آپ اس کو مجھ پر قائم کریں، لیکن آپ ﷺ پھر خاموش رہے، اتنے میں نماز کھڑی کر دی گئی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر چلے تو وہ آدمی، آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا، میں (ابوامامہ) بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل دیا، تاکہ دیکھ سکوں کہ آپ ﷺ اس کو کیا جواب دیتے ہیں، پس وہ آدمی آپ ﷺ کو جا ملا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے حد والے گناہ کا ارتکاب کیا ہے، لہذا آپ اس حد کو مجھ پر نافذ کریں، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”اس بارے میں بتلا کہ جب تو گھر سے نکلا ہے تو کیا تو نے اچھے انداز میں وضو نہیں کیا تھا؟“ اس نے کہا: جی کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”پس بیشک اللہ تعالیٰ نے تیری حد یا تیرے گناہ کو معاف کر دیا ہے۔“ (صحیح مسلم: 4966)

جب کوئی آدمی نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنے جرم اور گناہ کا اظہار کرتے تو آپ ﷺ اس سے استفساراً جو سوال کرتے، وہ اس کے ذکر کردہ جرم سے کم گناہ والے امور سے متعلق ہوتے، مثلاً: پچھلے باب میں مذکورہ احادیث کے مطابق جب آدمی نے آپ ﷺ کے سامنے زنا کا اعتراف کیا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”شاید تو نے آنکھ سے اشارہ کیا ہو، یا بوسہ لیا ہو، یا دیکھا ہو۔“ غور کریں کہ ایک آدمی اپنے بارے میں زنا کا اقرار کرتا ہے، لیکن آپ ﷺ اس کو کم گناہ والے امور کی طرف لاتے ہیں۔

بالکل یہی معاملہ یہاں ہے کہ اس آدمی نے حد کا تو ذکر کیا، لیکن حد کے سبب کی تفصیل بیان نہیں کی اور

آپ ﷺ نے اس سبب کے بارے میں دریافت نہ کرنے کو ترجیح دی، تاکہ اس کے جرم پر پردہ پڑا رہے اور اس تاویل کی بھی گنجائش ہے کہ معلوم نہیں اس آدمی نے کون سا گناہ کیا ہے اور کیا اس پر حد بھی لگتی ہے یا نہیں، لیکن اگر تفصیل پوچھی جائے تو پردہ پوشی کے منافی ہے، سو خاموشی کو ترجیح دی گئی۔

آج کل مرہبی لوگوں کا انداز آپ ﷺ کے اس انداز سے بالکل مختلف ہے، سب سے بڑی کمی یہ ہے کہ ان کا اپنا نیکی و تقویٰ کا معیار بہت کم ہوتا ہے، ان کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے ماتحت افراد امور خیر کا مجسمہ بن کر نظر آئیں، لیکن اگر وہ خود عمل نہ بھی کریں تو خیر ہے، ایک سرپرست یہ چاہتا تھا کہ اس کے شاگردوں میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ وہ اذان کے فوراً بعد نماز کی تیاری میں لگ جائیں اور سنتوں اور نفلوں کا بھی اہتمام کریں اور فجر کی نماز کے لیے جلدی بیدار ہو جائیں، لیکن وہ خود دفتر میں بیٹھا رہتا، جب اقامت ہونے لگتی تو وضو کرنے کے لیے گھر چلا جاتا اور جماعت کی تیسری چوتھی رکعت میں آکر ملتا، اسی طرح اس کی اپنی فجر کی کئی نمازیں نیند کی نظر ہو جاتیں، لیکن طلبہ کی سستی پر ان پر خوب برستا تھا، پھر جب ان تربیت کرنے والے افراد کو کسی کے ہلکے سے جرم کا پتہ چلتا ہے تو یہ مجرم کے سامنے بڑے بڑے گناہوں کا ذکر کر کے اس سے کسی بڑے گناہ کا اعتراف کروانے کے چکر میں پڑ جاتے ہیں۔

بَابُ فِيمَا يُذَكَّرُ فِي الرَّجُوعِ عَنِ الْإِقْرَارِ وَمَنْ أَقْرَأَهُ زَنَى بِأَمْرٍ فَجَحَدَتْ

زنا کا اقرار کر لینے کے بعد دوبارہ اس کا انکاری ہو جانے کا بیان، اسی طرح اس شخص کا بیان کہ وہ تو ایک عورت سے زنا کرنے کا اقرار کرے، لیکن وہ عورت انکار کر دے

(۶۷۱۱)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَ الرَّجُلَ يَعْزِي مَاعِزًا إِنَّا لَمَّا رَجَمْنَاهُ وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ فَقَالَ: أَيُّ قَوْمٍ! رُدُّونِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّ قَوْمِي قَتَلُونِي وَعَرُّونِي مِنْ نَفْسِي وَقَالُوا: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ غَيْرُ قَاتِلِكَ، قَالَ: فَلَمَّا نَزَعَ عَنْهُ حَتَّى فَرَعْنَا مِنْهُ، قَالَ: فَلَمَّا رَجَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَكَرْنَا لَهُ قَوْلَهُ، فَقَالَ: ((أَلَا تَرَ كُتْمَ الرَّجُلِ وَجِئْتُمُونِي بِهِ؟)) إِنَّمَا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَثَبَّتَ فِي أَمْرِهِ۔ (مسند احمد: ۱۵۱۵۵)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں ان افراد میں تھا، جنہوں نے ماعز کو سنگسار کیا تھا، جب ہم نے اس کو سنگسار کیا اور اس نے پتھروں کی تکلیف محسوس کی تو کہا: لوگو! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹاؤ، کیونکہ میری قوم نے مجھے قتل کیا ہے، انہوں نے مجھے دھوکہ دیا ہے، لوگوں نے کہا: بیشک اللہ کے رسول تو تجھے قتل کرنے والے نہیں ہیں، پس ہم اس سے باز نہ آئے، یہاں تک کہ اس کو رجم کرنے سے فارغ ہو گئے، پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹے اور اس کی بات آپ ﷺ کو سنائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا تھا اور اسے میرے پاس کیوں نہیں لے آئے تھے؟“ دراصل آپ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ



آپ ﷺ اس کے معاملے میں مزید تحقیق کر لیتے۔

نصر بن دہر اسلمی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہماری قوم کا ایک آدمی ماعز بن خالد بن مالک، نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور اپنے نفس پر زنا کا اقرار کیا، رسول کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس کو سنگسار کریں، پس ہم اس کو لے کر حرہ بنی نیار کی طرف نکلے اور اس کو رجم کیا، جب اس نے پتھروں کی تکلیف پائی تو وہ سخت بے قرار ہوا، پھر جب ہم اس کو سنگسار کرنے سے فارغ ہوئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آئے اور آپ ﷺ سے اس کی بے قراری کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا تھا؟“

عبدالعزیز بن عبداللہ قرشی کہتے ہیں: مجھے اس شخص نے بیان کیا، جو نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھا، آپ ﷺ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے کہ ایک آدمی کو آپ ﷺ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا، جب اسے پتھر لگے تو وہ بھاگا، ایک روایت میں ہے: جب اس نے پتھروں کی تکلیف محسوس کی تو نکل پڑا اور بھاگ گیا، جب یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا تھا؟“

**فوائد:** ..... جو آدمی از خود اعتراف کرے، اس کو انکار کرنے کا حق حاصل ہے، حدیث نمبر (۶۷۹۲، ۶۷۹۳، ۶۷۹۴)

کی شرح میں اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنو اسلم قبیلہ کا ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور یہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، اس نے اس عورت کا نام بھی

(۶۷۱۴)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ زَنَى بِأَمْرَأَةٍ سَمَّاهَا، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيَّ

(۶۷۱۲)۔ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ نَصْرِ بْنِ دَهْرٍ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَى مَاعِزُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَالِكٍ رَجُلٌ مِّنْ أَسْلَمَ فَاسْتَوْدَى عَلَيَّ نَفْسِهِ بِالزَّيْنَةِ فَأَمَرْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرَجْمِهِ فَخَرَجْنَا إِلَى حَرَّةِ بَنِي نِيَارٍ فَرَجَمْنَاهُ فَلَمَّا وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةَ جَزَعَ جَزَعًا شَدِيدًا، فَلَمَّا فَرَعْنَا مِنْهُ وَرَجَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَكَرْنَا لَهُ جَزَعَهُ، فَقَالَ: ((هَلَّا تَرَكَتُمُوهُ؟)) (مسند احمد: ۱۵۶۴۰)

(۶۷۱۳)۔ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو الْقُرَشِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ وَأَمَرَ بِرَجْمِ رَجُلٍ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَلَمَّا أَصَابَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ (وَفِي لَفْظٍ: فَلَمَّا وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةَ خَرَجَ فَهَرَبَ) فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((فَهَلَّا تَرَكَتُمُوهُ؟)) (مسند احمد: ۱۶۷۰۱)

(۶۷۱۲) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه النسائي في "الكبرى" ۷۲۰۸، والدارمي: ۱۷۷ / ۲، وابن أبي شيبة: ۱۰ / ۱۷۷ (انظر: ۱۵۵۵۵)

(۶۷۱۳) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، غير ان قوله: "بين مكة والمدینة" فيه نظر، وهذا اسنادہ ضعیف لجهالة حال عبد العزيز بن عبد الله (انظر: ۱۶۵۸۵)

(۶۷۱۴) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه الدارقطني: ۳ / ۹۹، والحاكم: ۴ / ۳۷۰ (انظر: ۲۲۸۷۵)

الْمَرْأَةُ فَدَعَاَهَا فَسَأَلَهَا عَمَّا قَالَ: فَأَنْكَرَتْ فَحَدَّثَهُ وَتَرَكَهَا. (مسند احمد: ۲۳۲۶۳)

لیا، آپ ﷺ نے اس عورت کو بلا بھیجا اور اس سے اس برائی کے بارے میں پوچھا، اس نے انکار کر دیا، پس آپ ﷺ نے اس شخص کو حد لگائی اور اس خاتون کو چھوڑ دیا۔

**فوائد:** ..... زنا کے معترف کو ہر صورت میں حد لگائی جائے گی، لیکن وہ جس پر الزام لگا رہا ہوگا، اگر اس کی طرف سے نہ اعتراف ہو، نہ اس پر چار گواہ ہوں اور نہ حمل کی علامت ہو تو اس کو سزا نہیں دی جائے گی۔

بَابُ أَنَّ السُّنَّةَ بَدَاءُ الشَّاهِدِ بِالرَّجْمِ وَبَدَاءُ الإِمَامِ بِهِ إِذَا ثَبَتَ بِالْإِقْرَارِ وَفِيهِ أَنَّ الزَّانِيَّ الْمُحْصَنَ يُجْلَدُ وَيُرْجَمُ

اس چیز کے سنت ہونے کا بیان کہ گواہ خود سنگسار کرنے کی ابتداء کرے اور زانی کے اقرار کرنے کی صورت میں حکمران ابتداء کرے، نیز اس چیز کا بیان کہ شادی شدہ زانی کو کوڑے لگا کر رجم کیا جائے

(۶۷۱۵)۔ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: كَانَ لَشِرَاحَةَ زَوْجٍ غَائِبٌ بِالشَّامِ وَأَنَّهَا حَمَلَتْ فَجَاءَ بِهَا مَوْلَاهَا إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ زَنْتٌ فَاعْتَرَفَتْ فَجَلَدَهَا يَوْمَ الْخُمَيْسِ مِائَةً وَرَجَمَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَحَفَرَ لَهَا إِلَى السُّرَّةِ وَأَنَا شَاهِدٌ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الرَّجْمَ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَوْ كَانَ شَهِدَ عَلِيٌّ هَذِهِ أَحَدٌ لَكَانَ أَوَّلَ مَنْ يَرْمِي الشَّاهِدَ، يَشْهَدُ ثُمَّ يَتَّبِعُ شَهَادَتَهُ حَجْرَهُ وَلَكِنَّهَا أَقْرَتْ فَأَنَا أَوَّلُ مَنْ رَمَاهَا، فَرَمَاهَا بِحَجَرٍ ثُمَّ رَمَى النَّاسُ وَأَنَا فِيهِمْ، قَالَ: فَكُنْتُ وَاللَّهِ! فِيمَنْ قَتَلَهَا. (مسند احمد: ۹۷۸)

عامر ثعنی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: شراحہ کا خاوند اس کے پاس سے غائب تھا اور وہ شام میں تھا، لیکن شراحہ حاملہ ہوگئی، اس کا سرپرست اسے سیدنا علی بن ابی طالب رضي الله عنه کے پاس لے آیا اور کہا: اس نے زنا کیا ہے اور اس نے خود بھی اعتراف کر لیا، پس سیدنا علی رضي الله عنه نے جمعرات کے دن اس کو سو کوڑے لگائے اور جمعہ کے دن اس کو رجم کیا، اس کے لئے ناف تک گڑھا کھودا، میں بھی وہاں موجود تھا، پھر سیدنا علی رضي الله عنه نے کہا: بیشک رجم سنت ہے، نبی کریم ﷺ نے اس کو نافذ کیا، اگر اس عورت پر کوئی گواہی دیتا تو وہی پہلا پتھر پھینکتا، پہلے گواہی دیتا، ساتھ ہی گواہی کے بعد پتھر مارتا۔ لیکن اس عورت نے اقرار کیا ہے، اس لیے میں پہلا ہوں جو اسے پتھر مارتا ہوں، پھر اس پر پتھر پھینکا، بعد ازاں لوگوں نے پتھر مارے، عامر کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں ان میں سے ہوں، جنہوں نے اسے قتل کیا تھا۔

**فوائد:** ..... گواہی دینے والے کا پہلا پتھر پھینکنا اور اعتراف کرنے والے پر حاکم کا پہلا پتھر پھینکنا، یہ مستحب

امور ہیں۔

(۶۷۱۶)۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ شَرَاخَةَ  
الْهَمْدَانِيَّةَ أَتَتْ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَتْ:  
إِنِّي زَنَيْتُ، فَقَالَ: لَعَلَّكَ غَيْرِي، لَعَلَّكَ  
رَأَيْتِ فِي مَنْامِكَ، لَعَلَّكَ اسْتَكْرَهْتِ؟  
(وَفِي لَفْظٍ: لَعَلَّ زَوْجَكَ جَاءَكَ) فَكُلُّ  
تَقْوَلٍ لَا، فَجَلَدَهَا يَوْمَ الْخَوَيْسِ وَرَجَمَهَا  
يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَالَ: جَلَدْتُهَا بِكِتَابِ اللَّهِ  
وَرَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (مسند

احمد: ۱۱۸۵)

شعبي سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: شرارہ ہمدانیہ، سیدنا  
علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا: میں نے زنا کیا ہے، انھوں نے  
کہا: شاید تیری غیرت پیدا ہوگئی ہو، یا خواب دیکھا ہو، یا تجھے  
مجبور کیا گیا ہو، ایک روایت میں ہے: شاید تیرا خاوند تیرے  
پاس آیا ہو، لیکن اس نے ہر سوال کے جواب میں کہا: نہیں،  
نہیں، پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے جمعرات کو کوڑے لگائے اور  
جمعہ کے دن رجم کیا اور کہا: میں کتاب اللہ کی روشنی میں اس کو  
کوڑے لگائے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی روشنی میں  
رجم کیا ہے۔

**فوائد:** ..... حدیث نمبر (۶۷۸۷، ۶۷۸۸) کی شرح میں وضاحت ہو چکی ہے کہ شادی شدہ زانی کو دوسرا نہیں  
دی جائیں گی، پہلے سو کوڑے لگائے جائیں گے اور پھر اس کو رجم کر دیا جائے گا۔

بَابُ تَأْخِيرِ الْحَدِّ عَنِ الْحُبْلَى حَتَّى تَضَعَ حَمْلَهَا  
وضع حمل تک حاملہ عورت سے حد کو موخر کر دینے کا بیان

سیدنا بریدہ السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی  
کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، غامد قبیلہ کی ایک عورت  
آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے  
زنا کیا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے پاک کریں۔ آپ  
ﷺ نے اس سے فرمایا: ”واپس لوٹ جا۔“ وہ اگلے دن پھر آ  
گئی اور آپ کے پاس زنا کا اعتراف کیا کہا: اے اللہ کے  
رسول! میں نے زنا کیا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے  
پاک کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو واپس چلی جا۔“ اگلے  
دن وہ پھر آگئی اور آپ کے پاس زنا کا اعتراف کیا اور کہا:  
اے اللہ کے نبی! آپ مجھے پاک کریں، شاید آپ مجھے واپس  
لوٹانا چاہتے ہیں جس طرح آپ نے ماعز بن مالک کو واپس

(۶۷۱۷)۔ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ  
قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَتْهُ  
امْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنِّي قَدْ  
زَنَيْتُ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي، فَقَالَ لَهَا  
النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْجِعِي -)) فَلَمَّا أَنْ كَانَ مِنَ  
الْغَدِ أَتَتْهُ أَيْضًا فَاعْتَرَفَتْ عِنْدَهُ بِالزَّنَا  
فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي زَنَيْتُ وَأَنَا أُرِيدُ  
أَنْ تُطَهِّرَنِي، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ:  
((ارْجِعِي -)) فَلَمَّا أَنْ كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ  
أَيْضًا فَاعْتَرَفَتْ عِنْدَهُ بِالزَّنَا، فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ  
اللَّهِ! طَهِّرْنِي فَلَعَلَّكَ أَنْ تَرُدَّنِي كَمَا رَدَدْتَ

(۶۷۱۶) تخریج: حدیث صحیح، وانظر الحديث السابق

(۶۷۱۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۹۵ (انظر: ۲۲۹۴۹)

لوٹایا تھا، اللہ کی قسم! میں زنا کی وجہ سے حاملہ بھی ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تو واپس چلی جا، یہاں تک کہ بچے کو جنم دے۔“ پس جب اس نے بچہ جنم دیا تو بچہ اٹھائے ہوئے آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے نبی! میں نے بچہ جنم دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو واپس چلی جا، اسے دودھ پلا، یہاں تک کہ تو اس کا دودھ چھڑا دے۔“ جب اس نے دودھ چھڑا لیا تو بچہ کو اٹھا کر لائی، جبکہ اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا اور کہنے لگی: اے اللہ کے نبی! میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے بچے کے متعلق حکم دیا کہ اسے ایک مسلمان آدمی کے سپرد کیا گیا اور اس عورت کے متعلق حکم دیا کہ اس کے لئے ایک گڑھا کھودا جائے اور سینے تک اس میں گاڑ دی جائے، پھر لوگوں کو حکم دیا کہ اس کو سنگسار کر دو، سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اس کے سر پر مارا، جب اس سے ان کے رخسار پر خون کے چھینٹے پڑے تو انہوں نے اسے برا بھلا کہا، جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ برا بھلا کہہ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”خالد! باز آ جا، اسے گالی نہ دو، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر ٹیکس لینے والا بھی ایسی توبہ کرے تو اسے بھی بخش دیا جائے گا۔“ پھر آپ نے اس کے متعلق حکم دیا پھر اسپر نماز جنازہ پڑھی پھر اسے دفن کر دیا گیا۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حمینہ قبیلہ کی ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کے پاس زنا کا اعتراف کیا اور اس نے کہا: میں حاملہ ہوں، نبی کریم ﷺ نے اس کے سر پرست کو بلایا اور فرمایا: ”اس سے حسن سلوک کرنا اور جب یہ بچہ جنم دے تو مجھے بتانا۔“ اس نے ایسا ہی کیا، پھر آپ ﷺ نے

مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ، فَوَاللَّهِ! إِنِّي لَحُبْلَى، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْجِعِي حَتَّى تَلِدِي.)) فَلَمَّا وَلَدَتْ جَاءَتْ بِالصَّبِيِّ تَحْمِيلُهُ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ! هَذَا قَدْ وَلَدْتُ، قَالَ: ((فَاذْهَبِي فَأَرْضِعِيهِ حَتَّى تَفْطَمِيهِ.)) فَلَمَّا فَطَمْتُهُ جَاءَتْ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةٌ خُبِزٍ، قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! هَذَا قَدْ فَطَمْتُهُ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالصَّبِيِّ فَدَفَعَهُ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمَرَ بِهَا فَحْفَرَ لَهَا حُفْرَةً فَجُعِلَتْ فِيهَا إِلَى صَدْرِهَا ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَرْجُمُوهَا، فَأَقْبَلَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِحَجَرٍ فَرَمَى رَأْسَهَا فَنَضَحَ الدَّمَ عَلَى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا، فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ سَبَّهُ إِيَّاهَا، فَقَالَ: ((مَهْلًا يَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ! لَا تَسُبَّهَا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ.)) فَأَمَرَ بِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ.

(مسند احمد: ۲۳۳۲۷)

(۶۷۱۸)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ اعْتَرَفَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِزِنَا وَقَالَتْ: أَنَا حُبْلَى، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ وَلِيَهَا فَقَالَ: ((أَحْسِنُ إِلَيْهَا فَإِذَا وَضَعَتْ فَأَخْبِرْنِي.)) فَفَعَلَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ

اس عورت کے بارے میں حکم دیا، پس اس پر اس کے کپڑے کس دیئے گئے، پھر آپ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا اور اس کو رجم کر دیا گیا، پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسے آپ نے رجم کیا ہے اور پھر اب اس کی نماز جنازہ بھی پڑھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ کے ستر آدمیوں کے درمیان اس کو تقسیم کیا جائے تو یہ ان کو بھی بخشوا دے گی، بھلا کیا تم نے اس سے بھی کوئی چیز افضل پائی ہے کہ اس عورت نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی جان قربان کر دی ہے۔“

فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَجْمِهَا  
فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ  
الْخَطَّابِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ارْجُمْتَهَا ثُمَّ  
تُصَلِّي عَلَيْهَا؟ قَالَ: ((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ  
قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ  
لَوْ سَعَتُهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنْ أَنْ  
جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.))  
(مسند احمد: ۲۰۱۰۱)

**فوائد:** ..... اگر ان دو احادیث کو ایک عورت کے بارے میں سمجھا جائے تو پھر یہ مسئلہ سمجھنا آسان ہے کہ عورت کو بچے کو دودھ پلانے کا موقع دیا جائے گا اور اگر یہ دو الگ الگ واقعات ہیں تو پہلی حدیث کی روشنی میں دوسری حدیث کی تاویل کریں گے، یعنی اس میں دودھ پلانے کا ذکر نہیں ہے، لیکن آپ ﷺ نے اس خاتون کو بھی یہ موقع دیا ہوگا، تاکہ کسی کے جرم کی وجہ سے بچے کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہ ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوسری حدیث کے مطابق خاتون کو بچے کی ولادت کے بعد اس لیے فوراً رجم کر دیا گیا ہو کہ اس کو دودھ پلانے والی کوئی اور خاتون موجود ہے۔ مؤخر الذکر تاویل کی دلیل یہ ہے کہ اس باب کی پہلی حدیث کے ایک طریق کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَنْ لَا نَرْجُمُهَا وَنَدْعُ وَلَدَهَا صَغِيرَ السِّنِّ لَيْسَ لَهَا مِنْ يَرْضِعُهَا.)) ..... ”تو پھر ہم ابھی اس کو رجم نہیں کریں گے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم بچے کو کم عمری میں اس طرح چھوڑ دیں کہ اس کو دودھ پلانے والا ہی کوئی نہ ہو۔“ (صحیح مسلم: ۱۶۹۵)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے، جبکہ آپ ﷺ اپنے خنجر پر سوار تھے، وہ خنجر کھڑا تھا، لوگ ایک حاملہ عورت لے کر آپ ﷺ نے پاس آئے، اس عورت نے کہا: میں نے زنا کیا ہے، مجھے رجم کیجئے، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی کے

(۶۷۱۹)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ  
أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ شَهِدَ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ عَلَى بَعْلَتِهِ وَأَقْفًا إِذَا جَاءَ وَابِأَمْرَأَةً  
حُبْلَى فَقَالَتْ: إِنَّهَا زَنْتُ أَوْ بَعْتُ  
فَارْجُمُهَا، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

(۶۷۱۹) تخريج: اسنادہ ضعیف لابیہام الراوی عن عبد الرحمن بن ابی بکرہ، لکن اصل القصة صحیح۔

آخر جہ ابوداؤد: ۴۴۴۴ (انظر: ۲۰۴۳۶)



ساتھ اپنے آپ پر پردہ کر۔“ سو وہ واپس چلی گئی، لیکن پھر آگئی اور آپ ﷺ اپنے فخر پر ہی سوار تھے، اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے رجم کیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی کے ساتھ اپنے آپ پر پردہ کر۔“ سو وہ لوٹ گئی، لیکن پھر تیسری مرتبہ آگئی، جبکہ آپ ﷺ کھڑے تھے، اس بار اس نے آپ ﷺ کی فخر کی لگام تھام لی اور کہنے لگی: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ مجھے رجم کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ اور بچہ جنم دینے کے بعد آنا۔“ پس وہ بچہ جنم کر دوبارہ آئی، اور نبی کریم ﷺ سے بات چیت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”چلی جا اور خون سے پاک ہو کر آنا۔“ پس وہ چلی گئی اور بعد میں آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میں پاک ہو چکی ہوں، رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اس کی جانب بھیجا کہ وہ اس کے خون کے صاف ہونے کا جائزہ لیں۔ انہوں نے آکر رسول اللہ ﷺ کے پاس گواہی دی کہ وہ واقعی پاک ہو چکی ہے، نبی کریم ﷺ نے اس کے سینہ تک گڑھا کھودنے کا حکم دیا، پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور دوسرے مسلمان بھی آگئے، نبی کریم ﷺ نے چنا کے برابر نکتری لی اور اس عورت کو ماری، پھر آپ ﷺ ایک طرف ہٹ گئے اور مسلمانوں سے کہا: ”اس پر سنگباری کر دو اور اس کا چہرہ بچاؤ۔“ پس جب وہ فوت ہوگئی تو آپ نے اسے گڑھے سے باہر نکالنے کا حکم دیا اور پھر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: ”اگر اس کے اجر کو اہل حجاز پر تقسیم کر دیا جائے تو ان کے لیے بھی یہ کافی ہو جائے گا۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ان کی ایک لونڈی نے زنا کیا اور اس کی وجہ سے وہ حاملہ ہوگئی، میں نبی کریم ﷺ

((اسْتَبْرِي بِسْتِرِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ)) فَرَجَعَتْ ثُمَّ جَاءَتِ النَّائِيَةَ وَالنَّبِيَّ ﷺ عَلَى بَعْلَتِهِ فَقَالَتْ: أَرْجُمَهَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ! فَقَالَ: ((اسْتَبْرِي بِسْتِرِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى)) فَرَجَعَتْ ثُمَّ جَاءَتِ الثَّالِثَةَ وَهُوَ وَاقِفٌ حَتَّى أَخَذَتْ بِلِجَامِ بَعْلَتِهِ فَقَالَتْ: أَنْشُدْكَ اللَّهَ إِلَّا رَجَمْتَهَا، فَقَالَ: ((إِذْهَبِي حَتَّى تَلِدِي)) فَانْطَلَقَتْ فَوَلَدَتْ غُلَامًا ثُمَّ جَاءَتْ فَكَلَّمَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: ((إِذْهَبِي فَتَطَهَّرِي مِنَ الدَّمِ)) فَانْطَلَقَتْ ثُمَّ أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّهَا قَدْ تَطَهَّرَتْ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نِسْوَةَ، فَأَمَرَ هُنَّ أَنْ يَسْتَبْرِئْنَ الْمَرْأَةَ، فَجِئْنَ وَشَهِدْنَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِطَهَرِهَا فَأَمَرَ لَهَا بِحُفَيْرَةٍ إِلَى تَنْدُوتِهَا، ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُونَ فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ حَصَاةً مِثْلَ الْحِمَاةِ فَرَمَاهَا ثُمَّ مَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ لِلْمُسْلِمِينَ: ((ارْمُواهَا وَإِيَّاكُمْ وَوَجْهَهَا)) فَلَمَّا طَفِئَتْ أَمَرَ بِأَخْرَاجِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ قُيِّمَ أَجْرُهَا بَيْنَ أَهْلِ الْحِجَازِ وَسِعَهُمْ)) (مسند احمد: ۲۰۷۰۸)

(۶۷۲۰)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أُمَّةً لَهُمْ زَنَتْ فَحَمَلَتْ فَأَتَى عَلِيُّ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَ، فَقَالَ

کے پاس گیا اور آپ ﷺ کو اس کی خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے وضع حمل تک چھوڑ دو، پھر اسے حد لگانا۔“

سیدنا علی بن ابی طالبؓ سے اس طرح بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک لونڈی نے زنا کیا اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس پر حد قائم کروں، لیکن جب میں اس کے پاس آیا تو اس کو اس حال میں پایا کہ ابھی اس کا نفاس کا خون خشک نہیں ہوا تھا، میں نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آ گیا اور آپ ﷺ کو صورت حال پر مطلع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب اس کا خون خشک ہو جائے تو پھر اس کو حد لگانا، اپنے غلاموں پر بھی حدیں قائم کیا کرو۔“

لَهُ: ((دَعَهَا حَتَّى تَلِدَ وَتَضَعَ ثُمَّ اجْلِدَهَا۔)) (مسند احمد: 6۷۹)

(۶۷۲۱)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ خَادِمًا لِلنَّبِيِّ ﷺ أَحَدَتْ فَأَمَرَنِي ﷺ أَنْ أَقِيمَ عَلَيْهَا الْحَدَّ، فَآتَيْتُهَا فَوَجَدْتُهَا لَمْ تَجِفَّ مِنْ دَمِهَا، فَآتَيْتُهَا فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((إِذَا جَفَّتْ مِنْ دَمِهَا فَأَقِمِ عَلَيْهَا الْحَدَّ، أَقِيمُوا الْحُدُودَ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔)) (مسند احمد: ۷۳۶)

**فوائد:**..... اگر کوڑے لگانے کی سزا ہو تو مریض کے صحت یاب ہونے کا انتظار کیا جائے، ”البحر“ میں اس بات پر اجماع نقل کیا گیا ہے کہ سخت گرمی، سخت سردی اور کسی متوقع بیماری کی وجہ سے کنوارے زانی مجرم کو مہلت دی جائے گی، یہاں تک کہ موسم کی شدت ختم ہو جائے اور بیماری کا خطرہ ٹل جائے۔

اگر حالات کے لحاظ سے کنوارے زانی کو مہلت دی جاسکتی ہے تو شادی شدہ کے لیے بھی اس مہلت کا جواز ہونا چاہیے۔ فرق کی کوئی شرعی دلیل نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

### بَابُ مَا جَاءَ فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَى الْمَرِيضِ

#### مریض پر حد قائم کرنے کا بیان

سیدنا سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہمارے محلے میں ایک ناقص الخلق انسان رہتا تھا، گھر والوں کو یہ دیکھ کر بڑی حیرانی ہوئی کہ وہ محلہ کی ایک لونڈی کے ساتھ زنا کر رہا ہے، جبکہ وہ مسلمان تھا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس کا معاملہ نبی کریم ﷺ تک پہنچایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے حد لگاؤ۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ اس قابل نہیں کہ حد برداشت کر سکے، اگر ہم نے اسے سو کوڑے

(۶۷۲۲)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ قَالَ: كَانَ بَيْنَ آبَائِنَا إِنْسَانٌ مُخَدَّجٌ ضَعِيفٌ لَمْ يُرْعَ أَهْلُ الدَّارِ إِلَّا وَهُوَ عَلَى أُمَّةٍ مِنْ إِمَاءِ الدَّارِ يَخْبُثُ بِهَا، وَكَانَ مُسْلِمًا فَرَفَعَ شَأْنَهُ سَعْدٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَضْرِبُوهُ حَدَّهُ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ أضعفُ مِنْ ذَلِكَ، إِنْ ضَرَبْنَاهُ مِائَةً

(۶۷۲۱) تخریج: انظر الحديث السابق

(۶۷۲۲) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۵۷۴ (انظر: ۲۱۹۳۵)

قَتَلْنَاهُ، قَالَ: ((فَحُدُّوْا لَهُ عَيْنَكَالَا فِيْهِ مَائَةٌ شِمْرًاخِ فَاضْرِبُوْهُ بِهٖ ضَرْبَةً وَّاحِدَةً وَخَلُّوْا سَبِيْلَهُ.)) (مسند احمد: ۲۲۲۸۱) اس کو چھوڑ دو۔“

**فوائد:**..... اس سے ثابت ہوا کہ اگر مریض اصل حد برداشت نہ کر سکے تو اسے اس طرح سزا دے کر فارغ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ استثنائی صورت اس سزا کے بارے میں ہے، جو موت سے کم ہو، جیسا کہ کنوارے زانی کو کوڑے مارنا ہے، اگر سزا ہی موت ہو تو پھر مکمل طور پر حد لگائی جائے گی۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَفْرِ لِلْمَرْجُومِ سنگسار ہونے والے کے لئے گڑھا کھودنے کا بیان

(۶۷۲۳)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَمَّا أَمَرْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَرْجُمَ مَاعِزَ بْنِ مَالِكٍ خَرَجْنَا إِلَى الْبَيْعِ فَوَاللَّهِ! مَا حَفَرْنَا لَهُ وَلَا أَوْثَقْنَاهُ وَلَكِنَّهُ قَامَ لَنَا فَرَمَيْنَاهُ بِالْعِظَامِ وَالْخَزَفِ فَاشْتَكَى فَخَرَجَ يَشْتَدُّ حَتَّى انْتَصَبَ لَنَا فِي عُرْضِ الْحَرَّةِ فَرَمَيْنَاهُ بِجَلَامِيْدِ الْجَنْدَلِ حَتَّى سَكَتَ۔ (مسند احمد: ۱۱۶۱۰)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ماعز بن مالک کو رجم کریں، پس ہم بیع کی طرف نکلے، اللہ کی قسم! نہ ہم نے اس کے لئے گڑھا کھودا اور نہ اس کو باندھا، وہ خود کھڑا ہو گیا، ہم نے اس پر ہڈیاں اور سنگریزے پھینکے شروع کر دیئے، جب اس کو تکلیف پہنچی تو وہ تیزی سے بھاگ نکلا، یہاں تک حرہ کی ایک جانب کھڑا ہو گیا، پھر ہم نے اس کو بڑے بڑے پتھر مارے، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

**فوائد:**..... حدیث نمبر (۶۷۰۲) میں یہ بات گزری ہے کہ ماعز بن مالک کے لئے گڑھا کھودا گیا تھا، جبکہ اس حدیث میں نفی کی گئی ہے، جمع تطبیق کی درج ذیل چار صورتیں ہیں:

- (۱)۔ مثبت کو منفی پر مقدم کیا جائے گا۔
- (۲)۔ اس گڑھے کی نفی کی گئی ہے، جس سے نکل کر بھاگ جانا ممکن نہ تھا اور اس گڑھے کو ثابت کیا گیا ہے، جس سے فرار اختیار کر جانا ممکن تھا۔
- (۳)۔ شروع میں گڑھا نہیں کھودا تھا، لیکن جب وہ بھاگا تو انھوں نے اس کو پکڑا اور اس کے لئے گڑھا کھودا۔
- (۴)۔ شروع میں ہی گڑھا کھودا گیا تھا، لیکن جب اس کو پتھر لگا تو وہ نکل کر بھاگ گیا، پھر صحابہ نے اس کا پچھا کیا اور اس کو مار دیا۔

امام نووی نے کہا: یہ حدیث علمائے کرام کے ایک اتفاق مسئلہ کی دلیل ہے کہ رجم کے لئے پتھر، ڈھیلے، ہڈیاں،

سگریزے اور لکڑی وغیرہ استعمال کیے جائیں گے، یعنی جس سے بھی بندے کو قتل کیا جاسکتے، صرف پتھر شرط نہیں ہیں۔  
 (۶۷۲۴)۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک  
 رَجَمَ امْرَأَةً فَحَفَرَهَا إِلَى الثُّدْوَةِ۔ (مسند احمد: ۲۰۶۴۹)

(۶۷۲۵)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَجَمَ امْرَأَةً، فَأَمَرَنِي أَنْ أَحْفَرَ لَهَا فَحَفَرْتُ لَهَا إِلَى سُرَّتِي۔ (مسند احمد: ۲۱۸۷۸)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو رجم کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں اس کے لئے گڑھا  
 کھودوں، پس میں نے اپنی ناف تک گہرا گڑھا کھودا۔

**فوائد:** ..... صحیح مسلم (۱۶۹۵) کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے خاتون کے لیے اس کے سینے تک گڑھا  
 کھدوایا تھا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رجم کرنے کے لیے گڑھا کھودا جائے گا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ وَطِئَ جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ بیوی کی لونڈی کو استعمال کر لینے والے شخص کا بیان

(۶۱۲۶)۔ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ الْعَطَّارُ ثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ عَرْفُطَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ الثُّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ رَحْلًا يُقَالُ لَهُ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ حُنَيْنٍ وَكَانَ يُنْبِزُ قُرْفُورًا وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ، قَالَ: فَرُفِعَ إِلَى الثُّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ: لَا أَفْضِيَنَّ فِيكَ بِقِضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَكَ جَلْدَتُكَ مِائَةً، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَكَ رَجَمْتُكَ بِالْحِجَارَةِ، قَالَ: وَكَانَتْ قَدْ أَحَلَّتْهَا لَهُ فَجَلَدَهُ مِائَةً، وَقَالَ: سَمِعْتُ أَبَانًا يَقُولُ: وَأَخْبَرَنَا قَتَادَةُ أَنَّهُ

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن حنین نامی ایک آدمی تھا، اس کو قرقور کے لقب سے پکارا جاتا تھا، اس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کر لیا، جب اس کا معاملہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں لایا گیا تو انہوں نے کہا: میں تمہارے درمیان رسول اللہ ﷺ والا فیصلہ کروں گا، اگر تیری بیوی نے تیرے لئے اس لونڈی کو حلال قرار دیا تھا تو پھر میں تجھے سو کوڑے ماروں گا اور اگر اس نے تیرے لئے حلال نہیں کیا تھا تو تجھے پتھروں سے رجم کروں گا۔ جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی نے اپنی لونڈی کو اس کے لئے حلال قرار دیا تھا، اس لیے انہوں نے اس کو سو کوڑے لگائے۔

(۶۷۲۴) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابوداود: ۴۴۴۳ (انظر: ۲۰۳۷۸)

(۶۷۲۵) اسنادہ ضعیف لضعف جابر بن یزید الجعفی، وثابت بن سعد لم تتبينه (انظر: ۲۱۵۴۵)

(۶۷۲۶) تخریج: اسنادہ ضعیف، خالد بن عرفطہ مجهول، ثم ان فيه اضطرابا۔ أخرجه ابوداود:

۴۴۵۸، والنسائی: ۶/ ۱۲۴، والترمذی: ۱۴۵۱ (انظر: ۱۸۴۲۵)

كَتَبَ فِيهِ إِلَى حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ وَ كَتَبَ إِلَيْهِ  
بِهَذَا۔ (مسند احمد: ۱۸۶۱۵)

(۶۷۲۷)۔ حَدَّثَنَا هُثَيْمٌ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ  
حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ:  
أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنَّ زَوْجَهَا وَقَعَ عَلَيَّ  
جَارِيَتَهَا، قَالَ: أَمَا إِنَّ عِنْدِي فِي ذَلِكَ  
خَبْرًا شَافِيًا أَخَذْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، إِنْ  
كُنْتِ أَذْنَبِ لَهُ ضَرْبَتُهُ مِائَةَ، وَإِنْ كُنْتِ لَمْ  
تَأْذُبِي لَهُ رَجَمْتُهُ، قَالَ: فَأَقْبَلَ النَّاسُ عَلَيْهَا  
فَقَالُوا: زَوْجَكَ يُرْجَمُ؟ قَوْلِي إِنَّكَ قَدْ كُنْتِ  
أَذْنَبِ لَهُ، فَقَالَتْ: قَدْ كُنْتُ أَذْنَبُ لَهُ،  
فَقَدَّمَهُ فَضْرَبَهُ مِائَةَ۔ (مسند احمد:  
۱۸۶۳۷)

(۶۷۲۸)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ خَالِدِ  
الْحَدَّاءِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ  
بَشِيرٍ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ  
بَشِيرٍ فَذَكَرَتْ نَحْوَهُ،۔ (مسند احمد: ۱۸۵۹۵)

(۶۷۲۹)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّبِ أَنَّ رَجُلًا  
وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ (وَفِي لَفْظٍ: أَنَّ  
رَجُلًا خَرَجَ فِي غَزَاةٍ وَمَعَهُ جَارِيَةٌ لِامْرَأَتِهِ  
فَوَقَعَ بِهَا) فَرُفِعَ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ:

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک  
عورت آئی اور کہا: میرے خاوند نے میری لونڈی سے زنا کیا  
ہے، انہوں نے کہا: اس بارے میں میرے پاس تسلی بخش  
حدیث ہے، میں نے اس کو نبی کریم ﷺ سے حاصل کیا ہے،  
اگر تو نے اسے اجازت دی تھی تو میں اسے سو کوڑے لگاؤں گا  
اور اگر تو نے اسے اجازت نہیں دی تھی تو میں اسے رجم کر دوں  
گا، یہ سن کر لوگ اس عورت کی طرف آئے اور کہا: تیرا خاوند  
رجم کیا جانے لگا ہے، اس لیے تو نے یہ کہہ دینا ہے کہ میں نے  
اس کو اجازت دی تھی، پس اس نے کہا: میں نے اپنے خاوند کو  
اجازت دی تھی، پھر انھوں نے اس کو آگے کیا اور سو کوڑے  
لگائے۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت ان  
کے پاس آئی، .....، پھر اوپر والی حدیث کی طرح روایت  
ذکر کی۔

سیدنا سلمہ بن محبت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی  
بیوی کی لونڈی سے زنا کر لیا، ایک روایت میں ہے: ایک آدمی  
کسی غزوہ میں گیا، اس کے ساتھ اس کی بیوی کی لونڈی بھی  
تھی، وہ اس پر واقع ہو گیا، جب اس کا معاملہ نبی کریم ﷺ

(۶۷۲۷) تخریج: حدیث ضعیف، ابو بشر لم یسمع من حبیب، انما رواه عن خالد بن عرفطة، وهو  
مجهول، ثم ان فی اسناد هذا الحدیث اضطرابا، وانظر الحدیث السابق (انظر: ۱۸۴۴۶)

(۶۷۲۸) تخریج: انظر الحدیثین السابقین

(۶۷۲۹) تخریج: اسنادہ ضعیف، الحسن البصری لم یسمع من سلمة بن المحبق، وقد اختلف فی اسناد  
هذا الحدیث علی الحسن۔ أخرجه ابو داود: ۴۴۶۱، والبیہقی: ۸/ ۲۴۰، وعبد الرزاق: ۱۳۴۱۸،

والطبرانی فی "الکبیر": ۶۳۳۷ (انظر: ۲۰۰۶۰)



(إِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فِئِي لَهُ وَعَلَيْهِ مِثْلُهَا لَهَا، وَإِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فِئِي حُرَّةٌ وَعَلَيْهِ مِثْلُهَا لَهَا.) (مسند احمد: ۲۰۳۱۹)

کی عدالت میں لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس لونڈی نے اس آدمی سے موافقت کی ہے تو یہ لونڈی اسی کی ہو جائے گی اور اس کو اسی طرح کی لونڈی اپنی بیوی کو دینا ہوگی، اور اگر اس نے لونڈی کو مجبور کیا ہے تو وہ آزاد ہو جائے گی، لیکن اس کو اسی طرح کی لونڈی اپنی بیوی کو دینا ہوگی۔“

(۶۷۳۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي رَجُلٍ وَطَى جَارِيَةً أَمْرًا بِهٖ إِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فِئِي حُرَّةٌ وَعَلَيْهِ لِسَبِّهَا مِثْلُهَا۔ (مسند احمد: ۲۰۳۲۸)

(دوسری سند) جس آدمی نے اپنی بیوی کی لونڈی سے برائی کر لی تھی، اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اگر اس نے اس لونڈی کو مجبور کیا تھا تو وہ آزاد ہو جائے گی، لیکن اس کے ذمہ ہے اس کی آقا کو اسی طرح کی لونڈی دے۔

**فوائد:**..... اس باب کی تمام روایات ضعیف ہیں۔

تفہیم مسئلہ کی غرض سے حدیث کی کچھ ضروری توضیح پیش نظر ہے: ناجائز چیز کسی کے حلال کرنے سے جائز نہیں بن جاتی، بیوی اپنی لونڈی کو خاوند کے لیے حلال قرار دے تو وہ لونڈی خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی، کیونکہ وہ اس کی لونڈی نہیں، بیوی کی لونڈی ہے، اور جماع اپنی لونڈی سے جائز ہے، لیکن چونکہ اس میں شبہ ہے کہ بیوی کی لونڈی خاوند کی بھی لونڈی ہے، تو جب بیوی نے اپنی ملوکہ چیز خاوند کے لیے جائز قرار دے دی تو شاید وہ اس کے لیے حلال ہو، اس لیے سزا میں تخفیف ہے کہ بجائے رجم کے کوڑے مارنے کا ذکر فرمایا، مگر یاد رہے کہ اس شبہ کی بنا پر اس مرد کو بالکل معاف نہیں کیا جاسکتا، سزا ہلکی ہو سکتی ہے، ہاں اگر بیوی اپنی لونڈی خاوند کو ہبہ کر دے اور وہ اس کی لونڈی بن جائے یا اپنی لونڈی کا نکان خاوند سے کرادے تو جائز ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ وَقَعَ عَلَى ذَاتِ مَحْرَمٍ أَوْ آتَى بِهَيْمَةً أَوْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ  
اس شخص کا بیان جو محرم عورت سے منہ کالا کرے یا کسی چوپائے سے برائی کرے یا قوم لوط  
والاعمال کر بیٹھے

(۶۷۳۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ فِي عَمَلِ قَوْمِ لُوطٍ وَالْبَهِيمَةَ سَيِّدَنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ فِي عَمَلِ قَوْمِ لُوطٍ وَالْبَهِيمَةَ))

نے فرمایا: ”قوم لوط کے عمل میں ملوث فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو اور جانور کو بھی قتل کر دو اور جو جانور پر واقع ہوا ہے،

(۶۷۳۰) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۷۳۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابن ابی حبیبة۔ أخرجه دون ذکر حد اللواط ابن ماجه: ۴۵۶۴، وأخرجه الترمذی بحکم من وقع علی ذات محرم فقط: ۱۴۶۲ (انظر: ۲۷۲۷)

وَالْوَاقِعَ عَلَى الْبَيْمَةِ، وَمَنْ وَقَعَ عَلَى ذَاتِ اس کو بھی قتل کر دو اور جو ذی محرم سے زنا کرے، اسے بھی قتل کر  
مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوهُ۔)) (مسند احمد: ۲۷۲۷) دو۔“

**فوائد:**..... سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ وَجَدْتُمُوهُ  
يَعْمَلُ عَمَلِ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ۔))..... ”جس شخص کو تم اس حال میں پاؤ کہ وہ قوم لوط  
والی بد فعلی کر رہا ہو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔“ (ابو داؤد: ۴۴۶۲، ابن ماجہ: ۲۵۶۱، ترمذی:  
۱۴۵۶، قال الالبانی: صحیح)

(۶۷۳۲)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
قَالَ: ((مَنْ وَقَعَ عَلَى بَيْمَةِ فَاقْتُلُوهُ وَاقْتُلُوا نَحْمًا لَهَا)). ”جو جانور پر واقع ہو، اسے بھی قتل کر دو اور جانور کو  
الْبَيْمَةِ۔)) (مسند احمد: ۲۴۲۰) بھی۔“

**فوائد:**..... یہ حدیث بیان کرنے کے بعد عکرمہ نے کہا: قُلْتُ لَهُ: مَا شَأْنُ الْبَيْمَةِ؟ قَالَ: مَا أُرَاهُ قَالَ  
ذَلِكَ إِلَّا أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُؤْكَلَ لَحْمُهَا وَقَدْ عُمِلَ بِهَا ذَلِكَ الْعَمَلُ۔..... ”میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا:  
جانور کو قتل کرنے کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے کہا: میرا خیال تو یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند کیا کہ اس کا گوشت کھایا  
جائے، جبکہ اس کے ساتھ یہ گنداکام کیا گیا ہے۔ (ابو داؤد: ۴۴۶۳، ترمذی: ۱۴۵۵)

اس حدیث کے برعکس سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اپنا قول یہ ہے: لَيْسَ عَلَى الذِّي يَأْتِي الْبَيْمَةَ حَدْ۔  
..... جو آدمی جانور سے یہ برا کام کرتا ہے، اس پر کوئی حد نہیں ہے۔ (ابو داؤد: ۴۴۶۵، ترمذی: ۱۴۵۵)

عمرو بن ابی عمرو راوی اس حدیث کو مرفوعاً بیان کرتا ہے اور عاصم بن بہدلہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوفاً بیان  
کرتا ہے، امام ترمذی نے موقوف روایت کے حق میں کہا: وهذا أصح من الحديث الأول والعمل على هذا  
عند أهل العلم وهو قول أحمد وإسحق۔..... یہ حدیث پہلی یعنی مرفوع حدیث سے زیادہ صحیح ہے، اور اہل علم  
کے ہاں اسی پر عمل ہے اور امام احمد اور امام اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔

امام ابو داؤد نے کہا: حدیث عاصم يضعف حدیث عمرو بن ابی عمرو۔..... عاصم کی موقوف  
حدیث، عمرو بن ابو عمرو کی حدیث کو ضعیف کر رہی ہے۔

شیخ البانی کہتے ہیں: لیکن امام بیہقی نے موقوف کو ترجیح دینے والی اس رائے کا بہت عمدہ تعاقب کیا، انھوں نے کہا:  
کئی سندوں سے عکرمہ سے یہ حدیث ہمیں بیان کی گئی ہے، میرا خیال ہے کہ عمرو بن ابی عمرو حفظ و ضبط میں عاصم بن  
بہدلہ سے کم تو نہیں ہے، جبکہ ایک جماعت نے عمرو بن ابی عمرو کی متابعت بھی کر رکھی ہے اور اکثر ائمہ کے نزدیک عکرمہ  
ثقات و اثبات راویوں میں سے ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: تحقیق یہی ہے کہ عمرو بن ابو عمرو، عاصم بن بھدلہ سے کم مرتبہ نہیں ہے، بلکہ ممکن ہے کہ وہ حدیث کے معاملے میں اس سے اچھا رواوی ہو، ان دونوں راویوں کے ترجمہ سے اس حقیقت کا اندازہ ہوگا۔

حافظ ابن حجر نے ”تقریب“ میں عمرو کے بارے میں ”نفقة ربما وہم“ کہا اور عاصم کے بارے میں ”صدوق لہ اوہام“ کہا۔

امام ذہبی نے عاصم کے بارے میں کہا: صدوق یحکم، امام بخاری اور امام مسلم نے اس سے مفرونا روایت لی ہے۔ اور عمرو کے بارے میں کہا: یہ ”صدوق“ ہے، اس کی روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے اصول میں موجود ہے۔ پس واضح ہوا کہ عمرو راوی، عاصم سے قوی ہے اور تعارض کے وقت اسی عمرو کی حدیث راجح ہوگی۔ اس پر مستزاد یہ کہ عمرو کی حدیث مرفوع ہے اور عاصم کی موقوف اور روایت کو رائے پر ترجیح دیتے وقت اہل الحدیث کے قواعد کے مطابق یہ بات درست نہیں ہے کہ موقوف روایت کی وجہ سے مرفوع کو ضعیف قرار دیا جائے، احناف کے برخلاف۔ پھر امام بیہقی نے جن متابعات کی طرف اشارہ کیا ہے، ان سے عمرو کی حدیث کو قوت ملتی ہے، مجھے ان میں سے دو متابعات ملی ہیں:

(اول)..... داود بن حصین عن عکرمۃ بہ، امام ابن ماجہ، امام دارقطنی، امام بیہقی اور امام احمد نے اس سند کے ساتھ اس حدیث کو بیان کیا ہے، اس سند میں ابراہیم اشہلی بھی ضعیف ہے اور ابن حصین، عکرمہ سے روایت لینے میں ضعیف ہے۔

(دوم)..... عباد بن منصور عن عکرمۃ بہ، امام حاکم، امام بیہقی اور امام ابن عساکر نے اس کو روایت کیا ہے۔ اس میں عباد بن منصور صدوق ہے، وہ تدلیس بھی کرتا تھا اور اس کو آخر میں اختلاط بھی ہو گیا تھا۔

پھر عمرو بن ابی عمرو کی حدیث کا ایک مرفوع شاہد بھی ہے، جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، امام ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں اس کو بیان کیا، اس کے راوی ثقہ اور معروف ہیں، ماسوائے عبدالغفار بن عبداللہ کے، جبکہ ابن ابی حاتم نے اس کا ذکر کر کے اس پر کوئی جرح اور تعدیل نقل نہیں، ظن غالب یہی ہے کہ امام ابن حبان نے اس کو ”اشقات“ میں ذکر کیا ہے۔ حافظ بیہقی نے ”مجمع الزوائد“ میں اس حدیث کو ابویعلیٰ کی طرف منسوب کرنے کے بعد کہا: اس میں محمد بن عمرو ہے، اس کی حدیث حسن ہے اور باقی راوی ثقہ ہیں، البتہ حافظ ابن حجر نے ”تلخیص الحیر“ میں کہا: ابویعلیٰ نے کہا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ عبدالغفار نے اس سے رجوع کر لیا تھا، اور ابن عدی نے کہا کہ لوگوں نے اس کو تلقین کی تھی۔ (ملاحظہ ہو: ارواء الغلیل: ۱۷/۸)

اس بحث سے یہ ثابت ہوا کہ اس باب کی حدیث نمبر (۶۷۳۲) صحیح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”جو جانور پروا قح ہو، اسے بھی قتل کر دو اور جانور کو بھی۔“

(۶۷۳۳)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: مَرَّ سَيِّدَنَا بَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

(۶۷۳۳) تخریج: صحیح، قالہ الالبانی۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۶۰۷، والترمذی: ۱۳۶۲، والنسائی: ۶/۱۰۹ (انظر: ۱۸۵۵۷، ۱۸۵۷۹)

میرے چچا سیدنا حارث بن عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے اور ان کے پاس ایک جھنڈا تھا، جو نبی کریم ﷺ نے انہیں باندھ کر دیا تھا، میں نے ان سے کہا: اے چچا! نبی کریم ﷺ نے تم کو کہاں بھیجا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے ایک ایسے آدمی کی طرف بھیجا کہ جس نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ نکاح کر لیا ہے، آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔

بِسْمِ عَمِي الْحَارِثُ بْنُ عَمْرٍو وَمَعَهُ لِيَاءٌ قَدْ عَقَدَهُ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: أَيْ عَمِّ أَيْنَ بَعَثَكَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: بَعَثَنِي إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ فَأَمَرَنِي أَنْ أُضْرِبَ عُنُقَهُ۔  
(مسند احمد: ۱۸۷۸۰)

**فوائد:**..... ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾.....

”اور اس خاتون سے نکاح نہ کرو، جس سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہو۔“ (سورہ نساء: ۲۲)

سو تیلی ماں سے صرف نکاح کرنے کی یہ سزا ہے، خواہ اس نے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

(۶۷۳۴)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَيِّدَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ أَخَوْفَ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي عَمَلُ قَوْمٍ لُوطٍ)). (مسند احمد: ۱۵۱۵۹)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ جس چیز کا ڈر ہے، وہ قوم لوط کا فعل ہے۔“

**فوائد:**..... ان احادیث میں قوم لوط والی بد فعلی کرنے والے، جانور سے برائی کرنے والے اور محرم خواتین سے

نکاح کرنے والے کی سزاؤں کا بیان ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَجْمِ الزَّانِيِ الْمُحْصَنِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَأَنَّ الْإِسْلَامَ لَيْسَ بِشَرْطٍ فِي الْإِحْصَانِ

اہل کتاب کے شادی شدہ زانی کو رجم کرنے اور اس معاملے میں اسلام کے شرط نہ ہونے کا بیان

(۶۷۳۵)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ اتَّوَأَ النَّبِيَّ ﷺ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنْهُمْ قَدْ زَنِيَا، فَقَالُوا: ((مَا تَجِدُونَ فِي كِتَابِكُمْ؟)) فَقَالُوا: نُسَخِمُ وَجُوهَهُمَا وَيُخْرِيزَانِ، قَالَ: سَيِّدَنَا عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ أَخَوْفَ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي عَمَلُ قَوْمٍ لُوطٍ)). (مسند احمد: ۱۵۱۵۹)

مرد اور ایک عورت کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، انہوں نے زنا کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنی کتاب میں اس کے متعلق کیا حکم پاتے ہو؟“ انہوں نے کہا: ہم ان کا

(۶۷۳۴) تخریج: اسنادہ ضعیف، القاسم بن عبد الواحد و عبد الله بن محمد بن عقيل يقبل حديثهما عند المتابعة، وقد تفردا بهذا الحديث۔ أخرجه الترمذی: ۱۴۵۷، وابن ماجه: ۲۵۶۳ (انظر: ۱۵۰۹۳)

(۶۷۳۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۵۴۳، ومسلم: ۱۶۹۹ (انظر: ۴۴۹۸)

((كَذَّبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ، فَأَتُوا بِالتَّوْرَةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔)) فَجَاءُوا بِالتَّوْرَةِ وَجَاءُوا بِقَارِيءٍ لَهُمْ أَعْرَابِيٌّ، يُقَالُ لَهُ: ابْنُ صُورِيَا، فَقَرَأَ حَتَّى إِذَا انْتَهَى إِلَى مَوْضِعٍ مِنْهَا وَضَعَ يَدَهُ، عَلَيْهِ، فَقِيلَ لَهُ: ازْفَعْ يَدَكَ، فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ تَلُوحٌ، فَقَالَ أَوْ قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ وَلَكِنَّا كُنَّا نَتَكَاثَمُهُ بَيْنَنَا، فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَجِمَا، قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَجَانِيءُ عَلَيْهَا يَقِيهَا الْحِجَارَةَ بِنَفْسِهِ۔ (مسند احمد: ٤٤٩٨)

منہ کالا کرتے ہیں اور انہیں رسوا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم جھوٹ بول رہے ہو، اس میں رجم کرنے کی بات ہے، لاؤ تورات اور اس کو پڑھو، اگر تم سچے ہو تو۔“ پس وہ تورات اور ایک پڑھنے والے کو لے آئے، پڑھنے والا کا نام تھا اور اس کو ابن صوریہ کہتے تھے، اس نے تورات پڑھی اور رجم کے ذکر تک پڑھتا گیا، جب وہ اس مقام تک پہنچا تو اس آیت پر اپنا ہاتھ رکھ لیا، اس سے کہا گیا اپنا ہاتھ اٹھا، جب اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو رجم سے متعلقہ آیت چمک رہی تھی، پھر انہوں نے اعتراف کرتے ہوئے کہا: اے محمد! اس میں رجم کی سزا موجود ہے، لیکن ہم اس کو آپس میں چھپائے ہوئے تھا، پھر نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کو رجم کرنے کا حکم دیا، پس ان دونوں کو رجم کر دیا گیا، ابن عمر کہتے ہیں: میں نے اس یہودی کو دیکھا کہ وہ اس عورت پر جھک رہا تھا اور اپنے وجود کے ذریعے اس عورت کو پتھروں سے بچا رہا تھا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو اپنی مسجد کے دروازے کے نزدیک رجم کرنے کا حکم دیا، جب یہودی کو پتھر لگنے کی تکلیف ہوئی تو وہ کھڑا ہو کر اپنی سہیلی پر جھک گیا، تاکہ اس کو پتھروں کی تکلیف سے بچائے، یہاں تک کہ ان دونوں کو قتل کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لیے جو کچھ کیا، وہ ان دونوں سے زنا کو ثابت کرنے کے لیے تھا۔

(٦٧٣٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرَجْمِ الْيَهُودِيِّ وَالْيَهُودِيَّةِ عِنْدَ بَابِ مَسْجِدٍ، فَلَمَّا وَجَدَ الْيَهُودِيُّ مَسَّ الْحِجَارَةِ قَامَ عَلَى صَاحِبَتِهِ فَحَنَّا عَلَيْهَا يَقِيهَا مَسَّ الْحِجَارَةِ حَتَّى قُتِلَا جَمِيعًا، فَكَانَ مِمَّا صَنَعَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَسُولِهِ فِي تَحْقِيقِ الزَّانَا مِنْهُمَا۔ (مسند احمد: ٢٣٦٨)

ان دونوں سے اس کام کا سرزد ہونا کہ یہودی کا یہودوں پر جھکنا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کے لئے جو آپ نے ان پر زنا کی حد لگائی تھی اسے ثابت کرنے کے لئے کیا تھا کہ یہ زنا ان سے واقعتاً ہوا ہے۔

(٦٧٣٧)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ سَيِّدَنَا بَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رِوَايَةَ هَبَّابِ بْنِ كَثِيرٍ أَنَّ نَبِيَّ كَرِيمٍ ﷺ

(٦٧٣٦) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه الطبراني: ١٠٨٢٠ (انظر: ٢٣٦٨)

(٦٧٣٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٧٠٠ (انظر: ١٨٦٦٣)



نے ایک یہودی کو رجم کیا اور پھر فرمایا: ”اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں وہ پہلا شخص ہوں، جس نے اس سنت کو زندہ کیا، جسے ان لوگوں نے مٹا دیا تھا۔“

سیدنا جابر بن سمرہ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہودی مرد اور یہودی عورت کو رجم کیا۔

النَّبِيِّ ﷺ رَجِمَ يَهُودِيًّا وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْهَدُكَ أَنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا سُنَّةَ قَدْ أَمَاتُوا هَا-)) (مسند احمد: ۱۸۸۶۶)

(۶۷۳۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ (عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ) وَابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَا: رَجِمَ النَّبِيُّ ﷺ يَهُودِيًّا وَيَهُودِيَّةً۔

(مسند احمد: ۲۱۲۲۱)

شیبانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن ابی اونی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا نبی کریم ﷺ نے رجم کیا تھا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے یہودی مرد اور یہودی عورت کو رجم کیا تھا۔ میں نے کہا: سورہ نور کے نزول سے پہلے کیا تھا یا بعد میں، انہوں نے کہا: اس کا تو مجھے علم نہیں ہے۔

(۶۷۳۹)۔ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ: أَخْبَرَنِي قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى: رَجِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، يَهُودِيًّا وَيَهُودِيَّةً، قَالَ: قُلْتُ: بَعْدَ نَزُولِ النُّورِ أَوْ قَبْلَهَا؟ قَالَ: لَا أَدْرِي۔ (مسند احمد: ۱۹۳۳۷)

**فوائد:** ..... سورہ نور کے نزول کے بارے میں سوال سے مراد یہ آیت تھی: ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾..... ”زانی مرد اور زانی عورت، ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔“ (سورہ نور: ۲) سنن ابی داؤد میں بھی اس موضوع سے متعلقہ تفصیلی روایات موجود ہیں، ان تمام روایات کے سیاق و سباق سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تورات کی روشنی میں ان یہودیوں کے درمیان فیصلہ کیا تھا، نہ کہ اسلام کا حکم ہونے کی وجہ سے۔

### بَابُ حَدِّ زِنَا الرَّقِيقِ خَمْسُونَ جَلْدَةً

زانی غلام کی پچاس کوڑے حد ہونے کا بیان

(۶۷۴۰)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَمَةٍ لَهُ سَوْدَاءُ زَنْتٌ لِأَجْلِهَا، قَالَ: فَوَجَدْتُهَا فِي دِمَائِهَا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنی ایک سیاہ فام لونڈی کی طرف بھیجا، اس نے زنا کیا تھا، جب میں نے اسے نفاس کے خون میں پایا تو میں نبی کریم ﷺ کی

(۶۷۳۸) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۵۵۷، والترمذی: ۱۴۳۷ (انظر: ۲۰۹۱۴)

(۶۷۳۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۸۱۳، ومسلم: ۱۷۰۲ (انظر: ۱۹۱۲۶)

(۶۷۴۰) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه الطیالسی: ۱۴۶ (انظر: ۱۱۴۲)

طرف لوٹ آیا اور آپ پر حقیقتِ حال واضح کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب وہ نفاس کے خون سے پاک صاف ہو جائے تو اس کو پچاس کوڑے لگانے ہیں، ایک روایت میں ہے: اس کو یہ حد لگانی ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”حدیں قائم کیا کرو۔“

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تکحس اور صفیہ مال غنیمت کے تحس کے قیدیوں میں سے تھے، صفیہ نے تحس کے آدمی سے زنا کیا اور بچہ بھی جنم دیا، زانی اور تکحس دونوں نے اس بچے کا دعویٰ کر دیا اور اپنا جھگڑا لے کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے، انہوں نے ان کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان کے بارے نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کروں گا اور وہ یہ ہے کہ بچہ اسے ملے گا جس کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہوں گے، پھر انھوں نے ان دونوں کو پچاس پچاس کوڑے لگائے۔

فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ ، فَقَالَ : ( إِذَا تَعَالَتْ مِنْ نَفَاسِهَا فَأَجْلِدْهَا خَمْسِينَ ، وَفِي لَفْظٍ : فَحَدَّهَا ) ثُمَّ قَالَ : ( أَقِيمُوا الْحُدُودَ ) (مسند احمد: ۱۱۴۲)

(۶۷۴۱)۔ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ يُحَنَسَ وَصَفِيَّةَ كَانَا مِنْ سَبِيِ الْحُمَسِ فَرَزَتْ صَفِيَّةُ بِرَجُلٍ مِنَ الْحُمَسِ فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَأَدَاعَاهُ الزَّانِي وَيُحَنَسُ فَأَخْتَصَمَا إِلَى عُثْمَانَ ﷺ فَرَفَعَهُمَا إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ، فَقَالَ عَلِيٌّ : أَقْضِي فِيهِمَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَجَلَدَهُمَا خَمْسِينَ خَمْسِينَ۔ (مسند احمد: ۸۲۰)

**فوائد:** ..... ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَإِذَا أَحْصَيْتَ فَيَنْ آتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ﴾ ..... ”پس جب یہ لوٹدیاں نکاح میں آجائیں، پھر اگر وہ بے حیائی کا کام کریں تو انہیں ”دہی سزا ہے، اس سزا سے جو آزاد عورتوں کی ہے۔“ (سورہ نساء: ۲۵)

یعنی لوٹدیاں کو سو (۱۰۰) کے بجائے نصف یعنی پچاس کوڑوں کی سزا دی جائے گی، گویا ان کے لیے سزائے رجم نہیں ہے، کیونکہ وہ نصف نہیں ہو سکتی، اگلے باب کی احادیث سے مزید وضاحت ہوگی۔

بَابُ فِي أَنَّ السَّيِّدَ يُقِيمُ الْحَدَّ عَلَى رَقِيْقِهِ

آقا کا اپنے غلام پر حد نافذ کرنے کا بیان

(۶۷۴۲)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ( إِذَا زَنَّتْ أُمَّةٌ أَحَدِكُمْ زَادَ ) ”جب تم میں سے کسی کی لوٹدی زنا کرے اور اس کا زنا

(۶۷۴۱) تخریج: اسنادہ ضعیف ، سعد بن معبد لم یرو عنه غیر ابنہ ، ولم یوثقه غیر ابن حبان ، والحجاج بن ارطاة مدلس وقد عنعن۔ أخرجه مختصراً البزار: ۸۱۶ (انظر: ۸۲۰)  
(۶۷۴۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷۰۳ (انظر: ۸۸۸۶)

ظاہر ہو جائے تو وہ اپنی لونڈی کو حد لگائے اور اسے عار نہ دلائے، پھر اگر وہ اسی جرم کا ارتکاب کرے تو اس کو کوڑے لگائے، لیکن عار نہ دلائے، اگر وہ پھر زنا کرے تو اس کو حد لگائے اور اسے عار نہ دلائے، اگر وہ چوتھی مرتبہ زنا کی مرتکب ہو جائے تو وہ اس لونڈی کو فروخت کر دے، اگرچہ بالوں کی رسی یا چند بٹے ہوئے بالوں کے عوض فروخت کرنا پڑے۔“

فِي رِوَايَةٍ: قَتَيْبِنَ زِنَاهَا) فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُعَيِّرْهَا، فَإِنْ عَادَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُعَيِّرْهَا، فَإِنْ عَادَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُعَيِّرْهَا، فَإِنْ عَادَتْ فِي الرَّابِعَةِ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرٍ أَوْ ضَفِيرٍ مِنْ شَعْرٍ۔)) (مسند احمد: ۸۸۷۳)

**فوائد:** ..... ”فَلْيَجْلِدْهَا“ کا معنی یہ نہیں کہ مالک اپنی لونڈی کو تعزیری کوڑے لگائے، بلکہ ان الفاظ سے مراد حد والے پچاس کوڑے ہیں، کیونکہ مسند احمد کی حدیث نمبر (۷۳۹۵) کے الفاظ یہ ہیں: ”فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ“ یعنی وہ اس کو حد لگائے۔

ابو عبد الرحمن سلمی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا اور کہا: لوگو! اپنے لونڈیوں اور غلاموں پر حدیں قائم کیا کرو، وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی ایک لونڈی نے زنا کیا تھا اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس پر حد قائم کروں، لیکن جب میں اس کے پاس آیا تو میں نے اس کو اس حالت میں پایا کہ ابھی ابھی اس کا نفاس کا خون شروع ہوا تھا، پس میں ڈر گیا کہ اگر اس کو کوڑے لگائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مر جائے، پس میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو یہ تفصیل بتائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے اچھا کیا ہے۔“

(۶۷۴۳)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ قَالَ: خَطَبَ عَلِيُّ ﷺ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَقِيمُوا عَلَى أَرْقَانِكُمُ الْحُدُودَ، مَنْ أَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ يُحْصَنَ، فَإِنَّ أُمَّةَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ زَنَتْ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أُقِيمَ عَلَيْهَا الْحَدَّ فَآتَيْتَهَا فَإِذَا هِيَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِنَفَاسٍ فَحَشِيتُ إِنْ أَنَا جَلَدْتُهَا أَنْ تَمُوتَ فَآتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((أَحْسَنَتْ)) (مسند احمد: ۱۳۴۱)

**فوائد:** ..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زنا کی حد کے معاملے میں غلام اور لونڈی کے شادی شدہ ہونے اور نہ ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے، بلکہ دونوں صورتوں میں پچاس پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔

بیماری وغیرہ کی صورت میں کوڑوں کی سزا کو مؤخر کیا جاسکتا ہے، تاکہ مجرم کا کوئی اور نقصان نہ ہو جائے، حدیث نمبر (۶۷۴۱) کی شرح میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا تھا۔

(۶۷۴۴)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَيْدَانَا أَبُو هُرَيْرَةَ، سَيْدَانَا زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ وَأَبُو سَيْدَانَا شَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ

(۶۷۴۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷۰۵ (انظر: ۱۳۴۱)

(۶۷۴۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۲۳۳، ۲۵۵۵، و مسلم: ۱۷۰۴ (انظر: ۱۷۰۴۳)

روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اس لونڈی کے متعلق دریافت کیا گیا جو شادی سے پہلے زنا کرتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے حد لگاؤ، اگر وہ دوبارہ برائی کرے تو پھر حد لگاؤ، اگر تیسری باری جرم کرے تو پھر حد لگاؤ اور اگر وہ اس کے بعد پھر زنا کرے تو اس کو بیچ دو، اگرچہ ایک رسی کے عوض ہو۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب لونڈی زنا کرے تو اسے کوڑے مارو، اگر وہ دوسری بار زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے لگاؤ اور اگر وہ پھر اس جرم میں مبتلا ہو جائے تو اسے کوڑے لگاؤ اور فروخت کر دو، اگرچہ ایک رسی کے عوض فروخت کرنا پڑے۔“ ضعیف کا معنی رسی ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مالک اوسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لونڈی کے بارے میں فرمایا: ”اگر وہ زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ، اگر وہ پھر زنا کرے تو پھر اسے کوڑے لگاؤ، اگر وہ تیسری بار زنا کرے تو پھر اسے حد لگاؤ، اگر وہ اس کے بعد بھی زنا کرے تو اسے فروخت کر دو، اگرچہ ایک رسی کے عوض بیچنا پڑے۔“ بیچنے کی بات تیسری یا چوتھی مرتبہ کی تھی۔

أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدُ بْنُ خَالِدٍ وَسَبَلٍ قَالُوا: سَأَلْنَا النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْأَمَةِ تَزْنِي قَبْلَ أَنْ تُحْصَنَ؟ قَالَ: ((اجْلِدُوهَا، فَإِنْ عَادَتْ فَاجْلِدُوهَا، فَإِنْ عَادَتْ فَاجْلِدُوهَا، فَإِنْ عَادَتْ فَاجْلِدُوهَا، فَإِنْ عَادَتْ فَاجْلِدُوهَا، فَإِنْ عَادَتْ فَاجْلِدُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ.)) (مسند احمد: ۱۷۱۶۹)

(۶۷۴۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَاجْلِدُوهَا، وَإِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، وَإِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، وَإِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ يَبْعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ.)) (مسند احمد: ۲۴۸۶۵)

(۶۷۴۶)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ سَبْلَ بْنَ حَامِدٍ الْأَمْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ (وَالضَّفِيرُ الْحَبْلُ) فِي الثَّلَاثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ.)) (مسند احمد: ۱۹۲۲۶)

**فوائد:** ..... تین چار بار حد لگنے کے باوجود برائی سے باز نہ رہنے کا مطلب یہ ہوا کہ لونڈی میں شر غالب آچکا ہے اور وہ خیر و بھلائی سے دور ہو گئی ہے، لہذا اس کو فروخت کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔

(۶۷۴۵) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۵۶۶ (انظر: ۲۴۳۶۱)

(۶۷۴۶) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ (انظر: ۱۹۰۱۷)

## أَبْوَابُ حَدِّ الْقَذْفِ

### تہمت کی حد کے ابواب

#### بَابُ التَّنْفِيرِ مِنَ الْقَذْفِ وَأَنَّهُ مِنَ الْكِبَائِرِ

تہمت لگانے سے نفرت دلانے اور اس کے کبیرہ گناہ ہونے کا بیان

لِقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ الذَّنْبَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعْنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ، يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی باایمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔ جس دن ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔“ (سورہ نور: ۲۳، ۲۴)

(۶۷۴۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَمْسٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ مِنْهُنَّ: ((وَمَنْ قَفَى مُؤْمِنًا أَوْ مُؤْمِنَةً حَبَسَهُ اللَّهُ فِي رَذَعَةِ الْحَبَالِ، عُصَارَةَ أَهْلِ النَّارِ)) (مسند احمد: ۵۵۴۴)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: کیا میں تمہیں وہ پانچ باتیں بتا نہ دوں جو میں نے نبی کریم ﷺ سے سنی ہیں؟ پھر انہوں نے ان کا ذکر کیا، ان میں ایک بات یہ تھی: ”جو کسی مؤمن مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ”رذعۃ الحبال“ یعنی جہنمیوں کے پیپ میں ٹھہرائے گا۔“

(۶۷۴۸)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ نَبِيَّ التَّوْبَةِ ﷺ يَقُولُ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قَالَ، أَقَامَ عَلَيْهِ

(۶۷۴۷) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه الحاكم: ۹۹/۴ (انظر: ۵۵۴۴)

(۶۷۴۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۶۰ (انظر: ۱۰۴۸۸)



النَّحْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ)) گا، الا یہ کہ وہ اسی طرح ہو، جیسے اس کے آقا نے اس کے بارے میں کہا ہو۔ (مسند احمد: ۱۰۴۹۳)

**فوائد:**..... اللہ تعالیٰ کا دربار کامل عدل و انصاف پر مشتمل ہوگا۔

(۶۷۴۹)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ زَنَى أُمَّةً لَمْ يَرَهَا تَزْنِي، جَلَدَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَسْوِطٍ مِنْ نَارٍ)) (مسند احمد: ۲۱۷۰۳)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنی لوٹھی کو زنا کا قرار دیا، جبکہ اس نے اس کو زنا کرتے ہوئے دیکھا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کو آگ کے کوڑے سے حد لگائے گا۔“

**فوائد:**..... آزاد عورت ہو یا لوٹھی، ہر ایک پر تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے، آنے والے باب میں مذکورہ احادیث سے اس گناہ کی شدت کا احساس ہوگا۔

بَابُ فِي أَنَّ حَدَّ الْقَذْفِ ثَمَانُونَ جَلْدَةً

تہمت کی حد اسی کوڑے ہونے کا بیان

بِقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَالَّذِينَ يَزْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو انہیں سی (۸۰) کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں۔ ہاں جو لوگ اس کے بعد توبہ اور اصلاح کر لیں تو اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا اور بہت مہربانی کرنے والا ہے۔“ (سورہ نور: ۵، ۴)

(۶۷۵۰)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ جَدِّهِ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي وُلْدِ الْمُتَلَاعِنِينَ: ((أَنَّهُ يَرِثُ أُمَّهُ وَتَرِثُهُ أُمُّهُ، وَمَنْ قَفَّهَا بِهِ جُلِدَ ثَمَانِينَ، وَمَنْ دَعَاهُ وَلَدَ زَنًا جُلِدَ ثَمَانِينَ)) (مسند احمد: ۷۰۲۸)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لعان کرنے والوں کی اولاد کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا: ”یہ اولاد اپنی ماں کی اور اس کی ماں ان کی وارث بنے گی اور جس نے اس خاتون پر تہمت لگائی، اس کو اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور جس نے ایسی اولاد کو زنا والی اولاد قرار دیا، اس کو بھی اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔“

**فوائد:**..... اس باب میں تہمت سے مراد عورت پر زنا کی تہمت لگانا ہے۔

(۶۷۴۹) تخریج: اسنادہ ضعیف، الحمصی و ابوطالب مجہولان أخرجه (انظر:)

(۶۷۵۰) تخریج: اسنادہ ضعیف، محمد بن اسحق مدلس، وقد عنعن (انظر: ۷۰۲۸)

لیکن یہ مسئلہ ایسے ہی ہے کہ میاں بیوی جس بچے پر لعان کریں گے، وہ ماں کی طرف منسوب ہوگا اور وہ ماں اور بیٹا ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔

(۶۷۵۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ ۞ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَ عَذْرَى قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ۞ عَلَيَّ الْجَنْبِرِ فَذَكَرَ ذَلِكَ وَتَلَا الْقُرْآنَ فَلَمَّا نَزَلَ أَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ فَضْرِبُوا حَدَّهُمْ۔ (مسند احمد: ۲۴۵۶۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: جب میرا عذر نازل ہوا تو نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لے گئے، اس چیز کا ذکر کیا، پھر قرآن پاک کی متعلقہ آیات کی تلاوت کی، پھر جب منبر سے نیچے اترے تو دو مردوں اور ایک عورت کو حد لگانے کا حکم دیا، پس ان پر حد لگادی گئی۔

**نوٹ:**..... یہ ایک طویل قصہ ہے، اس کا بیان سورہ نور کی بارہ تیرہ آیات میں موجود ہے، یہ واقعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عزت و عظمت پر دلالت کرتا ہے، جن تین افراد کو تہمت کی سزا میں کوڑے لگے تھے، وہ مسلمان تھے، ان کے نام یہ ہیں: سیدنا مسطح، سیدنا حسان بن ثابت اور سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم، امام حاکم نے ”الاکلیل“ میں ایک روایت بیان کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جن لوگوں کو تہمت کی حد لگائی تھی، ان میں رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بھی تھا۔



## أَبْوَابُ حَدِّ السَّارِقِ

### چور کی حد کے ابواب

بَابُ لَعْنِ السَّارِقِ وَفِي كَيْفِ تَقْطَعُ يَدُهُ

چور پر لعنت کرنے اور اس چیز کا بیان کہ کتنی مقدار میں ہاتھ کاٹا جائے گا

السَّرِقَةُ: لغوی معنی: چراتا ہے ویسے یہ لفظ چرائی ہوئی چیز کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اس لحاظ سے گویا مصدر مفعول کے معنی میں ہے۔

**اصطلاحی تعریف:**..... کسی کا مال اس کی حفاظت کی جگہ سے چھپ کر لینے کو چوری کہتے ہیں۔ حفاظت

نہ جگہ یا محفوظ سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز مالک کے پاس ہو اور اس نے وہ چیز اپنے پاس سنبھال رکھی ہو، خواہ وہ سویا ہو یا جاگتا ہو، یا وہ چیز بند جگہ میں ہو، مثلاً کمرے میں ہو اور کمرے کا دروازہ بند ہو۔ ایسے مقام سے چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا، بشرطیکہ کہ چوری کی ہوئی چیز کی قیمت چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ ہو۔

لیکن اگر کوئی چیز گھر سے باہر پڑی ہو اور مالک بھی پاس نہ ہو تو اسے غیر محفوظ تصور کیا جائے گا، یا ایسے مقام پر ہو جو سب کے لیے کھلا ہو، مثلاً مسجد، دفتر، سکول وغیرہ، ایسے مقام سے چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، بلکہ اس کو تعزیر لگائی جائے گی، جس کا ذکر اگلے ابواب میں آئے گا۔

(٦٧٥٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَعْنَةُ السَّارِقِ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقَطَّعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقَطَّعُ يَدُهُ)) (مسند احمد: ٧٤٣٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے، وہ خود چوری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، وہ رسی چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔“

**فوائد:**..... اگر ”الْبَيْضَةَ“ کا معنی انڈا ہو تو انڈے اور رسی کا ذکر کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے کیا گیا ہے، مراد یہ ہے کہ آدمی معمولی چیز کے عوض اپنے ہاتھ سے بھی محروم ہو جاتا ہے اور عام معاشرے میں رسوائی کی علامت بھی

(٦٧٥٢) تخريج: أخرجه البخاری: ٦٧٨٣، ٦٧٩٩، ومسلم: ١٦٨٧ (انظر: ٧٤٣٦)

بن جاتا ہے، الا من رحم ربی۔

چور اور چوری کی قباحت و شاعت بیان کی جا رہی ہے، کتنی مقدار کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا؟ اس کی وضاحت اگلی احادیث میں آرہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کو لعنت کہتے ہیں۔ غیر معین نافرمانوں پر لعنت کی جاسکتی ہے، کیونکہ یہ جنس پر لعنت ہوتی ہے، نہ کہ خاص فرد پر، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الَّا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِیْنَ﴾..... ”خبردار! ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔“ اسی طرح ان لوگوں پر لعنت کرنا درست ہے، جن کے بارے میں انبیائے کرام کی تصدیق کی وجہ سے یہ یقین ہو چکا ہے کہ وہ جہنمی ہیں، جیسے ابوجہل، ابولہب، فرعون وغیرہ۔

جن احادیث میں لعنت کرنے سے منع کیا گیا ہے، ان سے مراد یہ ہے کہ کسی خاص فرد پر لعنت نہ کی جائے۔

(۶۷۵۳)۔ عَنْ یَحْیٰی بْنِ یَحْیٰی الْعَسَّانِیِّ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَلَقِیْتُ اَبَا بَكْرٍ بِنِ مُحَمَّدٍ بِنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَهُوَ عَامِلٌ عَلَی الْمَدِیْنَةِ، قَالَ: اُتِیْتُ بِسَارِقٍ فَاَرْسَلْتُ اِلَیْ خَالَتِیْ عَمْرَةَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ اَنْ لَا تَعْجَلِ فِیْ اَمْرِیْ هَذَا الرَّجُلِ حَتّٰی اَتِیَکَ فَاُخْبِرَکَ مَا سَمِعْتُ مِنْ عَائِشَةَ فِیْ اَمْرِیْ السَّارِقِ، قَالَ: فَاتَّسَبَّیْتُ وَاُخْبَرْتِنِیْ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَقْطَعُوْا فِیْ رُبْعِ الدِّیْنَارِ، وَلا تَقْطَعُوْا فِیْمَا هُوَ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ)) وَكَانَ رُبْعُ الدِّیْنَارِ یَوْمَئِذٍ ثَلَاثَةَ دِرْهَمٍ فَالدِّیْنَارُ اِثْنِیْ عَشَرَ دِرْهَمًا، قَالَ: وَكَانَتْ سَرِقَتُهُ دُوْنَ رُبْعِ الدِّیْنَارِ فَلَمْ اَقْطَعْهُ۔ (مسند احمد: ۲۵۰۲۰)

یحییٰ بن یحییٰ عسائی کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا اور مدینہ کے عامل ابوبکر بن محمد کولم، انھوں نے کہا: میرے پاس ایک چور لایا گیا اور میری خالہ عمرہ بنت عبد الرحمن نے میری طرف پیغام بھیجا کہ اس آدمی کے بارے میں جلدی فیصلہ نہ کرنا، مجھے آ لینے دو تاکہ میں تجھے وہ حدیث بتا سکوں جو میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے چور کے بارے میں سنی ہے، پس وہ میرے پاس آئیں اور انہوں نے مجھے بتایا کہ انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے چور کے بارے میں سنا، انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”چور کا ہاتھ دینار کے چوتھے حصہ میں کاٹو، اس سے کم میں نہ کاٹو۔“ ان دنوں میں دینار کا چوتھا حصہ تین درہم کے برابر ہوتا تھا، تو دینار بارہ درہم کا ہوا، اس چور کی چوری دینار کے چوتھے حصہ سے کم تھی، لہذا میں نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا۔

**فوائد:** ..... دینار کا وزن = 4 ماشہ رتی (ساڑھے چار ماشے) = 4.374 گرام

دینار کا چوتھائی حصہ: 1 ماشہ، رتی، یعنی: تقریباً 1.093 گرام

یاد رہے کہ دینار سونے کے درج بالا وزن کا نام ہے، بہتر ہے کہ 4 ماشہ، 4 رتی سونے کے روپے بنا لیے جائیں،

پھر جواب کو 4 پر تقسیم کر لیا جائے، چوتھائی دینار کی قیمت معلوم ہو جائے گی، پھر جو چیز چوری کی گئی ہو، اس کی قیمت کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جائے گا کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے یا نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چوتھائی دینار کی قیمت، تین درہم چاندی کی قیمت کے برابر ہوتی تھی، لیکن اس زمانے میں چوتھائی دینار کی قیمت تین درہم سے کافی زیادہ ہے، اور وہ اس طرح کہ اگر ایک تولے سونے کی قیمت (۵۰،۰۰۰) روپے ہو تو چوتھائی دینار کی قیمت پانچ ہزار روپے سے کچھ کم بنتی ہے، جبکہ تین درہم چاندی کی قیمت ایک ہزار روپے سے بھی کم بنتی ہے۔

(۶۷۵۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((تُقَطَّعُ يَدُ السَّارِقِ (وَفِي لَفْظٍ: لَا تُقَطَّعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا) فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا)) (مسند احمد: ۲۵۸۱۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، مگر دینار کے چوتھائی حصے میں یا اس سے زیادہ میں۔“

(۶۷۵۵)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَطَعَ يَدَ رَجُلٍ سَرَقَ تُرْسًا مِنْ صُفَّةِ النِّسَاءِ أَمَنَهُ ثَلَاثَةَ دَرَاهِمٍ۔ (مسند احمد: ۶۳۱۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کا ہاتھ کاٹا تھا، اس نے عورتوں کے چبوترے سے ڈھال چوری کی تھی، اس کی قیمت تین درہم تھی۔

**فوائد:** ..... اور زمانہ نبوی میں تین درہم، چوتھائی دینار کے برابر ہوتے تھے، اصل معیار چوتھائی دینار ہے، جیسا کہ گزشتہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

(۶۷۵۶)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((تُقَطَّعُ الْيَدُ فِي ثَمَنِ الْمَجْنِ)) (مسند احمد: ۱۴۵۵)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ڈھال کی قیمت کے برابر کی چوری میں ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔“

(۶۷۵۷)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ قَيْمَةَ الْمَجْنِ كَانَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَشْرَةَ دَرَاهِمٍ۔ (مسند احمد: ۶۶۸۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ڈھال کی قیمت دس درہم تھی۔

(۶۷۵۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۸۴ (انظر: ۲۵۳۰۴)

(۶۷۵۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۶۸۶ (انظر: ۶۳۱۷)

(۶۷۵۶) تخریج: ضعيف، قاله الالباني، أخرجه ابن ماجه: ۲۵۸۶ (انظر: ۱۴۵۵)

(۶۷۵۷) تخریج: اسنادہ ضعيف، محمد بن اسحاق مدلس، وقد عنعن، أخرجه ابوداود: ۴۳۸۷،

والنسائي: ۸ / ۸۴ (انظر: ۶۶۸۷)



(۶۷۵۸)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ سَيِّدِنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَاصِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ مَرُومٍ هِيَ أَنَّ نَبِيَّ قَال: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا قَطْعَ فِيمَا دُونَ عَشْرَةِ دَرَاهِمٍ)) (مسند احمد: ۶۹۰۰) جائے گا۔

**فوائد:**..... امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اسی حدیث کی روشنی میں دس درہم ہاتھ کاٹنے کی حد مقرر کی ہے، لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

### بَابُ اِعْتِبَارِ الْحَرَزِ وَمَا جَاءَ فِي الْمُخْتَلِسِ وَالْمُنْتَهَبِ وَالْخَائِنِ وَجَاحِدِ الْعَارِيَةِ وَمَا لَا قَطْعَ فِيهِ

چوری میں محفوظ جگہ کا اعتبار کرنے کا بیان اور لوٹنے والے، ڈاکہ ڈالنے والے، خیانت کرنے والے اور عاریہ کا انکار کرنے والے کا بیان اور ان چیزوں کی وضاحت جن میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا

(۶۷۵۹)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي الْحَرِيسَةِ الَّتِي تُوجَدُ فِي مَرَاتِعِهَا وَقَدْ سُئِلَ عَنْهَا، قَالَ: ((فِيهَا ثَمَنُهَا مَرَّتَيْنِ وَضَرْبُ نَكَالٍ وَمَا أُخِذَ مِنْ عَطْنِهِ فِيهِ الْقَطْعُ إِذَا بَلَغَ مَا يُؤْخَذُ مِنْ ذَلِكَ ثَمَنَ الْمَجَنِّ-)) قَالَ: ((أَيُّ السَّائِلِ) يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَالْيَمَارُ وَمَا أُخِذَ مِنْهَا فِي أَكْمَامِهَا؟ قَالَ: ((مَنْ أَخَذَ بِفِيهِ وَلَمْ يَتَّخِذْ حُبْنَةً فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ، وَمَنْ اِحْتَمَلَ فَعَلَيْهِ ثَمَنُهُ مَرَّتَيْنِ وَضَرْبًا وَنَكَالًا، وَمَا أُخِذَ مِنْ أَجْرَانِهِ فِيهِ الْقَطْعُ إِذَا بَلَغَ مَا يُؤْخَذُ مِنْ ذَلِكَ ثَمَنَ الْمَجَنِّ-)) (مسند احمد: ۶۶۸۳)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس محفوظ جانور کے بارے میں جو کہ اپنی چراگاہ میں تھا سوال کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس کی چوری میں دو گنی قیمت ہوگی اور چور کو سزا بھی دی جائے گی اور جو جانوروں کے باڑے سے چرا لیا جائے گا، اس میں ہاتھ کاٹا جائے گا، بشرطیکہ وہ ڈھال کی قیمت کے برابر ہو۔“ سائل نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان پھلوں کے متعلق کیا حکم ہے جو گابھے اور شگوفے سے چرا لیے جائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے صرف کھالیا اور کپڑے میں ڈال کر نہ لے گیا، اس پر کوئی پکڑ نہیں اور جو کپڑے میں اٹھا کر لے جائے گا تو اسے اس کی دو گنا قیمت دینا پڑے گی اور مار اور سزا بھی ساتھ ہوگی اور جو کھجور کھلیان جیسے محفوظ مقام سے چرائی جائے گی، اس میں ہاتھ کاٹا جائے گا، بشرطیکہ وہ ڈھال کی قیمت کو پہنچ جائے۔“

**فوائد:**..... جانوروں کے باڑے اور کھجور وغیرہ کے کھلیان محفوظ مقام ہیں، اس لیے وہاں سے اٹھائی ہوئی چیز کو

(۶۷۵۸) تخریج: اسنادہ ضعیف، الحجاج بن ارطاة کثیر الخطأ والتدلیس، أخرجه الدارقطني: ۳/

۱۹۲ (انظر: ۶۹۰۰)

(۶۷۵۹) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابوداود: ۱۷۱۰، والنسائی: ۸/ ۸۵ (انظر: ۶۶۸۳)

چوری کہا جائے گا۔ چراگاہ حفاظت والا مقام نہیں ہے، اس لیے اس مقام سے چوری کرنے سے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ پچھلے باب کے شروع میں چوری کی تعریف ملاحظہ کر لیں۔

باغ سے گزرنے والا اپنی ضرورت کے مطابق باغ کا پھل کھا سکتا ہے۔

یہ مسلمان کے مال کی حرمت ہے کہ دو گنا جرمانہ بھی ڈالا جا رہا ہے اور سزا بھی دی جا رہی ہے۔

(۶۷۶۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسَ عَلَى الْمُتَّهَبِ قَطْعٌ، وَمَنْ اتَّهَبَ نُهْبَةً مَشْهُورَةً فَلَيْسَ بِنَا)) وَقَالَ: ((لَيْسَ عَلَى الْخَائِنِ قَطْعٌ)) (مسند احمد: ۱۵۱۳۶)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ذاکو پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے اور جس نے واضح طور پر ڈاکہ مارا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”خیانت کرنے والے پر بھی ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں۔“

**فوائد:**..... اصحاب السنن کی روایات میں ((وَلَا الْمُخْتَلِسُ)) کا اضافہ بھی ہے، اس کے معنی ہیں: غفلت سے فائدہ اٹھا کر چیز کو چک لینے والا، یعنی ایسے شخص کا بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

خائن سے مراد وہ شخص ہے کہ جس کے پاس لوگ امانتیں رکھتے ہیں، لیکن وہ ان کو استعمال کر کے ضائع کر دیتا ہے۔

(۶۷۶۱)۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ مَخْزُومِيَّةٌ تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَطْعِهَا۔ (مسند احمد: ۶۳۸۳)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مخزوم قبیلے کی ایک عورت سامان ادھار لیتی تھی اور پھر انکار کر دیتی، نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

**فوائد:**..... بظاہر اس حدیث مبارکہ سے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ عاریہ لی ہوئی چیز کا انکار کر دینے کی وجہ سے اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا، لیکن جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ ایسے انکار کی وجہ سے تو ہاتھ نہیں کاٹا جاسکتا، جبکہ بعض احادیث صحیحہ میں اس امر کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ اس عورت نے چوری کی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اس چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹا تھا، اس حدیث کو اختصار پر محمول کیا جائے گا۔

(۶۷۶۲)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ قَالَ: سَرَقَ غُلامٌ لِنُعْمَانَ الْأَنْصَارِيِّ نَخْلًا صِغَارًا فَرُفِعَ إِلَى مَرْوَانَ فَأَرَادَ أَنْ يَقْطَعَهُ، لَيْسَ، جب اس کا معاملہ مروان کی عدالت میں پیش کیا گیا تو محمد بن یحییٰ بن حبان رضی اللہ عنہ کے ایک غلام نے چھوٹی چھوٹی کھجوریں چوری کر لیں، جب اس کا معاملہ مروان کی عدالت میں پیش کیا گیا تو

(۶۷۶۰) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجه ابوداود: ۴۳۹۱، ۴۳۹۲، وابن ماجه:

۲۵۹۱، والترمذی: ۱۴۴۸، والنسائی: ۸ / ۸۸ (انظر: ۱۵۰۷۰)

(۶۷۶۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه النسائی: ۸ / ۷۱ (انظر: ۶۳۸۳)

(۶۷۶۲) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه النسائی فی "الکبری": ۷۴۵۲ (انظر: ۱۵۸۱۴)

فَقَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يُقْطَعُ فِي الشَّمْرِ وَلَا فِي الْكَثْرِ)) قَالَ: قُلْتُ لِيَحْيَى: مَا الْكَثْرُ؟ قَالَ: الْجُمَارُ - (مسند احمد: ۱۵۹۰۷)

اس نے اس چور کا ہاتھ کاٹنے کا ارادہ کیا، لیکن سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”پھل اور کھجور کے درخت کے گوند کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔“ میں نے یحییٰ سے کہا: ”کثر“ سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: جُمار (کھجور کے درخت کا گوند)۔

**فوائد:** ..... اس کی وجہ یہ ہے کہ باغ حفاظت کی جگہ نہیں ہے، اس باب کی پہلی حدیث میں باغ کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

**بَابُ الْقَطْعِ بِالْإِقْرَارِ وَهَلْ يَكْتَفِي فِيهِ بِالْمَرَّةِ وَتَلْقِينِ الْحَدِّ وَحَسِمِ الْيَدِ بَعْدَ قَطْعِهَا**  
چور کے اقرار پر ہاتھ کاٹنے، حد کے بارے میں تلقین کرنے اور کاٹنے کے بعد ہاتھ کو داغنے کا بیان، نیز اس چیز کا بیان کہ کیا ایک مرتبہ چوری کا اعتراف کافی ہے

(۶۷۶۳)۔ عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الْمَخْزُومِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُتِيَ بِبِلَصٍّ فَأَعْتَرَفَ وَكَمْ يُوجَدُ مَعَهُ مَتَاعٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ)) قَالَ: بَلْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَقْطَعُوهُ ثُمَّ جِئْتُوا بِهِ)) قَالَ: فَقَطَعُوهُ ثُمَّ جَاءَ وَابِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قُلْ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ)) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قُلْ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ)) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اللَّهُمَّ تَبَّ عَلَيْهِ)) (مسند احمد: ۲۲۸۷۵)

سیدنا ابو امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا، اس نے چوری کا اعتراف تو کیا، لیکن اس کے پاس سامان نہیں تھا، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ”میرا خیال ہے تو نے چوری نہیں کی۔“ اس نے کہا: کیوں نہیں، میں نے چوری کی ہے، دو یا تین مرتبہ ایسے ہی کہا گیا، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس کا ہاتھ کاٹ دو اور پھر اس کو میرے پاس لے آؤ۔“ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تو کہہ: ”أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ“ (میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں)۔“ اس نے کہا: ”أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! تو اس کی توبہ قبول فرما۔“

**فوائد:** ..... چوری میں ایک سے زائد اعتراف کروانا ضروری ہے یا نہیں، ہم حدیث نمبر (۶۶۹۲) کی شرح میں اس مسئلہ کی وضاحت کر چکے ہیں۔ بیہقی اور دارقطنی کی روایت یوں ہے: ((أَقْطَعُوا ثُمَّ أَحْسِمُوهُ)) ..... ”اس کا ہاتھ کاٹ دو اور پھر اس کو داغ دو۔“ لیکن یہ روایت ضعیف ہے، (دیکھیں: ارواء الغلیل: ۱۲۰/۸)

داغنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ خون رک جائے۔

اگرچہ حدود کفارہ ہیں، لیکن اس موقع پر توبہ و استغفار کا حکم دینے کی وجہ یہ ہے کہ مجرم کے اندر یہ تصور مضبوط ہو جانا

چاہئے کہ اس کے ساتھ جو کچھ کیا گیا ہے، وہ اس کے اپنے جرم کے بدلے میں ہے، لہذا وہ استغفار اور ندامت کا اظہار کرے، نیز اس عمل سے اس کے اندر حوصلہ بھی پیدا ہوگا اور ذلت اور پریشانی کے اثرات کم ہو جائیں گے۔

بَابُ هَلْ يُقَطَّعُ الْعَبْدُ إِذَا سَرَقَ مِنْ سَيِّدِهِ؟ وَمَا حُكْمُ الْعَبْدِ الْأَبْقَى إِذَا سَرَقَ

جب غلام، آقا کی چوری کرے تو کیا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، نیز بھاگے ہوئے غلام کا حکم کیا ہے، جب وہ چوری کرے

(۶۷۶۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ فِيعَهُ وَلَوْ بِنَشْءٍ))  
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب غلام چوری کرے تو اسے فروخت کر دو، اگرچہ یعنی بنصفِ اوقیۃ۔ (مسند احمد: ۸۴۳۲) نصف اوقیۃ کے عوض بیچنا پڑے۔“

**فوائد:** ..... ایک اوقیۃ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

(۶۷۶۵)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ (وَقَالَ مَرَّةً: إِذَا سَرَقَ) فِيعَهُ وَلَوْ بِنَشْءٍ)) وَالنَّشْءُ نِصْفُ الْأَوْقِيَةِ۔ (مسند احمد: ۹۰۱۸) فروخت کرنا پڑے۔“

**فوائد:** ..... یہ حدیث تو ضعیف ہے، البتہ درج ذیل حدیث ملاحظہ کریں:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک لونڈی نے زنا کیا اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس پر حد قائم کروں، لیکن جب میں اس کے پاس آیا تو اس کو اس حال میں پایا کہ ابھی اس کا نفاس کا خون خشک نہیں ہوا تھا، میں نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آ گیا اور آپ ﷺ کو صورت حال پر مطلع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا جَفَّتْ مِنْ دَمِهَا فَأَقِمِ عَلَيْهَا الْحَدَّ، أَقِيمُوا الْحُدُودَ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔ .....)) ”جب اس کا خون خشک ہو جائے تو پھر اس کو حد لگانا، اپنے غلاموں پر بھی حدیں قائم کیا کرو۔“ دیکھیں: حدیث نمبر (۶۷۶۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلاموں اور لونڈیوں پر حدود نافذ کی جائیں گی، جب تک ان کو مستثنیٰ کرنے والی کوئی واضح نص نہ آجائے۔

امام مالک، امام شافعی اور امام اہل علم کی یہی رائے ہے کہ چوری کی حد غلام اور لونڈی پر نافذ کی جائے گی۔

(۶۷۶۳) صحیح لغیرہ، أخرجه ابوداود: ۴۳۸۰، وابن ماجه: ۲۵۹۷، والنسائی: ۶۷ / ۸ (انظر: ۲۲۵۰۸)  
(۶۷۶۴) تخریج: اسنادہ ضعیف، عمر بن ابی سلمة ضعیف فیما یتفرده به، أخرجه ابوداود: ۴۴۱۲، والنسائی: ۹۱ / ۸، وابن ماجه: ۲۵۸۹ (انظر: ۸۴۵۱)  
(۶۷۶۵) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

بَابُ أَىِّ الْيَدَيْنِ تَقَطُّعُ أَوَّلًا فِي السَّرِقَةِ وَمَوْضِعِ الْقَطْعِ وَتَعْلِيْقِ يَدِ السَّارِقِ فِي عُنُقِهِ، وَمَا يُفَعَّلُ فِيْمَنْ تَكَرَّرَتْ مِنْهُ السَّرِقَةُ وَقَوْلِ الْمُفَسِّرِينَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾

ان امور کا بیان کہ چوری میں پہلے کون سا ہاتھ کاٹا جائے، کاٹنے کا جگہ، ہاتھ کاٹ کر چور کی گردن میں لٹکانا، بار بار چوری کرنے والے کی سزا اور اس آیت کے بارے میں مفسرین کے اقوال: ”اور چوری کرنے والا مرد اور عورت، پس ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو“

(۶۷۶۶)۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ حَجَّاجًا يَذْكُرُ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُخَيْرِيزٍ قَالَ: قُلْتُ لِفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ: أَرَأَيْتَ تَعْلِيْقَ يَدِ السَّارِقِ فِي الْعُنُقِ، أَمِنَ السَّنَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُتِيَ بِسَّارِقٍ فَأَمَرَ بِهِ فَاقْطَعَتْ يَدُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَعُلِقَتْ فِي عُنُقِهِ، قَالَ حَجَّاجٌ: وَكَانَ فَضَالَةُ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ: قُلْتُ لِيَحْيَى بْنِ مَعِينٍ: سَمِعْتُ مِنْ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيِّ شَيْئًا؟ قَالَ: أَىُّ شَيْءٍ كَانَ عِنْدَهُ؟ قُلْتُ: حَدِيثُ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ فِي تَعْلِيْقِ الْيَدِ، فَقَالَ: لَا، حَدَّثَنَا عَفَّانُ عَنْهُ۔ (مسند احمد: ۲۴۴۴۴)

عبد الرحمن بن محيريز سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا فضالہ بن عبید بن اللہ سے کہا: کیا چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد اس کی گردن میں لٹکانا سنت ہے، اس بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا، آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، پس اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور وہ ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا۔ حجاج کہتے ہیں: سیدنا فضالہ بن اللہ ان لوگوں میں سے ہیں، جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر درخت کے نیچے آپ ﷺ کی بیعت کی تھی۔ ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین سے کہا: کیا آپ نے عمر بن علی مقدمی سے کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ان کے پاس کیا تھا جو میں سنتا؟ میں نے کہا: سیدنا فضالہ بن عبید والی وہ حدیث، جس میں چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن میں لٹکانے کا ذکر ہے، انہوں نے کہا: نہیں، البتہ عفان نے ہمیں ان سے بیان کیا ہے۔

**فوائد:** ..... یہ حدیث ضعیف ہے اور کوئی ایسی صحیح حدیث نہیں ہے، جو اس بات پر دلالت کرے کہ چور کا کٹنا ہوا

ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

سیدنا حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُتِيَ بِبَلِصٍّ فَقَالَ: ((اقْتُلُوهُ))

(۶۷۶۶) تخريج: اسنادہ ضعیف، حجاج بن ارطاة ليس بذالك القوي، وهو مدلس وقد عنعنه، أخرجه ابوداود: ۴۴۱۱، والترمذی: ۱۴۴۷، والنسائی: ۹۲ / ۸، وابن ماجه: ۲۵۸۷ (انظر: ۲۳۹۴۶)



فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّمَا سَرَقَ، فَقَالَ: ((اُقْتُلُوهُ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّمَا سَرَقَ، قَالَ: ((اِقْطَعُوا يَدَهُ)) قَالَ ثُمَّ سَرَقَ فَقُطِعَتْ رِجْلُهُ ثُمَّ سَرَقَ عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى قُطِعَتْ قَوَائِمُهُ كُلُّهَا ثُمَّ سَرَقَ أَيْضًا الْخَامِسَةَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَعْلَمَ بِهَذَا حِينَ قَالَ ((اُقْتُلُوهُ)) ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى فِتْيَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ لِيَقْتُلُوهُ مِنْهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَكَانَ يُحِبُّ الْإِمَارَةَ فَقَالَ أَمْرُونِي عَلَيْكُمْ وَأَمْرُوهُ عَلَيْهِمْ، فَكَانَ إِذَا ضَرَبَ ضَرْبَهُ حَتَّى قَتَلُوهُ. رسول الله ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو قتل کر دو۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے تو چوری کی ہے، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”اس کو قتل کر دو۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے چوری کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر اس کا ہاتھ کاٹ دو۔“ اس نے پھر چوری کی تو اس کا پاؤں کاٹ دیا گیا، پھر اس نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں چوریاں کیں، یہاں تک کہ اس کے تمام ہاتھ پاؤں کو کاٹ دیا گیا، پھر جب اس نے پانچویں بار چوری کی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کرنے کی بات کی تھی تو آپ ﷺ اس کو زیادہ جاننے والے تھے، پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس چور کو قریشی نوجوانوں کے سپرد کیا، تاکہ وہ اس کو قتل کر دیں، ان میں سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو کہ امارت کو پسند کرتے تھے، اس لیے انھوں نے ان نوجوانوں سے کہا: تم اس معاملے میں مجھے اپنا امیر بناؤ، پس انھوں نے اس کو امیر بنایا، پس جب وہ ضرب لگا تا تو تب دوسرے نوجوان ضرب لگاتے، یہاں تک کہ انھوں نے اس کو قتل کر دیا۔ (نسائی: ۴۹۸۰)

آپ ﷺ کے فرمان ”اس کو قتل کر دو“ سے آپ کا مقصد یہ نہ تھا کہ اس کو واقعی قتل کر دیا جائے، بلکہ یہ آپ ﷺ کی پیش گوئی تھی کہ اس کا انجام قتل ہوگا، جو اس کے حق میں پوری ہوئی، یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی بتا دیا گیا ہو کہ یہ شخص باز نہیں آئے گا اور بالآخر اسے قتل کرنا پڑے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں زرد اس لیے کیا کہ آپ ﷺ نے خود چور کی سزا ہاتھ کاٹنا بتائی تھی، یہ بھی ممکن ہے کہ وہ آپ ﷺ کے انداز گفتگو سے یہ اندازہ لگا رہے ہوں کہ آپ ﷺ کا مقصد قتل نہیں ہے۔ پہلی چوری پر چور کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا، اس کے بعد جمہور اہل علم کے نزدیک دوسری چوری پر بائیں پاؤں، تیسری چوری پر بائیں ہاتھ اور چوتھی چوری پر دایاں پاؤں کاٹ دیا جائے گا، اگر وہ پانچویں بار چوری کرے تو اس کے بارے میں دو آراء ہیں، ایک کہ اس کو قتل کر دیا جائے گا، جیسا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا اور دوسری کہ اس کو جیل میں ڈال دیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب! چور کا ہاتھ اس کی کلائی سے کاٹا جائے گا۔

### بَابُ حَدِّ الْقَطْعِ وَغَيْرِهِ هَلْ يُسْتَوْفَى فِي دَارِ الْحَرْبِ أَمْ لَا؟

ہاتھ کاٹنے وغیرہ کی حد کا بیان، نیز کیا دار الحرب میں پوری سزا دی جائے گی یا نہیں

(۶۷۶۷)۔ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ أَنَّهُ قَالَ جَنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ نَزَّ فِي رَوْسٍ جَزِيرَةٍ فِي مِثْلِ دَوَادِمِمْ عَلَى الْمَنْبَرِ بِرُودَسَ حِينَ جَلَدَ الرَّجُلَيْنِ لِكُلِّ جَنْبَرٍ فِي مَالِ غَنِيمَةٍ مِنْهُ سَرَقَ فِيهَا وَنَزَّ فِيهَا

(۶۷۶۷) صحیح، قالہ الالبانی، أخرجه الترمذی: ۱۴۵۰، ورواه ابو داود مختصراً: ۴۴۰۸ (انظر: ۱۷۶۲۶)

چڑھ کر کہا: میں نے ان کے ہاتھ اس لئے نہیں کاٹے، کیونکہ میں نے سیدنا بسر بن ارطاة رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے مصدر نامی ایک آدمی کو اس حال میں پایا کہ اس نے غزوہ کے دوران چوری کی تھی، تو انہوں نے اسے کوڑے مارے، ہاتھ نہیں کاٹا، نیز انھوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے ہمیں غزوہ کے دوران ہاتھ کاٹنے سے منع کیا ہے۔

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: میں سیدنا بسر بن ارطاة کے پاس تھا، مصدر کو ان کے پاس لایا گیا، اس نے ایک بختی اونٹ کی چوری کی تھی، سیدنا بسر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو غزوے میں ہاتھ کاٹنے سے منع کرتے ہوئے نہ سنا ہوتا تو میں نے تیرا ہاتھ کاٹ دینا تھا۔

**فوائد:**..... سنن نسائی (۳۹۸۲) کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تُنْقَطِعُ الْأَيْدِي فِي السَّفَرِ))..... ”سفر میں چور کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔“ لیکن سفر سے مراد جنگ کا سفر ہے، جیسا کہ اس باب کی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے، جنگ کے سفر میں بڑا مقصود دشمن کی شکست ہے، اس لیے اسی پر توجہ دی جائے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایسے موقع پر ہاتھ نہ کاٹنے کی وجہ یہ ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شخص مشتعل ہو کر دشمنوں کے علاقے میں بھاگ جائے اور ان کے ساتھ مل کر مرتد ہو جائے۔ لیکن اس حکم کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حد بالکل ساقط کر دی جائے، بلکہ جب سفر سے واپسی ہوگی تو حد لگائی جائے گی، کیونکہ شریعت کی مقررہ حدود ساقط نہیں ہو سکتیں۔

(۶۷۶۹)۔ عَنْ عَبْدِ بَنِي الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((جَاهِدُوا النَّاسَ فِي اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَلَا تُبَالُوا فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَا تَمِمْ، وَأَقِيمُوا حُدُودَ اللَّهِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ)) (مسند احمد: ۲۳۰۷۵)

**فوائد:**..... مسافر اللہ تعالیٰ کی حدود سے مستثنیٰ نہیں ہے، البتہ اس باب کی پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر جنگ میں حد کے نفاذ میں تاخیر کی رخصت دی جائے گی۔

(۶۷۶۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۷۶۹) تخریج: حديث حسن، أخرجه ابن ماجه: ۲۸۵۰ (انظر: ۲۲۶۹۹)

## أَبْوَابُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ وَحَدِّ شَارِبِهَا

### شراب کی حرمت اور شرابی کی حد کے ابواب

بَابُ بَعْضِ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيمِ الْخَمْرِ وَلَعْنِ شَارِبِهَا وَحِرْمَانِهِ مِنْ خَمْرِ الْأَخِرَةِ إِلَّا أَنْ يُتُوبَ

شراب کی حرمت، اس کو پینے والے پر لعنت کرنے اور اس کے آخرت میں شراب سے محروم ہو جانے کا بیان، الایہ کہ وہ توبہ کر لے

(۶۷۷۰-) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكَوْبَةَ))، وَقَالَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔ (مسند احمد: ۲۶۲۵۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر شراب، جو اور نزد (یا شطرنج یا آلہ موسیقی) کو حرام قرار دیا ہے“ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہرنشہ آور چیز حرام ہے۔“

**فوائد:** ..... ”کوْبَةُ“ اس لفظ کے تین معانی کیے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی بھی مراد ہو سکتا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِمَّنْ عَمِلَ الشَّيْطَانُ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۹۰﴾ (المائدہ: ۹۰) ”اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب، جو، تھان اور فال نکالنے کے پانے کے تیر، یہ سب گندی چیزیں، شیطانی کام ہیں، ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب ہو۔“ شراب کی حرمت قطعی اور ابدی ہے، قرآن و حدیث کے کئی دلائل موجود ہیں، شراب کی تعریف سمجھنے کے لیے درج ذیل بحث کا مطالعہ کریں:

عربی لغت اور عرف عام میں ہرنشہ آور چیز اور مشروب کو ”خمر“ کہتے ہیں، احادیث صحیحہ میں بھی ہرنشہ آور اور چیز کو ”خمر“ کہا گیا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ

(۶۷۷۰) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه البيهقي: ۱۰ / ۲۲۱ (انظر: ۲۶۲۵۰)

حَرَامٌ۔)) (مسلم)..... ”ہرنشہ آور چیز ”خَمْر“ ہے اور ہر ”خَمْر“ حرام ہے۔“ نیز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ۔ (بخاری، مسلم)..... ”خَمْر“ اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل پر پردہ ڈال دے۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ إِلَى الْيَمَنِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ بِهَا أَشْرِبَةً فَمَا أَشْرَبُ وَمَا أَدْعُ؟ قَالَ: ((وَمَا هِيَ؟)) قُلْتُ: الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ۔ قَالَ: ((وَمَا الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ؟)) قَالَ: أَمَا الْبِتْعُ، فَسِنِيذُ الْعَسَلِ، وَأَمَا الْمِزْرُ فَنِيذُ الدَّرَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَشْرَبُ مُسْكِرًا فَإِنِّي حَرَمْتُ كُلَّ مُسْكِرٍ۔))..... رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہاں کچھ (مخصوص) مشروبات پائے جاتے ہیں، میں ان میں سے کون سے پی سکتا ہوں اور کون سے ترک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ کون سے (مشروبات) ہیں؟“ میں نے کہا: وہ ”بتع“ اور ”مزر“ ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”بتع“ اور ”مزر“ کسے کہتے ہیں؟“ میں نے کہا: شہد کی بنیذ کو ”بتع“ اور مکئی کی بنیذ کو ”مزر“ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بس، نشہ آور مشروب نہیں پینا، کیونکہ میں نے ہرنشہ آور چیز کو حرام قرار دیا ہے۔“ (نسائی: ۲/۳۲۶، صحیحہ: ۲۴۲۴، وأخرج مسلم نحوه)

احناف نے اس مسئلے میں ساری امت سے اختلاف کیا ہے اور ”خَمْر“ سے مراد صرف وہ شراب لی ہے، جو انگور سے تیار کی جائے، بلکہ مزید قیود بھی لگا دی ہیں کہ انگور کا نچوڑا ہوا پانی آگ پر گرم کیے بغیر دو ملت سے کم خشک ہو جائے، اس میں جھاگ پیدا ہو جائے اور وہ نشہ دے تو اسے ”خَمْر“ کہا جائے گا۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا نشہ آور مشروب خمر نہیں کہلاتا، مثلاً: انگور کے علاوہ کسی اور پھل کا نچوڑ ہو یا نچوڑ تو انگور کا ہو مگر اسے آگ پر گرم کر کے خشک کیا گیا ہو یا دو ملت سے زائد خشک ہو جائے، خواہ آگ کے بغیر ہی ہو، ان تمام صورتوں میں ان کے نزدیک اسے ”خَمْر“ نہیں کہا جائے گا، خواہ وہ نشہ دیتا ہو، البتہ اسے مُسْكِر (نشہ دینے والا) کہا جائے گا۔ احناف کے ہاں اس مخصوص ”خَمْر“ کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے، مگر عام مسکرات نشے کی حد سے کم پینا جائز ہیں، احناف کی اس توجیہ کا ثبوت شریعت تو کجا عقل سلیم بھی اس انکار کرتی ہے، کیونکہ شراب کی حرمت کی وجہ تو نشہ ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ شراب اور دیگر نشہ آور مشروبات کے حکم میں فرق کیا جائے؟

سالم بن عبد اللہ بن عمر اپنے باپ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((حَرَّمَ اللَّهُ الْخَمْرَ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔))..... ”اللہ تعالیٰ نے شراب اور ہرنشہ آور چیز کو حرام قرار دیا ہے۔“ (نسائی: ۲/۳۳۳، صحیحہ: ۱۸۱۳، وروی مسلم: ۱۰۰/۶، وغیرہ نحوه)

امام البانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ حدیث ان قطعی دلائل میں سے ہے جو ہرنشہ دینے والی چیز کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں۔ وہ انگور سے بنائی گئی ہو یا کھجور اور مکئی وغیرہ سے یا اس کی مقدار قلیل ہو یا کثیر۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مختلف چیزوں سے تیار کی جانے والی شراب اور اس کی معمولی یا غیر معمولی مقدار میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (صحیحہ: ۱۸۱۴)

امام البانی رحمۃ اللہ علیہ نے (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ) میں اس ضعیف حدیث کا تذکرہ کرنے کے بعد کہا: ((حرمت الخمر لعینہا قلیلہا و کثیرہا، والسکر من کل شراب۔)) ..... ”شراب اپنی ذات کی بنا پر حرام ہے، وہ تھوڑی ہو یا زیادہ اور ہر مشروب سے نشہ حرام ہے۔“

احناف نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ انگوروں سے بنائی جانے والی نشہ آور چیز کو صرف شراب کہتے ہیں، جس کی قلیل مقدار بھی حرام ہوتی ہے اور کثیر بھی۔ جو نشہ آور مشروبات گندم، جو، شہد اور مکئی سے تیار کیے جاتے ہیں، وہ حلال ہیں۔ صرف ان کی اتنی مقدار پینا حرام ہے، جس سے نشہ پیدا ہو جائے۔ (معمولی مقدار پی لینے میں کوئی حرج نہیں)۔

لیکن یہ مذہب باطل ہے اور صحیح و صریح اور یقینی و قطعی احادیث کے مخالف ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ۔)) (مسلم) ..... ”ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔“

اس حدیث کے کثیر شواہد موجود ہیں، امام زیلعی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے، میں نے (ارواء الغلیل: ۴۰/۸-۴۵) میں بعض کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ شیخ علی قاری حنفی نے تو (شرح مسند الامام ابی حنیفہ: ص ۵۹) میں کہا: قریب ہے کہ یہ حدیث متواتر ثابت ہو جائے۔ آپ کو صاحب ہدایہ کے اس قول سے دھوکہ نہیں ہونا چاہیے: (اس حدیث پر یحییٰ بن معین نے طعن کیا)۔ کیونکہ یہ قول بے بنیاد ہے اور ابن معین سے اس کی کوئی اصل نہیں ہے، جیسا کہ امام زیلعی نے کہا اور ابن معین کا مرتبہ اس سے بلند ہے کہ اس حدیث کی صحت ان سے مخفی رہ جائے۔

نیز ارشاد نبوی ہے: ((مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ۔)) ..... ”جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ دے، اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہو جاتی ہے۔“ یہ حدیث تقریباً آٹھ صحابہ سے مروی ہے، امام زیلعی نے (نصب الرایۃ: ۴/۳۰۱-۳۰۶) تمام سندوں کا تذکرہ کیا ہے، میں نے (ارواء الغلیل: ۲۳۷۵، ۲۳۷۶) میں بعض کا ذکر کیا ہے اور امام نسائی نے اپنی سنن میں بعض روایات کا ذکر کیا اور پھر کہا: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نشہ کی کثیر مقدار بھی حرام ہے اور قلیل بھی۔ لیکن اپنے حق میں بعض دھوکہ بازوں نے کہا: جس شراب کی زیادہ مقدار سے نشہ پیدا ہوتا ہے، تو اس کی اتنی کم مقدار حلال ہوتی ہے، جس سے نشہ پیدا نہیں ہوتا۔

**تنبیہ:** ..... ہم نے شراب کے بارے میں احناف کا جو مسلک بیان کیا ہے، اس کو امام ابوحنیفہ اور صاحبین سے بیان کرنے والے امام طحاوی ہیں، امام محمد نے بھی (الانصار: ص ۱۴۸) میں یہ مسلک بیان کیا اور اس کو برقرار رکھا۔ لیکن علامہ ابو الحسنات لکھنوی نے (التعلیق الممجد علی مؤطا محمد) میں کہا کہ امام محمد ہر نشہ آور چیز کی قلیل اور کثیر مقدار کے حرام ہونے کے قائل ہیں، جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے۔ شاید اس مسئلہ میں امام محمد کے دو اقوال ہوں، جن میں سے دوسرا قول احادیث صحیحہ کے موافق ہونے کی وجہ سے درست ہے۔



اس ضعیف حدیث سے احناف نے جو استدلال کر کے شراب کے بارے میں اپنا مسلک پیش کیا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو شراب انگوروں کے علاوہ کسی اور چیز سے تیار کی جائے، اس کی اتنی مقدار پینا جائز ہے جس سے نشہ پیدا نہیں ہوتا، نیز اگر ایسی شراب سے نشہ آ بھی جائے تو پینے والے کو حد نہیں لگائی جاسکتی۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا یہی مسلک ہے، جیسا کہ (الہدایہ: ۱۶۰/۸) سے معلوم ہوتا ہے، لیکن صاحب ہدایہ نے کہا: زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اس کو حد لگائی جائے گی، جیسا کہ امام محمد کا خیال ہے، جن کا دوسرا قول جمہور کے مسلک کے موافق ہے۔ (سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ: ۱۲۲۰)

(۶۷۷۱)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَعَنَ الْخَمْرَ وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَسَاقِيَهَا وَمُسْتَقِيَهَا.)) (مسند احمد: ۲۸۹۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: اے محمد! بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب کے معاملے میں پر لعنت کی ہے: خود شراب پر، اس کو نچوڑنے والے پر، نچروانے والے پر، پینے والے پر، اٹھانے والے پر، جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جائے اس پر، فروخت کرنے والے پر، خریدنے والے پر، پلانے والے پر اور پینے کا مطالبہ کرنے والے پر۔“

**فوائد:** ..... شراب کے سلسلے میں اصل گنہگار تو شراب پینے والا ہے، اسی کے لیے شراب بنائی جاتی ہے، لیکن اس کی وجہ سے مزید ان افراد پر لعنت کی گئی ہے، جو متعلقہ آدمی تک شراب پہنچانے میں تعاون کرتے ہیں۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ شرّ اور برائی میں تعاون بھی گناہ کا کام ہے۔

(۶۷۷۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا أَنْ يَتُوبَ.)) (مسند احمد: ۴۷۲۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دنیا میں شراب پی، وہ اسے آخرت میں نہیں پئے گا، الا یہ کہ وہ توبہ کر لے۔“

**فوائد:** ..... جنت کی شراب، دنیا کی شراب سے یکسر مختلف ہے، لیکن اس حرام شراب کی وجہ سے جنت کی شراب سے محروم کیا جا رہا ہے۔

(۶۷۷۱) تخریج: صحیح لغبیرہ، أخرجه ابن حبان: ۵۳۵۶، والحاكم: ۴/ ۱۴۵، والطبرانی: ۱۲۹۷ (انظر: ۲۸۹۷)

(۶۷۷۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۰۳ (انظر: ۴۷۲۹)

## بَابُ حَدِّ شَرَابِ الْخَمْرِ وَكَمْ يُضْرَبُ؟ وَبِأَيِّ شَيْءٍ يُضْرَبُ؟

شرابی کی حد اور اس کو مارنے کی مقدار کا بیان اور اس کو کس چیز سے مارا جائے گا

حصین بن منذر سے روایت ہے کہ ولید بن عقبہ نے لوگوں کو نماز فجر پڑھائی، جب وہ فارغ ہوا تو وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: کیا میں تم کو مزید نماز پڑھاؤں؟ یہ معاملہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش کیا گیا، انھوں نے اس کو کوڑے مارنے کا حکم دیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے کہا اے حسن! کھڑے ہو جاؤ اور اس کو کوڑے مارو، انہوں نے کہا: آپ کا اس معاملے سے کیا تعلق ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تم عاجز آ گئے ہو اور کمزور پڑ گئے ہو، پھر انھوں نے کہا: اے عبد اللہ بن جعفر! کھڑے ہو جاؤ اور اس کو کوڑے لگاؤ، پس سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اس کو کوڑے مارے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے شمار کرنا شروع کر دیا۔ جب وہ چالیس تک پہنچ گئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رک جاؤ۔ پھر کہا: نبی کریم ﷺ نے شراب پینے کی وجہ سے چالیس کوڑے لگائے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے پورے دور میں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے شروع میں چالیس چالیس کوڑے لگائے، پھر سیدنا عمر نے شراب کی سزا (۸۰) کوڑے پورے کر دیے۔

(دوسری سند) اہل کوفہ سے کچھ لوگ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ولید کے بارے میں شراب پینے کی اطلاعات دیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے اس موضوع پر بات کی، انھوں نے کہا: تم خود اپنے چچے کے بیٹے کو پکڑو اور اس پر حد قائم کرو، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے حسن! کھڑے ہو جاؤ اور اس کو کوڑے لگاؤ، انھوں نے کہا: آپ کا اس معاملے سے

(۱۷۷۳)۔ عَنْ حُضَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ وَعَلَةَ أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ عُقْبَةَ صَلَّى بِالنَّاسِ الصُّبْحَ ثُمَّ التَفَّتْ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: أَرِيدُكُمْ فَرَفَعَ ذَلِكَ إِلَى عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُجْلَدَ، فَقَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: فَمَا يَحْسَنُ! فَاجْلِدْهُ، قَالَ: وَفِيمَ أَنْتَ وَذَلِكَ؟ فَقَالَ عَلِيُّ: بَلْ عَجَزْتَ وَوَهَنْتَ، فَمَا يَأْبَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ! فَاجْلِدْهُ، فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ فَجْلَدَهُ، وَعَلِيُّ يَعُدُّ فَلَمَّا بَلَغَ أَرْبَعِينَ، قَالَ: أَسِيكَ، ثُمَّ قَالَ: ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْخَمْرِ أَرْبَعِينَ وَضَرَبَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ وَعُمَرُ صَدْرًا مِنْ خَلْفَتَيْهِ ثُمَّ أَمَّهَا عُمَرُ ثَمَانِينَ وَكُلُّ سَنَةٍ - (مسند احمد: ۱۲۳۰)

(۱۷۷۴)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّهُ قَدِمَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ عَلَى عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرُوهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِ الْوَلِيدِ أَيْ بِشْرَبِهِ الْخَمْرَ فَكَلَّمَهُ عَلِيُّ فِي ذَلِكَ فَقَالَ: دُونَكَ ابْنِ عَمِّكَ، فَأَقِمَّ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَقَالَ: يَا حَسَنُ فَمَا يَحْسَنُ! فَاجْلِدْهُ، قَالَ: مَا أَنْتَ مِنْ هَذَا

(۱۷۷۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۷۰۷ (انظر: ۱۲۳۰)

(۱۷۷۴) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

فِى شَيْءٍ، وَلِ هَذَا غَيْرِكَ، قَالَ: بَلْ  
صَعُفَتْ وَوَهْنَتْ، الْحَدِيثُ بِنَحْوِ الطَّرِيقِ  
کیا تعلق ہے، یہ معاملہ کسی اور کے سپرد کر دو، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے  
کہا: بلکہ تم کمزور پڑ گئے ہو اور بزدل ہو گئے ہو،..... پھر پہلی  
روایت کی طرح کی روایت بیان کی۔ (مسند احمد: ۶۲۴)

**فوائد:**..... سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چچا کا بیٹا اس لئے قرار دیا تھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، ہاشم  
کی اولاد میں سے تھے اور ولید، عبد شمس کی اولاد میں سے تھے اس اعتبار سے یہ اوپر جا کر چچا کے بیٹے ثابت ہوئے ہیں،  
ہاشم اور عبد شمس دونوں عبد مناف کے بیٹے تھے۔

سنن ابوداؤد (۴۳۸۹) کی ایک روایت میں ہے: جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان  
کی طرف یہ خط لکھا: لوگ بہت زیادہ شراب پینے لگ گئے ہیں اور انھوں نے موجودہ حد اور سزا کو کم سمجھ لیا ہے، پس سیدنا  
عمر رضی اللہ عنہ نے اولین مہاجرین سے مشورہ کیا اور ان سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اب اسی (۸۰) کوڑے لگائے  
جائیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جب آدمی شراب پیتا ہے تو وہ بہتان تراشیاں کرتا ہے اور تہمتیں لگاتا ہے، لہذا میرا خیال  
یہ ہے کہ اس کو تہمت والی حد لگائی جائے۔ (ابوداؤد: ۴۳۸۹)

سنن ابوداؤد (۴۳۸۸) میں ہے: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شرابی لایا گیا، جبکہ آپ ﷺ حنین میں تھے،  
آپ ﷺ نے اس کے چہرے پر مٹی پھینکی اور صحابہ کو حکم دیا کہ وہ اس کو ماریں، پس انھوں نے جوتوں کے ساتھ اور  
جس کے ہاتھ میں جو چیز تھی، اس کے ساتھ اس کی پٹائی کی، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اب بس کر دو۔“ پس  
وہ رک گئے، رسول اللہ ﷺ کی وفات تک ایسے معاملہ چلتا رہا، پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ شراب کی وجہ سے چالیس کوڑے  
لگائے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابتدائے خلافت کے ایام میں چالیس اور پھر اسی (۸۰) کوڑے شروع کیے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ  
اپنے زمانہ خلافت میں (۴۰ اور ۸۰) دونوں سزائیں جاری رکھیں اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی (۸) کی حد کو نافذ کر دیا۔

(۶۷۷۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
أَتَى بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ: ((اضْرِبُوهُ)) قَالَ: فَجَمْنَا الضَّارِبُ  
بِيَدِهِ وَمِنَّا الضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِتَوْبِهِ  
فَلَمَّا انصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْرَاكَ  
اللَّهُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقُولُوا  
هُكَذَا لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ وَلَكِنْ قُولُوا:  
رَحِمَكَ اللَّهُ)) (مسند احمد: ۷۹۷۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس  
ایک آدمی کو لایا گیا، اس نے شراب پی ہوئی تھی، نبی  
کریم ﷺ نے فرمایا: ”اسے مارو۔“ پھر ہم میں سے کسی نے  
اس کو اپنے ہاتھ سے مارا، کسی نے جوتے سے مارا اور کسی نے  
کپڑے سے مارا، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو ایک آدمی  
نے کہا: اللہ تجھے رسوا کرے، لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا:  
”اس طرح نہ کہو، اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو، بلکہ تم یہ  
کہو: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔“

**فوائد:** ..... جس آدمی کو حد لگائی جا رہی ہو، اس کے لیے بددعا نہیں کی جاسکتی، بلکہ اس کے حق میں دعا کرنی چاہیے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی لایا گیا، اس نے شراب پی ہوئی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دو جوتوں سے مارے ہوئے چالیس جوتے مارے۔

(۶۷۷۶)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ لِنَبِيِّ ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَالَ مَسْعَرٌ: أَظْنَهُ، فِي شَرَابٍ، فَضْرَبَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِبَعْلَيْنِ أَرْبَعِينَ۔ (مسند احمد: ۱۱۲۹۷)

(دوسری سند) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دو جوتوں سے شراب کی حد لگاتے ہوئے چالیس جوتے مارے جاتے تھے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت تھا تو انہوں نے ہر جوتے کے عوض ایک کوڑا مارا۔

(۶۷۷۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: جُلِدَ عَلِيُّ عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْخَمْرِ بِبَعْلَيْنِ أَرْبَعِينَ، فَلَمَّا كَانَ زَمَنُ عُمَرَ جُلِدَ بِدَلِّ كُلِّ نَعْلٍ سَوَاطًا۔ (مسند احمد: ۱۱۶۶۴)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ٹہنیوں اور جوتوں سے شراب کی لگائی، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی حد لگائی، یحییٰ کی حدیث کے مطابق چالیس ضربیں لگائی جاتی تھیں، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت شروع ہوئی تو لوگ فتوحات کی کثرت سے خوش حال ہوئے تو شراب نوشی میں اضافہ ہوا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور کہا: اب اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ سب سے ہلکی حد مقرر کر دیں، پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شرابی کی حد اسی کوڑے مقرر کر دیے۔

(۶۷۷۸)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَلَدَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ وَالنَّعَالِ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ، قَالَ يَحْيَى فِي حَدِيثِهِ: أَرْبَعِينَ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ وَدَنَا النَّاسُ مِنَ الرِّيفِ وَالْقُرَى، قَالَ لِأَصْحَابِهِ: مَا تَرَوْنَ؟ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: اجْعَلْهَا كَأَخْفِ الْحُدُودِ، فَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِينَ۔ (مسند احمد: ۱۲۱۶۳)

(دوسری سند) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی لایا گیا، اس نے شراب پی ہوئی تھی، آپ نے اسے کھجور کی دو ٹہنیوں سے

(۶۷۷۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ

(۶۷۷۶) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الترمذی: ۱۴۴۲ (انظر: ۱۱۲۷۷)

(۶۷۷۷) اسنادہ ضعیف لضعف زید العمی، والمسعودی قد اختلط، وسماع یزید منه بعد الاختلاط،

أخرجه ابن ابی شیبہ: ۵۴۷ / ۹، والطحطاوی فی "شرح معانی الآثار": ۱۵۷ / ۳ (انظر: ۱۱۶۴۱)

(۶۷۷۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۷۷۳، ۶۷۷۶، ومسلم: ۱۷۰۶ (انظر: ۱۲۱۳۹)

(۶۷۷۹) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

چالیس ضربیں لگائیں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی سنت جاری رکھی، لیکن جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انھوں نے لوگوں سے مشورہ کیا، سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ سب سے ہلکی حد اسی (۸۰) کوڑے ہے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شرابی کو اسی کوڑے لگانے کا حکم دے دیا۔

**فوائد:**..... شریعت اسلامیہ میں سب سے ہلکی حد تہمت لگانے والے کی ہے، یعنی اسی (۸۰) کوڑے، باقی تمام حدود اس سے زیادہ سنگین ہیں۔

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں شرابی کو لاتے اور اس کے قریب کھڑے ہو کر اس کو ہاتھوں، جوتوں اور کپڑوں سے مارتے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے شروع میں شرابی کی حد چالیس کوڑے کر دی گئی، لیکن جب شرابیوں نے سرکشی کی اور انھوں نے فسق اختیار کر لیا تو شرابی کی سزا اسی کوڑے کر دی گئی۔

سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نعیمان یا ابن نعمان کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، وہ نشے میں مست تھے، یہ بات رسول اللہ ﷺ پر گراں گزری، ایک روایت میں ہے: اس صورتحال سے نبی کریم ﷺ کو بڑی مشقت ہوئی، پھر آپ ﷺ نے گھر میں موجود افراد کو حکم دیا کہ وہ اس کو ماریں، سیدنا عقبہ کہتے ہیں؟ میں بھی اس کو مارنے والوں میں تھا، ہم نے اس کو ہاتھوں اور کھجور کی ٹہنیوں سے مارا تھا۔

فَجَلَدَهُ بِجَرِيدَتَيْنِ نَحْوِ الْأَرْبَعِينَ، قَالَ: وَقَعَلَهُ أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ اسْتَشَارَ النَّاسَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: أَخْفُ الْحُدُودِ ثَمَانُونَ، قَالَ: فَأَمَرَ بِهِ عُمَرُ. (مسند احمد: ۱۲۸۳۶)

(۶۷۸۰)۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ: كُنَّا نَأْتِي بِالشَّارِبِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَفِي امْرَأَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ امْرَأَةِ عُمَرَ، فَنَقُومُ إِلَيْهِ فَنَضْرِبُهُ بِأَيْدِينَا وَنَعَالِنَا وَارْدِيَتِنَا، حَتَّى كَانَ صَدْرًا مِنْ امْرَأَةِ عُمَرَ فَجَلَدَ فِيهَا أَرْبَعِينَ، حَتَّى إِذَا عَتَوْا فِيهَا وَفَسَقُوا جَلَدَ ثَمَانِينَ. (مسند احمد: ۱۵۸۱۰)

(۶۷۸۱)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِالنُّعَيْمَانَ أَوْ ابْنِ النُّعَيْمَانَ وَهُوَ سَكْرَانٌ، قَالَ: فَاسْتَدَّ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (وَفِي لَفْظٍ: فَشَقَّ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَشَقَّةً شَدِيدَةً) وَأَمَرَ مَنْ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوهُ، قَالَ عُقْبَةُ: فَكُنْتُ فِيمَنْ ضَرَبَهُ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ) فَضْرَبُوهُ بِالْأَيْدِي وَالْجَرِيدِ، فَكُنْتُ فِيمَنْ ضَرَبَهُ. (مسند احمد: ۱۶۲۵۵)

(۶۷۸۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۷۷۹ (انظر: ۱۵۷۱۹)

(۶۷۸۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۷۷۵ (انظر: ۱۶۱۵۵)



**فوائد:** ..... سیدنا نعیمان رضی اللہ عنہما اسلام کے اولین سپوتوں میں سے تھے، یہ بیعت عقبہ اور غزوہ بدر اور دیگر کئی معرکوں میں شریک ہوئے تھے، یہ خوش طبع انسان تھے، نبی کریم ﷺ بھی ﷺ ان کی خوش طبعی سے مسکراتے تھے، ان جیسے عظیم لوگوں کو شراب سے دور رہنا چاہیے تھا، اسی وجہ سے آپ ﷺ کو رنج و ملال زیادہ ہوا۔

اس جگہ اگرچہ شک کے ساتھ ہے کہ نعیمان یا ابن نعیمان کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، لیکن صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ میں شک کے بغیر ہے کہ نعیمان کو لایا ہے۔ مزید وہاں یہ بھی ہے اس کو لانے والے حدیث کے راوی عقبہ بن حارث خود ہی تھے۔ (عبداللہ رقیق)

(۶۷۸۲)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عِدَاةَ يَوْمِ الْفَتْحِ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ يَتَخَلَّلُ النَّاسَ يَسْأَلُ عَنْ مَنْزِلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَأَتَيْتُ بِشَارِبٍ فَأَمَرَهُمْ فَضَرَبُوهُ بِمَا فِي أَيْدِيهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِعَصَا وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِسَوْطٍ وَحَتَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ التُّرَابَ۔ (مسند احمد: ۱۶۹۳۳)

سیدنا عبد الرحمن بن ازہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو فتح مکہ والے دن دیکھا، جبکہ میں نوجوان جوان تھا، آپ لوگوں کے پتوں بیچ سے آرہے تھے اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے گھر کے متعلق دریافت کر رہے تھے، اسی اثناء میں آپ ﷺ کے پاس ایک شرابی کو لایا گیا، آپ نے لوگوں کو حکم دیا اور ان کے ہاتھوں میں جو چیز بھی تھی، انھوں نے اس کو اس سے مارنا شروع کر دیا، کسی نے لاشی سے مارا اور کسی نے کوڑے سے مارا، نبی کریم ﷺ نے اس پر چلو بھرمٹی پھینکی۔

(۶۷۸۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِي ثَانٍ) قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ النَّاسَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، يَسْأَلُ عَنْ مَنْزِلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَأَتَيْتُ بِسَكْرَانَ فَأَمَرَ مَنْ كَانَ مَعَهُ أَنْ يَضْرِبُوهُ بِمَا كَانَ فِي أَيْدِيهِمْ۔ (مسند احمد: ۱۶۹۳۲)

(دوسری سند) سیدنا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ حنین والے دن لوگوں کے درمیان سے گزرتے آرہے تھے اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے گھر کے بارے میں دریافت کر رہے تھے، اسی اثناء میں آپ کے پاس ایک شرابی لایا گیا، پس آپ ﷺ نے اپنے ساتھ والے لوگوں کو حکم دیا کہ ان کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے، وہ اس کے ساتھ اس کو ماریں۔

(۶۷۸۲) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابوداؤد: ۴۴۸۹ (انظر: ۱۶۸۱۰)

(۶۷۸۳) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

ابو وواک سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اس وقت سے نبیز نہیں پی، جب سے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی، وہ کہتے ہیں: ایک آدمی کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، لوگوں نے بتایا کہ اس نے نشہ کر رکھا ہے، اس نے کہا: میں نے تو کدو کے برتن میں مٹی اور کھجور ڈال کر پی ہے، بہر حال جوتوں سے اس کی پٹائی کی گئی اور ہاتھوں سے اس کو دھکے دیئے گئے اور نبی کریم ﷺ نے کدو والے برتن اور مٹی اور کھجور ملا کر پینے سے منع فرمادیا۔

(۶۷۸۴)۔ عَنْ أَبِي النَّيَّاحِ عَنْ أَبِي الْوَدَّائِكِ قَالَ: لَا أَشْرَبُ نَبِيذًا بَعْدَ مَا سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: جِئْتُ بِرَجُلٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: قَالُوا: إِنَّهُ نَشْوَانٌ، فَقَالَ: إِنَّمَا شَرِبْتُ زَبِيبًا وَتَمْرًا فِي دُبَائَةِ، قَالَ: فَخَفِقَ بِالتَّعَالِ وَنَهِيَ بِالْأَيْدِي، وَنَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَا۔ (مسند احمد: ۱۱۳۱۷)

**فوائد:** ..... جب شراب حرام ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے جن برتنوں سے منع کیا تھا، ان میں سے ایک کدو کا برتن تھا، بعد میں آپ ﷺ نے ان تمام برتنوں کے استعمال کو جائز قرار دیا تھا۔ مٹی اور کھجور کو ملا کر نبیز بنانے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ ان میں جلدی نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نشہ میں مست آدمی لایا گیا، آپ نے اس پر حد لگائی اور اس سے پوچھا: ”تیری شراب کس چیز سے تیار کی گئی ہے؟“ اس نے کہا: مٹی اور کھجور سے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان میں سے ہر ایک چیز دوسری سے کفایت کرتی ہے۔“

(۶۷۸۵)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِسَكْرَانَ فَضْرَبَهُ الْحَدَّ، فَقَالَ: ((مَا شَرَابُكَ؟)) فَقَالَ: الزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ، قَالَ: ((يَكْفِي كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ))۔ (مسند احمد: ۴۷۸۶)

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں کسی آدمی پر حد قائم کروں اور وہ مرجائے تو مجھے کوئی غم نہیں ہوگا، ماسوائے شراب کی حد لگاتے ہوئے، اگر کوئی اس حد کے دوران مر جائے گا تو میں اس کی دیت ادا کروں گا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس کی حد کو متعین نہیں کیا۔

(۶۷۸۶)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا مِنْ رَجُلٍ أَقَمْتُ عَلَيْهِ حَدًّا فَمَاتَ فَأَجِدُ فِي نَفْسِي إِلَّا الْخَمْرَ، فَإِنَّهُ لَوْ مَاتَ لَوَدِدْتُهِ لَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَسْنَهُ۔ (مسند احمد: ۱۰۲۴)

**فوائد:** ..... دوسری حدود کی طرح شراب کی حد کا تعین نہیں کیا گیا، اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی اور

(۶۷۸۴) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجه الطيالسي: ۲۱۷۶، والنسائي في "الكبرى": ۵۲۹۲ (انظر: ۱۱۲۹۷) (۶۷۸۵) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة النجرانی الذی روی عنه ابو اسحاق، أخرجه ابو يعلى: ۵۷۸۳، والطيالسي: ۱۹۴۰ (انظر: ۴۷۸۶) (۶۷۸۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۷۷۸، ومسلم: ۱۷۰۷ (انظر: ۱۰۲۴)

احتیاط کا یہی تقاضا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں شرابی کی حد مقرر نہیں تھی۔ چھڑی، جوتوں، کپڑوں سے سزا دے دی جاتی تھی، البتہ یہ بات درست ہے کہ ایک موقع پر زیادہ سے زیادہ چالیس ضربیں لگائی گئیں، اسی چیز کو دیکھ کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کا قانون جاری رکھا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کبار صحابہ کے مشورے سے اسی (۸۰) کوڑوں تک سزا زیدہ کر دی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے بڑی دورانہدیشی پر مشتمل تھی کہ شرابی تہمت اور بہتان والی باتیں کرتا ہے، اس لیے اس کو تہمت والی سزا دی جائے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي قِتْلِ الشَّارِبِ فِي الرَّابِعَةِ وَبَيَانِ نَسْخِهِ چوتھی مرتبہ شرابی کو قتل کرنے اور پھر اس حکم کے منسوخ ہو جانے کا بیان

(۶۷۸۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ فَاقْتُلُوهُ))، قَالَ وَكَيْفَ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: ائْتُونِي بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الرَّابِعَةِ فَلَكُمْ عَلَيَّ أَنْ أَقْتُلَهُ۔ (مسند احمد: ۶۷۹۱)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شراب پئے اسے کوڑے مارو، اگر وہ دوبارہ پئے تو پھر کوڑے لگاؤ، اگر وہ سہ بارہ پئے تو پھر کوڑے مارو اور اگر وہ چوتھی مرتبہ پئے تو پھر تم اس کو قتل کر دو۔“ کعب نے اپنی حدیث میں کہا کہ عبد اللہ نے کہا: میرے پاس اس آدمی کو لاؤ جس نے چوتھی مرتبہ شراب پی ہو، مجھ پر یہ تمہارا ذمہ ہوگا کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔

(۶۷۸۸)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوهُ)) (مسند احمد: ۱۶۹۷۲)

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شراب پئے اسے حد لگاؤ، اگر وہ پھر پئے تو پھر حد لگاؤ، اگر وہ پھر پی لے تو اسے حد لگاؤ، لیکن اگر وہ چوتھی مرتبہ شراب نوشی کرے تو تم اسے قتل کر دو۔“

(۶۷۸۹)۔ عَنْ سُرْحَبِيلَ بْنِ أَوْسٍ وَكَانَ

صحابی رسول سیدنا شرحبیل بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

(۶۷۸۷) تخریج: صحیح بشواہدہ (انظر: ۶۷۹۱)

(۶۷۸۸) اسنادہ صحیح، أخرجه ابوداود: ۴۴۸۲، والترمذی: ۱۴۴۴، وابن ماجه: ۲۵۷۳ (انظر: ۱۶۸۴۷)

(۶۷۸۹) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۶۲۰، ۷۲۱۲، والحاکم: ۴/ ۳۷۳

(انظر: ۱۸۰۵۳)

کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شراب پئے اسے کوڑے لگاؤ، اگر وہ پھر پئے تو پھر کوڑے لگاؤ، اگر وہ پھر پی لے تو اسے حد لگاؤ، لیکن اگر وہ پھر بھی شراب نوشی کرے تو تم اسے قتل کر دو۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شراب پئے اسے کوڑے لگاؤ، اگر پھر پئے تو تم اسے حد لگاؤ، اگر وہ پھر پئے تو اسے حد لگاؤ۔“ چوتھی یا پانچویں مرتبہ فرمایا: ”اگر وہ پھر پئے تو تم اس کو قتل کر دو۔“

سیدنا شریذ بنیہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی شراب پئے تو اس کو کوڑے لگاؤ، اگر وہ پھر پئے تو پھر کوڑے لگاؤ، اگر وہ پھر پئے تو پھر کوڑے لگاؤ۔“ آپ ﷺ نے چار یا پانچ دفعہ ایسے ہی فرمایا اور پھر فرمایا: ”اگر وہ پھر شراب پئے تو اس کو قتل کر دو۔“

ابو بشر کہتے ہیں: میں نے یزید بن ابی کبشہ سے سنا، وہ شام میں خطبہ دے رہے تھے، اس دوران انھوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی سے سنا، وہ عبد الملک بن مروان کو شراب کے بارے میں بتا رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے شراب کے بارے میں فرمایا: ”اگر کوئی آدمی شراب پئے تو اسے کوڑے لگاؤ، اگر پھر وہ پیئے تو پھر اسے کوڑے لگاؤ، اگر وہ چوتھی مرتبہ پئے تو اسے قتل کر دو۔“

مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ فَاقْتُلُوهُ.)) (مسند احمد: ۱۸۲۱۷)

(۶۷۹۰)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ، قَالَ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ شَرِبَهَا فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ شَرِبَهَا فَاجْلِدُوهُ.)) (مسند احمد: ۱۸۲۱۷)

(۶۷۹۱)۔ عَنِ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ حَدَّثَهُ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا شَرِبَ الرَّجُلُ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِذَا شَرِبَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِذَا شَرِبَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِذَا شَرِبَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِذَا شَرِبَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِذَا شَرِبَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِذَا شَرِبَ فَاجْلِدُوهُ.)) (مسند احمد: ۱۹۶۸۹)

(۶۷۹۲)۔ عَنِ أَبِي بَشِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ أَبِي كَبْشَةَ يَخْطُبُ بِالشَّامِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُحَدِّثُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ فِي الْخَمْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي الْخَمْرِ: ((إِنْ شَرِبَهَا فَاجْلِدُوهُ ثُمَّ إِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ عَادَ فَاقْتُلُوهُ.)) (مسند احمد: ۲۳۵۱۸)

(۶۷۹۰) تخريج: اسنادہ ضعیف لجهالة حال حميد بن يزيد، أخرجه ابو داود: ۴۴۸۳ (انظر: ۶۱۹۷)

(۶۷۹۱) تخريج: اسنادہ ضعیف بهذه السياقة، لكن له شاهد من حديث ابی هريرة، أخرجه الدارمی:

۲۳۱۳، والطبرانی فی "الكبير": ۷۲۴۴، والحاكم: ۴ / ۳۷۲ (انظر: ۱۹۴۶۰)

(۶۷۹۲) تخريج: صحيح لغیره، أخرجه الحاكم: ۴ / ۳۷۲ (انظر: ۲۳۱۳۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے شراب پی، اس کو کوڑے لگاؤ، پھر جب اس نے شراب پی، تو تم پھر اس کو کوڑے لگاؤ، پھر اگر اس نے شراب پی تو تم اس کو کوڑے لگاؤ، اگر وہ چوتھی مرتبہ شراب پیتا ہے تو اس کو قتل کر دو۔“

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی شراب پئے تو اسے حد لگاؤ، پھر اگر وہ پئے تو اسے حد لگاؤ، اگر وہ چوتھی مرتبہ پئے تو اس کی گردن اڑا دو۔“ امام زہری کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس چوتھی مرتبہ ایک آدمی کو لایا گیا، وہ نشے میں تھا، لیکن آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

(۶۷۹۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِذَا نَشِبَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِذَا شَرِبَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِذَا شَرِبَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ)) (مسند احمد: ۱۰۷۴۰)

(۶۷۹۴)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنْ سَكَرَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ سَكَرَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ)) قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرَجُلٍ سَكَرَانَ فِي الرَّابِعَةِ فَخَلَّى سَيْلَهُ۔ (مسند احمد: ۷۸۹۸)

**فوائد:** ..... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شرابی کو قتل کرنے کی حد منسوخ ہو چکی ہے، امام ترمذی نے کہا: شروع میں قتل کی سزا تھی، لیکن پھر اس کو منسوخ کر دیا گیا..... عام اہل علم کے نزدیک یہی رائے معتبر ہے، ہمارے علم کے مطابق قدیم و جدید اہل علم میں قتل کے منسوخ ہو جانے پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔

بَابُ هَلْ يَثْبُتُ الْحَدُّ عَلَى مَنْ وَجَدَ مِنْهُ سَكْرٌ أَوْ رِيحٌ وَلَمْ يَعْتَرِفْ؟  
جس آدمی سے شراب کا نشہ یا اس کی بو محسوس کی جا رہی ہو، کیا اس پر حکم ثابت ہو جائے گی، اگرچہ وہ اعتراف نہ کرے؟

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شراب کی حد مقرر نہیں فرمائی، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے شراب پی اور وہ اس میں اتنا مست تھا کہ ایک گلی میں لڑکھڑا رہا تھا، اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لے

(۶۷۹۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَقْتِ فِي الْخَمْرِ حَدًّا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: شَرِبَ رَجُلٌ فَسَكَرَ فَلَقِيَ يَمِيلٌ فِي فَجٍّ، فَانْطَلِقَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَلَمَّا

(۶۷۹۳) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ۴۴۸۴، وابن ماجه: ۲۵۷۲، والنسائی: ۳۱۴ / ۸ (انظر: ۱۰۷۲۹)

(۶۷۹۴) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۷۹۵) تخریج: اسنادہ ضعیف، محمد بن علی بن یزید بن رکانہ فی عداد المجہولین، وفي متن حدیثه مخالفة للأحاديث الصحيحة التي فيها ان حد شارب الخمر كان على زمن النبي ﷺ اربعين، أخرجه ابوداود: ۴۴۷۶ (انظر: ۲۹۶۳)



جایا گیا، جب وہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کے برابر پہنچا تو وہ ہاتھوں سے نکل کر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہو گیا اور ان کے پیچھے سے ان کو چمٹ گیا، جب لوگوں نے اس بات کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا: ”کیا واقعتاً اس نے ایسا کیا ہے؟“ پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے میں کوئی حکم نہ دیا۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حمص میں سورۃ یوسف پڑھی، ایک آدمی نے کہا: یہ اس طرح نازل نہیں ہوئی، سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ جب اس کے قریب ہوئے تو اس سے شراب کی بو محسوس کی، پھر انھوں نے اس سے کہا: کیا تو حق کو جھٹلاتا ہے اور یہ گندی چیز پیتا ہے، میں تجھے حد لگائے بغیر نہیں چھوڑوں گا، پھر انھوں نے اسے حد لگائی اور کہا: اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ نے یہ سورت مجھے اسی طرح پڑھائی تھی۔

حَاذِي بِدَارِ عَبَّاسٍ انْفَلَتَ فَدَخَلَ عَلَيَّ  
عَبَّاسٍ فَالتَزَمَهُ مِنْ ورائِهِ فَذَكَرُوا ذَالِكَ  
لِنَبِيِّ ﷺ فَضَحِكَ وَقَالَ: ((قَدْ فَعَلَهَا))  
ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْهُمْ فِيهِ بِشَيْءٍ - (مسند احمد:  
۲۹۶۳)

(۶۷۹۶)۔ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
مَسْعُودٍ أَنَّهُ، قَرَأَ سُورَةَ يُوسُفَ بِحِمصَ  
فَقَالَ رَجُلٌ: مَا هَكَذَا أَنْزَلْتِ، فَذَنَّا مِنْهُ عَبْدُ  
اللَّهِ فَوَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الخَمْرِ، فَقَالَ: أَتَكْذِبُ  
بِالْحَقِّ وَتَشْرَبُ الرِّجْسَ؟ لَا أَدْعُكَ حَتَّى  
أَجْلِدَكَ حَدًّا، قَالَ: فَضَرَبَهُ الْحَدَّ، وَقَالَ:  
وَاللَّهِ! لَهَكَذَا أَقْرَأْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ -  
(مسند احمد: ۳۵۹۱)

**فوائد:** ..... شرابی کو تین صورتوں میں سزا دی جائے گی:

- (۱) جب دو عادل گواہ گواہی دے دیں۔
  - (۲) جب وہ خود اقرار کرے۔
  - (۳) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو شراب کی حد اس بنا پر لگائی کہ ایک آدمی نے کہا: میں نے اس کو شراب پیتے ہوئے دیکھا اور دوسرے نے کہا: میں نے اس کو شراب کی تے کرتے ہوئے دیکھا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تک شراب نہ پی ہو، تے کیسے کر سکتا ہے، پھر انھوں نے اس کو حد لگائی۔ (صحیح مسلم: ۱۷۰۷)
- بہر حال تیسری صورت میں واضح علامت کا ہونا ضروری ہے، جیسے تے، بود غیرہ، جبکہ یہ یقین ہو کہ یہ بومعدے سے آ رہی ہے اور واقعی شراب کی ہے، جیسے تمباکو نوشی کرنے والے کے منہ سے آنے والی بد بو سے واضح طور پر پتہ چل رہا ہوتا ہے کہ اس نے تمباکو نوشی کی ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي قَدْرِ التَّعْزِيرِ وَالْحَبْسِ فِي التَّهْمِ تعزیر کی مقدار اور تہمتوں کی وجہ سے قید کر لینے کا بیان

سیدنا ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارا جائے، الا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کوئی حد ہو۔“

(۶۷۹۷)۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلْدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) (مسند احمد: ۱۰۹۲۶)

(دوسری سند) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دس کوڑوں سے زیادہ کوڑے نہ مارو، مگر اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد میں۔“

(۶۷۹۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا تَجْلَدُوا فَوْقَ عَشْرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) (مسند احمد: ۱۶۶۰۵)

**فوائد:**..... شریعت اسلامیہ میں حدود اور ان کی سزاؤں کا تعین کر دیا گیا ہے، تعزیر سے مراد اس جرم کی سزا ہے، جو حد شرعی والے جرم سے کم ہو، اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ تعزیر دس کوڑوں سے زیادہ نہ دی جائے۔

سیدنا معاویہ بن حنیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری قوم کے کچھ لوگ تہمت کے جرم میں پکڑ کر قید کر دیئے، پھر ہماری قوم کا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، اس نے کہا: اے محمد! آپ نے میرے پڑوسیوں کو قید کیوں کر رکھا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خاموشی اختیار کی، وہ پھر کہنے لگا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ شر سے منع کرتے ہیں، جبکہ آپ تو شر پھیلا رہے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ کیا کہتا ہے؟“ سیدنا معاویہ کہتے ہیں: میں نے دونوں کے درمیان بات کو واضح نہ ہونے دیا، ڈر یہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ

(۶۷۹۹)۔ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: أَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ نَاسًا مِنْ قَوْمِي فِي تَهْمَةٍ فَحَبَسَهُمْ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! عَلَامَ تَحْبِسُ جِيرَتِي؟ فَصَمَّتِ النَّبِيُّ ﷺ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنْ نَاسًا يَقُولُونَ: إِنَّكَ تَنْهَى عَنِ الشَّرِّ وَتَسْتَخْلِي بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا يَقُولُ؟)) قَالَ: فَجَعَلْتُ أُعْرِضُ بَيْنَهُمَا بِالْكَلَامِ مَخَافَةَ أَنْ يَسْمَعَهَا، فَيَدْعُو عَلَى قَوْمِي دَعْوَةَ لَا

(۶۷۹۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۸۴۸ (انظر: ۱۰۸۳۲)

(۶۷۹۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۷۹۹) اسنادہ حسن، أخرجه ابوداود: ۳۶۳۰، والترمذی: ۱۴۱۷، والنسائی: ۸/ ۶۶ (انظر: ۲۰۰۱۹)

آپ ﷺ اس کی بات سن لیں اور میری قوم پر بددعا کر دیں، پھر میری قوم کبھی بھی فلاح نہیں پاسکے گی، لیکن نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ لگے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ اس کو سمجھ گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا واقعی ان لوگوں نے یہ تہمت والی بات کہی ہے، اللہ کی قسم! اگر میں وہ کام کر دوں، جس سے میں نے منع کیا ہے، تو اس کا بوجھ مجھ پر ہوگا، ان پر نہیں ہوگا تم اس کے پڑوسیوں کو چھوڑ دو۔“

يُفْلِحُونَ بَعْدَهَا أَبَدًا، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ بِهِ حَتَّىٰ فَيَهَمَهَا، فَقَالَ: قَدْ قَالُوهَا أَوْ قَاتَلَهَا مِنْهُمْ؟ وَاللَّهِ! لَوْ فَعَلْتُ لَكَانَ عَلَيَّ وَمَا كَانَ عَلَيْهِمْ، خَلُوهُ عَنْ جِيرَانِهِ. (مسند احمد: ۲۰۲۶۸)

**فوائد:**..... اس حدیث سے معلوم کی کہ معاملہ واضح ہونے تک متعلقہ افراد کو قید کرنا جائز ہے، دراصل یہ کوئی سزا نہیں ہے، بلکہ جرم کی تحقیق و تفتیش کے لیے ہے، اس کے بعد فیصلہ کیا جائے گا کہ متعلقہ فرد مجرم ہے یا نہیں اور اس کا جرم حد یا تعزیر کے قابل ہے یا نہیں، اس لیے اس قید کے دوران کسی کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحَارِبِينَ وَقَطَاعِ الطَّرِيقِ  
محاربین اور راستوں کو غیر محفوظ کر دینے والوں کا بیان

مُحَارِبٍ: لغوی معنی: لڑائی کرنے والا

اصطلاحی تعریف:..... جو لوگوں کو قتل ہونے یا مال چھین جانے کے ڈر سے گھبراہٹ میں ڈال رکھے، خواہ وہ شہر میں ہو یا اس سے باہر اور ایسا کرنے والا مسلمان ہو یا کافر۔

اس مذکورہ گھبراہٹ میں ڈالنے کے عمل کو محاربہ کہتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی منظم اور مسلح جتھے کا اسلامی حکومت کے دائرے میں یا اس کے قریب صحرا وغیرہ میں راہ چلتے قافلوں اور افراد اور گروہوں پر حملے کرنا، قتل و غارت گری کرنا، سلب و نهب، اغوا اور آبروریزی کرنا وغیرہ۔

(۶۸۰۰)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثَمَانِيَةَ نَفَرٍ مِنْ عَكْلٍ فَأَسْلَمُوا فَاجْتَمَعُوا الْمَدِينَةَ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَأْتُوا بِإِلِ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوا مِنْ آبِوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا، فَفَعَلُوا فَصَحُّوا فَأَرْتَدُّوا وَقَتَلُوا رُعَاتَهَا أَوْرَعَاءَ هَا وَسَافُوَهَا، فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عکل قبیلے کے آٹھ افراد نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا، لیکن جب انھوں نے مدینہ کی آب و ہوا کو نا موافق پایا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ صدقہ کی اونٹنیوں کے پاس چلے جائیں اور ان کا پیشاب اور دودھ پیئیں، انہوں نے ایسے ہی کیا، لیکن جب وہ صحت یاب ہو گئے تو وہ مرتد ہو گئے اور انہوں نے ان کے چرواہوں کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے

(۶۸۰۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۸۰۲، ومسلم: ۱۶۷۱ (انظر: ۱۳۰۴۵)

گئے، نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو ان کی تلاش میں بھیجا اور وہ ان کو تلاش کر کے لے آئے، آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور انہیں داغا نہیں، یہاں تک کہ وہ مر گئے، آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں سلاخیں بھی پھیری تھیں۔

(دوسری سند) عکلم قبیلے کے آٹھ افراد رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کی اسلام پر بیعت کی، مدینہ کی سرزمین کی آب و ہوا انہیں راس نہ آئی اور ان کے جسم بیمار پڑ گئے، جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کی شکایت کی تو..... پھر اوپر والی حدیث کی مانند بیان کیا.....، البتہ اس کے آخر میں ہے: پھر انہیں دھوپ میں پھینک دیا گیا، یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

(تیسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: آپ نے مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلاخیں پھیریں اور انہیں ۷۰ زمین میں پھینک دیا، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ان میں سے ایک فرد کو دیکھا کہ وہ اپنے منہ سے زمین کو کاٹتا تھا، پھر وہ سب اسی حالت میں مر گئے۔ محمد بن سیرین نے کہا: یہ حدود کے نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے۔

**فوائد:**..... یہ لوگ محاربین تھے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّمَا جَزَاؤُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ نَقَطَعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ جِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْأُخْرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾ (المائدہ: ۳۳) ”جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں، یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے، یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری اور آخرت میں ان کے

طَلَبِهِمْ قَافَةً، فَأَتَى بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَلَمْ يَخْسِمَهُمْ حَتَّى مَاتُوا وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ۔ (مسند احمد: ۱۳۰۷۶)

(۶۸۰۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانٍ) أَنْ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبَايَعُوهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الْأَرْضَ فَسَقَمَتِ أَجْسَامُهُمْ فَشَكُوا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَفِي آخِرِهِ ثُمَّ نُبِذُوا فِي الشَّمْسِ حَتَّى مَاتُوا۔ (مسند احمد: ۱۲۹۶۷)

(۶۸۰۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ) بِنَحْوِهِ وَفِيهِ: فَاقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ مِنْ خِلَافٍ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ وَالْقَاهُمْ بِالْحَرَّةِ، قَالَ أَنَسٌ: قَدْ كُنْتُ أَرَى أَحَدَهُمْ يَكْدِمُ الْأَرْضَ بِيَفِيهِ حَتَّى مَاتُوا (زاد في رواية) قَالَ قَتَادَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ: إِنَّمَا كَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزَلَ الْحُدُودُ۔ (مسند احمد: ۱۴۱۰۷)

(۶۸۰۱) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۸۰۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

لیے بہت بڑا عذاب ہے۔“

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ آیت عربین کے بارے میں نازل ہوئی۔ (ابوداؤد: ۴۳۶۹، نسائی: ۷/۱۰۰) مذکورہ پانچ احادیث میں ان ہی عربینہ اور عکلی قبیلے کے افراد کا ذکر ہے، لیکن یہ آیت ان لوگوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اس قسم کے جرائم کرنے والوں کے لیے عام حکم رکھتی ہے۔

جناب ابو قلابہ نے کہا: 'هُؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوا وَقَتَلُوا وَكَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ'۔ ..... ان لوگوں نے چوری کی، قتل کیا، ایمان کے بعد پھر سے کفر کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے محاربہ کیا۔

(صحیح بخاری: ۶۸۰۲، ۶۸۰۵)

اس بحث سے ثابت ہوا کہ یہ لوگ محارب تھے اور ان کو محاربہ کی سزا دی گئی۔  
امام محمد بن سیرین کے قول کا مطلب یہ ہے کہ دوسری حدود کے نزول سے قبل محاربہ کا حکم نازل ہوا تھا۔



## أَبْوَابُ السَّحْرِ وَالْكَهَانَةِ وَالنَّجِيمِ

### جادو، کہانت اور نجومیت کے ابواب

جادو: ان تعویذ گنڈوں اور دھاگوں کی گرہوں وغیرہ کو کہتے ہیں، جو انسان کے بدن اور خصوصاً دل پر اثر کرتے ہیں، جن کی وجہ سے انسان بیمار ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی اس کی موت بھی واقع ہو جاتی ہے، بعض اوقات میاں بیوی میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔

کہانت: غیب دانی، یعنی زمانہ مستقبل میں کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کا دعویٰ کرنا کہانت کہلاتا ہے۔  
نجومیت: اس سے مراد ستاروں کا وہ علم ہے، جس کی روشنی میں مستقبل میں پیش آنے والے حادثات و واقعات کو معلوم کر لینے کا دعویٰ کیا جاتا ہے، مثال کے طور پر بارشوں کا نزول اور اشیا کی قیمتوں کا بڑھ جانا۔  
تینوں امور کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ثُبُوتِ السَّحْرِ وَتَأْيِيرِهِ بِإِرَادَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَوَعِيدِ مَنْ صَدَقَهُ بِغَيْرِ ذَالِكَ  
اللَّهُ تَعَالَى كَمَا حُكِمَ سَعَةَ جَادُو كِي تَأْيِيرِهِ كَا أَدَى كِي وَعِيدِ كَا بِيَانِ جَوَاسُ كَمَا حُكِمَ كَا بَغْيِرِ اس كِي تَصْدِيقِ  
كِرْتَا هُو

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: بنو زریق کے لیبید بن اعصم نامی ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا، یہاں تک کہ اس کا اتنا اثر ہو گیا کہ آپ ﷺ کو یہ خیال آتا کہ آپ ﷺ نے کوئی کام کیا ہے، جبکہ آپ ﷺ نے کیا نہیں ہوتا تھا، یہاں تک کہ ایک دن آپ ﷺ نے دعا کی، پھر دعا کی فرمایا: ”عائشہ! مجھے سمجھ آگئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی ہے، میرے پاس دو آدمی آئے، ان میں

(٦٨٠٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَحَرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَهُودِيٌّ مِنْ يَهُودِ بَنِي رَيْثِي يُقَالُ لَهُ: لَيْبِدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، حَتَّى كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهُ، قَالَتْ: حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ دَعَانِي قَالَتْ: ((يَا عَائِشَةُ! سَعَرْتُ أَنَّ اللَّهَ

ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس، سر کے پاس بیٹھنے والے نے پاؤں کے پاس بیٹھنے والے سے یا پاؤں والے نے سر والے سے کہا: اس بندے کو کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: اس پر جادو ہوا ہوا ہے، اس نے کہا: کس نے اس پر جادو کیا ہے؟ اس نے کہا: لید بن اعصم نے، اس نے کہا: کس چیز میں؟ اس نے کہا: کنگھی میں، کنگھی کرتے وقت گرنے والے بالوں میں اور زکھور کے شکوفے کے غلاف میں ہے، اس نے کہا: یہ عمل اب کہاں ہے؟ اس نے کہا: یہ اروان کے کنویں میں ہے۔“ سیدہ کہتی ہیں: لوگ اس کنویں کی طرف گئے، ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ خود اس کنویں کی طرف تشریف لے گئے، اس کے پاس لگی ہوئی کھجوریں تھیں، پھر آپ ﷺ نے واپس آ کر فرمایا: ”اے عائشہ! اس کا پانی ایسے لگ رہا تھا، جیسے اس میں مہندی بھگوئی گئی ہے، اور اس کی کھجوریں شیطانوں کے سروں کی مانند نظر آ رہی تھیں۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے اس (جادو والے عمل کو نکال کر) جلا کیوں نہیں دیا؟ ایک روایت میں ہے: آپ اس کو جلا دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت دے دی ہے اور اب میں ناپسند کرتا ہوں کہ لوگوں میں اس شر کو خواہ مخواہ پھیلاؤں۔“ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس عمل کو دفن کر دیا گیا۔

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ چھ ماہ تک اسی حالت میں رہے کہ آپ ﷺ دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک کام کیا ہے، لیکن کیا نہیں ہوتا تھا، پس دو فرشتے آپ ﷺ کے پاس آئے، ان میں سے ایک آپ ﷺ کے سر کے پاس اور دوسرا پاؤں کے پاس بیٹھ گیا، ان میں سے ایک نے دوسرے سے

عَزَّوَجَلَّ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ، جَاءَ نَبِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلِي، فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِي لِلَّذِي عِنْدَ رِجْلِي أَوْ الَّذِي عِنْدَ رِجْلِي لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي: مَا وَجَعَ الرَّجُلُ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، قَالَ: فِي أَيِّ شَيْءٍ؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجَفِّ طَلْعَةِ ذَكْرٍ، قَالَ: وَآيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي بَنِي أَرْوَانَ.)) قَالَتْ: فَاتَّاهَا فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ (وَفِي لَفْظٍ: فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى السِّنْرِ فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ) ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! كَأَنَّ مَاءَ هَا نُقَاعَةَ الْجِنِّاءِ وَلَكَّأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ.)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَهَلَّا أَحْرَقْتَهُ؟ (وَفِي لَفْظٍ: فَأَحْرَقْتَهُ) قَالَ: ((لَا، أَمَا أَنَا فَقَدْ عَافَانِي اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَكَرِهْتُ أَنْ أُبَيِّرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا.)) قَالَتْ: فَأَمَرَ بِهَا فِدْفِنْتُ. (مسند احمد: ۲۴۸۰۴)

(۶۸۰۴)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقِي ثَان) قَالَتْ: لَبِثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سِتَّةَ أَشْهُرٍ يَرَى أَنَّهُ، يَأْتِي وَلَا يَأْتِي، فَاتَّاهُ مَلَكَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلِيهِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: مَا بَالُهُ؟ قَالَ:

کہا: ان کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: آپ سحر زدہ ہیں، اس نے کہا: کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے کہا: لبید بن اعصم نے۔ اس نے کہا: کس چیز میں کیا ہے؟ اس نے کہا: کنگھی میں اور کنگھی کرتے وقت گرنے والے بالوں میں کیا ہے اور یہ عمل ذروان کنویں میں پتھر کے نیچے زکھجور کے شگوفے کے غلاف میں ہے، اتنے میں نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہو گئے اور فرمایا: اے عائشہ! کیا تم دیکھتی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی ہے، پھر آپ کنویں کے پاس آئے اور حکم دیا، پس اس عمل کو نکالا گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہی وہ کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا، اللہ کی قسم! اس کا پانی اس طرح لگ رہا تھا، جیسا کہ اس میں مہندی بھگوئی ہوئی ہو اور اس کے کھجور کے درختوں کے سرے شیطانوں کے سروں کی مانند تھے۔“ سیدہ نے کہا: اگر آپ اس سے دم کروا لیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت دے دی ہے، اور میں نہیں چاہتا یہ شر لوگوں پر پھیل جائے۔“

**فوائد:** ..... ایک روایت میں چالیس دنوں کا ذکر ہے اور اس میں چھ ماہ کا، حافظ ابن حجر نے کہا: ممکن ہے کہ کل

چھ ماہ تک آپ ﷺ کے مزاج میں تغیر رہا ہو اور ان میں سے چالیس دنوں میں زیادہ اثر ہوا ہو۔

(تیسری سند) اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: وہ عمل کنگھی اور کنگھی کرتے وقت گرنے والے بالوں میں اور زکھجور کے شگوفے کے غلاف میں ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: وہ کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: ذی اروان میں ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس عمل کو لوگوں کے لیے نکالا کیوں نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دے دی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ لوگوں میں شر کو بھڑکا دوں۔“

مَطْبُوبٌ، قَالَ: مَنْ طَبَّهُ،؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، قَالَ: فِيمَ؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ فِي جُفِّ طَلْعَةِ ذَكْرِ فِي بِنْرِ ذَرَوَانَ تَحْتَ رَاعُوفَةَ، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَوْمِهِ فَقَالَ: ((أَيُّ عَائِشَةُ! أَلَمْ تَرَى أَنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ.)) فَأَتَى الْبِنْرَ فَأَمَرَ بِهِ فَأَخْرَجَ فَقَالَ: ((هَذِهِ الْبِنْرُ الَّتِي أُرِيْتَهَا وَلِلَّهِ! كَأَنَّ مَاءَ هَا نِقَاعَةَ الْحِنَاءِ وَكَأَنَّ رُؤُوسَ نَخْلِهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ.)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَوْ أَنَّكَ كَأَنَّهَا تَعْنِي أَنْ يَتَنَشَّرَ، قَالَ: ((أَمَّا وَاللَّهِ! قَدْ عَافَانِي اللَّهُ وَتَأْكَرَهُ أَنْ أُبِيرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا.)) (مسند احمد: 24851)

(6806) - (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقِ نَالِثِ) بِنَحْوِهِ وَفِيهِ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجِبِّ أَوْ جُفِّ طَلْعَةِ ذَكْرِ، قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي ذِي أَرَوَانَ وَفِيهِ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَأَخْرَجْتَهُ لِلنَّاسِ؟ فَقَالَ: ((أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَكَرِهْتُ أَنْ أُتُورَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا.)) (مسند احمد: 24852)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں میں سے ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ پر جادو کیا، آپ ﷺ اس وجہ سے کئی دن بیمار رہے، بالآخر جناب جبریل علیہ السلام نے آکر کہا: یہودیوں میں سے ایک آدمی نے آپ پر جادو کیا ہے اور اس مقصد کے لیے جادو کی گرہیں لگائی ہیں، جادو کا یہ عمل فلاں کنویں میں پڑا ہے، آپ کسی آدمی کو بھیجیں جو اس عمل کو نکال کر لے آئے، پس رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا، وہ اس کو نکال کر لے آئے اور ان گروہوں کو کھول دیا، یوں لگا جیسے آپ ﷺ کوری سے کھول دیا گیا، آپ ﷺ نے اس چیز کا نہ اس یہودی سے ذکر کیا اور نہ اس کے چہرے کی طرف دیکھا، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

(۶۸۰۶)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: سَحَرَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ، قَالَ: فَاشْتَكَيْ لِيذَلِكَ أَيَّامًا، قَالَ: فَجَاءَ جِبْرِيلُ فَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ سَحَرَكَ عَقْدًا لَكَ عَقْدًا عَقْدًا فِي بَيْتِكَ كَذَا وَكَذَا، فَأَرْسِلْ إِلَيْهَا مَنْ يَجِيءُ بِهَا، فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيًّا ﷺ فَاسْتَخَرَجَهَا فَجَاءَ بِهَا فَحَلَلَهَا، قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَأَنَّمَا نُشِطُ مِنْ عِقَالٍ، فَمَا ذَكَرَ لِيذَلِكَ الْيَهُودِيَّ وَلَا رَأَى فِي وَجْهِهِ قَطُّ حَتَّى مَاتَ۔ (مسند احمد: ۱۹۴۸۲)

**فوائد:** ..... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جادو کا اثر ہو سکتا ہے اور یہ اثر نبی کریم ﷺ پر بھی ہو گیا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ ..... ”اور وہ جادوگر کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، مگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے ساتھ۔“ (سورہ بقرہ: ۱۰۲) اس آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق کسی کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے کسی کی بھی تخصیص نہیں کی۔

بعض بدعتی لوگوں نے ان احادیث کا انکار کر دیا ہے، جن میں نبی کریم ﷺ پر جادو کے اثر انداز ہو جانے کا بیان ہے، ان کا نظریہ یہ ہے کہ یہ چیز منصب نبوت کے لائق نہیں ہے، اس سے تشکیک کی راہ کھلتی ہے اور شریعت کو ناقابل اعتبار ٹھہراتی ہے۔

لیکن یہ سارے خیالات مردود ہیں، ہم دلائل و براہین کے محتاج ہیں، جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ارشادات و فرمودات میں نبی کریم ﷺ کی عصمت، صداقت اور حقانیت بیان کی گئی تو ہم نے تسلیم کیا اور جب ان ہی دلائل میں ان عوارض کو بیان کیا گیا، جو نبی کریم ﷺ کو لاحق ہو سکتے ہیں تو ہمیں ان کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔

دراصل بات یہ ہے کہ جیسے انبیاء و رسل کو دیگر انسانی عوارض لاحق ہوتے ہیں، یا ہو سکتے ہیں، اسی طرح وہ جادو سے بھی متاثر ہو سکتے ہیں، جیسا کہ فرعون کے دربار میں موسیٰ علیہ السلام پر جادو کا اثر ہو گیا تھا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالَ بَلْ

(۶۸۰۶) تخریج: حدیث صحیح بغیر هذه السياقة، وهذا اسناد فيه تدليس الاعمش، وسياقه الصحيح تقدم برقم (۶۸۰۳)، أخرجه النسائي: ۷ / ۱۱۲ (انظر: ۱۹۲۶۷)

الْقُوَا فَاِذَا جَبَّالَهُمْ وَعَصِيَهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنْهَا تَسْعَى (٦٦) فَاَوْجَسَ فِى نَفْسِهِ خِيْفَةً مُوسَى ﴿٦٧﴾ ”موسیٰ علیہ السلام نے کہا: نہیں، تم ہی پہلے ڈالو، اب تو موسیٰ علیہ السلام کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کے زور سے دوڑ بھاگ رہی ہیں۔ پس موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے دل ہی دل میں ڈر محسوس کیا۔“ (سورۃ طہ: ٦٦)

اسی طرح یہودی لوگوں نے آپ ﷺ پر جادو کیا، جس کے کچھ اثرات آپ ﷺ نے محسوس کیے، اس سے بھی منصب نبوت پر کوئی حرف نہیں آیا، کیونکہ اس سے کار نبوت متاثر نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی حفاظت فرمائی اور جادو سے وحی یا فریضہ رسالت کی ادائیگی متاثر نہیں ہونے دی۔

جیسے دشمنوں نے غزوہ احد کے موقع پر آپ ﷺ کو خاصا جسمانی نقصان پہنچایا، اسی طرح آپ ﷺ کا مالی نقصان بھی ہو جاتا ہے، آپ ﷺ بیمار بھی ہو جاتے تھے، ایک دفعہ گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے زخمی ہو گئے، آپ ﷺ کو زہر دیا گیا اور اس سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوئی، لوگوں کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے آپ ﷺ پریشان ہو جاتے تھے، اسی طرح جادو سے بھی آپ ﷺ کچھ متاثر ہو گئے تھے۔ بہر حال ہم قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ کے محتاج ہیں اور ان پر ہی اپنے نظریات کی بنیاد رکھتے ہیں۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے جادو کا عمل نکالنے کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا اور بعض میں ہے کہ آپ ﷺ خود تشریف لے گئے تھے، ان روایات میں جمع و تطبیق کی یہ صورت ممکن ہے کہ پہلے آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا ہوا اور پھر آپ ﷺ خود ان کے پیچھے روانہ ہو گئے ہوں، اس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وہ عمل کنویں سے نکالا ہوا اور آپ ﷺ نے اس کا مشاہدہ کر کے اس کو ختم کیا ہوا اور پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا ہو کہ وہ اس کو دفن کریں۔

آپ ﷺ نے لبید بن عاصم سے انتقام نہیں لیا یا اس کو سزا نہیں دی، ممکن ہے کہ فتنہ سے بچنے کے لیے اس کو سزا نہ دی گئی ہو، کیونکہ یہ شخص بنو زریق قبیلے سے تھا، جو کہ خزرج قبیلے کی ایک شاخ تھی اور اسلام سے پہلے بہت زیادہ انصاریوں اور یہودیوں کے درمیان معاہدے کیے گئے تھے، اس لیے انتقامی کارروائی کرنے سے کوئی شتر پھیل سکتا تھا، یہ ایسے ہی ہے، جیسے آپ ﷺ نے منافقوں کو قتل نہ کرنے کی یہ وجہ بیان کی تھی: ((لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنْ مُحَمَّداً يَقْتُلُ اَصْحَابَهُ۔))..... ”کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ ایسی باتیں کرنا شروع کر دیں کہ محمد (ﷺ) تو اپنے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیتا ہے۔“ دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی ذات کی خاطر انتقام نہیں لیا کرتے تھے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت تک جادو گر کے بارے میں کوئی خاص سزا نازل نہ ہوئی ہو۔

(٦٨٠٧)۔ عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ: اِشْتَكَيْتُ عَمْرَةَ قَالَتْ: اِشْتَكَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِيَارٍ هُوَ كَيْسٌ اَوْرَانِ كِي بِيَارِي طُولٌ كَبْرُكِي، اِيك اَدْمِي مَدِيْنَةُ مَنُوْرَه مِيْن اَيَا، وَه طَب اَوْر حَكْمَتَا

(٦٨٠٧) هَذَا الْاَثَرُ صَحِيْحٌ، اَخْرَجَهُ مَالِكٌ فِي ”المَوْطَا“: ٢٧٨٢، وَعَبْدُ الرَّزَاقِ: ١٨٧٤٩ (انظر: ٢٤١٢٦)



کام کرتا تھا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے اس حکیم کے پاس آئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تکلیف کے متعلق دریافت کیا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! تم لوگ جو کچھ بتا رہے ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خاتون پر جادو ہوا ہے اور اس کی لونڈی نے اس پر جادو کیا ہے، جب اس لونڈی سے پوچھا گیا تو اس نے کہا: ہاں! میں نے جادو کیا ہے، میں چاہتی تھی کہ تو جلدی مر جائے، تاکہ میں آزاد ہو جاؤں، دراصل وہ لونڈی مدبرہ تھی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اسے اس آدمی کے ہاں فروخت کرو جو عرب میں لونڈیوں کے معاملے میں سخت ترین ہو اور اس کی قیمت سے اس جیسی ایک اور لونڈی خرید لو۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ خصلتوں والا آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا: شراب نوشی پر ہمیشگی اختیار کرنے والا، جادو کی تصدیق کرنے والا، قطع رحمی کرنے والا، کہانت کرنے والا اور احسان جتانے والا۔“

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے: شراب نوشی پر ہمیشگی اختیار کرنے والا، قطع رحمی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا اور جو آدمی اس حال میں مرے کہ وہ شراب نوشی پر ہمیشگی کرتا ہو اس کو تو اللہ تعالیٰ غوطہ کی نہر سے پلائے گا۔“

**فوائد:** ..... امام نووی نے کہا: جادو کا عمل حرام ہے اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، اس بات پر مسلمانوں کا اجماع و اتفاق ہے، بسا اوقات یہ کفر ہوتا ہے اور بعض اوقات معصیت، اگر اس میں کہا جانے والا قول یا کیا جانے والا

الْمَدِينَةَ يَتَطَبَّبُ فَذَهَبَ بَنُو أُخْيَهِا يَسْأَلُونَهُ عَنْ وَجْعِهَا فَقَالَ: وَاللَّهِ! إِنَّكُمْ تَنْتَعُونَ نَعْتَ امْرَأَةٍ مَطْبُوبِيَّةٍ، قَالَ: هَذِهِ امْرَأَةٌ مَسْحُورَةٌ سَحَرْتَهَا جَارِيَةٌ لَهَا، قَالَتْ: نَعَمْ، أَرَدْتُ أَنْ تَمُوتِي فَأَعْتَقَ، قَالَتْ: وَكَانَتْ مُدْبِرَةً، قَالَتْ: يَبْعُوهَا فِي أَشَدِّ الْعَرَبِ مَلَكََةً وَاجْعَلُوا ثَمَنَهَا فِي مِثْلِهَا۔ (مسند احمد: ۲۴۶۲۷)

(۶۸۰۸)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ خَمْسٍ مُدْمِنٌ خَمْرٍ، وَلَا مُؤْمِنٌ بِسِحْرِ، وَلَا قَاطِعٌ رَحِمٍ، وَلَا كَاهِنٌ، وَلَا مَنَّانٌ۔)) (مسند احمد: ۱۱۸۰۳)

(۶۸۰۹)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، مُدْمِنٌ خَمْرٍ، وَقَاطِعٌ رَحِمٍ، وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ وَمَنْ مَاتَ مُدْمِنًا لِلْخَمْرِ سَقَاهُ اللَّهُ مِنْ نَهْرِ الْغُوطَةِ۔)) (مسند احمد: ۱۹۷۹۸)

(۶۸۰۸) تخریج: حدیث حسن لغیرہ، أخرجه البزار: ۲۹۳۲ (انظر: ۱/۱۱۷۸۱)

(۶۸۰۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابی حریز، وقوله منه: ”ثلاثة لا يدخلون الجنة: مدمن خمر، وقاطع رحم، ومصديق بالسحر“ حسن لغیرہ بشاهدہ من حدیث ابی سعید الخدری ﷺ، أخرجه ابن حبان: ۵۳۴۶، وابویعلی: ۷۲۴۸، وابن حبان: ۶۱۳۷، والحاكم: ۱۴۶/۴ (انظر: ۱۹۵۶۹)

فعل کفر ہو تو جادو گر کافر ہو جائے گا اور اگر وہ عمل کفریہ نہ ہو تو وہ فاسق اور نافرمان ٹھہرے گا، بہر حال اس کی تعلیم دینا اور اس کی تعلیم حاصل کرنا دونوں حرام ہیں۔

حدیث نمبر (۶۸۰۹) یہاں اختصار کے ساتھ روایت کی گئی ہے، مکمل روایت ”کتاب الاثریہ“ میں آئے گی، اس میں غوطہ کی نہر کی وضاحت کی گئی ہے۔

(۶۸۱۰)۔ عَنْ عُمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((كَانَ لِدَاوُدَ نَبِيٍّ اللَّهُ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةً يُوقِظُ فِيهَا أَمَلَهُ فَيَقُولُ: يَا آلَ دَاوُدَ! قُومُوا فَصَلُّوا فَإِنَّ هَذِهِ سَاعَةٌ يَسْتَجِيبُ اللَّهُ فِيهَا الدُّعَاءَ إِلَّا لِسَاحِرٍ وَعَاشِرٍ)) (مسند احمد: ۱۶۳۹۰)

سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام نے ایک وقت کا تعین کر رکھا تھا، جس میں وہ اپنے اہل و عیال کو بیدار کرتے اور فرماتے: اے آل داؤد! اٹھو اور نماز پڑھو، یہ ایسی گھڑی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتے ہیں، ماسوائے جادو گر اور ٹیکس وصول کنندہ کی دعا کے۔“

### بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ السَّاحِرِ

#### جادو گر کی حد کا بیان

(۶۸۱۱)۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو وَسَمِعَ بَسْجَالَةَ يَقُولُ: كُنْتُ كَاتِبًا لِحِزْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْأَخْتَفِ بْنِ قَيْسٍ فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ: أَنْ أَقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ، وَيُسَمَا قَالَ سُفْيَانُ: وَسَاحِرَةٌ، وَفَرَّقُوا بَيْنَ كُتَيْ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوسِ وَأَنَّهُمْ عَنِ الزَّمْرَةِ، فَقَتَلْنَا ثَلَاثَةَ سَوَاحِرٍ، وَجَعَلْنَا نُفَرِّقُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ حَرِيمَتِهِ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَصَنَعَ جَزَاءً طَعَامًا كَثِيرًا وَعَرَضَ السَّيْفَ عَلَى فَخِذِهِ وَدَعَا الْمَجُوسَ فَأَلْقَوْا وَقَرَّبُوا بَغْلَيْنِ مِنْ وَرَقِي فَأَكَلُوا مِنْ غَيْرِ

بجالہ کہتے ہیں: میں جزء بن معاویہ کا کاتب تھا، وہ اخف بن قیس کے چچا تھے، ہمارے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا، یہ ان کی وفات سے ایک سال پہلے کی بات ہے، اس میں یہ بات تحریر کی گئی تھی کہ ہر جادو گر اور جادو گرنی کو قتل کر دو اور مجوسیوں میں ہر محرم کے درمیان تفریق ڈال دو اور انہیں زمرہ سے روک دو، اس حکم کے بعد ہم نے تین جادو گر قتل کئے اور کتاب اللہ کے مطابق حرام رشتوں میں علیحدگی پیدا کر دی، جزء نے بہت سارا کھانا تیار کر دیا اور مجوسیوں کو دعوت دی اور تلوار اپنی ران پر رکھ لی، انہوں نے زمرہ کے بغیر کھانا کھایا اور انہوں نے ایک خچر یا دو خچر کے بوجھ اٹھانے کے برابر چاندی بھی بطور جزیہ دی، مگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جزیہ ان سے نہ لیا، کبھی سفیان

(۶۸۱۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف علی بن زید بن جدعان، ولاختلاف فی سماع الحسن من

عثمان، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۸۳۷۴ (انظر: ۱۶۲۸۱)

(۶۸۱۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۱۵۶ (انظر: ۱۶۵۷)

زَمْرَمَةٌ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَحَدًا، وَرُبَّمَا قَالَ  
 سُفْيَانُ: قَبْلَ الْعِزِّيَّةِ مِنَ الْمَجُوسِ حَتَّى  
 شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ  
 اللَّهِ ﷺ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسٍ هَجَرَ، وَقَالَ  
 أَبِي: قَالَ سُفْيَانُ: حَجَّ بِجَالَةٍ مَعَ مُضْعَبٍ  
 سَنَةَ سَبْعِينَ - (مسند احمد: 1657)

راوی اس طرح بیان کرتے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہم جوسیوں سے جزیہ لینے کے حق میں نہ تھے، حتیٰ کہ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شہادت دی کہ نبی کریم ﷺ نے ہجر کے علاقہ کے جوسیوں سے جزیہ لیا تھا، تب سیدنا عمر رضی اللہ عنہم نے جوسیوں سے جزیہ قبول کرنا شروع کیا۔

**فوائد:** ..... سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی کو جادو کرنے کی وجہ سے قتل کروا دیا تھا۔ (موطا امام مالک: 2/81)

پچھلے باب میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ بسا اوقات جادو کبیرہ گناہ ہوتا ہے اور بسا اوقات کفر، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ .....﴾ (سليمان (عليه السلام)) نے تو کفر نہیں کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطانوں نے کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔“ (سورہ بقرہ: 102)

جادو کی جو قسم کفر ہے، اگر جادوگر مسلمان ہو تو اس سے ارتداد لازم آتا ہے اور اس طرح وہ واجب القتل ٹھہرتا ہے۔ امام شافعی نے کہا: جادوگر کو اس وقت قتل کیا جائے گا، جب وہ ایسا جادو کرے، جو کفر تک پہنچاتا ہے، ورنہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ، امام احمد اور امام مالک کی رائے کے مطابق جادوگر کو قتل کیا جائے گا۔ امام شافعی کی رائے راجح معلوم ہوتی ہے۔

لیکن آپ ﷺ نے اپنی ذات مبارکہ پر جادو کرنے والے لبید کو قتل کیوں نہیں کروایا؟ دیکھیں حدیث نمبر (6806) کے فوائد

زمرہ: یہ ایک قسم کا کلام تھا، جو مجوسی لوگ کھانا کھاتے وقت ادا کیا کرتے تھے، ان کے دین میں اس کے بغیر کھانا کھانا حلال نہیں ہوتا تھا، دراصل وہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتے تھے، یہ ان کی بیوقوفی اور تکلف تھا۔ یہ باتیں ابن حزم نے ”مکملی“ میں بیان کیں ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكُهَانَةِ وَأَصْلُ مَا أَخَذَهَا وَكَيْفَ يُصَدَّقُ الْكَاهِنُ فِي بَعْضِ الْأُمُورِ  
 شریعت میں کہانت کے حکم اور اس کے مصدر کا بیان، نیز بعض امور میں کاهن کی کیسے تصدیق کی جائے گی؟

قاضی عیاض نے کہا: عربوں میں پائے جانے والی کہانت کی تین قسمیں تھیں:

- (1) انسان کسی جن کو اپنا دوست بنا لیتا تھا، وہ آسمان سے چوری چھپے باتیں سن کر اس کو بتلا دیتا تھا۔
- (2) اسی طرح انسان کسی جن کو اپنا دوست بنا لیتا تھا اور وہ اس کو پیش آنے والے مختلف امور اور زمین کے اطراف و اکناف میں وقوع پذیر ہونے والے امور کے بارے میں بتلا دیتا تھا۔

(۳) مختلف اسباب، مقدمات اور علامات سے اندازہ لگا کر مستقبل میں ہونے والے امور کے بارے میں بتلا دینا، جیسے کنکریاں پھینک کر یا ستاروں کے ذریعے یا پرندوں کو اڑا کر مختلف امور کا اندازہ کرنا۔

یہ سب کہانت کی اقسام ہیں، شریعت نے ان سب کو جھٹلا دیا ہے اور ایسے لوگوں کی تصدیق کرنے سے، بلکہ ان کے پاس جانے سے ہی روک دیا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی جماعت میں جلوہ افروز تھے، عبدالرزاق نے کہا: یہ انصاری لوگ تھے، جن کے ساتھ آپ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک بہت بڑا ستارہ مارا گیا، اس سے روشنی پھیل گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب جاہلیت میں ایسا ہوتا تھا تو تم کیا کہتے تھے؟“ انہوں نے کہا: ہم کہا کرتے تھے کہ یا تو کوئی عظیم آدمی پیدا ہوا ہے یا کوئی عظیم انسان فوت ہوا ہے۔ میں نے زہری سے کہا: کیا جاہلیت میں بھی ستارے مارے جاتے تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تو ان میں شدت آگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ ستارے کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں مار جاتے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہمارا رب تبارک و تعالیٰ جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو حاملین عرش فرشتے سبحان اللہ کہتے ہیں، پھر ان کے نزدیک والے آسمان کے فرشتے سبحان اللہ کہتے ہیں، یہاں تک کہ یہ سبحان اللہ کی دنواڑ صدا آسمان دنیا تک پھیل جاتی ہے، پھر آسمان والے فرشتے، اپنے قریب والے عرش بردار فرشتوں سے اطلاع حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ عرش بردار فرشتوں کے قریب والے ان سے دریافت کرتے ہیں۔ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ وہ انہیں خبر دیتے ہیں اور ہر ایک آسمان والے فرشتے نچلے آسمان والوں کو بتاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ خبر آسمان دنیا والے فرشتوں تک پہنچ جاتی ہے، ادھر

(۶۸۱۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثنا مَعْمَرٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ اُنْبَاَنَا مَعْمَرٌ اُنْبَاَنَا اَزْهَرِيٌّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ عَنِ ابْنِ نَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسًا فِي نَفَرٍ مِنْ اَصْحَابِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: مِنْ الْاَنْصَارِ، فَرُمِيَ بِنَجْمٍ عَظِيمٍ فَاسْتَنَارَ، قَالَ: ((مَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ اِذَا كَانَ مِثْلُ هَذَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟)) قَالَ: كُنَّا نَقُولُ: يُولَدُ عَظِيمٌ اَوْ يَمُوتُ عَظِيمٌ، قُلْتُ لِلزَّهْرِيِّ: اَكَانَ يُرْمَى بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَكِنْ غَلِظَتْ حِينَ بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَاِنَّهُ لَا يُرْمَى بِهَا لِمَوْتِ اَحَدٍ اِلَّا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنْ رَبَّنَا تَبَارَكَ اسْمُهُ اِذَا قَضَى اَمْرًا سَبَّحَ (وَفِي لَفْظٍ: سَبَّحَهُ) حَمَلَةٌ اِنْعَرَشَ ثُمَّ سَبَّحَ اَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ التَّسْبِيْحُ هَذِهِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا، ثُمَّ يَسْتَخْبِرُ اَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِيْنَ يَلُوْنُ حَمَلَةَ الْعَرْشِ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ يَلُوْنُ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ فَيُخْبِرُوْنَهُمْ، وَيُخْبِرُ اَهْلُ كُلِّ سَمَاءٍ سَمَاءً حَتَّى يَنْتَهِيَ الْخَبْرُ اِلَى هَذِهِ السَّمَاءِ

جن چوری کرتے ہوئے اس بات میں سے کچھ حصہ اچک لیتے ہیں اور ان پر ستارے کو گرایا جاتا ہے، جو وہ سچ بچا کر بات لے آتے ہیں، وہ تو حق ہوتی ہے، لیکن اس میں جھوٹ ملائے ہیں اور زیادتی کرتے ہیں اور ایک روایت کے مطابق اس میں کمی کرتے ہیں۔“ عبد الرزاق نے کہا: جن وحی کی بات کو اچک لیتے ہیں، لیکن پھر ان پر ستارے کو گرایا جاتا ہے۔

وَيَخْطِفُ الْجِنُّ السَّمْعَ فَيُرْمُونَ، فَمَا جَاءَ وَابِهِ عَلَى وَجْهِهِ فَهُوَ حَقٌّ وَلَكِنَّهُمْ يَقْدِفُونَ وَيَزِيدُونَ...) (وَفِي لَفْظٍ: وَيَنْقُصُونَ) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: (يَعْنِي ابْنَ الْإِمَامِ أَحْمَدَ) قَالَ أَبِي: قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَيَخْطِفُ الْجِنُّ وَيُرْمُونَ. (مسند احمد: ۱۸۸۲)

**فوائد:** ..... بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کا فیصلہ کرتے ہیں تو حاملین عرش سبحان اللہ کہتے ہیں، پھر ان کے نزدیک والے سبحان اللہ کہتے ہیں۔ آسمانوں میں گردش کرتی ہوئی یہ تسبیح آسمان دنیا تک پہنچ جاتی ہے اور جو حاملین عرش کے قریب فرشتے ہوتے ہیں وہ حاملین عرش سے دریافت کرتے ہیں: تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: حق بات ہی کہی ہے اور وہ بہت بلندی والا اور بڑائی والا ہے، پھر وہ بتاتے ہیں کہ اس نے یہ یہ کہا ہے اور آسمانوں والے ایک دوسرے کو اس کی خبر دیتے ہیں، حتیٰ کہ یہ خبر آسمان دنیا تک پہنچ جاتی ہے اور یہاں شیطان آجاتے ہیں اور وہ بھی سننے کی کوشش کرتے ہیں، اگر وہ کوئی بات سن لیتے ہیں تو اس کو اپنے دوستوں، کاہنوں، نجومیوں وغیرہ تک پہنچاتے ہیں اور وہ اس میں کئی جھوٹوں کی آمیزش کرتے ہیں اور ان کی جو بات درست ہوتی ہے، وہ وہ ہوتی ہے جو یہ فرشتوں سے اچک کر لائے ہوتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے، اسی نے جنوں کو اتنی طاقت دی ہے کہ وہ ایک دوسرے پر چڑھتے چڑھتے آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جن وحی سن لیا کرتے تھے اور ایک بات سن کر اس کے ساتھ دس باتوں کا اضافہ کرتے تھے، جو کچھ سنا ہوتا تھا وہ سچ ہوتا تھا اور جو اپنی طرف سے اضافہ کرتے تھے، وہ باطل ہوتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے شہاب ثاقب نہیں گرتے تھے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تو جنوں میں سے جو بھی اپنے ٹھکانے پر آتا تھا، شہاب ثاقب جس کو لگتا اسے جلا دیتا تھا، انہوں نے ابلیس سے اس کی شکایت کی، اس نے کہا: ضرور کوئی نئی صورت پیدا ہو گئی ہے، تب ہی ایسے ہو رہا ہے، اس نے تحقیق کے لیے اپنے لشکر پھیلا

(۶۸۱۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الْجِنُّ يَسْمَعُونَ الْوَحْيَ فَيَسْتَمِعُونَ الْكَلِمَةَ فَيَزِيدُونَ فِيهَا عَشْرًا فَيَكُونُ مَا سَمِعُوا حَقًّا وَمَا زَادُوهُ بَاطِلًا وَكَانَتِ النُّجُومُ لَا يُرْمَى بِهَا قَبْلَ ذَلِكَ، فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ كَانَ أَحَدُهُمْ لَا يَأْتِي مَقْعَدَهُ إِلَّا رُمِيَ بِشَهَابٍ يُحْرِقُ مَا أَصَابَ، فَشَكُوا ذَلِكَ إِلَى إِبْلِيسَ فَقَالَ: مَا هَذَا إِلَّا مِنْ أَمْرٍ قَدْ حَدَثَ، فَبَثَّ جُنُودَهُ، فَإِذَا هُمْ بِالنَّبِيِّ ﷺ يُصَلِّي

(۶۸۱۳) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه الترمذی: ۳۳۲۴ (انظر: ۲۴۸۲)



دئے، اچانک انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ دو پہاڑوں کے درمیان نخلہ وادی میں نماز ادا کر رہے ہیں، وہ ابلیس کے پاس آئے اور اسے اس کی اطلاع دی، اس نے کہا: یہی وہ واقعہ ہے جو زمین میں نیا رونما ہوا ہے۔

(۶۸۱۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَأَلَ أَنَسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْكُفَّانِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسُوا بِشَيْءٍ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا بِشَيْءٍ يَكُونُ حَقًّا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطِفُهَا الْجِنُّ فَيَقْرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ فَرَّ الدَّجَاجَةَ فَيَخْلُطُونَ فِيهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ))

زوجہ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے کانہوں کے متعلق دریافت کیا آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کبھی کبھی یہ ایسی بات کہہ جاتے ہیں، جو سچ ہوتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ حق بات ہوتی ہے، جس کو جن اچک لیتا ہے، پھر وہ اپنے دوست کے کان میں اس طرح کڑکڑاتے ہیں، جیسے مرغی کرتی ہے اور وہ اس میں سو جھوٹ ملاتے ہیں۔“

(مسند احمد: ۲۵۰۷۷)

**فوائد:** ..... اس مسئلہ کی مزید وضاحت درج ذیل ہے:

یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت و دانائی کے مطابق اس کا نظم و نسق ہے کہ جب وہ وحی پر مشتمل کلام کرتا ہے تو فرشتوں پر بیہوشی جاری ہو جاتی ہے، پھر ان کو حاملین عرش اور جبریل امین وحی کے بارے میں آگاہ کرتے ہیں، جب یہی فرشتے آسمان دنیا پر وحی کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو شیطان ان کی باتیں سن لیتے ہیں، اس چیز کی مزید وضاحت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں کی گئی ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانَ - وَهُوَ السَّحَابُ - فَتَذَكُرُ الْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ، فَتَسْتَرْقُ الشَّيَاطِينُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فُتَوَجِّهِي إِلَى الْكُفَّانِ، فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ.)) (بخاری: ۳۲۱۰)..... ”جب فرشتے آسمان دنیا میں اترتے ہیں اور آسمان میں کیے جانے والے فیصلے کا ذکر کرتے ہیں تو شیطان ان کی بات کو چوری کرتے ہیں، پھر اس کو کانہوں (اور نجومیوں) تک پہنچا دیتے اور اس کے ساتھ اپنی طرف سے سو سو جھوٹ ملا دیتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کے انتظام و انصرام کے بعض امور انسانوں کے لیے آزمائش ہوتے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے وحی کی حفاظت کے لیے شہابِ ثاقب کا انتظام کیا ہے، وہاں ممکن تھا کہ ان جنوں کو سرے سے آسمانوں کی طرف چڑھنے ہی نہ دیتا، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اور بنو آدم کے لیے آزمائش ہے، بالخصوص ان لوگوں

(۶۸۱۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۷۶۲، ومسلم: ۲۲۲۸ (انظر: ۲۴۵۷۰)

کے لیے جو نجومیوں اور کاہنوں کے پاس جا کر اپنے عقائد کو دیکھ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ نجومیوں کے پاس ایک سو ایک دعووں میں سے ایک سچا ہو سکتا ہے، جس کی بنا پر ان کے مریدوں کے یقین میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

قارئین کرام! اگر نجومی اور کاہن لوگوں مستقبل کی پیشین گوئی کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو یہ لوگ ایئر پورٹ، اسٹیشن اور لاری اڈے جیسے مقامات پر بیٹھ کر ان جہازوں، ریل گاڑیوں اور بسوں کو کیوں نہیں روک لیتے، جن کا حادثہ ہونے والا ہوتا ہے۔ جو نجومی بزم خود یہ حساب و کتاب لگا سکتا ہے کہ فلاں آدمی کا بیٹا گم ہونے کے بعد کہاں ہے، وہ اس جہاز اور ٹرین کے بارے میں کیوں غافل ہو جاتا ہے، جو تھوڑے وقت کے بعد سینکڑوں لوگوں کو موت کے کنوئیں میں پھینکنے والے ہوتے ہیں۔ بسا اوقات بارشیں نہ ہونے یا کثرت سے ہونے کی وجہ سے زمینداروں کی اربوں کی فصلوں کا نقصان ہو جاتا ہے، یہ لوگ زمینداروں کو فصل کاشت ہی کیوں کرنے دیتے ہیں۔

دو بچوں کا باپ ہمارا ایک دوست ایک نجومی کی آزمائش کے لیے اس کے پاس گیا اور کہا: حضور! میری شادی نہیں ہو رہی، مختلف حربے استعمال کیے، لیکن ناکام رہا، اب آپ ہی ہیں، جو حساب و کتاب لگا کر میرا معاملہ مجھ پر واضح کر سکتے ہیں اور شادی میں میرا تعاون کر سکتے ہیں۔ وہ نجومی مختلف حربوں، وظیفوں اور تعویذوں کے ذریعے قسمت آزمائی کرنے لگا اور اس مقصد میں کامیابی کے لیے مختلف مشورے دینے لگا۔ اتنے میں میرے دوست نے چھلانگ لگائی، اس کے کمرے سے باہر آ گیا اور اسے مخاطب ہو کر کہا کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے ایک بیوی سے دو بچے بھی دے رکھے ہیں، تجھے تو میرے ماضی کی خبر نہیں، تو میرے مستقبل کے بارے میں خاک فیصلہ کرے گا۔

اسی طرح ایک نجومی پولیس والوں کے پاس اپنے مال کی چوری کی شکایت لے کر گیا اور تعاون کی درخواست کی، اللہ کا کرنا کہ پولیس والے صحیح عقائد کے مالک تھے، انھوں نے کہا: حضور! لوگوں کی چوریوں کے بارے میں تو آپ بڑی چھان بین کر کے مجرم تک رسائی حاصل کرتے ہیں، اپنی چوری میں کچھ نہیں کر سکتے؟

مزید کیا حقائق ہیں، اس مقام پر ان کو قلمبند نہیں کیا جاسکتا، زبانی وضاحت ضرور کی جاسکتی ہے، لیکن کاہنوں پر یقین رکھنے والے لوگوں سے التماس ہے کہ وہ فرضی کہانی بتا کر ان کو ایک دو دفعہ آزمائیں، وہ ان شاء اللہ تیسری دفعہ جانے کی جرأت ہی نہیں کریں گے، کیونکہ سارے کے سارے معاملات ان پر واضح ہو جائیں گے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ اتِّبَانِ الْكَاهِنِ أَوْ الْعَرَّافِ وَوَعِيدِ مَنْ آتَاهُ وَصَدَقَهُ

کاہن اور عراف کے پاس جانے کی ممانعت اور جا کر اس کی تصدیق کرنے والے کی وعید کا بیان

(۶۸۱۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْحَسَنِ عَنِ سَيِّدِنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَوْ سَيِّدِنَا حَسَنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالَ: ((مَنْ آتَى كَاهِنًا أَوْ عَرَّافًا فَصَدَّقَهُ فَقَدْ كَفَرَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ))

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا حسن علیہما السلام سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا: ”جو کاہن یا عراف کے پاس آیا اور اس نے

فَصَدَّقَهُ، بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيَّ  
 اِنْحَمَدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ)) (مسند احمد: ۹۵۳۲)  
 اس کی تصدیق کی تو اس نے اس چیز کا کفر کر دیا، جو محمد  
 ﷺ پر نازل کی گئی۔“

**فوائد:** ..... کاہن اور عرّاف میں فرق یہ ہے کہ کاہن وہ ہوتا ہے، جو مستقبل کے حوادث و واقعات کی معرفت کے درپے ہوتا ہے اور عرّاف وہ ہوتا ہے جو چوری کی ہوئی چیز اور گم شدہ چیز کے موقع کی خبر دیتا ہے اور مختلف اسباب کے ذریعے مختلف امور کی معرفت کا دعویٰ کرتا ہے۔

(۶۸۱۶)۔ (عَنْ صَفِيَّةَ) عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ  
 اسْتَبِي رَسُولَ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَتَى  
 عَرَّافًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ  
 أَرْبَعِينَ يَوْمًا)) (مسند احمد: ۱۶۷۵۵) گئی۔“

**فوائد:** ..... جو آدمی کاہن کے دعویٰ کی تصدیق کرے گا اور اس کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے گا کہ وہ غیب کا علم رکھتا ہے تو وہ واقعی کافر ہو جائے گا، جیسا کہ گزشتہ حدیث سے ثابت ہو رہا ہے، لیکن جو آدمی کاہن کے پاس گیا اور اس کے اس دعویٰ کی تصدیق کی، جس کی معرفت انسان کے بس کی بات ہوتی ہے، تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

امام نووی نے کہا: نماز قبول نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ ایسے شخص کو نماز کا ثواب نہیں ملے گا، البتہ اس کا فرض ادا ہو جائے گا اور اس کو اعادہ یعنی نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

کاہن کے دعویٰ کی تصدیق کرنا یقیناً کفریہ کام ہے۔ لیکن اگر ایسا آدمی دین کی دوسری چیزوں (توحید و رسالت، جزا و سزا وغیرہ) کو تسلیم کرتا ہے تو اس کا یہ کفریہ کام مخلد فی النار (ہمیشہ جہنمی) ہونے کا سبب نہیں بنے گا۔ بلکہ یہ کفروں کفر کی صورت ہوگی جیسے مومن کے ساتھ لڑائی کرنے کو کفر کہا گیا ہے (قتالہ کفر) یہ بھی آدمی کو ہمیشہ جہنمی بنانے کا سبب نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(۶۸۱۷)۔ (عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ  
 السُّلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ  
 أَشْيَاءَ كُنَّا نَفْعَلُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، كُنَّا  
 نَتَطَيَّرُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ذَلِكَ شَيْءٌ  
 نَجِدُهُ فِي نَفْسِكَ فَلَا يَصُدُّكَ)) قَالَ: يَا  
 سَيِّدَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ حَكَمٍ سَلِمَى النَّبِيَّ ﷺ مِنْ رَأْيِهِ  
 كَرِيمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ رَأْيِهِ مِنْ رَأْيِهِ  
 رَأَيْتَ، جَوْهَرٌ دَوْرٌ جَابِلِيَّةٌ فِي كَرْتِ تَحْتِ، مِثْلًا هَمْ  
 بَدِغْلُونِي لِيْتِ تَحْتِ؟ أَيْ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ رَأْيِهِ  
 تُوَاطَى دَلِّ فِي مَحْسُوسٍ تُوَ كَرِ، لِيَكُنْ يَهْ تَحْتِ تِيرِ  
 كَامٍ سِ

(۶۸۱۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۲۳۰ (انظر: ۱۶۶۳۸)

(۶۸۱۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۵۳۷ (انظر: ۱۵۶۶۳)

رَسُولَ اللَّهِ كُنَّا نَأْتِي الْكُهَّانَ، قَالَ: ((فَلَا تَأْتِ الْكُهَّانَ)) (مسند احمد: ۱۵۷۴۸) نہ روکنے پائے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کاہنوں کے پاس بھی جاتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کاہنوں کے پاس نہیں جانا۔“

**فوائد:**..... کسی چیز کی کراہت انسان کے دل میں آسکتی ہے، لیکن اس سے اس کے عزم میں کوئی فرق نہیں آتا چاہیے، مثلاً ایک آدمی نے صبح صبح سفر کرنے کا ارادہ کیا، لیکن اسی وقت اس کے سامنے آٹو یا کوا آ گیا، یا اس کا کوئی نقصان ہو گیا، تو اس سے اس کو یہ خیال تو آسکتا ہے کہ اس کو سفر نہیں کرنا چاہیے، لیکن عملی طور پر اس کو اس خیال پر عمل نہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے سفر کو جاری رکھنا چاہیے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي حُلُوانِ الْكَاهِنِ وَأَخْبَارِ عَنِ الْكُهَّانِ کاہن کی شیرینی اور کاہنوں کی بعض باتوں کا بیان

(۶۸۱۸)۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَقَبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلُوانِ الْكَاهِنِ۔ (مسند احمد: ۱۷۱۹۸)

سیدنا ابو مسعود عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کے مہر اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا ہے۔

(۶۸۱۹)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَتَزَلُّوا رُفَقَاءَ، رُفَقَةٌ مَعَ فُلَانٍ وَرُفَقَةٌ مَعَ فُلَانٍ، فَتَزَلَّتْ فِي رُفَقَةِ أَبِي بَكْرٍ فَكَانَ مَعَنَا أَعْرَابِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، فَتَزَلَّنَا بِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَعْرَابِ وَفِيهِمْ امْرَأَةٌ حَامِلٌ، فَقَالَ لَهَا الْأَعْرَابِيُّ: أَيَسْرُكُ أَنْ تَلِدِي عُلَامًا، إِنْ أَعْطَيْتِنِي شَاةً، فَوَلَدْتِ عُلَامًا، فَأَعْطَتْهُ شَاةً وَسَجَّعَ لَهَا أَسَاجِيعَ، قَالَ: فَذَبَحَ الشَّاةَ فَلَمَّا جَلَسَ الْقَوْمُ يَأْكُلُونَ، قَالَ رَجُلٌ: أَتَدْرُونَ مَا هَذِهِ الشَّاةُ؟ فَأَخْبَرَهُمْ،

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں روانہ ہوئے، لوگ ٹولیوں کی صورت میں بٹ گئے اور ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا، ایک ٹولی فلاں کے ساتھ، ایک ٹولی فلاں کے ساتھ، میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ٹولی میں تھا، ہمارے ساتھ ایک دیہاتی بھی تھا، ہم نے دیہاتیوں کے ایک گھر کے قریب پڑاؤ ڈالا، ان میں ایک عورت حاملہ تھی، دیہاتی نے اس عورت سے کہا: کیا تجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تو لڑکا جنم دے، اگر تو مجھے ایک بکری دے گی تو تیرے گھر لڑکا پیدا ہوگا، پس اس عورت نے اسے بکری دے دی اور اس دیہاتی نے اس عورت کے لئے قافیہ بندی میں باتیں کی اور بکری ذبح کر دی، جب لوگ کھانا کھانے کے

(۶۸۱۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۲۳۷، ۲۲۸۲، ومسلم: ۱۵۶۷ (انظر: ۱۷۰۷۰)

(۶۸۱۹) تخريج: اسنادہ صحيح (انظر: ۱۱۴۸۲)

قَالَ: فَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ مُتَبَرِّئًا مُسْتَبَلًا مُتَقَبِّلًا. (مسند احمد: ۱۱۵۰۲)

سیدنا ابو بکرؓ کو دیکھا کہ وہ اس کھانے سے بیزاری کا اظہار کرنے کے لیے تکلف کے ساتھ تے کر رہے تھے۔

**فوائد:**..... سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو کھانے کے وقت تو پیہ نہ چلا، لیکن جب ان کو معلوم ہوا تو انھوں نے چاہا کہ ان کے پیٹ میں اس حرام چیز کا کوئی جزو باقی نہ رہے، اس لیے تکلف کے ساتھ تے کرنا شروع کر دی۔

(۶۸۲۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ قُرَيْشًا أَتَوْا كَاهِنَةً فَسَأَلُوا لَهَا: أَخْبِرِينَا بِأَقْرَبِنَا شَبَهَا بِصَاحِبِ هَذَا الْمَقَامِ، فَقَالَتْ: إِنْ أَنْتُمْ جَرَرْتُمْ كِسَاءَ عَلَى هَذِهِ السَّهْلَةِ ثُمَّ مَشَيْتُمْ عَلَيْهَا أَتَبَأْتَكُمْ فَجَرُّوا ثُمَّ مَشَى النَّاسُ عَلَيْهَا مَا بَصُرَتْ أَثَرُ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَقَالَتْ: هَذَا أَقْرَبِكُمْ شَبَهَا بِهِ، فَمَكَّنُوا بَعْدَ ذَلِكَ عِشْرِينَ سَنَةً أَوْ قَرِيبًا مِنْ عِشْرِينَ سَنَةً أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ بَعِثَ ﷺ. (مسند احمد: ۳۰۷۲)

سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قریشی ایک کاهن عورت کے پاس گئے اور کہا: ہمیں یہ بتا دے کہ ہم میں سے اس مقام نبوت کے زیادہ لائق اور حقدار کون ہے؟ اس نے کہا: اگر تم اس نرم زمین پر چادر تان کر اس کے اوپر چلو گے تو میں تمہیں بتاؤں گی، انہوں نے چادر تان لی، پھر لوگ اس پر چلے اور اس نے محمد ﷺ کے آثار و نشانات دیکھے اور کہا: یہ تم میں سب سے زیادہ مقام نبوت کے لائق ہے، ابھی تک اس واقعہ کو بیس سال یا اس کے قریب قریب ہی گزرے تھے کہ آپ ﷺ کو مبعوث کر دیا گیا۔

(۶۸۲۱)۔ عَنِ أَبِي بُرَيْسَةَ الظَّفَرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَخْرُجُ بِنِ الْكَاهِنِينَ رَجُلٌ يَدْرُسُ الْقُرْآنَ دِرَاسَةً لَا يَدْرُسُهَا أَحَدٌ يَكُونُ بَعْدَهُ)) (مسند احمد: ۲۴۳۷۷)

سیدنا ابو بردہ ظفیریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کاهنوں میں سے ایک آدمی ظاہر ہوگا، وہ قرآن مجید کو اس انداز میں پڑھے گا کہ اس کے بعد اس جیسا اور کوئی نہیں پڑھے گا۔“

**فوائد:**..... ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ کھانے کی کمائی حرام ہے، اس کے حرام ہونے پر اہل علم کا اتفاق و اجماع ہے۔

(۶۸۲۰) تخریج: اسنادہ ضعیف، فان رواية سماك عن عكرمة فيها اضطراب، أخرجه ابن ماجه: ۲۳۵۰ (انظر: ۳۰۷۲)

(۶۸۲۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة عبد الله بن معتب و أبيه، أخرجه الطبرانی في "الكبير": ۲۲ / ۷۹۴، والبيهقي في "دلائل النبوة": ۶ / ۹۸ (انظر: ۲۳۸۸۰)



## بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعِيَافَةِ وَالطَّرِيقِ يَعْنِي الْخَطَّ فِي الْأَرْضِ وَالطَّيْرَةِ

فال پکڑنے، زمیں میں خط لگانے اور بدشگونی کا بیان

(۶۸۲۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخْطُ فَمَنْ وَافَقَ عِلْمَهُ فَهُوَ عِلْمُهُ)) (مسند احمد: ۹۱۰۶) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ایک نبی لکیریں لگاتا تھا، پس جس شخص کا علم اس کے موافق ہو جائے، وہ علم درست ہوگا۔“

**فوائد:** ..... گویا کہ آپ ﷺ زجر و توبیخ کر رہے ہیں، کیونکہ اس نبی سے موافقت ہو جانے کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہا۔

دور جاہلیت میں خط لگانے کی صورت یہ تھی کہ محتاج مٹھائی وغیرہ لے کر کاہن اور پیشین گوئی کرنے والے کے پاس آتا، وہ اس کو کہتا: تو بیٹھ جا، میں تیرے لیے لکیریں لگاتا ہوں، ادھر کاہن کے سامنے ایک لڑکا ہوتا، اس کے پاس سرمہ کی سلامتی ہوتی، پھر وہ نرم زمین کی طرف آتا اور اتنی جلدی سے لکیریں لگاتا کہ ان کو گن نہیں سکتا تھا، پھر دو دو لکیریں مٹانا شروع کر دیتا، اب اگر آخر میں دو لکیریں بچ جاتیں تو ان کو کامیابی کی علامت سمجھا جاتا اور اگر ایک بچ جاتی تو وہ ناکامی کی علامت ہوتی تھی۔

(۶۸۲۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثنا عَوْفٌ عَنْ حَيَّانَ حَدَّثَنِي قَطْرُ بْنُ قَبِيصَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ، سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعِيَافَةَ وَالطَّرِيقَ وَالطَّيْرَةَ مِنَ الْجِبْتِ)) قَالَ عَوْفٌ: الْعِيَافَةُ: زَجْرُ الطَّيْرِ، وَالطَّرِيقُ: الْخَطُّ يَخْطُ فِي الْأَرْضِ، وَالْجِبْتُ، قَالَ الْحَسَنُ: إِنَّهُ الشَّيْطَانُ۔ (مسند احمد: ۲۰۸۸۰)

سیدنا قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”فال پکڑنے کے لئے پرندوں کو اڑانا، زمین پر لکیریں لگانا اور بدشگونی لینا شیطانی کام ہیں۔“ عوف نے کہا: ”العیافۃ“ سے مراد پرندوں کو اڑانا، ”الطریق“ سے مراد زمین پر لکیریں لگانا اور ”الجبت“ سے مراد شیطان ہے، آخری معنی حسن نے بیان کیا ہے۔

**فوائد:** ..... عرب لوگ پرندے کے نام، آواز اور گزرنے سے فال پکڑتے تھے۔

”جبت“ کے معانی کاہن، شیطان اور ہر اس چیز کے ہیں، جس کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جائے۔ دور جاہلیت میں بعض اسباب کے ذریعے سے نیک شگونی یا بدشگونی لینا عام تھا، مثلاً سفر کا ارادہ کرنے والا کسی پرندے کو اڑاتا، اگر وہ دائیں جانب اڑ جاتا، تو وہ اسے سفر بخیر کی علامت سمجھتے ہوئے سفر شروع کر دیتا، اور اگر وہ پرندہ

(۶۸۲۲) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۹۱۱۷)

(۶۸۲۳) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة حيان ابی العلاء، أخرجه البيهقي: ۸ / ۱۳۹ (انظر: ۲۰۶۰۴)

جادو، کہانت اور نجومیت کے ابواب

بائیں جانب اڑ جاتا تو وہ اسے منحوس سفر کی علامت سمجھ کر اپنا ارادہ ترک کر دیتا۔ کئی اور علامتیں بھی مقرر تھیں۔ یہ سب امور ممنوع اور حرام ہیں۔ محض کسی بات کے اتفاقہ طور پر صحیح نکل آنے سے ان تمام خرافات کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ جلب و منفعت یا دفع مضرت میں ان چیزوں کی کوئی تاثیر نہیں۔ یہ سب ظن و تخمین اور انکل پچو باتیں ہیں، جن پر اعتبار اور اعتماد کرنا جہالت، گمراہی اور توہم پرستی ہے۔

لیکن شریعت نے اچھی بات سن کر اچھا شگون لینے کو جائز قرار دیا ہے، جس کی بنا پر انسان اللہ تعالیٰ سے حسن ظن قائم کر لیتا ہے، جو ایک مستحسن امر ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا عَذْوَىٰ وَلَا طَيْسِرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأُلُ .)) یعنی: ”نہ کوئی بیماری متعدی ہے اور نہ کوئی بدشگونی (کی حقیقت ہے)، لیکن مجھے ”نیک فال“ اچھی لگتی ہے۔“ صحابہ نے پوچھا: ”فال“ کیا ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ .)) یعنی: ”اچھی بات (کا سننا اور اس سے خیر کی امید وابستہ کر لینا)۔ (بخاری، مسلم)

ایک روایت میں آپ ﷺ نے نیک فال کو ((الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ .)) فرمایا، جس پر امام کرمانی رحمہ اللہ نے لکھا: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فطرت میں نیک فال کی محبت رکھ دی ہے، جیسا کہ خوش کن منظر اور صاف پانی کو دیکھنے سے راحت محسوس ہوتی ہے، اگرچہ اس پانی کو استعمال نہ کیا ہو۔ (عمون المعجود)

مثال کے طور پر کوئی شخص کسی جائز کاروبار یا سفر کا ارادہ کرتا ہے، اس کا ہر دوست بالخصوص نیک بزرگ اس کے اس اقدام کو سراہتے ہیں، اس کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں اور اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں یا اس کام کے لئے استعمال ہونے والے تمام اسباب آسانی میسر ہو جاتے ہیں۔ وہ ان تمام امور سے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا یہ کام اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، نتیجتاً وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن قائم کر لیتا ہے، اس کو اچھا شگون کہتے ہیں، بہر حال مستقبل میں اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی قسم کی آزمائش کا خطرہ بھی رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نیک شگون محض حسن ظن کا دوسرا نام ہے، نہ کہ مستقبل میں خطرات کے ٹل جانے کی گارنٹی۔

مسلمان کا شیوہ اچھی فال لینا ہے، نہ کہ بری فال لینا، اس لئے جب کوئی مسلمان کسی جائز کام کا عزم کر لیتا ہے تو کوئی بدشگونی اسے اس سے نہیں روکتی، کیونکہ اس کا یہ پختہ عقیدہ ہوتا ہے کہ نفع و نقصان کے معاملات میں حقیقی مؤثر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ دراصل اچھی فال لینے کو مستحسن قرار دے کر پس پردہ اس امر کی بھی ترغیب دلائی گئی ہے کہ ہر مسلمان کو دوسرے مسلمانوں اور ان کے جائز اقدامات کے بارے میں اچھی بات کہنی چاہئے اور اچھی بات ہی سنی چاہئے، جس سے لوگ نیک فال اخذ کریں اور ایسی بات کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے جس سے لوگ کراہت محسوس کریں اور اس سے ان کے دلوں میں بدفالی کا اندیشہ پیدا ہو۔

واضح ہو گیا ہے کہ مسلمان بدشگونی اور بدفالی لیتے ہوئے اپنے عزم کو منحوس نہیں سمجھتا، بلکہ مستقبل کے امور اور نفع و نقصان کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے اپنے ارادے کی عملی تکمیل کی طرف گامزن رہتا ہے، یہ بات ذہن نشین رہے بسا اوقات

بدشگونی پر مشتمل فرسودہ خیالات کسی کو اپنے گھیراؤ میں لے سکتے ہیں، لیکن اسے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ان کو اپنے دل و دماغ سے اتار پھینک دینا چاہئے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ذَلِكَ شَيْءٌ يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ، فَلَا يَصُدُّهُمْ.)) (صحیح مسلم) یعنی: ”یہ (بدشگونی) ایسی چیز ہے جسے لوگ اپنے سینوں میں محسوس کرتے ہیں، لیکن یہ ان کو اپنے کاموں (اور منصوبوں) سے نہ روکنے پائے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بات سنی، وہ آپ ﷺ کو بڑی پسند آئی، سو آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَخَذْنَا فَأَلَكْ مِنْ فَيْكٍ.)) (صحیح: ۷۲۶)

یعنی: ”ہم نے تیرے نیک شگون کو معتبر سمجھا ہے۔“

وضاحت نہیں ہے کہ یہ بات کس امر کے بارے میں تھی، البتہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ أَنْ يَسْمَعَ: يَا رَأِشِدُ يَا نَجِيحُ.“ (ترمذی) یعنی: جب آپ ﷺ کسی حاجت کے سلسلہ میں نکلتے تو پسند کرتے کہ (اپنے اس خروج کے بارے میں لوگوں سے یہ کہتے ہوئے) سنیں: اے راہ مستقیم کو پانے والے! اے (اپنی حاجت میں) کامیاب ہونے والے۔

یعنی آپ ﷺ کی یہ تمنا ہوتی کہ کوئی آدمی آپ کی اس تنگ و دو کو سراہے اور آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی حاجت پوری ہونے کا مشورہ سنائے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّنْجِيمِ نجومیت کا بیان

(۶۸۲۴)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا أَقْتَبَسَ رَجُلٌ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ إِلَّا أَقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ مَا زَادَ زَادَ.)) (مسند احمد: ۲۰۰۰)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے علم نجوم سیکھا، اس نے جادو کی ایک قسم کی تعلیم حاصل کی، جتنا زیادہ علم نجوم سیکھتا جائے گا، اتنا زیادہ جادو کا علم آتا جائے گا۔“

(۶۸۲۵)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ، أَقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ سِحْرِ، مَا زَادَ زَادَ، وَمَا زَادَ زَادَ.)) (مسند احمد: ۲۸۴۱)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے علم نجوم حاصل کیا، اس نے جادو کا ایک شعبہ حاصل کر لیا، وہ جتنا زیادہ علم نجوم حاصل کرے گا، اتنا زیادہ جادو کے علم کا اضافہ ہوتا جائے گا، جس قدر علم نجوم بڑھے گا، اس قدر جادو کا علم بڑھتا جائے گا۔“

(۶۸۲۴) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه ابو داود: ۳۹۰۵، وابن ماجه: ۳۷۲۶ (انظر: ۲۰۰۰)

(۶۸۲۵) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر اللہ تعالیٰ سات برسوں تک لوگوں سے بارش کو روکے رکھے اور پھر اسے نازل کرے تو پھر بھی لوگوں کا ایک گروہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والا ہوگا، وہ یہی بات کریں گے کہ مجذح ستارے کی وجہ سے ان پر بارش نازل کی گئی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ رات کو قوم پر بارش برسا کر نعت عطا کرتا ہے، لیکن جب صبح ہوتی ہے تو زیادہ تر لوگ کفر کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں: فلاں، فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش نازل ہوئی ہے۔“ محمد بن ابراہیم کہتے ہیں: جب میں نے سعید بن مسیب کو یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے بھی کہا: یہ ہم نے خود سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

(۶۸۲۶)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ أَمْسَكَ اللَّهُ الْقَطْرَ عَنِ النَّاسِ سَبْعَ سِنِينَ ثُمَّ أَرْسَلَهُ لَأَصْبَحَتْ طَائِفَةٌ بِهِ كَافِرِينَ يَقُولُونَ: مُطِرْنَا بِنِزَاءِ الْمَجْدَحِ)) (مسند احمد: ۱۱۰۵۷)

(۶۸۲۷)۔ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: ((لَيَبِيتُ الْقَوْمُ بِالنِّعْمَةِ ثُمَّ يَضِحُونَ وَأَكْثَرُهُمْ كَافِرُونَ يَقُولُونَ: مُطِرْنَا بِنَجْمٍ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ: فَحَدَّثْتُ بِهِذَا الْحَدِيثِ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ فَقَالَ: وَنَحْنُ قَدْ سَمِعْنَا ذَلِكَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ۔ (مسند احمد: ۱۰۸۱۳)

**فوائد:**..... ستارے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو تین مقاصد کے لیے پیدا کیا ہے:

- ۱۔ آسمانوں کی زینت
  - ۲۔ شیطانوں کی مرمت، یعنی جب شیطان وحی کی باتیں چوری کرنے کے لیے آسمان پر جانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ ان پر شعلہ بن کر گرتے ہیں۔
  - ۳۔ بعض معاملات میں انسانوں کی رہنمائی، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾ (انعام: ۹۷)..... ”اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیے ستاروں کو پیدا کیا، تاکہ تم ان کے ذریعہ سے اندھیروں میں، خشکی میں اور دریا میں راستہ معلوم کر سکو۔“
- پرانے زمانے میں بحری سفر کرنے والے ستاروں کو دیکھ کر اپنے سفر کی سمت کا تعین کرتے تھے، عصر حاضر میں سائنسی آلات سے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ ستاروں کے علم کو علم نجوم کہتے ہیں۔
- ستاروں کے تیسرے مقصد کا تعلق انسانوں سے ہے، اس کے علاوہ بنی آدم کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے، شارح ابوداؤد علامہ عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس باب کی حدیث ((مَنْ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ))..... ”جس نے علم نجوم حاصل کیا، اس نے جادو کے ایک جز کی تعلیم حاصل کر لی۔“ پر بحث کرتے ہوئے

(۶۸۲۶) تخریج: حدیث حسن، أخرجه النسائي: ۳/ ۱۶۵ (انظر: ۱۱۰۴۲)

(۶۸۲۷) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه البيهقي: ۳/ ۳۵۹، والحميدي: ۹۷۹ (انظر: ۱۰۸۰۰)

کہتے ہیں کہ خطابی نے کہا: نجومی لوگ جس علم نجوم کی روشنی میں مستقبل میں پیش آنے والے حادثات و واقعات کو معلوم کر لینے کا دعویٰ کرتے ہیں، مثال کے طور پر بارشوں کا نزول اور اشیاء کی قیمتوں کا بڑھ جانا، اس سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمادیا ہے۔ لیکن ستاروں کا وہ علم جس سے نماز کے اوقات کا اور جہت قبلہ کے تعین کا اندازہ ہوتا ہے، اس کو سیکھنے سے منع نہیں کیا گیا۔ شرح السنہ میں ہے: علم نجوم کی جس قسم کی بنا پر نجومی لوگ مستقبل میں پیش ہونے والے حوادث کی معرفت کا دعویٰ کرتے ہیں اور بسا اوقات ان کی پیشین گوئی مستقبل میں درست ثابت ہوتی ہے، مثلاً: مستقبل میں ہواؤں کے چلنے، بارش برسنے، برف باری ہونے، گرمی یا سردی پڑنے اور ایشیا کے زرخوں کے بڑھ جانے کی خبر دینا۔ بعض اوقات یہ لوگ اس قسم کا دعویٰ بھی کر دیتے ہیں کہ ستاروں کے چلنے، ان کے جمع ہونے اور ان کے جدا ہونے سے آنے والے زمانے میں پیش آنے والے واقعات کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں علم نجوم کی اس قسم سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعے جس علم کا دعویٰ کیا جاتا ہے، صرف اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اپنی ذات کو موصوف کیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ﴾ (لقمان: ۳۴)..... ”بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہ بارش نازل کرتا ہے۔“

لیکن علم نجوم کی جس قسم کے ذریعے زوال، اوقات نماز اور جہت قبلہ وغیرہ کا تعین کر لیا جاتا ہے، وہ نہیں داخل نہیں ہے، کیونکہ اس کا علم ظاہری مشاہدے سے ہی ہو جاتا ہے، (جیسے طلوع آفتاب سے نماز فجر کے وقت کے ختم ہونے اور غروب آفتاب سے نماز عصر کے وقت کے ختم ہونے کا علم ہوتا ہے، سورج ایک ستارہ ہے)، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ (سورۃ انعام: ۹۷)..... ”اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیے ستاروں کو پیدا کیا، تاکہ تم ان کے ذریعے سے اندھیروں میں، خشکی میں اور دریا میں راستہ معلوم کر سکو۔“ مزید ارشاد فرمایا: ﴿وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ﴾ (سورۃ نحل: ۱۶)..... ”اور وہ ستاروں کے ذریعے رہنمائی پاتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بتلایا ہے کہ ستارے تو اوقات اور راستوں کی پہچان کے لیے ہیں، اگر یہ نہ ہوتے تو لوگ قبلہ رخ نہ ہو سکتے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ستاروں کا اتنا علم سیکھو کہ جس کے ذریعے قبلہ کی سمت اور راستے کو پہچان سکو، اتنی مقدار کے بعد ان کا مزید علم حاصل کرنے سے باز آ جایا کرو۔ (عون المعبود: ۲/۱۷۷)

ان احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے علم نجوم سے منع فرمادیا اور اسے جاہلیت کی علامت قرار دیا، جبکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی کاہن (یعنی نجومی) کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی یا جس آدمی نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کیا تو وہ اس چیز سے بری ہو گیا، جو آپ ﷺ پر اتاری گئی۔“ (ابوداؤد: ۳۹۰۴، ترمذی: ۱۳۵، ابن ماجہ: ۶۳۹)

قارئین کرام! نبی کریم ﷺ نے سرے سے نجومیوں کے پاس جانے سے منع کر دیا، تاکہ ان کے انکل بچو سے



مومنوں کے عقائد متاثر نہ ہوں۔ اجرام فلکی کا نظم و نسق صدیوں سے جاری و ساری ہے، آج تک اس میں کوئی فساد یا بگاڑ پیدا نہیں ہے، یہ نظام بعض امور کائنات پر دلالت کرتا ہے، اس لیے ان کا بغور مطالعہ کرنے والا کوئی نہ کوئی اندازہ لگا سکتا ہے، جیسے کوئی آدمی سورج کو دیکھ کر وقت کا اور چاند کو دیکھ کر تاریخ کا اندازہ لگا لیتا ہے۔ لیکن عقائد کے تحفظ کے لیے نبی کریم ﷺ نے علم نجوم کی اس قسم کے علم کے حصول سے سرے سے منع کر دیا، بلکہ جو لوگ اس علم میں دلچسپی لیتے ہیں، ان کی مجلس میں بیٹھنے سے منع کر دیا۔

آپ ﷺ نے ستاروں کے معاملہ میں کافی سختی کی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ عرب لوگ بارش کے نزول کو ستاروں کی طرف منسوب کرتے تھے اور اس معاملے میں ستاروں کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں۔ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کے سابقہ نظام کی روٹین کو دیکھ کر یہ کہتا ہے کہ جب فلاں ستارہ فلاں مقام پر پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ بارش نازل کرتا ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بارش وغیرہ کے اوقات کے لیے علامات مقرر کر دی ہیں۔ لیکن اس میں علامت بننے والے چیز کا ذاتی کوئی کردار نہیں ہوتا، سارے کا سارا کمال اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے۔ دیکھئے کہ سورج کی روشنی یا سورج کا دن اور رات کے آنے جانے کے ساتھ گہرا تعلق ہے، لیکن اس میں سورج کا تو کوئی کمال نہیں، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا تابع ہے۔

تنبیہ: غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، ظاہری اسباب کے علاوہ مستقبل کے بارے میں کچھ ہونے یا نہ ہونے کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، لیکن یہاں اس چیز کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش چند ایسے امور کو وجود دے رکھا ہے، جس سے نجومی اور کاہن لوگوں کا کوئی اندازہ درست ثابت ہو سکتا ہے، جیسے ہرقل اور اس کے ایک دوست نے ستاروں کو دیکھ کر یہ اندازہ کر لیا تھا کہ عرب میں نبی کریم ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے۔ (صحیح بخاری: ۶) اور ان کا یہ اندازہ درست ثابت ہوا، اس قسم کے کل چار امور ہیں: جنوں کا آسمانوں سے باتیں چوری کرنا، ستاروں سے اندازہ کرنا، ہاتھ کی لکیروں سے اندازہ کرنا اور جنوں کے ذریعے دور کی معلومات کر لینا۔

لیکن ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں کو ایسے طریقے استعمال کرنے سے اور ایسے لوگوں کے پاس سرے سے جانے سے منع کر دیا، لیکن یہ امور بد عقیدہ لوگوں کے مزید گمراہ ہو جانے کا سبب بنتے ہیں، دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشیں ہیں۔



النَّوْعُ الرَّابِعُ مِنَ الْفُقْهِ  
 فقہ کی چوتھی نوع  
 الْأَحْوَالُ الشَّخْصِيَّةُ وَالْعَادَاتُ  
 شخصی حالات و عادات کا بیان

كِتَابُ النِّكَاحِ  
 نکاح کے مسائل

بَابُ الْحَثِّ عَلَيْهِ وَكَرَاهَةِ تَرْكِهِ لِلْقَادِرِ

نکاح کی ترغیب دلانے اور قدرت رکھنے کے باوجود اس کو چھوڑنے کی کراہت کا بیان

(۶۸۲۸)۔ عَنْ عُمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم،  
 خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى فِتْيَةٍ مِنَ نُوجَانِ مَهَابِرِ بْنِ عَفَّانَ لَأَنَّ تَشْرِيفَ لَائِيٍّ أَوْ فَرَمَايَا: ”تم میں  
 الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ سے جو طاقت رکھتا ہے، وہ شادی کر لے، کیونکہ یہ نگاہ کو سب  
 فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَعْضٌ لِلطَّرْفِ وَأَخْصَنُ سے زیادہ پست کرنے والی اور شرمگاہ کی سب سے زیادہ  
 لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَا، فَإِنَّ الصُّومَ لَهُ وَجَاءَ)) حفاظت کرنے والی ہے، اور جس میں اس کی طاقت نہ ہو تو وہ  
 (مسند احمد: ۴۱۱)

روزے رکھے، بیشک روزہ شہوت کو توڑ دینے والا ہے۔

**فوائد:** ..... طاقت رکھنے سے مراد مہر اور بیوی کے نان و نفقہ کی قدرت ہے۔

”وَجَاءَ“ کا معنی خصی کرنا ہے، چونکہ روزہ شہوت کو کمزور کرتا ہے، اس لیے اس کو خصی کرنے سے تشبیہ دی گئی ہے، کیونکہ خصی ہونے سے بھی نکاح کا معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔

علقمہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں منیٰ میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا، ان کی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی اور وہ ان سے کھڑے ہو کر باتیں کرنے لگے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابو عبد الرحمن! کیا ہم کسی نوجوان لڑکی سے آپ کی شادی نہ کر دیں، ممکن ہے کہ وہ تمہارا بیٹا ہو یا زمانہ تازہ کر دے؟ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر آپ شادی کے بارے میں یہ بات کہہ رہے ہیں، تو یقیناً نبی کریم ﷺ نے ہمیں فرمایا تھا کہ ”اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کی طاقت رکھتا ہے، وہ شادی کر لے، بیشک یہ نگاہ کو پست کرنے والی اور شرمگاہ کو محفوظ کرنے والی ہے اور جو اس کی طاقت نہیں رکھتا وہ روزے رکھے، بیشک روزہ شہوت کو توڑ دینے والا ہے۔“

**فوائد:**..... ”الْبَاءَةُ“ سے مراد حق زوجیت اور شادی کے اخراجات کی قدرت ہے۔

عبد الرحمن بن یزید کہتے ہیں: ہم سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے، جبکہ علقمہ اور اسود ان کے پاس پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے ایک حدیث سنائی، میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ حدیث صرف میری وجہ سے بیان کی، کیونکہ میں ہی ان میں زیادہ نو عمر تھا، انہوں نے کہا کہ ہم نوجوان نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اور ہمارے پاس کچھ نہ ہوتا تھا، ایک دن آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اے نوجوانوں کی جماعت!.....“ پھر اوپر والی حدیث ذکر کی۔

**فوائد:**..... ہم ایسے نوجوان تھے جن کے پاس نکاح کے اخراجات نہ تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے نوجوانو کے گروہ! شادی کرو۔ اگر شادی کی طاقت نہیں تو پھر روزہ رکھو اس سے شہوت اعتدال پر رہتی ہے۔“

(۶۸۲۹)۔ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ عَبْدِ اللَّهِ يَغْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ بِيَمِينِي فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ فَقَامَ مَعَهُ، يُحَدِّثُهُ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أَلَا نُرَوِّجُكَ جَارِيَةً شَابَةً لَعَلَّهَا أَنْ تُذَكِّرَكَ مَا مَضَى مِنْ زَمَانِكَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أَمَا لَيْتَ قُلْتِ ذَلِكَ، لَقَدْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ التَّبَاةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصْرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)) (مسند احمد: ۳۵۹۲)

(۶۸۳۰)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَعِنْدَهُ عَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ، فَحَدَّثَ حَدِيثًا لَا أَرَاهُ حَدَّثَهُ إِلَّا مِنْ أَجْلِ كُنْتُ أَحَدًا مِنَ الْقَوْمِ سِنًا، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَبَابٌ لَا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ!.....)) فَذَكَرَهُ۔ (مسند احمد: ۴۰۳۵)

(۶۸۲۹) تخريج: أخرجه البخاری: ۱۹۰۵، ۵۰۶۵، ومسلم: ۱۴۰۰ (انظر: ۳۵۹۲)

(۶۸۳۰) تخريج: أخرجه البخاری: ۵۰۶۶، ومسلم: ۱۴۰۰ (انظر: ۴۰۳۵)

سعید بن جبیر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے کہا: جی نہیں، انہوں نے کہا: شادی کرو، پھر بعد میں جب ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پھر وہی بات کہی کہ کیا تم نے شادی کی ہے، میں نے کہا: جی نہیں، انہوں نے کہا: شادی کر لو، کیونکہ اس امت کی بہترین ہستی (یعنی محمد ﷺ) کی سب سے زیادہ بیویاں تھیں۔“

(دوسری سند) سعید بن جبیر کہتے ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا: شادی کرو کیونکہ جو ہستی ہم میں بہتر تھی، اس کی بیویاں سب سے زیادہ تھیں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”دنیا میں سے عورتوں اور خوشبو کو میرے لیے محبوب بنا دیا گیا ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔“

**فوائد:** ..... آپ ﷺ کی عورتوں سے محبت ہونے کی وجوہات یہ ہیں کہ وہ خواتین آپ کی بیویاں ہی تھیں، جنہوں نے آپ ﷺ کے مخفی امور کو امت تک پہنچایا اور بروز قیامت آپ ﷺ جس کثرت پر فخر کریں گے، اس کو خواتین نے ہی جنم دیا ہوگا۔

(۶۸۳۴)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: دَخَلَ عَلَي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: عَكَافُ بْنُ بَشِيرِ التَّمِيمِيِّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا عَكَافُ! هَلْ لَكَ مِنْ زَوْجَةٍ؟)) قَالَ: لَا،

(۶۸۳۱)۔ (عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: لَقَيْتَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: تَزَوَّجْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: تَزَوَّجْ، ثُمَّ لَقَيْتَنِي بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَ: تَزَوَّجْتَ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: تَزَوَّجْ، فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ كَانَ أَكْثَرَهَا نِسَاءً)۔ (مسند احمد: ۲۰۴۸)

(۶۸۳۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: تَزَوَّجْ، فَإِنَّ خَيْرَنَا كَانَ أَكْثَرَنَا نِسَاءً ﷺ)۔ (مسند احمد: ۳۵۰۷)

(۶۸۳۳)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطَّيِّبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ))۔ (مسند احمد: ۱۲۳۱۹)

(۶۸۳۱) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه الطبرانی: ۱۲۳۱۳ (انظر: ۲۰۴۸)

(۶۸۳۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۸۳۳) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه ابویعلی: ۳۴۸۲، والطبرانی فی "الاوسط": ۵۱۹۹، والبیہقی: ۷۸ / ۷ (انظر: ۱۲۲۹۳)

(۶۸۳۴) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة الرجل الراوی عن ابی ذر وللاضطراب الذي وقع فی اسانیده، أخرجه عبدالرزاق: ۱۰۳۸۷، وابیعلی: ۶۸۵۶ (انظر: ۲۱۴۵۰)

نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم مالدار نہیں ہو؟“ اس نے کہا: جی میں مالدار ہوں۔“ پھر تو تم شیطان کے بھائیوں میں سے ہو، اگر تم عیسائیوں میں سے ہوتے تم راہب ہوتے، ہماری سنت تو نکاح ہے، تم میں سے بدترین لوگ وہ ہیں، جو غیر شادی شدہ ہیں اور تمہارے مردوں میں سے سب سے زیادہ رذیل وہ ہیں، جو غیر شادی شدہ ہیں، کیا تم شیطان کے ساتھ کھیلتے ہو، نیک لوگوں کو جال میں پھسانے کے لئے شیطان کے پاس سب سے زیادہ موثر ہتھیار عورت ہے، ما سوائے شادی شدہ افراد کے، کہ وہ اس ہتھیار سے محفوظ رہتے ہیں، وہ لوگ فحش باتوں سے پاکیزہ ہیں، اے عکاف! یہ عورتیں ایوب، داؤد، یوسف اور کرسف کی ساتھی ہیں۔“ بشر بن عطیہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کرسف کون تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ایک آدمی تھے، اس نے سمندر کے ساحل پر تین سو سال عبادت کی، دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا، پھر اس نے ایک عورت کے عشق میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کر دیا اور عیادت کو ترک کر دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعض اعمال کی وجہ سے کمی پوری کر دی اور اس پر رجوع کیا، اے عکاف! افسوس ہے تجھ پر، شادی کر، وگرنہ متردد اور مذہذب رہے گا۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر آپ میری شادی کر لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے کریمہ بنت کلثوم حمیری سے تیری شادی کر دی ہے۔“

قَالَ: ((وَلَا جَارِيَةً؟)) قَالَ: وَلَا جَارِيَةً، قَالَ: ((وَأَنْتَ مُوسِرٌ بِخَيْرٍ؟)) قَالَ: وَأَنَا مُوسِرٌ بِخَيْرٍ، قَالَ: ((أَنْتَ إِذَا مِنْ إِخْوَانِ الشَّيَاطِينِ، لَوْ كُنْتَ فِي النَّصَارَى كُنْتَ مِنْ زُهَبَانِهِمْ، إِنْ سُنْتَنَا النِّكَاحُ، شِرَارَكُمْ عَزَابُكُمْ وَأَرَاذِلُ مَوَاتِكُمْ عَزَابُكُمْ، أَيْ الشَّيْطَانِ تَمْرُسُونَ، مَا لِلشَّيْطَانِ مِنْ سَلَاحٍ أَبْلَغُ فِي الصَّالِحِينَ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا الِمْتَزَوْجُونَ، أَوْلَيْكَ الِمُطَهَّرُونَ مِنْ لِحْنَا، وَيَحْكُ يَا عَكَّافُ! إِنَّهُنَّ صَوَاحِبُ أَيُّوبَ وَدَاوُدَ وَيُوسُفَ وَكُرْسُفَ.)) فَقَالَ نَهْ بِشَرِّ بَنِي عَطِيَّةٍ. وَمَنْ كُرْسُفُ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((رَجُلٌ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ بِسَاحِلِ بَيْنِ سَوَاحِلِ الْبَحْرِ ثَلَاثَ مِائَةِ عَامٍ يَصُومُ لِنَهَارٍ وَيَقُومُ اللَّيْلَ، ثُمَّ إِنَّهُ كَفَرَ بِاللَّهِ لِعَظِيمٍ فِي سَبَبِ امْرَأَةٍ عَشِقَهَا، وَتَرَكَ مَا كَانَ مِنْ عِبَادَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ اسْتَدْرَكَ لِلَّهِ بِبَعْضِ مَا كَانَ مِنْهُ فَتَابَ عَلَيْهِ، وَيَحْكُ يَا عَكَّافُ! تَزَوَّجْ وَإِلَّا فَأَنْتَ مِنَ الِمُذْذَبِينَ.)) قَالَ: زَوِّجْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((قَدْ زَوَّجْتُكَ كَرِيمَةَ بِنْتِ كُلْثُومِ

الْحَمِيرِيِّ.)) (مسند احمد: ۲۱۷۸۱)

**فوائد:** ..... ”کیا تم شیطان کے ساتھ کھیلتے ہو؟“ یعنی شہوت پورا کرنے کے لیے شیطانی ہتھکنڈے استعمال

کرتے ہو۔

”یہ عورتیں ایوب، داؤد، یوسف اور کرسف کی ساتھی ہیں۔“ اس سے عورتوں کے مکر و فریب کی طرف اشارہ کیا جا

رہا ہے کہ یہ انبیاء و رسل کو پھسلانے کے لیے کوشش کرنے سے بھی باز نہ رکھیں۔



(۶۸۳۵)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: سیدنا ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”چار چیزیں انبیائے کرام کی سنت ہیں، عطر لگانا، نکاح کرنا، مسواک کرنا اور حیاء سے زندگی گزارنا۔“  
(مسند احمد: ۲۳۹۷۸)

**فوائد:**..... ایک روایت میں ”الْحَيَاءُ“ کے بجائے ”الْحِنَاءُ“ کے اور ایک میں ”الْحَيَاتَانُ“ کے الفاظ ہیں، مؤخر الذکر الفاظ راجح معلوم ہوتے ہیں، یعنی ختنہ کروانا۔

نبی کریم ﷺ نے ہر صاحب استطاعت کو نکاح کرنے کی ترغیب دلائی ہے، امام احمد نے آپ ﷺ کے حکم کی روشنی میں نکاح کو واجب سمجھا ہے، جبکہ جمہور اہل علم اس کے استحباب کے قائل ہیں، اصل بات یہ ہے کہ نکاح کا وجوب و استحباب مختلف افراد کے لیے مختلف ہو سکتا ہے، مثلاً جو شخص نکاح کی طاقت بھی رکھتا ہو اور اسے گناہ میں پڑنے کا خدشہ بھی ہو تو اس کے لیے نکاح واجب اور فرض ہے۔

وافر اور اچھا کھانا پینا شہوت میں اضافہ کرتا ہے، جبکہ روزہ بھوک اور پیاس کا نام ہے اور خوراک کی کمی شہوت کو توڑتی ہے، اس لیے غیر شادی شدہ نوجوانوں کے لیے روزہ مفید ہے، ویسے بھی روزہ گناہ سے بچاتا ہے۔ گویا روزے دار آدمی حسی انسان کی طرح پرسکون رہتا ہے۔

### بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِخْتِصَاءِ وَالتَّبْتُلِ

حسی ہونے اور دنیا سے علیحدگی اختیار کرنے سے ممانعت کا بیان

(۶۸۳۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا نَغْرُوْا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا نَسْتَخْصِي؟ فَهَانَا عَنْهُ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا بَعْدُ فَيُ أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرَأَةَ بِالثُّوبِ إِلَى أَجَلٍ، ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَبِيبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ (مسند احمد: ۳۹۸۶)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں مصروف تھے، ہمارے پاس بیویاں نہیں تھیں، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم حسی نہ ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے ہمیں ایسا کرنے سے منع کر دیا اور پھر ہمیں یہ اجازت دے دی کہ ہم مقررہ مدت تک کپڑے وغیرہ کے عوض میں عورتوں سے شادی کر سکتے ہیں، (جس کو منعہ کہتے ہیں)، پھر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جو

(۶۸۳۵) اسنادہ ضعیف، حجاج بن ارطاة لیس بذک القوی، وهو مدلس وقد عنعن، ومكحول عن ابی ایوب مرسل، بینہما فی هذا الحدیث ابو الشمال بن ضباب وهو مجهول۔ أخرجه الترمذی: ۱۰۸۰ (انظر: ۲۳۵۸۱) (۶۸۳۶) تخريج: أخرجه البخاری: ۵۰۵۷، ومسلم: ۱۴۰۴ (انظر: ۳۹۸۶)

پاکیزہ چیزیں حلال کی ہیں، ان کو حرام نہ قرار دو اور زیادتی نہ کرو، بیشک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

**فوائد:**..... مسلمان کے لیے خصی ہونا حرام ہے، کیونکہ اس میں ضرر بھی ہے اور نسل کا سلسلہ بھی منقطع ہو جاتا ہے۔ اس حدیث میں نکاحِ متعہ کی اجازت دی گئی ہے، یہ اجازت عارضی تھی، بعد میں اس نکاح کو مستقل طور پر حرام قرار دیا گیا، تفصیل آگے آئے گی۔

(۶۸۳۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ائْذَنْ لِي أَنْ أَخْتَصِيَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((حِصَاءُ أُمَّتِي الصِّيَامُ وَالْقِيَامُ)) (مسند احمد: ۶۶۱۲)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے خصی ہونے کی اجازت دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے خصی ہونے کی صورت روزے رکھنا اور رات کا قیام کرنا ہے۔“

(۶۸۳۸)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: جَاءَ شَابٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَسْأَلُكَ لِي فِي الْخِصَاءِ؟ فَقَالَ: ((صُمْ وَسَلِّ لَلَّهِ مِنْ فَضْلِهِ)) (مسند احمد: ۱۵۱۰۲)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نوجوان نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ مجھے خصی ہونے کی اجازت دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”روزے رکھ اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کر۔“

**فوائد:**..... یہ بہت خوبصورت جواب ہے، فی الوقت کسی چیز کے اسباب نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ آدمی اپنے آپ کو مستقل طور پر اس چیز سے محروم کر دے، اس کو چاہیے کہ وہ اپنے وجود کو کنٹرول کرنے کے لیے عارضی بندوبست کرے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرے، روزہ اپنی جگہ پر مستقل عبادت ہے، لیکن غیر شادی شدہ آدمی کے لیے شہوت کو کنٹرول کرنے کا عارضی بندوبست ہے۔

(۶۸۳۹)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: أَرَادَ عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ أَنْ يَتَبَتَّلَ، فَهَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَوَأَجَازَ ذَلِكَ لَاخْتِصَانًا. (مسند احمد: ۱۵۱۴)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے تجمل کا ارادہ کیا، لیکن نبی کریم ﷺ نے ان کو منع کر دیا، اگر آپ ﷺ ان کو اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

(۶۸۳۷) تخریج: صحیح لغیرہ دون ذکر القیام، وهذا اسناد ضعیف لضعف ابن لهيعة وحيي بن عبد الله المعافري، أخرجه الطبراني (انظر: ۶۶۱۲)

(۶۸۳۸) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۱۵۰۳۶)

(۶۸۳۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۰۷۴، و مسلم: ۱۴۰۲ (انظر: ۱۵۱۴)

**فوائد:** ..... ”تجمل“ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہونے کی وجہ سے عورتوں سے کنارہ

کشی اختیار کی جائے اور نکاح کو چھوڑ دیا جائے۔

(۶۸۴۰)۔ عَن سَمُرَةَ بِنْتِ جُنْدُبٍ أَنَّ سَيِّدَنَا سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ نَكَحَ نِكَاحًا وَهُوَ فِي طَبَقِ الْوَحْدَانِ، فَقَدْ نَكَحَ نِكَاحًا بَدِيعًا» (مسند رسول اللہ ﷺ نہی عن التبتل۔) (مسند نے تجمل سے منع فرمایا ہے۔)

(احمد: ۲۰۴۵۵)

**فوائد:** ..... جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ کی روایت کے مطابق یہ حدیث بیان کرنے کے بعد امام قتادہ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ ..... ”اور ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور ان کو بیویاں اور اولاد عطا کی۔“ (سورہ رعد: ۳۸)

امام قتادہ کی مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سابقہ انبیاء کی اقتدار کرنے کا حکم دیا گیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فِيهِدُهُمْ أَقْتِدَاهُمْ﴾ ..... ”ان کی ہدایت کی پیروی کر۔“ اور سابقہ انبیاء کی بیویاں اور اولادیں تھیں، اس لیے آپ ﷺ نے شادیاں کیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اولاد بھی عطا کی۔

گویا نکاح سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔

(۶۸۴۱)۔ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ، قَالَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنِ التَّبْتُلِ فَمَا تَرَيْنَ فِيهِ؟ قَالَتْ: فَلَا تَفْعَلْ، أَمَا سَمِعْتَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ فَلَا تَبْتَلْ، قَالَ: فَخَرَجَ وَقَدْ فَهَمَ وَقَدِمَ الْبَصْرَةَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا بَيْسْرًا حَتَّى خَرَجَ إِلَى أَرْضِ مَكْرَانَ فَقُتِلَ هُنَاكَ عَلَى أَفْضَلِ عَمَلِهِ. (مسند احمد: ۲۵۱۶۵)

سعد بن ہشام سے مروی ہے کہ انھوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میں آپ سے تجمل کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا: ایسا نہ کرو، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا ”اور تحقیق ہم نے آپ سے پہلے پیغمبر بھیجے ہیں اور ان کے لئے بیویاں اور اولاد بنائی۔“ اس لئے تجمل سے بچ، پھر وہ باہر تشریف لے گئے، جبکہ وہ فہم و فقہ حاصل کر چکے تھے، پھر وہ بصرہ چلے گئے، وہاں کچھ عرصہ ہی رہے تھے کہ مکران کی سرزمین کی طرف چلے گئے، پھر وہاں افضل ترین عمل سرانجام دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔

(۶۸۴۲)۔ (وَعَنْهَا فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى) قَالَتْ: لَا تَفْعَلْ، أَمَا تَقْرَأُ! ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ

(۶۸۴۰) صحیح لغیرہ، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۴۹، والترمذی: ۱۰۸۲، والنسائی: ۶/ ۵۹ (انظر: ۲۰۱۹۲)  
(۶۸۴۱) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه مختصرا النسائی: ۳/ ۲۴۲ (انظر: ۲۴۶۵۸)  
(۶۸۴۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴿ فَقَدْ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ وُلِدَتْهُ - (مسند احمد: ۲۰۱۰۸)

تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔“ آپ ﷺ نے شادیاں بھی کی ہیں اور آپ ﷺ کی اولاد بھی ہوئی ہے۔

(۶۸۴۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ، كَانَ يَقُولُ: ((لَا صَرُورَةَ فِي الْإِسْلَامِ)) (مسند احمد: ۲۸۴۴)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں ضرورت نہیں ہے۔“

**فوائد:**..... ضرورت کے دو معانی ہیں: (۱) تنجیل، جس کی تفصیل حدیث نمبر ۶۸۳۹ میں گزر چکی ہے اور (۲) نہ کرنا، یعنی اسلام میں حج کو ترک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، بشرطیکہ استطاعت ہو۔

یہ حدیث تو ضعیف ہے، لیکن اسلام میں دونوں چیزوں کی گنجائش نہیں ہے، نہ تنجیل کی اور نہ حج کو ترک کرنے کی۔

### بَابُ صِفَةِ الْمَرْأَةِ الَّتِي تُسْتَحَبُّ حِطْبَتُهَا

اس عورت کے اوصاف کا بیان، جس سے نکاح کرنا مستحب ہے

(۶۸۴۴)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ، قَالَ: ((إِنَّ الدُّنْيَا كُلَّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ)) (مسند احمد: ۶۵۶۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”دنیا ساری کی ساری متاع ہے اور دنیا کا بہترین سرمایہ نیک عورت ہے۔“

**فوائد:**..... ”متاع“ اس چیز کو کہتے ہیں، جس سے تھوڑا سا فائدہ اٹھایا جائے اور وہ جلد ہی ختم ہو جائے، دنیا اس کی ہر چیز متاع ہے، آخرت کے مقابلے میں اس کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور وہ بھی جلد زائل ہو جانے والا ہے۔

نیک خاتون دنیا کا سب سے بہترین سرمایہ ہے، کیونکہ وہ خاوند کو حرام سے بچاتی ہے اور اس کے دنیوی اور دینی امور کو سرانجام دینے پر اس کا تعاون کرتی ہے اور ہر وہ لذت جو آخرت کی لذتوں کے حصول کے لیے معاون ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی محبوب اور پسندیدہ چیز ہے۔

(۶۸۴۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((تُنكحُ النِّسَاءَ لِأَرْبَعٍ، لِمَالِهَا وَجَمَالِهَا، لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَبَيْنَ خَلْفِهَا)) (مسند احمد: ۶۵۶۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”چار وجوہات کی بنا پر عورتوں سے نکاح کیا جاتا ہے،

(۶۸۴۳) تخریج: اسنادہ ضعیف، عمر بن عطاء، وهو ابن وراز، ليس هو بشيء، وهم يضعفونه، أخرجه ابوداود: ۱۷۲۹ (انظر: ۲۸۴۴)

(۶۸۴۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۶۷ (انظر: ۶۵۶۷)

(۶۸۴۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۰۹۰، ومسلم: ۱۴۶۶ (انظر: ۹۵۲۱)

وَحَسَبَهَا وَدِينَهَا، فَظَفَرُ بَدَاتِ الدِّينِ، مال، جمال، حسب اور دین، تو دین والی کے ساتھ کامیاب ہو، تَرَبَّتْ يَدَاكَ-)) (مسند احمد: ۹۵۱۷) تیرے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں۔“

**فوائد:** ..... اسلام میں اللہ کا خوف اور عمل صالح کی سب سے زیادہ اہمیت ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی زیادہ معزز ہے، جو اس سے زیادہ ڈرنے والا ہے، اس لیے نیک اور دین دار خاتون کو ترجیح دینی چاہیے، اسی میں دین و دنیا کی خیر و بھلائی ہے۔

تیرے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں، تیری ماں تجھے گم پائے، تیرا ناک خاک آلود ہو جائے، تجھ پر افسوس ہے، تیری ماں مر جائے، عرب اس قسم کے جملوں کے اصل معانی مراد نہیں لیتے، جو کہ بد دعا پر مشتمل ہیں، بلکہ ان کا مقصود ان امور میں سے کوئی ایک ہوتا ہے: مدح کرنا، مذمت کرنا، انکار کرنا، رغبت دلانا، تعجب کرنا۔

(۶۸۴۶)۔ عَنِ ابْنِ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تُنْكِحُ الْمَرْأَةَ عَلَى إِحْدَى خِصَالٍ ثَلَاثَةٍ، تُنْكِحُ الْمَرْأَةَ عَلَى مَالِهَا، وَتُنْكِحُ الْمَرْأَةَ عَلَى جَمَالِهَا، وَتُنْكِحُ الْمَرْأَةَ عَلَى دِينِهَا، فَخُذْ ذَاتِ الدِّينِ وَالْخُلُقِ، تَرَبَّتْ يَمِينُكَ-)) (مسند احمد: ۱۱۷۸۷)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ایک عورت سے تین خصلتوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، عورت سے اس کے مال کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے، ایک عورت سے اس کے حسن و جمال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے اور ایک عورت سے اس کے دین کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو جائے تو دین اور اخلاق والی خاتون کو منتخب کر لے۔“

(۶۸۴۷)۔ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ- (مسند احمد: ۲۵۷۰۶)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورت سے اس کے دین، اس کے مال اور اس کے جمال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، تو دین والی کو لازم پکڑ۔“

(۶۸۴۸)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمَرْأَةَ تُنْكِحُ لِدِينِهَا وَمَالِهَا وَجَمَالِهَا، فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّينِ، تَرَبَّتْ يَدَاكَ-)) (مسند احمد: ۱۴۲۸۶)

(۶۸۴۶) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه ابن ابی شیبہ: ۴ / ۳۱۰، والبزار: ۱۴۰۳، وابویعلی: ۱۰۱۲، وابن حبان: ۴۰۳۷، والحاکم: ۱۶۱ / ۲ (انظر: ۱۱۷۶۵)

(۶۸۴۷) تخریج: اسنادہ صحیح (انظر: ۲۵۱۹۱)

(۶۸۴۸) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجه ابن ماجہ: ۱۸۶۰، والنسائی: ۶ / ۶۵، أخرجه مختصر الترمذی: ۱۰۸۶ (انظر: ۱۴۲۳۷)



سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”زیادہ بچے جنم دینی والی خواتین سے شادی کرو، کیونکہ میں روزِ قیامت تمہاری کثرت کی وجہ سے فخر کروں گا۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ شادی کرنے کا حکم دیتے اور بخل سے سختی کے ساتھ منع کرتے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”پیار کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو، کیونکہ میں روزِ قیامت تمہاری کثرتِ تعداد کی وجہ سے دیگر انبیائے کرام پر فخر کروں گا۔“

**فوائد:** ..... یہ کیسے پتہ چلے گا کہ فلاں خاتون زیادہ بچے جنم دینے والی ہے؟ خاندان کی شادی شدہ خواتین سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس خاندان کی عورتوں کی زیادہ اولاد ہوتی ہے اور یہ بھی ممکن ہو کہ آپ ﷺ کی مراد کنواری خواتین ہوں، کیونکہ وہ بیوہ کے مقابلے میں زیادہ بچے جنم دینے والی ہوتی ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ کونسی عورت سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہے کہ جب خاندان سے دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے اور جب وہ اس کو حکم دے تو وہ فرمانبرداری کرے اور خاندان اس کے نفس اور اپنے مال کے بارے میں جس چیز کو ناپسند کرتا ہے، وہ اس کی مخالفت نہ کرے۔“

**فوائد:** ..... میاں بیوی کی موافقت کے بغیر معاشرہ پر سکون نہیں رہ سکتا اور اگر دونوں کی مساوی حیثیت ہو تو موافقت کا امکان بہت کم ہے، اس لیے بیوی کو خاندان کے تابع کر دیا گیا ہے، کیونکہ مرد بلکہ مذکر کی فضیلت فطرتاً اور عملاً مسلم ہے، لہذا بہترین بیوی وہ ہے جو اپنے خاندان کے تابع فرمان رہے تاکہ معاشرہ جنتِ نظیر بن سکے۔ جس معاشرے میں مرد و زن کی حیثیت مساوی ہے، وہاں معاشرتی بے سکونی اور ازدواجی ابتری عام ہے۔

(۶۸۴۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ لِعَاصٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَنْكِحُوا أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ، فَإِنِّي أَبَاهِي بِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ۶۵۹۸)

(۶۸۵۰)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ بِالْبَاتِنَةِ وَيَنْهَى عَنِ التَّبْتُلِ نَهْيًا شَدِيدًا، وَيَقُولُ: ((تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَائِرٌ بِكُمْ الْإِنِّيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ۱۲۶۴۰)

(۶۸۵۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((الَّتِي نَسْرُهُ، إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِيمَا يَكْرَهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ)) (مسند احمد: ۷۴۱۵)

(۶۸۴۹) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۶۵۹۸)

(۶۸۵۰) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه الطبرانی فی "اللاوسط": ۵۰۹۵، والبخاری: ۱۴۰۰، وابن حبان:

۴۰۲۸، والبيهقي: ۷/ ۸۱ (انظر: ۱۲۶۱۳)

(۶۸۵۱) تخریج: اسنادہ قوی، أخرجه النسائي: ۶/ ۶۸ (انظر: ۷۴۲۱)

(۶۸۵۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ يُمْنِ الْمَرْأَةَ تَيْسِيرُ خَطْبَتِهَا وَتَيْسِيرُ صَدَاقِهَا وَتَيْسِيرُ رَجْمِهَا)) (مسند احمد: ۲۴۹۸۳) "ہو۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "عورت کی برکت میں سے یہ (بھی) ہے کہ اس کی منگنی آسانی سے ہوئی ہو، مہر آسان ہو اور جلدی حاملہ ہونے والی

**فوائد:** ..... موجودہ معاشرے کے رسم و رواج نے عورتوں سے یہ برکت چھین لی ہے، اب تو منگنی بھی اچھی خاصی تقریب میں طے کی جاتی ہے اور اس وقت سے لینے دینے کے وہ سلسلے شروع ہو جاتے ہیں کہ جن کی وجہ سے عوام کا دم گھٹنے لگ گیا ہے، لیکن کیا کیا جائے، ظاہر پرستی کا غلبہ ہے، بناوٹی عزتوں کے تحفظ کا مسئلہ ہے، معاشرے کی رفتار کے ساتھ چلنا ہے، منگنی کے بعد والی عیدوں پر تحائف کے تبادلے کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے، دہلی زبانوں کے ساتھ والدین شکوہ کر رہے ہیں، لیکن جب ان کو شرعی مسئلہ سمجھایا جاتا ہے تو کہتے ہیں: اب کیا کریں جی، فلاں ناراض ہوتا ہے، فلاں باتیں کرتے ہیں، بچہ مانتا نہیں ہے، ایک علاقے میں یہ رواج ہے کہ دولہا کی طرف سے شادی کے دن کا تعین کرنے کے لیے جتنے لوگ دلہن کے گھر آئیں گے، ان سب کو ایک ایک قیمتی سوٹ دیا جائے گا، اتفاق سے ایک غریب گھرانے کی بچی کا دن رکھنے کے لیے پچیس افراد آگئے اور ان کو کرنڈی کے بہترین پچیس سوٹ دیئے، جبکہ عام دنوں میں گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہیں ہوتا اور وہ سوٹ تیار کرنے کے لیے صرف قرض نہیں مانگا گیا، بلکہ بھیک بھی مانگی گئی اور دست سوال بھی پھیلا یا گیا۔

منگنی کی رسم کے بعد جہیز کی تیاری، مہندی اور اہن کی رسمیں، پھر سینکڑوں افراد پر مشتمل بارات، اس میں دودھ پلائی رسم، عام سطح پر پندرہ بیس بیس ہزار روپے دے کر دلہن کا بیوٹی پارلر میں میک اپ کرانا، حاضرین کا دلہن کو دیکھنے کا کرایہ دینا، پھر ولیمہ اور اس میں شرکت کرنے والے کا نیندرا اور بلوسات کی صورت میں تحائف دینا، تقریب کے بعد تحائف کی چیکنگ اور گلے شکوے۔ اتھے کوئی ہک مصیبت اے!!! اور تقریباً بیشتر گھرانوں میں شادی کے کچھ دنوں کے بعد ماحول میں کشیدگی کا آغاز ہو جاتا ہے، کہیں ساس بہو کا مسئلہ، کہیں بیٹے اور اس کے والدین کا مسئلہ، کہیں بھادوچ اور دیور دیوارنیوں کا مسئلہ، کہیں گھر علیحدہ کرنے کا مطالبہ نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو لینے کے لیے اکیلے گئے تھے اور گھر والوں نے سیدہ کو فی الفور تیار کر کے آپ ﷺ کے سپرد کر دیا۔

اللہ تعالیٰ خیر کرے، اگر بیوی کو حاصل نہ ٹھہرنے کا مسئلہ پیدا ہو جائے یا کچھ ماہ کے بعد حمل ساقط ہو جاتا ہو یا ولادت کے وقت آپریشن وغیرہ کی ضرورت پڑ جائے تو اس سے خوشگن ماحول کم ہونے لگتا ہے، ذہنی اذیت میں اضافہ ہوتا ہے اور اخراجات بہت بڑھ جاتے ہیں۔

(۶۸۵۲) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه البزار: ۱۴۱۷، والطبرانی فی "الوسط": ۳۶۳۷، والبيهقي: ۷/ ۲۳۵ (انظر: ۲۴۴۷۹)

(۶۸۵۳)۔ عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَرْسَلَ أُمَّ سَلِيمٍ تَنْظُرُ إِلَى جَارِيَةٍ، فَقَالَ: ((شُمِّي عَوَارِضَهَا وَانظُرِي إِلَى عُرْفِهَا.)) (مسند احمد: ۱۳۴۵۷)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو ایک لڑکی دیکھنے کے لئے بھیجا اور فرمایا: ”اس لڑکی کے سائڈوں والے دانت سونگھنا اور اس کی اڑھی کے اوپر کا پٹھا دیکھنا۔“

**فوائد:**..... اس پٹھے سے موٹے اور پتلے دبلے جسم کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، اگر یہ پٹھا واضح نظر آ رہا ہو تو باقی جسم پتلا ہوتا ہے اور اگر یہ واضح نہ ہو تو جسم موٹا ہوتا ہے۔

امام حاکم اور امام بیہقی کی روایات میں یہ تفصیل ہے: جب سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ان کے پاس گئیں تو انھوں نے کہا: اے ام فلاں! ہم آپ کو کھانا کھلائیں؟ انھوں نے کہا: لیکن میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گی، جب تک فلاں لڑکی کھانا پیش نہ کرے، پس وہ ایک کارنس کی طرف چڑھی، ادھر سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس کا پٹھا دیکھ لیا، پھر اس سے کہا: بیٹی! میری جوئیں نکالو، پس وہ جوئیں نکالنے لگ گئی اور وہ اس کے دانتوں کو سونگنے لگ گئی، پھر وہ واپس آئی اور رسول اللہ ﷺ کو تفصیل بتائی۔

### بَابُ التَّرْغِيبِ فِي التَّزْوِجِ بِالْأَبْكَارِ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا لِمَصْلَحَةٍ فِي الثَّيْبِ دوشیزاؤں سے نکاح کرنے کی کوشش کی جائے

(۶۸۵۴)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا جَابِرُ! أَلَاكَ أَمْرًا؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَتَبَيَّا نَكَحْتَ أُمَّ بَكْرًا؟)) قَالَ: قُلْتُ: لَمْ تَزَوِّجْتَهَا وَهِيَ تَيْبٌ، قَالَ: فَقَالَ لِي: ((فَهَلَّا تَزَوِّجْتَهَا جُوَيْرِيَةً؟)) قَالَ: قُلْتُ: لَمْ قُتِلَ أَبِي مَعَكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَتَرَكَ جَوَارِي، فَكَرِهْتُ أَنْ أَضُمَّ إِلَيْهِنَّ جَارِيَةً كَأَخْدَاهُنَّ فَتَزَوَّجْتُ تَبَيًّا تَفْصَعُ قَمْلَةَ إِخْدَاهُنَّ، وَتَخِيْطُ دِرْعَ إِخْدَاهُنَّ إِذَا تَخَرَّقَ، قَالَ:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اے جابر! کیا تمہاری بیوی ہے؟“ میں نے عرض کی: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا بیوہ تھی یا کنواری؟“ میں نے کہا: جی جب میں نے اس سے شادی کی تھی تو وہ بیوہ تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی؟“ میں نے کہا: میرے والد آپ کے ساتھ فلاں غزوے میں شہید ہو گئے تھے اور ان کی بیٹیاں پیچھے رہ گئی تھیں، میں نے پسند نہیں کیا کہ ان جیسی نو عمر لڑکی ان میں ملا دوں، بلکہ اس بیوی سے شادی کر لی تاکہ میری بہنوں کی جوئیں صاف کر دیا کرے، اگر ان کی قمیض

(۶۸۵۳) تخریج: حدیث حسن، أخرجه الحاكم: ۱۶۶ / ۲، والبيهقي: ۸۷ / ۷ (انظر: ۱۳۴۲۵)

(۶۸۵۴) تخریج: أخرجه البخاري: ۲۴۰۶، ۲۹۶۷، ۳۶۳۱، ۵۱۶۱، ومسلم: ۷۱۵، ۲۰۸۳،

۵۱۶۱ (انظر: ۱۴۸۶۱)

پھٹ جائے تو سلائی کر دیا کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے تو بہت اچھا فیصلہ کیا۔“

(دوسری سند) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: ”کیا تو نے نکاح کر لیا ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کنواری خاتون تھی یا بیوہ؟“ میں نے کہا: جی بیوہ تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کنواری سے شادی کیوں نہیں کی، وہ تجھ سے کھیلی اور تو اس سے کھیتا؟“ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے باپ احد کے دن شہید ہو گئے تھے اور سات بیٹیاں پس ماندگان میں چھوڑ گئے تھے، اب میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ان جیسی ایک نا تجربہ کار کا اور اضافہ کر دوں، میں نے ایسی عورت کا انتخاب کیا ہے کہ جو ان کی کنگھی کرے اور ان کی نگرانی کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے درست کیا ہے۔“

(تیسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: رسول کریم ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس بیڈ شیٹس ہیں؟“ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم بیڈ شیٹس کہاں سے لائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اب تو فقیر اور قلیل المال ہو، لیکن خبردار! عنقریب چادریں ہوں گی۔“ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آج جب میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اپنی چادریں مجھ سے دور کر لے، تو وہ کہتی ہے: کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں تھا کہ ”عنقریب تمہارے لیے بیڈ شیٹس ہوں گی۔“ سو میں اس کو کیسے چھوڑ سکتی ہوں؟

**فوائد:** ..... آپ ﷺ نے کنواری عورت سے شادی کرنے کی ترغیب دلائی ہے، لیکن جب سیدنا

جابر رضی اللہ عنہ نے بیوہ سے شادی کرنے کی مصلحت کو واضح کیا تو آپ ﷺ نے ان کے اقدام کو سراہا۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَإِنَّكَ نِعْمَ مَارَأَيْتَ.)) (مسند احمد: ۱۴۹۲۲)

(۶۸۵۵)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلْ نَكَحْتَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟)) قَالَ: قُلْتُ: ثَيِّبًا، قَالَ: ((فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قُتِلَ أَبِي يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ وَكَرِهْتُ أَنْ أَجْمَعَ إِلَيْهِنَّ خُرَفَاءَ مِثْلَهُنَّ وَلَكِنْ امْرَأَةٌ تَمْسُطُهُنَّ وَتُقِيمُ عَلَيْهِنَّ، قَالَ: ((أَصَبْتَ.)) (مسند احمد: ۱۵۰۹۰)

(۶۸۵۶)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَالِثِ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ) قَالَ: ((لَكُمْ أَنْمَاطُ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَأَنْثَى، فَقَالَ: ((خِيفَ أَمَا سَتَكُونُ لَكُمْ أَنْمَاطُ.)) فَأَنَا الْيَوْمَ أَقُولُ لِامْرَأَتِي: نَجِّحِي عَنِّي أَنْمَاطِكَ، فَتَقُولُ: نَعَمْ، أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمْ أَنْمَاطُ، فَأَتْرُكُهَا؟ (مسند احمد: ۱۴۱۷۸)

(۶۸۵۵) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۸۵۶) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

## بَابُ التَّرْغِيبِ فِي التَّزْوِيجِ مَنْ ذِي الدِّينِ وَالْخُلُقِ الْمَرْضِيِّ وَإِنْ كَانَ فَقِيرًا أَوْ دَمِيمَ الْخِلْقَةِ

دین اور پسندیدہ اخلاق والی خاتون سے شادی کرنے کی رغبت کا بیان، اگرچہ وہ فقیر یا بد صورت ہو

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا جلییب رضی اللہ عنہ کیلئے ایک انصاری عورت کے باپ کو معنی کا پیغام بھیجا، اس کے باپ نے کہا: میں اس کی ماں سے مشورہ کر لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ٹھیک ہے۔“ وہ آدمی اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے اس بات کا ذکر کیا، اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! یہ نہیں ہو سکتا، رسول اللہ ﷺ کو ہمارے لئے صرف جلییب ہی ملا ہے، ہم نے تو فلاں فلاں سے بھی رشتہ نہیں کیا: یہ بات لڑکی پر دے کے پیچھے سن رہی تھی، وہ آدمی نبی کریم ﷺ کو اطلاع دینے کیلئے چل پڑا، لڑکی نے کہا: کیا تم نبی کریم ﷺ کے حکم کو رد کر رہے ہو، اگر آپ ﷺ نے اسے پسند کر لیا ہے تو پھر نکاح کر دو، یہ کہہ کر لڑکی نے گویا اپنے ماں باپ پر مخفی معاملہ کھول دیا، انہوں نے کہا: یہ سچ کہتی ہے، اس کے والد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اگر آپ راضی ہیں تو اس رشتہ میں ہم بھی راضی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں راضی ہوں۔“ پھر آپ ﷺ نے جلییب کی اس لڑکی سے شادی کر دی۔ بعد ازاں ایک دفعہ اہل مدینہ خوفزدہ ہو گئے، سیدنا جلییب اس کو دور کرنے کیلئے سوار ہوئے لیکن جب مسلمان وہاں پہنچے تو انہوں نے جلییب کو اس حال میں پایا کہ وہ قتل ہو چکے تھے اور ان کے ارد گرد کچھ مشرک بھی قتل ہوئے پڑے تھے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس عورت کو دیکھا کہ اس کا گھر مدینہ کے گھروں میں سے سب سے زیادہ بارونق تھا۔

(۶۸۵۷)۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ النَّبَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: حَاطَبَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى جُلَيْبِئِ امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى أَبِيهَا، فَقَالَ: حَتَّى اسْتَأْمَرَ مِنْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَنَعَمْ إِذَا...))، فَمَا نَطَلَقَ الرَّجُلُ إِلَى امْرَأَتِهِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهَا فَقَالَتْ: لَا، هَا اللَّهُ! إِذَا مَا وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا جُلَيْبِيًّا وَقَدْ مَنَعْنَاهَا مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ، قَالَ: وَالْجَارِيَّةُ فِي سِتْرِهَا نَسْتَمِعُ، قَالَ: فَمَا نَطَلَقَ الرَّجُلُ يُرِيدُ أَنْ يُخْبِرَ النَّبِيَّ ﷺ بِذَلِكَ، فَقَالَتِ الْجَارِيَّةُ: أ تُرِيدُونَ أَنْ تَرُدُّوهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَمْرَهُ؟ إِنْ كَانَ قَدْ رَضِيَ لَكُمْ فَأَنْكِحُوهُ، فَكَانَتْهَا جَلَّتْ عَنْ أَبِيهَا وَقَالَا: صَدَقْتَ، فَذَهَبَ أَبُوهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنْ كُنْتُ قَدْ رَضَيْتُهُ فَقَدْ رَضَيْتَنَا، قَالَ: ((فَأَبَى قَدْ رَضَيْتُهُ...)) فَرَزَّوَجَهَا، ثُمَّ فَرَعَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرَكِبَ جُلَيْبِيًّا فَوَجَدُوهُ قَدْ قُتِلَ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ قَتَلَهُمْ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهَا وَإِنَّهَا لَمِنْ أَنْفَقِ بَيْتِ فِي الْمَدِينَةِ۔ (مسند احمد: ۱۲۴۲۰)

(۶۸۵۷) تخريج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه عبد الرزاق: ۱۰۳۳۳، والبخاری: ۲۷۴۱، وابن حبان: ۴۰۵۹ (انظر: ۱۲۳۹۳)



**فوائد:** ..... سیدنا جلیب رضی اللہ عنہ خوبصورت نہیں تھے، اس لیے ان کے بارے میں یہ باتیں کی گئیں، لیکن جب اس انصاری خاتون نے رسول اللہ ﷺ کی رائے کو ترجیح دی تو اس کی قسمت ہری ہو گئی۔

”مدینہ میں اس خاتون کا گھر سب سے زیادہ بارونق تھا“: اس کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا جلیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بہت سارے لوگ اس خاتون کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام لے کر آئے، اس اعزاز کی وجہ یہ تھی کہ لوگ جس جلیب کو پسند نہیں کرتے تھے، اس خاتون نے رسول اللہ ﷺ کی رائے کا لحاظ کرتے ہوئے اس سے شادی کی تھی اور آپ ﷺ نے اس کے لیے برکت کی دعا بھی کی تھی۔

سیدنا ابو بزرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَا هُوَ ذَا إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ، قَدْ قَتَلَهُمْ ثُمَّ قَتَلُوهُ فَاتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَامَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((قَتَلَ سَبْعَةً وَقَتَلُوهُ هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى سَاعِدَيْهِ وَحُفِرَ لَهُ، مَا لَهُ سَرِيرٌ إِلَّا سَاعِدَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ وَضَعَهُ فِي قَبْرِهِ وَلَمْ يُذَكَّرْ أَنَّهُ عَسَلَهُ..... صحابہ کرام نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ جلیب یہ پڑا ہے، سات کافروں کے پہلو میں، یعنی اس نے ان سات کو قتل کیا اور انھوں نے اس ایک کو قتل کیا، نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کی میت پر کھڑے ہو کر فرمایا: ”اس نے سات کافروں کو قتل کیا اور انھوں نے اس ایک کو قتل کیا، پس یہ جلیب مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔“ دو یا تین بار ارشاد فرمایا، پھر آپ ﷺ نے اس کو اپنے بازوؤں پر رکھا اور اس کے لیے قبر کھودی گئی، اس صحابی کی میت کے لیے کوئی چارپائی نہیں تھی، ماسوائے رسول اللہ ﷺ کے بازوؤں کے، پھر آپ ﷺ نے اس کو قبر میں رکھ دیا، یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ آپ ﷺ نے اس کو غسل دیا ہو۔ (صحیح مسلم: ۳۵۱۹)

(۶۸۵۸)۔ وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، مُطَوَّلًا، وَفِي آخِرِهِ قَالَ ثَابِتٌ: فَمَا كَانَ فِي الْأَنْصَارِ آيَمٌ أَنْفَقُ مِنْهَا، وَحَدَّثَ إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ثَابِتًا، قَالَ: هَلْ تَعْلَمُ مَا دَعَا لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: ((اللَّهُمَّ صَبِّ عَلَيْهَا الْخَيْرَ صَبًّا وَلَا تَجْعَلْ عَيْشَهَا كَدًّا كَدًّا)) قَالَ: فَمَا كَانَ فِي الْأَنْصَارِ آيَمٌ أَنْفَقُ مِنْهَا۔ (مسند احمد: ۲۰۰۲۲)

سیدنا ابو بزرہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، مذکورہ بالا روایت کی طرح، البتہ اس کے آخر میں ہے: سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: انصار میں سے خاوند کے بغیر کوئی ایسی خاتون نہیں تھی، جو اس سے زیادہ خرچ کرنے والی ہو۔ اسحاق بن عبد اللہ نے سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ کو بیان کیا اور کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ ﷺ نے ان کیلئے کیا دعاء فرمائی تھی، آپ ﷺ نے یہ دعا کی تھی: ”اے اللہ! اس پر بکثرت بھلائی ڈال دے اور اس کی زندگی کو محنت و مشقت والا نہ بنا۔“ انصاریوں میں خاوند کے بغیر کوئی ایسی خاتون نہیں تھی، جو اس سے زیادہ مشہور اور خیر و برکت والا ہو۔

(۶۸۵۸) اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجه البغوي في ”شرح السنة“: ۳۹۹۷ (انظر: ۱۹۷۸۴)

**فوائد:** ..... ”ایم“ اس خاتون کو کہتے ہیں، جس کا فی الحال خاوند نہ ہو، وہ بیوہ ہو یا کنواری۔

یہ نبی کریم ﷺ کے فرمودات کا پاس و لحاظ رکھنے کے فیوض اور برکات ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میری بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سیدنا حمیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بیوہ ہو گئی، یہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے اور غزوہ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور انھوں نے مدینہ میں وفات پائی تھی، میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان پر حفصہ کو پیش کیا اور میں نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو میں حفصہ سے تمہارا نکاح کر دیتا ہوں؟ انہوں نے کہا: میں اس بارے میں غور کروں گا، میں نے کچھ دنوں تک انتظار کیا، پھر وہ مجھے ملے اور کہا: میں ان دنوں شادی کا ارادہ نہیں رکھتا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو میں اپنی بیٹی حفصہ کا تم سے نکاح کر دیتا ہوں، انہوں نے کوئی جواب نہ دیا، اس وجہ سے ان پر مجھے عثمان سے بھی زیادہ افسوس ہوا، بہر حال میں چند دن ٹھہرا رہا، اتنے میں نبی کریم ﷺ کی جانب سے میری بیٹی کے نکاح کا پیغام آ گیا اور میں نے اس کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا، بعد میں جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھے ملے تو انہوں نے کہا: جب تم نے مجھ پر حفصہ کو پیش کیا تھا اور میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا تو تم مجھ سے ناراض ہوئے ہو گے؟ میں نے کہا: جی بالکل، انہوں نے کہا: مجھے آپ کی پیشکش کا جواب دینے میں صرف ایک چیز رکاوٹ تھی کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے ہوئے سنا تھا، یہ ایک راز تھا اور میں نبی کریم ﷺ کا راز افشا نہیں کرنا چاہتا تھا، اگر آپ ﷺ یہ رشتہ نہ کرتے تو میں حفصہ سے نکاح کر لیتا۔

(۶۸۵۹)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: تَأَيَّمْتُ حَفْصَةَ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ حُنَيْسِ بْنِ حُدَافَةَ أَوْ حُدَيْفَةَ شَكَّ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتَوَقَّى بِالْمَدِينَةِ، قَالَ: فَلَقَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ، قَالَ: سَأَنْظُرُ فِي ذَلِكَ، فَلِئْتُ لِيَالِي فَلَقَيْتِي فَقَالَ: مَا أُرِيدُ أَنْ أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا، قَالَ عُمَرُ: فَلَقَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ ابْنَةَ عُمَرَ، فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، فَكُنْتُ أَوْجَدُ عَلَيْهِ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ، فَلِئْتُ لِيَالِي فَخَطَبَهَا إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ، فَلَقَيْتَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلِيَّ جِئْنَ عَرَضْتُ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا جِئْنَ عَرَضْتُهَا عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُهَا وَلَمْ أَكُنْ لِأَفْئِسِي سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَوْ تَرَكَهَا لَنْكَحْتُهَا۔

(مسند احمد: ۷۴)

**فوائد:** ..... کتنی بڑی بات ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہما کو عظیم سمجھ کر ان پر اپنی بیٹی پیش کی، لیکن ان کو کیا پتہ ہے کہ ان کی بیٹی ام المومنین بننے والی ہے، یہ سب شریعت کا پاس و لحاظ کرنے کی برکتیں ہیں۔ غور کریں کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کس انداز میں رسول اللہ ﷺ کے راز کی حفاظت کی، وہ کس قدر گہرائی سے آپ ﷺ کی شان و عظمت کو سمجھتے تھے۔

(۶۸۶۰)۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْبُنَانِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ جَالِسًا وَعِنْدَهُ ابْنَتُهُ لَهُ، فَقَالَ أَنَسُ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! هَلْ لَكَ فِي حَاجَةٍ؟ فَقَالَتْ ابْنَتُهُ: مَا كَانَ أَقْلَ حَيَاءَ هَا، فَقَالَ: هِيَ خَيْرٌ مِنْكَ، رَغِبْتُ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا۔ (مسند احمد: ۱۳۸۷۱)

ثابت بنانی کہتے ہیں: میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ان کے پاس ان کی ایک بیٹی بھی موجود تھی، سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ میرے ساتھ شادی کرنے کی رغبت رکھتے ہیں؟ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی کہنے لگی کہ اس عورت میں کس قدر حیا کی کمی تھی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بیٹی! وہ تجھ سے بہتر تھی، کیونکہ اس نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں رغبت کا اظہار کیا تھا اور اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا تھا۔

**فوائد:** ..... سبحان اللہ! اس خاتون نے اپنی ذات کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ جیسی عظیم ہستی کا انتخاب کیا۔

اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کو لڑکی درکار ہو یا لڑکا، ہر ایک کی ترجیح دینداری ہونی چاہیے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلَى أَبْنَائِهَا وَلَمْ تَتَزَوَّجْ وَفَضْلِ نِسَاءِ قُرَيْشٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ بچوں کی پرورش کی خاطر دوسرا نکاح نہ کرنے والی خاتون کی فضیلت اور قریشی عورتوں کی فضیلت کا

بیان

(۶۸۶۱)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنَا وَامْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْحَدِيثَيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (وَفِي لَفْظٍ: ((أَنَا وَامْرَأَةٌ سَفْعَاءُ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ)) وَجَمَعَ بَيْنَ إِضْبَعِيهِ السَّبَابَةِ وَالْوَسْطَى) امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ أَمْتُ مِنْ

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں اور سیاہی مائل رخسار والی عورت روز قیامت جنت میں ان دو انگلیوں کی مانند قریب قریب ہوں گے، ساتھ ہی آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو جمع کر کے اشارہ کیا، وہ خاتون جو منصب اور جمال والی ہو، لیکن یہ وہ ہو جانے کے بعد اپنے نفس کو اپنے تئیموں کی خاطر پابند کیے

(۶۸۶۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۱۲۰، ۶۱۱۲۳ (انظر: ۱۳۸۳۵)

(۶۸۶۱) تخریج: حسن لغیره، أخرجه ابوداود: ۵۱۴۹ (انظر: ۲۴۰۰۶)

زَوْجَهَا حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلَى آيَاتِهَا حَتَّى بَانُوا أَوْ مَاتُوا۔)) (مسند احمد: ۲۴۵۰۷) کھڑے) ہو جائیں یا فوت ہو جائیں۔

**فوائد:** ..... سیاہی مائل رخساروں سے مراد یہ ہے کہ اس عورت نے زیب و زینت اور خوشحالی و آسودہ حالی و چھوڑ دیا اور اپنے یتیم بچوں کی خدمت میں مشقتیں برداشت کرتی رہی، جس کی وجہ سے اس کی شکل و صورت تبدیل ہو گئی۔

در اصل اس حدیث میں یتیم بچوں کی کفالت کرنے والوں کی عظمت بیان کی جا رہی ہے۔

(۶۸۶۲)۔ عَنِ ابْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَطَبَ أُمَّ هَانِيَةَ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي قَدْ كَبُرْتُ وَلِي عِيَالٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ نِسَاءً فُرَيْشٍ، أَخْنَاهُ عَلِيٌّ وَلَدٌ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلِيٌّ زَوْجٌ فِي ذَاتِ يَدِهِ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَلَمْ تَرَ كَبْرَ مَرِيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ بَعِيرًا۔ (مسند احمد: ۷۶۳۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ام ہانی بنت ابی طالب کو مگنی کا پیغام بھیجا۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری عمر بڑی ہے اور میرے بال بچے بھی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بہترین عورتیں جو اونٹ پر سوار ہوتی ہیں، وہ قریش کی عورتیں ہیں، وہ اپنے چھوٹے بچوں پر بے حد شفقت کرتی ہیں اور خاوند کی ملکیت کی بے حد حفاظت کرتی ہیں۔“ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا مریم بنت عمران کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئی تھیں۔

**فوائد:** ..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی بات کر کے یہ بات سمجھانا چاہتے ہیں کہ قریشی خواتین سیدہ مریم سے افضل نہیں ہیں۔

در اصل قریشی خواتین کو ان کی صفات کی وجہ سے باقی عرب عورتوں پر فضیلت دی جا رہی ہے۔

(۶۸۶۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَطَبَ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِهِ يُقَالُ لَهَا: سَوْدَةٌ وَكَانَتْ مُضَيَّعَةً، كَانَ لَهَا خَمْسَةُ صَبِيَّةٍ أَوْسِيَّةٍ مِنْ بَعْلِهَا مَاتَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا يَمْنَعُكَ مِنِّي؟)) قَالَتْ: وَاللَّهِ! يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا يَمْنَعُنِي مِنْكَ إِلَّا أَنْ لَا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی قوم کی سودہ نامی ایک خاتون کو مگنی کا پیغام بھیجا، وہ صاحب اولاد تھی، اس کے فوت ہونے والے خاوند سے اس کے پانچ یا چھ بچے تھے، اس لیے اس نے انکار کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے ساتھ شادی کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟“ اس نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے نبی!

(۶۸۶۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۳۶۵، ومسلم: ۲۵۲۷ (انظر: ۷۶۵۰)

(۶۸۶۳) تخریج: حسن لغیره دون ذکر اسم المرأة التي خطبها النبي ﷺ وشهر بن حوشب علی ضعف

فيه حديثه حسن في الشواهد، أخرجه ابویعلی: ۲۶۸۶، والطبرانی: ۱۳۰۱۴ (انظر: ۲۹۲۳)



کوئی رکاوٹ نہیں ہے، آپ مجھے روئے زمین پر سب سے زیادہ محبوب ہیں، لیکن میں آپ کو اس سے برتر اور اعلیٰ سمجھتی ہوں کہ صبح و شام یہ بچے آپ کے سرہانے رونا دھونا کرتے رہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے علاوہ تو کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہے؟“ اس نے کہا: جی نہیں، اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے، بہترین وہ عورتیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں، قریش کی صالح عورتیں ہیں، جو چھوٹے بچوں سے انتہائی شفقت کرتی ہیں اور خاوند کے مال کی سب سے زیادہ حفاظت کرتی ہیں۔“

تَكُونُ أَحَبَّ الْبَرِيَّةِ إِلَيَّ، وَلَكِنِّي أَكْرِمُكَ أَنْ يَضْغُوهُ لَوْلَا الصَّبِيَّةُ عِنْدَ رَأْسِكَ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، قَالَ: ((فَهَلْ مَنَعَكَ مِنِّي شَيْءٌ غَيْرُ ذَلِكَ؟)) قَالَتْ: لَا، وَاللَّهِ! قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بِرَحْمَتِكَ اللَّهُ، إِنَّ خَيْرَ نِسَاءٍ رَكِبْنَ أَعْجَازَ الْبَابِلِ، صَالِحُ نِسَاءٍ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَيَّ وَلَدٍ فِي صِغَرٍ وَأَرْعَاهُ عَلَيَّ بَعْلٍ بِذَاتِ يَدٍ.)) (مسند احمد: ۲۹۲۳)

**فوائد:** ..... معلوم ہوا کہ بچوں کے حق میں شفیق ہونا اور خاوند کے مال کی حفاظت کرنا خاتون کی بڑی صفات

میں سے ہیں۔

ممکن ہے کہ یہ سودہ نامی خاتون، ام ہانی ہی ہو، جس کا ذکر پچھلی حدیث میں ہوا ہے، شاید اس کا لقب سودہ ہو، کیونکہ مشہور بات یہ ہے کہ اس کا نام فاختہ تھا، لیکن اس بات کا بھی احتمال ہے کہ یہ کوئی اور خاتون ہو۔ بہر حال یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ وہ سودہ نہیں ہے، جو آپ ﷺ کی بیوی تھیں، وہ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا تھیں اور آپ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان سے شادی کی تھی، جب آپ ﷺ نے وفات پائی تو وہ زندہ تھیں۔

سیدنا سلمی بنت جابر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میرا خاوند شہید ہو گیا، میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا: میرے پاس آدمیوں کے مگنیوں کے پیغام آرہے ہیں، جبکہ میں نے شادی سے انکار کر دیا ہے، میں چاہتی ہوں کہ میں اپنے خاوند سے اسی حال میں ملوں، کیا آپ امید دلاتے ہیں کہ اگر میں اور میرا خاوند جمع ہو گئے تو میں اس کی بیویوں میں سے ہوں گی؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، یہ سن کر ایک بندے نے ان سے کہا: جب سے ہم آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں، ہم نے

(۶۸۶۴)۔ عَنْ كَرِيمِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَدِّهِ سَلْمَى بِنْتِ جَابِرٍ أَنَّ زَوْجَهَا اسْتَشْهِدَ فَأَتَتْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ قَدْ خَطَبَنِي الرَّجَالُ فَأَبَيْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ حَتَّى أَلْقَاهُ فَتَرَجُّو لِي أَنْ اجْتَمَعْتُ أَنَا وَهُوَ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَزْوَاجِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: مَا أَيْنَاكَ فَعَلْتَ هَذَا مُذْ قَاعَدْنَاكَ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:

(۶۸۶۴) تخريج: اسنادہ ضعیف، کریم بن ابی حازم لم یرو عنه غیر ابان بن عبد اللہ، ولم یوثقه غیر ابن

حبان، أخرجه ابویعلی: ۵۳۲۸ (انظر: ۳۸۲۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز



((إِنَّ أَسْرَعَ أُمَّتِي بِي لِحُوقًا فِي الْجَنَّةِ امْرَأَةً  
 مِنْ أَحْمَسَ -)) (مسند احمد: 3822)  
 آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے ایسے کیا ہو؟ انھوں نے  
 کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:  
 ”میری امت میں سے جو خاتون سب سے جلدی مجھے جنت  
 میں ملے گی، وہ احمس سے ہوگی۔“

**فوائد:** ..... قریش، کنانہ، جدیدہ اور دو در جاہلیت میں ان کے پیروکاروں کا لقب احمس تھا، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے  
 کہ وہ اپنے مذہب کے معاملے میں کپے تھے یا یہ ہے کہ وہ ”حمساء“ میں پناہ لیتے تھے، حمساء سے مراد کعبہ ہے۔ اس حدیث  
 میں اس خاتون کا تعین کے ساتھ ذکر نہیں ہے، تو پھر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے سیدہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا کو اس کا مصداق کیسے ٹھہرایا؟  
 اس کا جواب یہ ہے کہ سیدہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا قریشی تھیں اور انھوں نے اپنے خاوند کے شہید ہو جانے کے بعد اپنے آپ کو  
 اس وجہ سے مزید نکاح کرنے سے روکا ہوا تھا کہ وہ اپنے اسی خاوند کے ساتھ جنت میں رہنا چاہتی ہیں، جبکہ شہداء جنت  
 میں ہوتے ہیں، اس لیے انھوں نے اس یہ استدلال کشید کر لیا، یا ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو بتلایا ہو۔

**بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ وَمَا جَاءَ فِي التَّعْرِضِ بِالْخِطْبَةِ فِي الْعِدَّةِ**  
**مَنْكَنِي** پہ منگنی کا پیغام دینے سے ممانعت اور عدت میں اشارے کنائے سے منگنی کی بات کرنے کا بیان  
 (6865)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ  
 اللَّهِ ﷺ أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ  
 أَخِيهِ حَتَّى يَدْعَهَا الَّذِي خَطَبَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ أَوْ  
 يَأْذَنَ لَهُ۔ (مسند احمد: 6036)  
 سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ  
 نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا  
 پیغام بھیجے، الا یہ کہ پہلے منگنی کا پیغام بھیجنے والا اس خاتون کو چھوڑ  
 دے یا دوسرے کو بھی اجازت دے دے۔“

**فوائد:** ..... جب کسی خاتون کا ایک مرد کی طرف میلان ہو جائے اور وہ دونوں شادی کے لیے راضی ہوں، بس  
 صرف نکاح باقی ہو، تو کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں کہ وہ زیادہ حق مہر کی پیش کش کر کے یا اپنے سرمائے یا حسن کا  
 اظہار کر کے اس عورت کو اپنی طرف مائل کر لے۔

(6866)۔ عَنِ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ سَمِعْتُ  
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ  
 مُسْلِمَةٍ يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى  
 يَتْرُكَ، وَلَا يَبِيعَ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ حَتَّى  
 يَتْرُكَ۔)) (مسند احمد: 17461)  
 سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے  
 فرمایا: ”کسی مسلمان آدمی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے  
 بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام بھیجے، یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ  
 دے، اسی طرح کوئی آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ  
 کرے، الا یہ کہ وہ اسے چھوڑ دے۔“

(6865) تخریج: أخرجه البخاری: 5142 (انظر: 6036)

(6866) تخریج: أخرجه مسلم: 1414 (انظر: 17329)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام نہ بھیجے، اور نہ اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے، کسی عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کی موجودگی میں نکاح نہ کیا جائے، کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے کہ وہ اس کے پیالے کی چیز کو انڈیل دے، اس کو چاہیے کہ وہ بھی نکاح کر لے، بے شک اسے وہ مل کر رہے گا، جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھا ہوگا۔“

سیدنا سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام بھیجے یا اس کے سودے پر سودا کرے۔“

(۶۸۶۷)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أُخِيهِ، وَلَا يَسُومُ عَلَى سَوْمِ أُخِيهِ، وَلَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَئِهَا، وَلَا تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْفِيَهُ مَا فِي صَحْفَتَيْهَا وَلِتَنْكِحَ، فَإِنَّمَا لَهَا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهَا)) (مسند احمد: ۱۰۶۱۳)

(۶۸۶۸)۔ عَنْ سَمُرَةَ بِنْتِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أُخِيهِ أَوْ يَتَعَاقَ عَلَى بَيْعِهِ۔ (مسند احمد: ۲۰۳۷۶)

سیدنا فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: مجھے میرے خاوند نے تین طلاقیں دے دیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر عدت گزاروں۔

(۶۸۶۹)۔ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ أَعْتَدَ فِي بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ۔ (مسند احمد: ۲۷۸۸۸)

**فوائد:** ..... یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو عمرو بن حفص کی زوجیت میں تھیں۔ دو طلاقیں وہ پہلے دے چکے تھے۔ پھر اس نے تیسری آخری طلاق بھی دے دی۔

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ”جب تو عدت سے فارغ ہو جائے تو مجھے بتانا۔“ پس میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی اور بتلایا کہ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان، سیدنا ابو جہم اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے مجھے منگنی کے پیغامات بھیجے ہیں نبی

(۶۸۷۰)۔ (عَنْ سُفْيَانَ سَمِعَهُ مِنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي النَّجْمِ، سَمِعَتْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا أَحَلَلْتِ فَأَذِنِي)) فَأَذَنْتُهُ فَخَطَبَهَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبُو النَّجْمِ وَأَسَامَةُ بْنُ

(۶۸۶۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۴۰۸ (انظر: ۱۰۶۰۵)

(۶۸۶۸) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الطيالسي: ۹۱۲، والبخاري: ۱۴۲۰، والطبراني في "الكبير": ۹۸۹۸ (انظر: ۲۰۱۱۵)

(۶۸۶۹) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الدارمي: ۲۲۷۵، والطبراني: ۲۴ / ۹۳۵ (انظر: ۲۷۳۴۵)

(۶۸۷۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۴۸۰ (انظر: ۲۷۳۲۴)

کریم ﷺ نے فرمایا: ”معاویہ تو فقیر آدمی ہے، اس کے پاس مال نہیں ہے اور ابو جہم عورتوں کو بہت مارنے والا آدمی ہے، البتہ اسامہ، وہ ٹھیک ہے۔“ میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اسامہ نہیں، میں اس کو نہیں چاہتی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت تیرے لیے بہتر ہے۔“ پس میں نے اسامہ سے شادی کر لی اور مجھ پر رشک کیا گیا۔

زَيْدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ تَرِبَ لِمَالِ لَهٗ، وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَرَجُلٌ ضَرَابٌ لِلنِّسَاءِ وَلَكِنْ أَسَامَةَ))، قَالَ: فَقَالَتْ بَيْدَهَا هَكَذَا أَسَامَةُ تَقُولُ لَمْ تُدِّدْهُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((طَاعَةُ اللَّهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ خَيْرٌ لَكَ)) فَتَزَوَّجْتَهُ فَأَعْتَبْتُهُ۔ (مسند احمد: ۲۷۸۶۷)

**فوائد:** ..... آپ ﷺ کے الفاظ ”جب تو عدت سے فارغ ہو جائے تو مجھے بتانا۔“ یہ دراصل متغنی کی طرف

اشارہ تھا، بعد میں پتہ چلا کہ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ فاطمہ بنت قیس، اسامہ سے شادی کر لے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمُ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ﴾ .... ”تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اشارہ کنایہ ان عورتوں سے نکاح کی بابت کہو، یا اپنے دل میں پوشیدہ ارادہ کرو۔“ (سورہ بقرہ: ۲۳۵)

یہ بیوہ یا تین طلاق والی عورت کی بابت کہا جا رہا ہے کہ ان کی عدت کے دوران ان کو اشارے کنایے سے پیغام دیا جا سکتا ہے، لیکن یہ منع ہے کہ عدت کے دوران ان سے خفیہ وعدہ لے لیا جائے یا عقد نکاح پختہ کر لیا جائے۔

اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس عورت کو رجعی طلاق دی گئی ہو اسے عدت کے اندر پیغام نکاح نہیں دیا جا سکتا اور نہ کنایہ اس سے بات ہو سکتی ہے۔ ہاں اس کا خاوند رجوع نہ کرے اور عدت گزر جائے تو اس کے ساتھ نکاح کے لیے کوشش کی جا سکتی ہے۔ (عبداللہ رفیق)

بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ النَّظْرِ إِلَى الْمَخْطُوبَةِ

مگتیر کو دیکھنے کے جواز کا بیان

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی عورت کو مگتیر کا پیغام دے تو اگر اس کو طاقت ہو تو وہ اس سے اس چیز کو دیکھ لے، جس کی وجہ سے وہ شادی کر رہا ہے۔“ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے بنو سلمہ کی ایک لڑکی کو مگتیر کا پیغام بھیجا تھا اور میں اسے دیکھنے کے لئے کھجور کے پتوں کے پیچھے چھپا رہتا تھا، یہاں

(۶۸۷۱)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا خُطِبَ أَحَدُكُمْ الْمَرْأَةَ فَإِنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ مِنْهَا مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ)) قَالَ: فَخُطِبْتُ جَارِيَةً مِنْ بَنِي سَلَمَةَ، فَكُنْتُ أَخْتَبِي لَهَا تَحْتَ الْكُرْبِ حَتَّى رَأَيْتُ مِنْهَا بَعْضَ مَا

(۶۸۷۱) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابوداود: ۲۰۸۲ (انظر: ۱۴۵۸۶)

تک کہ میں نے اس کی وہ چیز دیکھ لی، جو اس کے ساتھ نکاح کا سبب بنی تھی، پھر میں نے اس سے شادی کر لی تھی۔

سیدنا سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ بصرہ میں ایک خاتون کو دیکھنے کے لیے اس کے تعاقب میں رہتے تھے، پس میں نے ان سے کہا: تم اس خاتون کو دیکھتے ہو، جبکہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہو، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں کسی عورت کو ممکنی کا پیغام بھیجنے کا خیال ڈال دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اس کو دیکھ لے۔“

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: میں نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ابو جبرہ کی بہن بئینہ بنت ضحاک کو دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے، جبکہ وہ ان کی اس چھت پر تھی، جس پر کوئی آرزو نہیں تھی،..... الحدیث۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت کا ذکر کیا کہ میں اس کو ممکنی کا پیغام بھیجنا چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جاؤ، پہلے اسے دیکھ کر آؤ، پس زیادہ لائق ہوگا کہ یہ چیز تمہارے درمیان محبت اور اتفاق کا باعث ہو۔“ میں اس انصاری خاتون کے پاس گیا اور اس کے والدین کو ممکنی کا پیغام دیا اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی سنا دیا۔ ایسے لگا کہ وہ

دَعَانِي إِلَى نِكَاحِهَا فَتَرَوُجْتَهَا۔ (مسند احمد: ۱۴۶۴۰)

(۶۸۷۲)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَنْمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ يُطَارِدُ امْرَأَةً بِبَصْرِهِ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: يُرِيدُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا) فَقُلْتُ: تَنْظُرُ إِلَيْهَا وَأَنْتَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ? فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا أَلْقَى اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فِي قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةً لِامْرَأَةٍ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا)) (مسند احمد: ۱۶۱۲۴)۔

(۶۸۷۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: رَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ يُطَارِدُ بَيْتَةَ ابْنَةِ الضَّحَّاكِ أُخْتِ أَبِي جَبْرِةِ الضَّحَّاكِ وَهِيَ عَلَى إِجَارٍ لَهُمْ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔ (مسند احمد: ۱۸۱۳۹)

(۶۸۷۴)۔ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ امْرَأَةً أَخْطَبُهَا، فَقَالَ: ((أَذْهَبْ فَاَنْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يُؤَدِمَ بَيْنَكُمَا))، قَالَ: فَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَخَطَبْتُهَا إِلَى أَبَوَيْهَا وَأَخْبَرْتُهُمَا يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَكَانَهُمَا كَرِهَا ذَلِكَ، قَالَ: فَسَمِعْتُ

(۶۸۷۲) تخريج: اسنادہ ضعیف لجهالة حال محمد بن سليمان، وحجاج بن ارطاة مدلس، وقد عنعنه،

أخرجه ابن ماجه: ۱۸۶۴ (انظر: ۱۶۰۲۸)

(۶۸۷۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۸۷۴) تخريج: صحيح، قاله الالباني، أخرجه الترمذی: ۱۰۸۷، وابن ماجه: ۱۸۶۵ (انظر: ۱۸۱۳۷)

اس چیز کو پسند نہیں کر رہے کہ میں اس کو دیکھوں، لیکن اس عورت نے پس پردہ آواز سن لی اور اس نے کہا: اگر نبی کریم ﷺ نے تجھے دیکھنے کا حکم دیا ہے تو دیکھ لے، وگرنہ میں تجھے قسم دیتی ہوں، گویا کہ اس نے اس چیز کو بہت بڑا سمجھا، پس میں نے اس کو دیکھا اور اس سے شادی کر لی، پس اس میاں بیوی کی موافقت کی باتیں کی گئیں۔

سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی کسی عورت کو منگنی کا پیغام بھیجے تو اس کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ وہ صرف منگنی کی وجہ سے دیکھ رہا ہو، اگرچہ اس عورت کو اس کا علم نہ ہو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ایک عورت کو منگنی کا پیغام بھیجا، نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تو اس عورت دیکھ لے، کیونکہ عموماً انصار کی آنکھوں میں کوئی نقص ہوتا ہے۔“

**فوائد:** ..... نقص سے مراد کوئی ایسا عیب ہے، جس کی وجہ سے انسان طبعی طور پر تنفر ہو سکتا ہے، اس لیے بہتر ہے کہ مرد ایسی خاتون کو دیکھ لے، تاکہ اس کو سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنے کا موقع مل سکے۔

نکاح ایک اہم ضرورت ہے، نیز ساری زندگی کا ساتھ ہے، اس لیے کسی ممکنہ بد مزگی سے بچنے کے لیے مناسب ہے کہ پہلے اسے دیکھ لیا جائے، اس مقصد کے لیے کوئی حیلہ بہانہ استعمال کیا جا سکتا ہے، یا پھر گھریلو عورتوں کے ذریعے دیکھنے دکھانے اور دیگر ضروری معلومات حاصل کر کے اندازہ کر لیا جائے۔

میاں بیوی کے مابین اچھے تعلقات، بہترین معاشرے اور خاندان کے لیے کلیدی حیثیت رکھتے ہیں، جہاں شریعت نے مردوں کے لیے غیر محرم عورتوں کو دیکھنا حرام قرار دیا ہے، وہاں کسی بڑے مقصد کے حصول کے لیے جواز کی گنجائش بھی پیدا کر دی ہے، اس سلسلے میں دونوں اطراف سے والدین کو دور رس اور دور اندیشی کا ثبوت دیتے ہوئے لڑکی

ذَالِكِ الْمَرْأَةِ وَهِيَ فِي خَدْرِهَا، فَقَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَرَكَ أَنْ تَنْظُرَ فَانظُرْ وَلَا فَإِنِّي أَنشُدُكَ، كَأَنَّهَا أَعْظَمَتْ ذَلِكَ عَلَيْهِ، قَالَ: فَنظَرْتُ إِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا فَذُكِرَ مِنْ مُوَافَقَتِهَا۔ (مسند احمد: ۱۸۳۱۷)

(۶۸۷۵)۔ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمْ امْرَأَةً فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا إِذَا كَانَ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا لِيُخَطِّبَهَا وَإِنْ كَانَتْ لَا تَعْلَمُ۔)) (مسند احمد: ۲۴۰۰۰)

(۶۸۷۶)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَطَبَ رَجُلٌ امْرَأَةً، فَقَالَ يَعْزِي النَّبِيَّ ﷺ: ((انظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا۔)) (مسند احمد: ۷۹۶۶)

(۶۸۷۵) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه الطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ۱۴ / ۳، والطبرانی فی "الاوسط": ۹۱۵ (انظر: ۲۳۶۰۴)

(۶۸۷۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۲۴ (انظر: ۷۹۷۹)



اور لڑکے کی ملاقات اور ان کی رضامندی کا خیال رکھنا چاہیے۔

پاکستان کے حالات کے مطابق لڑکے کا لڑکی کو پسند نہ کرنا بچی کے لیے کسی قیامت صغریٰ سے کم نہیں ہوتا، ایسے حالات میں منگیترو کو بچی دیکھنے کا موقع دیا جائے، اگرچہ بچی کے والدین اور بھائی وغیرہ باخبر نہ ہوں، تاکہ کسی کی حوصلہ شکنی کیے بغیر شریعت کی رخصت پر عمل ہو جائے، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکی کو نکاح کا پیغام بھیجا اور چھپ کر اس کو دیکھ لیا۔ اس سلسلے میں بچی کی سہیلیاں اور دور کی رشتہ دار عورتیں اچھا کردار ادا کر سکتی ہیں، بشرطیکہ وہ خیر خواہ اور راز دار ہوں، اگر متعلقہ بچی کو بھی آگاہ نہ کیا جائے تو بہتر ہوگا تاکہ پسند نہ آنے کی صورت میں اس کی حوصلہ شکنی نہ ہو۔

بَابُ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ وَمَا جَاءَ فِي زَوَاجِ الْعَبْدِ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ

ولی کے بغیر نکاح کے منعقد نہ ہونے اور غلام کا آقا کی اجازت کے بغیر شادی کرنے کا بیان

(۶۸۷۷)۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي جَرِيحٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا نَكَحَتِ الْمَرْأَةُ بِغَيْرِ أَمْرِ مَوْلَاهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَإِنْ أَصَابَهَا فَلَهَا مَهْرُهَا بِمَا أَصَابَ مِنْهَا، فَإِنْ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَوَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ)) قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: فَلَقِيتُ الزُّهْرِيَّ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ قَالَ: وَكَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى وَكَانَ فَأْتَنِي عَلَيْهِ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَالَ أَبِي: السُّلْطَانُ الْقَاضِي لِأَنَّ إِلَيْهِ أَمْرَ الْفُرُوجِ وَالْأَحْكَامِ۔ (مسند احمد: ۲۴۷۰۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے تو اس کا نکاح باطل ہوگا، اس کا نکاح باطل ہوگا، اس کا نکاح باطل ہوگا، اگر اس آدمی نے اس عورت سے جماع کر لیا، تو اس کو اس جماع کی وجہ سے اسے مہر دینا ہوگا، اگر وہ اختلاف میں پڑ جائیں تو جس کا کوئی ولی نہیں ہوگا، سلطان اس کا ولی ہو گا۔“ ابن جریر کہتے ہیں: میں امام زہری سے ملا اور اس حدیث کے بارے میں پوچھا، لیکن وہ اس حدیث کو نہ پہچان سکے، انھوں نے کہا: اور سلیمان بن موسیٰ، پھر انھوں نے اس کی تعریف کی، عبد اللہ کہتے ہیں: میرے باپ امام احمد نے کہا: سلطان سے مراد قاضی ہے، کیونکہ عصمتوں سے متعلقہ معاملات اور احکام قاضی کی عدالت میں ہی پیش کیے جاتے ہیں۔

**فوائد:** ..... جمہور اہل علم کے نزدیک عورت کے ولی سے مراد اس کے زیادہ قریبی عصبہ رشتہ دار ہیں، لیکن امام

ابوصیفہ اور امام مالک کی رائے یہ ہے کہ ذوی الارحام (ماموں اور نانا وغیرہ) بھی اولیاء میں شامل ہیں۔

(۶۸۷۸)۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ سَيِّدَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ نِكَاحِ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهَا فَقَالَ: لَا نِكَاحَ لَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهَا. (مسند احمد: ۲۴۷۰۹)

(۶۸۷۷) تخريج: حديث صحيح، أخرجه الترمذی: ۱۱۰۲، وابن ماجه: ۱۸۷۹ (انظر: ۲۴۲۰۵)

(۶۸۷۸) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۸۰ (انظر: ۲۲۶۰)

قَالَ: ((لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ وَالسُّلْطَانِ وَلِيِّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ...)) (مسند احمد: ۲۲۶۰) نہ ہو، سلطان اس کا ولی ہوگا۔“

**فوائد:**..... امام حاکم نے ”لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ“ والی روایات ذکر کرنے کے بعد کہا: و فی الباب عن علی بن ابی طالب و عبد اللہ بن عباس و معاذ بن جبل و عبد اللہ بن عمر و أبی ذر الغفاری و المقداد بن الأسود و عبد اللہ بن مسعود و جابر بن عبد اللہ و أبی ہریرة و عمران بن حصین و عبد اللہ بن عمرو و المسور بن مخرمة و أنس بن مالک رضی اللہ عنہم و أكثرها صحیحہ و قد صحت الروایات فیہ عن أزواج النبی صلی اللہ علیہ و سلم عائشة و أم سلمة و زینب بنت جحش رضی اللہ عنہم أجمعین۔..... اس باب میں سیدنا علی، سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا سہاذ بن جبل، سیدنا عبد اللہ بن عمر، سیدنا ابو ذر غفاری، سیدنا مقداد بن اسود، سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا جابر بن عبد اللہ، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا عمران بن حصین، سیدنا عبد اللہ بن عمرو، سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے احادیث مروی ہیں، ان میں سے زیادہ تر صحیح ہیں، اور نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے سیدہ عائشہ، سیدہ ام سلمہ اور سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہن سے احادیث مروی ہیں۔ (مستدرک: ۱۸۸/۲)

۶۸۷۹۱۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ...)) (مسند احمد: ۱۹۷۴۷)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کوئی نکاح نہیں ہے، مگر ولی کے ساتھ۔“

۶۸۸۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَطَبَ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ، فَجَعَلَتْ أَمْرَهَا إِلَى الْعَبَّاسِ فَرَزَّهَا النَّبِيُّ ﷺ۔ (مسند احمد: ۲۴۴۱)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کو مگنی کا پیغام بھیجا، انہوں نے اپنے نکاح کا معاملہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے ان کا نکاح کر دیا۔

۶۸۸۱۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَنَكَّحَ الْوَلِيُّانَ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا، وَإِذَا بَاعَ مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ...))

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب ایک عورت کا نکاح دو ولی کر دیں تو پہلے ولی کا نکاح معتبر ہوگا، اسی طرح جب کوئی آدمی ایک چیز دو آدمیوں کو

۶۸۷۹) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الترمذی: ۱۱۰۱ (انظر: ۱۹۵۱۸)

۶۸۸۰) تخریج: حسن، أخرجه ابویعلی: ۲۴۸۱، والطبرانی: ۱۲۰۹۳ (انظر: ۲۴۴۱)

۶۸۸۱) تخریج: اسنادہ ضعیف، وفيه عنعنة الحسن البصری، وقد قال ابن المدینی: لم یسمع الحسن من عقبہ بن عامر شیئا، أخرجه الترمذی: ۱۱۱۰، وابن ماجہ: ۲۱۹۰ (انظر: ۱۷۳۴۹)

(( مِنْهُمَا )) قَالَ أَبِي: وَقَالَ يُونُسُ: (( وَإِذَا بَاعَ الرَّجُلُ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ )) (مسند احمد: ۱۷۴۸۲)

فروخت کر دے، تو وہ پہلے کی ہوگی۔“ یونس راوی کے الفاظ یہ ہیں: جب آدمی دو بندوں سے بیع کر دے۔

(۶۸۸۲)۔ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَيْمَانَ عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوْلِيهِ أَوْ أَهْلِهِ فَهُوَ عَاهِرٌ۔ (مسند احمد: ۱۴۲۶۱)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو غلام بھی اپنے مالک یا گھر والوں کی اجازت کے بغیر شادی کرے گا، وہ زانی ہوگا۔

**فوائد:** ..... نکاح کے لیے ولی کا ہونا شرط ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا کئی احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے۔

البتہ امام ابوحنیفہ نے ولی کی اجازت کو ضروری نہیں قرار دیا، لیکن یہ رائے اس باب کی احادیث کی روشنی میں درست نہیں ہے اور اس رائے کے حق میں کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔

واضح رہے کہ ولی سے مراد عصبہ رشتہ دار ہیں، جن میں سب سے پہلے باپ ہے، باپ کی غیر موجودگی میں دادا، پھر بھائی اور پھر چچا ہے، اگر کسی عورت کے دو یا زائد ولی ہوں اور نکاح کے موقع پر اختلاف واقع ہو جائے تو قریبی ولی کو ترجیح ہوگی، اور اگر دونوں ولی برابر حیثیت کے ہوں تو اختلاف کی صورت میں حاکم ولی ہوگا۔

قرآن اور حدیث دونوں میں کنواری عورت کی طرح بیوہ یا مطلقہ عورت بھی اپنے اولیاء کے ماتحت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَعْضَلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾ (سورہ بقرہ: ۲۳۲) ..... ”اگر وہ عورتیں اپنے (پہلی اور دوسری طلاق کی عدت گزر جانے کے بعد اپنے سابقہ خاوندوں سے) نکاح کرنا چاہیں تو تم انھیں مت روکو۔“

اس آیت میں مطلقہ عورتوں، جن کی عدت گزر چکی ہو، کے اولیاء کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر وہ اپنے سابقہ خاوندوں سے نکاح کرنے پر راضی ہو جائیں تو اولیاء کو چاہئے کہ وہ نکاح کر دیا کریں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ایسی عورت کو اولیاء روک بھی سکتے ہیں۔ نیز صحیح بخاری کی روایت کے مطابق یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب ایک بھائی نے اپنی مطلقہ بہن کا سابقہ خاوند سے دوبارہ نکاح کرنے سے انکار کر دیا تھا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس نے دوبارہ نکاح کروا دیا۔ امام بخاری نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: ”بَاب مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَلَا تَعْضَلُوهُنَّ﴾ فَدَخَلَ فِيهِ الثِّبُّ وَكَذَلِكَ الْبُكَرُ وَقَالَ: ﴿وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا﴾ وَقَالَ: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ﴾ امام اس باب میں یہ تین آیات بیان کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ولی کو بچی کے نکاح میں اختیار حاصل ہے، تبھی تو اللہ تعالیٰ ان کو یہ حکم دے رہا ہے۔“

(۶۸۸۲) تخریج: اسنادہ ضعیف، عبد اللہ بن محمد بن عقیل تفرّد به عن جابر، ومثله لا يقبل عند التفرّد، أخرجه ابو داود: ۲۰۷۸ (انظر: ۱۴۲۱۲)

ولی کی شرط کے بارے میں دو آیات اور ان کی وضاحت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۗ﴾ .... ”اور مشرکین کو اپنی بچیوں کا نکاح کر کے نہ دو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور البتہ غلام مؤمن مشرک سے بہتر ہے، اگرچہ وہ اچھا لگے۔“ (سورہ بقرہ: ۲۲۱)

امام قرطبی نے اس آیت کی تفسیر میں کہا: فی هذه الآية دليل بالنص على ان لا نکاح الا بولی۔ ..... یہ آیت اس بارے میں نص ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں (تبھی تو اولیاء کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اپنی بچیوں کا مشرک سے نکاح نہ کریں)۔ (تفسیر قرطبی: ۴۹/۳)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَّغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضِلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضُوا بَيْنَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ﴾ .... ”اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں ان کے پہلے والے خاندانوں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ روکو، جب وہ آپس میں اچھے طریقے سے راضی ہو جائیں۔“ (سورہ بقرہ: ۲۳۲)

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک صحابی نے اپنی بہن کا نکاح ایک آدمی سے کیا، لیکن اس نے اس کو طلاق دے دی، یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہو گئی، جب عدت گزر گئی تو اسی صحابی نے دوبارہ پیغام نکاح بھیجا، لیکن بھائی آڑے آ گیا اور اس نے اپنی بہن کا نکاح کرنے سے انکار کر دیا، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حافظ ابن حجر نے کہا: ”وهی أصرح دليل على اعتبار الولی وإلا لما كان لعضله معنى ولا نها لو كان لها أن تزوج نفسها لم تحتج إلى أخيها ومن كان أمره إليه لا يقال أن غيره منعه منه۔“ ..... یہ آیت ولی کے معتبر ہونے پر سب سے زیادہ واضح دلیل ہے اور اگر ولی کا اعتبار نہ ہوتا تو اس کو روکنے کا کوئی معنی باقی نہیں رہتا، اگر سیدنا معقل رضی اللہ عنہ کی بہن کے لیے اپنا نکاح خود کرنا جائز ہوتا تو وہ اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی اور اختیار جس کے ہاتھ میں ہو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کے غیر نے اس کو روک دیا ہے۔“ (فتح الباری: ۹۴/۹)

لڑکیوں کا گھروں سے فرار ہو کر اور عدالت میں جا کر اپنے عاشقوں سے شادی عصر حاضر کا بہت بڑا فتنہ ہے اور چھپی یاری کی حوصلہ افزائی ہے، اس سے نہ صرف والدین کی ذلت و رسوائی لازم آتی ہے، بلکہ معاشرے کی ساری فضا متاثر ہوتی ہے، جبکہ یہ نکاح فاسد ہوتا ہے۔

ولی کی اجازت کے ساتھ ساتھ درج ذیل احادیث مبارکہ میں اسلام کا انتہائی معتدل اور عدیم النظیر قانون پیش کیا گیا ہے، سلسلہ نکاح میں جہاں اولیاء کی رضامندی ضروری ہے، وہاں لڑکی کو کسی صورت میں بے اختیار نہیں سمجھا جاسکتا ہے، بلکہ رفیق حیات کے انتخاب میں اس کی پسند یا عدم پسند کا مکمل لحاظ رکھا جائے گا۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجْبَارِ الْبِكْرِ وَاسْتِمَارِ الثَّيِّبِ .

کنواری کو نکاح پر مجبور کرنے اور بیوہ سے مشورہ طلب کرنے کا بیان

(۶۸۸۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ أَمْرٌ، وَالثَّيِّمَةُ تَسْتَأْمِرُ فَصَمَتُهَا إِفْرَارُهَا.))  
 سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیوہ کی شادی کے معاملے میں ولی کو اختیار نہیں ہے اور کنواری بچی سے اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی اس کا اقرار ہوگا۔“ (مسند احمد: ۳۰۸۷)

**فوائد:** ..... کنواری بچی کی طرح بیوہ خاتون کے نکاح کے لیے بھی ولی کی اجازت ضروری ہے، اس حدیث کے پہلے حصے کا مفہوم یہ ہے کہ ولی کو بیوہ خاتون کے اختیار اور رائے کا بھی خیال رکھنا چاہیے، کیونکہ اب وہ شادی والی زندگی گزار چکی ہے اور اس کو لوگوں اور ماحول کا اندازہ ہو چکا ہے۔

(۶۸۸۴)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تَسْتَأْمِرُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صَمَاتُهَا.)) (مسند احمد: ۱۸۸۸)  
 سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیوہ اپنے ولی کی بہ نسبت اپنی ذات کا زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری بچی سے اس کے نفس کے بارے میں اس سے اجازت طلب کی جائے گی اور اس کی اجازت خاموشی ہوگی۔“

**فوائد:** ..... اس حدیث میں لفظ ”احق“ میں مشارکت پائی جاتی ہے، یعنی نکاح میں شوہر دیدہ کا حق بھی ہے اور ولی کا بھی اور عورت کے حق کی زیادہ اہمیت ہے، بہر حال دونوں کا متفق ہونا ضروری ہے۔ نیز درج ذیل حدیث سے ”احق بنفسها“ کے معنی کی وضاحت ہوتی ہے۔

سیدنا عدی کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَشِيرُوا عَلَيَّ النِّسَاءِ فِي أَنْفُسِهِنَّ.)) فَقَالَ: إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((الثَّيِّبُ تُعْرَبُ عَنْ نَفْسِهَا بِلِسَانِهَا، وَالْبِكْرُ رِضَاهَا صَمَاتُهَا.)) (صحیح: ۱۳۵۹) ..... ”عورتوں سے ان کے نفسوں کے بارے میں مشورہ کیا کرو۔“ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کنواری لڑکی تو شرماتی ہے (اس سے مشورہ کیسے کیا جائے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیوہ تو اپنے بارے میں خود وضاحت کرتی ہے اور کنواری کی رضامندی اس کا خاموش ہو جانا ہے۔“

(۶۸۸۵)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) يَبْلُغُ بِهِ (دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیوہ اپنے ولی کی بہ

(۶۸۸۳) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ۲۱۰۰، والنسائی: ۶ / ۸۵ (انظر: ۳۰۸۷)

(۶۸۸۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۲۱ (انظر: ۱۸۸۸)

(۶۸۸۵) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول



النَّبِيِّ ﷺ: ((الَّتَيْبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيَّهَا، وَالْبِكْرُ يَسْتَأْمِرُهَا أَبُوهَا فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا.)) (مسند احمد: ۱۸۹۷) خاموشی اس کی اجازت ہوگی۔

نسبت اپنی ذات کا زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری کا باپ اس سے اس کے نفس کے بارے میں اجازت لے گا اور اس کی

**فوائد:** ..... حدیث کے پہلے جملے کا مفہوم یہ ہے کہ بیوہ کا بھی حق ہے اور اس کے ولی کا بھی حق ہے، ولی کا حق یہ ہے کہ اس کے واسطے کے بغیر نکاح نہ کیا جائے اور بیوہ کا حق یہ ہے کہ جب وہ کسی شخص کو بطور خاوند قبول نہ کرے تو اس کو مجبور نہ کیا جائے، کیونکہ اب اس معاملے میں بیوہ کا حق زیادہ ہے۔ اس کو اس مثال سے سمجھیں کہ ولی نے ایسی خاتون کی کسی مرد سے شادی کرنا چاہی، لیکن وہ رضامند نہ ہوئی تو اس کو مجبور نہیں کیا جائے گا اور ولی اپنا ارادہ ترک کر دے، لیکن جب ایسی خاتون کسی مرد سے شادی کرنے پر رضامند ہو جائے گی اور ولی رضامند نہیں ہوگا تو ولی کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ رضامندی کا اظہار کرے اور اس کی شادی کر دے۔

(۶۸۸۶)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ، وَالَّتَيْبُ تُشَاوَرُ.))، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الْبِكْرَ تَسْنَحِي، قَالَ: ((سُكُونُهَا رِضَاهَا.)) (مسند احمد: ۷۳۹۸) رضا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کنواری سے اجازت طلب کی جائے گی اور بیوہ سے مشورہ کیا جائے گا۔“ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کنواری تو شرماتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی خاموشی اس کی

**فوائد:** ..... بیوہ کا اصل حق یہ ہے کہ اس کی شادی کے بارے میں اس سے مشورہ کیا جائے اور اس کی رائے کو اہمیت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔

(۶۸۸۷)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الَّتَيْبُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ.))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: ((أَنْ تَسْكُتَ.)) (مسند احمد: ۹۴۸۷) رہنا۔

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیوہ سے اس کے بارے میں مشورہ لیا جائے اور کنواری سے اجازت طلب کی جائے گی۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کی کیفیت کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا خاموش رہنا۔“

(۶۸۸۸)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ الْكِنْدِيِّ عَنِ ابْنِهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَشِيرُوا))

سیدنا عدی بن عدی کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں کے بارے میں ان سے

(۶۸۸۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۹۷۰، ومسلم: ۱۴۱۹ (انظر: ۷۴۰۴)

(۶۸۸۷) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۸۸۸) تخریج: صحيح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۷۲ (انظر: ۱۷۷۲۴)

مشورہ طلب کیا کرو۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کنواری تو شرماتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیوہ بول کر اپنے نفس کے بارے میں وضاحت کرے گی اور کنواری کی رضامندی خاموشی ہوگی۔“

عَلَى النِّسَاءِ فِي أَنْفُسِهِنَّ.))، فَقَالُوا: إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِي يَارَسُولَ اللَّهِ! قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الَّتَيْبُ تُغْرِبُ عَنْ نَفْسِهَا بِلِسَانِهَا وَالْبِكْرُ رَضَاهَا صَمْتُهَا.)) (مسند احمد: ۱۷۸۷۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں سے ان کے وجود کی شادی میں مشورہ کیا کرو۔“ کسی نے کہا: کنواری بچی تو بات کرنے سے ہی شرماتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی خاموشی اس کی اجازت ہوگی۔“

(۶۸۸۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اسْتَأْمِرُوا النِّسَاءَ فِي إِنْصَاعِهِنَّ.)) قِيلَ: إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِي أَنْ تَكَلَّمَ، قَالَ: ((سَكُوتُهَا إِذْنُهَا.)) (مسند احمد: ۲۶۱۹۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنی کسی بیٹی کی شادی کرنا چاہتے تو گھر کے کونے میں اس کے پاس لٹکے ہوئے پردے کے پاس بیٹھ جاتے اور فرماتے: ”فلاں آدمی فلاں خاتون کا ذکر کر رہا تھا۔“ ساتھ ہی آپ ﷺ اس مرد اور اس بیٹی کا نام ذکر کرتے، اگر وہ خاموش رہتی تو آپ ﷺ اس کا نکاح کر دیتے اور اگر وہ ناپسند کرتی تو اپنا ہاتھ پردے پر مارتی، پس اگر وہ اپنا ہاتھ پردے پر مارتی تو آپ ﷺ اس کا نکاح نہ کرتے۔

(۶۸۹۰)۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ عْتَبَةَ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُزَوِّجَ شَيْئًا مِنْ بَنَاتِهِ جَلَسَ إِلَى خَدْرِهَا فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يَذْكُرُ فُلَانَةَ يُسَمِّيهَا وَيُسَمِّي الرَّجُلَ الَّذِي يَذْكُرُهَا فَإِنْ هِيَ سَكَتَتْ زَوَّجَهَا وَإِنْ كَرِهَتْ نَقَرَتْ السِّتْرَ فَإِذَا نَقَرَتْهُ لَمْ يُزَوِّجْهَا۔ (مسند احمد: ۲۴۹۹۹)

مولائے عائشہ ذکوان سے مروی ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ ایک لڑکی کے گھر والے اس کا نکاح کرتے ہیں، کیا اس لڑکی سے مشورہ کیا جائے گا یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بالکل مشورہ طلب کیا

(۶۸۹۱)۔ عَنْ ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ جَارِيَةٍ يُنِكَحُهَا أَهْلُهَا اسْتَأْمَرُ أَمْ لَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تُسْتَأْمَرُ))،

(۶۸۸۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۶۹۴۶، ۶۹۷۱، ومسلم: ۱۴۲۰ (انظر: ۲۵۶۷۲)

(۶۸۹۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ایوب بن عتبہ الیمامی، أخرجه البیهقی: ۱۲۳ / ۷، وعبد

الرزاق: ۱۰۲۷۷، وابویعلی: ۳۸۸۳ (انظر: ۲۴۴۹۴)

(۶۸۹۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۲۰ (انظر: ۲۵۳۲۴)

جائے گا۔“ میں نے کہا: وہ شرم کے مارے خاموش ہو جاتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا خاموش رہنا ہی اس کی اجازت ہے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے جب مجھ سے نکاح کیا تو میں چھ سال کی تھی، ایک روایت میں سات برس کا ذکر ہے، یہ نکاح مکہ میں اور سیدنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے موقع پر ہوا تھا، اور جب میری رخصتی ہوئی تو میری عمر نو برس تھی، رخصتی مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔

**فوائد:** ..... نکاح کے وقت سیدہ کی عمر چھ برس اور کچھ ماہ تھی، اسی لیے کبھی اس کسر کو پورا کر کے سات سال کہہ دیا جاتا ہے اور کبھی اس کو چھوڑ کر چھ برس کہا جاتا ہے، ۲ھ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی تھی۔ ہجرت سے ایک سال پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تھا۔

اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت کنواری ہو، یا مطلقہ، یا بیوہ، اس کے نکاح کی درستی کے لیے ولی کی رضامندی ضروری ہے، جیسے کہ سابق باب میں وضاحت ہو چکی ہے، البتہ بیوہ اور مطلقہ کو اپنے رائے دینے کا حق ضرور ہے اور ولی کو چاہیے کہ وہ ان کی رائے کا لحاظ کرے۔

### بَابُ عَدَمِ اجْبَارِ الْيَتِيمَةِ وَأَنَّهَا لَا تَزَوِّجُ إِلَّا بِإِذْنِهَا وَرِضَاهَا

نکاح میں یتیم بچی کو مجبور نہ کرنے اور اس کی اجازت اور رضامندی سے اس کی شادی کرنے کا بیان

(۶۸۹۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: تَوَقَّى عُمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ وَتَرَكَ ابْنَةَ لَهُ مِنْ خُوَيْلَةَ بِنْتِ حَكِيمِ بْنِ أُمِيَّةَ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ الْأَوْقَصِ، قَالَ: وَأَوْصَى إِلَى أَخِيهِ قُدَامَةَ بْنِ مَطْعُونٍ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَهُمَا خَالَائِي، قَالَ: فَحَطَبْتُ إِلَى قُدَامَةَ بْنِ مَطْعُونٍ ابْنَةَ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور ایک بیٹی چھوڑ گئے، وہ سیدہ خویلدہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئی تھی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی قدامہ بن مظعون کو وصیت کی کہ وہ اس کی پرورش کرے، یہ دونوں قدامہ اور عثمان میرے ماموں تھے، میں نے سیدنا قدامہ کے ہاں ماموں عثمان کی بیٹی کے

(۶۸۹۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۸۹۴، ۵۱۳۳، ۵۱۳۴، ومسلم: ۱۴۲۲، ابوداؤد: ۴۹۳۳، ۴۹۳۴ (انظر: ۲۴۸۶۷)

(۶۸۹۳) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه الدارقطنی: ۳/ ۲۳۰، وأخرجه مختصراً دون المرفوع ابن ماجه: ۱۸۷۸ (انظر: ۶۱۳۶)

عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ فَرَّوَجْنِيهَا، وَدَخَلَ  
 الْمَغْبِرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَعْنِي إِلَى أُمِّهَا فَأَرْغَبَهَا  
 فِي الْمَالِ فَحَطَّتْ إِلَيْهِ وَحَطَّتِ الْجَارِيَةُ  
 إِلَى هَوَى أُمِّهَا فَأَبِيَا، حَتَّى ارْتَفَعَ أَمْرُهُمَا  
 إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ قُدَامَةُ بْنُ  
 مَظْعُونٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! ابْنَةُ أُخِي،  
 أَوْصِي بِهَا إِلَى فَرَّوَجْتِهَا ابْنَ عَمَّتِهَا عَبْدَ  
 اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَلَمْ أَقْصِرْ بِهَا فِي الصَّلَاحِ  
 وَلَا فِي الْكِفَايَةِ وَلَكِنَّهَا أَمْرَاءٌ وَإِنَّمَا حَطَّتْ  
 إِلَى هَوَى أُمِّهَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 ﷺ: ((هِيَ يَتِيمَةٌ وَلَا تُنَكَحُ إِلَّا بِإِذْنِهَا))  
 قَالَ: فَانْتَزَعَتْ وَاللَّهِ! مِنِّي بَعْدَ أَنْ مَلَكَتُهَا،  
 فَرَّوَجُوهَا الْمَغْبِرَةَ بْنَ شُعْبَةَ. (مسند احمد: 6136)

لئے متغنی کا پیغام بھیجا، انہوں نے اس کی مجھ سے شادی کر دی،  
 سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس لڑکی کی ماں کے پاس آئے اور  
 انہیں مال کی رغبت دلائی، پس وہ مال کی طرف مائل ہو گئی اور  
 اس کی بیٹی کا میلان ماں کی طرف ہو گیا، پس ان دونوں نے  
 انکار کر دیا، یہاں تک کہ ان کا معاملہ نبی کریم ﷺ کے پاس  
 لایا گیا، آپ ﷺ سے سیدنا قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ نے کہا:  
 اے اللہ کے رسول! یہ میری بہتیجی ہے، میرے بھائی نے وصیت  
 کے ذریعہ میرے سپرد کی ہے۔ میں نے اس کی پھوپھی کے  
 بیٹے عبد اللہ بن عمر سے اس کی شادی کر دی ہے اور میں نے  
 اس کی بہتری کے لیے کوئی کمی نہیں کی، لیکن یہ عورت ذات  
 ہے، اس کی ماں مال کی طرف مائل ہو گئی ہے، رسول  
 اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بچی سن تمیز والی ہے، اس کی اجازت  
 کے بغیر اس کا نکاح نہیں کیا جاسکتا۔“ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے  
 ہیں: اللہ کی قسم! یہ بچی میری ملکیت و زوجیت میں آنے کے  
 بعد مجھ سے چھین گئی۔ انہوں نے اس کی رضا کے مطابق سیدنا  
 مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اس کی شادی کر دی۔

**فوائد:** ..... وصی یا قلیل یا سرپرست کو یتیم بچی پر اپنی مرضی ٹھونسنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ یتیم بچی کسی کامل

انسان کی طرح اپنا اختیار رکھتی ہے، نکاح کے معاملے میں اس کی رضامندی اور عدم رضامندی کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔  
 اگلی روایات سے اس کے اختیار اور مرضی کی مزید وضاحت ہو رہی ہے۔

(6894)۔ عَنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ:  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تُسْتَأْمَرُ الْيَتِيمَةُ فِي  
 نَفْسِهَا فَإِنْ سَكَتَتْ فَقَدْ أَذْنَتْ، وَإِنْ أَبَتْ  
 لَمْ تُكْرَهْ.)) (مسند احمد: 19745)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ  
 نے فرمایا: ”کتواری لڑکی سے اس کی ذات کے بارے میں  
 مشورہ لیا جائے، اگر وہ خاموش رہے تو یہی اس کی اجازت ہو  
 گی اور اگر اس نے انکار کر دیا تو اسے مجبور نہیں کیا جائے گا۔“

(6894) تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه ابن ابی شیبہ: 4 / 139، والدارمی: 2185، وابویعلی:

7229، والحاكم: 2 / 166 (انظر: 19516)



(۶۸۹۵)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنْ رَضِيَتْ فَلَهَا رِضَاهَا وَإِنْ كَرِهَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا))، یعنی الْيَتِيمَةَ۔ (مسند احمد: ۸۹۷۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر کنواری لڑکی رضا مند ہو جائے تو ٹھیک ہے، اسے راضی ہونے کا حق ہے اور اگر وہ ناپسند کرے تو دلی کو اس پر جبر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔“

### بَابُ اسْتِثْمَارِ النِّسَاءِ فِي بَنَاتِهِنَّ

عورتوں سے ان کی بیٹیوں کے بارے میں مشورہ کرنے کا بیان

(۶۸۹۱)۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ صَالِحٍ وَاسْمُهُ الَّذِي يُعْرَفُ بِهِ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ وَكَانَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَمَاءُ صَالِحًا، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ لِمَرْبَنِ الْخَطَّابِ: اخْطُبْ عَلَيَّ ابْنَةَ صَالِحٍ، فَقَالَ: إِنَّ لَهُ يَتَامَى، وَلَمْ يَكُنْ يُسْئِرُنَا عَلَيْهِمْ، قَالَ: فَانْطَلَقَ عَبْدُ اللَّهِ إِلَى عَمِّهِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ لِيَخْطُبَ فَانْطَلَقَ زَيْدٌ إِلَى صَالِحٍ فَقَالَ: إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ يَخْطُبُ ابْنَتَكَ، فَقَالَ: لِي يَتَامَى وَلَمْ أَكُنْ لِأَتْرِبَ لَحْمِي وَأَرْفَعَ لَحْمَكُم، أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَنْكَحْتُهَا فَلَنَا وَكَانَ هَوَى أُمِّهَا إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! خَطَبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ ابْنَتِي فَأَنْكَحَهَا أَبُو هَارِيثَةَ يَتِيمًا فِي حَجْرِهِ وَلَمْ يُؤْمِرْهَا، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى صَالِحٍ فَقَالَ:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، صالح کی بیٹی کو معنی کا پیغام بھیجیں۔ صالح، نعیم بن نحام کے نام سے معروف تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام صالح رکھا تھا، انہوں نے کہا: صالح کے ہاں یتیم بچے زیر پرورش ہیں، وہ انہیں چھوڑنا گوارا نہیں کرے گا، نکاح کے لئے انہیں ترجیح دے گا۔ یہ بات سن کر سیدنا عبد اللہ اپنے چچا زید بن خطاب کے پاس گئے تاکہ وہ معنی کا پیغام دیں۔ چنانچہ زید، صالح کے پاس گئے اور کہا: عبد اللہ بن عمر نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے، وہ آپ کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اس نے کہا: میرے زیر پرورش یتیم بچے ہیں، میں نہیں چاہتا کہ اپنی توہین کر دوں اور تمہیں عزت دوں، میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے فلاں سے فلاں کا نکاح کر دیا ہے، مگر اس عورت کی ماں کا میلان سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی جانب تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے نبی! عبد اللہ بن عمر نے میری بیٹی کیلئے پیغام نکاح بھیجا تھا، لیکن صالح نے زیر پرورش ایک یتیم سے اس کا نکاح کر دیا اور مجھ سے مشورہ نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ نے صالح کو پیغام بھیجا، جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے ان

(۶۸۹۵) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه ابوداود: ۲۰۹۳ (انظر: ۸۹۸۸)

(۶۸۹۶) تخریج: حدیث حسن، أخرجه الطحاوی فی "شرح معانی الآثار": ۴/ ۳۶۹ (انظر: ۵۷۲۰) کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز



سے دریافت کیا: ”کیا تو نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا ہے اور بیوی سے مشورہ ہی نہیں کیا۔“ اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان عورتوں سے مشورہ کیا کرو۔“ جبکہ بچی کنواری ہو۔ صالح نے کہا: میں نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ ابن عمر نے اس کے مہر کی جو مقدار رکھی، اتنی مقدار تو میرے مال سے یتیم کا حصہ بنتی تھی، اس لیے میں نے پھر اسی کو ترجیح دی۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے نسب میں اپنے قریبی کو اس کی بیٹی کے لئے معنی کا پیغام بھیجا، اس لڑکی کی والدہ کا میلان ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف ہی تھا، لیکن باپ کی خواہش یہ تھی کہ وہ اپنے زیر تربیت یتیم سے اس کا نکاح کر دے، تو اس نے اس یتیم سے اس کی شادی کر دی، اس کی ماں نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس چیز کا آپ سے ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی بیویوں سے بیٹیوں کی شادی کے سلسلے میں مشورہ کیا کرو۔“

**فوائد:** ..... ماؤں سے ان کی بیٹیوں کے بارے میں مشورہ کرنا اس بنا پر نہیں ہے کہ وہ نکاح کے عقد میں ولی کی طرح کا کوئی اختیار رکھتی ہیں، بلکہ یہ حسن معاشرت کا تقاضا ہے، اس سے مائیں خوش ہو جائیں گی اور اس مشورے کی برکت سے بیٹیوں اور ان کے خاوندوں میں الفت، محبت اور اتفاق پیدا ہوگا، وگرنہ زیادہ تر بیٹیوں کا میلان ماؤں کی طرف ہوتا ہے، اس لیے اگر اس معاملے میں ماؤں کو راضی نہ کیا گیا تو فساد کا خطرہ ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْوِيجِ الْآبِ بِنْتَهُ الثَّيْبِ أَوْ الْبُكْرِ الْبَالِغِ بِغَيْرِ رَضَاهَا

باپ کا اپنی بیوہ یا بالغ کنواری بچی کا اس کی رضامندی کے بغیر شادی کر دینے کا بیان

(۶۸۹۸)۔ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ أَبِي حَجَّاجِ بْنِ سَائِبٍ سَمِعَ مَرْوِيَّ بْنَ مَرْوِيٍّ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (دادی یا نانی) لُبَابَةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُؤْتِرِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ جَدَّتَهُ أُمَّ

((أَنْكَحَتْ ابْنَتَكَ وَلَمْ تُؤَامِرْهَا؟)) فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: ((أَشِيرُوا عَلَيَّ النِّسَاءِ فِي أَنْفُسِهِنَّ)) وَهِيَ بَكْرٌ. فَقَالَ صَالِحٌ: فَإِنَّمَا فَعَلْتُ هَذَا لِمَا يُصَدِّقُهَا ابْنُ عُمَرَ، فَإِنَّ لَهُ فِي مَالِي مِثْلَ مَا أُعْطَاهَا. (مسند احمد: ۵۷۲۰)

(۶۸۹۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ، خَطَبَ إِلَى نَسِيبٍ لَهٗ ابْنَتُهُ قَالَ: فَكَانَ هَوَىٰ أُمِّ الْمَرْأَةِ فِي ابْنِ عُمَرَ، وَكَانَ هَوَىٰ أَبِيهَا فِي يَتِيمٍ لَهُ، قَالَ: فَزَوَّجَهَا الْآبُ يَتِيمَهُ ذَلِكَ، فَجَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَرُوا النِّسَاءَ فِي بَنَاتِهِنَّ...)) (مسند احمد: ۴۹۰۵)

(۶۸۹۷) تخريج: حديث حسن، أخرج المرفوع منه فقط ابوداود: ۲۰۹۵ (انظر: ۴۹۰۵)

(۶۸۹۸) اسنادہ ضعیف بهذه السیاقه، حجاج بن السائب من رجال "التعجیل"، وقد تفرد بالروایة عنه ابن اسحاق، ولم يؤثر توثیقه عن غیر ابن حبان، وابن اسحاق مدلس وقد عنعن، واختلف علیه فیہ، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۴ / ۶۴۳، والدارقطنی: ۳ / ۲۳۱، والبیہقی: ۷ / ۱۱۹ (انظر: ۲۶۷۹۰) کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

پہلے ایک اور آدمی کی بیوی تھی، وہ آدمی فوت ہو گیا اور وہ بیوہ بن گئی، پھر اس کے باپ خدام نے بنو عمرو بن عوف بن خزرج کے ایک آدمی سے اس کی شادی کر دی، لیکن اس نے اس کے ہاں جانے سے انکار کر دیا اور اس کی یہی رٹ تھی کہ اس نے ابو لبابہ سے شادی کرنی ہے، مگر اس کا باپ اس چیز پر بضد تھا کہ یہ جائے گی تو صرف عوف قبیلہ کے آدمی کے گھر ہی جائے گی، یہاں تک کہ ان کا یہ معاملہ نبی کریم ﷺ کے ہاں لایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ خاتون اپنے اس معاملے کی زیادہ حقدار ہے، اس لیے تو اس کی مرضی کے مطابق اس کی شادی کر دے۔“ پس اس کو عوفی سے علیحدہ کر لیا گیا اور اس نے ابو لبابہ سے شادی کر لی، ان سے سائب بن ابی لبابہ پیدا ہوا تھا۔

السَّائِبِ خُنَاسِ بِنْتِ خِدَامِ بْنِ خَالِدٍ كَانَتْ عِنْدَ رَجُلٍ قَبْلَ أَبِي لُبَابَةَ تَأَيَّمَتْ مِنْهُ فَزَوَّجَهَا أَبُوهَا خِدَامُ بْنُ خَالِدٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفِ بْنِ الْخَزْرَجِ، فَأَبَتْ إِلَّا أَنْ تَحُطَّ إِلَى أَبِي لُبَابَةَ وَأَبَى أَبُوهَا إِلَّا أَنْ يَلْزِمَهَا الْعَوْفِيُّ حَتَّى ارْتَفَعَ أَمْرُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِهْيَ أَوْلَى بِأَمْرِهَا فَأَلْبِحْهَا بِهَوَاهَا))، قَالَ: فَانْتَزَعَتْ مِنَ الْعَوْفِيِّ وَتَزَوَّجَتْ أَبَا لُبَابَةَ فَوَلَدَتْ لَهُ أَبَا السَّائِبِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ۔ (مسند احمد: ۲۷۳۲۶)

**فوائد:** ..... اس حدیث کا صحیح سیاق اگلی حدیث میں مذکور ہے۔

سیدنا خنساء بنت خدام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے جس سے اس کی شادی کی، وہ اس کو ناپسند کرتی تھی، جبکہ وہ پہلے بیوہ بھی تھی، نبی کریم ﷺ نے اس کا نکاح رد کر دیا۔

(۶۸۹۹)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُجَمِّعِ ابْنَيْ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ خُنَسَاءِ بِنْتِ خِدَامِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ وَكَانَتْ تَبِيًّا فَرَدَّ النَّبِيُّ ﷺ نِكَاحَهُ۔ (مسند احمد: ۲۷۳۲۲)

**فوائد:** ..... خاتون بیوہ ہو یا کنواری، نکاح میں اس کی رضامندی ضروری ہے، اس معاملے میں قطعی طور پر اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا۔ نکاح میں عورت کی رضامندی شرط ہے، وگرنہ نکاح باطل ہوگا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو دلیعہ خدام نے ایک آدمی سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا، لیکن وہ بچی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور آپ سے یہ شکایت کی کہ اس کا نکاح کر دیا گیا ہے، جبکہ وہ ناپسند کر رہی ہے، آپ ﷺ نے اس کو اس خاوند سے علیحدہ کر دیا اور فرمایا: ”عورتوں کو مجبور نہ

(۶۹۰۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ خِدَامًا أَبَا وَدِيعَةَ أَنْكَحَ ابْنَتَهُ رَجُلًا، فَأَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَاشْتَكَتْ إِلَيْهِ أَنَّهَا أَنْكَحَتْ وَهِيَ كَارِهَةٌ، فَانْتَزَعَهَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ زَوْجِهَا وَقَالَ: ((لَا تُكْرَهُ هُوَ هُنَّ)) قَالَ: فَانْكَحَتْ بَعْدَ ذَلِكَ أَبَا

(۶۸۹۹) تخريج: أخرجه البخاری: ۵۱۳۸، ۶۹۴۵ (انظر: ۲۶۷۸۶)

(۶۹۰۰) تخريج: اسنادہ ضعیف، عطاء بن ابی مسلم الخراسانی صاحب اوہام کثیرة، ثم هو لم يسمع من ابن عباس، أخرجه عبد الرزاق: ۱۰۳۰۸ (انظر: ۳۴۴۰)

کیا کرو۔“ پھر اس نے ابو لہبہ انصاری سے شادی کر لی تھی، جبکہ وہ خاتون پہلے سے بیوہ تھی۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ اس کے باپ نے ایسے آدمی سے اس کی شادی کر دی ہے، جس کو وہ ناپسند کرتی ہے، پس نبی کریم ﷺ نے اسے رہنے یا نہ رہنے کا اختیار دے دیا۔

لُبَابَةُ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَتْ نَبِيًّا - (مسند احمد: ۳۴۴۰)

(۶۹۰۱) - وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ جَارِيَةَ بَكْرًا آتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَاهِرَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ - (مسند احمد: ۲۴۶۹)

**فوائد:** ..... ولی کو مصلحت اور حکمت کے ساتھ بچیوں کے نکاح کے معاملات طے کرنے چاہئیں اور ایسی سبیل پیدا کرنی چاہیے کہ وہ بھی راضی ہو اور اس کی بچیاں بھی اسی کی رائے کو ترجیح دیتی ہوں، زبردستی کرتے ہوئے بچی کو بظاہر راضی تو کیا جاسکتا ہے، لیکن اس کی زندگی میں سکون نہیں لایا جاسکتا، بلکہ بعد میں اس لڑکے اور لڑکی دونوں کے والدین کو بھی سخت ذہنی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِنْكَاحِ الْإِبْنِ أُمَّهُ  
بیٹے کا اپنی ماں کا کسی سے نکاح کرنے کا بیان

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے اولیاء موجود نہیں ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا کوئی بھی ولی ایسا نہیں ہے، جو اس شادی کو ناپسند کرے، وہ حاضر ہو یا غائب۔“ یہ سن کر سیدہ نے اپنے بیٹے سے کہا: اے عمر! نبی کریم ﷺ سے میری شادی کر دے، پس انہوں نے ان کی آپ ﷺ سے شادی کر دی۔

(۶۹۰۲) - عَنْ ابْنِ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَطَبَ أُمَّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ، لَيْسَ مِنْ أَوْلِيَائِي تَعْنِي شَاهِدًا، فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِكَ شَاهِدٌ وَلَا غَائِبٌ يَكْفُرُهُ ذَلِكَ)) فَقَالَتْ: يَا عُمَرُ! زَوِّجِ النَّبِيَّ ﷺ، فَتَزَوَّجَهَا النَّبِيُّ ﷺ،  
الْحَدِيثُ - (مسند احمد: ۲۷۰۶۴)

**فوائد:** ..... ائمہ ثلاثہ سمیت جمہور اہل علم کا مسلک یہ ہے کہ بیٹا اپنی ماں کا ولی بن سکتا ہے۔

(۶۹۰۱) اسنادہ صحیح علی شرط البخاری، أخرجه ابوداود: ۲۰۹۶، وابن ماجه: ۱۸۷۵ (انظر: ۲۴۶۹)  
(۶۹۰۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة ابن عمر بن ابی سلمة، أخرجه مطولا ومختصرا ابن حبان: ۲۹۴۹، والحاكم: ۲/ ۱۷۸، وابویعلی: ۶۹۰۷ (انظر: ۲۶۵۲۹)

## بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَفَائَةِ فِي النِّكَاحِ نکاح میں کفو (برابری) کے مسئلے کا بیان

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے علی! تین کاموں میں تاخیر نہ کرنا: (۱) نماز کو، جب اس کو وقت ہو جائے، (۲) جنازہ کو جب وہ حاضر ہو جائے اور (۳) عورت کی شادی کو، جب اس کا کفو اور ہمسر مل جائے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک نوجوان خاتون نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے باپ نے اپنے بھتیجے سے میری شادی کر دی ہے، وہ میرے ساتھ شادی کو اس کے لیے سر بلندی کا باعث بنانا چاہتے ہیں، آپ ﷺ نے اس معاملے میں مجھے اختیار دے دیا، میں نے کہا: جو کچھ میرے باپ نے کیا ہے، میں اسی کو اختیار کرتی ہوں، لیکن میرا ارادہ یہ تھا کہ عورتوں کو علم ہو جانا چاہیے کہ ان کے اس معاملے میں ان کے آباء کا کوئی حق نہیں ہے۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”دنیا والے جس حسب کو اختیار کرتے ہیں، وہ مال ہے۔“

سیدنا سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”حسب مال ہے اور کرم تقویٰ ہے۔“

**فوائد:** ..... ”حسب مال ہے“ اس سے مراد دنیا کا مال و دولت ہے، جس کے ذریعے جاہ و حشمت ملتی ہے۔

(۶۹۰۳) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة سعيد بن عبد الله الجهني، أخرجه ابن ماجه: ۱۴۸۶، والترمذی: ۱۷۱، ۱۰۷۵ (انظر: ۸۲۸)

(۶۹۰۴) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۷۴، والنسائی: ۸۶/۶ (انظر: ۲۵۰۴۳)

(۶۹۰۵) تخریج: اسنادہ قوی، أخرجه النسائی: ۶۴/۶ (انظر: ۲۲۹۹۰)

(۶۹۰۶) تخریج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ۴۲۱۹، والترمذی: ۳۲۷۱ (انظر: ۲۰۱۰۲)

(۶۹۰۳) - عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ يَاعَلِيُّ! لَا تُؤَخَّرُهُنَّ، الصَّلَاةُ إِذَا آذَنَتْ، وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرْتَ، وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ كُفُوًا)) (مسند احمد: ۸۲۸)

(۶۹۰۴) - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ فَتَاةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبِي زَوَّجَنِي ابْنَ أَخِيهِ يَرْفَعُ بِي حَسْبِيَّتَهُ، فَجَعَلَ الْأَمْرَ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ: فَآتَيْتِي قَدْ أَجَزْتُ مَا صَنَعَ أَبِي وَلَكِنْ أَرَدْتُ أَنْ تَعْلَمَ النِّسَاءُ أَنَّ لَيْسَ لِلْأَبَاءِ مِنَ الْأَمْرِ نِسْبَةٌ. (مسند احمد: ۲۵۵۵۷)

(۶۹۰۵) - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَحْسَبَ أَهْلِ الدُّنْيَا الَّذِينَ يَذْهَبُونَ إِلَيْهِ هَذَا الْمَالُ)) (مسند احمد: ۲۳۳۷۸)

(۶۹۰۶) - عَنْ سَمُرَةَ بِنْتِ جُنْدُبٍ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْحَسَبُ: الْمَالُ، وَالتَّقْوَى:)) (مسند احمد: ۲۰۳۶۲)

”کرم تقویٰ ہے“ یعنی وہ کرم جو آخرت میں معتبر ہوگا اور جس کا نتیجہ بلند درجات کے ساتھ اکرام کی صورت میں نکلے گا، وہ تقویٰ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾..... ”بیشک تم میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز وہ ہے، جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔“ (سورہ حجرات: ۱۳)

ایک قول کے مطابق اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: نبی کریم ﷺ کی مراد وہ امور تھے، جو لوگوں میں متعارف ہیں، لوگوں میں فقیر آدمی کا کوئی حسب نہیں ہے، کیونکہ نہ اس کی عزت ہوتی ہے اور نہ اس کو مجلس میں بٹھایا جاتا ہے، گویا کہ دنیا والوں کا حسب مال ہے، مال والا ہی لوگوں کے ہاں شرف و فضیلت والا قرار پاتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس شخص کو عزت و کرم والا نہیں سمجھا جاتا ہے، کیونکہ بارگاہ عالیہ میں معیار تقویٰ ہے، نہ کہ مال و دولت اور حسب و نسب، اس لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کریم اور معزز وہ ہوگا، جو تقویٰ کے لباس سے مزین ہوگا۔

(۶۹۰۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ بَرِيرَةَ عِنْدَ عَبْدِ فَعُتِمَتٍ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمْرَهَا بِيَدِهَا (وَرَفِيَ لَفْظُ) فَلَمَّا أُعْتِقَتْ خَيْرَتٌ۔ (مسند احمد: ۲۶۲۷۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا ایک غلام کے زیر نکاح تھی، جب اس کو آزاد کر دیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دے دیا، ایک روایت میں ہے: جب اس کو آزاد کیا گیا تو اس کو اختیار دے دیا گیا۔

**فوائد:**..... جب غلام اور لونڈی میاں بیوی ہوں اور بیوی کو آزاد کر دیا جائے تو اس کو اپنے خاوند کے پاس رہنے یا نہ رہنے کا اختیار مل جاتا ہے۔ شادی میں کفو اور ہمسر کے بارے میں مختلف اقوال بیان کیے گئے ہیں، مثلاً: دین، آزادی، نسب، پیشہ، خوشحالی، عیب سے سلامتی، کمائی کا اچھا ذریعہ، صلاحیت، وغیرہ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ معتبر وصف صرف اور صرف اسلام ہے، اس کے بعد لڑکے اور لڑکی کی رضامندی ہے، لیکن ان کو بھی یہ ترغیب دلائی گئی ہے کہ وہ حسب و نسب، حسن و جمال اور مال و دولت کے بجائے دینداری کو ترجیح دیں، اسلام میں سب سے بڑی صفت تقویٰ اور پرہیزگاری ہے، اسی میں عزت ہے اور اسی میں حسن انجام ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ ”بیشک تم میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز وہ ہے، جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔“ (سورہ حجرات: ۱۳)

### بَابُ اسْتِحْبَابِ الْخُطْبَةِ لِلنِّكَاحِ

نکاح کے خطبہ کے مستحب ہونے کا بیان

(۶۹۰۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ سَيِّدَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعِدٌ قَالَ: عَلَّمَنَا خُطْبَةَ الْحَاجَةِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ كَرِيمٍ ﷺ نَعَى هَمِينَ خُطْبَةَ حَاجَتِ كِي تَعْلِيمِ دِي، اَوْرُوهُ خُطْبَةُ يِه

(۶۹۰۷) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابو یعلیٰ ۴۴۳۶، والبیہقی ۷/ ۲۲۰ (انظر: ۲۵۷۵۵)

(۶۹۰۸) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابو داود: ۲۱۱۸، والترمذی: ۱۱۰۵، وابن ماجه: ۱۸۹۲،

والنسائی: ۶/ ۸۹ (انظر: ۳۷۲۰)



تھا: ”تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، ہم اس سے مدد طلب کرتے ہیں، ہم اس سے بخشش مانگتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اپنی جانوں کے شرور سے، اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دے دے، اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے اور وہ جسے گمراہ کر دے، اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ پھر آپ ﷺ ان تین آیات کی تلاوت کرتے تھے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ. يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً، وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾

ایماندارو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے، مگر اسلام کی حالت میں۔ (سورہ آل عمران: ۱۰۲) اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمہیں پیدا کیا ایک جان سے اور پیدا کیا اس سے اس کی بیوی کو اور پھیلا دیئے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں۔ تم ڈرو اس اللہ سے جس کے ساتھ تم آپس میں سوال کرتے ہو اور رشتہ داریوں کو توڑنے سے بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہیں۔ (سورہ نساء: ۱) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور کہو بات سیدھی وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی

نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ يَفْرَأُ ثَلَاثَ آيَاتٍ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ. يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً، وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ ثُمَّ تَذَكَّرُ حَاجَتَكَ۔ (مسند احمد: ۳۷۲۰)

اطاعت کرتا ہے، وہ بڑی کامیابی کو پا لیتا ہے۔“ (سورہ  
احزاب: ۷۰) پھر تم اپنی حاجت و ضرورت کا ذکر کرو۔

**فوائد:** ..... نکاح کرنے سے پہلے نکاح خواں کو چاہیے کہ وہ یہ خطبہ پڑھے اور ان تین آیات کا مختصر سا مفہوم  
بیان کر دے۔

ہمارے ہاں عید، نکاح، شادی اور خوشی کی دوسری تقریبات کو محض لطف اندوزی، تفریح طبع اور ہنسی مذاق کا ذریعہ  
سمجھا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ایسے موقعوں پر شرعی حدود کا خیال نہ رکھنا، بے پردگی اور مرد و زن کا شدید اختلاط، بینڈ  
باجے بجانا، ناچنا، عریانی و فحاشی والے گانے گانا اور ایسے گندے کلام کو لاؤڈ سپیکروں میں پیش کرنا، مردوں کا سونے کا  
زیور پہننا، پٹانے چلانا وغیرہ وغیرہ۔ ان امور کو شرارتی لڑکوں اور لڑکیوں کا حق سمجھا جاتا ہے۔

لیکن شریعت کا مزاج کچھ اور ہے، جیسے عیدین جیسی عظیم خوشی کا آغاز مخصوص نماز اور خطبے سے ہوتا ہے، اسی طرح  
شادی کے موقع پر نکاح سے پہلے مذکورہ بالا خطبہ پڑھ کر تقویٰ اور اللہ کے خوف کا درس دیا جاتا ہے اور پھر خوشی کے  
موقعوں کے لیے شریعت نے خوشی کے طریقوں کی بھی وضاحت کر دی ہے، ان ہی تک محدود رہنا چاہیے۔

لیکن یہ خطبہ نکاح کے لیے شرط نہیں ہے، اس کے بغیر بھی نکاح درست ہوگا، جیسا کہ آپ ﷺ نے بھی اس خطبہ  
کے بغیر نکاح پڑھایا ہے، بہر حال ہر ممکن حد تک اس کا اہتمام ہونا چاہیے، اگر جلدی ہو یا کوئی اور مجبوری ہو تو اس کے بغیر  
بھی نکاح پڑھایا جاسکتا ہے۔

(۶۹۰۹)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانٍ) قَالَ: عَلَّمَنَا  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حُطْبَتَيْنِ حُطْبَةَ الْحَاجَةِ  
وَ حُطْبَةَ الصَّلَاةِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ أَوْ إِنَّا الْحَمْدُ  
لِلَّهِ نَسْتَعِينُهُ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ۔ (مسند احمد: ۳۷۲۱)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ  
نے ہمیں دو قسم کے خطبات سکھائے، ایک خطبہ حاجت اور  
دوسرا خطبہ نماز، خطبہ حاجت یہ ہیں: بیشک ساری تعریف اللہ  
تعالیٰ کے لیے ہے، ہم اس سے مدد طلب کرتے ہیں، .....  
..... پھر مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت ذکر کریں۔

**فوائد:** ..... خطبہ نماز سے مراد نماز میں پڑھا جانے والا تشہد ہے۔

(۶۹۱۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ  
كَلَّمَ رَجُلًا فِي شَيْءٍ فَقَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ  
نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا  
مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے  
ایک آدمی سے کسی چیز کے بارے میں بات کی تو فرمایا:  
”الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ  
فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ“

(۶۹۰۹) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۹۱۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۸۶۸ (انظر: ۳۲۷۵)

وَاشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) وَاشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) پھر اپنی بات پیش کی۔ (مسند احمد: ۳۲۷۵)

**فوائد:**..... صحیح مسلم میں مفصل حدیث یوں بیان کی گئی ہے:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: أَنَّ ضَمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ أَزْدِ سُنُوءَةَ وَكَانَ يَرْقِي مِنْ هَذِهِ الرِّيحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، يَقُولُونَ إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ فَقَالَ: لَوْ آتَى رَأَيْتُ هَذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللَّهَ يَشْفِيهِ عَلَى يَدَيَّ، قَالَ فَلَقِيَهُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي أَرْقِي مِنْ هَذِهِ الرِّيحِ وَإِنَّ اللَّهَ يَشْفِي عَلَى يَدَيَّ مَنْ شَاءَ فَهَلْ لَكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِيَهُ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَا بَعْدُ)) قَالَ فَقَالَ: أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هُوَلَاءِ- فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكُهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعْرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هُوَلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغَنَّا نَاعُوسَ الْبَحْرِ، قَالَ فَقَالَ: هَاتِ يَدَكَ أَبَايَعُكَ عَلَى الْإِسْلَامِ؛ قَالَ فَبَايَعَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَعَلَى قَوْمِكَ)) قَالَ وَعَلَى قَوْمِي قَالَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَرِيَّةَ فَمَرُوا بِقَوْمِهِ فَقَالَ صَاحِبُ السَّرِيَّةِ لِلْجَيْشِ: هَلْ أَصَبْتُمْ مِنْ هُوَلَاءِ شَيْئًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَصَبْتُ مِنْهُمْ مِطْهَرَةً فَقَالَ رُدُّوَهَا فَإِنَّ هُوَلَاءِ قَوْمٌ ضَمَادٌ-..... ضَمَادٌ كَرَمَةٌ آيَا، يَهْتَبِلُهُ أَزْدُ سُنُوءَةَ، سَ تَعْلُقُ رَهْتَا تَهَا، يَهْدِي جُنُونَ أَوْ جُنُونَ كَ تَرْتِ سَ دَم كَرْتَا تَهَا، جَبِ اس نَ مَكَّ كَ يَهْوُفُ لَوُكُؤُنْ كُوهِ يَهْتَبِ تَهْ هُوَ سَا كَهْمُ (ﷺ) مَجْنُونٌ أَوْ پَاكُلْ هُوَ كُوهِ تَهْ تُوَ اس نَ كَهْمَا: أَر كُوهِ اس آدِي كُوهِ كُوهِ لُوهِ، مَكْنُ هَ كَهْ اللّهُ تَعَالَى اس كُوهِ مِوهِ هَا تَهْ پَر شَفَا دَ دَ دَ، پَسْ وَهْ آپ ﷺ كُوهِ لُوهِ اس كُوهِ تَهْ جَبِ اس نَ مَكَّ كَ تَرْتِ سَ دَم كَرْتَا تَهَا، اللّهُ تَعَالَى جَس كُوهِ چَا تَهْتَا هَ، مِوهِ رَ هَا تَهْ پَر شَفَا دِ تَا هَ، كُوهِ آپ كُوهِ اس كُوهِ رَغْبَتِ هَ؟ آپ ﷺ نَ جُوهَا بَا يَهْ خُطْبَه پَر هَا: ”إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِيَهُ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَا بَعْدُ-“ اس نَ كَهْمَا: حَضْرُوهْ! يَهْ كَهْمَا دُوهَا رَهْ آنا، آپ ﷺ نَ تِوهِنَ بَارِ يَهْ كَهْمَا دُوهَا رَ، پَهْرَ اس نَ كَهْمَا: مِوهِ نَ كَاهِنُوهِنُ كَا كَلَامِ، جَا دُوهِ كُوهِ كُوهِ بَاتِوهِنُ أَوْ شَعْرَاءِ كَهْ اشْعَارِ سَوهِنُ هَوهِنُ، لَكِنِ اس قَسْمُ كَا كَلَامِ مِوهِ نَ نَهْوهِنُ سَا، يَهْ كَهْمَا تُو سَمْنَدِرْ كَهْ وَسَطِ يَاهْ كُوهِ رَا لِي تَكْ پَهْنُجْ كُوهِ هَوهِنُ، پَهْرَ اس نَ كَهْمَا: اِوهِنُ اللّهُ كَهْ رَسُوْلُوهِنُ! آپ اِپِنَا هَا تَهْ آكُوهِ بَر هَا كُوهِوهِنُ، مِوهِنُ اسْلَامِ پَر آپ كُوهِ بَعِيتْ كَرْتَا هُوهِنُ، پَسْ آپ ﷺ نَ اس سَ بَعِيتْ لَوهِنُ، پَهْرَ آپ ﷺ نَ فرَمَا يَا: ”أُو تِوهِنُ قَوْمِ-“ اس نَ كَهْمَا: جِي مِوهِنُ قَوْمِ هَوهِنُ- بَعْدِ مِوهِنُ آپ ﷺ نَ اِيكْ جِهَادِي الشُّكْرُوهِنُ رَوَانَهْ كُوهِوهِنُ، جَبِ وَهْ اس قَوْمِ كَهْ پَا سَ

گزرے تو امیر لشکر نے مجاہدین سے کہا: کیا تم نے ان لوگوں کی تو کوئی چیز نہیں لی؟ ایک بندے نے کہا: جی میں نے طہارت والا ایک برتن لیا ہے، اس نے کہا: واپس کر دو، یہ سیدنا ضحاد رضی اللہ عنہ کی قوم ہے۔

ہم نے ”ناعوس البحر“ کی بجائے ”فَامُوسَ الْبَحْرِ“ کے معانی لکھے ہیں، کیونکہ اس روایت میں یہی الفاظ مشہور ہیں، ملاحظہ ہو، شرح مسلم نووی۔

(۶۹۱۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْحُطْبَةُ الَّتِي وَفِي لَفْظِ: كُلُّ حُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا شَهَادَةٌ كَالْيَدِ الْجَدْمَاءِ))  
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہر وہ خطبہ جس میں شہادت نہ ہو، وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح ہے۔“

(مسند احمد: ۸۴۹۹)

**فوائد:**..... شہادت سے مراد ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“ ہے۔

جیسے کٹے ہوئے ہاتھ کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، اسی طرح وہ خطبہ بھی خطیب کے لیے مفید نہیں ہوتا، جس میں توحید و رسالت کی شہادت نہ ہو۔

(۶۹۱۲)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَأَ الْإِنْسَانَ إِذَا تَزَوَّجَ قَالَ: ((بَارَكَ اللَّهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ))  
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ جب کسی کی شادی ہوتی تو نبی کریم ﷺ اس کو ان الفاظ کے ساتھ مبارک دیتے: ”بَارَكَ اللَّهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ“ (اللہ تعالیٰ تیرے لیے اور تجھ پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کو خیر و بھلائی میں اکٹھا کر دے۔)

(مسند احمد: ۸۹۴۴)

**فوائد:**..... ہمارے ہاں ہر خوشی پر یہ الفاظ کہے جاتے ہیں: مبارک ہو۔ یہ لفظ مبارک ہے، مبارک نہیں ہے۔

اگرچہ ان الفاظ کے معانی یہی ہیں کہ یہ خوشی تمہارے لیے باعث برکت ثابت ہو، لیکن اب ان لفظوں کو معانی کا لحاظ رکھے بغیر محض لفظ کی حد تک استعمال کیا جاتا ہے، لہذا زیادہ لائق یہی ہے کہ وہی الفاظ دوہرائے جائیں، جن کی آپ ﷺ نے ان موقعوں پر تعلیم دی ہے، نیز درج ذیل حدیث پر غور کریں۔

(۶۹۱۳)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ قَالَ: تَزَوَّجَ عَقِيلُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَخَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا بِالرِّفَاءِ وَالْبَيْنِ، فَقَالَ:  
عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے شادی کی، جب وہ ہمارے پاس آئے تو ہم نے کہا: اتفاق و اتحاد ہو اور بیٹے ملیں، انھوں نے

(۶۹۱۱) تخریج: اسنادہ قوی، أخرجه ابوداود: ۴۸۴۱، والترمذی: ۱۱۰۶ (انظر: ۸۵۱۸)

(۶۹۱۲) تخریج: اسنادہ قوی، أخرجه ابوداود: ۲۱۳۰، والترمذی: ۱۰۹۱ (انظر: ۸۹۵۷)

(۶۹۱۳) تخریج: صحیح لغيره، أخرجه ابن ماجه: ۱۹۰۶، والنسائی: ۶/ ۱۲۸ (انظر: ۱۵۷۴۰)

کہا: رک جاؤ، اس طرح نہ کہو، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع کیا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ”اس طرح کہا کرو ”بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ وَبَارَكَ لَكَ فِيهَا“ (اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت کرے اور تیرے لیے اس خاتون میں برکت کرے)۔

(دوسری سند) سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بنو جشم قبیلے کی ایک خاتون سے شادی کی، جب لوگ ان کے پاس گئے تو انھوں نے کہا: اتفاق و اتحاد ہو اور بیٹے ملیں، لیکن انھوں نے کہا: اس طرح نہ کہو، لوگوں نے کہا: اے ابو یزید! تو پھر ہم کیا کہیں؟ انھوں نے کہا: تم اس طرح کہو ”بَارَكَ اللَّهُ لَكُمْ وَبَارَكَ اللَّهُ لَكُمْ وَبَارَكَ عَلَيْكُمْ“ (اللہ تعالیٰ تمہارے لیے برکت کرے، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے برکت کرے اور اللہ تعالیٰ تم پر برکت کرے) ہمیں یہ دعائیہ کلمات کہنے کا حکم دیا جاتا تھا۔

مَهْ لَا تَقُولُوا ذَلِكَ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ نَهَانَا عَنْ ذَلِكَ، وَقَالَ: ((قُولُوا بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ وَبَارَكَ لَكَ فِيهَا)) (مسند احمد: ۱۵۸۳۲)

(۶۹۱۴)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانٍ) عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عَقِيلَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي جُشَمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالُوا: بِالرِّفَاءِ وَالْبَيْنِ، فَقَالَ: لَا تَفْعَلُوا ذَلِكَ، قَالُوا: فَمَا نَقُولُ يَا أَبَا يَزِيدَ؟ قَالَ: قُولُوا بَارَكَ اللَّهُ لَكُمْ وَبَارَكَ اللَّهُ لَكُمْ وَبَارَكَ عَلَيْكُمْ، إِنَّا كَذَلِكَ كُنَّا نُؤْمَرُ۔ (مسند احمد: ۱۷۳۹)

**فوائد:** ..... سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو یزید تھی۔

”اتفاق و اتحاد ہو اور بیٹے ملیں“ بظاہر تو یہ دعا بھی اچھی ہے، لیکن سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ نے وہ دعا کہنے کی ترغیب دلائی، جس کا حکم نبی کریم ﷺ نے دیا۔

### بَابُ الشَّرْوَطِ فِي النِّكَاحِ وَمَا نَهَى عَنْهُ مِنْهَا

#### نکاح کی شرائط اور ممنوعہ شرطوں کا بیان

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”وہ شرطیں، جو پورا ہونے کا سب سے زیادہ حق رکھتی ہیں، وہ وہ ہیں، جن کے ذریعے تم شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو۔“

(۶۹۱۵)۔ عَنِ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَحَقَّ الشَّرْوَطِ أَنْ يُؤْتَى بِهِ مَا اسْتَحَلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ)) (مسند احمد: ۱۷۵۱۱)

**فوائد:** ..... قاضی عیاض نے کہا: اس شرط سے مراد حق مہر ہے، کیونکہ اسی کے ذریعے شرمگاہ کو حلال سمجھا جاتا ہے۔ نان نفقہ اور رہائش کی شرط لگانے کی کوئی ضرورت نہیں، لیکن شریعت نے خاوند کو ان امور کا ذمہ دار ٹھہرا دیا ہے۔

(مسند احمد: ۸۰۸۶)

(۶۹۱۴) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۹۱۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۱۸ (انظر: ۱۷۳۷۶)



(۶۹۱۶)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَنْتَرِطُ امْرَأَةٌ طَلَاقًا فَرَمَا: "كُوْنِي عَوْرَتِ ابْنِي بَيْنَ كِي طَلَاقِ كِي شَرْطِ نَد لَكَائِ"۔))  
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کی شرط نہ لگائے۔"

**فوائد:** ..... یعنی اگر کوئی خاوند ایک سے زائد شادیاں کرنا چاہے تو بننے والی نئی بیوی یہ شرط نہ لگائے کہ وہ پہلے سے موجود بیوی کو طلاق دے دے۔

(۶۹۱۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ بِطَلَاقٍ أُخْرَى)) (مسند احمد: ۶۶۴۷)  
 سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یہ حلال نہیں ہے کہ ایک عورت کو طلاق دے کر دوسری عورت سے شادی کی جائے۔"

(۶۹۱۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَهُوَ مَرْدُودٌ وَإِنْ اشْتَرَطُوا مِائَةَ مَرَّةٍ)) (مسند احمد: ۲۶۰۱۹)  
 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر شرط جو کتاب اللہ میں نہیں ہے، وہ مردود ہے، اگرچہ لوگ ایسی سو شرطیں لگالیں۔"

**فوائد:** ..... کتاب اللہ میں نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ شرط کتاب و سنت کے مخالف ہو، یعنی اس شرط کی وجہ سے وہ چیز ممنوع نہ قرار پاتی ہو، جو شریعت میں جائز ہو یا وہ چیز جائز نہ قرار پاتی ہو، جس کو شریعت نے حرام قرار دیا ہو۔ مثال کے طور نکاح کے وقت عورت کے اولیاء کی طرف سے یہ شرط لگانا کہ اگر خاوند نے اس خاتون کو طلاق دی تو ساتھ اتنی رقم ادا کرنا پڑے گی یا ماہانہ اتنا خرچ دینا پڑے گا، یہ شرط حرام ہے، کیونکہ شریعت خاوند کو طلاق دینے کا جو حق دیا ہے، اس شرط کے ذریعے اس پر پابندی لگائی جا رہی ہے۔



(۶۹۱۶) أخرجه مطولا و مقطعا البخاری: ۲۱۴۰، ۲۷۲۷، و مسلم: ۱۴۱۳، ۱۵۱۵ (انظر: ۸۱۰۰)

(۶۹۱۷) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ۶۶۴۷)

(۶۹۱۸) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۵۶۱، و مسلم: ۱۵۰۴ (انظر: ۲۵۵۰۴)

## أَبْوَابُ الصَّدَاقِ

### مہر کے ابواب

بَابُ جَوَازِ التَّرْوِيجِ عَلَى الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ وَاسْتِحْبَابِ الْقَصْدِ فِيهِ  
مہر کی قلیل اور کثیر مقدار پر شادی کرنے کے جواز اور معتدل چیز کے مستحب ہونے کا بیان

(۶۹۱۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ  
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ  
مَسْدَاقُنَا إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَشْرَةَ  
ہمارے اندر موجود تھے تو ہمارا حق مہر دس اوقیہ ہوتا تھا، پھر  
أَوَاقٍ وَطَبَّقَ بِيَدَيْهِ وَذَلِكَ أَرْبَعِمِائَةٍ۔ (مسند  
انہوں نے اپنی انگلیوں میں تطبیق دی اور کہا: یہ کل چار سو درہم  
بن جاتے ہیں۔ (احمد: ۸۷۹۳)

**فوائد:** ..... دس کے عدد کی وضاحت کرنے کے لیے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ کیا۔

(۶۹۲۰)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ  
سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبد الرحمن بن  
عُوفَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ تَزَوَّجَ عَلِيَّ وَعَزَنَ  
عوف رضی اللہ عنہ نے ایک نواۃ کے وزن کے برابر سونے پر شادی  
نَوَاقِةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَكَانَ الْحَكْمُ يَأْخُذُ  
کی، حکم اسی کو لیتے تھے۔  
یہ۔ (مسند احمد: ۱۴۰۰۷)

**فوائد:** ..... مشہور قول اور اکثر اہل علم کی رائے کے مطابق ”نواۃ“ سے مراد سونے کا وہ سکہ ہے، جس کی قیمت  
پانچ درہم چاندی تھی، اس رائے کی تائید سنن بیہقی کی روایت کے ان الفاظ سے ہوتی ہے: ”وَزَنَ نَوَاقِةٍ مِنْ ذَهَبٍ  
قُوْمَتِ خَمْسَةَ دَرَاهِمٍ۔“ ..... نواۃ کے وزن کے برابر سونے کے عوض، جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔

(۶۹۲۱)۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ  
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(۶۹۱۹) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجه النسائي: ۱۱۷ / ۶ (انظر: ۸۸۰۷)  
(۶۹۲۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۹۳۷، ۵۰۷۲، ومسلم: ۱۴۲۷ (انظر: ۱۳۹۶۲)  
(۶۹۲۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۱۵۵، ۶۳۸۶، ومسلم: ۱۴۲۷ (انظر: ۱۳۳۷۰)

النَّبِيِّ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ  
أَثْرَ صُفْرَةٍ، فَقَالَ: ((مَا هَذَا؟)) قَالَ: إِنِّي  
تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاقِ مِنْ ذَهَبٍ،  
فَقَالَ: ((بَارَكَ اللَّهُ لَكَ أَوْلَمَ وَلَوْ بِشَاةٍ..))  
نے سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا نشان دیکھا اور  
پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“ انہوں نے کہا: میں نے ایک عورت سے  
نواۃ کے وزن کے برابر سونے پر شادی کی ہے، آپ ﷺ  
نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تجھ پر برکت نازل کرے، ولیمہ کر، اگرچہ  
ایک بکری کا ہی ہو۔“ (مسند احمد: ۱۳۴۰۳)

**فوائد:** ..... امام نووی نے کہا: صحیح بات یہ ہے کہ یہ زعفران وغیرہ کا زرد رنگ دلہن کی خوشبو ہے اور اسی سے یہ  
رنگ سیدنا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کو لگ گیا تھا، نہ کہ انھوں نے بارادہ یہ کام کیا تھا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مردوں کو زعفران  
سے منع فرمایا ہے، اسی طرح مردوں کو خلوق خوشبو سے بھی منع کیا گیا ہے، کیونکہ وہ بھی عورتوں کی خوشبو ہے۔  
نسائی (۳۳۷۵) کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے اس رنگ کے بارے میں ان الفاظ میں سوال کیا:  
”مَهَيْمٌ؟“ (یہ کیسے)۔ اور آگے سے سیدنا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کا جواب دینا کہ انھوں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کی  
ہے۔

ان الفاظ سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ کا سوال کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے مردوں کو اس رنگ  
سے منع کر رکھا تھا اور سیدنا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کے جواب سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو اپنی بیوی سے یہ رنگ لگ گیا تھا۔  
اس لیے اس حدیث سے مردوں کے لیے اس رنگ دار خوشبو کے جواز کا استدلال کشید نہیں کرنا چاہیے۔  
سیدنا ابو حدرہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ  
کے پاس آئے اور ایک عورت کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ  
نے فرمایا: ”تو نے اس کا کتنا حق مہر مقرر کیا ہے؟“ انھوں نے  
کہا: دو سو درہم، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم مدینہ کی بطحان  
وادی سے چلوؤں سے چاندی بھرتو پھر بھی اس مقدار سے  
زیادہ نہ کرو۔“

(۶۹۲۲)۔ عَنْ أَبِي حَذْرَدِ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ،  
أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَفْتِيهِ فِي امْرَأَةٍ، فَقَالَ:  
((كَمْ أَمْهَرْتَهَا؟)) قَالَ: مَا تَتَى دِرْهَمٍ،  
فَقَالَ: ((لَوْ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ مِنْ بَطْحَانَ  
مَا زِدْتُمْ..)) (مسند احمد: ۱۵۷۹۷)  
(۶۹۲۳)۔ عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ السَّلْمِيِّ قَالَ:  
سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: أَلَا لَا تَعْلُوا صُدُقَ  
ابو العجفاء سلمی کہتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا:  
عورتوں کے مہر میں غلو نہ کرو، کیونکہ اگر یہ چیز دنیا میں کوئی

(۶۹۲۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، محمد بن ابراہیم التیمی لم یسمع من ابی حدرہ، أخرجه  
الطبرانی فی ”الکبیر“: ۲۲/ ۸۸۲، والطیالسی: ۱۳۰۰، وابن ابی شیبہ: ۴/ ۱۸۹ (انظر: ۱۵۷۰۶)  
(۶۹۲۳) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ۲۱۰۶، والنسائی: ۶/ ۱۱۷، وابن ماجہ: ۱۸۸۷،  
والترمذی: ۱۱۱۴ (انظر: ۲۸۵)

عزت اور آخرت میں تقویٰ کا باعث ہوتی تو تم میں اس کے سب سے زیادہ مستحق نبی کریم ﷺ ہوتے، آپ ﷺ نے تو اپنی بیٹیوں اور بیویوں کا نکاح بارہ اوقیوں سے زیادہ میں نہیں کیا، ایک اور بات بھی ہے، تم اپنے غزروں کے بارے میں کہتے ہو کہ فلاں شہید ہو گیا ہے، فلاں نے شہادت پائی ہے، اس میں بھی احتیاط برتو، ہو سکتا ہے اس نے اپنے جانور کی پشت یا اس کے پالان کا کنارہ سونے اور چاندی کی طلب میں اور تجارت میں بوجھل کیا ہو، اس لئے اس طرح نہ کہا کرو کہ فلاں شہید ہو گیا، بلکہ اس طرح کہا کرو جس طرح محمد ﷺ فرماتے تھے کہ ”جو اللہ کے راستے میں شہید ہو گیا، وہ جنتی ہے۔“

النِّسَاءِ، فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْ تَفَوَىٰ فِي الْآخِرَةِ لَكَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا لِنَبِيِّ ﷺ، مَا أَنْكَحَ شَيْئًا مِنْ بَنَاتِهِ وَلَا نِسَائِهِ فَوْقَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَوْقِيَّةً، وَأُخْرَى تَقُولُونَهَا فِي مَعَارِيزِكُمْ: قُتِلَ فُلَانٌ شَهِيدًا، مَاتَ فُلَانٌ شَهِيدًا، وَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ قَدْ أَوْفَرَ عَجْزَ دَابَّتِهِ أَوْ دَفَّ رَاحِلَتَهُ ذَهَبًا وَفِضَّةً يَبْتَغِي التِّجَارَةَ فَلَا تَقُولُوا ذَاكُمْ، وَلَكِنْ قُولُوا كَمَا قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: ((مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ)) (مسند احمد: ۲۸۵)

**فوائد:** ..... بارہ اوقیے، چار سو اسی درہم بنتے ہیں۔ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو چار ہزار درہم بطور حق مہر دیا گیا تھا، لیکن وہ نجاشی نے دیا تھا، نہ کہ نبی کریم ﷺ نے۔ حدیث نمبر (۶۹۲۷) میں سیدہ عائشہ نے ساڑھے بارہ اوقیے مہر بیان کیا ہے، ممکن ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کسر کا ذکر نہ کیا ہے۔

امہات المؤمنین کے حق مہر کے بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کے ان اقوال کو آپ ﷺ کی اکثر بیویوں پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ سیدہ خدیجہ، سیدہ جویریہ اور سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہن کا حق مہر بارہ اوقیے نہیں تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے آخری حصے کا مفہوم یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ایک آدمی بظاہر جہادی قافلے کے ساتھ جا رہا ہے، لیکن اس کا ارادہ تجارت کا ہو اور اس نے باقاعدہ اپنی سواریوں پر اسی نیت سے کچھ سامان بھی لادا ہوا ہو، اس لیے ہر ایک کو فوراً شہید کہہ دینے میں احتیاط برتنی چاہیے۔

(۶۹۲۴)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي فِزَارَةَ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى نَعْلَيْنِ فَأَجَّازَ النَّبِيُّ ﷺ نِكَاحَهُ۔

(مسند احمد: ۱۵۷۶۴)

(۶۹۲۴) اسنادہ ضعیف لضعف عاصم بن عبید اللہ العمری، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۸۸ (انظر: ۱۵۷۶۶)

(۶۹۲۵) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه البزار: ۱۴۱۷، والطبرانی فی "الوسط": ۳۶۳۷، والبيهقی: ۷/

۲۳۵ (انظر: ۲۴۴۷۹)

(۶۹۲۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ ۞ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ يَمُنِ الْمَرْأَةَ تَيْسِيرُ خِطْبَتِهَا وَتَيْسِيرُ صَدَاقِهَا وَتَيْسِيرُ رَحِمِهَا)) (مسند احمد: ۲۴۹۸۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورت کی برکت میں سے یہ (بھی) ہے کہ اس کی معتنی آسان ہو، اس کا مہر آسان ہو اور اس کا رحم آسانی والا ہو۔“

**فوائد:**..... حدیث نمبر (۶۸۵۲) میں اس حدیث کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(۶۹۲۶)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَعْطَى امْرَأَةً صَدَاقًا مِثْلَ يَدِيهِ طَعَامًا كَانَتْ لَهُ حَلَالًا)) (مسند احمد: ۱۴۸۸۴)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی آدمی خاتون کو لپ بھراناج بطور حق مہر ادا کر دے، تو وہ اس کے لئے حلال ہو جائے گی۔“

(۶۹۲۷)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ صَدَاقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ صَدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًا، قَالَتْ: أَتَدْرِي مَا النَّشُ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَتْ: نِصْفُ أُوقِيَّةٍ، فِتْلِكَ خَمْسُ مِائَةٍ دِرْهَمٍ، فَهَذَا صَدَاقُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (مسند احمد: ۲۵۱۳۳)

ابو سلمہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ کتنا مہر دیتے تھے، انھوں نے کہا: آپ کی بیویوں کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا۔ پھر انھوں نے کہا: تجھے ”نش“ کا پتہ ہے؟ میں نے کہا: نہیں، انھوں نے کہا: اس سے مراد نصف اوقیہ ہے، یہ ساڑھے بارہ اوقیہ کل پانچ سو درہم بنتے ہیں، یہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کا حق مہر تھا۔

(۶۹۲۸)۔ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ وَكَانَ أَتَى النَّجَاشِيَّ فَمَاتَ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَزَوَّجَ أُمَّ حَبِيبَةَ وَإِنَّهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، زَوَّجَهَا إِيَّاهُ النَّجَاشِيُّ وَأَمَّهَرَهَا أَرْبَعَةَ آلَافٍ، ثُمَّ جَهَّزَهَا مِنْ

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، عبید اللہ بن جحش کے عقد میں تھیں، جب وہ نجاشی کے پاس آیا تو وہاں فوت ہو گیا، بعد میں نبی کریم ﷺ نے سیدہ ام حبیبہ سے شادی کر لی، جبکہ وہ ابھی تک حبشہ کی سرزمین میں تھیں، نجاشی نے وکیل بن کران کی آپ ﷺ سے شادی کی اور ان کا حق مہر چار ہزار درہم ادا کیا، پھر اس نے اپنے پاس سے

(۶۹۲۶) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف صالح بن مسلم، أخرجه ابو داود: ۲۱۱۰ (انظر: ۱۴۸۲۴)

(۶۹۲۷) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الشافعی فی "مسندہ": ۵ / ۲، والبیہقی فی "معرفة السنن والآثار": ۱۴۲۳۲ (انظر: ۲۴۶۲۶)

(۶۹۲۸) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، أخرجه ابو داود: ۲۱۰۷، والنسائی: ۱۱۹ / ۶ (انظر: ۲۷۴۰۸)



سیدہ کو تیار کیا اور ان کو سیدنا شریعل بن حسنہ کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کے پاس بھیج دیا، ان کی ساری تیاری نجاشی کی طرف سے تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف کوئی چیز نہیں بھیجی تھی، آپ ﷺ کی دیگر بیویوں کا مہر چار سو درہم تھا۔

عِنْدِهِ وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَعَ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ، وَجَهَّازَهَا كُلُّهُ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ وَلَمْ يُرْسِلَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِشَيْءٍ، وَكَانَ مَهْوُورًا زَوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔ (مسند احمد: ۲۷۹۵۳)

**فوائد:** ..... حق مہر کی مقدار کیا ہونی چاہیے؟ اگلے باب کے آخر میں وضاحت کی گئی ہے۔

بَابُ مَنْ جَعَلَ الْعِتْقَ صَدَاقًا وَكَذَلِكَ تَعْلِيمُ بَعْضِ الْقُرْآنِ

آزادی کو اور قرآن مجید کے بعض حصے کی تعلیم کو مہر بنانے کا بیان

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ صفیہ بنت حبیبہ کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا حق مہر مقرر کر دیا۔

(۶۹۲۹)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُبَيْبٍ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقًا۔ (مسند احمد: ۱۳۵۴۰)

**فوائد:** ..... یہ رمضان ۷ھ کا واقعہ ہے، یہ غزوہ بنو مصطلق میں قید ہو کر آئیں۔ حی بیہودی کی بیٹی تھیں

آپ ﷺ نے انہیں غلامی سے آزاد کر دیا اور اسی آزادی کو حق مہر قرار دیتے ہوئے ان سے نکاح کر لیا اور اس طرح سیدہ صفیہ ام المومنین بن گئیں۔

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے نفس کو آپ کے لیے جہہ کرتی ہوں، پھر وہ کافی دیر تک کھڑی رہی، اتنے میں ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں تو میرے ساتھ اس کی شادی کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تیرے پاس اس کو حق مہر دینے کے لئے کوئی چیز ہے؟“ اس نے کہا: میرے پاس تو یہ تہہ بند ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ تہہ بند تو اسے دے دے گا تو تو خود بغیر تہہ بند کے رہ جائے گا، جا کوئی اور چیز تلاش کر کے لا۔“ اس نے کہا:

(۶۹۳۰)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ، فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيلًا، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُضَدِّقُهَا إِيَّاهُ؟)) فَقَالَ: مَا عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي هَذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِزَارَكَ جَلَسْتَ لَا إِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا))، فَقَالَ: مَا أَجِدُ شَيْئًا، فَقَالَ:

(۶۹۲۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۰۸۶، ومسلم: ص ۱۰۴۵ (انظر: ۱۳۵۰۶)

(۶۹۳۰) أخرجه البخاری: ۲۳۱۰، ومسلم: ۱۴۲۵، وابوداؤد: ۲۱۱۱ (انظر: ۲۲۸۵۰)

میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تلاش تو کر، اگر چہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔“ اس نے تلاش کی، مگر وہ کوئی چیز نہ پاسکا، بالآخر نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ”کیا تجھے قرآن کا کوئی حصہ یاد ہے؟“ اس نے کہا: جی فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں، اس نے ان سورتوں کے نام بھی لئے، پھر نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ”جو قرآن مجید تجھے یاد ہے، میں نے اس کے عوض تیری اس خاتون سے شادی کر دی ہے۔“ ایک روایت میں ہے: ”قرآن مجید کا جو حصہ تجھے یاد ہے، میں نے اس کے عوض تجھے اس خاتون کا مالک بنا دیا ہے۔“ پھر میں نے اس آدمی کو دیکھا، وہ جا رہا تھا اور اس کی بیوی اس کے پیچھے چل رہی تھی۔

((التَّمَسُّ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ۔))  
 فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ:  
 ((هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟)) قَالَ:  
 نَعَمْ، سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا لِسُورٍ  
 يُسَمِّيهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَدْ  
 زَوَّجْتُكَمَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔)) وَفِي  
 لَفْظٍ: ((فَقَدْ أَمَلَكْتُهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ  
 الْقُرْآنِ۔)) قَالَ: فَرَأَيْتُهُ يَمْضِي وَهِيَ تَتَّبَعُهُ۔  
 (مسند احمد: ۲۳۲۳۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے ایک آدمی سے سوال کیا: ”اے فلاں! کیا تو نے شادی شدہ ہے۔“ اس نے کہا: جی نہیں، میرے پاس شادی کے لئے مالی گنجائش نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تجھے سورہ اخلاص یاد ہے؟“ اس نے کہا: جی کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ایک چوتھائی قرآن ہو گیا۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تجھے سورہ کافرون یاد ہے؟“ اس نے کہا: جی بالکل، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ایک چوتھائی قرآن ہو گیا۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تجھے سورہ زلزال یاد ہے؟“ اس نے کہا: جی یاد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ایک چوتھائی قرآن ہو گیا۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تجھے سورہ نصر یاد ہے؟“ اس نے کہا: جی یاد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ایک چوتھائی قرآن ہو گیا۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تجھے آیہ الکرسی یاد ہے؟“ اس نے

(۶۹۳۱)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ  
 اللَّهِ ﷺ سَأَلَ رَجُلًا مِنْ صَحَابَتِهِ فَقَالَ:  
 ((أَيُّ فُلَانٍ أَهْلٌ تَزَوَّجْتَ؟)) قَالَ: لَا،  
 وَلَيْسَ عِنْدِي مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ، قَالَ: ((أَلَيْسَ  
 مَعَكَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾؟)) قَالَ: بَلَى،  
 قَالَ: ((رُبُّعُ الْقُرْآنِ۔)) قَالَ: ((أَلَيْسَ مَعَكَ  
 ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾؟)) قَالَ: بَلَى، قَالَ:  
 ((رُبُّعُ الْقُرْآنِ۔)) قَالَ: ((أَلَيْسَ مَعَكَ ﴿إِذَا  
 زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زُلْزُلًا﴾؟)) قَالَ: بَلَى، قَالَ:  
 ((رُبُّعُ الْقُرْآنِ۔)) قَالَ: ((أَلَيْسَ مَعَكَ ﴿إِذَا  
 جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ﴾؟)) قَالَ: بَلَى، قَالَ: ((رُبُّعُ  
 الْقُرْآنِ۔)) قَالَ: ((أَلَيْسَ مَعَكَ آيَةُ الْكُرْسِيِّ  
 ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾؟)) قَالَ: بَلَى، قَالَ:  
 ((رُبُّعُ الْقُرْآنِ۔)) قَالَ: ((تَزَوَّجْتَ تَزَوَّجَ))

(۶۹۳۱) تخريج: اسنادہ ضعیف لضعف سلمة بن وردان، أخرجه الترمذی: ۲۸۹۵ (انظر: ۱۳۳۰۹)

تَزَوُّجٍ)) ثلاث مرآت۔ (مسند احمد: کہا: جی بالکل، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ایک چوتھائی قرآن ہو گیا۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر شادی کر لے، شادی (۱۳۳:۲)

کر لے، شادی کر لے۔“ تین مرتبہ اس بات کو دوہرایا۔

**فوائد:**..... ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ أَرَدْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا﴾..... ”اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی کرنا ہی چاہو اور ان میں کسی کو تم نے خزانہ کا خزانہ دے رکھا ہو تو بھی اس میں سے کچھ نہ لو۔“ (سورہ نساء: ۲۰) یہاں خزانہ سے مراد حق مہر ہے۔

مذکورہ بالا دو ابواب کی احادیث اور اس موضوع سے متعلقہ دیگر دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کوئی مقدار متعین نہیں ہے۔ پانچ درہم، ایک تہیند اور لوہے کی انگوٹھی تک کا ذکر ہو چکا ہے، دراصل یہ عورت کا حق ہے اور وہ جس حق پر راضی ہو جائے، وہ اس کا مہر قرار پائے گا۔

احناف نے مہر کے لیے کم از کم دس درہم یا اس کے برابر قیمت کی چیز کی قید لگائی ہے اور یہ روایت بطور دلیل پیش کی ہے: ((لَا مَهْرَ أَقْلٌ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمٍ))..... ”دس درہموں سے کم کوئی مہر نہیں ہے۔“ (دارقطنی: ۳/۲۳۳، بیہقی: ۱۳۳/۷) لیکن یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں دو راویوں پر اعتراض ہے، ایک حجاج بن اریطہ جو مدلس ہے اور دوسرا مبشر بن عبید جو کہ متروک ہے، نیز اس کے مقابلے میں ایسی صحیح احادیث اوپر گزر چکی ہیں، جو دس درہم سے کم مہر پر دلالت کرتی ہیں۔

البتہ یہ قید ضرور ہے کہ مہر کے سلسلے میں غلو سے بچنا چاہیے۔

بَابُ مَنْ تَزَوَّجَ وَلَمْ يُسَمِّ صَدَاقًا ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ الدُّخُولِ

اس شخص کا بیان جس نے مہر کے تقرر کے بغیر شادی کر لی اور پھر حق زوجیت ادا کرنے سے پہلے

فوت ہو گیا

(۶۹۳۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عْتَبَةَ قَالَ: أُتِيَ ابْنُ مَسْعُودٍ فِي رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَمَاتَ عَمَّا وَلَمْ يُفْرِضْ لَهَا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَسُئِلَ عَنْهَا شَهْرًا فَلَمْ يَقُلْ فِيهَا شَيْئًا، ثُمَّ سَأَلُوهُ، فَقَالَ: أَقُولُ فِيهَا بِرَأْيِي، فَإِنْ يَكُ خَطَأً فَمِنِّي وَمِنَ الشَّيْطَانِ، وَإِنْ يَكُ صَوَابًا فَمِنْ

(۶۹۳۲) تخريج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجه ابو داود: ۲۱۱۴، وابن ماجه: ۱۸۹۱، والنسائی: ۱۲۲/۶، والترمذی: ۱۱۴۵ (انظر: ۱۸۴۶۰)

کہا: اب میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہے، اگر وہ خطا ہوا تو وہ میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہو گا اور اگر وہ درست ہوا تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گا، اس عورت کو اس کی دوسری خواتین کی طرح حق مہر دیا جائے گا، اس کو میراث بھی ملے گی اور اس پر عدت بھی ہوگی۔ یہ فیصلہ سن کر بنو اشجع قبیلے کا ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے عبد اللہ! تم نے جو فیصلہ دیا ہے، یہ بالکل رسول اللہ ﷺ کا وہ فیصلہ ہے، جو آپ ﷺ نے بروع بنت واشق کے بارے میں کیا تھا، عبد اللہ کہنے لگے: اس پر گواہ لاؤ، اشجع قبیلے کے ہی دو افراد جراح اور ابوسنان نے اس کے ساتھ گواہی دی۔

اللَّهُ، وَلَهَا صَدَاقٌ إِحْدَى نِسَائِهَا وَلَهَا الْمِيرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَشْجَعٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ لَقَضَيْتَ فِيهَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَرُوعِ ابْنَةِ وَاشِقٍ، قَالَ: فَقَالَ: هَلُمْ شَاهِدَاكَ، فَشَهِدَ لَهُ الْجَرَّاحُ وَأَبُو سِنَانٍ رَجُلَانِ مِنْ أَشْجَعٍ۔ (مسند احمد: ۱۸۶۵۱)

**فوائد:**..... سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ایک ماہ تک اس مسئلہ پر غور کرتے رہے، اس میں اہل علم اور مفتی حضرات کے لیے بڑا اہم سبق ہے کہ ان کو نصوص میں غور و فکر کرنا چاہیے اور پیچیدہ مسائل میں فتویٰ دیتے وقت جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔

(دوسری سند) علقمہ اور اسود کہتے ہیں: کچھ لوگ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: اس آدمی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، جس نے شادی کی،..... پھر وہی حدیث ذکر کی.....، البتہ اس میں ہے: اشجع قبیلے کا سلمہ بن یزید نامی ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اسی قسم کے مسئلے کو یوں حل کیا تھا، ہمارے ایک آدمی نے بنو رواس کی بروع بنت واشق نامی خاتون سے شادی تھی، پھر وہ باہر نکلا، ایک کنویں میں داخل ہوا، وہاں اس کو غشی کا دورہ پڑا اور وہ فوت ہو گیا، جبکہ اس نے اپنی بیوی کے لیے مہر کا تعین بھی ابھی تک نہیں کیا تھا، وہ لوگ رسول اللہ ﷺ نے پاس آئے اور یہ مسئلہ دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو اس خاتون کی دوسری رشتہ دار عورتوں کی طرح کا مہر دیا جائے گا،

(۶۹۳۳)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَانَ) عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ قَالَ: أَتَى قَوْمٌ عَبْدَ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ فَقَالُوا: مَا تَرَى فِي رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَشْجَعٍ، قَالَ مَنْصُورٌ: أَرَاهُ، سَلَمَةَ بْنَ يَزِيدٍ فَقَالَ: فِي مِثْلِ هَذَا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَزَوَّجَ رَجُلٌ مِمَّا امْرَأَةً مِنْ بَنِي رُوَاسٍ يُقَالُ لَهَا: بَرُوعُ بِنْتُ وَاشِقٍ، فَخَرَجَ مَخْرَجًا فَدَخَلَ فِي بَيْتِ فَأَسِنَّ فَمَاتَ وَلَمْ يُفْرَضْ لَهَا صَدَاقًا، فَأَتَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((كَمَهْرٍ نَسَائِهَا لَا وَكُنْسٍ وَلَا شَطَطٍ وَلَهَا الْمِيرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ۔))

(۶۹۳۳) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی، نیز اس کو میراث بھی ملے گی اور اس پر عدت بھی ہوگی۔“

(مسند احمد: ۱۸۶۵۲)

(تیسری سند) علقمہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے ایک عورت سے شادی کی اور حق زوجیت کے ادا کرنے اور مہر کا تعین کرنے سے پہلے فوت ہو گیا، جب سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: اس خاتون کو مہر مثل دیا جائے گا اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کی جائے گی، نیز یہ عورت عدت بھی گزارے گی، سیدنا ابوسنان اشجعی اپنے قبیلے کے ایک گروہ سمیت کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم نے وہی فیصلہ کیا ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے بروع بنت واشق کے بارے میں کیا تھا۔

(۶۹۳۴)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ) عَنْ نَلْقَمَةَ، أَنَّ رَجُلًا تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَتَوَفَّى عَنْهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا وَلَمْ يَسْمِ صَدَاقًا، فَسُئِلَ عَنْهَا عَبْدُ اللَّهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ) فَقَالَ: لَهَا صَدَاقُ إِحْدَى نِسَائِهَا وَلَا وَكَسَ وَلَا شَطَطَ رَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، فَقَامَ أَبُو سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ فِي رَهْطٍ مِنْ أَشْجَعٍ فَقَالُوا: نَشْهَدُ لَقَدْ قَضَيْتَ فِيهَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَرُوعِ بِنْتِ وَاشِقٍ۔ (مسند احمد: ۱۸۶۵۳)

(چوتھی سند) مسروق کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے..... پھر وہی حدیث ذکر کی..... البتہ اس میں ہے: پس سیدنا معتقل بن سنان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے بروع بنت واشق کے بارے میں یہی فیصلہ کیا تھا۔

(۶۹۳۵)۔ (وَمِنْ طَرِيقِ رَابِعٍ) عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَفِيهِ فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِهِ فِي بَرُوعِ بِنْتِ وَاشِقٍ۔ (مسند احمد: ۱۸۶۵۶)

**فوائد:**..... مہر مقرر کرنے کے بغیر نکاح ہو سکتا ہے، مگر مہر کی نفی نہ کی جائے، اگر مہر کی نفی کی جائے گی تو نکاح باطل ہوگا، مہر کی نفی نہ ہو مگر مقرر نہ کیا گیا ہو تو بعد میں جس پر بھی اتفاق ہو جائے، وہی مہر ہوگا اور اگر اتفاق نہ ہو تو اس عورت کی ذاتی اور خاندانی حیثیت کو مد نظر رکھتے ہوئے مہر مقرر کیا جائے گا، مثلاً: اس کی بہنوں یا پھوپھیوں یا اسی جیسی دوسری عورتوں کا عمومی مہر۔ اس کو مہر مثل کہا جاتا ہے۔

سنن ابوداؤد کی روایت میں یہ وضاحت بھی ہے کہ جب لوگوں نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کے حق میں یہ شہادت دیتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ بروع رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند سیدنا ہلال بن مرہ اشجعی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی فیصلہ کیا تھا تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر بہت زیادہ خوش ہوئے کہ ان کا اجتہادی فیصلہ، رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے موافق ہو گیا ہے۔

(۶۹۳۴) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۹۳۵) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول



بَابُ مَا جَاءَ فِي تَقْدِيمِ شَيْءٍ مِنَ الْمَهْرِ قَبْلَ الدُّخُولِ وَالرُّخْصَةِ فِي تَرْكِهِ وَوَعِيدِ مَنْ سَمِيَ صَدَاقًا وَلَمْ يُرْذَأْ أَذَانَهُ،

جماع سے پہلے مہر کی کچھ ادائیگی کرنے اور اس کو چھوڑ دینے کا بیان اور اس شخص کی وعید کا بیان کہ جس نے بظاہر مہر کا تعین تو کیا، لیکن اس کا ارادہ ادائیگی کا نہ تھا

(۶۹۳۶)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أَخْطُبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ابْنَتَهُ، فَقُلْتُ: مَا لِي مِنْ شَيْءٍ فَكَيْفَ؟ ثُمَّ ذَكَرْتُ صَلَاتَهُ، وَعَائِدَتَهُ، فَحَطَبْتُهَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحَطْمِيَّةَ الَّتِي أَعْطَيْتَكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا؟)) قَالَ: هِيَ عِنْدِي، قَالَ: ((فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ)) (مسند احمد: ۶۰۳)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ارادہ کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کو آپ ﷺ کی بیٹی کے بارے میں پیغام بھیجوں، لیکن پھر میں نے سوچا کہ میرے پاس تو کوئی مال نہیں ہے، سو میں کیا کروں، پھر مجھے یاد آیا کہ آپ ﷺ تو صلہ رحمی کرتے ہیں اور بار بار ہمارے گھر آتے جاتے رہتے ہیں، پس میں نے آپ ﷺ کو یہ پیغام بھیج دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے پاس کوئی چیز ہے؟“ میں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ حطمی زرہ کہاں ہے، جو میں نے تجھے فلاں دن دی تھی؟“ میں نے کہا: وہ میرے پاس ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہی فاطمہ کو دے دو۔“

**فوائد:** ..... امام نسائی نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: ”سَخْلَةُ الْخَلْوَةِ“ (شب زفاف کے موقع پر

تہہ دینے کا بیان)۔ امام نسائی کی تبویب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مذکورہ زرہ کو مہر سے الگ سمجھ رہے ہیں اور اسے رخصتی اور خلوت کا مخصوص تہہ قرار دیتے ہیں، جبکہ بہت سے اہل علم کی رائے یہ ہے کہ یہ مہر ہی ہے، جو نکاح کی بجائے رخصتی کے موقع پر دیا گیا۔ واللہ اعلم

حطمی زرہ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) یہ ”حطم“ کی طرف منسوب ہے، جس کا معنی توڑنا ہے، کیونکہ یہ زرہ تلواروں کو توڑ دیتی تھی، یعنی جو تلوار اس پر لگتی، وہ ٹوٹ جاتی، یا (۲) یہ عبد القیس کے ایک قبیلے حطمہ بن محارب کی طرف منسوب ہے، کیونکہ وہ لوگ یہ تلواریں بناتے تھے۔

(۶۹۳۷)۔ عَنْ صُهَيْبِ بْنِ سِنَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ أَصْدَقَ امْرَأَةً سِيدَانَا صُهَيْبُ بْنُ سِنَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)) (مسند احمد: ۶۰۳)

سیدنا صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی نے عورت کے لیے حق مہر مقرر کیا اور

(۶۹۳۶) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه بنحوه النسائي: ۶ / ۱۲۹ (انظر: ۶۰۳)

(۶۹۳۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لابہام الرجل الراوی عن صہیب، ولجهالة الحسن بن محمد الانصاری، أخرجه ابن ماجه: ۲۴۱۰ (انظر: ۱۸۹۳۲)

صَدَاقًا، وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُرِيدُ أَدَاءَهُ إِلَيْهَا، فَغَرَّهَا بِاللَّهِ وَاسْتَحَلَّ فَرْجَهَا بِالْبَاطِلِ، لَبِنَى اللَّهِ يَوْمَ يَلْقَاهُ، وَهُوَ سَارِقٌ.)) (مسند احمد: ۱۹۱۴۰)

اللہ تعالیٰ یہ جانتا ہو کہ وہ اس کو ادا کرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا، اس طرح وہ اللہ کے نام پر عورت کو دھوکا دیتا ہے اور اس کی شرم گاہ کو باطل طریقے سے حلال کر لیتا ہے، یہ آدمی جس دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا، اس دن وہ چور شمار ہوگا۔“

**فوائد:** ..... امام البانی نے ابن ماجہ کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، لیکن اس کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَيُّمَا رَجُلٍ يَدِينُ دِينَنَا وَهُوَ مُجْمِعٌ أَنْ لَا يُؤَقِّبَهُ إِيَّاهُ لَقِيَ اللَّهَ سَارِقًا.)) ..... ”جس آدمی نے قرض لیا، جبکہ اس کا عزم یہ ہو کہ وہ اس کو ادا نہیں کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کو چور کی حیثیت سے ملے گا۔“

مہر کے بغیر نکاح باطل ہوتا ہے، اس کی ادائیگی نہ کرنے کی نیت رکھنے والا آدمی بڑے خسارے میں ہوگا۔

### بَابُ حُكْمِ هَدَايَا الزَّوْجِ لِلْمَرْأَةِ وَأَوْلِيَائِهَا خاوند کا بیوی اور اس کے اولیاء کو تحفے دینے کا حکم

(۶۹۳۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ عَلَى صَدَاقٍ أَوْ جَبَاءٍ أَوْ عِدَّةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهِيَ لَهَا، وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ أُعْطِيَهِ وَأَحَقُّ مَا يُكْرَمُ عَلَيْهِ الرَّجُلُ ابْنَتُهُ، وَأُخْتُهُ.)) (مسند احمد: ۶۷۰۹)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت نے حق مہر یا تحفہ یا وعدہ پر نکاح کیا ہے، تو جو چیز نکاح کے عقد سے پہلے ہوگی، وہ اس عورت کی ہی ہوگی، جو نکاح کے بعد ہوگی، وہ اسی کے لئے ہوگی، جس کے لیے دی جائے گی، یہ بیٹی اور بہن ہی ہیں کہ جن کی وجہ سے آدمی عزت کا سب سے زیادہ مستحق قرار پاتا ہے۔“

**فوائد:** ..... وعدہ سے مراد یہ ہے کہ بننے والا خاوند جو چیزیں دینے کا وعدہ کرے۔

اس حدیث مبارکہ کے پہلے حصے کا مفہوم یہ ہے کہ ولی یا وکیل کو نکاح سے پہلے جو کچھ دیا جائے گا، وہ دراصل اس کی بیٹی کا ہوگا اور نکاح کے بعد جو چیز جس کو دی جائے گی، وہ اسی کی ہوگی۔

حدیث مبارکہ کے آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کو اپنے سالے اور داماد کی عزت کرنی چاہیے۔

(۶۹۳۹)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا اسْتَحَلَّ بِهِ فَرْجُ الْمَرْأَةِ مِنْ مَهْرٍ أَوْ عِدَّةٍ فَهِيَ لَهَا، وَمَا أُكْرِمَ بِهِ أَبُوهَا أَوْ أُخْوَاهَا أَوْ وَلِيِّهَا بَعْدَ عَقْدِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس حق مہر یا وعدہ کے ذریعہ عورت کی شرمگاہ حلال کی گئی ہے، وہ اسی عورت کے لئے ہے اور نکاح کے عقد کے بعد اس کے باپ یا بھائی یا ولی کو اعزازی طور پر جو چیز دی جائے، وہ

(۶۹۳۸) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابوداود: ۲۱۲۹ (انظر: ۶۷۰۹)

(۶۹۳۹) حسن من حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص، أخرجه عبد الرزاق: ۱۰۷۴۳ (انظر: ۲۴۹۰۹)

النِّسَاحَ فَهُوَ لَهُ، وَأَحَقُّ مَا أُكْرِمَ بِهِ الرَّجُلُ اسى کی ہوگی، یہ بیٹی اور بہن ہی ہیں کہ جن کی وجہ سے آدمی  
ابنتہ وأختہ۔)) (مسند احمد: ۲۵۴۲۲) عزت کا سب سے حقدار قرار پاتا ہے۔“

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجِهَازِ

#### جہیز کا بیان

(۶۹۴۰)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَهَّزَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاطِمَةَ فِي خَمِيلٍ وَقَرْبِيَةٍ وَوِسَادَةٍ أَدَمٍ حَشْوُهَا لَيْفٌ الْإِذْخِرُ۔ (مسند احمد: ۶۴۳)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں یہ اشیاء دی تھیں: ایک چادر، ایک مشک اور چمڑے کا ایک تکیہ، جس کی بھرائی اذخرگھاس کے پتوں سے کی گئی تھی۔

(۶۹۴۱)۔ (عَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) مِثْلُهُ وَفِيهِ: وَوِسَادَةٌ أَدَمٍ حَشْوُهَا إِذْخِرٌ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: لَيْفٌ۔ (مسند احمد: ۷۱۵)

(دوسری سند) اسی کی مانند ہے، البتہ اس میں ہے: ایک چمڑے کا تکیہ تھا، جس کی بھرائی اذخرگھاس سے کی گئی تھی، ابو سعید نے کہا: اذخرگھاس کے پتوں سے کی گئی تھی۔

(۶۹۴۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَالِثٍ) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا زَوَّجَهُ فَاطِمَةَ بَعَثَ مَعَهَا بِخَمِيلَةٍ وَوِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لَيْفٌ، وَرَحِيْبِيْنٍ وَوِسْقَاءٍ وَجَرَّتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۸۱۹)

(تیسری سند) نبی کریم ﷺ نے جب سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی تو آپ ﷺ نے ان کو یہ سامان دیا: ایک چادر، چمڑے کا ایک تکیہ، جس میں پتے بھرے گئے تھے، دو چکیاں، ایک مشک اور دو گھڑے۔

**فوائد:** ..... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جہیز میں حاجت و ضرورت کے مطابق کچھ چیزیں دی جاسکتی ہیں، لیکن اس میں تکلف اور وسعت اختیار کرنا ہر لحاظ سے انتہائی ناپسندیدہ ہے، جیسا کہ دورِ حاضر میں ہو رہا ہے، امیر لوگ اس سلسلے میں فخر و مہابہات میں پڑے ہوئے ہیں، غریب لوگ انتہائی پریشانی میں بھیک مانگ کر بچی کی شادی کی تیاری کر رہے ہیں اور درمیانی قسم کے لوگ مقروض ہو کر اپنی زندگیوں کا سکون غارت کر رہے ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ((فَرَأَشُ لِسِرِّجُلٍ وَفَرَأَشُ لَامْرَأَتِهِ وَالثَّالِثُ لِلزَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ۔)) ..... ”ایک بستر مرد کے لیے ہوتا ہے، ایک اس کی بیوی کے لیے، تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہوتا ہے۔“ (صحیح مسلم: ۳۸۸۶)

امام نووی نے کہا: علمائے اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب لوگ اس سلسلے حاجت اور

(۶۹۴۰) تخریج: اسنادہ قوی، أخرجه النسائي: ۶/ ۱۳۵، وابن ماجه: ۴۱۵۲ (انظر: ۶۴۳)

(۶۹۴۱) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۹۴۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

ضرورت سے بڑھ کر کام کریں گے تو وہ مہاہات، تکبر اور دنیوی زینت کے لیے ہوگا اور اس قسم کی چیز مذموم ہوتی ہے، جس کو شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، کیونکہ وہی اس سے راضی ہوتا ہے، لوگوں کو اس قسم کے وسوسے ڈالتا ہے اور ان کو ان کی کاروائیاں خوبصورت بنا کر دکھاتا ہے۔

قارئین کرام! ذہن نشین کر لیں کہ دورِ حاضر کے پر تکلف جہیز، پر اہتمام بارائیں اور رسمیں اور بڑے بڑے ویسے ویسے ایسی صورتیں اختیار کر چکے ہیں کہ ان کا مقصد نمود و نمائش اور فخر و مہاہات کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور ان امور کی بنیاد سنتِ رسول نہیں ہے، انتہائی کجس اور بخیل لوگوں کو ان موقعوں پر کھلے دل سے خرچ کرتے ہوئے پایا گیا ہے، بھلا کیوں؟ کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ ایک آدمی نے اپنے ولیمہ پر پندرہ سو افراد کو دعوت دی اور مٹن اور چکن سمیت تین قسم کی ڈشیں تیار کروائیں اور تین چار دن شادی کا یہ سلسلہ جاری رہا، اس آدمی نے اپنے ایک انتہائی غریب اور معذور رشتہ دار سے پچیس ہزار روپے کا قرض لینا تھا، جو نہی وہ شادی سے فارغ ہوا تو اس نے اس رشتہ دار کے گھر پہنچ کر اپنے قرض کا مطالبہ شروع کر دیا، اس بچارے نے ضرورت کی گندم بیچ کر اور کچھ رقم ادھار پر لے کر اس کا قرض اتارا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر بارائیں اور ولیموں پر لاکھوں روپے لٹانا سنت ہے تو کسی محتاج رشتہ دار کو چند ہزار روپے معاف کیوں نہیں کیے جاسکتے یا اس کو چند ماہ کی مزید رخصت کیوں نہیں دی جاتی؟ کون سمجھے روحِ اسلام کو اور پھر کہاں سے لائے جواب؟ یہی معاملہ جہیز کا ہے، ایسی بے غیرتی رقص کنناں ہے کہ لڑکے کی طرف سے باقاعدہ جہیز کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور اس طرح وہ شریعت کی نگاہ میں مذموم بھکاری بنتا ہے۔

(۶۹۴۳)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ   أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ   قَالَ لَهَا حِينَمَا تَزَوَّجَهَا: ((أَمَا إِنِّي لَا أَنْقُضُكَ مِمَّا أَعْطَيْتُ أَخَوَاتِكَ رَحِيْبِنَ وَجَرَّةَ وَمِرْفَقَةَ مِنْ أَدَمٍ حَشَوْهَا لَيْفُ)).

سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب ان سے شادی کی تو ان سے فرمایا: ”میں نے جو کچھ تیری بہنوں کو دیا ہے، تیرے لیے اس سے کمی نہیں کروں گا، دو چکیاں ہیں، ایک گھڑا ہے اور چمڑے کا ایک گدا ہے، جس میں پتے بھرے گئے تھے۔

(مسند احمد: ۲۷۰۶۴)

**فوائد:** ..... بہنوں سے مراد اسلامی بہنیں ہیں، یعنی اسلامی رشتے کے اعتبار سے امہات المؤمنین آپس میں بہنیں تھیں۔

(۶۹۴۳) تخریج: هذا اسناد ضعيف لجهالة ابن عمر بن ابى سلمة، أخرجه ابن حبان: ۲۹۴۹، والحاكم: ۱۷۸ / ۲، وابو يعلى: ۶۹۰۷ (انظر: ۲۶۵۲۹)

## أَبْوَابُ مَوَانِعِ النِّكَاحِ

### نکاح کے موانع کا بیان

#### بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتَيْهَا وَنَحْوَهَا مِنَ الْمَحَارِمِ

عورت اور اس کی پھوپھی کو اور اس قسم کی محرم خواتین کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے ممانعت کا بیان (۶۹۴۴)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْعَمَّةِ وَالْخَالَئَةِ وَبَيْنَ الْعَمَّتَيْنِ وَالْخَالَئَتَيْنِ۔ (مسند احمد: ۱۸۷۸) نکاح میں جمع کیا جائے۔

**فوائد:** ..... ”وَبَيْنَ الْعَمَّتَيْنِ وَالْخَالَئَتَيْنِ“ کے ذریعے پچھلے جملے کے مضمون کو دہرایا گیا، تغلیبا پھوپھی اور بھتیجی کو ”عَمَّتَيْنِ“ اور خالہ اور بھانجی کو ”خَالَئَتَيْنِ“ کہا گیا۔

(۶۹۴۵)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتَيْهَا أَوْ خَالَئَتَيْهَا۔ (مسند احمد: ۳۵۳۰) عورت سے اس کی پھوپھی یا خالہ کی موجودگی میں شادی کی جائے۔

(۶۹۴۶)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتَيْهَا وَالْعَمَّةِ عَلَى بِنْتِ أُخِيهَا، وَالْمَرْأَةُ عَلَى خَالَئَتَيْهَا وَالْخَالَئَةِ عَلَى بِنْتِ أُخْتَيْهَا، لَا تُنْكَحُ الْكُبْرَى عَلَى الصُّغْرَى وَلَا الصُّغْرَى عَلَى

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ پھوپھی پر اس کی بھتیجی سے، بھتیجی پر اس کی پھوپھی سے، خالہ پر اس کی بھانجی سے اور بھانجی پر اس کی خالہ سے نکاح کیا جائے۔ اور آپ ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ چھوٹی پر بڑی سے اور بڑی پر چھوٹی سے شادی کی جائے۔

(۶۹۴۴) اسنادہ ضعیف، خصیف بن عبد الرحمن سبیء الحفظ، أخرجه ابو داود: ۲۰۶۷ (انظر: ۱۸۷۸)

(۶۹۴۵) تخريج: صحيح، أخرجه الترمذی: ۱۱۲۵ (انظر: ۳۵۳۰)

(۶۹۴۶) تخريج: اسنادہ صحيح على شرط مسلم، أخرجه ابو داود: ۲۰۶۵، والترمذی: ۱۱۲۶،

والنسائی: ۶/ ۹۸، وعلقه البخاری باثر الحدیث (۵۱۰۸) (انظر: ۹۵۰۰)



الکُبْرَى - (مسند احمد: ۹۴۹۶)

**فوائد:**..... بڑی سے مراد خالہ یا پھوپھی ہے اور چھوٹی سے مراد بھانجی یا بھتیجی ہے۔

(۶۹۴۷)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُنَكَحُ الْمَرْأَةَ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَاتِهَا)) (مسند احمد: ۵۷۷)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس عورت سے شادی نہ کی جائے، جس کی پھوپھی اور خالہ پہلے سے موجود ہوں۔“

(۶۹۴۸)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَدِجَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ - (مسند احمد: ۶۷۷۰)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(۶۹۴۹)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى، فَذَكَرَ خِصَالًا نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْهَا مِنْهَا وَأَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَاتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا - (مسند احمد: ۱۱۶۶۰)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کچھ امور سے منع کیا، پھر انہوں نے ان امور کو شمار کیا، ان میں سے ایک چیز یہ تھی: لڑکی اور اس کی خالہ اور لڑکی اور اس کی پھوپھی کو ایک نکاح میں جمع کرنا۔ یعنی یہ ان امور میں سے تھا، جن سے آپ ﷺ نے منع کیا تھا۔

(۶۹۵۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُنَكَحُ الْمَرْأَةَ عَلَى عَمَّتِهَا، وَلَا عَلَى خَالَاتِهَا، وَلَا الْمَرْأَةَ عَلَى ابْنَةِ أُخِيهَا وَلَا عَلَى ابْنَةِ أُخْتِهَا)) (مسند احمد: ۱۴۶۸۷)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”پھوپھی پر اس کی بھتیجی سے، خالہ پر اس کی بھانجی سے، بھتیجی پر اس کی پھوپھی سے اور بھانجی پر اس کی خالہ سے نکاح نہ کیا جائے۔“

عورت کی پھوپھی سے نکاح نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کی خالہ سے نکاح کیا جائے اور نہ ہی عورت اور اس کی بھتیجی سے اور نہ ہی اس کی بھانجی سے۔

(۶۹۵۱)۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَبَيْنَ خَالَهٖ أَبِيهَا

ابن شہاب سے مروی ہے کہ ان سے ایک آدمی کے متعلق سوال کیا گیا جو اپنے نکاح میں ایک عورت اور اس کے باپ کی خالہ

(۶۹۴۸۷) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه البزار: ۸۸۸، وابویعلی: ۳۶۰ (انظر: ۵۷۷)

(۶۹۴۸) تخریج: صحیح، أخرجه الطبرانی (انظر: ۶۷۷۰)

(۶۹۴۹) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابویعلی: ۱۲۶۸ (انظر: ۱۱۶۳۷)

(۶۹۵۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۱۰۸ (انظر: ۱۴۶۳۳)

(۶۹۵۱) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه المرفوع منه محمد بن نصر فی "اللسنة":

۲۷۲ (انظر: ۹۸۳۴)

یا اس کی ماں کی خالہ کو جمع کرتا ہے اور عورت اور اس کے باپ کی پھوپھی یا اس کی ماں کی پھوپھی کو جمع کرتا ہے۔ انھوں نے جواباً کہا: قبیصہ بن ذؤیب نے بیان کیا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ ایک نکاح میں عورت اور اس کی خالہ کو اور عورت اور اس کی پھوپھی کو جمع کیا جائے۔ ہمارا خیال ہے کہ عورت کی ماں کی خالہ اس کی اپنی خالہ کے قائم مقام ہے اور اگر اس طرح کا رضاعی رشتہ ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو میری بہن کی رغبت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں اس کو کیا کروں؟ انھوں نے کہا: آپ اس سے شادی کر لیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم یہ پسند کرتی ہو؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں اور پہلے کون سی اکیلی ہوں، اور میری بہن سب سے زیادہ حقدار ہے کہ وہ اس خیر و بھلائی میں میرے ساتھ شریک ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ میرے لئے حلال نہیں۔“ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے تو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آپ نے درہ بنت ام سلمہ کو منگنی کا پیغام بھیجا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ میرے لیے حلال ہوتی تو پھر بھی میں اس سے شادی نہ کر سکتا، کیونکہ بنو ہاشم کی لونڈی ثویبہ نے مجھے اور اس کے باپ کو دودھ پلایا ہے، پس اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو مجھ پر پیش نہ کرو۔“

**فوائد:** ..... کون کون سی خواتین کو ایک آدمی کے نکاح میں جمع نہیں کیا جاسکتا، دو بہنوں کا ذکر قرآن مجید میں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ﴾ ..... ”اور تم پر حرام کیا گیا ہے کہ تم دو بہنوں کو

وَالْمَرْأَةَ وَخَالَاتِهَا وَأُمَّهَا وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَأَبْنَاهَا وَالْمَرْأَةَ وَعَمَّتِهَا أُمَّهَا، فَقَالَ: قَالَ قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَاتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا، فَنَرَى خَالَاتِ أُمَّهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ وَإِنْ كَانَ مِنَ الرِّضَاعِ يَكُونُ مِنْ ذَلِكَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ. (مسند احمد: ۹۸۳۳)

(۶۹۵۲)۔ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ لَكَ فِي أُخْتِي؟ قَالَ: ((فَأَصْنَعُ بِهَا مَاذَا؟)) قَالَتْ: تَزَوِّجُهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَتُحِبِّينَ ذَلِكَ؟)) فَقَالَتْ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِئَةٍ وَأَحَقُّ مَنْ شَرِكْنِي فِي خَيْرِ أُخْتِي، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنْهَا لَا تَحِلُّ لِي)) قَالَتْ: فَوَاللَّهِ! لَقَدْ بَلَّغْنِي أَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَتْ تَحِلُّ لِي لَمَا تَزَوَّجْتُهَا، قَدْ أَرْضَعْتَنِي وَأَبَاهَا ثَوْبِيَّةُ مَوْلَاةُ بَنِي هَاشِمٍ فَلَا تَعْرِضَنَ عَلَيَّ أَخَوَاتِكُنَّ وَلَا بَنَاتِكُنَّ.)) (مسند احمد: ۲۷۰۲۶)

(۶۹۵۲) تخريج: صحيح من حديث ام حبيبة بنت ابي سفيان كما في البخاري ومسلم، أخرجه ابو داود:

۲۰۵۶ (انظر: ۲۶۴۹۳)

جمع کرو۔“ (سورۃ نساء: ۲۳)

لیکن اس باب کی احادیث سے پتہ چلا کہ خالہ اور اس کی بھانجی اور پھوپھی اور اس کی بھتیجی کو بھی ایک نکاح میں جمع نہیں کیا جاسکتا، رضاعی رشتوں کا بھی اسی طرح لحاظ رکھا جائے گا۔

اس بحث سے ثابت ہوا کہ احادیث مبارکہ بنفس نفیس حجت ہیں، ان کو قرآن مجید کے مفہوم پر پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع کر کے فرمایا: ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ﴾ ..... ”اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں ہیں۔“ (سورۃ نساء: ۲۴)

لیکن احادیث مبارکہ نے خالہ اور بھانجی، پھوپھی اور بھتیجی اور رضاعی رشتوں کا اضافہ کر دیا، شارح ابوداؤد علامہ شرف الحق عظیم آبادی نے کہا: خارجیوں اور شیعوں کے بعض گروہوں نے ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ﴾ سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ بھتیجی اور پھوپھی اور خالہ اور بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا درست ہے، لیکن جمہور اہل علم نے ان احادیث سے حجت پکڑی اور ان کی روشنی میں قرآن مجید کے عموم کی تخصیص کر دی اور ان دو رشتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع کر دیا، راجح بات جمہور اصولیوں کی ہی ہے کہ خبر واحد کے ذریعے قرآن مجید کے عموم کی تخصیص کی جاسکتی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنی طرف نازل ہونے والے کلام کی وضاحت کرنے والے ہیں۔ (عمون المعبود: ۱/۹۷۰)

### بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً أَبِيهِ

کسی شخص کا اپنے باپ کی بیوی سے شادی کر لینے کا بیان

(۶۹۵۳)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے ماموں کو اس حال میں ملا کہ ان کے پاس ایک جھنڈا تھا، میں نے کہا: آپ کہاں جا رہے ہیں: انھوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک ایسے آدمی کی طرف بھیجا ہے، جس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے، آپ ﷺ نے مجھے اس لئے بھیجا کہ میں اس کی گردن اڑا دو، یا اس کو قتل کر دوں اور اس کا مال لوٹ لاؤں۔

(۶۹۵۴)۔ وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ عَنِ أَبِيهِ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں

(۶۹۵۳) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، وانظر الارواء: ۸/ ۳۳، أخرجه ابوداؤد: ۴۴۵۶، والنسائی: ۱۰۹/ ۶ (انظر: ۱۸۵۵۷)

(۶۹۵۴) تخریج: انظر الحديث السابق، وانظر المصدر المذكور في الحديث السابق

اپنے ماموں کو ملا،..... پھر اوپر والی حدیث بیان کی،..... البتہ اس کے آخر میں ہے: ابو عبد الرحمن نے کہا: میرے باپ نے ابو مریم عبد الغفار سے صرف یہ حدیث بیان کی ہے، کیونکہ اس میں علت موجود ہے۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں میرے اونٹ گم ہو گئے، پس میں مختلف گھروں میں چکر لگا رہا تھا، اچانک میں نے ایک قافلہ اور گھوڑ سوار دیکھے، وہ آگے بڑھے اور میرے محن میں گھومے، انھوں نے ایک آدمی کو نکالنے کا مطالبہ کیا، پھر نہ انھوں نے اس سے کوئی سوال کیا اور نہ اس سے کوئی بات کی، یہاں تک کہ اس کی گردن اڑادی، جب وہ چلے گئے تو میں نے اس کے بارے میں پوچھا، لوگوں نے بتایا کہ اس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا۔

سیدنا مطرف سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: کچھ لوگ ایک خیمہ میں آئے، انھوں نے وہاں سے ایک آدمی باہر نکالا اور اسے قتل کر دیا، میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ آدمی ہے جس نے اپنی بیوی کی ماں سے شادی کی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اس کی طرف بھیجا ہے، اس لیے انھوں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: کچھ لوگ ہمارے پاس سے گزرے، ہم نے کہا: تم کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسے آدمی کی جانب بھیجا ہے، جو اپنے باپ کی بیوی سے زنا کرتا ہے، تاکہ ہم

قَالَ: لَقَيْتُ خَالِي، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ الْمُتَقَدِّمَ وَفِي آخِرِهِ: قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: مَا حَدَّثَ أَبِي عَنْ أَبِي مَرِيَمَ عَبْدِ الْغَفَّارِ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثَ لِعَلَّتِهِ. (مسند احمد: ۱۸۸۱۱)

(۶۹۵۵)۔ حَدَّثَنَا اسْبَاطُ قَالَ: ثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ أَبِي الْجَهْمِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: إِنِّي لَا طُوفَ عَلَى إِبِلٍ ضَلَّتْ لِي فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَنَا أَجُولُ فِي آيَاتٍ فَإِذَا أَنَا بِرَكْبٍ وَفَوَارِسٍ إِذْ جَاؤُوا فَطَافُوا بِفِنَائِي فَاسْتَخْرَجُوا رَجُلًا فَمَا سَأَلُوهُ وَلَا كَلَّمُوهُ حَتَّى ضَرَبُوا عُنُقَهُ، فَلَمَّا ذَهَبُوا سَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوا: عَرَسَ بِأَمْرَأَةٍ أَبِيهِ. (مسند احمد: ۱۸۸۰۹)

(۶۹۵۶)۔ حَدَّثَنَا اسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ ثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: اتَّوَقَّبْتُ فَاسْتَخْرَجُوا مِنِّي رَجُلًا فَقَتَلُوهُ، قَالَ: قُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا رَجُلٌ دَخَلَ بِأَمِّ امْرَأَتِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَتَلُوهُ. (مسند احمد: ۱۸۸۱۰)

(۶۹۵۷)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: مَرَّ بِنَا نَاسٌ مُنْطَلِقُونَ، فَقُلْنَا: آيْنَ تَذْهَبُونَ؟ فَقَالُوا: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ يَأْتِي أَمْرَأَةً أَبِيهِ أَنْ نَقْتُلَهُ. (مسند احمد: ۱۸۷۷۹)

(۶۹۵۵) تخریج: صحیح، قاله الالبانی، وانظر المصدر المذكور فی الحدیث رقم: ۶۹۵۴

(۶۹۵۶) تخریج: صحیح، قاله الالبانی

(۶۹۵۷) تخریج: صحیح، قاله الالبانی

اس کو قتل کر دیں۔

**فوائد:**..... ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ مَبِئَلًا﴾..... ”اور ان عورتوں سے نکاح نہ کرو، جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے، مگر جو گزر چکا ہے، یہ بے نیائی کا کام اور بغض کا سبب ہے اور بڑی بری راہ ہے۔“ (سورۃ نساء: ۲۲)

دور جاہلیت میں سوتیلی ماں کو بھی میت کا ورثہ سمجھ لیا جاتا تھا، اس کا نکاح کرنے یا نہ کرنے کا انحصار وراثت کی مرضی پر تھا، بلکہ مرنے والے کا بیٹا اپنے باپ کی اس بیوی سے نکاح بھی سکتا تھا، شریعتِ اسلامیہ نے اس تحریم و تقدس کو بحال کرتے ہوئے سوتیلی ماں کو بھی محرم قرار دیا اور اس سے نکاح کرنے والے کی سزا یہ رکھی کہ اس کو قتل کر دیا جائے اور اس کا دل غصب کر لیا جائے۔

أَبْوَابُ تَحْرِيمِ النِّكَاحِ بِالرِّضَاعِ  
رضاعت کی وجہ سے نکاح کے حرام ہو جانے کے ابواب  
بَابُ يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں، وہی رضاعت کی وجہ سے بھی حرام ہو جاتے ہیں

(۶۹۵۸)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَجْمَلٍ فَتَاةٍ فِي فُرَيْشٍ؟ قَالَ: ((وَمَنْ هِيَ؟)) قُلْتُ: ابْنَةُ حَمْزَةَ، قَالَ: ((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعِ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ)) (مسند احمد: ۱۰۹۶)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو ایسی لڑکی کا نہ بتاؤں، جو قریش میں سے سب سے زیادہ خوبصورت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کون ہے؟ میں نے کہا: سیدنا حمزہ کی بیٹی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم جانتے نہیں ہو کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے رضاعت کی وجہ سے وہی رشتے حرام کیے ہیں، جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں۔“

**فوائد:**..... ابولہب کی لونڈی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا، اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ رضاعی بھائی بن گئے اور ہر ایک کی اولاد دوسرے کے لیے محرم قرار پائی۔ اگر صرف نسب کو دیکھا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حمزہ کی بیٹی سے شادی کر سکتے تھے، لیکن رضاعت آڑے آگئی۔

(۶۹۵۹)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! سَيَدُنَا عَلِيُّ رضی اللہ عنہ سَيَدُنَا عَلِيُّ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا:

(۶۹۵۸) تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذی: ۱۱۴۶ (انظر: ۱۰۹۶)

(۶۹۵۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۴۴۶ (انظر: ۶۲۰)



اللہ! مَا لَكَ تَنَوَّقُ فِي قُرَيْشٍ وَتَدَعُنَا، قَالَ: ((وَهَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، ابْنَةُ حَمْزَةَ، قَالَ: ((إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي، هِيَ ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ)) (مسند احمد: ۶۲۰)

اے اللہ کے رسول اللہ! آپ قریش میں رشتے کو پسند کرتے ہیں اور ہمیں یعنی بنو ہاشم کو چھوڑ جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس کوئی رشتہ ہے؟“ میں نے کہا: جی ہاں، سیدنا حمزہ کی بیٹی (سلمی) ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تو میرے لئے حلال نہیں ہے، کیونکہ وہ تو میری رضاعی بھتیجی ہے۔“

(۶۹۶۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُرِيدَ عَلَى ابْنَةِ حَمْزَةَ، فَقَالَ: ((إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ وَيَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الرَّجْمِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي)) (مسند احمد: ۳۰۴۳)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو سیدنا حمزہ کی بیٹی سے رشتہ کرنے کا بتلایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تو میری رضاعی بھتیجی ہے اور رضاعت سے وہ رشتہ حرام ہے، جو نسب سے حرام ہے، سو وہ میرے لئے حلال نہیں۔“

(۶۹۶۱)۔ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ مِنْ خَالٍ أَوْ عَمٍّ أَوْ ابْنٍ أَخٍ)) (مسند احمد: ۲۵۲۱۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”رضاعت کی وجہ سے وہ رشتہ حرام ہوتا ہے، جو نسب کی وجہ سے حرام ہے، مثلاً ماموں، چچا، بھتیجا وغیرہ۔“

**فوائد:** ..... ہر وہ عورت جو نسب کی وجہ سے حرام کی گئی ہے، وہ اسی طرح رضاعت کی وجہ سے بھی حرام ہے، ان عورتوں کی تفصیل یہ ہیں: ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی۔

ان عورتوں میں وہی تفصیل ہے، جو نسبی محرمات میں بیان کی جاتی ہے، یعنی صرف رضاعی ماں بھی حرام نہیں ہوگی، بلکہ اس کی ماں، اس کی دادی اور آگے پڑدادیاں اور ان سے آگے تک تمام مائیں حرام ہوں گی۔ اسی طرح اگر رضاعی بیٹی حرام ہے تو رضاعی پوتیاں، نواسیاں، اور نواسیوں اور پوتیوں کی بیٹیاں، نیچے تک سب حرام ہوں گی۔

قرآن مجید میں صرف رضاعی ماؤں اور رضاعی بہنوں کی حرمت کا ذکر ہے، باقی تفصیل احادیث مبارکہ میں بیان کی گئی ہے۔

(۶۹۶۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۶۴۵، ومسلم: ۱۴۴۷ (انظر: ۳۰۴۳)

(۶۹۶۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الترمذی: ۱۱۴۷، والنسائی: ۶/ ۹۸ (انظر: ۲۴۷۱۲)

بَابُ هَلْ يَثْبُتُ حُكْمُ الرِّضَاعِ فِي حَقِّ زَوْجِ الْمُرْضِعَةِ وَأَقَارِبِهِ كَالْمُرْضِعَةِ أَمْ لَا  
کیا دودھ پلانے والی خاتون کے خاوند اور اس کے رشتہ داروں کے لیے بھی رضاعت کا حکم ثابت ہو  
جائے گا یا نہیں

(۶۹۶۲)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ  
عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ فُلْحٍ أَخَا أَبِي قُعَيْسٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى  
عَائِشَةَ فَأَبَتْ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ، فَلَمَّا أَنْ جَاءَ  
النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ أَفْلَحَ  
أَخَا أَبِي قُعَيْسٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى فَايْتُ أَنْ آذَنَ  
لَهُ، فَقَالَ: ((أَنْذَنِي لَهُ)) قَالَتْ: يَا رَسُولَ  
اللَّهِ! إِنَّمَا أَرْضَعْتَنِي الْمَرْأَةَ وَلَمْ يُرْضِعْنِي  
الرَّجُلُ، قَالَ: ((أَنْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمَلُكَ تَرَبَّتْ  
بِمَبِينِكَ)) (مسند احمد: ۲۴۵۵۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو قعیس کے بھائی افرح  
نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی، میں نے انکار کر  
دیا، جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا: اے  
اللہ کے رسول! ابو قعیس کے بھائی افرح نے میرے پاس آنے  
کی اجازت طلب کی، لیکن میں نے اجازت نہ دی، آپ  
ﷺ نے فرمایا: ”اسے اجازت دے دیا کرو۔“ میں نے کہا:  
”مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے، نہ کہ مرد نے؟ آپ  
ﷺ نے فرمایا: ”تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو جائے، تو اس کو  
اجازت دے دیا کر، وہ تیرا رضاعی چچا ہے۔“

(۶۹۶۳)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) عَنْ  
عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ نَبِيَّ عَمِّي مِنَ الرِّضَاعَةِ  
يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ بَعْدَ مَا ضَرَبَ الْحِجَابَ فَذَكَرَ  
نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ۲۶۱۳۸)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں:  
پردہ کے احکام نازل ہونے کے بعد میرے رضاعی چچا نے  
میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی، ..... پھر وہی حدیث  
بیان کی۔

(۶۹۶۴)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَالِثِ) عَنْ  
عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ نَبِيَّ أُمَّ فُلْحٍ بِنُ أَبِي  
الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ، وَالَّذِي أَرْضَعْتِ  
عَائِشَةَ مِنْ لَبَنِهِ هُوَ أَخُوهُ، فَجَاءَ يَسْتَأْذِنُ  
عَلَيَّ فَايْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَنْذَنِي لَهُ))  
الْحَدِيثِ۔ (مسند احمد: ۲۴۶۰۳)

(تیسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں:  
افرح بن ابی قعیس آیا اور میرے پاس آنے کی اجازت طلب  
کی، جس خاتون نے عائشہ کو دودھ پلایا تھا، یہ شخص اس کے  
خاوند کا بھائی تھا، پس اس نے میرے پاس آنے کی اجازت  
طلب کی، لیکن میں نے انکار کر دیا، جب نبی کریم ﷺ  
میرے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو  
اجازت دے دیا کر۔“ ..... الحدیث۔

(۶۹۶۲) تخريج: أخرجه البخاری: ۴۷۹۶، ومسلم: ۱۴۴۵ (انظر: ۲۴۰۵۴)

(۶۹۶۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۹۶۴) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

عباد بن منصور کہتے ہیں: میں نے قاسم بن محمد سے کہا: میرے باپ کی بیوی نے میرے بھائیوں کا دودھ عوام میں سے کسی لڑکی کو پلایا، اب کیا میں اس لڑکی سے شادی کر سکتا ہوں؟ انھوں نے کہا: نہیں، کیونکہ اب تیرا اور اس لڑکی کا باپ ایک ہے، پھر اس نے ابو قعیس کی حدیث بیان کی اور وہ اس طرح کہ ابو قعیس، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور ان سے اندر جانے کی اجازت طلب کی، لیکن انہوں نے اس کو اجازت نہ دی، جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابو قعیس آیا تھا، اس نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی، لیکن میں نے اس کو اجازت نہیں دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تو تمہارا چچا ہے، اس کو تمہارے پاس آ جانا چاہیے۔“ میں نے کہا: مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے، نہ کہ مرد نے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں کہہ رہا ہوں وہ آپ کا چچا ہے، وہ تمہارے پاس آ سکتا ہے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف فرماتے تھے، میں نے ایک آدمی کی آواز سنی، وہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا تھا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی، آپ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا خیال ہے کہ حفصہ کا فلاں رضاعی چچا ہے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میرا فلاں رضاعی چچا زندہ ہوتا تو وہ مجھ پر داخل ہو سکتا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جی بالکل، بیشک رضاعت ان رشتوں کو حرام کر دیتی ہے، جو نسب اور ولادت کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔“

(۶۹۶۵)۔ عَنْ عَبَادِ بْنِ مَنْصُورٍ قَالَ: قُلْتُ لِنُقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ: امْرَأَةٌ أَبِي أَرْضَعَتْ جَارِيَةً مِنْ عَرْضِ النَّاسِ بِلَبَنِ أَخْوَى، أَ فَتَرَى أَنِّي أَتَزَوَّجُهَا؟ فَقَالَ: لَا، أَبُوكَ أَبُوهَا قَالَ: ثُمَّ حَدَّثَ حَدِيثَ أَبِي الْقُعَيْسِ فَقَالَ: إِنَّ أَبَا الْقُعَيْسِ أَنَّى عَائِشَةَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَأْذِنْ لَهُ، فَلَمَّا جَاءَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبَا قُعَيْسٍ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ فَلَمْ أَذَنْ لَهُ، فَقَالَ: ((هُوَ عَمُّكَ فَلْيَدْخُلْ عَلَيْكَ.))، فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَرْضَعْتَنِي الْمَرْأَةَ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ، فَقَالَ: ((هُوَ عَمُّكَ فَلْيَدْخُلْ عَلَيْكَ.)) (مسند احمد: ۲۶۳۴۳)

(۶۹۶۶)۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرَأَيْتَ فُلَانًا لِعَمِّ لِحَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ.))، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((نَعَمْ، إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا

(۶۹۶۵) تخريج: أخرجه البخاری: ۴۷۹۶، ومسلم: ۱۴۴۵ (انظر: ۲۵۸۲۳)

(۶۹۶۶) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۶۴۶، ۳۱۰۵، ومسلم: ۱۴۴۴ (انظر: ۲۵۴۵۳)

تَحْرِمُ الْوِلَادَةَ۔)) (مسند احمد: ۲۵۹۶۷)

**فوائد:** ..... جیسے رضاعت کی وجہ سے خواتین کی حرمت ثابت ہوتی ہے، اسی طرح اگر دودھ پینے والی بچی ہو تو وہ بھی رضاعت کی وجہ سے بعض مردوں پر حرام ہوگی، اگر دودھ پلانے والی رضاعی ماں ہے، تو اس کا خاوند رضاعی باپ ہوگا، اس کا بیٹا رضاعی بھائی ہوگا، اس کا بھائی رضاعی ماموں ہوگا، اس کا باپ رضاعی نانا ہوگا، رضاعی باپ کے والدین رضاعی دادا دادی ہوں گے، علی ہذا القیاس، اسی طرح آگے علاقائی اور اخائی بہن بھائیوں کا سلسلہ ہوگا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کا دودھ اس کے خاوند کے جماع اور حمل کے نتیجے میں اترتا ہے، گویا عورت کے دودھ میں خاوند کا بھی دخل ہے، لہذا دودھ پینے والے بچے یا بچی کا رشتہ عورت اور اس کے خاوند دونوں سے قائم ہوگا۔

### بَابُ عَدَدِ الرَّضَعَاتِ الْمُحْرَمَةِ وَمَا جَاءَ فِي رِضَاعَةِ الْكَبِيرِ حرام کرنے والی رضعات کی تعداد اور بڑے آدمی کی رضاعت کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کو منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا، سالم انصار کی ایک عورت کا غلام تھا، اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا اور سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا، جس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو متبخی بیٹا بنا لیا تھا، دور جاہلیت میں لوگ ایسا کرتے تھے، پھر جو منہ بولا بیٹا بناتا تھا اس کو بیٹا کہہ کر ہی آواز دیتا تھا اور وہ وراثت کا حقدار بنتا تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اتار دیا: ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ..... فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ﴾ ”انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات زیادہ انصاف والی ہے اور اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں۔“ (سورہ احزاب: ۵) اس آیت کے بعد منہ بولے بیٹے اصلی باپ کے نام کی جانب پھیر دیئے گئے، جن کے باپوں کے نام معلوم نہ تھے، ان کو دوست یا بھائی کہہ کر پکارا جاتا، سیدنا ابو حذیفہ کی اہلیہ سیدہ سہلہ رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور انھوں

(۶۹۶۷)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَا حَذِيفَةَ تَبَنَّى سَالِمًا وَهُوَ مَوْلَى لِمَرْأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ ﷺ زَيْدًا، وَكَانَ مِنْ تَبَنَّى رُجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ ابْنَهُ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ، فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَاخْوَانَكُمْ فِي الدِّينِ وَسَوَالِيكُمْ﴾ فَرُدُّوا إِلَى آبَائِهِمْ، فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ فَمَوْلَى وَأَخٌ فِي الدِّينِ، فَجَاءَتْ سَهْلَةُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كُنَّا نَرِي سَالِمًا وَلَدًا يَأْوِي مَعِيَ وَمَعَ أَبِي حَذِيفَةَ وَيَرَانِي فَضَلًا (وَفِي لَفْظٍ: وَقَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ) وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِمْ مَا قَدْ عَلِمْتُ، فَقَالَ: ((أَرْضِعِيهِ خَمْسَ رَضَعَاتٍ)) وَفِي لَفْظٍ: ((أَرْضِعِيهِ

(۶۹۶۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۰۰۰، ۵۰۸۸ (انظر: ۲۵۶۵۰)





نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ سالم کا ہمارے ہاں کیا مقام تھا، بس ہم اس کو بیٹا ہی سمجھتے تھے، وہ میرے پاس جیسے چاہتا، آجاتا تھا، ہم اس کی کوئی پرواہ نہ کرتے تھے، اب اس کے بارے میں اور اس قسم کے لے پالک لڑکوں کے بارے میں نیا حکم نازل ہو چکا ہے، اب جب سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اس کو دیکھتے ہیں تو ان کا چہرہ متغیر ہو جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اسے دس مرتبہ دودھ پلا دے، پھر وہ جیسے چاہے، تیرے پاس آجائے، وہ تیرا بیٹا بن جائے گا۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس حکم کو عام سمجھتی تھیں، لیکن دوسری ازواج مطہرات کا خیال تھا کہ یہ حکم مولائے ابی حذیفہ سالم کے ساتھ خاص تھا، کیونکہ سیدہ سہلہ رضی اللہ عنہا نے اس کی ایک خاص صورت ذکر کی تھی۔

سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سیدہ سہلہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سیدنا ابو حذیفہ کا آزاد شدہ غلام میرے پاس آتا ہے، جبکہ اب تو وہ داڑھی والا جوان ہو چکا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تو اسے دودھ پلا دے۔“ اس نے کہا: میں اسے کیسے دودھ پلاؤں وہ تو داڑھی والا ہے؟“ پھر انھوں نے اس کو دودھ پلا دیا تھا اور وہ ان کے پاس آتا جاتا تھا۔

زوجہ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی تھیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی تمام ازواج مطہرات نے اس سے انکار کر دیا تھا کہ سالم جیسی رضاعت کی وجہ سے کوئی آدمی

قَالَتْ: آتَتْ سَهْلَةَ بِنْتُ سُهَيْلٍ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ سَالِمًا كَانَ مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتَ، أَنَا كُنَّا نَعُدُّهُ وَلَدًا، فَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيَّ كَيْفَ شَاءَ وَلَا نَحْتَسِبُ بِنْتَهُ، فَلَمَّا أَنْزَلَ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ مَا أَنْزَلَ، انْكَرْتُ وَجْهَ أَبِي حُدَيْفَةَ إِذَا رَأَاهُ، يَدْخُلُ عَلَيَّ، قَالَ: ((فَأَرْضِعِيهِ عَشْرَ رَضَعَاتٍ ثُمَّ يَدْخُلُ عَلَيْكَ كَيْفَ شَاءَ فَإِنَّمَا هُوَ بِنْتُكَ.))، فَكَانَتْ عَائِشَةُ تَرَاهُ عَامًّا لِلْمُسْلِمِينَ، وَكَانَ مِنْ سِوَاهَا مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَرَى أَنَّهَُا كَانَتْ خَاصَّةً لِسَالِمِ رَسُولِي أَبِي حُدَيْفَةَ الَّذِي ذَكَرْتَ سَهْلَةَ مِنْ سَأْتِهِ رُخْصَةً لَهُ. (مسند احمد: ۲۶۸۴۶)

(۶۹۶۹)۔ عَنْ سَهْلَةَ امْرَأَةِ أَبِي حُدَيْفَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ سَالِمًا رَسُولِي أَبِي حُدَيْفَةَ يَدْخُلُ عَلَيَّ وَهُوَ ذَوْلِحِيَّةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرْضِعِيهِ.)) فَقَالَتْ: كَيْفَ أَرْضِعُهُ وَهُوَ ذَوْلِحِيَّةٍ، فَأَرْضَعْتَهُ فَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا. (مسند احمد: ۲۷۰۴۵)

(۶۹۷۰)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَقُولُ: أَبِي سَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَدْخُلْنَ عَلَيْهِنَّ أَحَدًا بِتِلْكَ الرِّضَاعَةِ وَقُلْنَ

(۶۹۶۹) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۷۴۲ / ۲۴، وأخرجه بنحوه مسلم: ۱۴۵۳ (انظر: ۲۷۰۰۵)

(۶۹۷۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۵۴ (انظر: ۲۶۶۶۰)

ان کے پاس آئے، اور انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ہماری تو صرف یہ رائے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی یہ رخصت سالم کے ساتھ خاص ہے، لہذا ایسی رضاعت کی وجہ سے نہ کوئی ہم پر داخل ہو اور نہ ہمیں دیکھے۔

سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: عائشہ! آپ کے پاس بلوغت کے قریب ایک لڑکا آتا ہے، میں پسند نہیں کرتی کہ وہ میرے پاس آئے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا آپ کے لئے نبی کریم ﷺ میں بہترین نمونہ نہیں ہے؟ ابو حذیفہ کی بیوی نے کہا: اے اللہ کے رسول! سالم میرے پاس آتا ہے اور اب وہ مرد بن چکا ہے اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اس کے آنے کو اچھا نہیں سمجھتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اسے دودھ پلا دے تاکہ وہ تیرے پاس آسکے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ سہیلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! جب سالم میرے پاس داخل ہوتا ہے تو مجھے اپنے خاوند سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر تبدیلی نظر آتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اسے دودھ پلا دے۔“ اس نے کہا: میں اس کو کیسے دودھ پلاؤں، وہ اتنا بڑا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں نہیں جانتا کہ وہ بڑا ہے۔“ پھر جب وہ آئی تو اس نے کہا: اب حذیفہ کے چہرے میں کوئی کراہت نظر نہیں آتی۔

لِعَائِشَةَ: وَاللَّهِ! مَا تَرَى هَذَا إِلَّا رُخْصَةً أَرَحَّصَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِسَالِمٍ خَاصَّةً، فَمَا هُوَ بِدَاخِلٍ عَلَيْنَا أَحَدٌ بِهَذِهِ الرِّضَاعَةِ وَلَا رَائِنَا۔ (مسند احمد: 27196)

(6971)۔ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ لِعَائِشَةَ: إِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْغُلَامُ الْأَيْفَعُ الَّذِي مَا أَحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيَّ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَمَا لَكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْوَدَ حَسَنَةً؟ قَالَتْ: إِنَّ امْرَأَةَ أَبِي حُدَيْفَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ سَالِمًا يَدْخُلُ عَلَيَّ وَهُوَ رَجُلٌ، وَفِي نَفْسِ أَبِي حُدَيْفَةَ مِنْهُ شَيْءٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرْضِعِيهِ حَتَّى يَدْخُلَ عَلَيْكَ))۔ (مسند

احمد: 25929)

(6972)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا جَاءَتْ سَهْلَةَ بِنْتُ سُهَيْلٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَرَى فِي وَجْهِ أَبِي حُدَيْفَةَ شَيْئًا مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ عَلَيَّ، فَقَالَ: ((أَرْضِعِيهِ))، فَقَالَتْ: كَيْفَ أَرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيرٌ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: ((أَلَسْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيرٌ؟)) ثُمَّ جَاءَتْ فَقَالَتْ: مَا رَأَيْتُ فِي وَجْهِ أَبِي حُدَيْفَةَ شَيْئًا أَكْرَهُهُ۔ (مسند احمد: 24609)

**فوائد:** ..... یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور اس میں غور و فکر کی ضرورت ہے۔

(6971) تخريج: أخرجه مسلم: 1453 (انظر: 25415)

(6972) تخريج: أخرجه مسلم: 1453 (انظر: 24108)

سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کو متنبی (منہ بولا بیٹا) بنا رکھا تھا، وہ گھر میں بیٹوں کی طرف رہتا اور آتا جاتا تھا، جب یہ حکم اترتا کہ منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹوں کی طرح نہیں ہیں اور نہ ان پر حقیقی بیٹوں کے احکام لاگو ہوتے ہیں، تو اب اس سے پردہ فرض ہو گیا، آپ ﷺ نے ان کی مشکل کو یوں حل کیا کہ سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ سہلہ رضی اللہ عنہا، سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کو پانچ بار دودھ پلا دے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نظریہ یہ تھا کہ جہاں ضرورت پڑے، وہاں اس رخصت پر عمل کیا جاسکتا ہے، جبکہ دوسری امہات المؤمنین ان کے اس نظریے سے متفق نہیں تھیں۔

اگر رضاعت سے متعلقہ نبی کریم ﷺ کے قولی اور عمومی ارشادات کو دیکھا جائے تو ان میں صغریٰ یعنی مدت رضاعت کو معتبر اور مشروط قرار دیا گیا ہے، بلکہ اگلے باب کی پہلی حدیث میں تو آپ ﷺ نے مدت رضاعت کے بعد دودھ پلانے کی تردید کی ہے۔

صحابہ کی اکثریت اس رخصت کو سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص سمجھتے تھے، لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا موقف یہ تھا کہ اشد ضرورت کے موقع پر اس رخصت سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، امام ابن تیمیہ اور امام شوکانی وغیرہ کے نزدیک بھی اس رخصت پر عمل کی گنجائش موجود ہے۔

لیکن ہمارا نظریہ امہات المؤمنین اور صحابہ کی اکثریت والا ہے، اس رائے کی تائید کی دو وجوہات ہیں:

(۱) اب لے پالک اور منہ بولے بیٹوں کے احکام واضح کیے جاسکتے ہیں کہ ان کی شریعت میں کوئی حقیقت نہیں ہے، لہذا اب وہ مجبوری کہاں پیدا ہو سکتی ہے، جو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے گھر کا مسئلہ بنی تھی، اب جو آدمی متنبی بیٹے کو حقیقی بیٹے کے احکام دے گا، وہ پہلے سے ہی حرام امور کا مرتکب ہو رہا ہوگا، اس کو مزید کیا رخصت دی جائے۔

(۲) نبی کریم ﷺ کے رضاعت کے بارے عام قوانین اور ارشادات، جن میں سے بعض احادیث میں مدت رضاعت کے بعد دودھ پینے کو غیر معتبر سمجھا گیا ہے۔

جو آدمی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نظریے کا حامل ہو، اس کو ازراہ احتیاط اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کے لیے خصوصیت کا امکان ہے، اگرچہ خصوصیت کا کوئی دلیل نہیں ہے، لیکن رجحان کا میلان ضرور ہے اور اس میں زیادہ احتیاط بھی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ کوئی ضروری نہیں کہ یہ مسئلہ لے پالک کے حوالہ سے پیش آئے۔ بعض دفعہ اس کے علاوہ بھی پیش آسکتا ہے۔ عورت بعض حالات کے تحت ایک بچے کو اس کے بچپن میں کھلاتی ہے، دیکھتی ہے، وہ بھی اس کے پاس بلا جھگ آتا جاتا ہے پھر بعد وہ وہ جوان ہو جاتا ہے اور اس سے پردہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے تو اس کے لیے یہ سالم اور سلعہ دالی صورت پیش آجائے گی۔ ایسے حالات میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے نظریے کے مطابق رخصت حاصل کی جاسکتی ہے جس کی اصل بنیاد حدیث نبوی ہے۔ (عبداللہ رفیق)

امکان سے تو مسئلہ ثابت نہیں ہوگا۔ خصوصیت کے لیے تو دلیل کی ضرورت ہے عمومی دلائل سے یہ خاص شکل منع نہیں ہوگی۔ بلکہ حالات کے تحت یہ خصوصی شکل مستثنیٰ سمجھی جائے گی۔ (عبداللہ رفیق)

کس قدر دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوگی؟

اگلے باب کی احادیث میں دو امور بیان کیے گئے ہیں: (۱) مدت رضاعت دو سال ہے، رضاعت کے ثبوت کے لیے اس مدت کے اندر اندر دودھ پلانا ضروری ہے، اور (۲) ایک دو دفعہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ اس موضوع پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت مفصل ہے، وہ کہتی ہیں: كَانَتْ فِيمَا أَنْزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ، ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ فَتَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهَنَّ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ..... جو قرآن مجید میں پہلے حکم نازل ہوا تھا، اس کے مطابق بچے کے دس بار واضح طور پر دودھ پی لینے سے حرمت ثابت ہوتی تھی، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور پانچ دفعہ واضح طور پر دودھ پینے کا حکم لاگو کر دیا گیا، جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے یہ حکم قرآن مجید میں پڑھا جاتا تھا۔ (صحیح مسلم: ۱۴۵۲)

قرآن مجید میں پڑھے جانے کا مطلب یہ ہے کہ پانچ رضعات کا حکم بالکل آخری دور میں نازل ہوا، آپ ﷺ کی وفات تک سب لوگوں کو اس کی تلاوت کے منسوخ ہو جانے کا علم نہ ہو سکا، اس لیے بعض صحابہ کچھ دیر تک اس کو قرآن سمجھ کر پڑھتے رہے، آہستہ آہستہ سب کو پتہ چل گیا اور پھر سب نے اس کی تلاوت چھوڑ دی، البتہ حکم باقی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب بچہ پانچ بار کسی کا دودھ پی لے تو تب رضاعت ثابت ہوگی، ایک دو بار دودھ پینے سے رضاعت کا ثبوت نہ ہونا، یہ اسلام کا حسن ہے۔

اب ایک بار دودھ پینے کی کیفیت کیا ہوگی، تو گزارش ہے کہ جب بچہ ماں کے وجود کو اپنے منہ میں ڈال کر چوستا ہے اور دودھ پیتا ہے اور پھر کسی عارضے کے بغیر اپنی مرضی سے پستان کو چھوڑتا ہے تو یہ ایک بار دودھ پینا شمار ہوتا ہے، اس کو ایک "رَضْعَةٌ" کہتے ہیں۔ جب بچہ پانچ بار اس انداز میں دودھ پی لے گا تو اس کی رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّضَاعِ الَّذِي لَا يَحْصُلُ بِهِ التَّحْرِيمُ

رضاعت کی وہ مقدار جس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

(۶۹۷۳)۔ عَنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَأَنَّهُ شَقَّ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَحْسَى، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((انظُرْنَ مَا سِيدَةُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَاعَةَ رَوَيْتَ هِيَ، وَهِيَ كَهَيْئَةِ نَبِيِّ كَرِيمٍ ﷺ مِيرے پاس تشریف لائے، جبکہ میرے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا، ایسے لگ رہا تھا کہ آپ کو یہ بات سخت ناگوار گزری، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا رضاعی بھائی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ذرا غور کر لو کہ

إِخْوَانُكُمْ فَإِنَّمَا الرِّضَاعَةُ مِنَ المَجَاعَةِ)) تمہارے بھائی کون ہیں، رضاعت تو بھوک سے ثابت ہوتی ہے۔ (مسند احمد: ۲۵۱۳۹)

**فوائد:** ..... حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ جب بچہ اتنا چھوٹا ہو کہ اس کی خوراک صرف دودھ بن سکتا ہو تو اس عمر میں دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے اور مدت رضاعت دو سال ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرِّضَاعَةَ﴾ ..... ”اور مائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل دودھ پلائیں، جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو۔“ (سورۃ بقرہ: ۲۳۳) مدت رضاعت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔

(۶۹۷۴)۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْهَلَالِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا كَانَ فِي سَفَرٍ فَوَلَدَتْ امْرَأَتُهُ فَأَخْتَبَسَ لَبَنُهَا، فَجَعَلَ يَمْصُهُ وَيَمْجُهُ فَدَخَلَ حَلَقَهُ فَأَتَى أَبَا مُوسَى فَقَالَ: حَرِّمْتَ عَلَيْكَ، فَأَتَى ابْنَ مَسْعُودٍ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ إِلَّا مَا أَنْبَتَ اللَّحْمُ وَأَنْشَرَ الْعَظْمَ)) (مسند حمد: ۴۱۱۴)

ابوموسیٰ ہلالی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی سفر میں تھا، اس کی بیوی نے بچہ جنا، لیکن اس کا دودھ رک گیا، اس لیے اس آدمی نے اس کا دودھ چوسنا اور پھر منہ سے باہر پھینکنا شروع کر دیا، (تا کہ دودھ رواں ہو جائے)، لیکن ہوا یوں کہ کچھ دودھ اس کے حلق میں اتر گیا، پس وہ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور سوال کیا، انھوں نے کہا: تیری بیوی تو تجھ پر حرام ہو چکی ہے، پھر وہ آدمی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رضاعت اس وقت تک حرام نہیں کرتی، جب تک وہ گوشت نہ اگائے اور ہڈیوں کو مضبوط نہ کرے۔“

**فوائد:** ..... بچہ مدت رضاعت میں جو دودھ پیتا ہے، اس سے اس کا گوشت اگتا ہے اور اس کی ہڈیاں بڑتی اور مضبوط ہوتی ہیں، اس طرح سے وہ دودھ پلانے والی کا ایسا جزو بن جاتا ہے، جیسے وہ اپنے والدین کا جزو ہوتا ہے اور یہی ترمیم کی وجہ ہے۔

(۶۹۷۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ سَيِّدَنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زُبَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ نَبِيِّ كَرِيمٍ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ الْمَمْصَةُ وَالْمَمْسَاتَانِ)) (مسند احمد: ۱۶۲۰۹)

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ایک دفعہ چوسنے یا دو دفعہ چوسنے سے رضاعت حرام نہیں کرتی۔“

(۶۹۷۴) تخریج: حدیث صحیح بشواہدم، أخرجه ابو داود: ۲۰۶۰ (انظر: ۴۱۱۴)

(۶۹۷۵) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشيخین، أخرجه النسائی فی ”الکبری“: ۵۴۵۸، والبیہقی:

۷/ ۴۵۴، وابن حبان: ۴۲۲۷ (انظر: ۱۶۱۱۰)



(۶۹۷۶)۔ عَنْ عَائِشَةَ ۙ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُحْرِمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصْتَانِ))  
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ایک دفعہ پینا یا دو دفعہ پینا حرام نہیں کرتا۔“  
(مسند احمد: ۲۶۳۳۲)

(۶۹۷۷)۔ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِي فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَانَتْ لِي امْرَأَةٌ فَتَزَوَّجْتُ عَلَيْهَا امْرَأَةً أُخْرَى فَرَزَعَمْتُ امْرَأَتِي الْأُولَى أَنَّهَُا ارْضَعَتْ امْرَأَتِي الْحُدْثَى اِمْلَاجَةً أَوْ اِمْلَاجَتَيْنِ، وَقَالَ مَرَّةً: رَضَعَةٌ أَوْ رَضَعَتَيْنِ، فَقَالَ: ((لَا تُحْرِمُ اِمْلَاجَةً وَلَا اِمْلَاجَتَانِ)) أَوْ قَالَ: ((الرَّضَعَةُ أَوْ الرَّضَعَتَانِ)) (مسند احمد: ۲۷۴۱۰)

سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے، ایک دیہاتی آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک بیوی تھی، میں نے اس پر ایک اور شادی کر لی ہے، اب میری پہلی بیوی کا کہنا ہے کہ اس نے میری نئی بیوی کو ایک یا دو دفعہ دودھ پلایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک یا دو دفعہ دودھ پلانے سے رشتہ حرام نہیں ہوتا۔“

**فوائد:** ..... ”الرَّضَعَةُ“ (ایک بار دودھ پلانا): جب بچہ ماں کے وجود کو اپنے منہ میں ڈال کر چوستا ہے اور دودھ پیتا ہے اور پھر کسی عارضے کے بغیر اپنی مرضی سے پستان کو چھوڑتا ہے تو یہ ایک بار دودھ پینا شمار ہوتا ہے۔  
(۶۹۷۸)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُحْرِمُ اِمْلَاجَةً وَلَا اِمْلَاجَتَيْنِ))  
سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ایک یا دو دفعہ دودھ پلانے سے رشتہ حرام نہیں ہوتا۔“  
(مسند احمد: ۲۷۴۱۷)

(۶۹۷۹)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ (وَفِي لَفْظٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ) أَتُحْرِمُ الْمَصَّةُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا))  
سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا اس طرح بھی بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ کیا ایک دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، ثابت نہیں ہوتی۔“  
(مسند احمد: ۲۷۴۲۴)

**فوائد:** ..... اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ ایک دو بار دودھ پلانے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی،

(۶۹۷۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۵۰ (انظر: ۲۵۸۱۲)

(۶۹۷۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۵۱ (انظر: ۲۶۸۷۳)

(۶۹۷۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۵۱ (انظر: ۲۶۸۷۹)

(۶۹۷۹) تخریج: أخرجه (انظر: )

پچھلے باب کے آخر میں اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے۔

### بَابُ مَنْ تَجَوَّزَ شَهَادَتَهُ فِي الرِّضَاعَةِ

اس چیز کا بیان کہ رضاعت میں کس کی شہادت جائز ہوگی

(۶۹۸۰)۔ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ، مِنْ عُقْبَةَ وَلَكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ قَالَ: تَزَوَّجْتُ فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَلَانَةَ ابْنَةَ فُلَانَ فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: إِنِّي أَرْضَعْتُكُمَا وَهِيَ كَافِرَةٌ، فَأَعْرَضَ عَنِّي فَأَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ فَقُلْتُ: إِنَّهَا كَاذِبَةٌ، فَقَالَ لِي: ((كَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمْتَ أَنَّهَا قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا دَعَهَا عَنْكَ)) (مسند احمد: ۱۶۲۴۸)

(دوسری سند) سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس نے ام تکی بنت ابی اہاب سے شادی کی، لیکن ایک سیاہ فام عورت نے آکر کہا: میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے، پھر جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض کیا، میں بھی اس جانب ہو گیا اور پھر آپ ﷺ کو یہ بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اب کیا کریں، جبکہ اس کا خیال ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔“ ایک روایت میں ہے: ”اب کیا کریں، جبکہ دودھ پلانے کی بات کہی جا چکی ہے۔“

(۶۹۸۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) قَالَ: حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ أَوْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّ بَحْيَى ابْنَةَ أَبِي إِبَاهِبٍ فَجَاءَتْ امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَعْرَضَ عَنِّي، فَتَنَحَيْتُ فَذَكَرْتُهُ لَهُ، فَقَالَ: ((فَكَيْفَ وَقَدْ زَعَمْتَ أَنْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا)) وَفِي لَفْظٍ: ((فَكَيْفَ وَقَدْ قِيلَ)) فَتَنَاهَا عَنْهَا۔ (مسند احمد: ۱۶۲۵۳)

(۶۹۸۰) تخريج: أخرجه البخاری: ۵۱۰۴ (انظر: ۱۶۱۴۸)

(۶۹۸۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

**فوائد:** ..... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مرضعہ (دودھ پلانے والی) کی شہادت قبول کی جائے گی اور اس پر عمل کرنا واجب ہو جائے گا، الا یہ کہ ایسے قرآن موجود ہوں، جو واضح طور پر مرضعہ کے جھوٹا ہونے پر دلالت کر رہے ہوں، مثلاً مدت رضاعت میں بچے اور اس خاتون کا ایک علاقے میں جمع ہی نہ ہونا۔

رضاعت ایک پوشیدہ چیز ہے، اس کے گواہ ممکن نہیں، نہ ایسے مواقع پر گواہ بنائے جاتے ہیں، لہذا رضاعت پر گواہی طلب کرنا فضول ہے، مرضعہ کی بات کو معتبر سمجھا جائے گا، جس طرح پیدائش کے بارے میں دائی کی بات ہی معتبر ہوتی ہے اور اس سے گواہ طلب نہیں کیے جاتے، ان مواقع پر گواہی کو ضروری قرار دینا بہت سی یقینی باتوں کو جھٹلانے کے مترادف ہوگا، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ نکاح فسخ کرنے کا حکم دے دیا۔

امام ابو حنیفہ نے اس سلسلے میں دو مردوں اور دو عورتوں کی شہادت کو ضروری قرار دیا ہے، لیکن مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے یہ قید ثابت نہیں ہوتی۔

(۶۹۸۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سُئِلَ  
النَّبِيُّ ﷺ مَا يَجُوزُ فِي الرِّضَاعَةِ مِنَ  
الشُّهُودِ؟ قَالَ: ((رَجُلٌ أَوْ امْرَأَةٌ)) وَسَمِعْتُهُ  
أَنَا مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ۔  
سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا  
گیا کہ رضاعت میں کتنے گواہ ہو سکتے ہیں، آپ ﷺ فرمایا:  
”ایک آدمی اور ایک عورت۔“

(مسند احمد: ۵۸۷۷)

### بَابُ مَا يَسْتَحِبُّ أَنْ تُعْطَى الْمَرْضِعَةُ عِنْدَ الْفِطَامِ

دودھ چھڑاتے وقت عورت کو کچھ دینے کے مستحب ہونے کا بیان

(۶۹۸۳)۔ عَنِ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ عَنْ أَبِيهِ  
قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا يَذْهَبُ عَيْنِي  
مَدْمَةَ الرِّضَاعِ؟ قَالَ: ((غُرَّةٌ، عَبْدٌ أَوْ  
أَمَةٌ)) (مسند احمد: ۱۵۸۲۵)

سیدنا حجاج بن حجاج رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے  
اللہ کے رسول! کونسی چیز ہے، جو دودھ پلانے والی کے حق کو مجھ  
سے ادا کر سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک غلام یا ایک  
لوٹھی۔“

**فوائد:** ..... اس حق سے مراد اجرت نہیں ہے، اجرت علیحدہ چیز ہے اور دودھ چھڑاتے وقت مرضعہ کو عطیہ دینا  
علیحدہ چیز ہے۔

(۶۹۸۲) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا لضعف الشيخ من اهل نجران، ومحمد بن عبد الرحمن بن  
البیلمانی مجمع علی ضعفه، واتهمه ابن حبان بالوضع، وابوه ضعفه غیر واحد، أخرجه عبد الرزاق:  
۱۳۹۸۲ (انظر: ۵۸۷۷)

(۶۹۸۳) تخریج: اسنادہ محتمل للتحسين، أخرجه ابو داود: ۲۰۶۴، والترمذی: ۱۱۵۳، والنسائی: ۶/۱۰۸  
(انظر: ۱۵۷۳۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدتِ رضاعت کی تکمیل پر مرضعہ کو ایک غلام یا لونڈی دے کر اس کے احسان کا جواب دیا جائے، جیسے اس نے بڑی احتیاط سے ایک بچے کو پالا پوسا اور اس کی خدمت کر کے اس کو سہارا دیا اور والدین نے اس مشقت سے مستغنی کیے رکھا، ایسے ہی غلام یا لونڈی کی صورت میں اس کو ایک نفس کا عطیہ دیا جائے۔

### أَبْوَابُ الْأَنْكِحَةِ الْمُنْهِي عَنْهَا

ممنوعہ نکاحوں کا بیان

### بَابُ الرُّخْصَةِ فِي نِكَاحِ الْمُتْعَةِ ثُمَّ نَسْخِهَا

نکاحِ متعہ کی رخصت اور پھر اس کے منسوخ ہو جانے کا بیان

نکاحِ متعہ: متعہ اس نکاح کو کہتے ہیں، جو کسی چیز کے عوض میں کچھ مدت کے لیے کیا گیا ہو، خواہ وہ گھنٹے ہوں یا دن یا سال۔ یہ نکاح مدت ختم ہونے سے خود بخود ختم ہو جاتا ہے، طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہوتی، دورانِ مدت میں خاوند فوت ہو جائے تو عورت کو وراثت نہیں ملتی اور نہ اس پر عدت لازم ہوتی ہے۔ یہ جاہلیت کے ناجائز نکاحوں میں سے ایک تھا، ابتدائے اسلام میں اس سے تعرض نہیں کیا گیا، مگر بعد میں فتح مکہ کے موقع پر اس کو ہمیشہ کے لیے حرام قرار دیا گیا۔ شیعہ لوگ اس کو جائز سمجھتے ہیں، جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کو جائز سمجھنے والے کے بارے میں کہتے ہیں: إِنَّكَ تَأْتِيهِ - (بیشک تو تو راہِ راست سے بھٹکا ہوا ہے)۔ شیعہ اپنے خاص نظریات کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ”اولین امام“ سمجھتے ہیں۔ اور امامیہ شیعہ کی معتبر کتاب فروع کافی اور تہذیب الاحکام میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: حرم رسول اللہ ﷺ یوم خیبر لحوم الحمر الاہلیة و نکاح المتعہ۔ ..... رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر گھریلو گدھوں کے گوشت اور متعہ کے نکاح کو حرام قرار دیا تھا۔

(تہذیب الاحکام: ۱۸۶/۲، استبصار: ۱۴۲/۳، فروع کافی: ۱۹۲/۲)

(۶۹۸۴)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا نَسْتَخْصِي؟ فَهَآنَا عَنْهُ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا بَعْدُ فِي أَنْ تَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةُ بِالنُّوبِ إِلَى أَجَلٍ، ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَبِيبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ [سورة المائدة: ۸۷] (مسند

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں مصروف تھے، ہمارے پاس بیویاں نہیں تھیں، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم خصی نہ ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے ہمیں ایسا کرنے سے منع کر دیا اور پھر ہمیں یہ اجازت دے دی کہ ہم مقررہ مدت تک کپڑے وغیرہ کے عوض میں عورتوں سے شادی کر سکتے ہیں، (جس کو متعہ کہتے ہیں)، پھر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جو

(احمد: ۳۹۸۶)

پاکیزہ چیزیں حلال کی ہیں، ان کو حرام نہ قرار دو اور زیادتی نہ کرو، بیشک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“  
(سورۃ مائدہ: ۸۷)

سیدنا جابر بن عبد اللہ اور سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ایک غزوہ میں تھے، نبی کریم ﷺ کا قاصد ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں کہ ”تم لوگ (نکاح متعہ کی صورت میں) فائدہ اٹھا سکتے ہو۔“

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا منادی ہمارے پاس آیا اور اس نے یہ اعلان کیا: بے شک اللہ کے رسول نے تم کو اجازت دی ہے، پس تم فائدہ حاصل کر سکتے ہو، یعنی نکاح متعہ کی صورت میں۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے عہد میں کپڑے کے عوض نکاح متعہ کر لیا کرتے تھے۔

**فوائد:** ..... اتفاقاً طور پر کپڑے کا ذکر کیا گیا ہے، وگرنہ عورت کی رضامندی کے مطابق کوئی چیز بھی دی جاسکتی تھی۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں اور سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں عورتوں سے نکاح متعہ کیا کرتے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آخر میں ہمیں منع کر دیا تھا۔

(۶۹۸۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَسَلْمَةَ بْنِ الْأَنْكُوعِ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كُنَّا فِي غَزَاةٍ فَجَاءَنَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((اسْتَمْتِعُوا)) (مسند احمد: ۱۶۶۱۸)

(۶۹۸۶)۔ (وَعَنْهُمَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنَادَى: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أْذِنَ لَكُمْ فَاسْتَمْتِعُوا يَعْنِي مُتَعَةَ النِّسَاءِ۔ (مسند احمد: ۱۶۶۴۹)

**فوائد:** ..... یہ غزوہ او طاس کا واقعہ ہے۔

(۶۹۸۷)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نَسْتَمْتِعُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالثَّوْبِ۔ (مسند احمد: ۱۱۱۸۲)

(۶۹۸۸)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا نَتَمَتُّ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ حَتَّى نَهَانَا عُمَرُ آخِرًا يَعْنِي النِّسَاءَ۔ (مسند احمد: ۱۴۳۱۹)

(۶۹۸۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۱۱۷، ۵۱۱۸، ومسلم: ۱۴۰۵ (انظر: ۱۶۵۰۴)

(۶۹۸۶) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۶۹۸۷) تخریج: صحيح لغيره، أخرجه البزار: ۱۴۴۱ (انظر: ۱۱۱۶۵)

(۶۹۸۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۰۵ (انظر: ۱۴۲۶۸)



**فوائد:** ..... امام نووی نے کہا: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جن صحابہ نے سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے ادوارِ خلافت میں نکاح متعہ کیا، ان کو ناخِ دلیل کا علم نہیں تھا، بالآخر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی منع کر دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي نَسْخِهِ وَالنَّهْيِ عَنْهُ

نکاح متعہ کے منسوخ اور منہی عنہ ہونے کا بیان

(۶۹۸۹)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ، سَمِعَ أَبَاهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَابْنِ عَبَّاسٍ: وَبَلَغَهُ أَنَّهُ رَخَّصَ فِي مُتَعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ نَهَى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ۔ (مسند احمد: ۱۲۰۴)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اس بات کا علم ہوا کہ وہ متعہ کی رخصت دیتے ہیں تو انھوں نے ان کو کہا: نبی کریم ﷺ نے خیبر کے دن متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا تھا۔

(۶۹۹۰)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نُعَيْمٍ الْأَعْرَجِيِّ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ وَأَنَا عِنْدَهُ عَنِ الْمُتَعَةِ، مُتَعَةِ النِّسَاءِ فَغَضِبَ وَقَالَ: وَاللَّهِ! مَا كُنَّا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ زُنَاةً وَلَا مُسَافِحِينَ۔ (مسند احمد: ۵۸۰۸)

عبد الرحمن بن نعیم اعرجی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے متعہ کے نکاح کے بارے میں سوال کیا، وہ غصے میں آگئے اور کہا: اللہ کی قسم! ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زنا کار اور بدکار نہ تھے۔

**فوائد:** ..... یعنی نکاح متعہ حرام ہو گیا ہے، اب جو آدمی اس کا ارتکاب کرے گا، وہ زانی شمار ہوگا۔

(۶۹۹۱)۔ عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَأَقَمْنَا خَمْسَ عَشْرَةَ مِنْ بَيْنِ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ، قَالَ: فَإِذَا نَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمُتَعَةِ، قَالَ: وَخَرَجْتُ أَنَا وَابْنُ عَمِّ لِي فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ أَوْ قَالَ: فِي أَعْلَى مَكَّةَ فَلَقِينَا فِتَاةً مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ كَانَتْهَا

سیدنا سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ فتح مکہ والے دن نکلے، ہم پندرہ روز وہاں ٹھہرے، نبی کریم ﷺ نے ہمیں نکاح متعہ کی اجازت دے دی، میں اور میرا چچا زاد مکہ کے زیریں یا بالائی علاقے میں گئے، وہاں ہم بنی عامر بن صعصعہ کی ایک نوجوان لڑکی سے ملے، گویا کہ وہ لمبی گردن والی نوخیز اونٹنی تھی، میں خوش شکل نہ تھا، لیکن میری چادر بالکل نئی تھی اور میرے چچا کے بیٹے پر پرانی

(۶۹۸۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۱۱۵، ومسلم: ۱۴۰۷ (انظر: ۱۲۰۴)

(۶۹۹۰) تخریج: صحيح لغيره، أخرجه ابويعلى: ۵۷۰۶ (انظر: ۵۸۰۸)

(۶۹۹۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۰۶ (انظر: ۱۵۳۴۶)

اور بوسیدہ چادر تھی، ہم نے اس سے کہا: کیا تو ہم میں سے کسی ایک کے ساتھ نکاح متعہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس نے کہا: کیا یہ کرنا درست ہے؟ ہم نے کہا: ہاں، پھر اس نے دیکھنا شروع کر دیا، جب وہ میرے چچا زاد بھائی کی جانب دیکھتی تو میں اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے کہتا: میری یہ چادر بالکل نئی ہے اور اس کی چادر پرانی اور بوسیدہ ہے۔ اس نے کہا: تیرے چچا زاد بھائی کی چادر میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، پس اس نے میرے چچا زاد بھائی سے متعہ کر لیا، بعد میں ہم ابھی مکہ سے باہر نہیں آئے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے نکاح متعہ کو حرام قرار دیا۔

الْبَكْرَةُ الْعَنْطَنَطَةُ، قَالَ: وَأَنَا قَرِيبٌ مِنَ الدَّمَامَةِ وَعَلَى بُرْدٍ جَدِيدٍ غَضٌّ، وَعَلَى ابْنِ عَمِيٍّ بُرْدٌ خَلَقٌ، قَالَ: فَقُلْنَا لَهَا: هَلْ لَكَ أَنْ يَسْتَمْتِعَ مِنْكَ أَحَدُنَا؟ قَالَتْ: وَهَلْ يَصْلُحُ ذَلِكَ؟ قَالَ: قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: فَجَعَلْتُ تَنْظُرُ إِلَى ابْنِ عَمِيٍّ، فَقُلْتُ لَهَا: إِنَّ بُرْدِي هَذَا جَدِيدٌ غَضٌّ وَبُرْدُ ابْنِ عَمِيٍّ هَذَا خَلَقٌ مَحٌّ، قَالَتْ: بُرْدُ ابْنِ عَمِيٍّ هَذَا لَا بَأْسَ بِهِ، فَاسْتَمْتِعَ مِنْهَا فَلَمْ نَخْرُجْ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى حَرَّمَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. (مسند

احمد: ۱۵۴۲۰)

سیدنا سبرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر نکلے، جب ہم عسفان میں تھے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عمرہ حج میں داخل ہو چکا ہے۔“ سراقہ بن مالک یا مالک بن سراقہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں اس طرح تعلیم دیں، جس طرح اس قوم کو تعلیم دی جاتی ہے جو آج پیدا ہوئی ہو، سوال یہ ہے کہ ہمارا یہ عمرہ اس سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، بلکہ یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔“ جب ہم مکہ میں پہنچے تو ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مردہ کے درمیان سعی کی، پھر آپ ﷺ نے ہمیں عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی اجازت دے دی۔ ہم آپ کی طرف واپس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! عورتوں نے انکار کر دیا ہے، البتہ وہ مقررہ وقت تک ماننے کے لیے تیار ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسے ہی کر لو۔“ میں نکلا، میرے ساتھ ایک ساتھی بھی

(۶۹۹۲)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِعُسْفَانَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ)) فَقَالَ لَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ أَوْ مَالِكُ بْنُ سُرَاقَةَ شَكَكَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: أَيُّ رَسُولِ اللَّهِ عَلِمْنَا تَعْلِيمَ قَوْمٍ كَانَتْهُمْ وَلِدُوا الْيَوْمَ، عُمَرْتُنَا هَذِهِ لِعَامِنَا هَذَا أَمْ لِلْأَبَدِ؟ قَالَ: ((لَا بَلَّ لِلْأَبَدِ)) فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ طُفْنَا الْبَيْتَ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ أَمَرْنَا بِمُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُنَّ قَدْ أَبَيْنَ إِلَّا إِلَى أَجَلٍ مُسْمًى، قَالَ: ((فَاعْمَلُوا)) قَالَ: فَخَرَجْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي، عَلَى بُرْدٍ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ فَدَخَلْنَا عَلَى امْرَأَةٍ فَعَرَضْنَا

(۶۹۹۲) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه ابوداود: ۱۸۰۱، وابن ماجه: ۱۹۶۲ (انظر: ۱۵۳۴۵)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

تھا، ایک چادر میرے اوپر تھی، ایک چادر اس کے اوپر تھی۔ ہم ایک عورت کے پاس گئے، ہم نے اپنے آپ کو اس پر پیش کیا، جب وہ عورت میرے ساتھی کی چادر کی جانب دیکھتی تو اسے میری چادر سے عمدہ پاتی اور جب مجھے دیکھتی تو مجھے اس سے زیادہ جوان پاتی، بالآخر اس نے کہا: چادر تو چادر ہی ہے، آدمی کا بدل تو نہیں ہوتا، پس اس نے مجھے پسند کر لیا، میں نے اس سے دس دن کے لئے چادر کے عوض شادی کر لی، میں نے اس کے ساتھ ابھی تک ایک رات گزاری تھی کہ جب میں صبح کے وقت مسجد میں گیا تو نبی کریم ﷺ کو منبر پر پایا اور آپ ﷺ خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ ”تم میں سے جس نے بھی کسی عورت سے وقت مقررہ تک شادی کی ہے، جو عوض مقرر کیا ہے، وہ اسے دے دے اور جو دے رکھا ہے، وہ واپس نہ لے اور اسے جدا کر دے، اللہ تعالیٰ نے اس متعہ والے نکاح کو تم پر قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے۔“

عَلَيْهَا أَنْفُسَنَا فَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَى بُرْدِ صَاحِبِي، فَتَرَاهُ أَجُودَ مِنْ بُرْدِي وَتَنْظُرُ إِلَى فَتْرَانِي أَشَبَّ مِنْهُ فَقَالَتْ: بُرْدٌ مَكَانَ بُرْدِ، وَاخْتَارَتْنِي فَتَزَوَّجْتُهَا عَشْرًا بِبُرْدِي فَبِتُ مَعَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ عَدَوْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ يَقُولُ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً إِلَى أَجَلٍ فَلْيُعْطِهَا مَا سَمِي لَهَا وَلَا يَسْتَرْجِعْ مِمَّا أَعْطَاهَا شَيْئًا وَلْيَفَارِقْهَا، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ حَرَّمَهَا عَلَيْكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ۱۰۴۱۹)

**فوائد:** ..... اس حدیث کے کسی راوی سے وہم ہو گیا ہے، جس سے ایک حدیث دوسری حدیث کے ساتھ خلط ملد ہو گئی ہے، عورتوں سے نکاح متعہ کا یہ معاملہ فتح مکہ کے موقع پر پیش آیا تھا، نہ کہ حجۃ الوداع کے موقع پر، نیز فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ اور صحابہ احرام کی حالت میں نہیں تھے۔

(۶۹۹۳) - وَعَنْهُ أَيْضًا عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ الْفَتْحِ - سیدنا سبرہ سے اس طرح بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن نکاح متعہ سے منع کر دیا تھا۔ (مسند احمد: ۱۰۴۱۲)

(۶۹۹۴) - عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: تَدَاكَّرْنَا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمُتَّعَةَ مُتْعَةَ النِّسَاءِ، فَقَالَ رَبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ امام زہری کہتے ہیں: ہم نے عمر بن عبدالعزیز کے پاس متعہ کا ذکر کیا، ربیع بن سبرہ نے کہا: میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر متعہ کا نکاح حرام قرار دیا تھا۔

(۶۹۹۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۰۶ (انظر: ۱۵۳۳۷)

(۶۹۹۴) تخریج: اسنادہ صحیح، وانظر الحديث السابق، أخرجه ابو داود: ۲۰۷۲ (انظر: ۱۵۳۳۸)

يَنْهَى عَنْ نِكَاحِ الْمُتَمَعَةِ - (مسند احمد: ۱۰۴۱۳)

(۶۹۹۵)۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَخْوَعِ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اوطاس والے سال متعہ کی رخصت دی تھی۔

النِّسَاءِ عَامَ أُوطَاسٍ - (مسند احمد: ۱۶۶۶۷)

**فوائد:**..... اوطاس طائف میں ایک وادی کا نام ہے، غزوہ اوطاس اور فتح مکہ کے واقعات ایک سال میں پیش آئے، بلکہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ فتح مکہ رمضان ۸ میں اور غزوہ اوطاس اگلے ماہ یعنی شوال رمضان ۸ میں، اس لیے غزوہ اوطاس کے سال سے مراد فتح مکہ کا واقعہ ہے، کیونکہ اس موقع پر آپ ﷺ نے تین دنوں کے لیے متعہ کی رخصت دی اور پھر مکہ مکرمہ سے نکلنے سے پہلے اس سے منع کر دیا اور فرمایا: ((فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))..... ”پیشک اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت کے دن تک حرام قرار دیا ہے۔“ (حدیث نمبر ۶۹۹۲) کے آخر میں یہ الفاظ گزر چکے ہیں)

ذہن نشین رہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے نکاح متعہ کے حرام ہو جانے کی بات کو تاکیداً دوہرایا تھا، تاکہ سب لوگوں کو علم ہو جائے، جس روایت میں حجۃ الوداع کے موقع پر متعہ کے حلال ہونے کا ذکر ہے، وہ خطا اور غلطی ہے۔

امام نووی نے کہا: صحیح اور راجح بات یہ ہے کہ متعہ کی اباحت اور حرمت دوبار پیش آئی، یہ نکاح غزوہ خیبر سے پہلے حلال تھا، آپ ﷺ نے خیبر کے موقع پر اس سے منع فرما دیا، دوسری بار فتح مکہ کے موقع پر اس کو تین ایام کے لیے جائز قرار دیا اور پھر ہمیشہ کے لیے اس کی حرمت کا اعلان کر دیا۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي نِكَاحِ الْمُحْلِلِ وَالْمُحْرَمِ حلالہ کرنے والے اور احرام والے آدمی کے نکاح کا حکم

(۶۹۹۶)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جا رہا ہو، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

وَالْمُحْلَلُ لَهُ - (مسند احمد: ۴۲۸۳)

(۶۹۹۷)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَاحِبَ الرِّبَا وَآكِلَهُ وَشَاهِدِيهِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان افراد پر لعنت کی ہے: سود والا (یعنی دینے والا)، سود کھانے والا، اس

(۶۹۹۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۰۵ (انظر: ۱۶۵۵۲)

(۶۹۹۶) اسنادہ صحیح علی شرط البخاری، أخرجه النسائي: ۶/ ۱۴۹، وابن ماجه: ۲۲۷۷ (انظر: ۴۲۸۳)

(۶۹۹۷) تخریج: حسن لغیره، أخرجه ابن ماجه: ۱۹۳۵، والترمذی: ۱۱۱۹ (انظر: ۷۲۱)

وَالْمُحَلِّلُ وَالْمُحَلَّلُ لَهُ۔ (مسند احمد: ۷۲۱) کے دو گواہ، حلالہ کرنے والا اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے۔  
 (۶۹۹۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُحَلِّلُ وَالْمُحَلَّلُ لَهُ۔ (مسند احمد: ۸۲۷۰) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے کیا جائے دونوں پر لعنت کی ہے۔

**فوائد:**..... حلال کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو تین طلاق والی عورت سے نکاح اور پھر مباشرت کر کے اس کو اس کے پہلے خاوند کیلئے حلال کرتا ہے۔ اس کاروائی میں عورت کی ذلت و توہین ہے، غیرت و حمیت کی کمی ہے اور اس میں شریک ہونے والوں کے مزاج کا گھٹیا اور کمینہ پن ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے ایسے شخص کو کرائے کا سائڈ قرار دیا ہے۔  
 سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَلَا أَخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((هُوَ الْمُحَلِّلُ لَعَنَ اللَّهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ))..... ”کیا میں تمہیں کرائے پر لیے سائڈ کی خبر نہ دے دوں؟“ صحابہ نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ حلال کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے، دونوں پر لعنت کی ہے۔“ (ابن ماجہ: ۱۹۲۶)

معلوم ہوا کہ یہ حلالہ حرام فعل ہے، اس لیے جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ جو نکاح حلالہ کی نیت سے کیا جائے گا، وہ فاسد ہوگا۔

جس خاتون کو تین طلاقیں دے دی جائیں، اس کا شریعت اسلامیہ میں حل یہ ہے کہ وہ سابق خاوند سے ناامید ہو جائے اور گھر بسانے کی نیت سے آگے کسی اور آدمی سے شادی کر لے، اگر اتفاق سے وہ آدمی بھی اس کو طلاق دے دے تو وہ عدت کے بعد سابقہ خاوند سے نیا نکاح کر سکتی ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی مسئلہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ﴾..... ”پھر اگر اس کو (تیسری بار) طلاق دے دے تو اب اس کے لیے حلال نہیں، جب تک کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح نہ کرے، پھر اگر وہ بھی طلاق دے دے تو ان دونوں کو میل جول کرنے میں کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ وہ یہ جان لیں کہ وہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے۔“ (سورہ بقرہ: ۲۳۰) لیکن یہ ضروری ہے کہ دوسرا خاوند نکاح کے بعد حق زوجیت بھی ادا کرے۔

(۶۹۹۹)۔ عَنْ أَبِي بَانٍ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعِيدٍ قَالَ: ((الْمُخْرِمُ لَا يَنْكِحُ وَلَا النَّسَبِيِّ)) قَالَ: ((الْمُخْرِمُ لَا يَنْكِحُ وَلَا النَّسَبِيِّ)) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”احرام والا نہ خود نکاح کرے، نہ کسی دوسرے کا نکاح کرائے

(۶۹۹۸) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه البزار: ۱۴۴۲، والبيهقي: ۷ / ۲۰۸ (انظر: ۸۲۸۷)

(۶۹۹۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۰۹ (انظر: ۴۰۱)



يُنكِحُ وَلَا يَخْطُبُ)) (مسند احمد: ٤٠١) اور نہ معنی کا پیغام بھیجے۔“

**فوائد:**..... محرم نہ نکاح کر سکتا ہے، نہ کروا سکتا ہے اور نہ معنی کا معاملہ طے کر سکتا ہے۔

### بَابُ النَّهْيِ عَنِ نِكَاحِ الشَّغَارِ شغار (یعنی وٹہ سٹہ) کے نکاح کا حکم

شغار جاہلیت کے نکاحوں میں سے ایک نکاح ہے، جس کو ہماری زبان میں وٹہ کا نکاح کہتے ہیں، یہ اسلام میں ممنوع ہے۔

شغار کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی یا بہن یا کسی بھی عورت کو جو اس کی زیر ولایت ہو، اس شرط پر کسی سے بیاہ دے کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن یا کسی بھی عورت کو جو اس کی زیر ولایت ہو، اس کے خاندان کے کسی مرد سے بیاہ دے۔ یہ شرط شرعاً ناجائز ہے۔ امام نافع نے پہلی حدیث میں یہی تعریف بیان کی ہے۔ باقی تفصیل باب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

(٧٠٠٠)۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ نِكَاحِ الشَّغَارِ، قَالَ: قُلْتُ لِنَافِعِ: مَا الشَّغَارُ؟ قَالَ: يُزَوِّجُ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ، وَيَتَزَوَّجُ ابْنَتَهُ، وَيُزَوِّجُ الرَّجُلُ أُخْتَهُ، وَيَتَزَوَّجُ أُخْتَهُ، بِغَيْرِ صَدَاقٍ۔ (مسند احمد: ٤٦٩٢)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے، راوی کہتے ہیں: میں نے نافع سے کہا: شغار کیا ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا: ایک آدمی کا دوسرے آدمی سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا اور خود اس کی بیٹی سے نکاح کر لینا، اسی طرح ایک آدمی کا دوسرے آدمی سے اپنی بہن کا نکاح کرنا اور خود اس کی بہن سے نکاح کر لینا، جبکہ بیچ میں مہر نہ ہو۔

(٧٠٠١)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشَّغَارِ، قَالَ مَالِكٌ: وَالشَّغَارُ أَنْ يَقُولَ: أَنْكِحْنِي ابْنَتَكَ وَأَنْكِحْكَ ابْنَتِي۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے۔ راوی کہتا ہے: شغار یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہے: تو اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کر دے اور میں اپنی بیٹی کا تجھ سے نکاح کر دیتا ہوں۔

(مسند احمد: ٥٢٨٩)

(٧٠٠٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الشَّغَارِ، قَالَ: وَالشَّغَارُ، أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ زَوْجِنِي ابْنَتَكَ وَأَزْوَجَكَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے۔ راوی کہتا ہے: شغار یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہے: تو مجھ سے اپنی بیٹی کی شادی کر دے

(٧٠٠٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٩٦٠، ومسلم: ١٤١٥ (انظر: ٤٦٩٢)

(٧٠٠١) تخريج: أخرجه البخاري: ٥١١٢، ومسلم: ١٤١٥ (انظر: ٥٢٨٩)

(٧٠٠٢) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤١٦ (انظر: ١٠٤٣٩)

اور میں اپنی بیٹی کی تجھ سے شادی کر دیتا ہوں، یا تو مجھ سے اپنی بہن کی شادی کر دے اور میں تجھ سے اپنی بہن کی شادی کر دیتا ہوں، نیز آپ ﷺ نے دھوکا کی تجارت اور کنکری کی بیع سے بھی منع فرمایا ہے۔

عبد الرحمن بن ہریرا عرج سے روایت ہے کہ عباس بن عبد اللہ بن عباس نے عبد الرحمن بن حکم سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا اور عبد الرحمن نے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا، انہوں نے بیچ میں حق مہر کا تعین بھی کیا، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما، جو خلیفہ تھے، نے مروان کی طرف خط لکھا اور اس کو حکم دیا کہ ان کے درمیان تفریق کر دو، انہوں نے اپنے خط میں یہ وضاحت کی کہ یہ وہی شغار ہے، جس سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شغار کے نکاح سے منع فرمایا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں کوئی شغار نہیں ہے۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں شغار کا کوئی تصور نہیں ہے۔“

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

ابنتی أَوْ زَوْجِنِي أُخْتِكَ وَأَزْوَجَكَ أُخْتِي، قَالَ: وَنَهَى عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنِ الْحَصَاةِ۔ (مسند احمد: ۱۰۴۴۳)

(۷۰۰۳)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرَيْرَةَ الْأَعْرَجِ أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنْكَحَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَكَمِ ابْنَتَهُ، وَأَنْكَحَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَتَهُ وَقَدْ كَانَا جَعَلَا صِدَاقًا فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ خَلِيفَةُ إِلَى مَرْوَانَ يَأْمُرُهُ بِالتَّفْرِيقِ بَيْنَهُمَا، وَقَالَ فِي كِتَابِهِ: هَذَا الشِّغَارُ الَّذِي نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ۔ (مسند احمد: ۱۶۹۸۱)

(۷۰۰۴)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ۔ (مسند احمد: ۱۴۷۰۲)

(۷۰۰۵)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ)) (مسند احمد: ۴۹۱۸)

(۷۰۰۶)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ)) (مسند احمد: ۱۲۷۱۶)

(۷۰۰۷)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ

(۷۰۰۳) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه ابوداود: ۲۰۷۵ (انظر: ۱۶۸۵۶)

(۷۰۰۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۱۷ (انظر: ۱۴۶۴۸)

(۷۰۰۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۱۵ (انظر: ۴۹۱۸)

(۷۰۰۶) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۸۵ (انظر: ۱۲۶۸۶)

(۷۰۰۷) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه ابوداود: ۲۵۸۱، والنسائی: ۶/۲۲۸، والترمذی:

۱۱۲۳ (انظر: ۱۹۹۶۲)

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا شِغَارَ فِي)) (لا شِغَارَ فِي) نے فرمایا: ”اسلام میں شغار نہیں ہے۔“  
(الإسلام۔) (مسند احمد: ۲۰۲۰۴)

**فوائد:**..... باب کے شروع میں شغار کی تعریف گزر چکی ہے، سمجھنے کی بات یہ ہے کہ شغار میں اصل چیز لڑکی کے بدلے لڑکی لینے کی شرط لگانا ہے، اگر اتفاقی طور پر مہر کا ذکر ہو بھی جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، جبکہ ہمارے ملک میں مہر کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہی ہے۔

ہاں اگر کسی آدمی نے اپنے زیر ولایت لڑکی کا نکاح کسی دوسرے آدمی سے کر دیا اور جواب میں کسی رشتہ کی شرط نہیں لگائی، پھر بعد میں دوسرے آدمی کا پہلے آدمی کو رشتہ دینے کا پروگرام بن گیا اور دوسری شادی ہو گئی، یہ نہ شغار ہے اور نہ اس کی کوئی ممانعت ہے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي نِكَاحِ الزَّانِيَةِ الْمَجْلُودِ لَا يُنْكَحُ

حد لگائے ہوئے زانی کا نکاح نہ کیا جائے

(۷۰۰۸)۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ مَقْبَرِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”حَدِّدْ زَانِيَةَ نِكَاحٍ نَهَى عَنْهَا مِثْلَهُ“  
فرمایا: ”حد زدہ زانی کا نکاح نہیں کرتا، مگر اپنے جیسے سے۔“  
(الزَّانِيَةِ الْمَجْلُودِ لَا يُنْكَحُ إِلَّا مِثْلَهُ.)

(مسند احمد: ۸۲۸۳)

**فوائد:**..... ایک مفہوم تو واضح ہے کہ جیسے بد کردار مرد اپنے جیسی بد کردار سے ہی شادی کرتا ہے، یہی معاملہ بری خاتون کا ہے، اس کا مفہوم یہ ہوا کہ جس مرد کا زنا ظاہر ہو چکا ہو، کوئی پاکدامن خاتون اس سے شادی نہ کرے، اسی طرح جس عورت کی بدکاری فاش ہو چکی ہو، کوئی پاکدامن مرد اس سے نکاح نہ کرے۔

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ بدکار مردوں کو اپنے جیسی بدکار خواتین کی ہی تلاش ہوتی ہے، اسی طرح بری عورتوں کو برے مردوں سے ہی رغبت ہوتی ہے۔

ایک کہات ہے کہ تاجینا لڑکے کے والدین اس کا رشتہ مانگنے کے لیے بچی کے گھر گئے اور اس کے والدین سے بات کی، انہوں نے کہا: ہماری بچی ہر اعتبار سے ٹھیک ہے، بس صرف ”چشم گل“ ہے، جو بالڑکے والوں نے کہا: اس میں تو کوئی بات نہیں، کیونکہ ہمارا لڑکا بھی ”بالکل“ ہے۔ بات یہ ہے کہ جیسے ”چشم گل“ کے نصیبے میں ”بالکل“ آیا ہے، ایسے پاکدامن اور بدکار مردوں کا مسئلہ ہے۔ (چشم گل سے مراد وہ بچی ہے، جو ایک آنکھ سے محروم ہو)۔

(۷۰۰۹)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَيِّدًا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو النَّبِيُّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”الْأَوْسَطُ“: ۱۸۱۹ (انظر: ۶۴۸۰)

(۷۰۰۸) تخريج: اسنادہ حسن، أخرجه ابوداود: ۲۰۵۲ (انظر: ۸۳۰۰)

(۷۰۰۹) حسن، أخرجه النسائي في ”الكبرى“: ۱۱۳۵۹، والطبرانی في ”الآوسط“: ۱۸۱۹ (انظر: ۶۴۸۰)

مِنَ الْمُسْلِمِينَ اسْتَأْذَنَ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ فِي  
 امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ مَهْرُؤٍ، كَأَنَّتُ تُسَافِحُ  
 وَتَشْتَرِطُ لَهُ أَنْ تُنْفِقَ عَلَيْهِ وَآنَهُ اسْتَأْذَنَ فِيهَا  
 النَّبِيُّ ﷺ أَوْ ذَكَرَ لَهُ أَمْرَهَا فَقَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ  
 ﴿الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾  
 [النور: ۳]۔ (مسند احمد: ۶۴۸۰)

نبی کریم ﷺ سے ام مہرول نامی ایک عورت سے نکاح کے بارے میں اجازت طلب کی، یہ خاتون بدکاری کرتی تھی اور اس نے یہ شرط بھی لگائی تھی کہ وہ اس پر خرچ کرے گی، بہر حال اس مسلمان نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی یا اس نے آپ ﷺ کے لیے اس کا معاملہ ذکر کیا، آپ ﷺ نے جواباً اس آیت کی تلاوت کی: ”زانیہ خاتون سے نکاح نہیں کرتا، مگر زانی اور مشرک۔“ (سورہ نور: ۲)

**فوائد:**..... سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ مَرْثَدَ بْنَ أَبِي مَرْثَدٍ الْعَنُوبِيَّ كَانَ يَحْمِلُ الْأَسَارَى بِمَكَّةَ وَكَانَ بِمَكَّةَ بَغِيٌّ يُقَالُ لَهَا عَنَاقُ وَكَانَتْ صَدِيقَتَهُ۔ قَالَ جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنْكِحْ عَنَاقَ، قَالَ فَسَكَتَ عَنِّي فَنَزَلَتْ ﴿وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ فَدَعَا نِسَاءً فَقَرَأَهَا عَلَيَّ وَقَالَ: ((لَا تَنْكِحُهَا))..... سیدنا مرثد عنوبی رضی اللہ عنہما مسلمان قیدیوں کو مکہ مکرمہ سے منتقل کرتے تھے، جبکہ مکہ میں عناق نامی ایک زانی خاتون تھی، (دور جاہلیت میں) وہ ان کی پہلی بیوی ہوئی تھی، سیدنا مرثد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں عناق سے شادی کر لوں، آپ ﷺ مجھ سے خاموش ہو گئے، پس یہ آیت نازل ہوئی: ”اور زانی خاتون، اس سے کوئی شادی نہیں کرتا، مگر زانی اور مشرک۔“ آپ ﷺ نے مجھے بلایا، یہ آیتیں مجھے سنائیں اور فرمایا: ”تو اس سے شادی نہ کر۔“ (ابوداؤد: ۱۷۵۵، نسائی: ۳۲۲۸)

ان احادیث میں پاکدامن خواتین و حضرات کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے پاکدامن ساتھی کی تلاش کریں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَزْوِيجِ مَنْ لَمْ تُوَلَّدْ

بانجھ خاتون سے نکاح کرنے کا حکم

(۷۰۱۰)۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَنَا  
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ مِقْسَمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي  
 عَمَّتِي سَارَةُ بِنْتُ مِقْسَمٍ عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ  
 كَرْدَمٍ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِمَكَّةَ  
 وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ وَأَنَا مَعَ أَبِي وَيَبِدُ رَسُولِ  
 اللَّهِ ﷺ دِرَّةً كَدْرَةَ الْكُتَابِ فَسَمِعْتُ

سیدنا میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ مکہ میں اونٹنی پر سوار تھے اور میں اپنے باپ کے ساتھ تھی، نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا، جیسے کتابت سکھانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے، میں نے دیہاتیوں اور دیگر لوگوں کو سنا وہ کہہ رہے تھے: کوڑے کی آواز طب سے بچو (یعنی کوڑے سے بچو)،

(۷۰۱۰) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة حال سارة بنت مقسم، أخرجه ابوداؤد: ۳۳۱۴ (انظر: ۲۷۰۶۴)

میرے باپ آپ ﷺ کے قریب ہوئے اور آپ کے قدم مبارک کو پکڑ لیا، آپ ﷺ نے قدم برقرار رکھا، میں آپ کے پاؤں کی سبابہ انگلی کی لمبائی دیگر انگلیوں کے مقابلہ میں کبھی نہیں بھولوں گی، میرے باپ نے آپ ﷺ سے کہا: میں عثران کے لشکر میں حاضر تھا، آپ ﷺ نے اس لشکر کو پہچان لیا، طارق بن مرقع نے کہا: کون ہے جو مجھے کپڑے کے عوض نیزہ دے گا، میں اسے اس کی جزا دوں گا۔ میں نے کہا: اس کی جزا کیا چیز ہوگی؟ اس نے کہا: میں اپنی پیدا ہونے والی سب سے پہلی بیٹی کی اس سے شادی کروں گا، میں نے اسے نیزہ دے دیا اور اس کے پاس ہی چھوڑے رکھا، یہاں تک کہ اس کے ہاں بیٹی ہوئی اور پھر وہ بالغ بھی ہوگئی، میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا: میری اہلیہ کو میرے لئے تیار کرو، اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اسے تیار نہیں کروں گا تا وقتیکہ تو اس نیزے کے علاوہ بھی اس کا کوئی مہر بتائے، میں نے قسم اٹھائی کہ میں ایسا نہیں کروں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی عمر کتنی ہے؟“ میں نے کہا: بڑھاپے کو پہنچ گئی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اسے چھوڑ دو، اس میں خیر نہیں۔“ اس بات نے مجھے گھبراہٹ میں ڈال دیا، میں نے اس کی طرف دیکھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہ تو قسم کی وجہ سے گنہگار ہو اور نہ تیرا ساتھی ہوا۔“

احمد: (۲۷۶۰۴)

**فوائد:** ..... سیدنا معتقل بن یاریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَمَنْصِبٍ إِلَّا أَنَّهَُا لَا تَلِدُ، أَفَأَتْرَوْجُهَا فَنَهَاهُ ثُمَّ آتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ آتَاهُ الثَّلَاثَةَ فَنَهَاهُ فَقَالَ: ((تَزَوَّجُوا الْوَلُودَ الْوَدُودَ فَإِنِّي مُكَافِّرٌ بِكُمْ))..... ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھے ایک خاندانی اور مرتبے والی عورت ملی ہے، البتہ وہ ہے بانجھ، تو کیا میں اس سے شادی کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے اس کو منع فرمایا، پھر دوسری بار آگیا، آپ ﷺ نے اس کو روکا، جب وہ تیسری بار آیا تو آپ ﷺ نے اس کو منع کیا اور فرمایا: ”ایسی عورتوں سے شادی کرو، جو زیادہ بچے جننے والی اور خوب



مجت کرنے والی ہوں، یقیناً میں تمہاری کثرت کی وجہ سے فخر کروں گا۔“ (ابوداؤد: ۲۰۵۰، نسائی: ۳۲۲۹)

نکاح کا مقصد صرف شہوت رانی نہیں، بلکہ اولاد ہے، البتہ ایک دوسرے کا سہارا بننے کے لیے نکاح جائز ہے، لیکن یہ نام طور پر بڑی عمر میں ہوتا ہے، نوجوان آدمی کو تندرست خاتون سے شادی کرنی چاہیے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي رَدِّ الْمَنْكُوحَةِ بِالْعَيْبِ

کسی عیب کی وجہ سے منکوحہ کو رد کرنے کا بیان

(۷۰۱۱)۔ عَنْ جَمِيلِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: سَيِّدُنَا كَعْبُ بْنُ زَيْدٍ بِنِ كَعْبِ بْنِ النَّبِيِّ، حِينَ كُتِبَتْ لَهُ كَأَنَّ لَهُ صُحْبَةً يُقَالُ لَهُ: كَعْبُ بْنُ زَيْدٍ أَوْ زَيْدُ بْنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي غِفَّارٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا وَضَعَ ثَوْبَهُ، وَقَعَدَ عَلَى الْفِرَاشِ أَبْصَرَ بِكَشْحِهَا بَيَاضًا فَانْحَارَ عَنِ الْفِرَاشِ ثُمَّ قَالَ: ((خُذِي عَلَيْنِكَ ثِيَابَكَ)) وَلَمْ يَأْخُذْ مِمَّا آتَاهَا شَيْئًا۔ (مسند احمد: ۱۶۱۲۸)

سیدنا کعب بن زید یا زید بن کعب رضی اللہ عنہ، جن کو صحبت کا شرف بھی حاصل تھا، سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنی غفار کی ایک عورت سے نکاح کیا، جب اس کے پاس گئے، لباس اتارا اور بستر پر بیٹھے، تو اس کے پہلو میں سفیدی دیکھی، پس آپ بستر سے الگ ہو گئے اور اس سے فرمایا: ”تو اپنا لباس پہن لے۔“ پھر آپ ﷺ نے اس کو جو کچھ دیا تھا، وہ اس سے واپس نہیں لیا۔

**فوائد:** ..... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن کسی عیب کی وجہ سے خاوند کو طلاق دینے کا اختیار ہے۔

بَابُ مَنْ أَسْلَمَ وَتَحْتَهُ أُخْتَانِ أَوْ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعٍ وَفِيهِ الْعَدْدُ الْمُبَاحُ لِلْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَمَا خُصَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ

اس امر کا بیان کہ جو آدمی مسلمان ہو اور اس کے عقد میں دو بہنیں یا چار سے زائد بیویاں ہوں، نیز آزاد اور غلام کے لیے بیویوں کی جائز تعداد اور اس معاملے میں نبی کریم ﷺ کے خاصے کا بیان

(۷۰۱۲)۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عِيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِيَّ أَسْلَمَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اخْتَرِ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سیدنا عیلان بن سلمہ ثقفی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو ان کے عقد میں دس بیویاں تھیں، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”ان میں سے

(۷۰۱۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف جمیل بن زید الطائی، ثم ان فی اسناد حدیثہ هذا اضطرابا، أخرجه البخاری فی ”التاریخ الکبیر“: ۷/ ۲۲۳، والطحاوی فی ”شرح مشکل الآثار“: ۶۶، والبیہقی: ۷/ ۲۵۶ (انظر: ۱۶۰۳۲)

(۷۰۱۲) حدیث صحیح بطرقہ وشواہدہ، أخرجه ابن ماجہ: ۱۹۵۳، والترمذی: ۱۱۲۸ (انظر: ۴۶۰۹)

چارپسند کرلو (اور باقی چھوڑ دو)۔“

(مسند احمد: ۶۶۰۹)

**فوائد:**..... ترمذی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: اَسْلَمَ وَلَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَسْلَمْنَ مَعَهُ:

..... جب وہ مسلمان ہوئے تو ان کی دس بیویاں تھیں، وہ بھی ان کے ساتھ مسلمان ہو گئیں۔

اس میں اس طرح کوئی پابندی نہیں ہے کہ وہ ان چار بیویوں کو اپنے عقد میں رکھے، جن سے پہلے نکاح کیا تھا۔

(۷۰۱۳)۔ عَنِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ

النَّبِيَّ ﷺ يَدْزُرُ عَلِيَّ نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ

النَّوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهَنَّ إِحْدَى

عَشْرَةٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: وَهَلْ كَانَ يُطْبِقُ

ذَلِكَ؟ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ

ثَلَاثِينَ۔ (مسند احمد: ۱۴۱۵۵)

**فوائد:**..... ان گیارہ میں سے دو لونڈیاں تھیں، سیدہ ماریہ اور سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہما۔

(۷۰۱۴)۔ عَنْ مَطَرِ بْنِ النُّرَاقِ عَنْ أَنَسِ بْنِ

مَالِكٍ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يَطُوفُ عَلَيَّ

تِسْعَ نِسْوَةٍ فِي ضَحْوَةٍ۔ (مسند احمد:

۱۳۵۲۹)

**فوائد:**..... حدیث نمبر (۷۱۳۲) کی شرح میں ان امہات المؤمنین کے نام پیش کیے گئے ہیں۔

(۷۰۱۵)۔ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ فَيْرُوزَ أَنَّ أَبَاهُ

فَيْرُوزَ أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ وَتَحْتَهُ أُخْتَانِ، فَقَالَ

لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((طَلِّقْ أَيْتَهُمَا شِئْتَ))۔

(مسند احمد: ۱۸۲۰۳)

(۷۰۱۶)۔ (وَعَسَهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) عَنْ أَبِيهِ

قَالَ: أَسْلَمْتُ وَعِنْدِي امْرَأَتَانِ أُخْتَانِ

بِيَوِيَا تَهَيَّنَ وَأُخْتَانِ أُخْتَانِ

(۷۰۱۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۶۸ (انظر: ۱۴۱۰۹)

(۷۰۱۴) تخریج: حدیث صحیح، وهذا اسناد منقطع، أخرجه ابن ماجه: ۵۸۹ (انظر: ۱۳۵۰۵)

(۷۰۱۵) اسنادہ محتمل للتحسين، أخرجه ابوداود: ۲۲۴۳، والترمذی: ۱۱۲۹، وابن ماجه: ۱۹۵۱ (انظر:)

(۷۰۱۶) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

فَأَمْرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَطْلِقَ إِحْدَاهُمَا - حکم دیا کہ میں ان میں سے ایک کو طلاق سے دوں۔

(سند احمد: ۱۸۲۰۵)

**فوائد:** ..... دو بہنوں کو ایک آدمی کے نکاح میں جمع نہیں کیا جاسکتا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَنْ تَجْعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ﴾ ..... ”(اور تم پر حرام کیا گیا ہے کہ) تم دو بہنوں کو جمع کرو۔“ (سورہ نساء: ۲۳)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خاندان اپنی مرضی کے مطابق کسی ایک کو اختیار کر سکتا ہے، یہ شرط نہیں ہے کہ اس نے دو بہنوں میں سے جس سے پہلے نکاح کیا تھا، اس کو ہی اپنے عقد میں برقرار رکھے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا نظریہ یہ ہے کہ دو بہنوں کی صورت میں اس بہن کو جدا کر دیا جائے گا، جس سے بعد میں نکاح ہوا تھا اور چار سے زائد بیویوں کی صورت میں ان بیویوں کو الگ کر دیا جائے گا، جن سے چار کی تعداد کی تکمیل کے بعد نکاح ہوا تھا۔

لیکن مذکورہ بالا روایات میں یہ قید اور شرط نہیں پائی جاتی، لہذا خاندان کو اختیار حاصل ہے، وہ جسے چاہے اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الزَّوْجَيْنِ الْكَافِرَيْنِ يُسْلِمُ أَحَدُهُمَا قَبْلَ الْآخَرِ

ان کا فرمیاں بیوی کا بیان کہ جب ان میں سے ایک دوسرے سے پہلے مسلمان ہو جائے

(۷۰۱۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْنَبَ ابْنَتَهُ عَلَى زَوْجِهَا أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ بِالنِّكَاحِ الْأَوَّلِ وَلَمْ يُحْدِثْ شَيْئًا۔ (مسند احمد: ۱۸۷۶)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی سیدنا زینب رضی اللہ عنہا کو پہلے نکاح کے ساتھ ہی ان کے خاندان سیدنا ابو عاص بن ربیع کے سپرد کر دیا تھا اور کوئی نیا نکاح نہیں کیا تھا۔

(۷۰۱۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَدَّ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ وَكَانَ إِسْلَامُهَا قَبْلَ إِسْلَامِهِ بِسِتِّ سِنِينَ، عَلَى النِّكَاحِ الْأَوَّلِ وَلَمْ يُحْدِثْ شَهَادَةً وَلَا صَدَاقًا۔ (مسند احمد: ۲۳۶۶)

(دوسری سند) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو پہلے نکاح کے ساتھ ہی ان کے خاندان سیدنا ابو عاص بن ربیع کی طرف لوٹا دیا، حالانکہ سیدہ اپنے خاندان سے چھ سال پہلے مسلمان ہوئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نئی گواہی پیش کی اور نہ نئے مہر کا مطالبہ کیا۔

**فوائد:** ..... جب کوئی خاتون مسلمان ہو جائے، جبکہ اس کا خاندان ابھی تک کافر ہو تو اس کی عدت ایک حیض ہو

(۷۰۱۷) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه ابوداود: ۲۲۴۰، والترمذی: ۱۱۴۳ (انظر: ۱۸۷۶)

(۷۰۱۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

گی، اس عدت کے بعد وہ کسی سے شادی کر سکتی ہے، لیکن اگر شادی کرنے سے پہلے اس کا شوہر بھی مسلمان ہو جائے تو ان کو سابق نکاح اور مہر کی بنیاد پر ہی میاں بیوی سمجھا جائے گا، نئے نکاح کی ضرورت نہیں ہوگی، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب بنتیہؓ کے ساتھ کیا، اگر ایسی خاتون عدت گزارنے کے بعد اور خاوند کے مسلمان ہونے سے پہلے شادی کر لیتی ہے تو پہلے خاوند کا حق ختم ہو جائے گا۔

(۷۰۱۹)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ سَيِّدِنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَاصِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنْ مَرْوَى بْنِ كَرِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ نِسَاءً مَهْرًا لَمْ يَنْكَحُوا فِي نِكَاحِهَا مَعَهَا ابْنَتُهَا كَرِيمٌ سَيِّدِنَا ابُو الْعَاصِمِ كَرِيمٌ جَدِيدٌ۔

(مسند احمد: ۶۹۳۸)

**فوائد:**..... لیکن یہ روایت ضعیف ہے، سابقہ حدیث میں مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ تَتَزَوَّجُ ثُمَّ يُسَلِّمُ زَوْجَهَا الْأَوَّلَ فَتَرُدُّ عَلَيْهِ

اس عورت کا بیان کہ جو مسلمان ہو کر شادی کر لے اور پھر اس کا خاوند اسلام قبول کرے، تو وہ اسی کی طرف لوٹائی جائے گی

(۷۰۲۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَسَلَمَتِ امْرَأَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَزَوَّجَتْ فَجَاءَ زَوْجَهَا الْأَوَّلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي قَدْ أَسَلَمْتُ وَعَلِمْتُ بِإِسْلَامِي فَتَزَعَّعَهَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ زَوْجِهَا الْآخِرِ وَرَدَّهَا عَلَى زَوْجِهَا الْأَوَّلِ۔ (مسند احمد: ۲۹۷۲)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مسلمان ہوئی اور اس نے آگے شادی کر لی، لیکن اس کا پہلا خاوند نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھی مشرف باسلام ہوا ہوں اور اس میری بیوی کو معلوم تھا کہ میں اسلام لا چکا ہوں، پھر بھی اس نے آگے شادی کر لی ہے، نبی کریم ﷺ نے اس خاتون کو دوسرے خاوند سے واپس لے کر اس کو اس کے پہلے خاوند کی طرف لوٹا دیا۔

**فوائد:**..... تاہم مسئلہ یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر پہلا خاوند مستحق ہے، عدت کے بعد خاتون کو اختیار مل جاتا ہے، لیکن پہلے خاوند کا انتظار کرنا درست ہے۔

(۷۰۱۹) تخریج: اسنادہ ضعیف، الحجاج بن ارطاة كثير الخطأ والتدليس، أخرجه الترمذی: ۱۱۴۲، وابن ماجه: ۲۰۱۰ (انظر: ۶۹۳۸)

(۷۰۲۰) تخریج: اسنادہ ضعیف، سماك بن حرب فی روايته عن عكرمة اضطراب، أخرجه ابوداود: ۲۲۳۹، وابن ماجه: ۲۰۰۸ (انظر: ۲۹۷۲)

## بَابُ الْخِيَارِ لِلْأَمَةِ إِذَا عْتَقَتْ تَحْتَ عَبْدٍ

آزاد ہونے کے بعد لونڈی کو اختیار مل جانے کا بیان، جب وہ کسی غلام کی بیوی ہو

سیدنا عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کچھ لوگوں کو سنا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب لونڈی کو آزاد کر دیا جاتا ہے تو اس کو اختیار مل جاتا ہے، جب تک اس کا خاندان اس سے جماع نہ کر لے، اگر وہ چاہے تو اس سے جدا ہو سکتی ہے اور اگر اس نے اس سے جماع کر لیا تو اس کا اختیار ختم ہو جائے گا اور اس کو اس سے جدا ہونے کی طاقت نہیں رہے گی۔“

سیدنا عمرو بن امیہ ضمیری کہتے ہیں: میں نے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب لونڈی کو آزادی کر دیا جاتا ہے، جبکہ وہ پہلے کسی غلام کی بیوی ہو تو اس کو اختیار مل جاتا ہے، اگر وہ اسی کے گھر برقرار رہی، یہاں تک کہ اس نے اس سے جماع کر لیا تو وہ اسی کی بیوی رہے گی اور اس سے جدا نہیں ہو سکے گی۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے بریرہ کو آزاد کرنا چاہا، لیکن اس کے مالکوں نے یہ شرط لگا دی کہ ولاء ان کی رہے گی، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتلائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تو بیشک اس کو خرید کر آزاد کر دے، ولاء تو صرف اس کی ہوتی ہے، جو چاندی (یعنی قیمت) خرچ کرتا ہے۔“ پس میں نے اس کو خرید کر آزاد کر دیا، پھر

(۷۰۲۱)۔ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا يَتَحَدَّثُونَ عَنِ اسْنَبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِذَا عْتَقْتَ الْأَمَةَ فَهِيَ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَطَّأَهَا إِنْ شَاءَتْ فَارْقَتُهُ، وَإِنْ وَطَّئَهَا فَلَا خِيَارَ لَهَا وَلَا تَسْتَطِيعُ فِرَاقَهُ.)) (مسند احمد: ۲۳۵۹۵)

(۷۰۲۲)۔ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِذَا أُعْتِقَتِ الْأَمَةُ وَهِيَ تَحْتَ الْعَبْدِ فَأَمَرَهَا بِبَيْدِهَا فَإِنْ هِيَ أَتَمَّرَتْ حَتَّى يَطَّأَهَا فَهِيَ أَمْرَاتُهُ لَا تَسْتَطِيعُ فِرَاقَهُ.)) (مسند احمد: ۱۶۷۳۷)

(۷۰۲۳)۔ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَأَشْتَرَطْتُ أَهْلَهَا وَوَلَاءَهَا، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اشْتَرَيْتَهَا فَأَعْتَقْتَهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ)) قَالَتْ: فَأَشْتَرَيْتَهَا

(۷۰۲۱) تخریج: حدیث حسن، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۴۹۳۷، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار": ۴۳۸۳ (انظر: ۲۳۲۰۸)

(۷۰۲۲) تخریج: انظر الحديث السابق،

(۷۰۲۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۵۳۶، ۶۷۵۸ (انظر: ۲۵۳۶۶)



فَأَعْتَقْتُهَا، قَالَتْ: فَدَعَاَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا. وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا. (مسند احمد: ٢٥٨٨٠)

رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور اس کو اس کے خاوند کے بارے میں اختیار دے دے، اس نے یہ اختیار قبول کیا، اس کا خاوند آزاد تھا۔

**فوائد:** ..... حدیث کے آخری الفاظ ”اس کا خاوند آزاد تھا“ اسود راوی کے کلام سے مدرج ہیں، اگر اس کو موصول بھی سمجھ لیا جائے تو کثرت طرق کی بنا پر وہ روایت راجح ہوگی، جس میں سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کے غلام ہونے کا ذکر ہے۔

(٧٠٢٤)۔ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مِثْلُ حَدِيثِ مَنْصُورٍ إِلَّا أَنَّهُ، قَالَ: كَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا، وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيَّرْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. (مسند احمد: ٢٥٨٨١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، ..... یہ حدیث منصور کی حدیث کی طرح ہے، البتہ اس میں ہے: اور اس کا خاوند غلام تھا، اگر وہ آزاد ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کو اختیار نہ دیتے۔

(٧٠٢٥)۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فِي حَدِيثِ طَوِيلٍ عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا قَالَتْ: وَكَانَتْ. أَى بَرِيرَةَ. تَحْتَ عَبْدٍ فَلَمَّا أَعْتَقْتُهَا، قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اِخْتَارِي، فَإِنْ شِئْتِ أَنْ تَمْكُثِي تَحْتَ هَذَا الْعَبْدِ وَإِنْ شِئْتِ أَنْ تُفَارِقِيهِ.)) (مسند احمد: ٢٥٩٨٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، یہ ایک طویل حدیث ہے، صحیح میں ایک بات یہ تھی: سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا ایک غلام کی بیوی تھی، جب میں (عائشہ) نے اس کو آزاد کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تجھے اختیار مل گیا ہے، اگر تو چاہے تو اس غلام کے ماتحت رہ سکتی ہے اور چاہے تو علیحدہ ہو سکتی ہے۔“

(٧٠٢٦)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بَرِيرَةَ كَانَتْ مَكَاتِبَةً وَكَانَ زَوْجُهَا مَمْلُوكًا، فَلَمَّا أُعْتِقَتْ خُبِرَتْ. (مسند احمد: ٢٦٢٧٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح بھی مروی ہے کہ سیدہ بریرہ نے مکاتبہ کی ہوئی تھی اور ان کا خاوند غلام تھا، جب اس کو آزاد کر دیا گیا تو اس کو اختیار دے دیا گیا۔

(٧٠٢٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا خُبِرَتْ سَيِّدَاتُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنْ رِوَايَةِ هَذَا، وَهِيَ كَقَوْلِهِ: (مسند احمد: ٢٥٣٦٧)

(٧٠٢٤) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٠٤ (انظر: ٢٥٣٦٧)

(٧٠٢٥) تخريج: حديث صحيح دون القول المرفوع في هذا الحديث، أخرجه ابويعلى: ٤٤٣٦، والبيهقي: ٧/ ٢٢٠ (انظر: ٢٥٤٦٨)

(٧٠٢٦) تخريج: حديث صحيح، وانظر الحديث السابق

(٧٠٢٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٢٨٣ (انظر: ١٨٤٤)

جب بریرہ کو اختیار ملا تو میں نے دیکھا کہ اس کا خاوند مدینہ کی گلیوں میں اس کے پیچھے پیچھے پھرتا تھا اور اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہتے تھے، کسی نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے بات کی کہ بریرہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے بات کرے، پس آپ ﷺ نے اس سے کہا: ”بریرہ! یہ تیرا خاوند ہے۔“ سیدہ بریرہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے حکم دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تو سفارش کر رہا ہوں۔“ پس آپ ﷺ نے اس کو اختیار دیا اور اس نے یہ اختیار قبول کر لیا، ان کا خاوند آل مغیرہ کا غلام تھا۔

بَرِيرَةٌ رَأَيْتُ زَوْجَهَا يَتَّبِعُهَا فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَكَلِمَ الْعَبَّاسُ لِيُكَلِّمَ فِيهِ النَّبِيَّ ﷺ لِبَرِيرَةَ: ((إِنَّهُ زَوْجُكِ-))، فَقَالَتْ: تَأْمُرُنِي بِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا شَافِعٌ-))، قَالَ: فَخَيْرَهَا فَأَخْتَارَتْ نَفْسَهَا، وَكَانَ عَبْدًا لِالْمُغِيرَةِ- (مسند احمد: ۱۸۴۴)

**فوائد:** ..... لِيُكَلِّمَ فِيهِ النَّبِيَّ ﷺ لِبَرِيرَةَ: ((إِنَّهُ زَوْجُكِ-))، ان الفاظ کی ترکیب صحیح نہیں بن رہی، اگر سنن ابوداؤد کے الفاظ کو سامنے رکھا جائے معلوم ایسے ہوتا ہے کہ اصل ترکیب اس طرح یا اس سے ملتی جلتی تھی: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِبَرِيرَةَ: ((إِنَّهُ زَوْجُكِ-))، ہم نے اسی ترکیب کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

اس باب سے ثابت ہوا کہ جب غلام اور لونڈی شادی والی زندگی گزار رہے ہوں اور لونڈی کو آزاد کر دیا جائے تو اس کو اس غلام خاوند کے پاس رہنے یا نہ رہنے کا اختیار مل جاتا ہے، جب سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو یہ اختیار ملا تو انھوں نے جدائی کو ترجیح دی۔



## أَبْوَابُ الْوَلِيمَةِ

### ولیمہ کے ابواب

بَابُ حُكْمِ الْوَلِيمَةِ وَاسْتِحْبَابِهَا بِالشَّاءِ فَأَكْثَرَ وَجَوَازِهَا بِدُونِهَا  
ولیمہ کے حکم، بکری یا اس سے زائد چیز کے ساتھ اس کے مستحب ہونے اور اس سے کم کسی چیز کے  
ولیمہ کے جائز ہونے کا بیان

**تنبیہ:** ..... موجودہ زمانے میں تکلف، رسموں اور ظاہری رکھ رکھاؤ کی جو کیفیت و کیت رواج پا چکی ہے، وہ شرعی احکام کے مطابق محل نظر ہے، نکاح، رخصتی اور ولیمہ مسنون امور ہیں، جن پر عمل کرنے کے سب سے پہلے مستحق رسول اللہ ﷺ اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، آپ نے درج ذیل روایات کو بغور پڑھ کر اندازہ کرنا ہے کہ ان سنتوں پر کیسے عمل کیا گیا۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ شادی اور اس سے متعلقہ امور کا اس چیز سے کوئی تعلق نہیں کہ مال و دولت کا اظہار کیا جائے، مقابلہ بازی شروع ہو جائے، نمود و نمائش واضح طور پر نظر آئے اور فخر و مباہات کا سلسلہ شروع ہو جائے، گزارش ہے کہ روح اسلام کو سمجھا جائے اور اسلام کے تمام تقاضوں کو پورا کیا جائے، اسلام سادگی کو بھی ایمان کا حصہ قرار دیتا ہے۔

(۷۰۲۸)۔ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَبِهِ وَضْرٌ مِنْ خَلْقٍ، فَقَالَ لَهُ: ((مَهَيْمٌ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ؟)) قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: ((كَمْ أَصَدَقْتَهَا؟)) قَالَ: وَزَنَ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْلِمْتَ وَلَوْ بِشَاةٍ))، قَالَ أَنَسٌ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ملے، جب آپ ﷺ نے ان پر خلوق خوشبو کا نشان دیکھا تو پوچھا: ”اے عبد الرحمن! کیا معاملہ ہے؟“ انھوں نے کہا: میں نے انصار کی ایک عورت کے ساتھ شادی کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کتنا حق مہر دیا ہے؟“ انھوں نے کہا: نواۃ کے وزن کے برابر سونا دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ولیمہ کرو، اگرچہ وہ ایک بکری کی

صورت میں ہو۔“ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ ان کی وفات کے بعد ان کی ہر ایک بیوی کو ایک ایک لاکھ دینار ملے تھے، ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی شادی کا سن کر ان سے فرمایا تھا: ”اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت کرے، ولیمہ کر، اگرچہ ایک بکری کی صورت میں ہو۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنی کسی شادی کے موقع پر اتنا بڑا ولیمہ کیا ہو، جو سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کے موقع پر کیا تھا، آپ ﷺ نے اس موقع پر ایک بکری ذبح کی تھی۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے حق زوجیت ادا کیا تو ولیمہ کیا اور ہمیں گوشت اور روٹی کھلائی، ایک روایت میں ہے: مسلمانوں کو گوشت اور روٹی سے سیر کر دیا۔

سیدنا بریدہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح بھیجا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”شادی کے بعد ولیمہ ضروری ہے۔“ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک دنبہ میں دوں گا، ایک نے کہا: اتنی اتنی مکئی میں دوں گا۔

**فوائد:** ..... صحابہ کرام نیکی کے امور کی طرف سبقت لے جانے والے اور ایسے معاملات میں ایک دوسرے کے معادین تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ﴾ ..... ”اور نیکی اور تقویٰ کے معاملے میں ایک دوسرے کا تعاون کرو۔“ (سورہ مائدہ: ۲)

قَسَمَ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ مِائَةَ أَلْفٍ دِينَارٍ، زَادَنِي رِوَايَةٌ: ((بَارَكَ اللَّهُ لَكَ أَوْلَمَ وَلَوْ بِشَاةٍ)) (مسند احمد: ۱۲۷۱۵)

(۷۰۲۹)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ أَوْلَمَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، قَالَ: فَأَوْلَمَ بِشَاةٍ أَوْ ذَبَحَ شَاةً۔ (مسند احمد: ۱۳۴۱۱)

(۷۰۳۰)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ أَوْلَمَ، نَاطِعَمَنَا خُبْرًا وَلَحْمًا (وَفِي لَفْظٍ) فَأَشْبَعَ الْمُسْلِمِينَ خُبْرًا وَلَحْمًا۔ (مسند احمد: ۱۲۰۴۶)

(۷۰۳۱)۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا خَطَبَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهُ لَا بُدَّ لِلْعُرْسِ مِنْ وَلِيمَةٍ)) قَالَ: فَقَالَ سَعْدٌ: عَلَيَّ كَبْشٌ، وَقَالَ فُلَانٌ: عَلَيَّ نَكْدًا وَكَدًّا مِنْ ذُرَّةٍ۔ (مسند احمد: ۲۳۴۲۳)

(۷۰۲۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۱۶۸، ۵۱۷۱، ومسلم: ۱۴۲۸ (انظر: ۱۳۳۷۸)

(۷۰۳۰) تخریج: أخرجه بنحوه البخاری: ۴۷۹۱، ۵۱۵۴، ۶۲۳۹، ومسلم: ۱۴۲۸ (انظر: ۱۲۰۲۳)

(۷۰۳۱) تخریج: اسنادہ محتمل للتحسین، أخرجه البزار: ۱۴۰۷، والطحاوی فی ”شرح مشکل الآثار“:

۳۰۱۸، والطبرانی فی ”الکبیر“: ۱۱۵۳ (انظر: ۲۳۰۳۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے دو بیویوں کے ولیموں میں حاضر ہوا، آپ نے ہمیں نہ روٹی کھلائی اور نہ گوشت، میں (علی بن زید) نے کہا: پھر کیا تھا؟ انھوں نے کہا: خنیس یعنی ایک حلوہ سا تھا، جو کھجور، پنیر اور گھی سے تیار کیا گیا تھا۔

(۷۰۳۲)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ قَالَ: شَهِدْتُ وَلِيمَتَيْنِ مِنْ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَمَا أَطَعَمَنَا فِيهِمَا خُبْزًا وَلَا لَحْمًا، قُلْتُ: فَمَه؟ قَالَ: الْحَنِيْسُ يَعْنِي التَّمْرَ وَالْأَقِطَ بِالسَّمْنِ - (مسند احمد: ۱۱۹۷۵)

**فوائد:** ..... ان دو بیویوں سے مراد سیدہ صفیہ بنت حبیبی اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا صفیہ بنت حبیبی کا ولیمہ کھجور، پنیر اور گھی سے کیا تھا، زمین کو کھود کر ہموار کیا گیا، پھر دسترخوان بچھائے گئے اور ان پر پنیر، کھجور اور گھی رکھا گیا، لوگوں نے سیر ہو کر کھایا۔

(۷۰۳۳)۔ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَعَلَ وَلِيمَةً صَفِيَّةَ بِنْتِ حُنَيْسٍ التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ، قَالَ: فُحِصَتِ الْأَرْضُ أَفَاجِيصَ، قَالَ: وَجِيءَ بِالْأَنْطَاعِ فَوُضِعَتْ فِيهَا ثُمَّ جِيءَ بِالْأَقِطِ وَالتَّمْرِ وَالسَّمْنِ فَشَبِعَ النَّاسُ - (مسند احمد: ۱۳۶۱۰)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا ابو اسید ساعدی آئے اور نبی کریم ﷺ کو شادی میں آنے کی دعوت دی، اس دن ان کی بیوی ان کی خادمہ تھی، اسی کی شادی ہوئی تھی، اچھا کیا تم جانتے ہو کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو کیا پلایا تھا، اس نے رات کو ایک برتن میں کھجوریں بھگور کھی تھیں، (وہ نبیذ آپ ﷺ کو پلایا تھا)۔

(۷۰۳۴)۔ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلًا يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: أَتَى أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ فَدَعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي عُرْسِهِ فَكَانَتْ أَمْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ يَوْمِيذٍ وَهِيَ الْعَرُوسُ، قَالَ: تَذْرُونَ مَا سَقَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ أَنْقَعَتْ تَمْرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ - (مسند احمد: ۱۶۱۵۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک

(۷۰۳۵)۔ عَنْ أَنَسِ قَالَ: شَهِدَ رَسُولُ

(۷۰۳۲) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابن ماجه: ۱۹۱۰ (انظر: ۱۱۹۵۳)

(۷۰۳۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۲۸ (انظر: ۱۳۵۷۵)

(۷۰۳۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۵۹۱، ومسلم: ۲۰۰۶ (انظر: ۱۶۰۶۲)

(۷۰۳۵) تخریج: حدیث صحیح (انظر: ۱۳۶۷۶)



اللَّهُ وَلِيمَةٌ مَا فِيهَا خُبْزٌ وَلَا لَحْمٌ۔ ولیمہ میں شمولیت فرمائی، اس میں نہ روٹی تھی اور نہ گوشت تھا۔

(مسند احمد: ۱۳۷۱۱)

(۷۰۳۶)۔ عَنْ عَائِشَةَ ۷ قَالَ: أَوْلَمَ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے رَسُوْلُ اللّٰهِ ۷ عَلٰی بَعْضِ نِسَائِهِ بِمَدَنِيْنَ اپنی ایک بیوی کے ولیمہ کے موقع پر دو منہ جو کھلائے تھے۔

وَمِنْ شَعْبِيٍّ۔ (مسند احمد: ۲۰۳۲۲)

**فوائد:** ..... ولیمہ وہ دعوت ہے جو دو لہا کی طرف سے شادی کی خوشی کے موقع پر پیش کی جاتی ہے، ولیمہ شادی کے بعد دوسرے دن کرنا مسنون ہے، کسی شرعی مجبوری کی بنا پر تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔

جمہور اہل علم کے نزدیک ولیمہ مستحب ہے۔

ولیمہ میں کمی بیشی کی کوئی قید نہیں، بلکہ حسبِ ضرورت اور حسبِ توفیق ویسے کا کھانا پکایا جا سکتا ہے، وہ تھوڑا ہوا زیادہ، لیکن غلو، نمود و نمائش اور فخر و مباہات سے بچنا ضروری ہے۔

نبی کریم ﷺ کے عصرِ مبارک کی اہم خاصیت سادگی اور پر خلوص باہمی محبت تھی، آپ ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کے موقع پر بکری کا، سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے موقع پر کھجور اور ستو کا اور بعض بیویوں سے شادی پر دو منہ (تقریباً ایک کلو پچاس گرام) کا ولیمہ کیا۔ لیکن آج کل جہاں ظاہری رکھ رکھاؤ، اور ”بھرم“ برقرار رکھنے کے لیے تکلف کرتے ہوئے ویسے کی دعوتوں اور شادی کے دوسرے رسم و رواج پر بے دریغ خرچ کیا جاتا ہے، وہاں مستحقین اور حقدار فقراء و مساکین کو کلی طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ دعوت دیتے وقت قطعی طور پر اس چیز کو مد نظر نہیں رکھا جاتا ہے کہ فلاں آدمی نیک ہے یا فلاں آدمی غریب ہے، بس مسکراہٹوں کے تبادلے ہو رہے ہیں اور دولت کو دولت کھینچ رہی ہے، یہی دعوتیں ہیں جنہیں بدترین کہا گیا۔ بہر حال مسلمان بھائی کی دعوت قبول کرنا ضروری ہے۔

آج کل شادی کے موقع پر اتنے تکلفات کیے جاتے ہیں کہ یا تو متعلقہ لوگوں کو کئی سالوں تک تیاری کرنا پڑتی ہے یا پھر برسوں تک مقروض رہتے ہیں۔ یقین مانیں کہ جب رشتہ داروں کو تین چار ایام پر مشتمل شادی کی دعوت دی جاتی ہے، تو ہمارے مشاہدے کے مطابق لوگوں کی اکثریت کو اس بنا پر پریشان پایا جاتا ہے کہ گھر کے ہر فرد کے لیے اتنے لمبوسات کا اہتمام کرنا ہے اور فلاں فلاں رسم میں اتنی اتنی رقم جمع کروانی ہے، محبت کے ظاہری دعووں اور رواجوں کو برقرار رکھنے کے لیے حیثیت سے بڑھے ہوئے تقاضوں کو پورا کیا جا رہا ہے۔

کیا آپ تسلیم کریں گے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے موقع پر ان کو لینے کے لیے آپ ﷺ اکیلے گئے تھے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس پر دو گرام کا علم ہی نہ تھا، آپ ﷺ کے ولیموں میں بھی سادگی تھی، سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے موقع پر تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ جس کے پاس زائد کھجوریں اور ستو ہے، وہ لے آئے، اسے اکٹھا

(۷۰۳۶) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه البخاری: ۵۱۷۲ (انظر: ۲۴۸۲۱)

کر کے ولیمہ کر دیا، آپ ﷺ کو اکثر صحابہ کرام کی شادیوں کا علم ہی نہیں ہوتا تھا؟ لیکن اس دور میں ایسا کرنے والے کو موبر و طعن اور رشتہ داروں کا لحاظ نہ کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔

عصر حاضر میں حقیقی محبت مفقود ہے، خوشامد، چاپلوسی اور مال و دولت کا ضرورت سے زیادہ اظہار کیا جاتا ہے، مقابلہ بازی ہے، دنیا کو برتری حاصل ہے،.....، مستحق، نادار، بے سہارا، لو لے لنگڑے اور غریب رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا تو درکنار، زبانی کلامی ان کے دکھ درد میں شریک ہونے والا کوئی نہیں۔ ایسے میں وہی کچھ ہوگا، جو ہو رہا ہے۔

### بَابُ إِجَابَةِ الدَّاعِي إِلَى الْوَلِيمَةِ

ولیمہ کی دعوت دینے والی کی دعوت قبول کرنے کا بیان

(۷۰۳۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((إِذَا نُودِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى وَلِيمَةٍ فَلْيَأْتِهَا)) (مسند احمد: ۴۷۱۲)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو وہ اس ویسے میں حاضری دے۔

(۷۰۳۸)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ) أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى وَلِيمَةٍ عُرِسَ فَلْيُجِبْ)) (مسند احمد: ۴۷۳۰)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو شادی کے ولیمہ کی دعوت دی جائے تو وہ اس دعوت کو قبول کرے۔

(۷۰۳۹)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ أَوْ نَحْوَهُ۔ (مسند احمد: ۶۳۳۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی کو دعوت دے، تو وہ یہ دعوت قبول کرے، وہ شادی کی دعوت ہو یا کوئی اور۔“

(۷۰۴۰)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ)) (مسند احمد: ۷۳۰۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے اور وہ روزے سے ہو تو وہ کہہ دے کہ وہ روزے سے ہے۔“

(۷۰۴۱)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ دُعِيَ فَلْيُجِبْ، فَإِنَّ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس کو دعوت دی جائے، وہ اسے

(۷۰۳۷) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۱۷۳، ومسلم: ۱۴۱۹ (انظر: ۴۷۱۲)

(۷۰۳۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۷۰۳۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۲۹ (انظر: ۶۳۳۷)

(۷۰۴۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۱۵۰ (انظر: ۷۳۰۴)

(۷۰۴۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۳۱ (انظر: ۷۳۴۹)

قبول کرے، اگر اس کا روزہ نہ ہو تو وہ کھائے اور اگر وہ روزے سے ہو تو اس کے لئے دعا کر دے۔“

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو وہ اس دعوت کو قبول کرے، پھر اگر چاہے تو کھانا کھالے اور چاہے تو نہ کھائے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کو دعوت کی دی جائے تو وہ قبول کرے۔“ یا فرمایا: وہ دعوت میں آئے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا روزہ ہوتا یا نہ ہوتا، وہ ہر حال میں دعوت قبول کرتے تھے۔

كَانَ مُفْطِرًا أَكَلَ، وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيَصِلْ وَيَدْعُ لَهُمْ.)) (مسند احمد: ۷۷۳۵)

(۷۰۴۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ.)) (مسند احمد: ۱۵۲۸۹)

(۷۰۴۳)۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الدَّعْوَةِ فَلْيُجِبْ.)) أَوْ قَالَ: ((فَلْيَأْتِهَا.))، قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُجِيبُ صَائِمًا وَمُفْطِرًا. (مسند احمد: ۵۷۶۶)

**فوائد:** ..... دعوت قبول کرتے تھے، روزے کی حالت میں ہوتے یا نہ ہوتے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ولیمہ کا کھانا بدترین کھانا ہے، جس میں مالداروں کو بلایا جاتا ہے اور مسکینوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے، جبکہ یہ دعوت حق ہے، جس نے اس کو چھوڑا اس نے نافرمانی کی، معمر راوی کے الفاظ یہ تھے: جس نے دعوت قبول نہ کی، اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

(۷۰۴۴)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى الْغَنِيُّ وَيَتْرَكَ الْمِسْكِينُ (وَفِي لَفْظٍ: يُدْعَى إِلَيْهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيَتْرَكَ الْمَسَاكِينُ) وَهِيَ حَقٌّ، وَمَنْ تَرَكَهَا فَتَنَّدَ عَصَى، وَكَانَ مَعْمَرٌ رَبَّمَا قَالَ: وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ. (مسند احمد: ۷۶۱۳)

**فوائد:** ..... یہ روایت متوقف ہے، صحیح مسلم کی جو روایت مرفوع ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُمْنَعُهَا مَنْ يَأْتِيهَا وَيُدْعَى إِلَيْهَا مَنْ يَأْبَاهَا وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ.)) ..... ”بدترین کھانا ولیمہ کا کھانا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جو کھانے کے لیے آنا چاہتے ہیں، ان کو روک دیا جاتا ہے اور جو آنے سے انکار

(۷۰۴۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۳۰ (انظر: ۱۵۲۱۹)

(۷۰۴۳) اسنادہ صحیح علی شرط الشيخین، أخرجه البخاری: ۵۱۷۹، ومسلم: ۱۴۲۹ (انظر: ۵۷۶۶)

(۷۰۴۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۲۲ (انظر: ۷۶۲۴)

کرتے ہیں، ان کو بلایا جاتا ہے، بہر حال جس نے دعوت قبول نہ کی، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“ (صحیح مسلم: ۲۵۸۶)

امام نووی نے کہا: اس حدیث میں اس چیز کی خبر دی جا رہی ہے، جو لوگوں میں رواج پا چکی ہے، ولیموں میں مالدار لوگوں کو پروٹوکول دیا جاتا ہے، خاص طور پر ان کو دعوت دی جاتی ہے اور ان کے لیے اچھے اچھے کھانے تیار کیے جاتے ہیں اور ان کو دوسرے محتاجوں پر مقدم کیا جاتا ہے، اکثر ولیموں میں یہی کچھ ہوتا ہے۔

(۷۰۴۵)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ)) (مسند احمد: ۵۲۶۳)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دعوت قبول نہ کی، اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔“

(۷۰۴۶)۔ عَنْ عِكْرَمَةَ بِنْتِ عَمَارٍ سَمِعَتْ أَبَا عَادِيَةَ الْيَمَانِيَّ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَجَاءَ رَسُولُ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ فَدَعَاهُمْ، فَمَا قَامَ إِلَّا أَبُو هُرَيْرَةَ وَخَمْسَةٌ مِنْهُمْ، أَنَا أَحَدُهُمْ، فَذَهَبُوا فَأَكَلُوا، ثُمَّ جَاءَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَعَسَلَ يَدَهُ، ثُمَّ قَالَ: وَاللَّهِ يَا أَهْلَ الْمَسْجِدِ إِنَّكُمْ لِعُصَاةٌ لِأَبِي الْقَاسِمِ ﷺ. (مسند احمد: ۷۸۷۱)

ابو عادیہ یمانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مدینہ میں آیا، کثیر بن صلت کا قاصد آیا اور اس نے مسجد والوں کو دعوت دی، صرف سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور مزید پانچ آدمی کھڑے ہوئے، میں ان میں ایک تھا، پس یہ لوگ گئے اور کھانا کھایا، جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو انھوں نے ہاتھ دھوئے اور کہا: اللہ کی قسم! اے اہل مسجد! بیشک تم ابو القاسم رضی اللہ عنہ کے نافرمان ہو۔

**فوائد:** ..... مسلمان کی دعوت قبول کرنا حق ہے، خاص طور پر ولیمہ کی دعوت، اس لیے باہتمام اس حق کو ادا کرنا چاہیے، وگرنہ نبی کریم ﷺ کی نافرمانی ہوگی۔

بعض احادیث سے معلوم ہوا کہ نفلی روزے کی وجہ سے دعوت قبول نہ کی جائے، لیکن دعوت کی وجہ سے نفلی روزہ توڑنا بھی جائز ہے، جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا، جب کھانا (دسترخوان پر) رکھا گیا تو ایک آدمی نے کہا: میں تو روزے دار ہوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((دَعَاكَ أَخُوكَ وَتَكَلَّفَ لَكَ فَصُمَّ مَكَانَهُ إِنْ شِئْتَ)) ..... ”تیرے بھائی نے تجھے دعوت دی اور تیرے لیے تکلف کیا، (اس لیے روزہ توڑ دے) اور اگر چاہے تو اس کی جگہ پر ایک اور روزہ رکھ لینا۔“ (سنن بیہقی، قال

الحافظ ابن حجر: اسنادہ حسن)

(۷۰۴۵) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، أخرجه ابوداود: ۳۷۴۱ (انظر: ۵۲۶۳)

(۷۰۴۶) تخریج: اسنادہ ضعیف، ابو عادیة انیمامی، جہلہ ابو زرعة العراقی وابن حجر (انظر: ۷۸۸۴)

اگر واقعی نظر آ رہا ہے کہ داعی نے بڑے تکلف اور رغبت سے کھانا تیار کیا ہے تو نفلی روزہ توڑ دینا چاہیے، اگر اجرو ثواب ہی مطلوب ہو تو دوبارہ روزہ رکھ لیا جائے۔

### بَابُ مَا يُصْنَعُ إِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ وَحُكْمُ الْبِاجَابَةِ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي وَالثَّالِثِ

جب دو داعی جمع ہو جائیں تو کیا کیا جائے، نیز دوسرے اور تیسرے دن کی دعوت قبول کرنے کا بیان (۷۰۴۷)۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَأَجِبَ أَقْرَبَهُمَا أَبَا، فَإِنَّ أَقْرَبَهُمَا أَبَا أَقْرَبَهُمَا جَوَارًا، فَإِذَا سَبَقَ أَحَدُهُمَا فَأَجِبِ الَّذِي سَبَقَ)) (مسند احمد: ۲۳۸۶۰)

حمید بن عبد الرحمن، ایک صحابی رسول سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب دو دعوت دینے والے اکٹھے آجائیں، تو ان میں سے جو زیادہ قریبی دروازے والا ہو، اس کی دعوت قبول کرو، کیونکہ زیادہ قریبی دروازے والا زیادہ قریبی پڑوسی ہے، اور اگر ان میں سے ایک پہلے پہنچ جائے تو پہلے آجانے والی کی دعوت قبول کر۔“

**فوائد:**..... قریبی داعی کو ترجیح دی جائے۔

اگر دو اکٹھے دعوت دیں تو قریبی کو ترجیح دی جائے اور اگر کوئی پہلے آجائے تو پھر اس کی دعوت قبول کی جائے خواہ وہ دور کا کیوں نہ ہو۔ (عبد اللہ رفیق)

(۷۰۴۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَثْمَانَ الشَّقْفِيِّ عَنِ رَجُلٍ أَعْوَرَ مِنْ ثَقِيفٍ، قَالَ قَتَادَةُ: وَكَانَ يُقَالُ لَهُ: مَعْرُوفٌ، إِنْ لَمْ يَكُنْ اسْمُهُ زُهَيْرُ بْنُ عَثْمَانَ فَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((وَلَيْمَةٌ أَوَّلَ يَوْمٍ حَقٌّ وَالثَّانِي مَعْرُوفٌ وَالثَّالِثُ سُمْعَةٌ وَرِبَاءٌ)) (مسند احمد: ۲۰۵۹۱)

بنو ثقیف کا ایک کا نا آدمی تھا، امام قتادہ کہتے ہیں: اس کو معروف کہا جاتا ہے اور اگر اس کا نام زہیر بن عثمان نہیں تھا تو میں نہیں جانتا کہ پھر اس کا نام کیا تھا، بہر حال اس آدمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پہلے دن کا ولیمہ حق ہے، دوسرے دن کا معروف رواج ہے اور تیسرے دن کا ولیمہ شہرت اور نمود و نمائش ہے۔“

**فوائد:**..... معروف سے مراد وہ طریقہ ہے، جو لوگوں کے ہاں رواج پا چکا ہے۔

یہ روایت تو ضعیف ہے، بہر حال دعوتوں کا سلسلہ تکلف اور ریا کاری سے پاک ہونا چاہیے اور ان پر مذہبی رنگ

(۷۰۴۷) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه ابو داود: ۳۷۵۶ (انظر: ۲۳۴۶۶)

(۷۰۴۸) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة عبد الله بن عثمان الثقفي، وزهير بن عثمان مختلف في صحبته، أخرجه ابو داود: ۳۷۴۵ (انظر: ۲۰۳۲۵)



غالب ہونا چاہیے۔

### بَابُ مَنْ دُعِيَ فَرَأَى مُنْكَرًا فَلْيُنْكِرْهُ وَإِلَّا فَلْيَرْجِعْ

اس امر کا بیان کہ جس شخص کو دعوت دی جائے، اگر وہ برائی دیکھے تو اس کو روکے، وگرنہ لوٹ جائے

(۷۰۴۹)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ)) (مسند احمد: ۱۱۵۳۴)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو تم میں سے برائی کو دیکھے، اسے ہاتھ سے تبدیل کرے، اگر اسے اتنی طاقت نہ ہو تو وہ زبان سے تبدیل کرے اور اگر اس میں اتنی قوت بھی نہ ہو تو وہ دل سے اس کو برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔“

(۷۰۵۰)۔ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَفْعُدَنَّ عَلَى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا بِالْخَمْرِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلُ الْحَمَّامَ إِلَّا بِإِزَارٍ، وَمَنْ كَانَتْ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا تَدْخُلُ الْحَمَّامَ)) (مسند احمد: ۱۲۵)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: لوگو! میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اس دسترخوان پر ہرگز نہ بیٹھے جس پر شراب کے جام کی گردش ہو، جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ تہبند کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو اور جو خاتون اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، وہ سرے سے حمام میں داخل نہ ہو۔“

(۷۰۵۱)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَقْعُدُ عَلَى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ)) (مسند احمد: ۱۴۷۰۵)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اس دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب نوشی کی جاتی ہو۔“

**فوائد:** ..... ان احادیث سے مراد یہ نہیں کہ صرف شراب نوشی کی صورت میں نہیں بیٹھنا چاہیے، بلکہ اصل مدعا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہے، جہاں نافرمانی ہو رہی ہو، اس کو روکا جائے، نہیں تو اس مجلس کو ترک کر دیا جائے۔

(۷۰۴۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۴۹ (انظر: ۱۱۵۱۴)

(۷۰۵۰) تخریج: حسن لغیره، أخرجه البيهقي: ۷/ ۲۶۶، و ابویعلی: ۲۵۱ (انظر: ۱۲۵)

(۷۰۵۱) تخریج: حسن لغیره، أخرجه الترمذی: ۲۸۰۱ (انظر: ۱۴۶۵۱)

## بَابُ مَا جَاءَ فِي نَثَارِ التَّمْرِ وَنَحْوِهِ وَالنُّهْبَةِ فِي الْوَلِيمَةِ

### ولیمہ میں کھجوروں وغیرہ کو بکھیرنے اور پھر ان کو لوٹنے کا بیان

(۷۰۵۲)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوٹ مار کرنے اور مال اچکنے سے منع فرمایا ہے۔  
عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ، سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنِ النَّهْبَةِ وَالْخُلْسَةِ۔ (مسند احمد: ۲۲۰۲۷)

**فوائد:**..... ”النُّهْبَةُ“ (لوٹ مار، ڈاکہ): آدمی کا لوگوں کے سامنے اور زبردستی کسی سے کوئی ایسی چیز چھین لینا، جو قیمت والی ہو۔

”الْخُلْسَةُ“ (اچکنا): کسی کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جلدی اور چالاکی سے کوئی چیز اٹھا لینا۔  
(۷۰۵۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے لوٹ مار کی، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“  
فَلَيْسَ مِنَّا۔ ((مسند احمد: ۱۵۳۲۵))

(۷۰۵۴)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ سیدنا عبد اللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوٹ مار سے اور مُثْلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔  
النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةَ۔ (مسند احمد: ۱۸۹۴۹)

(۷۰۵۵)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ النَّهْبِ، (وَمَنْ انْتَهَبَ فَلَيْسَ مِنَّا)۔ (مسند احمد: ۱۲۴۴۹)  
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوٹ مار کرنے سے منع کیا اور فرمایا: ”جس نے لوٹ مار کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

**فوائد:**..... ان احادیث میں جس لوٹ مار سے روکا گیا ہے، وہ تو معروف ہے اور باب کی پہلی حدیث کے فوائد میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ پُرسرت تقریبات اور دعوتوں پر جو مٹھائی اور نقدی ہوا میں بکھیر دی جاتی ہے، پھر بالخصوص غریب بچے اور لوگ اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں، اس چیز کا کیا حکم ہوگا۔  
اس موضوع سے متعلقہ خاص احادیث ضعیف ہیں، البتہ امام مالک اور امام شافعی سمیت بعض اہل علم نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے اور امام ابوحنیفہ شادی کے موقع پر اس کے جواز کے قائل ہیں۔

(۷۰۵۲) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه ابن ابی شیبہ: ۷/ ۵۹، والطبرانی: ۵۲۶۵ (انظر: ۲۱۶۸۵)

(۷۰۵۳) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۱۵۲۵۴)

(۷۰۵۴) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۴۷۴، ۵۵۱۶ (انظر: ۱۸۷۴۲)

(۷۰۵۵) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ابی شیبہ: ۷/ ۵۷ (انظر: ۱۲۴۲۲)

معلوم ایسے ہوتا ہے کہ اسلامی تہذیب و تمدن کا تقاضا یہ ہے کہ کھانے کی کوئی چیز اس طرح نہ بکھیری جائے، اس میں رزق کی بے حرمتی ہے اور اٹھانے والے بچوں اور لوگوں کی ذلت ہے، بہتر یہ ہے کہ خوشی کے موقع پر کوئی چیز تقسیم کر دی جائے اور اگر نقدی دینی ہو تو غریب بچوں اور مستحق افراد میں تقسیم کر دی جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَابَةِ دَعْوَةِ الْخِتَانِ وَغَيْرِهِ وَحُكْمُ مَنْ دَعَا سِتَّةَ فَتَبِعَهُمْ وَاحِدٌ  
خفندہ وغیرہ کے موقع کی دعوت کو قبول کرنے کا بیان اور اس چیز کا حکم کہ چھ افراد کو دعوت دی اور ایک آدمی ان کے ساتھ ویسے ہی چل پڑا

(۷۰۵۶)۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: دُعِيَ عُمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ إِلَى خِتَانِ قَابِي أَنْ يُجِيبَ فَقِيلَ لَهُ: فَقَالَ: إِنَّا كُنَّا لَا نَأْتِي الْخِتَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا نُدْعَى لَهُ. (مسند احمد: ۱۸۰۶۸)

حسن بصری سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان بن ابی عاصؓ کو خفندہ کے موقع پر دعوت میں بلایا گیا، انہوں نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا، جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں خفندہ کے موقع پر دعوت میں نہ جایا کرتے تھے اور نہ ہمیں بلایا جاتا تھا۔

(۷۰۵۷)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ: وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَامٌ، فَقَالَ لَهُ: اجْعَلْ لَنَا طَعَامًا لَعَلِّي أَدْعُو رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَادِسَ سِتَّةٍ، فَدَعَا هُمْ فَاتَّبَعَهُمْ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ هَذَا قَدِ اتَّبَعَنَا أَتَأْذَنُ لَهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ. (مسند احمد: ۱۴۸۶۱)

سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ ابو شعیب نامی ایک انصاری آدمی تھا، اس کا ایک غلام قصاب تھا، اس نے اس سے کہا: ہمارے لیے کھانا تیار کر، ممکن ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دعوت دوں، چھ افراد کا کھانا ہونا چاہیے، پھر اس آدمی نے ان لوگوں کو دعوت دی، ایک اور آدمی بھی آپ کے پیچھے چل پڑا، نبی کریم ﷺ نے اس داعی سے فرمایا: ”یہ آدمی بھی ہمارے پیچھے آ گیا ہے، کیا تو اس کو اجازت دے گا؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔

**فوائد:** ..... اس حدیث مبارکہ میں عام ایک دعوت کا ذکر ہے، معلوم ہوا کہ اجازت کے بغیر دعوت میں شرکت نہیں کرنی چاہیے اور اگر اجازت لینے کی صورت میں داعی انکار کر دے تو اس میں کسی کو کوئی چیز محسوس نہیں کرنی چاہیے، دیکھیں کہ نبی کریم ﷺ بھی ایک آدمی کے لیے میزبان سے اجازت لے رہے ہیں۔

(۷۰۵۶) تخریج: اسنادہ ضعیف، محمد بن اسحاق مدلس وقد عنعن، وسماع الحسن البصری من عثمان مختلف فیہ، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۸۳۸۲ (انظر: ۱۷۹۰۸)

(۷۰۵۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۳۶ (انظر: ۱۴۸۰۱)

کسی مسلمان کو کسی وقت بھی دعوت دی جاسکتی ہے، یہ باعث اجر و ثواب عمل ہے، لیکن اب مختلف مناسبتوں سے مسلمانوں میں دعوتوں کی جو روٹین چل پڑی ہے، مثلاً: ختنہ، منگنی، مہندی، امٹن، بارات اور کسی دنیوی کامیابی کے موقع پر پر تکلف کھانے تیار کرنا، خواتین کا خوب میک اپ کر کے اپنی نمائش کرنے کے لیے آنا اور پھر ماحول سے اس قدر متاثر ہونا کہ ہر آدمی کا اپنے حق میں ضروری سمجھنا کہ وہ اس موقع پر کوئی نہ کوئی تحفہ یا نقدی لے کر جائے، پھر میزبان لوگوں کا ان تحائف اور نقدیوں کا ریکارڈ تیار کرنا اور پروگرام کی تکمیل کے بعد یہ جائزہ لینا کہ کون کیا دے کر گیا ہے، اگر کسی نے کم قیمت چیز دی ہے یا بالکل نہیں دی تو اس کے بارے میں سوچنا کہ ہم نے تو اس کی فلاں خوشی کے موقع پر اس کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا، لیکن اس نے تو کسی چیز کا لحاظ نہیں رکھا، اس مجلس میں وہ شخص عظیم القدر قرار پائے گا، جس کا تحفہ بہت قیمتی ہوگا یا جو نقدی زیادہ دے گا۔

اگر اسلام کے مزاج اور دعوتوں کے مقاصد کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو یہ پروگرام تکلف، کراہت اور حرج سے خالی نہیں ہے، ان تقریبات نے غریب بلکہ درمیانی آمدنی والے لوگوں کو ناکوں چنے چبوائیے ہیں، لوگ مذہبی رہنماؤں کو باقاعدہ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ اللہ کے واسطے ان رسوں کو ختم کر دو، کوئی مقروض ہو رہا ہے، کسی گھر کا میزانیہ خراب ہو رہا ہے، کوئی بھیک مانگ رہا ہے اور اتنی مذہبی جرات کسی میں نہیں ہے کہ وہ ایسے پروگرام کا اہتمام نہ کرے یا وہ اس میں شریک نہ ہو، اسلام سادگی والا دین ہے، یہ تکلف سے دور رہنے کی دعوت دیتا ہے، البتہ دلی محبتوں کو ابھارتا ہے اور پر خلوص طریقے سے دعوت دینے کی ترغیب دلاتا ہے، جبکہ اس میں کوئی تکلف نہ ہو۔

پر تکلف لمبے چوڑے ویسے اور فونگی کے موقع پر کھانوں کا اہتمام بھی انتہائی محل نظر ہے۔

یہاں یہ نقطہ بیان کر دینا بھی مناسب ہے کہ جن بزرگوں نے ان تقریبات کی بنیاد رکھی، ان کا مقصد باہمی محبت کو فروغ دینا اور ناراضگیوں کو ختم کرنا تھا اور وہ عملی طور پر ایسا کرتے تھے، جبکہ دعوتوں میں سادگی کو برقرار رکھا جاتا تھا، غریب اپنی حیثیت کے مطابق اس پروگرام میں شرکت کرتا تھا اور اگر کسی کی حیثیت اجازت نہ دیتی تو وہ چپ چاپ سے اپنا فریضہ سرانجام دے لیتا تھا اور اب کیا ہے؟ مال و دولت کا اظہار ہے، فخر و مباہات کا ذریعہ ہے، صرف شان و شوکت کا اظہار کرنے کے لیے لاکھوں روپے ٹیٹ سروس والوں کو بطور ٹھیکہ دیئے جاتے ہیں اور مہنگے اور خوبصورت میرج ہال کرائے پر لیے جاتے ہیں، اب مقابلہ بازی ہے، اگر وہ اپنے بیٹے کی شادی پر ایسا پروگرام کرتا ہے تو ہم کیوں نہیں کر سکتے، ادھر خواتین کے بناؤ سنگھار کے ذریعے بے غیرتی کا اظہار ہے، لیڈیز ہال میں ویٹروں، مووی میکروں اور شرارتی لڑکوں کو اس طرح پھرنے کی اجازت ہوتی ہے کہ لگتا ہے وہ معصوم اور نابالغ بچے ہیں، بڑے بڑے غیرت مند گھرانے اپنی بچیوں کو بیوٹی پارلروں سے رنگ و روغن کروا کر بدکردار نگاہوں کے سامنے بٹھا دیتے ہیں اور مووی میکروں کو کہتے ہوئے بھی سنائی دیتا ہے کہ ”میڈم ذرا ایسے ہو کر بیٹھنا، ذرا سامنے دیکھنا، تھوڑا سا گردن کو اس طرف کرنا، لہن کے سامنے سے سارے لوگ ہٹ جائیں“، جبکہ دوسرے ہال میں اسی بچی کا والد اور بھائی شریعت کے ٹھیکیدار بنتے ہوئے نظر

آ رہے ہوتے ہیں۔ یہ انجام ہے ظاہر پرستی کا اور محبت سے خالی دلوں کا۔

حیرانی کی بات یہ ہے کہ ان تقریبات پر بے تحاشا خرچ کرنے والوں سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی تمہارا محتاج رشتہ دار ہے اور بڑی مشکل سے زندگی گزار رہا ہے، تو تب تو اس کے ہاتھ بند ہو جاتے ہیں اور وہ عذر خواہی کے لیے جرب لسانی شروع کر دیتا ہے، بلکہ غریب رشتہ داروں سے تعلق توڑنے کی کوشش کی جاتی ہے، یہ کیا تضاد بیانی ہے، بھائی! کل بارات پر تو بارہ سو افراد کے پر تکلف کھانے کا اہتمام کرنا تیرے لیے آسان تھا اور آج ایک گھر کی کفالت تیرے لیے دشوار ثابت ہو رہی ہے، کیوں؟ یہ تیری ایمانی کیفیت بدل رہی ہے یا تیرے رجحانات بدل گئے ہیں؟ ہم اس قسم کی سینکڑوں مثالیں عملی طور پر قارئین کو دکھا سکتے ہیں، کروڑ پتی لوگوں کے قریبی رشتہ دار مساجد کے ائمہ و خطباء سے یہ درخواست کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ وہ لوگوں سے ان کا کچھ تعاون کروادیں، لیکن ان کا نام نہ لیا جائے۔

ہمارے عظیم رہبر و رہنما محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، آپ ﷺ کسی ویسے پرگھی اور کھجور کا طلوہ کھلا رہے ہیں، کسی بیوی کے ویسے پر دو مد جو کھلا رہے ہیں، آپ ﷺ کا سب سے بڑا دلیمہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کے لیے ایک بکری ذبح کی تھی، ایک صحابی اپنے ویسے پر آپ ﷺ کو رات کو بھگوئی ہوئی کھجور کا پانی یعنی نبیذ پلا رہا ہے، لیکن جب صدقہ کرنے کی باری آتی ہے تو یہی محمد رسول اللہ ﷺ سونا تقسیم کرتے ہوئے اور ایک ایک قریشی کو ایک ایک سو اونٹ دیتے ہوئے نظر آتے ہیں، صحابہ کرام کے صدقے کی مثالیں بھی اظہر من الشمس ہیں، محتاج کو اس قدر دیا جاتا تھا کہ اس کی ضرورت پوری ہو جاتی تھی، لیکن یہ اس دور کی صفات ہیں، جس کے لوگوں میں دلی اور پر خلوص محبت ہو، جو نمود و نمائش اور فخر و مباہات سے دور رہنے والے ہوں، جن کی تقریبات کا مقصد اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہو اور جن کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے گہرا تعلق ہو۔

قارئین کرام! یقین مانیں کہ جب لوگوں کو اس قسم کی دعوتیں ملتی ہیں تو وہ پریشان ہو جاتے ہیں کہ وہ اس پر دو گرام میں شرکت کرنے کے لیے اخراجات کا بندوبست کیسے کریں، کئی دعوتوں کے لیے دور دور کا سفر کرنا پڑتا ہے، ہر دعوت میں کوئی نہ کوئی تحفہ اور نقدی دینی پڑتی ہے اور سیشل ملبوسات زیب تن کر کے جانا پڑتا ہے، یہ ذاتی مشاہدے کی باتیں ہیں۔ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ سادگی کو ترجیح دی جائے، روح اسلام کو سمجھا جائے اور جس تقریب کا عہد نبوی میں اہتمام نہیں کیا گیا، اس سے باز رہا جائے اور اگر کوئی مالدار ہے تو وہ اس مال کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھے اور اسلام کی تعلیمات کے مطابق خرچ کرے، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی مالدار تھے۔

### بَابُ اِعْلَانِ النِّكَاحِ وَاللَّهُوِ فِيهِ وَالضَّرْبِ بِالذَّفِّ

نکاح کے اعلان اور اس میں کھیل کود اور دف بجانے کے حکم کا بیان

(۷۰۵۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ سَيِّدَنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زُبَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رِوَايَةَ هِيَ أَنَّ نَبِيَّ كَرِيمٍ ﷺ

(۷۰۵۸) تخریج: حسن لغیرہ، أخرجه البزار: ۲۲۱۴، والطبرانی فی "الکبیر": ۳۲۵ (انظر: ۱۶۱۳۰)



رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: ((أَعْلِنُوا النِّكَاحَ)) نے فرمایا: ”نکاح کا اعلان کیا کرو۔“

(مسند احمد: ۱۶۲۲۹)

(۷۰۵۹، ۷۰۶۰)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى

أَمَّازِنِي عَنْ جَدِّهِ أَبِي حَسَنِ الْمَازِنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَكْرَهُ نِكَاحَ السَّرِيحِ حَتَّى يُضْرَبَ بِدُفٍّ، وَيُقَالُ: ((أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ فَحَيُّونَا نُحْيِيكُمْ)) (مسند احمد: ۱۶۸۳۲)

(۷۰۶۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمِيرٍ أَوْ عُمَيْرَةَ

قَالَ: حَدَّثَنِي زَوْجُ ابْنَةِ أَبِي لَهَبٍ قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تَزَوَّجْتُ ابْنَةَ أَبِي لَهَبٍ فَقَالَ: ((هَلْ مِنْ لَهْوٍ؟)) (مسند

احمد: ۱۶۷۴۳)

سیدنا ابوالحسن مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پوشیدہ نکاح کو ناپسند کرتے تھے، آپ چاہتے تھے کہ دف بجائی جائے اور یہ کہا جائے: ہم تمہارے پاس آئے، ہم تمہارے پاس آئے، تم ہمیں سلام کہو، ہم تمہیں سلام کہتے ہیں۔

عبداللہ بن عمیر یا عمیرہ کہتے ہیں: ابولہب کے داماد نے مجھے بیان کرتے ہوئے کہا: جب میں نے ابولہب کی بیٹی سے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: ”تھوڑے بہت شغل کا اہتمام نہیں کیا تم لوگوں نے؟“

**فوائد:** ..... شغل سے مراد یہ ہے کہ کوئی بچی دف بجا کر کوئی جائز کلام گا کر پڑھ دیتی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میری پرورش میں انصاری کی ایک لڑکی تھی، میں نے اس کی شادی کی اور اس موقع پر نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور جب آپ ﷺ نے کوئی شغل نہ سنا تو فرمایا: ”اے عائشہ! انصاریوں کا یہ قبیلہ تو شغل وغیرہ کو بڑا پسند کرتا ہے۔“

(۷۰۶۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ:

كَانَ فِي حَجْرِي جَارِيَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَرَوَّجْتُهَا قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ عُرْسِهَا فَلَمْ يَسْمَعْ لَعْبًا، فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّ هَذَا الْحَيَّ مِنَ الْأَنْصَارِ يُحِبُّونَ

كَذَا وَكَذَا)) (مسند احمد: ۲۶۸۴۴)

**فوائد:** ..... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کی ایک انصاری آدمی کے ساتھ شادی کی، آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَائِشَةُ! مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ؟ أِنَّ الْأَنْصَارِيَّ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ)) ..... ”اے عائشہ! تمہارے پاس کوئی شغل وغیرہ نہیں تھا، کیونکہ انصاری لوگ شغل وغیرہ کو بڑا پسند کرتے ہیں۔“ (صحیح بخاری: ۵۱۶۲)

(۷۰۵۹، ۷۰۶۰) اسنادہ مظلم، حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ من رجال ”التعجيل“، وقد كذبه مالك، وقال

احمد: لا يساوي شيئاً متروك الحديث، وقال ابو حاتم الرازي: متروك الحديث كذاب (انظر: ۱۶۷۱۲)

(۷۰۶۱) تخريج: مرفوعه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة معبد بن قيس وشيخه عبد الله بن

عمير او عميرة، أخرجه الطبراني في ”الكبير“: ۲۴ / ۶۵۹ (انظر: ۱۶۶۲۶)

(۷۰۶۲) تخريج: صحيح، أخرجه ابن حبان: ۵۸۷۵ (انظر: ۲۶۳۱۳)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”کیا تم نے بچی کو اس کے گھر کی طرف رخصت کر دیا ہے؟“ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اس کے ساتھ ایسے لوگوں کو کیوں نہیں بھیجا، جو گا کر اس طرح کہتے: ہم تمہارے پاس آئے ہیں، ہم تمہارے پاس آئے ہیں، پس تم ہم کو سلام کہو، ہم تم کو سلام کہتے ہیں، کیونکہ انصاری ایسے لوگ ہیں جو اس قسم کی غزل کو پسند کرتے ہیں۔“

ابو بلج کہتے ہیں: میں نے محمد بن حاطب جمحی سے کہا: میں نے دو عورتوں سے شادی کی ہے اور میرے لئے کوئی دف نہیں بجائی گئی، انہوں نے کہا: تو نے برا کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”حلال اور حرام کے درمیان فرق آواز ہے۔“ یعنی دف بجانا، ایک روایت میں ہے: ”حلال اور حرام کے درمیان فرق کرنے والی چیز دف بجانا اور آواز نکالنا ہے۔“

(۷۰۶۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَائِشَةَ: ((أَهْدَيْتُمُ النِّجَارِيَّةَ إِلَى بَيْتِهَا؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَهَلَّا بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يُغْنِيهِمْ يَقُولُ: أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ فَحَيُّونَا نُحْيِيكُمْ، فَإِنَّ الْأَنْصَارَ قَوْمٌ فِيهِمْ غَزَلٌ.)) (مسند احمد: ۱۵۲۷۹)

(۷۰۶۴)۔ عَنْ أَبِي بَلْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبِ بْنِ الْجُمَحِيِّ: إِنِّي قَدْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَتَيْنِ لَمْ يَضْرِبْ عَلَيَّ بِدُفٍّ، قَالَ: بِسَمَّا صَنَعْتَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ فَضْلَ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتُ يَعْنِي الضَّرْبَ بِالْدُفِّ (وَفِي رِوَايَةٍ) فَضْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ فِي النِّكَاحِ.)) (مسند احمد: ۱۸۴۶۹)

**فوائد:** ..... ہماری شریعت میں نکاح کے موقع پر ولی اور دولہا دلہن کی رضامندی کے بعد کم از کم دو گواہوں کی شرط لگائی گئی ہے، باقی نبی کریم ﷺ اس حدیث میں جو چیز بیان کر رہے ہیں، یہ احتجائی امور ہیں، یعنی بہتر یہ ہے کہ شادی کے موقع پر تھوڑا بہت شغل لگ جائے، دف بجایا جائے اور جائز کلام گا کر پڑ لیا جائے، تاکہ دور دور تک نکاح کی خبر بھی پہنچ جائے اور لوگ بھی خوش ہو جائیں۔

(۷۰۶۵)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ بِنِ دَكْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي الرَّبِيعُ بْنُ مَعْوَدِ بْنِ عَفْرَاءِ بْنِ مَعْوَدٍ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سِيدَةَ رَيْحِ بِنْتِ مَعْوَدِ بْنِ لَيْثٍ مَرُوءِيَّةً، وَهِيَ كَهْتِي هِيَ: نَبِيَّ كَرِيمٍ ﷺ مِيرِي شَادِي كِي مَوَقِعِ پَر مِيرِي پَاس تَشْرِيفِ لَائِي اَوْر مِيرِي بَسْتَرِ پَر يِهَاں بِيْطْه كِي، مِيرِي پَاس دُو بِيْجِيَاں تَهِيں، جُو

(۷۰۶۳) تخريج: حسن لغيره، أخرجه ابن ماجه: ۱۹۰۰ (انظر: ۱۵۲۰۹)

(۷۰۶۴) اسنادہ حسن، أخرجه النسائي: ۱۲۷ / ۶، والترمذی: ۱۰۸۸، وابن ماجه: ۱۸۹۶ (انظر: ۱۸۲۸۰)

(۷۰۶۵) تخريج: أخرجه البخاری: ۴۰۰۱، ۵۱۴۷ (انظر: ۲۷۰۲۱)

دف بجارہی تھیں اور بدر میں شہید ہونے والے میرے آباء کے اوصاف بیان کر رہی تھیں، انہوں نے بیچ میں اس طرح بھی کہہ دیا: اور ہم میں ایک ایسا نبی ہے جو کل کی بات بھی جانتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس طرح یہ نہ کہو۔“

يَوْمَ عُرْسِي، فَقَعَدَ فِي مَوْضِعٍ فِرَاشِي هَذَا وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تَضْرِبَانِ بِالذُّفِّ وَتَنْدُبَانِ آبَائِي الَّذِينَ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ، فَقَالَتَا فِيمَا تَقُولَانِ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا يَكُونُ فِي الْيَوْمِ وَفِي عَدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَا هَذَا فَلَا تَقُولَا)) (مسند احمد: ۲۷۵۶۱)

**فوائد:**..... ان احادیث مبارکہ کے مطابق شادی کے موقع پر کوئی شغل وغیرہ لگ جانا چاہیے، مثلاً دف بجا کر یا گاہ کر جائز کلام پڑھنا یا جائز کھیل کود کا اہتمام کرنا۔

لیکن یہ ضروری ہے کہ شغل اور لطف اندوزی کی آڑ میں شرعی حدود کو پامال نہ کیا جائے، مثلاً: مرد وزن کا اختلاط اور بے پردگی، ایسا کلام پڑھنا جو بے حیائی اور فحاشی پر مشتمل ہو، موسیقی بجانا، بیڈ باجے کا اہتمام کرنا

**بَابُ الْأَوْقَاتِ الَّتِي يُسْتَحَبُّ فِيهَا الْبِنَاءُ**  
ان اوقات کا بیان جن میں رخصتی مستحب ہے

(۷۰۶۶)۔ عَنِ عُرْوَةَ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي شَوَّالٍ وَبَنِي بَنِي فِي شَوَّالٍ، فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَتْ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي، وَكَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَسْتَحِبُّ أَنْ تَدْخُلَ نِسَائُهَا فِي شَوَّالٍ۔ (مسند احمد: ۲۶۲۳۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے شوال میں مجھ سے نکاح کیا اور شوال میں ہی میری رخصتی ہوئی، بتلاؤ تو سہی کہ رسول اللہ ﷺ کی کون سی بیوی مجھ سے زیادہ مقبول اور شرف والی تھی۔

**فوائد:**..... سیدہ عائشہ کی رخصتی شوال میں ہوئی تھی، وہ اس سنت کا لحاظ کر کے کوشش کرتی تھیں کہ خواتین کو شوال میں ہی رخصت کیا جائے، ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ اس مہینے کی میاں بیوی کے حق میں کوئی برکت ہوتی ہے۔ دور جاہلیت میں لوگ شوال کے مہینے کو اس کے معنی کی وجہ سے منحوس قرار دیتے تھے اور اس میں شادی و تعمیر وغیرہ کو مناسب خیال نہ کرتے تھے، حالانکہ یہ صرف توہم ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے، مہینے کا نام اس کے دنوں پر کوئی اثر نہیں کرتا، اسلام ایسے توہمات کے خلاف ہے اور ان کی بنا پر معمولات میں رکاوٹ کو بد عقیدگی سمجھتا ہے۔ افسوس! آج کل مسلمان محرم کے بارے میں بھی ایسے ہی تصورات رکھنے لگ گئے ہیں۔

## رخصتی کے بعد دعا کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمْ امْرَأَةً أَوْ اشْتَرَى خَادِمًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ۔ وَاِذَا اشْتَرَى بَعِيْرًا فَلْيَاْخُذْ بِذُرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَقُلْ مِثْلَ ذَلِكَ قَالَ اَبُو دَاوُدَ زَادَ اَبُو سَعِيْدٍ ثُمَّ لِيَاْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبُرْكََةِ فِى الْمَرْأَةِ وَالْخَادِمِ۔)) ..... جب کوئی آدمی کسی خاتون سے شادی کرے یا کوئی غلام خریدے تو وہ یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ۔ اور جب کوئی اونٹ خریدے تو اس وہ کی کوہان کی چوٹی کو پکڑ کر یہ دعا پڑھے، ابوسعید نے اپنی روایت میں کہا: پس وہ آدمی عورت اور غلام کی پیشانی کو پکڑ کر برکت کی دعا کرے۔“ (ابوداؤد: ۱۸۴۵، ابن ماجہ: ۲۲۴۳)

دعا کا ترجمہ یہ ہے: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی خیر و بھلائی کا اور اس خیر کا، جس پر تو نے اس کی فطرت بنائی اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس کے شر سے اور اس شر سے، جس پر تو نے اس کی فطرت بنائی۔

## بَاب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الزَّيْنَةِ لِلنِّسَاءِ وَمَا يُكْرَهُ لَهُنَّ

اس چیز کا بیان کہ عورتوں کے لئے کون سی زینت مستحب ہے اور کون سی مکروہ

(۷۰۶۷)۔ عَنْ ضَمْرَةَ بِنِّ سَعِيْدٍ عَنْ جَدِّتِهِ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِمْ قَالَ: وَقَدْ كَانَتْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ (وَفِي رِوَايَةٍ: دَخَلْتُ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ) فَقَالَ: ((اِخْتَصِمِي تَتْرُكِي اِحْدَا كُنَّ الْخِضَابَ حَتَّى تَكُوْنَ بِدُهَا كَيْدِ الرَّجُلِ))، قَالَتْ: فَمَا تَرَكَتِ الْخِضَابَ حَتَّى لَقِيَتِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاِنْ كَانَتْ لَتَخْتَضِبُ وَاِنَّهَا لِابْنَةٌ ثَمَانِيْنَ۔

(مسند احمد: ۱۶۷۶۷)

(۷۰۶۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَمِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے

(۷۰۶۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لعنعة ابن اسحاق، وابن ضمرة بن سعید (انظر: ۱۶۶۵۰)  
(۷۰۶۸) تخریج: حسن، قاله الالبانی، أخرجه ابوداؤد: ۴۱۶۶، والنسائی: ۱۴۲ / ۸ (انظر: ۲۶۲۵۸)

پردے کے پیچھے سے رسول اللہ ﷺ کو کتاب پکڑانے کے لیے اپنا ہاتھ لبا کیا، آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا اور فرمایا: ”میں یہ نہیں جانتا کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا۔“ اس نے کہا: جی یہ عورت کا ہاتھ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو عورت ہوتی تو مہندی کے ساتھ اپنے ناخنوں کا رنگ بدل دیتی۔“

سیدنا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کی شادی ہے اور چیچک کی بیماری کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں، کیا میں اس کو بال لگا سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے بال ملانے والی اور جو ملانے کا مطالبہ کرے، دونوں پر لعنت کی ہے۔“

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت اپنے بالوں کے ساتھ دوسری عورت کے بال ملائی ہے، تو وہ جھوٹ اور باطل کے طور پر ہی ان کو داخل کرتی ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ چہرے کے بال نوچنے والی، دانتوں میں فاصلہ پیدا کرنے والی اور گوندنے والی خواتین پر لعنت کرتے تھے، یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدل ڈالنے والیاں ہیں۔

**فوائد:** ..... عورت کے لیے زینت کے بہت سے اسباب جائز ہیں، مثلاً: مہندی، زعفران اور خلوق جیسی خوشبوئیں، جن کا رنگ زیادہ ہے اور خوشبو کم، کریم اور پاؤڈر وغیرہ، جن کی خوشبو تیز نہ ہو اور میک اپ کا دوسرا ساز و سامان، رنگین ملبوسات اور خوبصورت جوتے، سونا، ریشم۔

قَالَتْ: مَدَّتِ امْرَأَةٌ مِنْ وِرَاءِ السِّتْرِ بِيَدِهَا كِتَابًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَبَضَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ وَقَالَ: ((مَا أَدْرِي أَيْدُ رَجُلٍ أَوْ يَدُ امْرَأَةٍ)) فَقَالَتْ: بَلْ يَدُ امْرَأَةٍ، فَقَالَ: ((لَوْ كُنْتُ امْرَأَةً لَغَيَّرْتُ أَظْفَارَكَ بِالْحِنَاءِ)) (مسند احمد: ۲۶۷۸۸)

(۷۰۶۹)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَيْتِ النَّبِيَّ ﷺ امْرَأَةً فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي ابْنَةً عَرِيْسًا وَإِنَّهُ أَصَابَتْهَا حَصْبَةٌ فَتَمَزَّقَ شَعْرُهَا أَفْأَصِلُهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَعْنُ اللَّهِ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)) (مسند احمد: ۲۷۴۵۷)

(۷۰۷۰)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَدْخَلَتْ فِي شَعْرِهَا مِنْ شَعْرٍ غَيْرِهَا فَإِنَّمَا تُدْخِلُهُ زُورًا)) (مسند احمد: ۱۷۰۵۱)

(۷۰۷۱)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَلْعَنُ الْمُتَمَتِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ وَالْمُوشِمَاتِ اللَّائِي يُغَيِّرْنَ خَلْقَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (مسند احمد: ۳۹۵۶)

(۷۰۶۹) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۹۴۱، ومسلم: ۲۱۲۲ (انظر: ۲۶۹۱۸)

(۷۰۷۰) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۹ / ۷۹۲ (انظر: ۱۶۹۲۷)

(۷۰۷۱) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه النسائی: ۸ / ۱۴۸ (انظر: ۳۹۵۶)



لیکن اس زمانے کی اپ ٹو ڈیٹ خواتین نے ان جائز اسباب پر اکتفا نہ کیا اور زیب و زینت اختیار کرنے کے ایسے ذریعے اختیار کر لیے، جو شریعت میں واضح طور پر حرام ہیں، بلکہ ان کی وجہ سے لعنت بھی ہوتی ہے، مثلاً: پبلنگ، تھریڈنگ، اپر لپس (upper lips)، عدسہ، آرٹی فیشل پبلیکس، مصنوعی ناخن اور بال، بازوؤں اور ٹانگوں سے بال صاف کرنا، تل بھرنا، وغیرہ وغیرہ، ان سب امور سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق تبدیل ہو جاتی ہے، آپ ﷺ نے ایسا کرنے والی پر لعنت کی ہے۔

### بَابُ التَّسْمِيَةِ وَالتَّسْتَرِ عِنْدَ الْجَمَاعِ وَالْوُضُوءِ عِنْدَ الْعَوْدِ وَغَيْرِ ذَلِكَ

جماع کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینے اور پردہ کرنا اور دوبارہ جماع کرنے کے لیے وضو کرنے کا بیان

(۷۰۷۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ الْجَنِينِ الشَّيْطَانَ وَجَنِبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَإِنْ قُدِرَ بَيْنَهُمَا فِي ذَلِكَ وَلَدْتُمْ يَضُرُّ ذَلِكَ الْوَلَدَ الشَّيْطَانُ أَبَدًا)) (مسند احمد: ۱۸۶۷)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اپنی بیوی کے پاس آنے سے پہلے یہ دعا پڑھتا ہے: ”بِسْمِ اللَّهِ الْجَنِينِ الشَّيْطَانَ وَجَنِبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا“ (اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! مجھے بھی شیطان سے بچا اور اس اولاد کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ، جو تو مجھے عطا کرے)۔ اگر میاں بیوی کے اس تعلق میں اولاد کا فیصلہ کر دیا گیا تو شیطان کبھی بھی اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“

(۷۰۷۳)۔ عَنِ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَسْدُرُ؟ قَالَ: ((أَحْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَإِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ: ((إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَاهَا أَحَدٌ فَلَا يَرِيْنَهَا)) قُلْتُ: فَإِذَا كَانَ

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنی عورات (یعنی ستر والے مقامات) میں سے کسین دیکھ سکتے ہیں اور کسے نہیں دیکھ سکتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیوی اور لونڈی کے علاوہ (باقی سب لوگوں سے) اپنے ستر کی حفاظت کر۔“ معاویہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تجھ میں یہ استطاعت ہے کہ کوئی بھی (تیرے ستر) کو نہ دیکھنے پائے تو وہ ہرگز نہ دیکھے۔“

(۷۰۷۲) أخرجه البخاری: ۱۴۱، ۳۲۷۱، ۵۱۶۵، ومسلم: ۱۴۳۴، وابوداؤد: ۲۱۶۱ (انظر: ۱۸۶۷)

(۷۰۷۳) تخريج: ..... اسنادہ حسن، أخرجه ابوداؤد: ۴۰۱۷، والترمذی: ۱۹۲۰، وابن ماجه:

۱۹۲۰، والجملة الاخرة ای ”فوضعها علی فرجہ“ اسنادها حسن ایضا وأخرجها عبد الرزاق: ۱۱۰۶،

والطبرانی فی ”الکبیر“: ۱۹ / ۹۸۹ (انظر: ۲۰۰۳۴، ۲۰۰۳۵).

أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ: ((فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ.)) وَفِي رِوَايَةٍ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَرْجِهِ. (مسند احمد: ۲۰۲۸۷، ۲۰۲۹۶)

معاویہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: جب کوئی آدمی اکیلا ہو تو؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ”اللہ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے حیا کیا جائے۔“ ایک روایت کے مطابق (بات سمجھانے کے لیے) نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اپنی شرمگاہ پر رکھا۔“

**فوائد:**..... درج ذیل روایت سے اپنا پردہ کرنے کا اندازہ ہو جاتا ہے:

سیدنا یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالتَّبْرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَتْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَلِيمٌ حَيٌّ سِتِيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتِرْ.))..... رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کھلی جگہ میں غسل کرتے دیکھا، پس آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنائیاں کی اور فرمایا: ”یشک اللہ تعالیٰ بہت بردبار، حیا دار اور پردے والا ہے اور حیا اور پردے کو پسند کرتا ہے، لہذا جب تم میں سے کوئی آدمی غسل کرے تو پردے میں کرے۔“

(ابوداؤد: ۴۰۱۲، نسائی: ۴۰۶)

کوئی ہو یا نہ ہو، کسی ادب میں یا پردے والے مقامات کا پردہ کر کے غسل کرنا چاہیے۔

(۷۰۷۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا نَظَرْتُ إِلَى فَرْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَطُّ أَوْ مَا رَأَيْتُ فَرْجَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَطُّ. (مسند احمد: ۲۴۸۴۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کبھی بھی نبی کریم ﷺ کی شرمگاہ کو نہیں دیکھا۔

**فوائد:**..... میاں بیوی کا عضو ایک دوسرے کے لیے دیکھنا جائز ہے۔ کیونکہ منع کی کوئی دلیل نہیں۔

(۷۰۷۵)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بنِ الْحُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَتَى الرَّجُلُ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ الْعَوْدَ تَوَضَّأً)) (مسند احمد: ۱۱۱۷۸)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرے اور پھر وہ دوبارہ آنا چاہے تو وضو کرے۔“

**فوائد:**..... ایک صحیح روایت میں ”فَإِنَّهُ أَنْشَطُ لِلْعَوْدِ“ (کیونکہ اس طرح دوبارہ آنے میں زیادہ چستی پیدا ہو جائے گی) کے الفاظ ہیں۔

(۷۰۷۴) تخریج: اسنادہ ضعیف لابیہام الراوی عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أخرجه الترمذی فی "الشمائل": ۵۲، وابن ابی شیبہ: ۱/ ۱۰۶، والطبرانی فی "الصغیر": ۱۳۸ (انظر: ۲۴۳۴۴)

(۷۰۷۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۰۸ (انظر: ۱۱۱۶۱)

(۷۰۷۶)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَتَوَضَّأُ إِذَا جَامَعَ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْجِعَ-)،  
 سيدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی جماع کرنے لگے تو وضو کرے،  
 اس طرح جب دوبارہ جماع کرنا چاہے تو پھر وضو کر لے۔“  
 امام سفیان نے کہا: ابوسعید نے حہ کو پایا تھا۔ (احمد: ۱۱۰۵۰)

**فوائد:** ..... مدینہ کے قریب سیاہ پتھروں والی ایک زمین کو حہ کہتے ہیں یزید بن معاویہ نے اپنے دور میں ایک لشکر مدینہ والوں سے لڑائی کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ اس کو واقعہ حہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ ۶۳ میں پیش آیا اور ابوسعید خدری ۶۳ یعنی اس واقعہ کے ایک سال بعد فوت ہوئے۔ (عبداللہ رقیق)

أَبْوَابُ الْعَزْلِ عَنِ الْمَرْأَةِ وَمَا جَاءَ فِيهِ  
 عزل کا بیان اور اس کے بارے میں منقول روایات  
 بَابُ النَّهْيِ عَنْهُ وَكَرَاهَتِهِ  
 عزل کے منہی عنہ اور مکروہ ہونے کا بیان

عزل: وظیفہ زوجیت کے دوران جب انزال ہونے لگے تو خاوند یا مالک آکر تناسل بیوی یا لونڈی کی شرمگاہ سے باہر نکال کر مادہ منویہ ضائع کر دے، اس کو عزل کہتے ہیں۔

(۷۰۷۷)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْعَزْلِ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا۔ (مسند احمد: ۲۱۲)  
 سيدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آزاد عورت سے عزل کرنے سے منع فرمایا، الایہ کہ وہ اجازت دے دے۔

(۷۰۷۸)۔ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبِ الْأَسَدِيَّةِ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُولَى قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَسُئِلَ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ: ((هُوَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ))  
 سيدنا جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہا، جو کہ پہلی مہاجر خواتین میں سے تھیں، سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سے عزل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ مخفی انداز میں زندہ درگور کرنا ہے۔“  
 (مسند احمد: ۲۷۵۷۶)

**فوائد:** ..... اللہ تعالیٰ نے جس نطفہ کو بچے کی تخلیق کے لیے تیار کیا، اس مقصد کے پورا نہ ہونے کی کوشش کرنا اور نطفے کو ضائع کر دینا، گویا مخفی انداز میں زندہ درگور کرنا ہے۔

(۷۰۷۶) تخريج: انظر الحديث السابق

(۷۰۷۷) اسنادہ ضعیف، عبد اللہ بن لہیعہ سبیء الحفظ، أخرجه ابن ماجه: ۱۹۲۸ (انظر: ۲۱۲)

(۷۰۷۸) تخريج: حديث صحيح (انظر: ۲۷۰۳۶)

یہ حدیث جواز والی احادیث کے مقابلے میں عزل کی ممانعت پر دلالت نہیں کرتی، کیونکہ اعلانیہ طور پر بچوں کو زندہ درگور کرنا حرام ہے، اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ مذکورہ بالا خفیہ طریقے سے بھی ایسا کرنا ممنوع ہے، جبکہ اگلے باب میں جواز کے دلائل موجود ہیں۔

سیدنا ابوصرمہ مازنی اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے غزوہ نبی مصطلق میں قیدی حاصل کیے، یہ وہی غزوہ ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو حاصل کیا تھا، ہم میں سے بعض افراد (اہل بیوی) بنانا چاہتے تھے اور بعض کا ارادہ تھا کہ وہ لونڈیوں سے ہم بستری کر کے ان کو فروخت کر دیں، اس لیے ہم نے غزل کے بارے میں تکرار کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تم عزل نہ کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک جو کچھ پیدا کرنا ہے، اس کا اندازہ کر لیا ہے۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عزل کا ذکر کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ ہے کیا؟“ لوگوں نے کہا: ایک آدمی کی بیوی ہے، وہ بچے کو دودھ پلاتی ہے اس لیے وہ پسند نہیں کرتا کہ وہ حاملہ ہو، اسی طرح ایک آدمی کی لونڈی ہے، وہ اس سے ہم بستری تو کرتا ہے، لیکن اس کا حاملہ ہونا پسند نہیں کرتا، سو وہ عزل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تم یہ کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں ہے، یہ تو تقدیر کا مسئلہ ہے۔“ ابن عون کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث سیدنا حسن سے بیان کی تو انہوں نے کہا ”فَلَا عَلَيْكُمْ“ کا مقصد عزل سے ڈانٹنا ہے۔

(۷۰۷۹)۔ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزِ الشَّامِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا صِرْمَةَ الْمَازِنِيَّ وَأَبَا سَعِيدَ الْخُدْرِيَّ يَقُولَانِ: أَصَبْنَا سَبَايَا فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهِيَ الْغَزْوَةُ الَّتِي أَصَابَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَوَيْرِيَةَ وَكَانَ مِنَّا مَنْ يُرِيدُ أَنْ يَتَّخِذَ أَهْلًا وَمِنَّا مَنْ يُرِيدُ أَنْ يَسْتَمْتِعَ وَيَبِيعَ، فَتَرَا جَعْنَا فِي الْعَزْلِ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَعْزِلُوا، فَإِنَّ اللَّهَ قَدَّرَ مَا هُوَ خَالِقٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) (مسند احمد: ۱۱۶۲۴)

(۷۰۸۰)۔ عَنِ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: ذُكِرَ ذَلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((وَمَا ذِكْمُ؟)) قَالُوا: الرَّجُلُ تَكُونُ الْمَرْأَةُ تُرَضِعُ فَيُصِيبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ وَالرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْجَارِيَةُ فَيُصِيبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ، فَقَالَ: ((فَلَا عَلَيْكُمْ أَنْ تَفْعَلُوا ذَاكُمْ فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدْرُ)) قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: فَحَدَّثْتُ بِهِ الْحَسَنَ فَقَالَ: فَلَا عَلَيْكُمْ لَكَأَنَّ هَذَا زَجْرٌ۔ (مسند احمد: ۱۱۰۹۴)

(۷۰۷۹) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۹۰۸۹، والبيهقي: ۱۰ / ۳۴۷، وابن ابی شیبہ: ۴ / ۲۲۲ (انظر: ۱۱۶۰۲)

(۷۰۸۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۳۸ (انظر: ۱۱۰۷۸)

(۷۰۸۱)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْعَزْلِ: ((أَنْتَ تَخْلُقُهُ؟ أَنْتَ تَرْزُقُهُ؟ أَفَرَهُ قَرَارُهُ فَإِنَّمَا ذَلِكَ الْقَدْرُ)) (مسند احمد: ۱۱۵۲۳)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عزل کے بارے میں فرمایا: ”کیا تو اس کو پیدا کرتا ہے؟ کیا تو اس کو رزق دیتا ہے؟ اس کو اس کی جگہ پر ٹھہرنے دے (یعنی عزل نہ کر) کیونکہ ان سب امور کا تعلق قضا و قدر سے ہے۔“

**فوائد:**..... اس باب کی احادیث سے عزل کے مکروہ ہونے کا اشارہ ملتا ہے۔

### بَابُ فِي الرُّحْصَةِ فِي الْعَزْلِ عزل کی رخصت کا بیان

(۷۰۸۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا نَعَزِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ۔ (مسند احمد: ۱۴۳۶۹)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں عزل کرتے تھے اور قرآن پاک نازل ہو رہا ہوتا تھا۔

**فوائد:**..... اس کے باوجود ہمیں عزل سے منع نہیں کیا گیا، اگر عزل حرام ہوتا تو یقیناً منع کر دیا جاتا۔

صحیح مسلم کی ایک روایت کے درج ذیل الفاظ مذکورہ بالا حدیث سے زیادہ واضح ہیں:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كُنَّا نَعَزِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَنْهَنَا۔ ..... ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عزل کرتے تھے، جب آپ ﷺ کو اس چیز کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے ہمیں منع نہیں کیا۔

(۷۰۸۳)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ لِي جَارِيَةً وَهِيَ خَادِمَتُنَا وَسَايَبَتُنَا أَطُوفُ عَلَيْهَا وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ، قَالَ: ((اعزِلْ عَنْهَا إِنْ شِئْتَ فَإِنَّهُ سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَهَا))، قَالَ: فَلَيْتَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَنَاهُ فَقَالَ: إِنَّ الْجَارِيَةَ قَدْ حَمَلَتْ، فَقَالَ: ((قَدْ أَخْبَرْتُكَ أَنَّهُ سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَهَا)) (مسند احمد: ۱۴۳۹۸)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میری ایک لونڈی ہے، وہ ہماری خادمہ بھی ہے اور پانی بھی لاتی ہے، میں اس سے ہم بستری تو کرتا ہوں، مگر میں اس کا حاملہ ہونا ناپسند کرتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو اس سے عزل کرنا چاہتا ہے تو کر لے، مگر جو اس کے مقدر میں ہے، وہ آکر رہے گا۔“ وہ آدمی کچھ عرصہ کے بعد آیا اور اس نے کہا: وہ لونڈی تو حاملہ ہو گئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تجھے کہہ دیا تھا کہ

(۷۰۸۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعه، الحسن البصری لم یسمع من ابی سعید (انظر: ۱۱۵۰۳)

(۷۰۸۲) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۴۰ (انظر: ۱۴۳۱۸)

(۷۰۸۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۳۹ (انظر: ۱۴۳۴۶)



جو اس کے مقدر میں ہے، وہ آ کر رہے گا۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے حنین کے دن لوٹنیاں حاصل کیں، ہم ان کے عوض مال چاہتے تھے، اس لیے ہم نے نبی کریم ﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک مناسب سمجھو کر لو، لیکن اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ کر دیا ہے، وہ ہو کر رہے گا، سارے مادہ منویہ سے تو اولاد نہیں ہوتی، (وہ تو ایک قطرے سے ہو جاتی ہے)۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے کہا: میری ایک لونڈی ہے، میں چاہتا ہوں کہ وہ حاملہ نہ ہو، اس لیے میں اس سے عزل کرتا ہوں اور ان یہودیوں کا خیال ہے کہ یہ چھوٹا زندہ درگور کرنا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہودی جھوٹ بولتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو تو اسے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا۔“

**فوائد:** ..... حدیث نمبر (۷۰۸۴) کے مطابق آپ ﷺ نے خود عزل کو مخفی انداز میں زندہ درگور کرنا قرار دیا، جبکہ اس حدیث میں آپ ﷺ یہودیوں کے اسی خیال کی تردید کر رہے ہیں۔

حافظ ابن قیم نے جمع و تطبیق کی یہ صورت بیان کی ہے: آپ ﷺ نے یہودیوں کے جس خیال کی تردید کی ہے، اس سے مراد ان کا یہ نظریہ ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ عزل کی صورت میں حمل کا کوئی تصور نہیں کیا جاسکتا اور وہ اس کو قطع نسل کے قائم مقام سمجھتے ہیں، آپ ﷺ نے ان کے اس نظریے کو باطل قرار دیا اور واضح کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو عزل کے باوجود حمل کا امکان ہو سکتا ہے، جب اللہ تعالیٰ اس کی تخلیق کو نہیں چاہے گا تو یہ فی الحقیقت زندہ درگور کرنا نہیں ہوگا اور خود آپ ﷺ نے اس کو مخفی انداز میں زندہ درگور کرنا اس لیے قرار دیا کہ آدمی حمل سے بچنے کے لیے عزل کرتا ہے، پس آپ ﷺ نے اس کے اس ارادے کو زندہ درگور کرنے کے قائم مقام قرار دیا۔

(۷۰۸۴)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَصَبْنَا سَبِيًّا فِي يَوْمِ حُنَيْنٍ فَكُنَّا نَلْتَمِسُ فِدَانَهُمْ، فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ: ((اضْنَعُوا مَا بَدَا لَكُمْ، فَمَا قَضَى إِلَهُهُ فَهُوَ كَاتِنٌ فَلَيْسَ مِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُونُ أَنْوَلَدُ)) (مسند احمد: ۱۱۴۵۸)

(۷۰۸۵)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ لِي أَمَةً وَأَنَا أَعَزِلُ عَنْهَا وَأَنْسَى أَكْرَهُهُ أَنْ تَحْمِلَ، وَإِنَّ الْيَهُودَ تَزْعَمُ أَنَّهَا الْمَمْوَةُ وَدَّةُ الصُّغْرَى، قَالَ: ((كَذَبَتْ يَهُودُ، إِذَا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَخْلُقَهُ لَمْ تَسْتَطِعْ أَنْ تَرُدَّهُ)) (مسند احمد: ۱۱۵۲۲)

(۷۰۸۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۳۸ (انظر: ۱۱۴۳۸)

(۷۰۸۵) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابوداود: ۲۱۷۱ (انظر: ۱۱۵۰۲)

(۷۰۸۶)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَسَأَلَ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ الْمَاءَ الَّذِي يَكُونُ مِنْهُ الْوَلَدُ أَهْرَقْتَهُ عَلَى صَخْرَةٍ لَأَخْرَجَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهَا أَوْ لَخَرَجَ مِنْهَا وَلَدٌ، (أَلَشْكُ مِنْهُ) وَلَيَخْلُقَنَّ اللَّهُ نَفْسًا هُوَ خَالِقُهَا.)) (مسند احمد: ۱۲۴۴۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عزل کے متعلق دریافت کیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس مادہ منویہ سے اولاد ہوتی ہو، اگر تو اس کو کسی چٹان پر بہا دے تو اللہ تعالیٰ اس سے اولاد پیدا کر دے گا، اللہ تعالیٰ نے جس نفس کو پیدا کرنے والا ہے، وہ اس کو ضرور ضرور پیدا کر دے گا۔“

**فوائد:**..... اس باب کی روایات سے معلوم ہوا کہ عزل جائز ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ نظریہ یہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر بھی حمل کا حکم ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهَةِ الْغَيْلَةِ وَالرُّخْصَةِ فِي الْعَزْلِ لِأَجْلِ ذَلِكَ

غیلہ کی کراہت اور اس کی وجہ سے عزل کی رخصت کا بیان

غیلہ: دودھ پلانے کی مدت میں بیوی سے مباشرت کرنا غیلہ کہلاتا ہے۔

(۷۰۸۷)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ سِرًّا، فَإِنَّ الْغَيْلَ يُذْرِكُ الْفَارِسَ فَيَدْعُوهُ مِنْ فَوْقِ رَأْسِهِ.))، قَالَ عَلِيُّ: أَنَسَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ، الْأَنْصَارِيَّةُ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ. (مسند احمد: ۲۸۱۴۲)

سیدہ انسا بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اپنی اولاد کو خفیہ طور پر قتل نہ کرو، بے شک غیلہ شہسوار پر اثر انداز ہوتا ہے اور اسے سر کے بل گرا دیتا ہے۔“

(۷۰۸۸)۔ عَنْ جَدَامَةَ بِنْتِ وَهْبِ الْأَسَدِيَّةِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهِيَ عَنِ الْغَيْلَةِ حَتَّى

سیدہ جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے ارادہ کیا کہ غیلہ سے روک دوں، حتیٰ کہ مجھے یہ بات یاد آئی کہ فارس اور روم والے غیلہ

(۷۰۸۶) تخريج: اسنادہ ضعيف، ابو عمرو و مبارك الخياط في عداد المجهولين، وقد ثبت الحديث موقوفا عن ابن مسعود، أخرجه البزار: ۲۱۶۳ (انظر: ۱۲۴۲۰)

(۷۰۸۷) اسنادہ ضعيف، مهاجر بن ابی مسلم الانصاری لا یحتمل تفرده، ثم انه معارض بحديث صحيح، وهو الحديث الآتی بعده، أخرجه ابو داود: ۳۸۸۱، وابن ماجه: ۲۰۱۲ (انظر: ۲۷۰۹۰)

(۷۰۸۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۱۴۴۲ (انظر: ۲۷۰۳۵)

ذَكَرْتُ أَنَّ فَارِسَ وَالرُّومَ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ فَلَا  
يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ)) (مسند احمد: ۲۷۰۷۵)

کرتے ہیں اور اس سے ان کی اولاد کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔“

**فوائد:** ..... آپ ﷺ کے ارادے کی وجہ یہ تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دودھ پینے والے بچے کو اس سے نقصان ہو جائے۔

طیب لوگ کہتے ہیں کہ ایسا دودھ بیماری ہوتا ہے اور عرب لوگ اس عمل کو ناپسند کرتے تھے اور اس سے بچتے تھے، لیکن جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ غیلہ سے اہل فارس اور اہل روم کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا تو آپ ﷺ نے اپنی امت کو ایسا کرنے سے نہیں روکا۔

(۷۰۸۹)۔ عَنِ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَجُلًا  
جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أَعَزَلُ عَنِ  
أَمْرَاتِي، قَالَ: ((لَمْ؟)) قَالَ: شَفَقًا عَلَى  
وَلَدِهَا أَوْ عَلَى أَوْلَادِهَا، فَقَالَ: ((إِنْ كَانَ  
لِذَلِكَ فَلَا مَاضِيَ لَكَ فَارِسَ وَلَا  
الرُّومَ)) (مسند احمد: ۲۲۱۱۳)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم  
ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میں اپنی بیوی سے عزل کرتا  
ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیوں؟“ اس نے کہا: اس کی  
اولاد پر شفقت کرتے ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ  
بات ہے تو بیشک عزل نہ کر، کیونکہ اس چیز نے فارس اور روم کو  
کوئی نقصان نہیں دیا۔“

**فوائد:** ..... آپ ﷺ کے فرمان کا یہ مطلب ہے کہ اگر تو بچے کے نقصان کے نظریے کو سامنے رکھ کر عزل کرتا  
ہے تو بیشک نہ کیا کر، کیونکہ فارسی اور رومی لوگ ایسا عمل کرتے ہیں، جبکہ ان کے شیرخوار بچوں کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

(۷۰۹۰)۔ عَنِ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الزُّرَقِيِّ أَنَّ  
رَجُلًا مِنْ أَشْجَعٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ  
الْعَزْلِ، فَقَالَ: إِنَّ أَمْرَاتِي تُرَضِعُ، فَقَالَ  
النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مَا يُقَدَّرُ فِي الرَّحِمِ  
فَسَيَكُونُ)) (مسند احمد: ۱۵۸۲۴)

سیدنا ابوسعید زری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اشجع قبیلے کے ایک  
آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عزل کے متعلق سوال کیا اور کہا:  
میری بیوی دودھ پلاتی ہے (اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ حاملہ نہ ہو  
جائے)، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو رحم کی تقدیر میں لکھ دیا  
گیا ہے، وہ ہو کر رہے گا۔“

**فوائد:** ..... معلوم ہوا کہ جب خاتون بچے کو دودھ پلا رہی ہو، اس وقت اس سے ہم بستری کی جاسکتی ہے، اس  
سے دودھ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا کہ بچے کی صحت پر اثر پڑے۔

## بَابُ نَهْيِ الزَّوْجَيْنِ عَنِ التَّحَدُّثِ بِمَا يَجْرِي حَالَ الْوَقَاعِ

میاں بیوی کو جماع کے دوران والے امور کو دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرنے سے منع کرنا

بنو عطفوہ کے ایک آدمی سے مروی ہے، وہ کہتا ہے: میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بطور مہمان ٹھہرا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں کسی کو ان سے زیادہ خدمت گزار نہیں پایا اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کوئی مہمان کا خیال رکھنے والا تھا، میں ایک دفعہ ان کے پاس ایک چار پائی پر بیٹھا ہوا تھا اور ایک سیاہ قام لونڈی نیچے بیٹھی ہوئی تھی، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلی تھی، جس میں کنکریاں یا گٹھلیاں تھیں، وہ سبحان اللہ، سبحان اللہ کہہ رہے تھے، یہاں تک جو کچھ تھیلے میں تھا، وہ ختم ہو گیا، پھر انھوں نے وہ تھیلی لونڈی کی جانب پھینک دی، اس نے وہ کنکریاں اس تھیلی میں جمع کیں اور تھیلی پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو تھما دی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تجھے اپنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور بتائیں، انھوں نے کہا: مدینہ کی مسجد میں میں سخت بخار میں مبتلا پڑا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس مسجد میں تشریف لائے اور پوچھا: ”کسی نے دوسی نوجوان کو دیکھا ہے؟ دوسی نوجوان کو کسی نے دیکھا ہے؟“ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ مسجد کے ایک کونے میں جہاں آپ دیکھ رہے ہیں، بخار میں مبتلا پڑا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لے آئے اور اپنا دست مبارک میرے اوپر رکھا اور مجھ سے اچھے انداز پر بات کی، میں کھڑا ہوا اور آپ چل دیئے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مقام پر کھڑے ہو

(۷۰۹۱)۔ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الطُّفَاوَةِ قَالَ: نَزَلَتْ عَلَيَّ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَلَمْ أُدْرِكْ مِنْ صَحَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا أَشَدَّ تَشْمِيرًا وَلَا أَقْوَمَ عَلَيَّ ضَيْفٌ مِنْهُ، بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ وَهُوَ عَلَيَّ سَرِيرٌ لَهُ وَأَسْفَلَ مِنْهُ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ وَمَعَهُ كَيْسٌ فِيهِ حَصَى أَوْ نَوَى يَقُولُ: سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ حَتَّى إِذَا أَنْفَذَ مَا فِي الْكَيْسِ أَلْقَاهُ إِلَيْهَا فَجَمَعَتْهُ فَجَعَلَتْهُ فِي الْكَيْسِ ثُمَّ دَفَعَتْهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ لِي: أَلَا أَحَدَيْتُكَ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَإِنِّي بَيْنَمَا أَنَا أُوعَكُ فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ إِذْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: ((مَنْ أَحَسَّ الْفَتَى الدَّوْسِيَّ مِنْ أَحْسَسِ الْفَتَى الدَّوْسِيَّ؟)) فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: هُوَ ذَاكَ يُوعَكُ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ حَيْثُ تَرَى يَا رَسُولَ اللَّهِ!، فَجَاءَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيَّ وَقَالَ لِي مَعْرُوفًا فَقُمْتُ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى قَامَ فِي مَقَامِهِ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ وَمَعَهُ، يَوْمَئِذٍ صَفَّانِ مِنْ رِجَالٍ وَصَفٌّ مِنْ نِسَاءٍ أَوْ صَفَّانِ مِنْ نِسَاءٍ وَصَفٌّ مِنْ رِجَالٍ، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ:

(۷۰۹۱) تخریج: اسنادہ ضعیف لجهالة الطفاوة، ولبعض قطع هذا الحديث طرق وشواهد تقوية، أخرجه ابوداود: ۲۱۷۴، ۴۰۱۹، والترمذی باثر الحديث: ۲۷۸۷، واقتصر الترمذی علی قصة طیب الرجال (انظر: ۱۰۹۷۷)

گئے، جس میں نماز پڑھاتے تھے، اس دن آپ کے ساتھ مردوں کی دو صفیں اور عورتوں کی ایک صف تھی، یا عورتوں کی دو صفیں اور مردوں کی ایک صف تھی، آپ ﷺ نے ان کی جانب رخ کیا اور فرمایا: ”اگر شیطان مجھے میری نماز میں سے کچھ بھلا دے تو مردوں کو چاہیے کہ وہ سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔“ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی اور آپ بھولے نہیں، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”اپنی اپنی جگہ پر بیٹھیں رہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا ایسے ہوا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے، دروازہ بند کر لے اور پردہ لٹکا دے، پھر وہ باہر نکلے اور لوگوں میں یہ بات کرنا شروع کر دے کہ اس نے اپنی کے ساتھ یہ کچھ کیا ہے اور اس نے اپنی اہلیہ کے ساتھ یہ کاروائی کی ہے؟“ لوگ خاموش ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”کیا تم میں ایسی باتیں کرنے والی کوئی ہے؟“ ایک ابھری ہوئی چھاتی والی نوجوان لڑکی ایک گھنٹے کے بل کھڑی ہوئی اور اپنے آپ کو لمبا کیا، تاکہ آپ ﷺ اس کو دیکھ لیں اور اس کی بات سن لیں، اور اس نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! مرد بھی ایسی باتیں کرتے ہیں اور عورتیں بھی ایسی باتیں کرتی ہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہیں پتہ ہے کہ ایسا کرنے والے کی مثال کیا ہے؟ اس کی مثال اس شیطان اور شیطانی کی سی ہے، جو ایک گلی میں ایک دوسرے کو ملے اور وہیں اپنی حاجت پوری کرنا شروع کر دے، جبکہ لوگ ان کو دیکھ رہے ہوں۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی کسی آدمی کے ساتھ اور کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ اس طرح نہ لیٹے کہ بیچ میں کوئی پردہ نہ ہو، ماسوائے والدین اور اولاد کے۔“ راوی کی ذکر کردہ تیسری چیز میں بھول

((إِنَّ أُنْسَانِي الشَّيْطَانُ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِي فَلْيَسِّحِ الْقَوْمَ وَلْيُصَفِّقِ النِّسَاءَ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَنْسَ مِنْ صَلَاتِهِ شَيْئًا، فَلَمَّا سَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: (مَجَالِسَكُمْ، هَلْ مِنْكُمْ مَنْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ أَغْلَقَ بَابَهُ، وَأَرَخَى سِتْرَهُ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَتَحَدَّثُ قِيْقُولُ: فَعَلْتُ بِأَهْلِي كَذَا وَفَعَلْتُ بِأَهْلِي كَذَا؟)) فَسَكَتُوا فَأَقْبَلَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ: ((هَلْ مِنْكُمْ مَنْ تَحَدَّثُ؟)) فَجَنَّتْ فَتَاةٌ كَعَابَ عَلَى إِحْدَى رُكْبَتَيْهَا وَتَطَاوَلَتْ لِيرَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَيَسْمَعُ تَكَلِمَهَا، فَقَالَتْ: إِي وَاللَّهِ! إِنَّهُمْ لَيَحْدِثُونَ بِنَاتِهِمْ لَيَحْدِثْنَ، فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُونَ مَا مَثَلُ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ؟ إِنَّ مَثَلَ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ مَثَلُ شَيْطَانٍ وَشَيْطَانَةٍ لَقِيَ أَحَدَهُمَا صَاحِبَهُ بِالسِّكَّةِ قَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ))، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا لَا يُفْضِيَنَّ رَجُلٌ إِلَى رَجُلٍ وَلَا امْرَأَةٌ إِلَى امْرَأَةٍ إِلَّا إِلَى وَلَدٍ أَوْ وَالِدٍ))، قَالَ: وَذَكَرَ ثَالِثَةً فَنَسِيَتْهَا، ((أَلَا إِنَّ طَيْبَ الرَّجُلِ مَا وَجَدَ رِيحَهُ، وَلَمْ يَظْهَرْ لَوْنُهُ، أَلَا إِنَّ طَيْبَ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَلَمْ يُوجَدْ رِيحُهُ))

(مسند احمد: ۱۰۹۹۰)



گیا ہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! آدمی کی خوشبو وہ ہے جس کی مہک ہو، رنگ ظاہر نہ ہو۔ خبردار! عورتوں کی خوشبو وہ ہے، جس کی رنگت نمایاں ہو اور اس کی مہک نہ ہو۔“

**فوائد:** ..... کستوری، عنبر، عود اور کانور جیسی چیزیں مردوں کی خوشبوئیں ہیں اور مہندی، زعفران اور خلوق جیسی چیزیں عورتوں کی خوشبوئیں ہیں، کیونکہ اول الذکر کا رنگ نمایاں نہیں ہوتا، خوشبو بہت ہوتی ہے، جبکہ مؤخر الذکر چیزوں کی رنگت بڑی واضح ہوتی ہے، لیکن خوشبو بہت کم۔

(۷۰۹۲)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الشِّيَاعُ حَرَامٌ)). قَالَ ابْنُ لَهْيَعَةَ: يَعْنِي بِهِ الَّذِي يَفْتَخِرُ بِالْجِمَاعِ - (مسند احمد: ۱۱۲۵۰)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”شیاع حرام ہے۔“ شیاع سے مراد جماع کر کے اس پر فخر کا اظہار کرنا ہے۔

(۷۰۹۳)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْأَمَانَةِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُقْضَىٰ إِلَيْهِ ثُمَّ يُنْشِرُ سِرَّهَا)). (مسند احمد: ۱۱۶۷۸)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک روز قیامت سب سے بڑی خیانت یہ ہوگی کہ مرد اپنی بیوی کے پاس جائے اور عورت اپنے خاوند کے پاس جائے اور پھر وہ اس کا راز بیان کرنا شروع کر دے۔“

**فوائد:** ..... ”ان من اعظم الامانة“ کے معانی ”من اعظم نقض الامانة وهتكها وزرا“ اور ”ان من اعظم خيانة الامانة“ کے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماع کے دوران کی قولی اور فعلی حرکات، اس امر کی تفصیل اور جماع سے متعلقہ دوسرے امور بیان کرنا حرام ہیں، مثلاً لذت و شہوت والی باتیں اور بوس و کنار وغیرہ۔

(۷۰۹۴)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ قُعُودٌ عِنْدَهُ، فَقَالَ: ((لَعَلَّ رَجُلًا يَقُولُ مَا سِيدَةُ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا))

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مرد اور عورتیں بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ممکن ہے کہ آدمی اپنی بیوی کے ساتھ جو کچھ کرتا ہے، وہ

(۷۰۹۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف دراج بن سمعان فی روايته عن ابی الہیثم، أخرجه ابو یعلیٰ: ۱۳۹۶ (انظر: ۱۱۲۳۵)

(۷۰۹۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۳۷ (انظر: ۱۱۶۵۵)

(۷۰۹۴) اسنادہ ضعیف لضعف شہر بن حوشب، أخرجه الطبرانی فی ”الکبیر“: ۲۴ / ۴۱۴ (انظر: ۲۷۵۸۳)

اس کو باہر بھی بیان کرتا رہے، اسی طرح بیوی اپنے خاوند کے ساتھ جو کچھ کرتی ہے، وہ اس کو باہر بیان کرتی پھرے۔ ”لوگ خاموش ہو گئے، میں (اسماء) نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم ہے، عورتیں بھی اس طرح کرتی ہیں اور مرد بھی ایسا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسا نہ کیا کرو، اس کی مثال بالکل اس شیطان کی طرح ہے، جو کسی راستے میں شیطانی کو ملا اور اس نے وہیں اس سے کاروائی شروع کر دی اور اس کے اوپر چڑھ گیا، جبکہ لوگ دیکھ رہے تھے۔“

بَابُ النَّهْيِ عَنِ إِيْتَانِ الْمَرْأَةِ فِي دُبْرِهَا وَجَوَازِ التَّجْبِيبِ وَهُوَ إِيْتَانُهَا مِنْ دُبْرِهَا فِي قَبْلِهَا  
بیوی کو پیچھے سے استعمال کرنے کی ممانعت اور تجبیب کے جواز کا بیان یعنی پچھلی سمت سے عورت کی قبل میں جماع کرنے کے جواز کا بیان

سیدنا علی بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک دیہاتی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم دیہات میں ہوتے ہیں اور ہم میں سے کسی کی ہوا خارج ہو جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا، جب کسی کے ساتھ ایسا ہو جائے تو وہ وضو کرے اور عورتوں کو پیچھے سے استعمال نہ کیا کرو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کی جانب نہیں دیکھے گا جو اپنی بیوی کو پشت سے استعمال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔“

يَفْعَلُ بِأَهْلِهِ، وَلَعَلَّ امْرَأَةً تُخْبِرُ بِمَا فَعَلَتْ مَعَ زَوْجِهَا.)) فَأَرَمَ الْقَوْمُ فَقُلْتُ: إِيْنِي وَاللَّهِ! يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْهُمْ لَيَقْلَنَ وَإِنَّهُمْ لَيَفْعَلُونَ، قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلُوا، فَإِنَّمَا ذَلِكَ مِثْلَ الشَّيْطَانِ لَقِيَ شَيْطَانَةً فِي طَرِيقٍ فَعَشِيَهَا وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ.)) (مسند احمد: ٢٨١٣٥)

(٧٠٩٥). - عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَكُونُ بِالْبَادِيَةِ فَتَخْرُجُ مِنَّا أَحَدُنَا الرُّوَيْجِيَّةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، إِذَا فَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ، وَلَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَعْجَازِهِنَّ.)) وَقَالَ مَرَّةً: ((فِي أَدْبَارِهِنَّ.)) (مسند احمد: ٦٥٥)

(٧٠٩٦). - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْظُرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى رَجُلٍ يَأْتِي امْرَأَتَهُ فِي دُبْرِهَا، لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِ.)) (مسند احمد: ٧٦٧٠)

(٧٠٩٥) تخريج: اسنادہ ضعیف، مسلم بن یرو عنہ غیر واحد ولم یوثقه غیر ابن حبان، وادراج هذا الحديث فی مسند علی بن ابی طالب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خطأ، فانه من مسند علی بن طلح، أخرجه ابوداود: ٢٠٥، ١٠٠٥، والترمذی: ١١٦٤، ١١٦٦ (انظر: ٦٥٥)

(٧٠٩٦) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابن ماجه: ١٩٢٣ (انظر: ٧٦٨٤)

(۷۰۹۷)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا.)) (مسند احمد: ۹۷۳۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”وہ آدمی ملعون ہے، جو اپنی بیوی کو پشت سے استعمال کرتا ہے۔“

(۷۰۹۸)۔ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَدْبَارِهِنَّ.)) (مسند احمد: ۲۲۲۰۹)

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا، تم عورتوں کو پشت سے استعمال نہ کیا کرو (یعنی ان سے غیر فطری جماع نہ کیا کرو)۔“

(۷۰۹۹)۔ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: سُئِلَ قَتَادَةَ عَنِ الَّذِي يَأْتِي امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا؟ فَقَالَ قَتَادَةُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: هِيَ اللُّوْطِيَّةُ الصُّغْرَى، قَالَ قَتَادَةُ: وَحَدَّثَنِي ابْنُ وَسَّاجٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: وَهَلْ يَفْعَلُ ذَلِكَ إِلَّا كَافِرٌ. (مسند احمد: ۶۹۶۸)

ہمام سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ امام قتادہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو اپنی بیوی کو پشت سے استعمال کرتا ہے، انھوں نے کہا: ہمیں عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے اور انھوں نے اپنے دادا سے سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ چھوٹے درجے کی لوطیت ہے۔“ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کام تو صرف کافر ہی کر سکتا ہے۔

**فوائد:** ..... بیویوں کی پشت کو استعمال کرنا حرام ہے، اس کو غیر فطری جماع کہتے ہیں، دراصل مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماع کے لیے بیوی کے جس عضو کو جو دیا ہے، اسی کو ہی استعمال کرنا چاہیے، لٹانے کی صورت کوئی بھی ہو سکتی ہے۔ نیز دیکھیں حدیث نمبر (۷۱۱۷)۔

(۷۰۹۷) تخریج: حدیث حسن، أخرجه ابوداود: ۲۱۶۲ (انظر: ۹۷۳۳)

(۷۰۹۸) تخریج: صحیح لغيره، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۸۹۹۰، والطحاوي في "شرح معاني الآثار": ۳/ ۴۴، والطبراني: ۳۷۳۹ (انظر: ۲۱۸۶۵)

(۷۰۹۹) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۸۹۹۷، والطيايلى: ۲۲۶۶، والبزار: ۱۴۵۵ (انظر: ۶۹۶۸)

## أَبَوَابُ حُقُوقِ الزَّوْجَيْنِ وَإِحْسَانِ الْعِشْرَةِ

### میاں بیوی کے حقوق اور اچھی صحبت کا بیان

#### بَابُ جَامِعٍ لِحُقُوقِ الزَّوْجَيْنِ

#### میاں بیوی کے حقوق کے بارے میں جامع بیان

(۷۱۰۰)۔ عَنْ أَبِي حُرَّةَ الرَّقَاشِيِّ عَمَّهِ قَالَ: كُنْتُ آخِذًا بِزَمَامِ نَاقَةِ رَسُولِ اللَّهِ فِي أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ (فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا) وَفِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٌ لَا يَمْلِكُنَّ لِأَنْفُسِهِنَّ شَيْئًا، وَإِنَّ لَهُنَّ عَلَيْكُمْ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ حَقَّانَ، لَا يُؤْطِنَنَّ فُرُشَكُمْ أَحَدًا غَيْرَكُمْ، وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِأَحَدٍ تَكْرَهُوهُ، فَإِنْ خِفْتُمْ نُسُوزَهُنَّ فِعْظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاصْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبْرَحٍ (قَالَ حُمَيْدٌ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ: مَا الْمُبْرَحُ؟ قَالَ: الْمُؤْتِرُ) وَلَهُنَّ رِزْقُهُنَّ وَيَكْسُوْنَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَإِنَّمَا أَخَذْتُمُوهُنَّ

ابوہرہ رقاشی اپنے چچا سیدنا حذیم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کی لگام پکڑی ہوئی تھی، یہ ایام تشریق کے درمیان والے دن کی بات ہے، ..... پھر راوی نے طویل حدیث بیان کی، ..... اس میں تھا: آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے، یہ اپنی جانوں پر بھی اختیار نہیں رکھتیں، ان عورتوں کے تمہارے اوپر اور تمہارے ان پر دو حق ہیں، تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی اور کو نہ آنے دیں اور تمہارے گھروں میں اس شخص کو آنے کی اجازت نہ دیں، جس کو تم ناپسند کرتے ہو، اگر تم کو ان کی شرارت کا ڈر ہو تو انہیں نصیحت کرو اور ان سے بستر الگ کر لو، اور ان کو مارو، لیکن وہ مارنا واضح نہ ہو۔“ حمید راوی کہتے ہیں: میں نے امام حسن سے کہا: ”مُبْرَح“ سے

(۷۱۰۰) تخریج: صحیح لغیرہ مقطعا، و هذا اسناد ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان، أخرجه ابو داود: ۲۱۴۵، والترمذی: ۱۱۶۳، ۳۰۸۷، وابن ماجه: ۱۸۵۱، لكنهم اقتصروا على بعض هذا الحديث (انظر: ۲۰۶۹۵)

بِأَمَانَةِ اللَّهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةٍ  
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ -)) (مسند احمد: ۲۰۹۷۱)

کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: جسم میں نشان چھوڑنے والی، آپ  
ﷺ نے مزید فرمایا: ”تمہاری ذمہ داری یہ ہے کہ تم معروف  
طریقے سے ان کے رزق اور لباس کا بندوبست کرو، تم نے ان  
کو اللہ تعالیٰ کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلمے  
کے ساتھ ان کی شرم گاہوں کو حلال کیا ہے۔“

**فوائد:** ..... مار کا واضح نہ ہونا، اس سے مراد یہ ہے کہ عورت کو ایسی سخت سزا نہ دی جائے، جو اس کے لیے بہت  
مشقت کا باعث بنے، جیسے اس کی ہڈی ٹوٹ جائے یا زخم ہو جائے، بس کمر وغیرہ پر تھپڑ وغیرہ لگا لیا جائے۔ بہر حال  
بہترین لوگ وہی ہوں گے جو حسن اخلاق کے ذریعے اپنی بیویوں کے معاملات کو سنوار لیتے ہوں۔  
میاں بیوی دونوں کو مصلحت اور حکمت کی راہ کو نہیں چھوڑنا چاہیے اور آپس میں ایک دوسرے کی بغاوت کرنے سے  
بچنا چاہیے، ہر معاملے کو نرمی سے سلجھالینے کی اور ایک دوسرے کی اصلاح کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کی جائے۔

### بَابُ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الزَّوْجَةِ

#### بیوی پر خاوند کے حقوق کا بیان

**تنبیہ:** ..... درج ذیل تمام نصوص اس لائق ہیں کہ بیوی غور و فکر کے ساتھ ان کا مطالعہ کرے اور خاوند کے  
بارے میں اپنا جائزہ لے۔

(۷۱۰۱) - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ  
إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذُنُ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاهِدٌ إِلَّا  
بِإِذْنِهِ، وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ،  
فَإِنَّ نِصْفَ أَجْرِهِ لَهُ -)) (مسند احمد: ۸۱۷۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے  
فرمایا: ”جب خاوند موجود ہو تو اس کی بیوی اس کی اجازت کے  
بغیر نفلی روزہ نہ رکھے اور خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت  
کے بغیر گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہ دے اور عورت اپنے  
خاوند کی کمائی سے اس کے حکم کے بغیر جو کچھ خرچ کرے گی،  
اس کو آدھا اجر ملے گا۔“

**فوائد:** ..... اس سے مراد نفلی روزہ ہے، لیکن اگر حکم کی غرض و غایت کو دیکھا جائے تو فرضی روزوں کی قضا کا بھی  
یہی حکم ہوگا، یعنی رمضان کے روزوں کی قضا کے بارے میں بھی خاتون کو اپنے خاوند سے مشورہ کر لینا چاہیے۔

اس خرچ سے مراد وہ چیز ہے، جس کا عام طور پر صدقہ دے دیا جاتا ہو، مثلاً پانچ دس روپے، لپ بھر آٹا یا گندم اور روٹی  
سالن وغیرہ، قیمتی چیز کو خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کیا جاسکتا، نیز گھر کے حالات کو دیکھ کر قیمتی چیز کا اندازہ لگایا

(۷۱۰۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۲۰۶۶، ۵۱۹۲، ۵۳۶۰، و مسلم: ۱۰۲۶، و ابوداؤد: ۱۶۸۷،  
۲۴۵۸ (انظر: ۸۱۸۸)



جائے گا اور اگر خاوند وضاحت کے ساتھ معمولی چیز کو صدقہ کرنے سے بھی منع کر دے تو بیوی کو کوئی اختیار نہیں رہے گا۔  
نفل روزہ عظیم عبادت ہے، اس کا بڑا اجر و ثواب ہے، لیکن خاوند کے حق کو اس پر مقدم رکھا گیا ہے۔

(۷۱۰۲)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ عَلَيْهِ فَبَاتَ وَهُوَ غَضْبَانٌ (وَفِي لَفْظٍ: وَهُوَ عَلَيْهَا سَاخِطٌ) لَعَنَتَهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ.)) (مسند احمد: ۱۰۲۳۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے اور وہ اس پر غصہ کی حالت میں رات گزارے تو صبح تک فرشتے ایسی خاتون پر لعنت کریں گے۔“

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب عورت اس حال میں رات گزارے کہ اس نے اپنے خاوند کا بستر چھوڑ رکھا ہو تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ وہ اس کے بستر کی طرف لوٹ آئے۔“

(۷۱۰۳)۔ وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقِ ثَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ هَاجِرَةً فِرَاشِ زَوْجِهَا، بَاتَتْ تَلْعَنُهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ.)) (مسند احمد: ۷۴۶۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب عورت اس حال میں رات گزارے کہ اس نے اپنے خاوند کا بستر چھوڑ رکھا ہو تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ وہ اس کے بستر کی طرف لوٹ آئے۔“

(۷۱۰۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ فِي نَفَرٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَجَاءَ بَعِيرٌ فَسَجَدَ لَهُ، فَقَالَ أَصْحَابُهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ((تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ أَحَقُّ أَنْ نَسْجُدَ لَكَ.)) فَقَالَ: ((اعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَأَكْرِمُوا أَحَاكِمَكُمْ، وَلَوْ كُنْتُ أَمْرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، وَلَوْ أَمَرَهَا أَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ أَصْفَرَ إِلَى جَبَلٍ أَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ أَسْوَدَ إِلَى جَبَلٍ أَبْيَضَ كَانَ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تَفْعَلَهُ.)) (مسند احمد: ۲۴۹۷۵)

اور انصار کے ایک گروہ میں تشریف فرما تھے، ایک اونٹ آیا اور آپ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا، یہ منظر دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر جانور اور درخت آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ ہتھیار ہوں گے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی یعنی اپنے نبی کی عزت کرو، اگر میں نے کسی انسان کو دوسرے انسان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دینا ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، خاوند کا بیوی پر اتنا حق ہے کہ اگر وہ حکم دے کہ اس کی بیوی زرد پہاڑ سے سیاہ پہاڑ کی طرف اور سیاہ پہاڑ سے سفید پہاڑ کی

(۷۱۰۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۲۳۷، ۵۱۹۳، ومسلم: ۱۴۳۶ (انظر: ۱۰۲۲۵)

(۷۱۰۳) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۷۱۰۴) تخریج: هذا اسناد ضعيف لضعف علي بن زيد بن جدعان الا قوله "ولو كنت امرأ أحدًا أن يسجد لأحدٍ لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها"، فانه جيد لغیره، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۵۲ (انظر: ۲۴۴۷۱)

طرف پتھروں کو منتقل کرے، تو اس کے شایان شان یہی بات ہوگی کہ وہ ایسا ہی کر گزرے۔“

**فوائد:**..... حدیث کے آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ اگر خاوند اپنی بیوی کو یہ حکم دے کہ وہ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک پتھر یا ایک ٹیلے سے دوسرے ٹیلے تک ربت منتقل کرے تو اس کو ایسے ہی کرنا چاہیے، مراد یہ ہے کہ بیوی کو اپنے خاوند کی حد درجہ اطاعت کرنی چاہیے۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں یمن سے واپس آیا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے یمن میں دیکھا ہے کہ وہاں لوگ ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں، تو کیا ہم بھی آپ کو سجدہ نہ کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر میں نے بشر کو بشر کے لئے سجدہ کی اجازت دینا ہوتی تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کسی بشر کے لئے اجازت نہیں کہ وہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے، اگر ایک انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا مناسب ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، کیونکہ اس پر اس کے خاوند کا بہت بڑا حق ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر خاوند کو پاؤں سے لے کر سر کی مانگ تک پھوڑا نکل آئے اور اس سے لہو اور پیپ بہنا شروع ہو جائے اور اس کی بیوی آ کر اس کو چائنا شروع کر دے تو پھر بھی وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کر سکتی۔“

(۷۱۰۵)۔ عَنْ أَبِي ظِيَّانَ عَنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُ، لَمَّا رَجَعَ مِنَ الْيَمَنِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَأَيْتُ رَجَالًا بِالْيَمَنِ يَسْجُدُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَفَلَا تَسْجُدُ لَكَ؟ قَالَ: ((لَوْ كُنْتُ أَمْرًا بَشَرًا يَسْجُدُ لِبَشَرٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا)) (مسند احمد: ۲۲۳۳۵)

(۷۱۰۶)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَصْلُحُ لِبَشَرٍ أَنْ يَسْجُدَ لِبَشَرٍ وَلَوْ صَلَحَ لِبَشَرٍ أَنْ يَسْجُدَ لِبَشَرٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا مِنْ عَظَمِ حَقِّهِ عَلَيْهَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَ مِنْ قَدَمِهِ إِلَى مَفْرِقِ رَأْسِهِ فُرْحَةٌ تَنْبَجِسُ بِالْقَيْحِ وَالصَّدِيدِ ثُمَّ اسْتَقْبَلْتَهُ فَلَحَسْتَهُ مَا أَدَّتْ حَقَّهُ)) (مسند احمد: ۱۲۶۴۱)

(۷۱۰۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: سَيِّدُنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ:

(۷۱۰۵) صحیح لغیرہ، أخرجه ابن ابی شیبۃ: ۴ / ۳۰۵، والطبرانی: ۲۰ / ۳۷۳ (انظر: ۲۱۹۸۶)

(۷۱۰۶) تخریج: صحیح لغیرہ دون قولہ: ”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ كَانَ مِنْ قَدَمِهِ إِلَى مَفْرِقِ رَأْسِهِ فُرْحَةٌ تَنْبَجِسُ بِالْقَيْحِ وَالصَّدِيدِ ثُمَّ اسْتَقْبَلْتَهُ فَلَحَسْتَهُ مَا أَدَّتْ حَقَّهُ“ وهذا الحرف تفرد به حسين المرودي عن خلف بن خليفة وخلف كان قد اختلط قبل موته، أخرجه البزار: ۲۴۵۴ (انظر: ۱۲۶۱۴)

(۷۱۰۷) تخریج: حدیث جید، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۵۳ (انظر: ۱۹۴۰۳)

یمن یا شام میں آئے اور عیسائیوں کو دیکھا کہ وہ اپنے لیڈروں اور پادریوں کو سجدہ کرتے ہیں، انھوں نے اپنے دل میں سوچا کہ نبی کریم ﷺ اس تعظیم کے زیادہ مستحق ہیں، پھر جب وہ واپس آئے تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے عیسائیوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے پادریوں اور لیڈروں کو سجدہ کرتے ہیں اور مجھے اپنے دل میں خیال آیا کہ کہ آپ اس تعظیم کے زیادہ مستحق ہیں؟ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں نے کسی کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دینا ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، بیوی اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا نہیں کر سکتی، جب تک کہ وہ اپنے خاوند کے کما حقہ حقوق ادا نہ کرے، اگر خاوند عورت کو وظیفہ زوجیت کے لئے طلب کرے اور وہ (کسی سواری کے) پالان کے اوپر بیٹھی ہو تو اس عورت کو خاوند کا مطالبہ پورا کرنا پڑے گا۔“

**فوائد:** ..... آپ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ بیوی کو ہر صورت میں خاوند کی اطاعت کا خیال رکھنا چاہیے، دور حاضر کی ناشکری خواتین کے لیے لمحہ فکریہ ہے، جن کی نگاہ صرف اور صرف خاوند کے منفی پہلو پر پڑتی ہے۔

(۷۱۰۸)۔ عَنْ عَائِذِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنْ مُعَاذًا قَدِمَ عَلَى الْيَمَنِ فَلَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ حَوْلَانٍ مَعَهَا بَنُونَ لَهَا اثْنَا عَشَرَ فَرَكَّتْ أَبَاهُمْ فِي بَيْتِهَا، أَصْغَرُهُمُ الَّذِي قَدِ اجْتَمَعَتْ لِحَيْتِهِ فَقَامَتْ فَسَلَّمَتْ عَلَى مُعَاذٍ وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِيهَا يُمَسِكَانِ بِضَبْعَيْهَا فَقَالَتْ: مَنْ أَرْسَلَكَ أَيُّهَا الرَّجُلُ؟ قَالَ لَهَا مُعَاذٌ: أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَتِ الْمَرْأَةُ: أَرْسَلْتَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنْتَ رَسُولُ

(۷۱۰۸) تخريج: اسنادہ ضعیف لضعف شہر بن حوشب، أخرجه الطبرانی: ۲۰ / ۱۶۶ (انظر: ۲۲۰۷۸)

ہیں مجھے کچھ بتاتے کیوں نہیں؟ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: جو ضرورت ہے پوچھو، اس نے کہا: مجھے بتاؤ کہ آدمی کا اپنی بیوی پر کیا حق ہے؟ انھوں نے اسے بتایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے مقدور بھر ڈرتی رہو اور سنو اور اطاعت کرو، اس نے کہا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتی ہوں، مجھے بتاؤ آدمی کا اپنی بیوی پر کیا حق ہے؟ انھوں نے کہا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہوئی کہ تم خاوند کی بات سنو اور اس کی اطاعت کریں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو؟ اس نے کہا: جی ضرور راضی ہوں، لیکن پھر بھی آپ مجھے بتائیں کہ آدمی کا اپنی بیوی پر کیا حق ہے؟ کیونکہ میں ان کے باپ کو گھر میں چھوڑ آئی ہوں، وہ بہت زیادہ بوڑھا ہو چکا ہے؟ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے دونوں ہاتھوں میں معاذ کی جان ہے! فرض کرو جب تم اس کے پاس لوٹ کر جاؤ اور اس کو اس حال میں پاؤ کہ کوڑھ نے اس کا گوشت چھلنی کر دیا ہو اور اس کے دونوں نتھنے پھٹ چکے ہوں اور اس کے نتھنوں سے پیپ اور خون بہہ رہا ہو اور تم اس کے دونوں نتھنوں کو منہ میں ڈال لو، تاکہ تم اس کا حق ادا کر دو، تو پھر بھی تم اس کا حق ادا نہیں کر سکو گی۔“

سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب عورت پانچ نمازیں پڑھتی ہو، ماہ رمضان کے روزے رکھتی ہو، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی ہو اور اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہو، تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں جس دروازے سے چاہتی ہے، داخل ہونگا۔“

**فوائد:** ..... اسلام کی فرائض، واجبات، مستحبات، محرمات اور مکروہات پر مشتمل ہے، آپ ﷺ نے اس حدیث مبارکہ میں صرف چار امور کا ذکر کیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ خواتین زیادہ تر ان چار امور میں راہ اعتدال اختیار نہیں کرتیں۔

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ أَفَلَا تُخْبِرُنِي يَا رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ لَهَا مُعَاذٌ: سَلِينِي عَمَّا شِئْتِ، قَالَتْ: حَدِّثْنِي مَا حَقَّ الْمَرْءِ عَلَى زَوْجَتِهِ؟ قَالَ لَهَا مُعَاذٌ: تَتَّقِي اللَّهَ مَا اسْتَطَاعَتْ وَتَسْمَعُ وَتُطِيعُ، قَالَتْ: أَقَسَمْتُ بِاللَّهِ عَلَيْكَ لِتُحَدِّثَنِي مَا حَقَّ الرَّجُلِ عَلَى زَوْجَتِهِ؟ قَالَ لَهَا مُعَاذٌ: أَوْ مَا رَضِيتِ أَنْ تَسْمَعِي وَتُطِيعِي وَتَتَّقِي اللَّهَ؟ قَالَتْ: بَلَى وَلَكِنْ حَدِّثْنِي مَا حَقَّ الْمَرْءِ عَلَى زَوْجَتِهِ، فَإِنِّي تَرَكْتُ أَبَا هُوَلَاءَ شَيْخًا كَبِيرًا فِي الْيَسْبِ، فَقَالَ لَهَا مُعَاذٌ: وَالَّذِي نَفْسُ مُعَاذٍ فِي يَدَيْهِ! لَوْ أَنَّكَ تَرْجِعِينَ إِذَا رَجَعْتَ إِلَيْهِ فَوَجَدْتَ الْجُدَامَ قَدْ خَرَقَ لَحْمَهُ وَخَرَقَ مَنْخَرِيهِ، فَوَجَدْتَ مَنْخَرِيهِ يَسِيلَانِ قَيْحًا وَدَمًا ثُمَّ أَلْقَمْتِيهِمَا فَالِكِ لَكِنِّي مَا تَبْلُغُنِي حَقَّهُ مَا بَلَغْتَ ذَالِكَ أَبَدًا. (مسند احمد: ٢٢٤٢٨)

(٧١٠٩)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا، قِيلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ)) (مسند احمد: ١٦٦١)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب دنیا والی کوئی عورت اپنے خاوند کو تکلیف دیتی ہے تو جنت کی سفید سرخ رنگ والی موٹی موٹی آنکھوں والی عورتوں میں سے اس کی بیوی اس کو مخاطب ہو کر کہتی ہے: اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے، یہ تو تیرے پاس چند دن کا مہمان ہے، قریب ہے کہ یہ تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آ جائے۔“

سیدنا حصین بن محسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی پھوپھی کسی کام کے لیے نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو گئی تو نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا: ”کیا تم شادی شدہ ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم خاوند کے لئے کیسی ثابت ہو رہی ہو؟“ اس نے کہا: ”میں اس کی خدمت میں کوئی کمی نہیں کرتی، مگر وہ کام جس سے میں عاجز آ جاؤں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ذرا غور کر لینا کہ تو اس کے ساتھ کیسا معاملہ کرتی ہے، وہی تیری جنت ہے اور وہی تیری جہنم ہے۔“

**فوائد:** ..... یعنی بیوی کے جنت یا جہنم میں جانے کا بڑا سبب اس کا خاوند ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت نے اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ اپنا لباس اتارا، اس نے اپنے اور اپنے رب کے درمیان والا پردہ چاک کر دیا۔“

(۷۱۱۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَزَعَتْ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا هَتَكَتْ سِتْرَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَبِّهَا.)) (مسند احمد: ۲۴۶۴۱)

**فوائد:** ..... خاتون کو غیر محرم کے سامنے اپنے جسم کے اعضاء کو ننگا نہیں کرنا چاہیے، وگرنہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود سے خارج ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس کی عزت کا ضامن نہیں رہے گا۔

(۷۱۱۰)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُؤْذِي امْرَأَةً زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ: لَا تُؤْذِيهِ، قَاتَلَكِ اللَّهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكَ دَخِيلٌ يُوشِكُ أَنْ يُفَارِقَكَ إِلَيْنَا.)) (مسند احمد: ۲۲۴۵۲)

(۷۱۱۱)۔ عَنِ الْحُصَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَمَّةَ لَهُ أَنْتَبَتِ النَّبِيَّ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَفَرَعَتْ مِنْ حَاجَتِهَا، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((أَذَاتُ زَوْجٍ أَنْتِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((كَيْفَ أَنْتِ لَهُ؟)) قَالَتْ: مَا أَلُوهُ إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ، قَالَ: ((انظري أين أنتِ منه فَإِنَّمَا هُوَ جَنَّتِكَ وَنَارُكَ.)) (مسند احمد: ۱۹۲۱۲)

(۷۱۱۰) تخريج: اسنادہ حسن، أخرجه ابن ماجه: ۲۰۱۴، والترمذی: ۱۱۷۴ (انظر: ۲۲۱۰۱)

(۷۱۱۱) تخريج: اسنادہ محتمل للتحسين، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۸۹۶۵، وابن ابی شيبه: ۴/۳۰۴، والبيهقي: ۷/۲۹۱ (انظر: ۲۷۳۵۲)

(۷۱۱۲) تخريج: حديث حسن، أخرجه ابوداود: ۴۰۱۰ (انظر: ۲۴۱۴۰)



دور حاضر میں عورت کو بڑے غلط رنگ میں استعمال کیا گیا ہے۔ سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا نے اس معاملے میں بڑا ہی بدکردار پیش کیا ہے اور خواتین کو اس انداز میں پیش کیا ہے کہ مردوزن، ہر ایک کی پاکدامنی داؤ پر لگ گئی ہے، ماسوائے اس کے جس پر اللہ تعالیٰ خاص رحمت کر دے۔ اس میڈیا سے مسلم خواتین بری طرح متاثر ہوئی ہیں اور آج ان کے جسم کے بعض حصے ننگے نظر آ رہے ہوتے ہیں اور تنگ اور باریک لباس کی وجہ سے جسم کے باقی حصوں کی جسامت کا خوب اندازہ ہو رہا ہوتا ہے لیکن نافرمانی کے اس انداز کو کون سمجھے اور پھر وہ کیا کرے۔

سیدہ اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے اور ہم کچھ خواتین بیٹھی ہوئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سلام کہا اور پھر فرمایا: ”خوشحال لوگوں کی طرح ناشکری کرنے سے بچنا۔“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! خوشحال لوگوں کی ناشکری کیا ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ممکن ہے کہ تم عرصہ دراز تک اپنے والدین کے پاس بے شوہر کی زندگی گزارتی رہو، پھر اللہ تعالیٰ تمہیں خاوند عطا کرے اور (اس کے ذریعے) اولاد کی نعمت بھی دے، لیکن تم کسی دن غصے میں آ کر (خاوند کو) یہ کہہ دو کہ میں نے تو تیرے پاس کوئی خیر و بھلائی دیکھی ہی نہیں۔“

(۷۱۱۳)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ إِحْدَى نِسَاءِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالَتْ: مَرَّ بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي نِسْوَةٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَقَالَ: ((أَيَاكُنَّ وَكُفْرَ الْمُتَعَمِّمِينَ)) فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا كُفْرَ الْمُتَعَمِّمِينَ؟ قَالَ: ((لَعَلَّ أَحَدًا كُنَّ أَنْ تَطُولَ أَيْمَتَهَا بَيْنَ أَبْوَيْهَا وَتَعْنَسَ فَيَرْزُقُهَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ زَوْجَهَا وَيَرْزُقُهَا مِنْهُ مَا لَا وَوَلَدًا فَتَغْضَبُ الْغَضَبَةَ فَتَقُولُ: مَا رَأَيْتُ مِنْهُ يَوْمًا خَيْرًا قَطُّ)) وَفِي لَفْظٍ: ((مَا رَأَيْتُ مِنْهُ خَيْرًا قَطُّ)) (مسند احمد: ۲۸۱۱۳)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ”کسی عورت کے لئے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا حلال نہیں ہے۔“

(۷۱۱۴)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ مَرْوَى عَنْ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ: ((لَا يَجُوزُ لِمَرْأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا)) (مسند احمد: ۶۷۲۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب عورت کی عصمت کا مالک اس کا خاوند بن جائے، تو عورت کے لیے اپنے مال میں تصرف کرنا جائز

(۷۱۱۵)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَجُوزُ لِلْمَرْأَةِ أَمْرٌ فِي مَالِهَا إِذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عِصْمَتَهَا))

(۷۱۱۳) تخریج: حدیث حسن، أخرجه الترمذی: ۲۶۹۷ (انظر: ۲۷۵۶۱)

(۷۱۱۴) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه ابوداود: ۳۵۴۶، والنسائی: ۶/ ۲۷۸ (انظر: ۶۷۲۷)

(۷۱۱۵) تخریج: انظر الحدیث السابق

نہیں رہتا۔“

(مسند احمد: ۷۰۵۸)

**فوائد:** ..... یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر مال و دولت میں تصرف نہیں کر سکتی۔ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع والے سال اپنے خطبہ میں فرمایا: (( لَا تُنْفِقُ امْرَأَةٌ شَيْئًا مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا )) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَلَا الطَّعَامَ؟ قَالَ: (( ذَٰلِكَ مِنْ أَفْضَلِ أَمْرِ النَّاسِ )) (ترمذی، ابن ماجہ) ..... کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہ کرے۔ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کسی کو کھانا بھی نہ دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کھانا تو ہمارے افضل (اور قیمتی) اموال میں سے ہے۔“

سیدنا واخلاء رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (( لَيْسَ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَنْتَهِكَ شَيْئًا مِنْ مَالِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا )) (طبرانی: ۲۲/۸۳/۲۰۶، صحیحہ: ۷۷۵) ..... ”عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں سے کچھ بھی خرچ نہیں کر سکتی۔“

امام البانی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: یہ حدیث اور اس مفہوم پر دلالت کرنے والی دوسری احادیث اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے ذاتی مال میں بھی تصرف نہیں کر سکتی، اللہ تعالیٰ کے فرمان هُوَ الَّذِي خَلَقَ الْمَرْءَ مِنْ نَفْسِهِ کا بھی یہی تقاضا ہے۔ لیکن اگر کوئی خاوند سچا مسلمان ہے، تو اسے یہ زیب نہیں دیتا کہ اس حکم شرعی کو بہانہ بنا کر اپنی بیوی پر جبر کرے اور ایسے مالی تصرف سے بھی روک دے، جس کا ان دونوں کو کوئی نقصان نہ ہوتا ہو۔

غور فرمائیں کہ یہ حکم اس حق سے ملتا جلتا ہے، جو بیچی کے ولی کو اس کی شادی کے سلسلے میں حاصل ہوتا ہے کہ جس کی اجازت کے بغیر وہ نکاح نہیں کر سکتی، لیکن جب ولی اس کو نکاح سے روک لیتا ہے تو معاملہ انصاف کا طالب بن کر شرعی قاضی تک جا پہنچتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی خاوند اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے اور اسے اس کے ذاتی مال میں شرعی تصرف کرنے سے بھی روک لیتا ہے، تو قاضی ان کے درمیان انصاف کی راہ ہموار کرے گا۔ معلوم ہوا کہ حکم میں اشکال نہیں ہے، بلکہ سوائے تصرف میں اشکال ہے۔ (صحیحہ: ۷۷۵)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں: آپ کو علم ہونا چاہیے کہ بعض سلف نے اس حدیث پر عمل کیا ہے، جیسا کہ امام طحاوی نے (شرح المعانی: ۲/۴۰۳) میں وضاحت کی ہے اور امام ابن حزم نے (المحلی: ۸/۳۱۰-۳۱۱) میں سیدنا انس بن مالک، سیدنا ابو ہریرہ، امام طاووس، امام حسن اور امام مجاہد کے نام ذکر کیے ہیں، مزید انھوں نے کہا: ”لیث بن سعد کا بھی یہی قول ہے، وہ اس چیز کو جائز نہیں سمجھتے کہ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر مالی معاملات میں تصرف کرے، ہاں مبعمون چیز کی گنجائش موجود ہے، جو صلہ رحمی یا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ضروری ہوتی ہے۔“

امام ابن حزم نے دوسرے علماء کے اقوال ذکر کیے اور ان کے دلائل کا مناقشہ بھی کیا، وہ خود اس بات کے قائل ہیں

کہ بیوی اپنے ذاتی مال میں خاوند کی اجازت کے بغیر تصرف کر سکتی ہے۔ انھوں نے اپنے مسلک کے حق میں بعض احادیث صحیحہ پیش کی ہیں، جیسے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ عید میں عورتوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا، انھوں نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی انگوٹھیاں اور کڑے وغیرہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈال دیے۔

میں (البانی) کہتا ہوں کہ ابن حزم کی بیان کردہ ان احادیث مبارکہ میں ان کے مسلک کی کوئی دلیل نظر نہیں آتی، کیونکہ یہ مخصوص واقعات پر مشتمل ہیں اور اس باب کی اور دوسری احادیث سے متعارض نہیں ہیں:

آپ خود سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث، جس میں عید کا ذکر ہے، پر غور کریں، اس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ عورتوں نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے صدقہ کیا۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ ان کو خاوندوں کی طرف سے صدقہ کرنے کی اجازت نہ تھی، بلکہ یہ کہا جائے کہ انھوں نے ان کو منع کر رکھا تھا، لیکن جب آپ ﷺ نے مخصوص موقع پر ان کو براہ راست حکم دیا، تو انھوں نے اس حکم نبوی کی تعمیل کی۔ اب کیا کوئی عاقل یہ کہہ سکتا ہے کہ خاوندوں سے اجازت کی پابندی، نبی کریم ﷺ کے حکم پر مقدم تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے واقعی عورتوں کو ان کے خاوندوں کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنے سے منع کیا، لیکن جب آپ ﷺ کسی مناسبت کی وجہ سے ان کو صدقہ کرنے کا حکم صادر فرمائیں گے، تو اس حکم کو خاوندوں کی اجازت پر مقدم سمجھا جائے گا، حالانکہ کوئی ایسی دلیل بھی نہیں ہے کہ انھوں نے اپنی بیویوں کو منع کر رکھا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ امام ابن حزم نے جو مسلک اختیار کیا ہے، ممکن ہے کہ ان کی طرف سے یہ عذر پیش کیا جائے کہ ان کے نزدیک وہ احادیث درجہ صحت کو نہ پہنچ سکیں، جن میں بیویوں کے صدقہ و خیرات کو خاوندوں کی اجازت کے ساتھ معلق کیا گیا ہے، وگرنہ امام صاحب ان کی فوراً تعمیل کرتے، کیونکہ یہ ایک مخصوص اور زائد حکم پر مشتمل ہیں، جس سے ان کی بیان کردہ احادیث خالی ہیں۔

لیکن انھوں نے عمرو بن شعیب عن ابیہ..... کی اس حدیث کو اس بنا پر معلول قرار دیا ہے کہ یہ صحیفہ منقطع ہے، جبکہ امام احمد سمیت جمہور علمائے حدیث کے نزدیک عمرو بن شعیب کا صحیفہ موصول ہے۔

پھر ابن حزم نے یہ کہا اگر یہ حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو اسے منسوخ سمجھا جائے گا، اس کا جواب دیا جا چکا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ جزء، کل کو اور خاص، عام کو منسوخ کر دے؟

کافروں کی تہذیبوں کی موافقت کے خواہاں اور اسلام میں حقوق نسواں پر بحث کرنے والے نام نہاد مسلمان اس موضوع پر دلالت کرنے والی احادیث سے غافل اور جاہل ہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ علمی اعتبار سے ابن حزم کا مذہب ان کے نزدیک راجح ہے، وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کی ہدایات کو مغربی کلچر کے قریب تر کر دیا جائے، اس کی ایک شق یہ ہے کہ عورت اپنے مال میں خود تصرف کرے۔

لیکن ان بیچاروں کو علم ہونا چاہیے کہ ان دلائل سے ان کو ذرہ برابر بھی فائدہ نہیں ہوگا، کیونکہ وہ تو عورت کو غیر کے مال میں بھی تصرف کرنے اور اسے اولیاء کی اجازت کے بغیر شادی کرنے اور اسے ہم راز اور یار بنانے کی بھی اجازت دیتے ہیں۔ ہمارے اللہ نے سچ فرمایا: ﴿وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾ (سورہ بقرہ: ۱۲۰)..... ”یہودی اور عیسائی اس وقت تک آپ سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے، جب تک آپ ان کی ملت کی پیروی نہیں کریں گے۔“ (صحیحہ: ۲۵۷۱)

قارئین کرام! یقیناً آپ کو اور بالخصوص عورتوں کو اس حکم پر تعجب ہو رہا ہوگا کہ خاندان کی اجازت کے بغیر عورت اپنے مال میں بھی تصرف نہیں کر سکتی۔ اس تعجب کی وجہ ہمارا ماحول ہے، جہاں اکثر خواتین کو اپنے خاندانوں کے گھروں میں مجبور و مظلوم کی حیثیت سے زندگی گزارنا پڑتی ہے۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو بہترین قرار دیا جو اپنی بیویوں کے حق میں بہتر ہوتے ہیں۔ خاندان حضرات کو چاہیے کہ وہ حکم نبوی کے مطابق اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں، دوستانہ ماحول بنائیں، آپس میں خوش و خرم رہیں، ایک دوسرے کی خوشی غمی کو سمجھیں اور دونوں ایک دوسرے کے والدین اور دوسرے قربات داروں کی قدر کریں۔ نیز خاندان حضرات کو چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کو کچھ تصرف کرنے کی اجازت دے دیں۔ ایسے ماحول میں ان احادیث پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

عورت اپنے مال میں خاندان کی اجازت کے بغیر تصرف کر سکتی ہے یا نہیں۔ اس بارے حدیث ۱۱۴ اور ۱۱۵ اپنے منہوم کے اعتبار سے واضح ہے کہ عورت اپنے مال سے کوئی عطیہ وغیرہ دینا چاہتی ہے تو وہ اپنے خاندان سے اجازت لے، پھر یہ کام کرے۔ لیکن ایک حدیث اس بارے صریح ہے کہ خاندان کی اجازت کے بغیر عورت مال خرچ کر سکتی ہے۔ صحیح بخاری (۲۵۹۲) میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیوی میمونہ بنت حارث نے اپنی لوٹھی آزاد کی اور آپ سے اس کی اجازت نہ لی، پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ کیا آپ کو پتا ہے کہ میں نے اپنی لوٹھی آزاد کر دی ہے؟ آپ نے فرمایا کیا (واضح) تو نے یہ کام کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا! ہاں آپ نے فرمایا اگر تو یہ لوٹھی اپنے ماموں کو دے دینی تو اس سے تجھے اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے۔

جب منع و نہی کے مقابلہ میں یہ حدیث صحیح صریح اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عورت اپنے خاندان کی اجازت کے بغیر اپنا مال خرچ کر سکتی ہے تو اس حدیث کو جواز پر محمول کرنا چاہیے اور نہی کو نہی تنزیہی پر، اس طرح دونوں کی احادیث پر عمل ہو جائے گا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے ”باب ہبة المرأة لغير زوجها وعتقها اذا كان لها زوج فهو جائز اذا كانت سفیهة“ اس بات کا بیان کہ عورت اپنے خاندان کے علاوہ کسی کو تحفہ دے سکتی ہے اور غلام وغیرہ آزاد کر سکتی ہے خواہ اس کا خاندان ہو، یہ جائز ہے جب وہ بے وقوف نہ ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ بہتر ہے کہ عورت اپنے خاندان کی اجازت کے ساتھ مال خرچ کرے لیکن اگر وہ اس کے بغیر بھی مال میں تصرف کرتی ہے تو یہ جائز ہے۔ (عبداللہ رفیق)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے شوہر سیدنا صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کی صورت حال یہ ہے کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو وہ مجھے مارتا ہے، جب میں روزہ رکھتی ہوں تو میرا روزہ افطار کروادیتا ہے اور وہ طلوع آفتاب کے بعد نماز فجر ادا کرتا ہے، اس وقت سیدنا صفوان بھی وہاں موجود تھا، جب آپ ﷺ نے ان سے ان کی بیوی کے اعتراضات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا یہ کہنا کہ جب وہ نماز پڑھتی ہے تو میں اس کو مارتا ہوں، تو بات یہ ہے کہ یہ دو طویل سورتیں پڑھتی ہے، جبکہ میں نے اس کو ان سے منع کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر ایک سورت بھی پڑھ لی جائے تو وہ لوگوں کے لئے کافی ہے۔“ اس نے پھر کہا: اس کا یہ کہنا کہ جب وہ روزہ رکھتی ہے تو میں اس کو افطار کروادیتا ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نوجوان آدمی ہوں اور میں خود پر قابو نہیں رکھ سکتا، یہ سن کر آپ ﷺ نے اس دن فرمایا تھا کہ ”کوئی عورت اپنے خاندان کی اجازت کے بغیر ہرگز (نقلی) روزہ نہ رکھے۔“ اور اس کا یہ کہنا کہ میں نماز فجر طلوع آفتاب کے بعد پڑھتا ہوں، تو گزارش یہ ہے کہ ہم اس قبیلے کے لوگ ہیں کہ ہم سورج طلوع ہونے سے پہلے بیدار ہی نہیں ہو سکتے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو بیدار ہو اسی وقت نماز پڑھ لیا کرو۔“ ایک روایت میں ہے: سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ نے کہا: پس بیشک میرا سر بوجھل رہتا ہے اور ہمارا سارا کنبہ ہی ایسا ہے کہ ہمارے بارے میں یہ معروف ہے کہ ہمارے سر بوجھل رہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو بیدار ہو تو اسی وقت نماز پڑھ لیا کرو۔“

(۷۱۱۶)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةً صَفْوَانَ بْنِ الْمُعَطَّلِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ زَوْجِي صَفْوَانَ بْنَ الْمُعَطَّلِ يَضْرِبُنِي إِذَا صَلَّيْتُ، وَيُفْطِرُنِي إِذَا صُمْتُ، وَلَا يُصَلِّي صَلَاةَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، قَالَ: وَصَفْوَانُ عِنْدَهُ قَالَ: فَسَأَلَهُ عَمَّا قَالَتْ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَمَا قَوْلُهَا يَضْرِبُنِي إِذَا صَلَّيْتُ، فَإِنَّهَا تَقْرَأُ بِسُورَتَيْنِ فَقَدْ نَهَيْتَاهُمَا، قَالَ: فَقَالَ: ((لَوْ كَانَتْ سُورَةٌ وَاحِدَةٌ لَكَفَفَتِ النَّاسَ))، وَأَمَّا قَوْلُهَا: يُفْطِرُنِي، فَإِنَّهَا تَصُومُ وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَا أَصْبِرُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَصُومَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا)) قَالَ: وَأَمَّا قَوْلُهَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَإِنِّي لَا أَصَلِّي حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَلِكَ لَا نَكَادُ نَسْتَقِظُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، قَالَ: ((فَإِذَا اسْتَقِظْتَ فَصَلِّي)) وَفِي رِوَايَةٍ: وَأَمَّا قَوْلُهَا: إِنِّي لَا أَصَلِّي حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِنِّي ثَقِيلُ الرَّأْسِ وَأَنَا مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ يُعْرَفُونَ بِذَلِكَ بِثِقَلِ الرَّؤُوسِ، قَالَ: ((فَإِذَا قُمْتَ فَصَلِّي)) (مسند احمد: ۱۱۷۸۱)



**فوائد:** ..... دو طویل سورتوں سے مراد یہ ہے کہ اس کے خاوند نے اپنی بیوی کو لمبا قیام کرنے سے منع کیا ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ خاوند کی خدمت کو بے قیام اور نفل نماز پر ترجیح دی جائے۔

بہر حال ان روایات کا یہ مفہوم بھی نہیں ہے کہ بیوی عبادات، ذکر و تلاوت سے کلی طور پر غافل ہو جائے، جب وہ فکر کرے گی تو خاوند کی خدمت کے ساتھ ساتھ اس کو موقع ملتا رہے گا اور خاوند کو بھی چاہیے کہ وہ بھی اپنی بیوی کا ہر لحاظ سے پاس و لحاظ رکھے، آخر آپ ﷺ نے اس جوڑے کے لیے خاص دعا کی ہے، جو رات کو اٹھ کر اکٹھا قیام کرتا ہے۔ خاوند کی فرمانبرداری کرنا بیوی پر فرض ہے، کسی کو سجدہ کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے سامنے انتہائی عاجزی و انکساری اور اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا جائے۔ اگر یہ انداز اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے جائز ہوتا تو وہ صرف بیوی ہوتی جو اپنے خاوند کے سامنے اطاعت کا اظہار کرتی۔

بیویوں کو شاکر اور صابر ہونا چاہیے، ہر وقت طعن کرنے اور خاوند کے منفی پہلوؤں پر کڑی نگاہ رکھنے سے بچنا چاہیے، ابہات المؤمنین اور نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں کی مثالیں ان کے لیے اسوۂ حسنہ ہیں، دنیا صرف یہی نہیں کہ کھانے پینے اور لباس میں اعلیٰ معیار اختیار کر لیا جائے، خاوند کی اطاعت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم ہے، اس لیے ہر ممکنہ حد تک ان کی اقتداء کی جائے۔

اچھی بیوی کی صفات پر مشتمل ایک اور حدیث مبارکہ درج ذیل ہے:

سیدنا انس، سیدنا ابن عباس اور سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِنِسَائِكُمْ فِي النَّجْتَةِ؟ كُلُّ وَدُودٍ وَلَوْ دِ إِذَا غَضِبَتْ أَوْ أُسِي إِلَيْهَا أَوْ غَضِبَ زَوْجُهَا قَالَتْ: هَذِهِ يَدِي فِي يَدِكَ لَا أَتَّحِلُّ بِغَمَضِ حَتَّى تَرْضَى -)) ..... ”اب کیا میں تمہیں جنت میں داخل ہونے والی عورتوں کی خبر نہ دوں؟ ہر محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جنم دینے والی خاتون، کہ جب اس پر غصے کیا جاتا ہے یا اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہے یا اس کا خاوند اس پر غصے ہوتا ہے تو وہ (اپنے خاوند سے) کہتی ہے: یہ میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہے، میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی، جب تک تم مجھ سے راضی نہیں ہو جاتے۔“

(معجم کبیر، معجم اوسط، معجم صغیر، شعب الایمان، صحیحہ: ۳۳۸۰)

### بَابُ حَقِّ الزَّوْجَةِ عَلَى الزَّوْجِ

خاوند پر بیوی کے حقوق کا بیان

(۷۱۱۷)۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ أَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ      بہن بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے  
عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!      ہیں کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ہماری بیویاں ہیں،  
نِسَاؤُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَنْدَرُ؟ قَالَ: ((حَرْنُكَ))      ان کے ساتھ ہمارا کون معاملہ کرنا درست ہے اور کونسا درست

نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تمہاری کھیتی ہے، جیسے چاہو اپنی کھیتی میں آؤ، البتہ نہ اس کو چہرے پر مارو، نہ اس سے مکروہ باتیں کرو، (ناراضگی کی وجہ سے) اس کو صرف گھر میں چھوڑنا ہے، جب خود کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ اور جب خود پہنو تو اس کو بھی پہناؤ، اب تم یہ حقوق کیسے ادا نہیں کرو گے، جبکہ تم ایک دوسرے سے جماع کر چکے ہو، الا یہ کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے، جس میں بیوی کو مزادی جاسکتی ہو (یا اس کے حق میں کمی کی جاسکتی ہو)۔“

اِنَّتِ حَرْنٰکَ اُنّی سِنتَ غَیْرِ اَنْ لَا تَضْرِبِ  
الْوَجْهَ وَلَا تُقْبِحِ وَلَا تَهْجُرِ اِلَّا فِی الْبَیْتِ  
وَاطْعِمِ اِذَا طَعِمْتَ وَانْسُ اِذَا اَکْتَسَبْتَ،  
کَیْفَ وَقَدْ اَفْضٰی بَعْضُکُمْ اِلٰی بَعْضٍ اِلَّا  
بِمَا حَلَّ عَلَیْهَا۔)) (مسند احمد: ۲۰۲۸۳)

**فوائد:** ..... ”یہ تمہاری کھیتی ہے، جیسے چاہو اپنی کھیتی میں آؤ“ اس سے مراد عورت کو لٹانے کی کیفیت ہے، وگرنہ جماع کے لیے وہی مقام استعمال کیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لیے پیدا کیا ہے، پہلے یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ بیوی کو پشت سے استعمال کرنا حرام ہے، البتہ پچھلی طرف سے حق زوجیت ادا کیا جاسکتا ہے۔

”اس سے مکروہ باتیں نہ کرو“ جیسے اللہ تعالیٰ تجھے بد صورت کرے، تیرا برابر بنائے، تجھے خیر و بھلائی سے دور کرے۔

سیدنا معاویہ بن حیدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ بیوی کا اپنے خاوند پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو کھائے تو اسے بھی کھلائے، جب تو پہنے تو اسے بھی پہنائے اس کو چہرے پر نہ مار، اس سے مکروہ بات نہ کر، اور (ناراضگی کی صورت میں) اس کو نہ چھوڑ مگر اپنے گھر میں ہی۔“

(۷۱۱۸)۔ عَنِ حَکِیْمِ بْنِ مُعَاوِیَةَ عَنْ اَبِیْهِ  
عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ مَا حَقُّ  
الْمَرْأَةِ عَلَى الرَّوْحِ؟ قَالَ: ((تَطْعِمُهَا اِذَا  
طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا اَکْتَسَبْتَ وَلَا تَضْرِبِ  
الْوَجْهَ وَلَا تُقْبِحِ وَلَا تَهْجُرِ اِلَّا فِی  
الْبَیْتِ۔)) (مسند احمد: ۲۰۲۶۲)

سیدنا عبداللہ بن زمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا آپ عورتوں کے حقوق کے بارے میں مردوں کو نصیحت کر رہے تھے، بیچ میں آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی آدمی اپنی بیوی کو اس طرح کیوں مارتا ہے، جیسے غلام کو مارا جاتا ہے، پھر ممکن ہے کہ دن کے آخر میں یا

(۷۱۱۹)۔ عَنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ:  
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْکُرُ النِّسَاءَ  
فَوَعِظَ فِيْهِنَّ وَقَالَ: ((عَلَامٌ يَضْرِبُ (وَفِي  
لَفْظٍ: يَجْلِدُ) اَحَدُکُمْ اَمْرَاَتَهُ (زَادَ فِی رِوَايَةٍ:  
ضَرَبَ الْعَبْدَ) وَلَعَلَّهٗ اَنْ يُضَاجِعَهَا مِنْ اٰخِرِ

(۷۱۱۸) تخریج: اسنادہ حسن، أخرجه ابن ماجه: ۱۸۵۰، والترمذی: ۲۱۹۲، ۲۴۲۴ (انظر: ۲۰۰۱۳)  
(۷۱۱۹) تخریج: أخرجه مطولا ومختصرا البخاری: ۳۳۷۷، ۴۹۴۲، ۵۲۰۴، ۶۰۴۲، ومسلم:  
۲۸۵۵ (انظر: ۱۶۲۲۱)

النَّهَارِ أَوْ آخِرِ اللَّيْلِ)) (مسند احمد: ۱۶۳۲۲) رات کے آخر میں اس کو ہم بستری بھی کرنی ہو۔“

**فوائد:** ..... ایسا افراط و تفریط والا معاملہ نہیں ہونا چاہیے کہ پہلے بیوی کی خوب پٹائی کر دی جائے اور پھر رات کو اس سے ہم بستری بھی کی جائے۔ اگر کسی جرم کی وجہ سے بیوی کو سزا دینا پڑ ہی جائے تو ایسا معمولی طریقہ اختیار کیا جائے کہ بعد میں ہم بستری کے وقت تعجب نہ ہو۔

(۷۱۲۰)۔ عَنِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي امْرَأَةً، فَذَكَرَ مِنْ طَوْلِ لِسَانِهَا وَإِبْدَائِهَا، فَقَالَ: ((طَلِّقْهَا)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهَا ذَاتُ صُحْبَةٍ وَوَلَدٍ، قَالَ: ((فَأَمْسِكْهَا وَأَمْرُهَا فَإِنَّ بَيْتَكَ فِيهَا خَيْرٌ فَسْتَفْعَلْ وَلَا تَضْرِبْ ظَعْمَيْتَكَ ضَرْبَكَ أَمَّاكَ)) (مسند احمد: ۱۶۴۹۷)

سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک بیوی ہے، وہ بڑی زبان دراز ہے اور مجھے اذیت دیتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے طلاق دے دو“ اس نے کہا: میرا اس کے ساتھ پرانا ساتھ ہے اور اس سے میری اولاد بھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر اسے روک لو اور اسے بھلائی کی تلقین کرتے رہو، اگر اس میں بھلائی قبول کرنے کی صلاحیت ہوئی تو وہ قبول کر لے گی، بہر حال تو نے اپنی بیوی کو اس طرح نہیں مارنا، جیسے لوٹڈی کو مارا جاتا ہے۔“

(۷۱۲۱)۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَفْرُقُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخِرًا)) (مسند احمد: ۸۳۴۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کوئی ایماندار خاوند اپنی ایماندار بیوی سے بغض و عداوت نہیں رکھتا، کیونکہ اگر وہ اپنی بیوی کی ایک عادت ناپسند کرتا ہے تو کسی دوسری صفت کی وجہ سے راضی اور خوش ہو جاتا ہے۔“

**فوائد:** ..... مومن کی شان یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی سے ایسا کلی بغض نہیں رکھتا جو اس کو طلاق دینے پر مجبور کر دے، بلکہ اس کو چاہیے کہ جہاں وہ اس کے برے پہلو پر نظر رکھتا ہے، وہاں اس کی اچھائیوں کو بھی نظر انداز نہ کرے، ممکن ہے کہ خاتون کا اچھا پہلو اس کے قابل اعتراض پہلو پر غالب ہو اور اس طرح میاں بیوی اچھی زندگی گزار سکیں۔

(۷۱۲۲)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحْرِجُ حَقَّ الضَّعِيفِينَ الْيَتِيمِ وَالْمَرْأَةَ)) (مسند احمد: ۹۶۶۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں دو کمزوروں یعنی عورت اور یتیم کے حق کو ممنوع اور حرام قرار دیتا ہوں۔“

(۷۱۲۰) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه ابوداؤد: ۱۴۲، ۳۹۷۳ (انظر: ۱۶۳۸۴)

(۷۱۲۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۴۶۹ (انظر: ۸۳۶۳)

(۷۱۲۲) تخریج: اسنادہ قوی، أخرجه ابن ماجه: ۳۶۷۸ (انظر: ۹۶۶۶)

**فوائد:** ..... ویسے تو ہر مسلمان کے حقوق ادا کرنا ضروری ہیں، بہر حال یتیم اور عورت جیسے بے آسرا افراد کے حقوق کی ادائیگی میں زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

قابل غور بات ہے کہ بیوی کو ”ضعیف“ کہا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ بیشک اس کا تعلق امیر گھرانے سے ہوگا، لیکن شادی کے بعد وہ خاوند کے رحم و کرم پر ہوتی ہے، اگر وہی بد اخلاق ہو تو زندگی اجیرن بن جاتی ہے اور بیوی کے والدین اور بھائیوں کی محبت اور دولت کی وجہ سے اس کی بے سکونی میں کمی نہیں آتی۔ ایسی بیچاری خاتون کو نہ طلاق لینے میں فائدہ نظر آتا ہے اور نہ نکاح میں سکون ملتا ہے۔ ہم نے کئی عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے خاوندوں کے غریب ہونے کی وجہ سے بچوں کا خرچہ بھی اپنے والدین سے لاتی ہیں، لیکن اس کے باوجود ان کے خاوند کا رویہ کسی ظالم و جابر سے کم نہیں ہوتا۔ کیا ایسی بناتِ آدم کا یہی قصور ہے کہ انہوں نے نکاح کے وقت ان ناعاقبت اندیشوں کو اپنا خاوند تسلیم کر لیا تھا؟ کیا ہے کوئی ترس کھانے والا؟

(۷۱۲۳)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَطْرُقَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ۔ (مسند سے منع کیا ہے۔)

(احمد: ۱۰۱۳)

**فوائد:** ..... اس حکم کا تعلق زیادہ دیر گھر سے باہر رہنے والے مسافر کے ساتھ ہے، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمْ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا))۔ ..... ”جب کوئی آدمی زیادہ عرصہ باہر رہے تو وہ رات کو اپنے گھر واپس نہ آئے۔“ (صحیح بخاری: ۲۸۴۳، صحیح مسلم: ۳۵۵۸)

میاں بیوی کے مابین تعلقات کا خوشگوار ہونا مطلوب شریعت ہے، اس مقصد کی تکمیل کے لیے شریعت نے عورت کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ خاوند کے لیے زینت و آرائش اختیار کرے۔ اس حدیث کا مقصد نفرت اور سوائے ظن کا باعث بننے والے اسباب کو ختم کرنا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوے سے مدینہ واپس پہنچ کر جب اپنے گھروں کو جانے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ذرا ٹھہر جاؤ، تاکہ تمہاری بیویاں پر آگندہ بالوں میں کنگی کر لیں اور فاضل بالوں کی صفائی کر لیں۔“ (بخاری، مسلم)

اس حدیث میں میاں بیوی کے مابین مودت و محبت پیدا کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے، قابل غور بات یہ ہے کہ میاں بیوی کا کوئی وصف یا بات ایک دوسرے سے مخفی نہیں ہوتی، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے رات کو آنے سے منع کیا تاکہ کوئی نفرت والا معاملہ پیش نہ آسکے، ممکن ہے کہ بیوی اچھی حالت میں نہ ہو یا اس کے گھر میں کوئی ایسا فرد آیا



ہوا ہو، جس کی آمد خاوند کو ناگوار گزرے، لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ برا ہوگا، لیکن اس معاملے میں خاوند کی ترجیحات کو مد نظر رکھا جائے گا۔ سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رات کو اپنی بیوی کے گھر گیا، میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت اس کی کنگھی کر رہی تھی، لیکن میں نے سمجھا کہ یہ کوئی مرد ہے، سو میں نے اس کی طرف تلوار کو سیدھا کیا، لیکن اتنے میں اس کا عورت ہونا واضح ہو گیا، جب یہ ماجرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو اس سے منع کر دیا کہ وہ رات کو اپنی بیویوں کے پاس آئیں۔ (صحیح ابی عوانہ، بحوالہ فتح الباری: ۹/ ۴۲۶) اگر اس باب کی تمام احادیث اور ان کے مقاصد کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آج کے دور میں فون کے ذریعے مطلع کر کے رات کو آیا جاسکتا ہے، ہاں اس سلسلے میں عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوند کا مزاج سمجھے۔ آج کل بیویاں اپنے گھروں میں سادہ ملبوسات پر اکتفا کرتی ہیں اور صفائی کا بھی کوئی خاص خیال نہیں رکھتیں، لیکن جب وہ دوسرے رشتہ داروں کے پاس جانے یا گھر سے باہر کسی دوسری مجلس میں جانے لگتی ہیں، تو حسن و جمال کے جوانداز اختیار کئے جاتے ہیں، ان کے سامنے دلہن بھی شرماتی ہے۔ ایسا کرنا مقصود شریعت نہیں ہے۔

(۷۱۲۴)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى خُوَيْلَةَ بِنْتِ  
حَكِيمِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ الْأَوْقِصِ  
السُّلَمِيَّةِ وَكَانَتْ تَحْتَ عُمَانَ بْنِ مَطْعُونِ  
قَالَتْ: فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَدَاذَةَ  
هَيْبَتِهَا، فَقَالَ لِي: ((يَا عَائِشَةُ! مَا أَبَدَّ هَيْبَةَ  
خُوَيْلَةَ؟)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!  
امْرَأَةٌ لَا زَوْجَ لَهَا، يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ  
اللَّيْلَ فَهِيَ كَمَنْ لَا زَوْجَ لَهَا فَتَرَكَتْ نَفْسَهَا  
وَأَصَاعَتَهَا، قَالَتْ: فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
إِلَى عُمَانَ بْنِ مَطْعُونِ فَجَاءَ فَقَالَ: ((يَا  
عُمَانُ! أَرَعْبَةُ عَنْ سُنَّتِي؟)) قَالَ: لَا،  
وَاللَّهِ! يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَلَكِنْ سُنَّتَكَ  
أَطْلُبُ، وَقَالَ: ((فَاتِي أَنَا وَأَصَلِّي  
وَأَصُومُ وَأَقِطِرُ وَأَنْكِحُ النِّسَاءَ، فَاتَّقِ اللَّهَ يَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: سیدہ خویلہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا میرے پاس آئی، یہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی، جب رسول اللہ نے اس کی حالت کی پراگندگی دیکھی تو مجھ سے فرمایا: عائشہ! خویلہ کی حالت تو بڑی پراگندہ ہے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بس یوں سمجھیں کہ اس خاتون کا خاوند کوئی نہیں ہے، کیونکہ وہ دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے، اس لیے خویلہ اس خاتون کی طرح ہے کہ جس کا خاوند نہیں ہوتا ہے، اس لیے اس نے اپنے نفس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی اور اس کو ضائع کر دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، پس وہ آگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ”اے عثمان! کیا میری سنت سے بے رغبتی کر رہے ہو؟“ انھوں نے کہا: ”اللہ کی قسم! نہیں، اے اللہ کے رسول! میں تو آپ کی سنت کو طلب کرنے والا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر یہ ہے تو میں سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور انظار بھی کرتا ہوں، میں نے عورتوں



عُثْمَانُ! اِقْبَانُ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِيْضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ-)) (مسند احمد: ۲۶۸۳۹)

سے شادی بھی کر رکھی ہے۔ اے عثمان! اللہ سے ڈرو، تم پر تیری بیوی کا حق ہے، تم پر تیرے مہمان کا حق ہے اور تجھ پر تیرے نفس کا حق ہے، اس لیے روزے بھی رکھا کر اور ان کو ترک بھی کیا کر اور نماز بھی پڑھا کر اور سویا بھی کرو۔“

**فوائد:** ..... ”تم پر تیری بیوی کا حق ہے“ اس سے مراد یہ ہے کہ بیوی کو باقاعدہ ٹائم دیا جائے اور اس کے جسم اور زندگی کے تقاضوں کو سمجھ کر ان کو پورا کیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (سورہ نساء: ۱۹) ..... ”اپنی بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرو۔“

عورت سب سے زیادہ خاوند کے حسن اخلاق کی محتاج ہے، مختلف احادیث میں اس کی بہت زیادہ تلقین کی گئی ہے، علاوہ ازیں عورت کے کھانے پینے، لباس اور رہائش کے اخراجات کا ذمہ دار خاوند ہے۔

اسلام ہی واحد مذہب ہے کہ جس نے بیوی کے ساتھ سب سے زیادہ حسن سلوک کرنے کا سبق دیا ہے، اس کی وجہ بالکل واضح ہے کہ شادی اور بالخصوص اولاد ہو جانے کے بعد عورت کا واحد سہارا اس کا خاوند ہوتا ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ وہ شادی کے بعد اپنے والدین، بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کے گھر چلتی ہی نہیں۔ اس لیے خاوند حضرات کو چاہیے کہ وہ اپنی رفیقہ حیات کی بے بسی کا خیال رکھیں اور اس کی خدمت کو شرف انسانیت سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ماجور ٹھہریں۔

### بَابُ فَضْلِ إِحْسَانِ الْعِشْرَةِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ مَعَ الزَّوْجَةِ

بیوی کے ساتھ حسن معاشرت و حسن اخلاق سے پیش آنے کی فضیلت کا بیان

(۷۱۲۵)۔ عَنِ الْعَرَبِاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا سَقَى امْرَأَتَهُ مِنَ الْمَاءِ أُجِرَ))، قَالَ: فَأَتَيْتُهَا فَسَقَيْتُهَا، وَحَدَّثْتُهَا بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ- (مسند احمد: ۱۷۲۸۷)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”پیشک آدی کے لیے اپنی بیوی کو پانی پلانے میں اجر ہے۔“ تو میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس کو پانی پلایا اور پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی حدیث اس کو بیان کی۔

(۷۱۲۵) تخریج: صحیح بالشواہد، أخرجه الطبرانی فی ”الکبیر“: ۱۸ / ۶۴۶، والبخاری فی ”التاریخ الکبیر“: ۳ / ۱۷۸ (انظر: ۱۷۱۵۵)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یہ ایک طویل حدیث ہے، اس میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو ذر! تمہارے لیے اپنی بیوی سے جماع کرنے میں اجر ہے۔“ انھوں نے کہا: میں نے اپنی شہوت پوری کی، اس میں اجر کیسے ہو گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم مجھے بتاؤ کہ اگر تمہارا بیٹا ہو، پھر وہ بالغ ہو جائے اور تم کو اس سے خیر کی امید بھی ہو، اتنے میں وہ فوت ہو جائے تو کیا تم کو اس کی نیت کے ساتھ صبر کرو گے؟“ اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اچھا یہ بتاؤ کہ کیا تم نے اس کو پیدا کیا تھا؟“ انھوں نے کہا: جی نہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نے اس کو ہدایت دی تھی؟“ اس نے کہا: نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہدایت دی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نے اس کو رزق دیا ہے؟“ انھوں نے کہا: نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو رزق دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسی طرح جماع کے ذریعے حلال کو تلاش کرو اور حرام سے اجتناب کر، پس اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس کو زندہ رکھے گا اور چاہا تو اس کو فوت کر دے گا اور اس میں تیرے لیے اجر ہو گا۔“

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور نبی کریم ﷺ کے گھر آنے کی اجازت طلب کی، ساتھ ہی انھوں نے سنا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بلند آواز میں بول رہی تھیں، پس انھوں نے اپنی بیٹی سے کہا: ام رومان کی بیٹی! کیا تو رسول اللہ ﷺ پر اپنی آواز کو بلند کر رہی ہے؟ پھر نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو بکر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما

(۷۱۲۶)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ فِي حَدِيثِ طَوِيلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((وَلَكَ فِي جِمَاعِ زَوْجِكَ أَجْرٌ))، فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: وَكَيْفَ يَكُونُ لِي أَجْرٌ فِي شَهْوَتِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ وَلَدٌ فَأَذْرَكَ وَرَجَوْتَ خَيْرَهُ فَمَاتَ أَكُنْتَ تَحْتَسِبُ بِهِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَأَنْتَ خَلَقْتَهُ؟)) قَالَ: بَلَى اللَّهُ خَلَقَهُ، قَالَ: ((فَأَنْتَ هَدَيْتَهُ؟)) قَالَ: بَلَى اللَّهُ هَدَاهُ، قَالَ: ((فَأَنْتَ تَرْزُقُهُ؟)) قَالَ: بَلَى اللَّهُ كَانَ يَرْزُقُهُ، قَالَ: ((كَذَلِكَ فَضَعُهُ فِي حَلَالِهِ وَجَنَّبَهُ حَرَامَهُ، فَإِنْ شَاءَ اللَّهُ أَحْيَاهُ وَإِنْ شَاءَ أَمَاتَهُ وَلَكَ أَجْرٌ)) (مسند احمد:

(۲۱۸۱۶)

(۷۱۲۷)۔ عَنِ النَّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: جَاءَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَمِعَ عَائِشَةَ وَهِيَ رَافِعَةٌ صَوْتَهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ، فَقَالَ: يَا ابْنَةَ أُمِّ رُومَانَ وَتَسْأَلُوهَا أَتَرْفَعِينَ صَوْتَكِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: فَحَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ

(۷۱۲۶) تخریج: اسنادہ صحیح، أخرجه النسائي في "الكبرى": ۹۰۲۷، ورواه مختصراً ابن حبان: ۳۳۷۷ (انظر: ۲۱۴۸۴)

(۷۱۲۷) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم، أخرجه ابو داود: ۴۹۹۹ (انظر: ۱۸۳۹۴)

کے درمیان حائل ہو گئے، جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہما باہر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ سیدہ کو راضی کرنے کے لیے فرمانے لگے: ”کیا تم دیکھتی نہیں ہو کہ میں تجھے بچانے کے لیے تیرے اور تیرے باپ کے درمیان حائل ہو گیا تھا۔“ بعد ازاں جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہما تشریف لائے تو آپ ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہنس رہے تھے، پس انھوں نے اجازت طلب کی اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اپنے صلح والے ماحول میں بھی داخل کرو، جیسا کہ آپ نے مجھے لڑائی کے ماحول میں داخل کیا تھا۔

وَبَيْنَهَا، قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ لَهَا يَتَرَضَّاهَا: ((أَنَّ تَرَيْنَ أَيْ قَدْ حُلْتُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنِكَ)) قَالَ: ثُمَّ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهُ، يُضَاحِكُهَا، قَالَ: فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَشْرِكَايَ فِي سَلْمِكُمَا كَمَا أَشْرَكْتُمَايَ فِي حَرْبِكُمَا۔ (مسند احمد: ۱۸۵۸۴)

**فوائد:** ..... غور کریں کہ سید الانبیاء ﷺ اپنی بیوی کو راضی کر رہے ہیں، اور ایسے کرنے سے بیوی کی بڑی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور اس میں فرمانبرداری کا جذبہ بڑھ جاتا ہے۔

سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہما، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہما کی اہلیہ تھیں، ان کا نام زینب یاد عد تھا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورت پہلی کی مانند ہے، اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی آرزو کرو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اگر تم اس کو چھوڑ دو تو اس سے فائدہ اٹھاتے رہو گے اور اس میں ٹیڑھ پن موجود رہے گا۔“ (دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورت تمہارے لیے ایک ہی عادت اور خصلت پر سیدھا نہیں رہ سکتی، یہ پہلی کی مانند ہے، اگر تم اس پہلی کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اگر اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو گے تو اس سے فائدہ اٹھاتے رہو گے اور اس میں ٹیڑھ پن موجود رہے گا۔“

(۷۱۲۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ فَإِنْ تَخْرِصَ عَلَيَّ إِقَامَتِهِ تَكْسِيرُهُ وَإِنْ تَتْرَكُهُ تَسْتَمْتِعُ بِهِ وَفِيهِ عِوَجٌ)) (مسند احمد: ۹۵۲۰) .

(۷۱۲۹)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَسْتَقِيمُ لَكَ الْمَرْأَةُ عَلَى خَلِيقَةٍ وَاحِدَةٍ، إِنَّمَا هِيَ كَالضِّلَعِ، إِنْ تُقِمَهَا تَكْسِرُهَا وَإِنْ تَتْرَكَهَا تَسْتَمْتِعُ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ)) (مسند احمد: ۱۰۸۶۸)

**فوائد:** ..... عورت کو پہلی سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اخلاق میں بھی پہلی کی طرح ایسا ٹیڑھ پن ہوتا ہے، جو کوشش کے باوجود سیدھا نہیں ہوتا، اس لیے اگر خواتین میں مثبت پہلو غالب ہو تو ان کے منفی پہلو کو نظر انداز کر دینا چاہیے، البتہ اچھے انداز میں سمجھانا ضروری ہے

(۷۱۲۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۱۸۴، ومسلم: ۱۴۶۸ (انظر: ۹۵۲۴)

(۷۱۲۹) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۷۱۳۰)۔ عَنْ سَمُرَةَ بِنِ جُنْدُبٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الْمَرْأَةَ حُلِقَتْ مِنْ ضَلْعٍ، وَأَنْتَ إِذَا تَرَدَّ إِقَامَةُ الضَّلْعِ تَكْسِرُهَا فَذَارِهَا تَعِشْ بِهَا)) (مسند احمد: ۲۰۳۵۳)

سیدنا سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورت پللی سے پیدا کی گئی ہے، اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ ڈالو گے، اس لیے اس کے ساتھ لطف وزنی والا سلوک کرو، تاکہ تم اس کے ساتھ زندگی گزارتے رہو۔“

**فوائد:** ..... یہ آدمی کا پورا نہ ہونے والا خواب ہو گا کہ اس کی بیوی سو فیصد اس کی خواہشات کی تکمیل کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خواتین میں اتنی اہلیت ہی نہیں رکھی، الا ماشاء اللہ، کسی علاقے میں ایک دو مثالیں ہو بھی سکتی ہیں۔ لہذا خاوند کو عورت کی اس فطرت کو سامنے رکھ کر کچھ صبر کا مظاہرہ بھی کرنا چاہیے۔

حافظ ابن حجر نے کہا: اس حدیث سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ سیدہ حواء علیہا السلام، آدم علیہ السلام کی بائیں پللی سے پیدا ہوئی تھیں۔

(۷۱۳۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْمَرْأَةُ كَالضَّلْعِ إِنْ أَقَمْتَهَا نَسَرْتَهَا وَهِيَ يُسْتَمْتَعُ بِهَا عَلَى عَوَجٍ فِيهَا)) (مسند احمد: ۲۶۹۱۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورت پللی کی مانند ہے، اگر تم اس کو بالکل سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے، اس سے اس ٹیڑھ پن کے باوجود فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔“

(۷۱۳۲)۔ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ قَعْنَبِ بْنِ الرَّيَّاحِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا ذَرٍّ فَلَمْ أَجِدْهُ وَرَأَيْتُ الْمَرْأَةَ فَسَأَلْتُهَا فَقَالَتْ: هُوَ ذَاكَ فِي ضَبْعَةٍ لَهُ فَجَاءَ بِقَوْدٍ أَوْ يَسُوقٍ بَعِيرَيْنِ فَاطْرَأَ أَحَدَهُمَا فِي عَجْزِ صَاحِبِهِ، فِي عُنُقِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا قِرْبَةٌ فَوَضَعَ الْقِرْبَتَيْنِ، قُلْتُ: يَا أَبَا ذَرٍّ مَا

نعیم بن قعب ریاحی کہتے ہیں: میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، لیکن میں نے ان کو نہ پایا اور ان کی بیوی سے پوچھا، اس نے کہا: وہ ادھر اپنی جائداد میں ہیں، اتنے میں وہ آگئے دو اونٹوں کو ہانک کر لارہے تھے، ان میں سے ایک کو دوسرے کے پچھلے حصہ میں باندھ رکھا تھا اور ان میں سے ہر ایک کی گردن پر ایک مشک تھی، پس انھوں مشکوں کو نیچے اتار اور میں

(۷۱۳۰) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ابن ابی شیبہ: ۵ / ۲۷۵، والبخاری: ۱۱۷۶، وابن حبان: ۴۱۷۸ (انظر: ۲۰۰۹۳)

(۷۱۳۱) حدیث صحیح لغیرہ، أخرجه البخاری: ۱۴۷۹، والطبرانی فی "الوسط": ۹۷۲ (انظر: ۲۶۳۸۴)

(۷۱۳۲) تخریج: رجالہ ثقات رجال الصحیح غیر نعیم بن قعب، فقد روى له البخاری فی "الادب" والنسائی، ولم یوثقه غیر ابن حبان، وروی عنه هذا الحدیث ثلاثة اختلف علیهم، لكن تشهد لقصة المرأة كالضلع ولقصة صیام ثلاثة ایام من الشهر احادیث اخرى، أخرجه مختصراً بالمرفوع منه فقط النسائی فی "الكبرى": ۹۱۵۲ (انظر: ۲۱۳۳۹)

نے کہا: اے ابو ذر! مجھے لوگوں میں سے سب سے زیادہ آپ سے ملاقات کرنے کی چاہت تھی اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ بھی آپ کی ملاقات ہی تھی، انہوں نے کہا: اس کی کیا وجہ ہے؟ تیرے باپ کی عمر دراز ہو۔ اس نے کہا: جاہلیت میں میں نے بچپاں زندہ درگور کی ہیں، مجھے آپ سے ملاقات کی تمنا اس امید پر تھی کہ آپ مجھے بتائیں کہ کیا میرے لئے کوئی توبہ یا نکلنے کی راہ ہے یا نہیں ہے، اور آپ سے ملاقات میں مجھے ڈر یہ تھا کہ کہیں آپ یہ نہ کہہ دیں کہ میرے لئے توبہ ہی نہیں۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ زندہ درگور دفن کرنا جاہلیت میں تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں، انہوں نے کہا: ”جو پہلے گزر چکا ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا، پھر انہوں نے اپنی بیوی کی طرف سر سے اشارہ کیا کہ وہ میرے لئے کھانا لائے، لیکن اس نے توجہ نہ کی، پھر انہوں نے اس کو حکم دیا، لیکن اس نے پھر توجہ نہ کی، یہاں تک کہ ان کے جھگڑنے کی آوازیں بلند ہونے لگیں، انہوں نے بیوی سے کہا: خاموش ہو جاؤ اور یہاں سے چلی جاؤ، تم اس بات سے قطعاً تجاوز نہیں کر سکتیں، جو تمہارے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرما دیا ہے، نعیم کہتے ہیں: میں نے کہا: آپ ﷺ نے ان عورتوں کے بارے میں کیا فرمایا تھا، سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورت ایک پسلی کی مانند ہے، اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اگر اس کے ٹیڑھا پن کو اس کی حالت پر چھوڑ دو گے تو فائدہ حاصل کرتے رہو گے۔“ پھر سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کی بیوی چلی گئی اور کچھ دیر کے بعد شدید لے آئی، اس کی لذت ایسی تھی جیسا کہ قحطاء (کبوتر یا بیٹر کے برابر ایک پرندہ) کے گوشت کی ہوتی ہے، سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کھاؤ اور اپنے ساتھ میرے نہ کھانے سے پریشان نہ ہونا،

كَانَ مِنَ النَّاسِ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَاهُ مِنْكَ، وَلَا أَبْغَضَ أَنْ أَلْقَاهُ مِنْكَ، قَالَ: لِلَّهِ أَبُوكَ وَمَا يَجْمَعُ هَذَا؟ قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي كُنْتُ وَأَدْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكُنْتُ أَرْجُو فِي لِقَائِكَ أَنْ تُخْبِرَنِي أَنَّ لِي تَوْبَةً وَمَخْرَجًا وَكُنْتُ أَخْشَى فِي لِقَائِكَ أَنْ تُخْبِرَنِي إِنَّهُ لَا تَوْبَةَ لِي، فَقَالَ: أَفِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ، ثُمَّ عَاجَ بِرَأْسِهِ إِلَى الْمَرْأَةِ، فَأَمَرَ لِي بِطَعَامٍ، فَالْتَوَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمَرَهَا فَالْتَوَتْ عَلَيْهِ حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا قَالَ: إِنَّهَا دَعَيْتَا عَنْكَ فَإِنَّكَ لَنْ تَعْدُونَ مَا قَالَ: لَنَا فِيكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قُلْتُ: وَمَا قَالَ لَكُمْ فِيهِنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: ((الْمَرْأَةُ ضَلَعٌ فَإِنْ تَذَهَبَ نُقِرَ وَمَهَا تَكْسِيرُهَا، وَإِنْ تَدْعَاهَا فَفِيهَا أَوْدٌ وَبُلْعَةٌ)) فَوَلَّتْ فَجَاءَتْ بِبَرِيدَةٍ كَانَتْهَا قِطَاةً، فَقَالَ: كُلْ وَلَا أَهْوَلَنَّكَ إِنِّي صَائِمٌ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَجَعَلَ يَهْدِبُ الرُّكُوعَ وَيُخَفِّفُهُ وَرَأَيْتُهُ يَتَحَرَّى أَنْ أَشْبَعَ أَوْ أَقْرَبَ، ثُمَّ جَاءَ فَوَضَعَ يَدَهُ مَعِيَ فَقُلْتُ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، فَقَالَ: مَا لَكَ؟ قُلْتُ: مَنْ كُنْتُ أَخْشَى مِنَ النَّاسِ أَنْ يَكْذِبَنِي فَمَا كُنْتُ أَخْشَى أَنْ تَكْذِبَنِي، قَالَ: لِلَّهِ أَبُوكَ، إِنْ كَذَّبْتُكَ كَذْبَةً مُنْذُ لَقَيْتَنِي، فَقَالَ: أَلَمْ تُخْبِرَنِي أَنَّكَ صَائِمٌ ثُمَّ أَرَاكَ تَأْكُلُ؟ قَالَ: بَلَى إِنِّي صُمْتُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ



میاں بیوی کے حقوق اور اچھی محبت

کیونکہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے، پھر وہ خود کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے اور رکوع وغیرہ بہت ہلکے کئے، میرے خیال میں جب انہوں نے اندازہ لگایا کہ میں سیر ہونے کے قریب ہوں تو وہ آئے اور میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا شروع کر دیا، میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر افسوس کا اظہار کیا، سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا ہوا؟ میں نے کہا اگر کوئی عام آدمی جھوٹ کہتا تو مجھے افسوس نہ ہوتا، مگر آپ سے جھوٹ کا سرزد ہونا تو میرے وہم و گمان میں نہ تھا، انہوں نے کہا: تو نے کیا خوب بات کی ہے، جب سے تیری اور میری ملاقات ہوئی ہے میں نے کوئی جھوٹ بولا ہو؟ میں نے کہا: ابھی کچھ دیر پہلے آپ نے کہا تھا کہ آپ روزہ سے ہوں اور اب میں دیکھتا ہوں آپ نے کھانا شروع کر دیا ہے، اس نے کہا: ضرور ضرور، وجہ یہ ہے کہ میں نے اس ماہ کے تین روزے رکھ لئے ہیں، ایک نیکی دس گنا ہے، لہذا ایک ماہ کا اجر ثابت ہو چکا ہے اور تیرے ساتھ کھانا میرے لئے جائز تھا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایمانداروں میں سے سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے، جس کے اخلاق سب سے بہتر ہیں اور ان میں بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لئے بہترین ہیں۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے کامل ترین ایمان والے وہ ہیں جو بہترین اخلاق والے اور اپنی بیویوں پر لطف و کرم کرنے والے ہیں۔“

مِنْ هَذَا الشَّهْرِ فَوَجَبَ أَجْرُهُ وَحَلَّ لِي الطَّعَامُ مَعَكَ۔ (مسند احمد: ۲۱۶۶۵)

(۷۱۳۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا وَخَيْرُهُمْ لِنِسَائِهِمْ۔)) (مسند احمد: ۷۳۹۶)

(۷۱۳۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا وَالْأَطْفَهُمْ بِأَهْلِهِ۔)) (مسند احمد: ۲۴۷۰۸)

**فوائد:** ..... کسی آدمی کے حسن اخلاق کا سب سے زیادہ علم اس کی بیوی کو ہوتا ہے، آج کل لوگ باہر کے

(۷۱۳۳) تخریج: حدیث صحیح، أخرجه ۴۶۸۲ (انظر: ۷۴۰۲)

(۷۱۳۴) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ، أخرجه الترمذی: ۲۶۱۲ (انظر: ۲۴۲۰۴)

دوستوں اور یاروں سے وفا کرنے میں ہی مصروف رہتے ہیں، دوست ایک آدمی کی بڑی تعریف کر رہے ہوتے ہیں، لیکن اگر اس کی بیوی سے اس کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ اس کے حق میں ایک جملہ کہنے کے لیے تیار نہیں ہوتی، یہ اچھے لوگوں کا رویہ نہیں ہے، کسی آدمی کے اخلاق کے اچھا یا برا ہونے کی شہادت اس کی بیوی دے گی۔

عملی طور پر بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ شام کا کھانا کھا کر اپنے دوستوں کی طرف نکل جاتے ہیں اور رات ایک دو بجے واپس آتے ہیں، اس وقت بیوی بچے گہری نیند سوچکے ہوتے ہیں، پھر جب صبح کے وقت بیوی بچے اٹھتے ہیں اور بیوی بچوں کو تیار کر کے تعلیمی اداروں میں بھیجتی ہے تو اس وقت گھر کا سربراہ سویا ہوا ہوتا ہے، یہ راہ اعتدال سے منحرف رویہ ہے اور اس طرح سے گھر کے افراد کی اچھی تربیت نہیں ہوتی۔

(۷۱۳۵)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى بَابِ حُجْرَتِي  
وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ بِحِرَابِهِمْ يَسْتَرُونِي بِرِدَائِهِ  
لِكَيْ أَنْظُرَ إِلَى لَيْبِهِمْ ثُمَّ يَقُومُ حَتَّى أَكُونَ  
أَنَا الَّتِي أَنْصَرِفُ۔ (مسند احمد: ۲۶۶۳۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول  
اللہ ﷺ کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا، جبکہ حبشی  
جنگلی ہتھیاروں کے ساتھ کھیل رہے تھے اور آپ ﷺ  
میرے لئے اپنی چادر سے پردہ کر رہے تھے، تاکہ میں ان کے  
کھیل کو دیکھ سکوں، پھر آپ کھڑے رہتے تھے، یہاں تک کہ  
میں خود پھرتی تھی۔

**فوائد:**..... نبی کریم ﷺ اس طرح بھی اپنی بیویوں کا دل بہلانے کی کوشش کرتے تھے۔

(۷۱۳۶)۔ وَعَنْهَا كَيْفًا قَالَتْ: كُنْتُ أَلْعَبُ  
بِالْبَسَاتِ وَيَجِيءُ صَوَاحِبِي فَيَلْعَبْنَ مَعِي  
فَإِذَا رَأَيْنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ انْقَمَعْنَ وَكَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُدْخِلُهُنَّ عَلَيَّ فَيَلْعَبْنَ  
مَعِي۔ (مسند احمد: ۲۴۸۰۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں اپنی گڑیوں  
کے ساتھ کھیلتی تھی اور میری سہیلیاں بھی آ کر میرے ساتھ مل کر  
کھیلتی تھیں، جب وہ نبی کریم ﷺ کو دیکھتیں تو چلی جاتیں،  
لیکن پھر آپ ﷺ خود ان کو میرے پاس بھیجتے، پس وہ  
میرے پاس آ کر کھیلتی تھیں۔

**فوائد:**..... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نو برس میں شادی ہوئی تھی، انھوں نے کل دس سال نبی کریم ﷺ کی صحبت  
میں گزارے، چونکہ وہ نو عمر تھیں، اس لیے آپ ﷺ ان کو عمر کے تقاضے پورے کرنے کا موقع دیتے تھے۔

(۷۱۳۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۱۹۰، ومسلم: ۸۹۲ (انظر: ۲۶۱۰۱)

(۷۱۳۶) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۳۰، ومسلم: ۲۴۴۰ (انظر: ۲۴۲۹۸)

## بَابُ الْقَسَمِ بَيْنَ الزَّوْجَاتِ وَمُدَّةِ إِقَامَةِ الزَّوْجِ عِنْدَ الْبُكَرِ وَالنَّبِيِّ

بیویوں کے درمیان تقسیم اور کنواری اور بیوہ بیوی کے پاس خاوند کے قیام کی مدت کا بیان

(۷۱۳۷)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَزَوَّجَ  
الرَّجُلُ الْبُكَرَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم  
ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی کسی کنواری عورت سے شادی  
کرے تو وہ اس کے پاس تین دن ٹھہرے۔“

(مسند احمد: ۶۶۶۵)

(۷۱۳۸)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا  
اتَّخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَفِيَّةَ عِنْدَهَا  
ثَلَاثًا وَكَانَتْ نَبِيًّا۔ (مسند احمد: ۱۱۹۷۴)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ  
نے جب سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو ان کے پاس تین  
دن ٹھہرے تھے، کیونکہ وہ بیوہ تھیں۔

(۷۱۳۹)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَهَا أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ  
وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ بِكَ عَلَى أَهْلِكَ هَوَانٌ  
وَإِنْ شِئْتَ سَبَعْتُ لَكَ، وَإِنْ سَبَعْتُ لَكَ  
سَبَعْتُ لِنِسَائِي)) وَفِي لَفْظٍ، قَالَ: ((إِنَّ  
بِكَ عَلَى أَهْلِكَ كَرَامَةً))، قَالَ الرَّاويُ:  
فَأَقَامَ عِنْدَهَا إِلَى الْعِشِيِّ ثُمَّ قَالَ: ((إِنْ  
شِئْتَ سَبَعْتُ لَكَ وَإِنْ سَبَعْتُ لَكَ سَبَعْتُ  
لِنِسَائِي نِسَائِي، وَإِنْ شِئْتَ قَسَمْتُ لَكَ))  
قَالَتْ: لَا، بَلِ افْسِمِ لِي۔ (مسند احمد:  
۲۷۲۰۷)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: نبی  
کریم ﷺ نے جب مجھ سے شادی کی تو میرے پاس تین  
دن تک ٹھہرے اور فرمایا: ”بیشک اس میں نہ تیرے اہل کی  
توہین ہے اور نہ تیری حق تلفی ہے، اگر تمہاری مرضی ہے تو میں  
سات دن پورے کر دیتا ہوں، لیکن پھر میں اپنی دیگر بیویوں  
کے ہاں بھی سات سات دن رہوں گا۔“ ایک روایت میں  
ہے: ”تیری وجہ سے تیرے اہل کی کرامت اور عزت ہے۔“  
ایک راوی نے کہا: پھر آپ ﷺ شام تک ان کے پاس  
ٹھہرے اور فرمایا: ”اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہارے پاس سات  
دن گزارتا ہوں، لیکن پھر اپنی دیگر بیویوں کے لئے بھی سات  
دن مقرر کروں گا اور اگر تم چاہتی ہو تو میں تیرے لیے تقسیم کر  
دیتا ہوں۔“ انہوں نے کہا: نہیں، بلکہ آپ ﷺ میرے لیے  
تقسیم کر دیں۔

(۷۱۳۷) تخریج: اسنادہ ضعیف، حجاج بن ارطاة كثير الخطأ والتدليس (انظر: ۶۶۶۵)

(۷۱۳۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۲۱۳، ۵۲۱۴، ومسلم: ۱۴۶۱ (انظر: ۱۱۹۵۲)

(۷۱۳۹) تخریج: هذا اسناد ضعیف لجهالة عبد العزيز بن بنت ام سلمة، لكن قوله "إِنْ شِئْتَ سَبَعْتُ لَكَ  
وَإِنْ سَبَعْتُ لَكَ سَبَعْتُ لِنِسَائِي نِسَائِي" صحيح لغیره، أخرجه ابويعلى: ۶۹۰۷، والطبرانی فی "الكبير":

۲۳ / ۵۰۶، وابن حبان: ۲۹۴۹، والحاكم: ۲ / ۱۷۸، والبيهقي: ۷ / ۱۳۱ (انظر: ۲۶۷۲۱)

میاں بیوی کے حقوق اور اچھی صحبت (پہنچان)

**فوائد:** ..... سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیوہ تھیں، اس لیے ان کا حق تین دن بنتا تھا، اگر ان کو سات دن دیئے جاتے تو پھر باقی بیویوں کو بھی اتنے دن دینے پڑتے، صحیح مسلم کی روایت کے مطابق سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے تین دنوں کو ترجیح دی، تاکہ آپ ﷺ کا دوبارہ لوٹنا جلدی ہو، سات دنوں کی صورت میں تو لمبا انتظار کرنا پڑے گا۔

بَابُ فِيمَا يَجِبُ فِيهِ التَّعْدِيلُ بَيْنَ الزَّوْجَاتِ وَمَا لَا يَجِبُ

بیویوں کے درمیان واجبی اور غیر واجبی عدل کا بیان

(۷۱۴۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ يَمِيلُ لِأَحَدِهِمَا عَلَى الْأُخْرَى جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَحَدُ شِقَّتَيْهِ سَاقِطٌ)) (مسند احمد: ۱۰۰۹۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف زیادہ میلان رکھتا ہو تو وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو فالج زدہ ہوگا۔“

(۷۱۴۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْقِسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ وَيَقُولُ: ((هَذِهِ قِسْمَتِي، ثُمَّ يَقُولُ) اللَّهُمَّ هَذَا فَعَلِي فِيمَا أَمَلِكُ فَلَا تَلْمِئِي فِيمَا تَمَلِكُ وَلَا أَمَلِكُ)) (مسند احمد: ۲۵۶۲۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان عادلانہ تقسیم کرتے اور پھر فرماتے: ”یہ میری تقسیم ہے، اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے اور یہ میرے بس میں ہے، لہذا مجھے اس تقسیم میں ملامت نہ کرنا، جس کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں ہوں۔“

**فوائد:** ..... کسی ایک بیوی کی طرف دلی میلان تو زیادہ ہو سکتا ہے، لیکن بظاہر ہر ایک کے ساتھ برابری کرنی

چاہیے۔

(۷۱۴۲)۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ بِسَرِفٍ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هَذِهِ مَيْمُونَةُ إِذَا رَفَعْتُمْ نَعَشَهَا فَلَا تَزْعُرْ عَوْهَا

عطاء کہتے ہیں: ہم سیدہ ميمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کے موقع پر سرف مقام پر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھے، انہوں نے کہا: یہ سیدہ ميمونہ رضی اللہ عنہا ہیں، جب ان کی میت کی چارپائی اٹھاؤ تو اسے زیادہ حرکت نہ دینا (بلکہ نرمی سے میت کو

(۷۱۴۰) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، أخرجه ابن ماجه: ۱۹۶۹ (انظر: ۱۰۰۹۰)

(۷۱۴۱) تخریج: ضعیف، لكن قوله "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْقِسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ" صحیح لغيره، أخرجه

ابوداود: ۲۱۴۳، والترمذی: ۱۱۴۰، وابن ماجه: ۱۹۷۱ (انظر: ۲۵۱۱۱)

(۷۱۴۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۰۶۷ (انظر: )

میاں بیوی کے حقوق اور اچھی محبت

وَلَا تُزْلِزْ لُؤْهَا فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهُ تَسْعُ نِسْوَةٍ وَكَانَ يَقْسِمُ لِمَن وَوَاحِلَةً لَمْ يَكُنْ لِيَقْسِمَ لَهَا، قَالَ عَطَاءُ: الَّتِي لَمْ يَكُنْ يَقْسِمُ لَهَا صَفِيَّةٌ. (مسند

اٹھانا، تاکہ ان کی کرامت متاثر نہ ہو)، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی نو (9) بیویاں تھیں، آپ ﷺ نے ان میں سے آٹھ کی باری مقرر کر رکھی تھی اور ایک کی نہیں کی تھی۔ عطاء کہتے ہیں: جس کی باری مقرر نہیں کی تھی، وہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

(حمد: ۲۰۴۴)

**فوائد:**..... جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو درج ذیل امہات المؤمنین زندہ تھیں:

سیدہ عائشہ، سیدہ سوہدہ، سیدہ حفصہ، سیدہ ام سلمہ، سیدہ زینب بنت جحش، سیدہ صفیہ، سیدہ جویریہ، سیدہ ام حبیبہ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہن۔ آپ ﷺ جس حرم پاک کی باری مقرر نہیں کرتے تھے، وہ سیدہ سوہدہ رضی اللہ عنہا تھیں، سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا نام ذکر کرنا راوی کا وہم ہے۔

(۷۱۴۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَأْمُونًا يَوْمَ الْوَأْوَ وَهُوَ بَطُونٌ عَلَيْنَا جَمِيعًا امْرَأَةً امْرَأَةً فَيَدْنُونَا وَيَلْمَسُ مِنْ غَيْرِ مَسِيسٍ حَتَّى يُفْضِيَ إِلَيَّ الَّتِي هُوَ يَوْمَهَا قَبِيئَتْ عِنْدَهَا. (مسند احمد: ۲۰۲۷۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ ہر روز ایک ایک کر کے اپنی تمام بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تھے، پھر ہر ایک کے قریب ہوتے اور اس کو مس کرتے، البتہ جماع نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ اس بیوی کے پاس پہنچ جاتے تھے، جس کی باری ہوتی تھی، پھر اس کے پاس رات گزارتے تھے۔

(۷۱۴۴)۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَأْحِلَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِخْدَى عَشْرَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: وَهَلْ كَانَ يُطِيقُ ذَلِكَ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ، أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِينَ. (مسند احمد: ۱۴۱۰۰)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات اور دن میں ایک گھڑی میں اپنی تمام بیویوں سے جماع کر لیتے تھے، ان کی تعداد گیارہ تھی، قنادہ کہتے ہیں میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ میں اتنی قوت تھی؟ انھوں نے کہا: ہم یہ بات کیا کرتے تھے کہ آپ کو تیس آدمیوں کی قوت دی گئی ہے۔

(۷۱۴۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَأْحِلَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِخْدَى عَشْرَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: وَهَلْ كَانَ يُطِيقُ ذَلِكَ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ، أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِينَ. (مسند احمد: ۱۴۱۰۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی

(۷۱۴۳) تخريج: اسنادہ ضعيف، ابن ابى الزناد، وهو عبد الرحمن، قد تفرد به، وهو ممن لا يحتمل تفرد، أخرجه ابوداود: ۲۱۳۵ (انظر: ۲۴۷۶۴)

(۷۱۴۴) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۶۸ (انظر: ۱۴۱۰۹)

(۷۱۴۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۰۹۹، ۵۷۱۴ (انظر: ۲۴۸۵۸)



قَالَتْ: لَمَّا نَقَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَمْرُضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَ لَهُ - (مسند احمد: ۲۵۳۷۰)

طبیعت بوجھل ہوئی اور آپ ﷺ کی تکلیف شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ نے اپنی بیویوں سے اجازت طلب کی کہ آپ بیماری کے دن میرے گھر میں گزارنا چاہتے ہیں، پس انھوں نے اجازت دے دی۔

**فوائد:** ..... جس آدمی نے ایک سے زائد شادیاں کر رکھی ہوں، اس پر فرض ہے کہ وہ ان کے درمیان عدل کرے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِمَّنْ وَكُنْتُمْ وَأَنْتُمْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةٌ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَذْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا﴾ (النساء: ۳)

”اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے تو اور عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کر لو، دو دو، تین تین، چار چار سے، لیکن اگر تمہیں برابری نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے یا تمہاری ملکیت کی لوٹنی، یہ زیادہ قریب ہے کہ (ایسا کرنے سے نا انصافی اور) ایک طرف جھک پڑنے سے بچ جاؤ۔“ زیادہ بیویوں میں انصاف کرنا اتنا اہم مرحلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ برابری نہ کر سکنے کے خوف کی وجہ سے ایک بیوی یا لوٹنی کا حکم دے رہے ہیں۔ کسی ایک بیوی کی طرف طبعی میلان زیادہ ہو سکتا ہے، لیکن اس سے عدل و انصاف کے تقاضے متاثر نہیں ہونے چاہئیں۔

### بَابُ مَنْ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِضَرَّتِهَا

ایک بیوی کا اپنا دن اپنی سوکن کو ہبہ کر دینے کا بیان

(۷۱۴۶) - عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ، وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ أَنْ سَوْدَةَ بِنْتُ زَمْعَةَ كَانَتْ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَبْتَغِي بِذَلِكَ رِضَا النَّبِيِّ ﷺ - (مسند احمد: ۲۵۳۷۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے، جس کا قرعہ نکلتا، اسے ساتھ لے کر جاتے تھے اور آپ ﷺ اپنی ہر بیوی کے لئے اس کی رات اور اس کا دن تقسیم کرتے تھے، لیکن سیدنا سودہ رضی اللہ عنہا اس سے مستثنیٰ تھیں، کیونکہ انہوں نے اپنا دن اور رات ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا، سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا مقصد نبی کریم ﷺ کی رضا تاثر کرنا تھا۔

**فوائد:** ..... جب سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا عمر رسیدہ ہوئیں اور ان کو یہ شبہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ ان کو جدا کر دیں تو انھوں نے اپنا دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا اور آپ ﷺ نے ان کا یہ ہبہ قبول کر لیا، یہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا کمال حکیمانہ فیصلہ تھا۔

